



**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No.

۱۹۱۵۲۳۲

Accession No.

۱۲۸۶۱

Author

نس - نس

رتن ناتو سر شکار

Title

سیر ایسا ر حیدر آفد

This book should be returned on or before the date last marked below.

۱۹۷۶





شکر پور دگر

# سیر کسار

جلد اول

جوہندوستان کے مایدناز باعثِ فتح و پندت ترن ناتھ شرما

کی بحرِ نواج طبع کا ایک درخشندہ نمونہ ہے

بہ سب سے تمام مالا کلام و بہ تمام

checked 1975

کیسری داس ٹیپو پرنٹرز

بار چارم ۱۹۳۴ء

مطبع نامی نشانی کشتواکھنویں مع ہو کر شائع ہوا

حق تصنیف و طبع بنی مطبعہ نہ محفوظ ہے



۴

# سیرکسار

## پہاڑ کیا شو ہے

جسے دیکھے دور سے ہو۔ یہ کیا بات ہو۔  
 ان کے حضور سبب اسکا ہو کر گریوں بن کر غصا جی لے گیا  
 کہو تم میں انکا ملک سرد ہو تا ہوا نہ بیان کی گئی کہو بہت  
 بسل سی بیگ کچھ دن کے لیے پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں  
 ع۔ یہ پتا تو کیا شو؟ پہاڑ کا نام تو برسوں سے سنتے آئے ہیں  
 کبھی جانے کا اتفاق نہیں ہوا جی مشکل پہلا میں ہیں وہ  
 پہاڑوں ہی کے سطح میں نہلا لوگ کہتے ہیں غلام کام  
 کیا پہاڑ اٹھا ہوا تو حضرت اس سے تو پا یا جاتا ہو کیا ہوا کہ  
 وزنی شو ہو۔

ان۔ وزنی تو ضرور ہو گا۔ مگر آخر وزنی کی بھی کوئی انتہا  
 بہت وزنی ہو گا کوئی چھوٹے کا ہو گا۔  
 ع۔ نہیں جتن تو کیا ہو گا اور اگر وہی چھوٹی ہو تو۔

۱۔ عسکری ع۔ نواب محمد عسکری صاحب سیادہ صولت جنگ لکھنؤ  
 کے مرنے والے امیر کسیر کے لڑکے ناز و نعم کے پروردہ مگر غصا  
 اور زور و کج اور حسین آباد مبارک کے باہر خدم نہیں رکھا۔  
 ۲۔ نور۔ سن تیرہ بیت یافتہ اور تجربہ کا آدمی جہانیا جہان  
 ع۔ (نواب محمد عسکری) کیوں صاحب گریوں میں چلا گیا  
 رخصت کیوں زیادہ لیتے ہیں اسکا کوئی سبب ضرور ہو کہ کہو  
 یہ لوگ اپنے وقت کے لغزان ہیں انکا کوئی فعل خالی از حکمت  
 نہیں ہوتا اور گری کی فصل میں کم سے کم فیصدی اتنی خود  
 دہیسنی کی رخصت لینے کے۔ تھ بڑے صاحب رخصت لینے والے  
 چھوٹے صاحب گئے۔ اور برسوں جوئل (جزل) صاحب  
 اسباب لہد ہا ہو۔ گریوں بھر ہی تانہ زہار ہوتا ہو۔ اور  
 سرفی میں انکا دکھ ہی کوئی رخصت لیتا ہو تو لیتا ہو ورنہ

لا حول ولا قوۃ۔ کوئی ایسی ذلتی شو نہیں جو ملک تو مانتی ارٹنے

طبع جانور کو دم پانکے کے روک لیتے ہیں تو شے نہیں دیتے  
ہاتھی کیا اب چھو میں سے بھی کہ ہوگا۔

ان۔ (مسکرا کر) آپ بھی انھیں کس میں معلوم ہوتے ہیں جو  
خسکے کے کھیت ڈھوڑتے ہیں۔ پھاڑوں سے بالکل واقف ہی  
نہیں بہاڑ کو تو آپ بالکل کھانا ہی سمجھتے ہیں۔ آپ کی فٹ  
کی چڑھائی کو مدد ہے ان اور یہ معلوم ہی نہیں کہ بہاڑ دن  
کی چوٹیاں سات سات ہزار فٹ بلند ہیں ہوش تو اڑ گئے

ان۔ کیون جناب یہ بہاڑ آخر کوئی چھڑی یا سیما ہی بنا بیٹ  
کا بنا ہوا ہے۔ یار دلی کا گھٹھو۔ یہ ہر کیا؟

ہو گئے جناب۔ ع  
تھنہ دیکھے ہی نہیں ناند نراکت والے۔

ع۔ (کانون پر ہاتھ رکھ کر) سمجھی کوئی بڑی ذلتی ڈوڑ۔ جیسے  
تال جھکے تھوڑے لوگ ٹھہرتے ہیں۔ گوہنے بہاڑ کچھ جگہ نہیں  
دیکھے مگر اونچے اونچے ٹیلے لہر دیکھے ہیں۔ بہاڑ ان ٹیلوں سے  
کوئی چوگنے ہوتے ہوئے انتہا دہشت گئے تھی۔

ع۔ سات ہزار فٹ کی بلندی!! ایذا ڈا باسد! ایشوں گئے  
دامد سات ہزار فٹ کی بلندی کو چھوٹا ناہر بھیجی ہیں تو یقین نہیں

ان۔ جی ہاں لیکن انتہا چار دیکھا کوئی میل بھر کے ہر  
لا حول ولا قوۃ!۔

آ۔ آپ میں نافرقت کچھ کہنا ہے میں۔ سات ہزار فٹ  
کچھ آپ نے دلی کی مقرر کی جو بہاڑ بندہ کوئی آسمان ہوا

ع۔ اب یہ دریافت کرنا لازم آیا کہ کس شے سے بنے ہیں  
سات ہزاروں پرورخت بھی تو میں تو اس سے معلوم ہوا

ان۔ ہاں ہاں کیا! آسمان بھی تو آخر کیا۔ آپ کچھ فنانے  
کو تھے مگر وہ دانتوں کے رکھے۔ سات ہزار فٹ کی

ہر کوئی کمال ضرور عوارسل کی معنی مٹی ہی کے ہوتے ہوئے  
جب تو درخت لگتے ہیں کسی سے دریافت کرنا لازم ہے

بلندی تو کوئی بلندی میں بلندی نہیں ہے۔ بھائی جان آئیں  
آئیں سات ہزار فٹ کی بلندی ہوتی ہے۔ پانچ میل کے قریب

ان۔ پیڑ تو جھیرا لگتے ہیں سکتے۔ لہذا مٹی ہی سمجھیے مگر کسی  
پڑنے وقت کی مٹی ہوگی۔ یہ بودی مٹی مٹی تنو کی کہ بانی پڑاؤ

ہوئی۔ ڈھالی کوس۔ آپ میں کس خیال میں نہہ نواز  
آپ نے شہر کی چڑھائی کی اپنی کسی دامد۔ ایک فہر

پسلسگی دوی بھی شل چھڑے ہوگی۔

جہل۔ کے دیکھیے تو کہ بہاڑ کیا شہر ہے۔  
ع۔ خدایا بناؤ! تو انسان کوئی سات اٹھ گھنٹے میں بہاڑ

ع۔ مسکرتے انسان کا لہہ بہتا ہے اور کئی فٹ کی چڑھائی چھڑی  
ہوتی ہے چھٹاں کچھ گوارا کر سکتی ہے کہ اتنی بڑی چڑھائی کوئی

کی چڑھائی کوں چڑھائی چڑھ سکتا ہوگا۔ ہم ایسے نادان فٹ  
آدی تو ہاں نہیں ہی جانتے۔

جہاں کے لا حول ولا قوۃ بہت ہوئی بھائی صاحب یہاں  
تو بھائی صاحب اگر سیدھے زینے ہوں تو چالیں نہ ہوں

ان۔ (ہنس کر) سات اٹھ گھنٹے! امشاء اللہ! اجمعی  
جناب بہاڑوں کی دشوار گزار ہے آپ ابھی واقعہ ہی

ان کے بعد دم ٹوٹ جائے اور کسی مکان کے زینے چوڑے  
ہوں اور سیدھے چلے گئے ہوں تو معاذ اللہ

نہیں اس جھکے ساتھ جانا ہوتا ہے کہ الامان کچھ  
نہ ہو جیسے۔ یہ تو خورای ممکن ہے کہ بہاڑ کی چوٹی پر

بھیر ہو جائیں۔ نہ کہ کوسوں کی چڑھائی چوٹی پر

آپ سیدھے ہی پہنچ جائیے۔ یہ بھی کوئی میدان ہو کہ انسان  
سیدھا چلا جائے چکر کھاکے جانا پڑتا ہو۔ جیل کو  
کبھی نہ لاتے ہو۔ دیکھا کر۔

ع۔ آپ نے بھی غضب کیا اور سدا۔ اب کیا جیل اور کو  
کو بھی اڑتے نہیں دیکھا ہے۔ مقبول۔

ن۔ اچھا اصل جیل کیونکر اڑتی ہے جیل کو بھی سدا اڑتے  
ہوئے نہ دیکھا ہو گا جب اڑی جا کر کھاکے اور نہ لاتی ہوئی  
اگر سیدھا اڑے تو دم ٹوٹ جائے حقیقت حال یوں ہو کہ  
پھاڑ کے دیکھے بغیر دینا کے شنبہ فراز سے انسان واقف  
نہیں ہو سکتا خلیفہ و فرازا تو انسان بھی دیکھ سکتا ہے جب  
پھاڑ کی چوٹی پر چڑھے اور پھر نیچے اڑے۔

ع۔ والدہ کیا بات کہی کہ تو حضرت کسی ترکیب سے پہاڑ  
کی سیر کرنی چاہتے۔

### سفر کوہی کا شوق

میان نور کی روشنی میں اورسانی و قاضی و جاویدانی  
و مجروح ازی نے وہ رنگ اتر چھایا کہ خود عسکری کو سفر کوہی کا  
شوق پڑا۔ گو انھوں نے غنائت یزدی سے طبع نورانی  
پائی تھی۔ جناب باری نے عقل و دین و عطا فرمائی تھی مگر حوالی  
مواہی فریق مصاحب سب قلعہ پر انداز تہذیب نفس ہمارا  
تخریب ملے تھے۔ طرز معاشرت قابل افسوس تھا ان کے مان  
انہی نیکوکار تھے۔ انہی کے خواب غفلت میں پڑے  
رہتے تھے۔ انہی کو ٹھین اور حرا و حرمین انھیں تھے  
ہوئے۔ اڑے اور بھر لیٹ گئے۔ خدا مگر حاضر ہوا اور  
پانوں و بانے شروع کیے تو پھر آگ لگ گئی ان کے  
کے بعد آنکھ کھلی۔ پٹنگ ہی پر بیٹھے بیٹھے نہ دھوا  
آبدار غلنے والا بیچو ان بھر کر لایا محمد علی کی دوکان  
کا دوسرا شکر شکر کو خدا خدا ان میں کلہو دیان یائیں

سکر نے لٹھی لیتے کھاتین

اتنے میں صاحب آئے۔ فقرہ بازی شروع ہوئی۔ ایک  
گھنٹہ تک پس اڑائیں ایک گھنٹے کے بعد چاند کا شعلہ ہوا  
خود بدولت اور کل حاضرین و صاحبین کنت و اڑگون کی طرح  
اونڈھے پڑے ہوئے چاند ڈاڑھانے لگے جب کبھی چھینٹے  
پنی چکے اور فریغ بن ہوئے تو تھوڑی دیر میں غدرنگار  
نے عرض کیا خداوند خاصہ چا گیا کھانے کے وقت  
چرمیگوں کا شروع ہو گیا۔

عسکری۔ قصد ہے کہ اسکے پہاڑ کا سفر کریں۔

آخر حضور پہاڑ کا سفر کیجئے؟

ممن۔ سیر باشد۔ یہ سفر کیا خداوند؟

ع۔ ہمیں شرم آتی ہو کہ آجک پہاڑ نہیں دیکھا۔

ممن۔ اس میں شرم کی کیا بات ہو پیر مرد شد۔ پہاڑ  
دیکھنے سے کیا تاروں کا فزادہ نہ بھائیگا۔

آخر۔ ایک پہاڑ پر کیا فرض ہو حضور۔ ابھی سہلو گوں  
نے دیکھا ہی کیا ہو خاک؟ جب ملکوں ملکوں کی سیر  
کرے تب البتہ انسان پختہ مغز ہو کر وود کی زندگی  
میں کیا کیا کرے۔

دربارہ مجوں کو کہہ دھو مجوں کو  
ہر تہہ رتے پہن لکھوں کو

ممن۔ خداوند گزیر پہاڑ چاٹے کا قصد نہ فرمائیے گا۔ اور  
تو توبہ۔ جناب والد کو ایک بار جانے کا اتفاق ہوا تھا  
و حسرت کر گئے میں کہ جیسا اگر کوئی کوہ و کوہ روپے بھی  
دے تو ہمارا کی طرف نہ دیکھتا۔

عسکری۔ کیوں۔ یہ کیوں۔ آخر  
اسکا سبب؟

ممن۔ خداوند نظام دست لیتے غرض کو تیار اندر خدا

ایسے سفرے در گذرا۔ اور جو ٹو بھر طے کے تو کیوں  
کے نہ رہے۔

محسن۔ گرے تو ہڈیاں تک نہ ملیں۔

ع۔ او تو بھگتا چور ہو جائے۔

محسن۔ خداوند اک ذرا سی بندی پر سلسلہ کی بھگتا  
ہو تو کانپنے لگتا ہے کہ بہاڑی چڑھائی۔ خدا کی قسم ذرا  
بچے کی جانب نظر کی اور کانپ اٹھا۔

ع۔ چرا کرے کتنا قائل کہ باز آید پیشانی۔

اختر۔ ہر تو بہاڑا کا سفر نہایت دشوار گذار۔

محسن۔ امی حضرت تو بہ ہی بھلی۔

ع۔ ہر سے چڑھائی پر نہ چڑھا جائیگا اور ایسی چڑھائی!

مگر کیا ادھر ادھر اینٹ یا پتھر کی منڈ بنیں جی ہوتی ہر

محسن۔ (توقہ لگا کر) خداوند منزلوں اور برسوں

کے راستے میں منڈ کی سی۔

اختر۔ انسان کا کام تو نہیں ہے۔

محسن۔ امین کیا شک ہے۔ دوسو منزل تو ایک ادنیٰ

بہاڑی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

اختر۔ حضور ستم بہاڑی کو زمین پر جی جین ہوتی ہیں۔

ع۔ خداوند! تو بھی ضرور چلیں گے لاکھ کام چھوڑ کے چلیں

اور پھر چلیں۔

اختر۔ وہ پادشہن جہنم مراد آباؤن کمی تھیں۔ مٹا اور پتا۔

خدا گواہ ہے خدا گواہ ہے! یہی صورتیں آج تک نظر میں گذری ہیں

ع۔ بھئی چلے لوہر کی دنیا اور دھو دھو جاتے ہیں ضرور چلیں گے

محسن۔ ان بہاڑوں کا نہ سب کیا ہو ہندو میں یا مسلمان

ع۔ ابی اس سے کیا بحث ہے۔

اختر۔ وہ ہندو ہیں یا مسلمان مطلب جن کو سونہ ہے ہر

ع۔ یہ کہیں چلے تو ان جلال ہندو مسلمان دونوں کو شرم ہو

حضور یہ خیال دل سے نکال ڈالیں۔

ع۔ اگر تو صاحب کوئی سبب بھی بنا لیگا۔

اختر۔ بھئی عجیب فن کے آدمی ہو والدہ۔ ارے

سیان بہاڑوں نے کیا قصور کیا ہے آخر کیوں معلوم تو ہو جیتے

محسن۔ حضور بس یہ ملاحظہ فرمائیں کہ جناب والدہ نے

بہاڑے کو سفر میں یہ تکلیف اٹھائی کہ وصیت کر گئے۔

ع۔ بلکہ شیشہ فراز سے انسان واقف نہیں ہوتا۔

محسن۔ یہ دوشہید یہ حضرت نور کی دعا ظلی ہے۔ باقی عرض

کر دینے سے مطلب تھا ماننا ماننا آپ کے ہاتھ پر۔

سمجھانے سے تھا ہن ہر گلاب | اب ان نہ مان تو ہر مختار

اول تو حضور یہ ملاحظہ فرمائیں کہ کوسوں کی چڑھائی چڑھنا

بھلا حضور سے چڑھ جائیگی۔ شہنشاہ۔ درگاہ کج جاتے ہوئے

ہانپ جاتے ہیں حضور نہ کہ کوسوں کی چڑھائی۔ پھر راستہ قدر

مقدور شکر الہا مان۔ ذرا سی گپا ڈھٹی اور دونوں جانب

کوسوں کا شیشہ بچے دیکھا اور پھر پھر کے آدمی گر پڑا۔ دھڑل

دھجھو تو خوت۔ بائیں طرف نظر ڈالو تو خوت۔ اور جو پتھر

میں آگ لگی تو چلیے بس ختم شد۔ جل نہیں کے کباب

ہو گئے۔

واجب۔ دایہ ہو خالص۔ اور یہ جو لکھو کھا آدمی بہاڑوں

پر رہتے ہیں یہ کیوں کر رہتے ہیں۔

محسن۔ انکی اور بات ہے بھائی جان۔

واجب۔ اور بات کسی۔ کیا وہ انسان نہیں ہیں۔

محسن۔ بھلا حضور بہاڑے کے سفر کے قابل ہیں۔

واجب۔ کیوں نہیں ہیں۔ ٹوڑن پر جا بیٹھے

محسن۔ ٹو پر چھ کوس کی چڑھائی پر جا بیٹھے ہر ہوش

کی دوا کر دے۔ اور جو ٹوٹھو کر لے۔

ع۔ ٹو پر ۹ واہ واہ سے نہ جایا جائیگا۔ بندہ

گروہوں عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود اٹھوا کر کبر علی اوت  
ہو یہ آخر اسقدر اختلاف مذہب کیوں ہو۔

آخر حضور تعصب۔

تقریر اختلاف بین کون کون کون

کھانے سے فراغت پائی تو لڑا گرم دو دھوا جاسے کئی اور  
نوا صاحب نے مع مصاحبین نوش فرمائی۔ حقے چوان آئے  
سنگ تیرہ کوئے ساری مچھل کو لہا دیا۔ چھوڑ کر مصاحبین کے  
دراہوت خستہ خستہ کر پڑے۔ قلی نے کھانچا کھینچا تو  
کیا مصاحب بھی لیٹے اب خوش گویاں موزوں لیں ایک  
مصاحب نے کہا کہ کون حضور مجھے ہجرت ہو کہ کسماں تیوں  
کے کیونکر کھڑا ہو دو سر لہو لاخداوند بلاؤ کھانے کے بعد بھی وہ لکھیا  
دور کی سچھتی ہو دیا فت فرستے ہیں کہ یہ سمان بے ستون کے  
کیونکر قائم ہو تیسرے مصاحب نے کہا حضور بہت دور کی سچھتی  
جو تھا بولا خداوند اتو بیزمین اور آسمان کے خطابے ملانے  
لے۔ اسپرٹز اتھیر پڑا چھوڑ کر خوب کھلکھلا کر سننے فرمایا کہ  
زمین اور آسمان کے خطابے کیا خوب کہا ہے مصاحب نے اٹھ کر  
تین بار سلام عرض کیا اور کہا حضور یہ سب حضور ہی کے  
فیضان صحبت کا اثر ہے ورتیں ورتیں کہیں دانہ سے

گلے خوشیوں و رحام ہونے  
بد و گنہگار کے شکے یا غیرے  
گفتاں گل ناچیدہ بوم  
جمال منیشیں درین اثر کرد

ع۔ جمال منیشیں یاکمال منیشیں۔

محسن۔ کیا خوب بات فرمائی ہو۔

ع۔ بھئی اس محبت میں آخر شاعر ہیں۔ ان سے پوچھیے  
کہ جمال کا لفظ بیان پر صبح ہو یکمال۔

آخر تیرہ پور شد و دون صحیح ہیں۔ اسمعیل و حبیب الجلال

بحال کے سنی ظاہری حسن و زوہدورتی کے نہیں ہیں میرے  
ناقص علم و یقین میں کمال کے نقطہ سے جلال ہسان پر  
زیادہ موزوں ہو۔

یہ آدمی ہو کہ برسوں جلال رہتا ہو  
دگر نہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہو

## بیگم صاحب کاروٹھنا

اب سنئے کہ لاڈو مری کو ان بیگم کیوں کی پوری پوری  
خبر ہو چکی اور اسنے مجلس میں جا کر بیگم صاحب سے کشت  
چھٹا کہ سنایا سنئے ہی بدو لغ ہو گئیں اور کہا (انکو کیا کیا  
بیگم مری کی باتیں جو جتنی ہیں اور اسنے کی عنایت سے جو جتنی  
ہو انوکھی ہی سمجھتی ہو۔ اس بے کن کے حصے کوئی  
پوچھے بہاڑ گنڈوڑے میں کیا وہ صرا ہو) لاڈو نے کہا حضور  
ہمارے محلے میں ایک خانساں رہتا ہے وہ بہاڑ کے  
نام سے کاٹون پر ہاتھ دھرتا ہے اور کہتا ہے چاہے کوئی  
کس کی عرض پچاس روپیہ مینا بھی دے تو میں عاٹ  
بہاڑ پر نہ جانے کا حضور وہاں تو ذری سی بگ ڈنڈی ہو  
بے ایمان کی قبر کی طرح تنگ ہو ہو جو ایک ذری پائوں  
پھیلے تو انسان کین کا نہ رہے۔

بیگم صاحب نے کہا۔ لاڈو۔ جسین ملی سے کہد کہ ذری ملا  
کے کہو ایک فردی کام ہو۔ لاڈو نے حسین علی کو دروازہ  
کے پاس بلا کر کہد سرکار سے کہد کہ بیگم صاحب حضور کو  
بلائی ہیں اور فرماتی ہیں کہ بڑا کام ضروری ہے ذری کڑے  
کھڑے ہو جائیں جسین ملی نے کہا اس وقت تونہ نہیں  
ہو کہنے کو کہو جاکے عرض کر دوں۔ مگر خفا ہو جائینگے  
لاڈو نے کہا تمکو اس سے کیا بحث ہو۔ اپنی راجہ  
زوال۔ جو حکم سرکار نے دیا وہ بجا لاؤ جسین علی نے



جاکہ دیکھا تو سب کے سب چلے خراٹے لے رہے تھے  
 چکھا تلی نے کہا بے پاؤں جاؤ۔ ابھی ابھی سرکار کی  
 آنکھ لگی پڑا تھے بن ایک صاحب نے آہستہ سے کہا۔  
 سرخانے کے آہستہ ہو۔ ابھی تک رونے لڑنے سو گیا  
 حیدر علی نے جاکے لاؤ سے کہا کہ سرکار آرام میں ہیں  
 لاؤ نہ گئے صاحب سے عرض کی کہ حضور سرکار آرام میں ہیں ابھی  
 ابھی آنکھ لگی ہے کوئی دو گھنٹے میں بیدار ہوئے۔  
 بیگم۔ (ب) ابھی ہم کچھ نہیں تو بستر پر دو رکعتیں پڑھنے لگے  
 کیا ذکر کرتے ہیں۔

لاؤ۔ حضور کی بلا اجازت تو جوت تک نہاٹینگے۔  
 ب۔ جسے جو وقت ذرا بھی ذکر کرنے کے ہم کیسے اگر تیرے بھارت  
 کے سفر کی نیاری کی تو ہم زہر کھا لینگے۔  
 ل۔ ایسا تو آپ اٹھیں حضور۔

ب۔ ابھی ایسا نہیں کہ ہمارے حکم کو خواہی تو ہٹائی نہ  
 ل۔ جی ہاں بیگم صاحب بہت مانتے ہیں۔

ب۔ نہ کیونکر یا نہیں۔ نہ مانتا کیا معنی۔

ل۔ او حضور ایک تو جوائی اندر کھسکے جس میں پردہ۔  
 ب۔ تم بڑی بے ادب ہو گئی ہو لاؤ۔

ل۔ ہنس کر، دوسرے روپہ تیرے بیٹھے جو تھکن

ب۔ میں رہو کے سوچتی ہوں کہ یہ انکو سوجھی کیا۔

ل۔ حضور بات ساری یہ کہ کسی نے بے کلام دیا۔

ب۔ امیں بھی دس بارہ ہزار بیٹینگے۔

ل۔ امیں کیا شک ہے حضور۔ سرکار ہمارا دل گواہی دیتا  
 ہے کہ جب حضور کی خفگی کا حال دیکھینگے تو پھر جانے کا  
 نام نہ لینگے۔

راوی۔ لاؤ نے اچھی کھڑی کھڑی سنائی کہ محمد عسکری کو لگا پڑا  
 اور خیال سے تو مرتد اس قدر کہ باگیم صاحب نے شیعہ دارین جو ان

ہیں روپے والی ہیں عشق صرف روپیہ کا اور محبت فقط  
 و تہقہ کی جو باقی اعدائے جہل و بھلا بے اجازت  
 بہار کے سفر کو نوکر قصد کرتے خوف و تنگی ہو گا کہ مبادا  
 و تہقہ ہاتھ سے جاتا رہے کہیں جلدین یا خفا ہو جائیں  
 اتنے میں محمد عسکری صاحب کی نگہیں ملے ہوئے علی بن  
 قشریف لائے بیگم صاحب نے انکو دیکھتے ہی منہ پھیر لیا  
 اور جیسے یہ تو پہلے کے کوٹھے انھوں نے ایک غیبی لہجہ  
 کے ساتھ طرارہ بھارت کو کھٹے سر جو رہیں۔ لاؤ چہرے اچھا کر  
 گئی اور جھپ سے دروازہ بند کر لیا۔ محمد عسکری کے فرشتے

میں بھی نہیں کہ اس بدروافی اور خفگی اور تہقہ کا سبب کیا ہے  
 بیعت تیرے سے اور خود ہوں سے پوچھنے کے کہ آج کیا ہوا  
 ہے کہ بیگم کا کہتے ہی خفا ہو گئے در اس قدر خفا ہو گئے کہ کوٹھے  
 پر جلدین۔ زینے کے دروازے کے اس جا کر غل چھاننا شروع  
 کیا کہ دروازہ کھول دو دروازہ کھول دو ہمارے بیٹے  
 اب انکو ابھی زیادہ حیرت ہوئی انھوں نے لاؤ کو بلا  
 اور کہا دروازہ کھول دے۔ لاؤ بھلا بیگم صاحب کے حکم کے  
 بغیر کیونکر دروازہ کھول سکتی تھی خاموش ہو گئی۔

عسکری۔ لاؤ اگر نہ کھولتی تو تماشہ بھی دیکھنے کی کدیا ہوتی  
 لاؤ۔ او تو حضور امیں نوڈی کا کونسا تصویر ہے۔

عسکری۔ بیان ہوئی کی لڑائی جیسا کہ میں نے جیٹری  
 ہم اور وہ پھر ایک جگہ بیٹھے تھاری چچن گئی آجیسی۔

لاؤ۔ یہ بڑے اندر صحر کی بات ہے۔ اب سرکار تو منع کر رہی

ہیں بھلا حکم کے بغیر میں کیسے دروازہ کھول دوں حضور ہی  
 انصاف کریں۔

عسکری۔ آخر خفگی کا سبب بھی تو کچھ معلوم ہو۔

لاؤ۔ یہ حضور جان میں باگیم صاحب جان میں۔

عسکری۔ اچھا تم ہمارے طرف سے دکات کر پوچھو ہم سے

کیا گناہ ہوا جو صورت تک دکھنا ناگوار ہوا۔

لاڈو نے کہا ہاں یہ بات مانی۔ کیوں سرکار (بیکم صاحب) کی جانب مخاطب ہو کر ہمارے حضور دریافت کرنے ہیں کہ آپ کا ہے سے خفا ہو گئیں عسکری نے آواز بلند کیا۔

ہر دم آرزو کی غیر سبب راجہ علاج  
ہا کہ شیتیم زلفیغ تو غضب راجہ علاج

مین تو غفلت اندر یافت کرنا چاہتا ہوں کہ ہے کیا اجرا  
لی مغلانی ہنسنے لیکن۔

سفر کس کے عزم سے انکار

محمد عسکری نے جو یہ رنگ کیا تو ڈنگ ہو گئے اور غلانی سے اسکی وجہ دریافت کی۔ اسنے صاف صاف عرض کر دیا کہ حضور کسی نے بیکم صاحب سے ان کے شرطی کے سرکار و دراز حال ہوا کے سفر کی تیاریاں کر رہے ہیں اور غریب جانو اے میں پس آتا سننا تھا کہ جیسے ہاتھوں کے توتے اڑ گئے وہ مناسبت چلی کہ تو یہی بھلی کئی دفعہ میری کہو کہ بلال لاؤ حضور راہ میں تھے خد شکار نے کہا ابھی ابھی آنکھ ملی ہے۔ کچھ نیز جگانے کی کسی نے صلاح نہیں دی بار سے خدا خدا کر کے حضور نشرین لائے۔

مغلانی کی زبانی یہ حال سنکر محمد عسکری مسکرائے اور کہا کہ بھئی کیا کیا باندھو لوگ باندھے ہیں۔ اور ابھی بھی کیا عقل ہو امد۔ لا حول ولا قوہ بات کا جنگندہ اسی کو کہتے ہیں۔ بھلا ہاٹ کے سفر میں کیا رکھا ہوا ہے۔ اگر سفر کو جی چاہتا بھی تو کسی فرحان مقام پر جاتے جہاں روح کو تازگی اور بایستگی ہوتی نہ کہ ہاٹ اور جنگ اور کوہ و صحرا۔ اسے بعد نواب صاحب نے مہری کو آواز دی اور کہا (لاڈو) بیکم کو سمجھا دو کہ یہ کسی نے لپ اڑا دی

بیکم صاحب تنک کر لوہین (بسن ہست بلہ ٹرھ کے باتین نہ بناؤ کپ اڑائی ہو یا مین اپنے کا لون سن چکی ہوں)۔  
رع یہ ٹرے عیسبک بات ہو مردا پس من خدا جانے کیا کیا باتین کرتے ہیں۔ غور تون کا چھپ چھپ کے سننا کیا معنی مگر تم سے کون کہے۔

ب۔ تم ایسے مرد اسی قابل ہیں جو اتنی وہ نکر دن تو تم میرے سر پر چلی دو۔ تمہارا اعتبار کسکو ہے بیٹے بیٹے یا بیچ کی لی کہ ہاٹ رجا شیک کوئی پوچھے سے ہاٹ میں کیا ہو۔  
گھر بار کو خجے جنگل میں جانا کہنے بنایا ہو۔ یہ بوجھ کیا اندھی؟  
ع۔ تو جانتا کون ہے اس بات کا تو کوئی تذکرہ بھی نہ تھا تم تو خواہ مخواہ لڑنے لیکن۔

ب۔ اے کوادرنو غضب خدا آتا جھوٹ میں اپنے کا لون سے چلی آتی ہوں۔ ایک بیچارہ کہہ رہا تھا کہ اہم تے دہر و حیرت کر گئے ہیں کہ بیٹا خود اربا ہاٹوں کی طرف رخ کرنا اور تم کہتے ہو اس بات کا لیکن ذکر بھی نہ تھا۔ ہمارے بھی گوئدے چھوٹے رہتے ہیں۔ ہکو رتی رتی خبر سونچتی ہو یہ نہ جانتا۔

ع۔ ان سب آدمیوں کو نہا بیکم سے برطرت کیا ہو تو سنی ادھر کی ادھر لگاتے ہیں۔ یہ تم سے اُکے کئے ٹول اڑائی ڈلا سکا نام تو بتاؤ۔ ابھی ابھی اسی نے برطرت کیا ہو تو سنی ب۔ واہ وا کیا اہنسی ٹھٹھا ہر موتہ کر گئے تھ تو بس انھیں بگوں سے خوش ہو جو سبوائیں ملائیں جسکو بدلتی ہو لی ایک یہاں حیدر گنج میں ملے ملی ہو بھی کوئی جو جوان سال ہو اور چہرے پر بڑی عینیں ہو بس کھل گئے کہ اوکھا چھا آدمی ہو جسکو کہیے ابھی لا لائیں۔ میں سب متا کر تی ہوں ہکو رتی رتی غلطی رہتی ہو۔ تھے اڑائی میں تو ہم نے بھی بھون بھون کھائی میں جب سے میں نے سنا ہو کھا کا پٹھا ہو

محمد عسکری نے شانہ بکڑ کر کہا۔ ۵

اٹھکے پہلو سے سر پٹ جانے تو آرا جان  
دل کو پر میرے نہایت در پہلو سے خطر

بیک صاحب کو نشانی دیا محمد عسکری باہر شریف لیکے کو کہ  
دوست سے ملاقات ہوئی۔ کہا کھجی والدہ خوب ملے ہم چاہتے  
تھے کہ تمہارے ہی سے کوئی چائیان جمان گشت دوست  
ملیں ہمیں یہ بتائیے مرزا صاحب کہ آپ نے کبھی پہاڑ کا بھی  
سفر کیا ہے مرزا صاحب نے ہنس کر جواب دیا کہ چو خوش۔

یہ اچھا سوال کیا آپ نے کبھی کی ایک سی سی۔ والدہ  
ہر سال گرمی کے دن پہاڑ پر بسر کرتا ہوں آپ بھی کی لیے  
پھرے ہیں۔ بڑے خوش نصیب وہ کو کہ میں جو گرمی کے دن  
پہاڑوں پر بسر کرتے ہیں۔ ہمارے دوستوں میں ایک صاحب ہیں  
آغا حسن قائم المرض۔ بارہن ماٹس لول۔ ڈاکٹر کی صلاح سے  
چھ مہینے قیاتی تال میں رہے ہر روز کا عارضہ اس قیام نے  
لکھو دیادان کی آب و ہوا اور در و زخمسور ایسا ملوڑ خشک  
اور ہاضم دیر سک بانی ہر کہ میں کیا غرض کون ہر عارے ملک  
کے امراجتے ہی میں کہ سخت جسمانی کے ہر قرار رکھنے کا کہ  
ہر شیر بازی اور زرخیزی اور جنگ بازی اور چاند بازی کے  
ہاتھوں تیاہن آپ اتنے امیر کہ قدم بھر نہیں تال ہر اس سے بھی  
تا وہ قصہ میں ہوں حد ہو گئی خدا گواہ چھبہ فرح بخش و  
دلچسپ مقام ہے۔

پہاڑوں کی فرح بخش آب و ہوا

اب محمد عسکری کو دل چاہی سے اس بات کی چٹیک ہی کہ  
پہاڑ کا حال دریافت کریں۔ در مرزا صاحب نے بڑی خوش طبعی  
اور شہزادہ زبانی سے پہاڑوں کی تعریف کرنا شروع کی اور کہا کہ  
جس کوں کو خدا نے عقل و دیر عطا فرمائی ہر دو گرمی کے چار بار  
جیسے کہ ہوتا ہے خاموں ہی میں صحت کو تے ہیں ہر کوں کوں شے

کہ گھر با سب چھوڑ کر پہاڑ چلے۔ واہ کیا سوچھی ہے۔

ع۔ اچھا اب دروازہ لکھو دو قسم کھا کے کتاہوں کہ یہ سب  
باتیں ہی باتیں ہیں۔ جانا اور آنا کیا ہم لوگ سفر کی رحمتوں  
کے عادی ہیں بھلا۔ اور پھر پہاڑ کا سفر اتنی توبہ انسان  
کا وہاں گذر کرمان اور وہ گذر ہو بھی تو ہم بھلا اپنے وطن کو  
چھوڑ کے کب جانے والے ہیں۔ ۵

کیا حقیقت ہر رخ کی ہم سے چھوڑ گئے لکھنؤ  
لکھنؤ ہم پر خدا ہر ہم خدا سے لکھنؤ

پہاڑ کوئی اور ہی جایا کرتے ہونگے۔

سب۔ بندی ان باتوں میں نہ آنے کی شرعی قسم کھاؤ تو  
ماہوں یوں بندی ایک نہایت کی۔ ہاں ہمارے سر کی ہم  
کھاؤ تو شاید یقین آجائے۔

محمد عسکری نے مسکرا کر کہا۔ یا خدا۔ یہ بدگمانی یا شرعی  
قسم کھاؤں اور اس سے ٹھہرے کہ تمہارے سر کی قسم کھاؤں  
اور پھر بھی شاید یقین آئے یا نہ آئے۔ تو یہی قسم کھانے سے  
کیا فائدہ۔

اغرض تو بڑی دیر میں لاؤنے دروازہ کھول دیا اور  
محمد عسکری اوپر ازل ہوئے بیک صاحب کے پاس زانو بڑا نو  
ٹیکھ کر کہا تم بڑی قلمند ہو بس تمہاری عقل آزمائی۔ ذرا سی  
بات میں کوئی لا سفر رد نہ جاتا ہے بیک صاحب نے غوفی کے  
سامنے چٹکی لیکے کہا یہ تمہارے نزدیک ذرا سی بات ہے جس کا  
میں دشمنوں کی جان کا خطرہ ہوا اس کو ذرا سی بات سمجھتے ہو۔

محمد عسکری نے کہا سفر سے تو خطرہ نہیں ہو گا مگر ان ۵

دل کو چھوڑ کر پہاڑ وہ جو سے خطر

ہر عجب شیر کو رہتا ہے ہر اس سے خطر

بیک صاحب بوہن سکویہ کی لٹی اچھی میں ملوم مٹی صفائی  
شیرا کر سے تنے یہ لٹی میں کین تو ہم اٹھ کے چل جائینگے۔

سے جو سرسبز باد افراود جائد او کا فیہ رکھتے ہیں یا جگہ کو  
 کھرا بید قور کی جانب سے یہ آزادی حاصل ہے کیل حکمت لاد  
 ہا۔ ماہ اپریل کے قریب قریب نیلی تال چلے جاتے ہیں اور  
 لائی یا اگست میں پہاڑ سے اترتے ہیں پہاڑوں کے اس  
 قیام سے ان کے دلخ کو قوت آگھوئی کو نور روح کو سرور دل کو  
 مانگی اور اعضا سے نر کیے خاکہ نام حاصل ہوتا ہے جو خند می  
 طہ صبی ہوا کے چھونکے اور دہ آسیرد کہ سبحان لہ چاہے  
 حقد رکھا نکھا ذور اہضم بانی چورن کی خاضیت کھتا ہے  
 ہون بھر میں چار دھوکھائے ہضم۔ یہ آب و ہوا کی خاصیت ہے  
 اور جہط رخ کیجھے وہ سمان نظر آتا ہے کہ اواد اواد پہاڑوں  
 کی اونچی اونچی چوٹیاں اور درو ترسلہ کو یونع اور انہر شا  
 پر سبارا دھو لون کی لپٹ اور پنی پھنی بوباس اور سانے  
 آبشار رون کی روانی اور تالاب صفا کی جھلک وہ لطف  
 دکھائی ہے کہ تالاب دیدہ ہر بڑے خوش نصیب وہ لوگ ہیں  
 جو اس فرخاک کو بہستان میں زندگی بسر کرتے ہیں

ابن سبزوہ این چترہ دامن لالہ دامن گل  
 آن شرح ندارد کہ بغفتار و رآید

اور بیان آج کل یہ حال ہے کہ مارے لون کے پھیر لون  
 کے انسان جھلے جاتے ہیں۔

گیشم سے نکلا پھر جا نہ دین  
 وہاں بھلا خن کی می اور بھلا خن سے کیا سرکار ہر لون ہی  
 انسان شمشیر اجا تا ہر بیانی بہ حال ہے کہ اس وقت چوٹیاں  
 ہیں اور انہر لون چل رہی ہے اور وہاں اس وقت  
 چنوں میں آگ روشن ہوگی بیان تو ہے

مردم جن سات پردوں کے اندر عرق ہیں تر  
 خس خاثر خرے سے نکلتی نہیں نظر سے

اسکے مقابل میں یہ درخز ہے۔ وہاں سرد جہری ہوتی ہے کہ

جس تک بانات یار دئی کے گرم کپڑے پہن کے ذلیکے تنک  
 ہوا کھانے جانا محال ہے۔

محسن۔ آخر اسکا سبب کیا ہے کہ رات بھر کراستہ اور وہاں  
 اس قدر سردی کہ الامان اس کا کوئی سبب ضرور ہو گا حضور  
 ع۔ میلان اسکا سبب کیا دریافت کرتے ہو۔ خدا کی قدرت  
 بس یہی اسکا سبب ہے مگر ان آئین کوئی لم ضرور ہے سبب  
 تو سبب الاسباب کا کوئی کام نہیں ظاہر تو سبب ہی معلوم  
 ہوتا ہے کہ کوہ ضرور وہاں سے قریب ہو گا جب ہی اس قدر  
 سرد مقام ہے۔

حضرا۔ (اپنے دل میں ہنس کر) کوہ ضرور کی قربت میں کیا  
 شک ہے مگر حضور کو یہ بات کہان سے معلوم ہوئی۔ کیا دہن  
 خدا واد پایا ہے تبارک اللہ!

ع۔ بحالی صاحب بندہ نگاہ تو آپ لوگوں کے دو برو سے  
 ہٹے بھی نہیں۔ گزشتہ ٹیپے ذہن میں ایک بات آگئی عرض  
 کر دی ورنہ ہم پہاڑوں کا حال کیا جانیں۔

ساجد۔ ذہن میں تھی نازک بات کا کیا ایک آجائا کوئی  
 ہنسی ٹھٹھا ہر بھلا۔ یہ بھی حضور ہی کا حصہ ہے۔ ہر ایک شخص  
 کے ذہن میں برسوں غور کرنے پر یہ بات نہ آئے۔

ع۔ اسی سردی کے سبب سے وہاں میں کو بھی ترقی ہو کر  
 ملک کے سبب میں ہوتے ہیں۔

حضرا۔ ایک تہہ پہنے وہاں وہ کافی تہہ پیش دیکھی کہ ہونٹ مار گئے  
 ایک نوجوان رئیس زاہر سے ہوا وہاں میں پھرتی ہے پھر لگے  
 ہوئی دیکھیں ایک بت کو کیا کہیں۔

یہ کہہ کیسا بنا کیا سبب  
 مگر یہ معلوم ہوا کہ وہ بت ترسانا خدا ترس ہے خدا جانے حج ان  
 گزشتہ اس کے تشریف نے کھال کیا تھا۔ وہ عین ناک میں صوف  
 ترو پا کیے جینے کے لالے پڑے ہوئے۔ گم ٹری اور سے چون  
 تو ہی سن کا وہ عالم کہ نہیں چھپتا۔ ایک نازن باقر کو سیرنے

دیکھا کہ جو کسے سے جھانک ہی تھی پہاڑ کی ایک چوٹی سے اترتے  
ہوئے ایک کچھ مکھان میں اس صحنہ پر وہیں کو دیکھا مگر حیرت  
ہوئی کہ ایسی ہیاتی پر وہ دشمن یہ یہ کیا سبب کہ یہ مشوق چھٹکار  
دروازے کی لوٹ سے جھانکتی ہے یہ اس خستہ پیر خزان بلایا ہے  
بالا پر تر اس صحنہ میں چلے | اس سبب ہم پریشان نکل پڑے  
پھر کس کسی کی پابند ہو | ان فرساری خدا کی تین تین کھڑے ہیں  
اور سب کا ایک قسم ایک طرف۔ داندہ سے پوری پوری حریف ہیں  
کی جانی کو کہاڑ کیا جو پیر میں یہ سچ بچے کو نہ نہشت برین پر۔  
جستہ لکھان اپنے آپ نہ دیکھے اسی کیفیت سے لکھان میں پوشتا  
اور چار بلخ میں لکھان کوستان ہوں کے امراض کس کو کھو دیا  
کیونکہ قاز قاز ہوا اور خوشگوار اور ہوا اور ہوا۔ اور سب  
کو ہی اور آب و ہوا کی کسی خاصیت رکھتی ہے۔  
موجودہ عسکری کے دل میں اس جادو پوری تقریب سے بزارنگ  
اثر نمایا۔ دو گھڑی دن رہے ہوا کھلنے لگے تو ایک دوست  
سے ایک سلیک ہوئی۔ پوچھا کیسے شکار صاحب آج جدت  
لغات ہوئی۔ کہاں تھے آپ؟ انھوں نے جواب دیا ہاں صیحت  
بلطف رہی تھی میں پہاڑ اگلا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے حکم سے  
تین مہینے میں تل پر باب آجی داسے صحیح و تندرست ہوں۔  
عجب دلہا اور زہست و زانعام جو خانہ دہان کی آب و ہوا کہ  
عجیب تاثیر بخشی ہو۔ اس گفتگو سے خود عسکری کے دل میں اور بھی  
شوق پڑا کہ ضرور پہاڑ چلنا پڑے اور اگر بڑے تو سطر  
راہ پر مصور رہے۔ پوچھا اس وقت کہاں کی تیار ہیں میں  
کہا ہمارے ہاں کچھ دلی سے طیل میں سول حرن نے حکم دیا ہے  
اگر انکو دور پہاڑ پر لجاؤ۔ خود عسکری نے حیر ہو کر دریافت  
کیا کہ کیا پہاڑ کی آب و ہوا اس قدر مفید ہے آخر یہ کہاں کوئی  
بات ہے جس سے یا خیر ہو پتا ہے آخر یہ آب و ہوا میں کونسی  
بات جس سے یا خیر ہو پتا ہے۔ ہم سنا کرتے تھے

کہ پہاڑ کی آب و ہوا خوشگوار ہوتی ہو گریہ نہیں معلوم ہو  
کہ فرض الموت کی بھی دوا ہے۔ صاحب نے کہا اچھا صاحب  
پہاڑ سے زیادہ آب و ہوا کے واسطے اور کوئی جگہ نہیں ہو  
آدھی اگر فی الجملہ خیر و زقیام کرے جو ان ہو جائے۔ ہم  
فی الجملہ ہر سال میں چھ مہینے پہاڑ پر رہتا ہوں اور اگر دوسرے کا  
دولت ہو پتا ہو تو وہاں رہنے سے ڈیڑھ مہینے میں رہ جاتا ہوں۔  
ایک صاحب نے آہستہ سے پوچھا حضور یہ کیا بات۔ آج  
ہوا اچھی ہے تو چاہیے تھا کہ دوسرے کو جس دھماکی میں نہیں  
ہو جائے کہ اور ایک آدمی میں گھر سے جائے اور دوسرے کا  
ڈیڑھ مہینے میں رہ جائے۔ عجیب بات ہے کہ صاحب نے جواب  
دیا کہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ یہ بہت نازک بات ہے کہ  
کچھ میں آزمائش ہے تمہارا خراب شاپا بھارتا ہوا اور بدی گئی  
یہ صحت کا بات ہے۔

موجودہ عسکری نے صاحب کی گفتگو صاحب کی بھادی سمجھے تو ان کی بھی  
نہیں کوئی میں کران میں ان لانے کو تیار ہو گئے۔ جی ہاں ڈیڑھ  
یہ بہت صحیح حضور نے فرمایا یہی بات ہے کہ کچھ شکر ہر ایک صحت  
کے لیے یہ ضروری اور مفید ہے کہ پہاڑ کی آب و ہوا انسان کے لیے بہت  
صاحب نے نصحت ہوئے اور خود عسکری پہاڑ کے سفر کی تہ تیغ کرنے  
لگے تو ایک کیفیت ہے سفر کو ہی کے خلاف تھے وہی نہ کہ  
کہ حضور یہ بات تو کچھ نہیں نہیں کی کہ وہی تو ڈیڑھ مہینے  
اگر ایسا ہی ہوتا تو تو جسکی بڑائی نہ کہ جگہ میں ہی چھٹا ملک ہی  
رہ جائے اچھا ہونا معلوم۔ مزار صاحب نے کہا کہ ان کی تہ تیغ کی اور  
کہا حضرت آپ بھی ہی دہی بڑے لکھے میں آپ کو اس بحث سے کیا  
مظاہر آپ جاکے بیٹرا لائے علمی بحث سے آپ کو مظاہر کیا ہے۔  
لطیف بہا کہ سارا آبشاروں کی روائی اور ملاصحت

کی جا دو بیانی

نواب محمد عسکری صاحب دل میں ٹھکانی کہ چاہے دھڑکی

و ہر جہاں جانی تالی ضرور چلائی گئے۔ اول تو ہاٹکی ہوئی تھی  
 میں وہاں کی تعریف ہی تھی اور عاشق نزل آج تھے دوسرے  
 ایک ہوا کی نسبت تخت تخت جبر دیوں نے گواہی ہی تھی کہ ہم  
 کی مامیت ہستی ہر ادا نمود بہشت ہو چھو بھی سنا تھا کہ طبع  
 اسی ہی بیماری کیوں نہ ادا ہوئی گئی اور اصرار کیا ہو گیا۔  
 یوں تو مرزا صاحب نے پہاڑ کی تعریف کے کی مرتبہ پلاندہ  
 تھے کہ ایک دن کاسمان اس خوف ناپانی اور سحر طرازی سے ادا  
 کیا کہ محمد سکری اور اُن کے صاحبزادے نے قضا جھگڑ گئے اور سبکے  
 ملاوین میں خوف سفر کو ہی نہ گذر آیا۔ مرزا صاحب نے بیان  
 کیا کہ ایک روز ہم اور چند اجابا طیفہ گیارہ کی موافق اور  
 وہ شان صادق چٹا پہاڑ دیکھنے کی غرض سے چلے یہ پہاڑ  
 سطح آب سے و ہزار فیٹ بلند ہے۔  
 ع۔ اس کے کیا معنی۔ سطح آب کے کیا معنی۔

مرزا۔ حضور و طرح پر ہاڑوں کی بلندی کا اندازہ کیا تھا  
 ہی ایک سطح پر کہ میدان ہی زمین سے کھدراؤ چنے ہیں  
 اور ایک اس طرح پر کہ سطح آب سے کھدراؤ بلند ہے۔  
 ساحر۔ و ہزار فیٹ کو چھوٹا ناظر ٹری بلندی ہوئی۔  
 مرزا۔ اور پہاڑ کیا آپ نے نزدیک کوئی کھلنا ہوتے ہیں۔  
 مومن۔ خداوند میں موہن ہوں کہ اگر وہاں سے گزرتے تو  
 کہاں جائے۔

مرزا۔ یہ صاحبزادہ کو۔ اب اور کیا کہوں۔ !!!  
 ع۔ یہ کوئی خیال کیوں پیدا ہوا کہ وہاں سے اٹھ کر لوہا ہی  
 انسان۔ اس میں کان کوئی اطلاع ہی نہیں ہر حضرت۔  
 اختر۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ ہزاروں پہاڑ دنیا میں ہوں اور کھلا  
 آدھی میں سے ہیں اگر کوئی اڑا کر تے تو کوئی اٹھ کر تے  
 ع۔ پہاڑ سونے ہوئے ہوتے تھیں۔  
 مومن۔ خداوندہ کی تعریف میں سے کہوں کہ ہر جہاں

میں جہاں سے رہتے ہیں۔ وہ کوں لوگ ہیں جو میں میں رہتے  
 ہیں یہ بلا غفر فرمائیے کہ اگر ہم لوگ ہرستان میں رہنے کو  
 رہ جائیں اس طرح اگر کہیں جہنم میں نہ کہ میں جہنم میں  
 جائیں بلکہ ہی پر تپاس فرما بھیجے مرزا صاحب نے مسلسل سخن  
 شروع کیا کہ حضور ہم لوگ رہتے رہتے ڈانڈے اور ٹون کی  
 سواری پر چٹا پہاڑ دیکھنے چلے تھے اٹا سے راہ میں جا جب  
 آہستہ کی روانی اور اُنکا ٹھنڈا ٹھنڈا مانی عجیب لطف دکھاتا  
 تھا قلی اکثر جگہ جگہ پر چڑھتے چڑھتے تھکاتے تھے مگر جہاں  
 یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم آسمان پر ہیں اور وہاں کوہ کے اُردی نیام  
 کے بار معلوم ہوتے تھے چھیل میں کوئی تپان جلی تھیں۔ یہ  
 سوار نظری نہیں تھے جو طرف پہاڑوں کی ادھی ادھی  
 چوٹیاں ہی معلوم ہوتی تھیں ورس کوئی ایک غلطی کے سفر  
 کے کہ وہاں ساحل معلوم ہوا۔ پہاڑوں نے بیان کیا۔

یہ خبریں رانا۔ ہم سب کو حیرت تھی کہ بالائی یہ بیجا کیا  
 چوچھا میٹہ کہاں ہرستان پر بھی۔ انہوں نے کہا کہ حضور و  
 برس رہا ہو۔ تب تو ہوا اور بھی حیرت ہوئی کہ یہ۔  
 کیا میں بیجا آسمان سے برسا ہو یا ادھر سے۔ معلوم  
 ہوا کہ پہاڑ اس قدر اونچے ہیں کہ بالوں ان سے نیچے ہیں  
 اور جہنم بخوبی دیکھا کہ ہم آسمان سے بلند تھے۔

مومن۔ خداوند بل سکا تو کسی باگم کی کو قیقین آئیگا۔  
 کیا ہے برکی اُڑائی ہو۔ لاجل دلا توت۔ آسمان کے اوپر  
 ہو چکے۔ آسمان میں جھلکی رگہا استے تھے ہمارے  
 مرزا صاحب نے سچ سچ آسمان جھلکی ہی لگا دی۔  
 مرزا۔ زمین عقل ہو تم کیا ہاتھ یہ باتیں۔  
 مومن۔ اب آپ بالائی پی کے کہو یہ جناب۔  
 مرزا۔ کچھ کہہ رہے ہو۔ نور و کھادین۔  
 مومن۔ اب مجھے کہتے تھے تو کہنا نہیں کہ کہ اتنی ساری

ابن دعا از من و از جملہ جان آئین باد	والسطہ پہاڑ کے جنم کا سفر اختیار کروں۔
مع۔ یہ سب تم لوگوں کی دعا کا اثر ہے۔	اختر۔ بادل اور آسمان کو یہ لوگ ایک سمجھتے ہیں۔
مومن۔ حضور صاحب لوگوں سے ملتے رہتے ہیں بھلا کتنی دریافت تو فرمائیے کہ بادل پہاڑ سے بنے ہوئے ہیں یا نہیں	مومن۔ بادل اور آسمان ایک نہیں ہے۔ بادل تو چلتے چلتے ہیں اور آسمان لا جنب ہے۔
بات ہر بار جیت ہے۔	اختر۔ آسمان پہاڑوں سے بنے نہیں ہیں۔
حزرا۔ کیا کیا بدلتے ہو اؤ دو۔	فرزا۔ مگر بادل تو بنے ہیں۔ یہ تو کئی بار اتفاق ہوا ہے کہ مگر
مومن۔ کوئی بھی زیادہ دین دو و من خرابو زب دتے	پہاڑ کی اونچی چوٹی پر ہیں اور بادل ہمارے نیچے نظر آتے ہیں
ہیں مگر عمدہ سے عمدہ ہوں۔	یہ تو ایک مولیٰ بات ہے مگر ان پہلے ہم کو بھی یقین نہیں آتا تھا۔
مومن۔ کئی بات کا لکھ کر کہا اچھا اسکا فیصلہ جلد ہو جائیگا	جو بنے خود دیکھ لیا۔ اب کیوں نہ یقین آئے۔
اب مرزا صاحب سے چنا پہاڑ کے سفر کا حال سنئے مرزا صاحب نے حقے کا ش ایک حضور اس مقام سے اٹھ کر پہاڑ پر	اسن ابھی واسطی آئی ہے اب بادلوں سے اونچے چڑھ گئے۔ سچ ہے مع۔ جہانگیرہ بیا کوید دروغ۔
بند رہا بن کے کوہ بن بار اسطرح صاف نظر آتے ہیں جیسے	راوی محمد سہری کے دل میں بھی شک تھا کہ بادل بنے ہوں اور انسان اونچے پر بات نہ دے نہ میں میں آتی تھی
یہاں سے وہ سانسے والا سوالہ اگر کہہ دیتے تو دو بیٹے ہیں	مگر جب نظر اور مرزا صاحب نے باہر رکھا تو یقین آگیا اور زلزلہ
بھی نہ ہوئے دور سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بالکل قریب ہیں	کہ میان جس شہر میں انسان کو نکل اور واقفیت نہیں ہے
اور قریب ہوئے عقل دنگ اور ہوش پران ہو جائے	اُسین جھٹکا نواضل و معقولات ہے اور آخر مرزا صاحب
کہ اندر سے بھر پور کے پہاڑ حضور قابل دید ہیں مگر کئی	جھٹکیوں بستے اور فنی اختر صاحب انکی ناپید کیوں
اس شدت کی ہے کہ کیا عرض کروں۔ درود اور سب سے	کرتے گریبان مومن کی طبیعت میں خود پسندی بہت ہے
اور ٹھٹھن اس قیامت کی کہ الامان۔ پہلوک سقد سڑی کے	مومن۔ خداوند اب حضور سے تو خودی زبان نہیں نکالتا
عادی نہیں ہیں لہذا بہت ہی ناگوار گذرتی ہے اور جی صاف آ	ع۔ میں تو خود پسند نہیں ہوں بھائی جان۔
کہ بھاگ جائیں۔ اس پہاڑ کی چوٹی سے برقی کے لہجے کا	مومن۔ استغفر اللہ یہ کون مردود کہہ سکتا ہے۔
کے مینار بخوبی نظر آتے ہیں اور کچھ جھپ سمان ہی ملو گ	اختر۔ خدا کواد ہے کہ حضور کے مزاج کا ایک رئیس بھی تو
نے اسی چال کے ایک ہوا رقام پر بستر بچھا دیا اور حقے بنے	یہاں نظر نہیں آتا۔ فیما بوج میں مرزا جان قدر بہادر
شرع کیے ملتے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت پانی کا گھڑا	اد بہان حضور۔
سر پر رکھے ہوئے آ رہی ہو بس یقین اپنے خداوند جتنے سے مل	ساجد۔ ہزار غیبت ہیں ہمارے حضور۔
سکتے ہو گیا کہ اندر سے حق و صفا۔	مومن۔ حق تعالیٰ حضور الیاس کی عہدے آئین۔
کرے اسے اس نے چلن سیکڑوں	رفقا۔ آئین۔ آئین۔ تم آئین سوج
اود کا کل نے پریشان سیکڑوں	

<p>دو بیٹے لڑویں سہ ماہی تر بدرت تھکوا یا اے حسین ہم ہی کا عاشق نہیں کچھ انہم نہجے دل کی سوچی تر اس کے ترس جا کر میں نے کہا نیکی بخت</p>	<p>دلچسپ حجابہ زرخندان سیکڑن چھان لئے جگہ تان سیکڑن ہم ترے دنیا میں پان سیکڑن نہجے دل کی سوچی تر اس کے ترس جا کر میں نے کہا نیکی بخت</p>
<p>ذرا سا پانی تو بلا دے نیکی بخت کا لفظ وہ نہ بھی گرا پانی کا لفظ سچی گویا اپنی پٹاری بولی میں کہا (میلیا ٹرک پاٹرین و پٹری نہیں اپنے بھائی میں تو دیو دیں) یعنی سلسلہ کو پانی نہ ہا کر ریت میں اپنے ترس میں تو دیو دیں اس ٹھی بولی کے س خیر میں ادا نے یہ لفظ ادا کیے کہ لے اختیار جی چاہتا تھا زب چم لین اب سب کے سب یہ خط ملی گئے ایک دست اسکے نظارے کے لیے دوڑ کے آئے تو پکڑی گر گئی۔</p>	<p>عجاسٹھی بولی کے صدمے مار ڈالا ظالم۔ یہ بصورت تو بے کس تر آفرید خدا تراکندہ دوست از ظلم کشیدہ</p>
<p>اسیر ایک شاعر نے کہا ہے اگر شیخ بھولا ریت کو دیکھا</p>	<p>مہار کا حال اور آئی کی چال</p>
<p>ہمے برجستہ جواب عرض کیا ہے شہزادہ رخت طارش و خاک سے ہے آلو تری لطف کی لہجہ کب نہم ہمارے ہر جا ایک عاشق ترن غم پرست زہد شہزادہ بے آناؤس جیسا کہ روشن دست بھی ہے عاشق تخلص کرتے ہے وہ انتہا سے زیادہ رفیق القاب اور سن پرست تھے بے اختیار آنکھوں میں آنسو ڈھپانے اور کہا ہے</p>	<p>نواب نادر جہانگیر کو شک کی جگہ بھین بھکا کہ پہاڑ کا قیام مغر جھٹ ہوا در طرح کو شش کرتی بھین کو نواہس خیال سے در گذرین اور سار کے سفر کا قصد کریں ایک روز کی خالہ کی لہجہ کی نواہس غم انساہم لے لے آئین تو دیو دیں گفتگو ہوتی۔</p>
<p>عاشق کی خیریت کی بددعا مانا وہ ماہر و قوسلر دتا گئی کہ یہ بیستوں پڑا جنوں نندہ میں پھر اسوقت اسکی اولا کا درد کھینے کے قابل تھی اور اسل دایں نے شہر کے مشفقوں کی طرح بوٹ کا نام نہ تھا۔ بالکل بھڑے بھوے پر سے لوہا (آؤم کلک رو تو چہ) یعنی کہ دی کیوں روتا ہے ہم بھلا کیا سمجھے قیوں نے بھجایا ہائے ہن قت ہا کر دوست حضرت عاشق کے خون جگر پڑا دھجی کلا گری مشورہ</p>	<p>ب۔ (بیم) ہم ہمارے یہاں مردوں کو جو سوچتی ہو الہی عنایت سے انوکھی سوچتی ہو۔ ک۔ (کلثوم) کیوں کیوں ضرر باشد۔ ب۔ صاحب میں کیا کمون۔ کچھ ہنسی آتی ہو اور کچھ سچ ہوتا ہو۔ ک۔ عسکری دہلا میں اور تم میں یوں تواضع کے فضل ہے عشق کا درجہ ہو گناہ میں زری کم ہنسی ہو۔ ب۔ انکی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔ ک۔ کیا آخر ہوا کیا پھر کوئی آنج کی۔ ب۔ کوئی تو تم کو بھی عجب ہوگا۔ ک۔ کیا کوئی موی کسی گھر والے والے ہیں۔ ب۔ نہیں اپنی ہی نوعیت ہو جب سے وہ نکلی گی ترسے پھر کسا نام نہیں لیا اور وہ لایسا انکو اپنے بس بیٹا آئی تھی کہ وہ ہی مصلحت میری چھائی ہو پڑی کو دھن دواتی تھی یہ اور ان</p>



کی بدولت و دشمنی کے بعد ملک کا پھر تختہ الٹا گیا اور مدھیہ و مدھو  
مان کی باخونجی میں تین اور سرگڑھ والی مین۔  
ب۔ اگر مین اس روز بخن کیون نہ وہ ہلائے نہ ملے۔  
ک۔ اگر بختی روز اول نہ کہ بعد نہ ماہ۔  
لاؤ۔ اس کے کیا معنی حضور۔

ک۔ در دست تھے دونوں کی ایک ہی دین دی گئی تھی  
جب دونوں دست ملے تو ایک نے کہا بھائی مجھے خدا کی پوری  
عذاب میں جو بیوی ایسی نک طعنی مکھی راج کی لڑی کہ ناک پر  
کھینچیں بیٹھے دیتی اور مجھے تو گھر کی مرغی وال کے برابر سمجھتی تھی  
جیسے بھونے تو نک اٹھتے جوتی بیٹھے لات دوسرے نے کہا  
بھئی تم بھی کچھ مرد ہے ہو۔ وہ مرد کیا جسکی بیوی قابو  
میں نہ ہو۔ ہماری بیوی تو انھیں ملا کے باطن نک نہیں کرتی  
ہے۔ تو وہ کیا جس روز شاہی ہوئی اسی روز پتھر پتھر  
کی۔ جو باہل سے نکلا اور ہم چاقو لیکے دوڑے۔ تلی بولی  
اور ہتھ بندھا غا دیں سے۔ ادنی کی آواز کان میں آئی  
اور ہم ٹھٹھ لیکے گروہے۔ بیوی بھی سمجھیں کہ یہ کو کوئی بڑا  
ہو۔ بات کرتے تلوار سوت کے پونچھا، کاتب، مٹی اور  
اب ہمارا رنگ خوب جامہ اور۔ دوسرے دست نے کہا اچھا  
ہم بھی لڑے سے ایسا ہی کرے شک کہ میں کسا تو فقیر نے  
دروازے پر آواز دی (سب ٹیرے کی سلامتی۔ روڈی لو آئے  
چنے شاہ کو) سننے ہی ٹھٹھ لیکے دوڑے۔ بیوی حیران کہہ کیا  
ہو اور پھر ٹھٹھ دیں میں لاکو کس کے ایک پتھر نکلیا تو پتھر نے  
گلی بس میں بس جو رتوں پر تھا پٹھٹھانے ہو۔ کوئی برابر  
کا مرد ہوتا تو اس قت تباہ کیا بیوی نے جو کیفیت دیکھ تو مین  
کے دونوں ہاتھ کھیلے اور جھپٹ گئی۔  
میان چھوڑ دو ہیں۔ ہم ایک دھوخن کرینگے۔  
بیوی۔ (دھاتک کرا جیلہ دیوانہ پن کی باتیں نہ کرو۔

مندیہ کی لڑائی اور دونوں کا شمر کے ساتھ شمر۔ یہ اس دھیر میں  
تھے کہ کچھ طلاق لیا دین لیا ان کو رن کفارت کرے۔ اور اس  
مندیہ کی اس نے اپنے کسی چتر میں ملن تھی رتی بلند کر جو  
کھنچتی تھی دہی کر تھے ایک دین میں نے معنا تھی چائی کو رن  
کھائی کہ انیم کھا کے سو رہی۔

لاؤ۔ و۔ حضور وہ بات ہی بس تھی (کشم النسا کی طرح ٹھٹھ)  
حضور ہماری پیچھا جانے اپنے کانوں سا کہ وہ لڑا پیچھا  
کہہ رہی تھی کہ۔ اور حضور میرے ذہن کی کھانے کے چھٹھ جس دین  
مال نادی کا۔

ک۔ (تجربہ کر لیا کہ یہی تھی عسکری در لھا تھے؟  
لاؤ و حضور کہنے لگی کہ (بس بس یہ ٹھٹھ کی گریان  
ہیں نہ لکھا یا کہ گھر کی خرواسے یہ خر کے بھا رو  
جاگے۔ ہم بادشاہ و زبردن کی نہیں سننے والے ہیں۔  
ک۔ اور یہ غرضنا کیے ہوئے۔

لاؤ و۔ کون؟۔ سمرار؟۔ ای۔ اب لونڈی کو  
زبان سے نکالنا زبیا جو اسہ کی قسم جیسے کھینک لگی  
ک۔ خدا جانے مویانہ ورن پر کیا جادو کر دیتی ہیں کہ  
بالکل نئے بس میں ہو جاتے ہیں کیا شکل صورت کی بہت تھی  
لاؤ و۔ ای۔ میں اب کیا عرض کر دین آپ سے۔

ک۔ کیا ہماری ہیں سے (جی صورت تھی اسکی۔ بہ  
لاؤ و۔ انکی ٹیری ہوئی پر تو رن کر دین تھی کہ کھانے کا کام  
بیگم۔ اک ذری جو ان کو ضرور ہو۔

لاؤ و۔ آگ لگے ایسی جوانی کو۔ جو ان کو بون گدی بھی  
کبھی تھی جو جب چرے پر لور ہی نہیں تو جوانی کیا مال ہو  
خالی خالی جوانی ہوئی تو کیا شکل صورت تھی تو کوئی کڑی آنر  
ب۔ انکی بدلت اسکے کہنے بھرنے خوب ہیں کہے۔  
لاؤ و۔ خود دیکھی پڑھ کر لکھی تھی بھائی ہوا بیٹھ ہیں

م۔ کہتا ہوں چھوڑ دو مجھے بس۔  
ب۔ چلو بہت بکواس ہیں۔ سڑی ہو گئے ہو کیا۔

م۔ دو چوہا نکلا۔ چھوڑ دو تم کھا چکے۔

ب۔ کیا نہی پی آتے ہو کیا۔ اسے نوگو دور یہ سڑی ہو  
لے لے قالندار۔ پاگل ہو گیا ہو۔ اسکو پاگل خانے لجاؤ۔

م۔ چھوٹو یہ دیکھو گند پیری دالا بولا۔ میں جا کے اسکو  
ذبح کروں گا۔

راوی۔ گند پیری دالا چلے ہی کا تھا۔ آواز بچان کر  
بہوئی نے اسے کہا ذری اسکو آواز دینا۔ کہو جاتی ہیں

اندر چلا آئے اسوقت کہان کا پردہ۔ ما آؤ ملی ہوئی تھی ہی  
باہر سے گند پیری دالے کو لے آئی اور اس کے ساتھ ہی اپنے

سیان کو بھی بلالائی۔ دونوں نے ان کے ہاتھ پکڑے ہوئی  
نہدی سے باندھ کے کھینچے میں کس دیا تب تو ہوش

اڑ گئے ہاتھ جوڑے کہ از براے خدا اب چھوڑ دو دوسرے  
دن دوست سے جا کے کہا کہ یا رحم تو تمہاری صحت بخل

کر کے اور بھی ذلیل ہو۔ دوست نے کہا اب کیا ہوتا ہو  
گر گشتن و زائل نہ کہ بعد نہاد یعنی جو ہی پرکھ جانے

کے لیے پہلے ہی دن پلے چوہے بھڑکنا تھا۔ اب تو میں  
کے بعد بھلا کیا ہوتا ہو اب تو میری لنگی میان کی صفو ہوئی پاپا

لاؤ حضور کو بھی کیا کیا شائین باوہن۔  
ک۔ ہاں اتنی باتیں ہو گئیں مگر نہ معلوم ہو اگر اب کیا حال کی

ب۔ ایک روز بیٹھے چھانے کچی سے شاگوڑھ جوڑا کہ حضور  
چلے پاؤ کی سرکھیجے۔ انکو اتنی عقل تو ہر نہیں راضی ہو گیا

ک۔ اور مومے پہاڑ پر رکھا کیا جو آتر۔  
ب۔ یہ تو وہ سوچے جسکو عقل ہو۔

لاؤ۔ حضور یہ سب ان صاحبوں کی ٹھکانا ہی ہوئی نہیں  
بدنام کر دیتے ہیں۔

ک۔ جب بد فکر کی روٹان لٹی بین تو لڑی ہی سوختی جو  
اور انکا ہر جہتی کیا ہوا انکو دھڑکی دل ملی ہاتھ آتی ہو اور

نہیں سمجھتے کہ ان موسے سخت خوردن کا کیا جائیگا۔ انکی تو  
ما پانچ تھان کہیں نہیں گئی ہیں۔ انکو اپنے حلوے سے کام

ہو۔ ان بھٹوں نے عہد گھر تیار کر دیے ہیں ایک دلی کوں  
کے۔ اور خرابی۔ جو کہ یہ زمین کھوں دیکھتے جاتے ہیں

مگر ذرا جرت نہیں۔  
لاؤ۔ بیکم صاحب انکی باتوں میں جادو ہوتا ہو۔

ک۔ ہاں ہر تو کچھ ایسا ہی۔  
ب۔ مجھے سے لاؤ نے انکے کہا کہ بیکم صاحب ہاں تو ہاں پر

جہان کی تیاریاں ہیں ہی ہیں ہیں انوں تلے سٹی ٹھکانی سنا  
چھا گیا۔

لاؤ۔ بیکم صاحب ہیں ہاتھ جوڑے کس غرض کرتی ہوں کہ خدا کے  
لیے نوئی کا نام نہ لیتے گا۔ تجھے سامان ہینے دیجیے گا یا نہیں

ب۔ جینک جان میں جان ہو۔ تم چھوٹ نیو سکی تین اکھنم لہا  
کی طرف مخاطب ہو کر رہا نہ تانا سنا خدا کہ میں آگ بھیسو کا

جو گئی اور جیسے ہی سنا کہ اندر آتے ہیں کوٹھے پر چلی گئی اور دروازہ  
بند کر دیا۔ ہاڑنے کہ کچھ دال میں کالا لاؤ۔ ہو۔ اب ہزاروں

خیمیں تیسے میں لاؤ کی خوشامدین کرتے ہیں کہ دروازہ کھول دو  
آخر غفلت کا ہسکی ہو کچھ بھی تو نہیں۔ ٹری رہا شایاں کیا

مگر میں نے ایک دسی۔ آخر کار میں کھانے لے کر باہر جانے کا  
تصدیکر لگا جب میں کھلو امین تو میں نے دروازہ کھلوایا۔

لاؤ۔ اب ایک دن پھر ہی بات چیت ہوتی تھی۔  
ک۔ مگر اسادوہ ہی نہیں کہ ہاڑوں کا سفر کریں۔

ب۔ مادہ نہیں سی۔ لوگ تو مادہ پیدا کر دینگے۔  
ک۔ ہمارے محلے میں ایک آیا ہستی جو وہ سال پہاڑ پہنچے

صاحب کے محلہ پہاڑ پر جایا کرتی جو اس محلے دیانت رکھتی

ب۔ ابھی دہلاؤ۔ مگر جو پاس بہتی ہو۔

کاشم انسا بیگم نے اپنی مہری بھیج کر آ کر بولا یا ایا خان کرم  
مجھ کے سلام کیا اور کہا حضور نے کیوں یاد فرمایا ہے۔

کاشم انسا بیگم نے کہا اب کی تم بہاڑ صاحب کے ساتھ ہیں

گیتن آیا ہے کہا اور حضور بہارے صاحب تو باج میں جاتے ہیں

بہاڑ پر اور شہر میں بیٹھے آ رہے ہیں۔ پوچھا ہرسال بہاڑ جا کے

کیا نہاتے ہیں۔ کہا حضور وہاں کی کتاب ہو کہ ان پائے

بہاڑ تا ہوا تو دو مہینے میں جنگ ہو کے آتا ہو کیسا ہی جا کر کوئی

جنگیوں میں اچھا ہو جائے گا حضور وہاں تو گری کا نام بھی نہیں

یہ جیسی لوں یہاں چلا کرتی تو تو یہ وہاں کہاں ہیں۔ دونوں

یہاں دلی تھی جو اور امیروں کے ہاں میں کی ٹٹی اور نیچے لگے

ہوتے ہیں اور دن کو چلنا دیکھ رہا تھا ہوا تو ان دونوں بہاڑ پر

اس طرح کی مہری ہوتی ہو کہ دن کو بے سڑی کے پڑے پیٹھ میں

انسان ہا نہیں نکل سکتا اور پانی کا حال کیا غرض کہ وہ بڑا

ہضم ہو رہا اور کھانا ہضم اور اس قدر ٹھنڈا ہو کہ کرن کی کیفیت

ہو اور ان میں لگتا ہے حضور جو شخص ایک روز بہاڑ کی ہوا کھا

بھردہ بہاڑ کے نام پر لوٹ ہو جائے گا حضور دیکھنے سے تعلق سکتا

ہو میں کیا غرض کہ وہ سحر

کاشم انسا بیگم نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں۔ جو کئی کئی روز

س میں تو غصہ ہی ہو جاتا ہے پھر تو اور بھی لوٹ ہو جائے

ایا بولی وہ مقام ہی ایسا ہے۔ خاص میں شوٹن ہزاروں کے

لیٹے لیٹے دیوں کے لیے تھوڑا ہی ہے۔ جو لوگ بہاڑ پر سال

میں دوچار جیسے بھی رہتے ہیں وہ بڑے نصیب والے

لوگ ہیں ان کے بڑے کر نصیب اور کسکا ہے۔

یہ تقریر سن کر بیگم صاحب کو بڑی حیرت ہوئی۔ یہ انکے بھی

خیموں کے بہاڑ پر چائے بڑی میٹھی تھوڑے اور وہاں جنگوں میں

دو دن بھر نہ لگتے ہیں اور آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔

ب۔ بھلا وہاں جاؤ روں سے کیوں کر لوگ بچتے ہیں۔

آیا۔ (ہنس کر) حضور وہاں بھی ایسی ہی آبادی ہے جیسی

یہاں ہے جو انور کیسے۔

ب۔ اور ڈاکو جو وہاں بہاڑوں میں رہتے ہیں۔

آیا۔ حضور ڈاکو کیسے۔ وہاں تو بھنے ان بل بچہ بہاڑوں

کبھی سوئی بھی چوری جاتے نہیں بھی۔ سونا اچھا لے

چلے جائے آکھ اٹھا کے نہیں دیکھ سکتا کوئی۔

ب۔ بھلا جب چڑھا ہی ہو تو بڑا در معلوم ہو

آیا۔ ڈاکو کا حضور۔ ذرا دیر سے بچے دوڑتے ہوئے

جاتے ہیں اونچی اونچی چڑھائیوں پر لوگ کھوٹے دوڑتے جاتے ہیں

ب۔ وہاں کا بانی کیسا ہے۔

آیا۔ ایسا کہ اندر کے سب میں کیسی ہی ہو۔ وہاں لوگ

کھانا کھا لے اور مانی بی بیجھے فوراً ہضم۔

ب۔ ہم تو کچھ اور ہی سنا کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ وہاں لوگ

بھی کیسی نہیں سنا کرتے کہ پڑتے ہیں اور کھانے کا ان زندہ

نہیں رہ سکتے۔

آیا۔ ہزاروں ہی بچے سے وہاں جاتے ہیں اور خاصہ سٹے کٹے آتے

ہیں۔ لاطھ صاحب (لاڑ) وہاں رہتے ہیں بڑے بڑے

صاحب لوگ رہتے ہیں۔ سٹیج سا ہو کہ وہاں کچھ تو کروڑی

رہتے ہیں لپ نے جو بات سن کر حاشی سی ہے۔ وہاں حضور

بہاڑوں کے جاتے ہیں کہ کچھ ہو کے گیتن اور حضور نے یہاں لیا کہ

وہاں لوگ جا رہے ہیں یہاں محضر ہزاروں ہیں توئی میں

وہاں چوری کا نام نہیں ہے اور آپ فرمائی ہیں کہ ان کے پیٹ میں

اور کھ کے جو وہاں جاتے ہیں خوش ہو کے آتے ہیں حضور۔

ب۔ تمکو وہاں رہنا اچھا یا یاں۔

آیا۔ میری بہن یہاں کئی برت میں ہاں میری ماں کی بیٹھ

نہیں بھی مگر انکے کنبے والے ہاں کی میری شہرت بھی

میں کہہ سکتے کیونکہ برف بہت گہری ہو کر اوجھا گئے تھے۔  
 گستاخ جین دنوں میں ان کی پوری ہر وہاں جاڑا پڑ گیا کہ  
 وہ کیسے کے قابل ہو، حضور کی ایک دفعہ جلیں  
 آئی ایک باتیں شکر کا صاحب ملک ہو گئے اور تھیں لگا کر جو  
 ہو کر بیلا ہو تا وہم ہو گیا اس کی بات بھانے ہو تو کچھ اور ہی سمجھتے تھے  
 تھے ہم سمجھتے تھے کہ وہاں پانی لگتا ہے اور لوگ اسے ہو جاتے  
 ہیں اور زمین کے ٹکڑے ہیں زمین کیا معلوم تھا کہ وہاں دھواں  
 کی تھی جو جب ہو گا کہ ان تھیں ہی جاتے تھے تو لکھ کر ہی ہو گیا  
 سمجھنے والے اس دن بڑا بھلا کہا کہ ہم انسا مسکرانے لگے  
 اور لوگ کہ ہم کیا سی بات کہہ دیں اس وقت جس سے تم  
 ہمارے دن کے خلاف ہو جاؤ گی۔ پھر وہاں کوئی سی بات ہو۔ کہا  
 پہلے ہم آجائے وہاں تو کہیں کہیں کوئی کوئی بھی بھلا ہوا ہو گا  
 بھی ہو گا ہو۔ یہ سنتے ہی بھلا صاحب پتی ہوئی اور زمین اور پانی خدا  
 ان چاروں کو غارت کر کے ختم انسانیت کے کہاجا کر  
 وہاں نہیں ہیں۔ وہاں چاروں گناہ ہیں جو کہ وہ بھلا ہو یا  
 کہ ان کے کوئی ہیں اور شام کو بھلا آدمی بنا دیتی ہیں مگر ہو  
 جو نہ آجائے اور چہ نہ آئے اس سے انکو بخت بھی نہیں ہو  
 پس اپنا جانتا ہم ہو پس آیا اور قیامت آئی جان عذاب میں  
 پڑ گئی کہیں کہیں نہ آئے تھے کی عورتوں کی زبانی سن کر کہ باطل  
 ہو کر عورتیں جاو دیں بڑی برفی ہوتی ہیں۔ اور عورتوں اور  
 جوان ہو کر وہاں جانا اپنے اور قیامت میں رہا نا ہو۔  
 آیا یہ نکلے سستی رہی اور جب کہ ہم انسا سیکم خاتون میں  
 تو اسنے پھر نے کا حال بیان کیا کہ میں نے تو جنگ  
 کوئی جا کر گری ہوئی نہیں مگر ان ایک بات ضرور کہی وہاں  
 کی عورتیں بڑی بھلی عورت ہوتی ہیں پس سب سے بڑا  
 جاو دیں ہو۔ اور حضور اس سے بڑھ کر جاو دیں گیا ہو  
 جن صاحب کے پاس ہم ہو کر ہیں ان کا کوئی چہ نہیں ہو

سرن ہو گا اور بیک صاحب اسی صورت پانی کر کہ میں کیا کہی  
 جو میں سمجھتی جو پھر ملک جانی ہر عاشق ہو جائی ہو اور میں  
 حضور دن رات انہیں کی صورت دیکھا کرتی ہوں۔  
 دیکھنے کے قابل ہو۔ اسی طرح اس ملک کی عورتیں ہلکی  
 حسین ہوتی ہیں کہ مرد دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق  
 ہو جاتے ہیں اور دم بھرنے لگتے ہیں۔  
 ب۔ (بگم) یہ بڑی بڑی بھلا ہو۔  
 ک۔ (کشم) اور پھر عسکری دو لکھا سے مرد۔  
 ب۔ یہاں کی جو صورت عورتوں پر تو ٹوٹ ہو ہی جاتے  
 ہیں نہ کہ وہاں کی گوری ہو عورتوں پر۔  
 ک۔ اور اگر جاو دیکھا تو اور بھی غضب ہو۔  
 ب۔ وہ بھلا ہو ہی یک چہ کہنے والے ہیں۔  
 آیا۔ اور کوئی جاو دیں نے وہاں دیکھا نہیں۔  
 ک۔ وہ جاو جس سے آدمی بل بجا ہو۔  
 آیا۔ یہ تو بیک صاحب سمجھ نہیں دیکھا۔  
 ب۔ بل اور بکری۔ اور بھلا اساد ہی۔  
 ک۔ اسی آدمی کہتے ہیں کہ بیک بنادیتی ہیں۔  
 آیا۔ جی حضور بل دے کہ نہیں۔  
 ب۔ یہ سارا حسن کا فساد ہو۔  
 ک۔ نہیں ہو تو کچھ ضرور جانی حسن ہی  
 نہیں ہے۔  
 ب۔ وہ کہہ ہو ان عورتوں کو ایک نہ ایک ل لگی  
 ضرور ہاتھ بھاٹی ہو اور کچھ نہیں تو ہاٹ کی عورتیں ہی  
 سہی عورتوں کے پیچھے دو لگتے ہیں۔  
 آیا۔ پھر اس سے بڑھ کر گنت آگے لیے اور کیا ہو مردوں  
 عورتوں سے زیادہ پیاری اور کیا شو ہو۔ یہ تو خدا نے جو لایا  
 ہو کہ حضور اور جو حسین عورت دیکھ کر تو اس گرو گناہ ہیں



ک۔ اے جو تم مجھ کو کیوں جاتی ہو۔  
 ب۔ ایسا نوکر مردن تک یہ بات پہنچے۔  
 ک۔ سو چنگی بھی تو کیا ہرچیز اس میں۔  
 ب۔ شاید کہانی ہو کہ آج ہنسی ہی میں ایسا کیا کہ  
 کو سچ یہ باتیں ہونے لگیں۔  
 ک۔ نہیں میں ہرکو سب جانتے ہیں۔  
 لاڈو۔ مگر اس وقت تو میں سمجھی تھی کہ خدا خواستہ  
 دشمنوں کی نیت ڈانٹوان ڈول ہو گئی اور میں اصرار سے  
 دعا مانگتی تھی کہ آپٹرل بیان سے جاتے تو میں بچاؤں  
 ب۔ مجھ سے اور لاڈو سے یہ باتیں ہو رہی تھیں  
 ک۔ یہ تو میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی بن۔  
 ب۔ مگر بڑی جھنجھٹی ہوئی قورت ہے یہ آیا مردار۔  
 لاڈو۔ اے جو اسکے کاٹے ستر تین ہے۔  
 ک۔ سو بیٹوں کو ایسی ہی شایین تو خواب کرتی ہیں  
 کس حشر سے تعریف کرتی تھی کہ ایسے جین اور زو بھرت  
 ہیں کہ عورتیں دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جاتی ہیں  
 اور مردے لگتی ہیں مجھے دل ہی دل میں ہنسی آتی تھی کہ یہ بک  
 کیا رہی ہو اور کس حشر سے رنگ جماتی تھی کہ تو بہی  
 بھلی۔ بس یوں ہی عورتیں خراب ہو جاتی ہیں گھڑین تو  
 انکی قزنگ سے دوا عفت ہوں۔

### چہ میگوئیان

ایک زو بھابھ نے بیکہ کو خوش باکرہ فاق کرنا شروع کیا۔  
 رخ جس طرح ہم لوگوں کی عورتوں پر نظر پڑتی ہو تم لوگوں  
 کی مردوں پر پڑتی ہوگی۔  
 راوی۔ سبحان اصرار تھا سوال کیا۔  
 ب۔ دشوگر، تنہا رہی بھی کیا باتیں ہیں۔

بگیا صاحب نے کھلکھلا کے ہنس پڑیں کہ اتنے اچھا  
 جنت کیا یہاں تو وہ کمپسین ہی باتیں کہتے تھے کہ کلشٹرم  
 بیکہ کہتے ہو تو بھی کیا کہانی ایسے تابو بھابھ جیلاور  
 دنیا دونوں بھول گئیں اور بیکہ نے کہانی سننے کے ذریعے کہ  
 صاحب کے بلا لاؤ اور میں بھی قہر تھا کہانی تھی کہ جو میں کو خبر ہو گئی  
 تو قیامت کی کسانہو کا سینکا اور نیچا تو گھنوں کے ذریعے سے  
 انارہ پیام ہونے لگے مگر تو مجھ ہی ہوسٹوں میں اور طرح سے  
 کھلے تھے کہ آدمی جو کے میں آجائے میں خود دھوکا کھا گئی  
 تھی کہ یہ سچ ہے کہ میں ہیں لاڈو میری صورت میں بھی سچی اور میں  
 کی کہ یہ کہ کیا رہی ہیں اب وہ کئی کئی اسکے فخر زکی ایسا نہ  
 غصیتا ہوں وہاں تک کہ یہ ہی مردن۔ اور وقت ہی ہوں  
 قہر تھا کہ نہ تھا۔ لاڈو نے بھی اکی لے سے اتفاق کیا اور کہاکہ  
 میرے تو پیش تر ہے جسے کہ کیا غصیتا ہے اب اور کسی کفر کی  
 باتیں میں صاحب کر رہی ہیں انکو وقت سوچی کیا اور کسی جو  
 سے شخصیت ہو گئی ہوگی لاڈو ہر حضور مجھے کئی تھی کہ اگر ان کو  
 سے ایک راضی کر دو تو جو کو بھوکو رو میں نے کہا تار مار مجھے کتن  
 کہ نہ زبان ان باتوں میں نہیں ہوتی تھی مجھے کئی الٹی ہی باز تھی تو  
 یا تکوام مجھے تو ہم بچپن میں جانے لے بھوکو بھلا ان باتوں سے  
 کیا دھکارا لایا کہ میں تو کسی بھلا اس کے کھر میں بھلا کا ہے  
 جانے باتیں لاہون کر دوں رو پے کا پھارا اختیار کر بھوکو  
 یوں کیا کہ ہمارا کو عمل فعل کہ کے لینے کا لاچ کر نہ کیا ہوا  
 ب۔ (بیکہ میرا کھیر دھاک دھاک کر رہا ہے۔  
 ک۔ (کلشٹرم) میں چوتھوں سے راز لگتی تھی۔  
 لاڈو۔ میں بھی قہر تھا کہ اب یہی تھی حضور۔  
 ب۔ کبھی پہلے ایسی باتوں کا چرچا ہوا کہانی تھا  
 ک۔ تم بھٹے بھٹے دل لگی رہتی جاؤ میں۔  
 ب۔ اب نہ اصرار بات کو نہ بڑھاؤ میں۔

ع۔ میں ایک نہ مانو نکلا۔ ایسا ضرور ہوتا ہوگا۔ چاہے  
 جی سے نہ دیکھو۔ مگر میں مراد اچھا تو معلوم ہوتا ہوگا۔  
 ب۔ وہ میں کوئی شے جو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ خوشامی  
 کہنے کا یہ معلوم ہوتے ہیں۔ عذر ہو کہ کیا اچھا معلوم ہوتا ہو  
 مگر جو لوگوں کو ناخوشیوں کے دیکھنے کا موقع کہاں ملتا ہو۔  
 ع۔ عورتیں تو ہوا کھانے نکلتی ہیں۔ مگر کھانا ہی نہیں  
 کوئے کوئے ہاتھ لادے پوری انگلیاں صاف دکھائی دیتی ہیں  
 ب۔ یہ کہو سب عورتوں کے ہاتھ گورے ہی گورے سوچتے ہیں  
 چاہے نہ لکھ لٹے تھے تو سی کے سے کیوں نہوں جب کسی  
 عورت کا لہو کرتے ہو ہی کہے ہو کہ گورے گورے گال ہیں  
 یہاں یہاں سیاری انگلیاں ہیں۔ گل گل چہرہ جو۔ بڑی چمکی گئیں  
 زمین اور اٹھا جوٹ نہ بولائے تو کالی کو لاسی ہوئی۔  
 ع۔ اب سب کی سب تمہارا سامن کہاں سے لائیں۔  
 ب۔ اوپر کے دل سے ہارے ہو۔  
 ع۔ کیا مجال۔ بناوٹ سے ہیں کیا مطلب۔  
 اور ذوق نکلتے ہیں جو تکلیف مگر  
 آرام سے ہیں وہ جو تکلیف میں کوئے  
 راوی۔ سدا دادا۔ کہیں تیغ پر خیل شہر طرہ رہا اپنے  
 آپ بھی اپنے وقت کے فسانہ آزاد کے غریب ہیں۔  
 ب۔ کو اب ہمارے سفر کی کینک تیار یاں ہیں  
 ع۔ یہ تمکو ہمارے نام سے اس قدر وحشت کیوں ہوتی ہے  
 ب۔ پہلے تو ہم تھے۔ کھک ہمارا کاپانی ادھر کے آدمیوں  
 کو اس میں آتا۔  
 ع۔ اس الزام میں فصل کے صدمے۔  
 ب۔ بلکہ بالکل نامناسب۔ نہ لو اہتمام یعنی ہم حساب  
 کے ساتھ ہمارا چلتا ہے۔ بڑی شریف کرتی تھی۔ اور کبھی  
 کوئی آواز نہ ملتی تھی۔ نہ ہر طرف لکھوئی آدمی آتے جاتے ہیں ڈانٹا کرتے  
 ع۔ اب اسکو بھڑک کر کہیں (ہنسکر)

ع۔ چلو تمکو بھی بہاؤ دیں کی سو کھلا دین۔  
 ب۔ (ہنسکر) کیا میں بھی مصاحب ہوں۔ مگر وہاں  
 تمہارے جانے میں ہیں ایک بڑا خوف ہے۔  
 ع۔ خوف۔ اورو کیا۔ کیا شہر گشتا ہو وہاں  
 ب۔ سنا کہ ہائی عزیز میں بڑی جا دو عزیز میں در سب سے  
 بڑا جا دو یہ جو کہ میں نے اپنی از ملک اسکا مرض ہے جب تک سانسے  
 تمہارا یہ حال ہو تو وہاں تمکو نہ لگنے والا ہر گز کی اوٹ  
 سارے وہاں تو اور بھی محل کھیل گے۔  
 ع۔ تم بڑی بدگمان ہو۔ اب وہ دلو کہ کہاں۔  
 ب۔ ای۔ جی ابھی بڑھے ہو گئے یہاں سے بننے لگے  
 کی ساری باتیں ہیں۔ تم دو سو برس کے بھی ہو جاؤ گے تو کچھ  
 یقین نہیں کہ تمہاری بڑا موسیٰ جاتے۔  
 ع۔ اب اس وہم کا کیا علاج کروں۔  
 ب۔ جس شے کو تم اپنی آنکھوں میں دیکھتے ہیں اس میں تم کب کبھی جلی  
 شئی سنائی ہوتی و شاید دھوکا ہو جاتا۔ مگر میں شے کو صاف  
 ابھی آنکھوں میں آسپیں تم کہا آؤں گے کیا یاں بتاؤ گے۔  
 ع۔ قسم نہ کہ کھائی مگر تمکو یقین ہی نہیں آتا۔  
 ب۔ تم مردوں کی بات کا اعتبار ہی کیا ہو اور وہی کہتے  
 سے جھٹے ہوئے تماش میں۔ تم تو خالی ہی اٹھاؤ تو کہیں  
 ہر گز یقین نہ آئے۔  
 ع۔ تم کھانے کہتے ہیں یہاں کو صوف گانا سننے کے لیے نوکر  
 رکھا تھا کہ وہ بڑی اعلیٰ حاصل ہو۔ لگاتی اچھا ہے۔  
 ب۔ نکال چھا گئی۔ بڑا دھڑکیا پانے لگا۔ چلو کو وہاں (حقو)  
 ع۔ شکل و صورت تو نہیں کچھ۔  
 ب۔ یہ سب عمارت کھانے کے لیے ہیں۔ یہاں سے وہاں وہاں تو  
 کھانے کے لیے آتے ہیں۔ کھانے کے لیے نوکر بھی یہاں کھانا  
 ع۔ اب اسکو بھڑک کر کہیں (ہنسکر)

توجہ  
 علی  
 سب کو  
 دیکھنا

ب۔ ہنس کر، دھکے لگاتے ہوئے دھکے دھکے کر کے جاری ہلا سے ایک مین میں بیکو ہمارے مست لیا گیا۔ زمین سوچی ہوں آنکو تمہاری محبت بھلا کیا ہوتی ہوگی۔ وہ تو رہے کئی مائیں میں چھلکے دیہا میں یہی تک سب کچھ ہوا دھکے لگاتے تو جتا دل دی بے زر عشق میں مین ع۔

زردار سب آؤتے ہیں بے زرا خدا حافظ

تم میرا دکر کے نوکر رکھو۔ شوق سے نوکر کر۔  
ع۔ (دیار کر کے) ایک کسی کے ساتھ نکاح چڑھوا لینگے۔  
ب۔ (دیاچھ سے) جسک کر ضرور سو کام چھوڑ کر۔  
ع۔ تو تم خفا کا پتے کو جوتی ہو بلکہ۔  
ب۔ ہمارے جوتی کی نوک خفا ہو۔  
ع۔ لیکن ہمارے کسی کو تلاش کر کے لائینگے۔

ب۔ ایک میری خاطر سے بھی سوجھی کیا ہو۔ بلکہ ایک مین دوسری۔ تم چھوٹی کیلئے ہو۔ پہاڑن اچھا پنے کوئی ہو۔  
ع۔ سنو کیم دل کی تو ہو چکی ایسا اصل بات کیم ہمارا بہت جی چاہتا ہے کہ پہاڑن کی سیر کریں۔ مگر پندرہ دن سے کئی کم ہوا پس چاہی گئے۔ تین چار روزا جانے کے ہوئے اور کیا بارہ روز قیام کے۔ اور خدا کو امروہاں دیا بھی خود نہیں ہو۔ ہر سوئی کی سیر اور صاحب لوگ بہت کثرت سے ملے ہیں۔  
ب۔ صاحب نے بھی مجھے صلاح دی ہے کہ پہاڑن جان ع۔

چند خوش ہو کر میرا بیک کر شہر کا بار

سیر کی سیر اور فائدے کا فائدہ۔

ب۔ جانے میں مجھے صرف ہی خیال ہے کہ تم وہاں کسی پردہ بچہ نہ جاؤ۔ کسی سویت مردار کو نہ لاؤ۔ بڑا خوف تو تم سے ہی ہے اور تم بھی اللہ کے فضل سے ایسے وضع ہمارے ہو کہ یہ وضع عمر بھر نہ چھوڑو گے تم کو نکالنے چہیں ہی نہیں آتا۔

ع۔ اچھا جب سے اسکو چھوڑا اور کسکو نوکر رکھا۔  
ب۔ مجھے رتی رتی خبر ہو چکی ہے۔ یہ شاہ جھڑا کی گلی میں شام سے کمان غائب رہتے ہو لیبل ہند گنا کیوں ہر روز ان موجود ہوتا ہے میرا بس چلے تو کھڑے کھڑے شہر بدر کرادوں ہوے کو۔

ع۔ شاہ جھڑا کی گلی میں ایک سووی صاحب ہشتین  
ب۔ ان تو نے بنے بنے ہاتھ ہو گئے۔ ع۔

کر یا بے بختاے بر حال ما

ع۔ (بہت ہی ہنس کر) سبق پڑھنے کی ایک ہی کمی ہمارے دوست ایک سووی مین۔ اُسے ملنے جاتے ہیں یہ بھی کوئی گناہ ہے سبحان اللہ۔

ب۔ سار لیبل ہند کیوں ساتھ رہتا ہو۔ وہ بھی سووی کے ہاں بنے پڑھتا ہے کیا۔ سووی دو سو سو امانی جو وہ مکتب خانہ میں اور ہی جہاں حضور جاتے ہیں۔

ع۔ ما خدا اس بدگمانی کا کیا علاج کروں۔ اب تمہارے مارے گھر سے نکلتا چھوڑ دوں آخر۔

ب۔ وہ اگر سات پردہ میں بھی رہو گے تو اپنے ہتھکھنڈوں سے نہ باز آؤ گے مجھے اسمین تمہارا رتی بھر بھی بھر دسا نہیں ہو۔

ع۔ امداد ایسے ایسے نے اعتبار ہو گئے ہم۔

ب۔ ہو ہی۔ اپنے کہ تو تون۔

ع۔ اچھا اب آج سے پردے کی بو بونے مٹینگے۔

ب۔ سب کچھ نوگے مگر غاری اس وقت کی بات ہوا دھکے کر اگر سار لے اور وہاں سے کسی کو ساتھ لے تو ہی ہر جگہ ہو گا۔

ع۔ (کلیں ہاتھ داکر) تم کو کیا ہو گیا ہے مین کتا ہو وہ ایک بات مرنی ہوگی۔ اب گھر ہی گھر ہی اسکا کرنا کھانا کر الیسی بات کھی ہوگی سارا اور کیو کہ تم کے مطابق چلے ہیں



یا نہیں لگی تائش تو کرو۔

ب۔ میں تو آرائش کرتے کرتے دیوانی ہو گئی۔

ع۔ ایک بورے آترینگے رکھ لینا۔

ب۔ باجھنگن کو آڑی کیلہ۔ جو وہاں سے ایک ساتھ

لدا آئی تو مجھے تو بڑی عجب ہو گا میں تو تھارے مزاج سے

واقف ہو گئی ہوں سنئے تو طبیعت ہی اس طبع کی پائی

جو زمین قوم ہے بس ہو کر دیا۔

ع۔ اور سنئے کی طبیعت پائی جو چلی۔

ب۔ کیا جھلپاؤں دکھانے کیا جھلپاؤں دکھا۔

ع۔ اب ایک تو جھلپاؤں ہی کہ گردن سے ہمارا تاج جھکے

ب۔ کیون نہ جھلکین اپنے سارے دیکھو گئے ہیں کسی

ہاتھ ڈالنا جسکو بہاڑے لاؤ گے۔

ع۔ ہم تو وہاں سے ایک بہاڑی مینلائیٹنگ اور مسکو

سکھا لینگے کہیں کہو عادیار کے صبح و شام۔ تو پھر ہم سفر

کی تیاریاں کریں۔

ب۔ ایسے ہی تو ہمارے بس میں ہو۔ نا۔

ع۔ بس بی بات تو بڑی معلوم ہوتی ہے زمین۔

ب۔ اگر وہاں جانے سے کوئی فائدہ ہو تو جیاد میں تو جاتی

ہوں کہ اس لون اور گرمی میں جا بائرا۔ یوں شہر کے اندر

رہنے سے تو آدمی جھلسا جائے عیدانوں میں تو لون کے

تھپیرے اور جی تڑپا دینگے۔

ع۔ لون کی ایک ہی کسی صبح کے نونے تو ریل سے ترینگے

ریل کے سیمینٹس سے پھر بہاڑے پر چڑھنا ہو گا وہاں لحاف

اور دو شالے اور روٹن کے بغیر انسان رہنے کیلئے نہیں

ہو سکتا گھاس لہڑا۔ توں کے تھپیرے کی کیا کمی ہے۔

مینی نال کو بھی اپنے کیا کھنڈھی۔ اسی جھل میں ہاتھ لگاؤ

اس مردار اس قدر لاش ہو کر جو عسکر ہی ہوا کھانے چلے گئے

اور واپس آنکر جب سبھی ملالی جمع ہوئے تو مرزا صاحب کا

کوتائے اس میں کا قصہ تمام ہی رکھ دیا وہ جو عورت کی جلی واپ

سب سے پہلے کہتے تھے اسکا اور حال نہ بیان کیا۔ میں نے کہا

خود رہ بہت کچھ حال ہو میں بھی کہنے ہی کو تھا بس ہمد

مرزا صاحب۔

مرزا صاحب نے سلسلہ سخن یوں شروع کیا حضور ملام نے

خون کھتا کہ ہم جتنے تھے سب سے لیتے تھے جو تھا بڑا بڑا

سے عاشق اور وہ ایسی ڈر بیک جیت و ملاک کہ ابھی

لمحہ یا خیال نہیں۔ بڑی ظالی تھی کہ ہم کسی کی ملیا جتے تھے

نہ وہ ہماری بولی سمجھتی تھی کہ نہ وہاڑے کسی گاؤں سے

آئی تھی اور دس کی بولی سے واقف نہ تھی۔

اسکی بات کاٹ کے ایک صاحب نے جو کہ سفر کو شہر

سے اکل بڑھلاؤ تھا نواب صاحب سے کہا۔

حضور حقہ پیے کا وہاں لطف نہیں تو اپنا جانتے ہی

نہیں سلفا اڑا کر نہ کر۔ اور سبب یہ کہ ہاں ڈھاکہ دراصل

کی گڑھی میں تھی۔ اور کوئلے ذرا ہی سے میں بھڑک اٹھتا

بلکہ بھڑکنا کیا معنی تھنڈے ہو جاتے ہیں سلفا تو سنگا

نہیں تو سے کی کون کہے۔

محمد عسکری نے کہا یہ بڑی بڑی ہے۔ اور انہی آدمیوں کیلئے

تو موت ہی چاہئے چاہئے بین نگر تو اور کیا ہے اہم وقت

سلئے موجود رہے اور جب بینک سے ڈرا آئے کھلے لگا

مدن نظر میں یہ بڑی ظالی ہے میان میں تو وہاں میں

میں نے کہا خداوند میں کہ تین میں کوئلے پلے ہی سے

دوانہ کرو دنگاں کھیل روئے گا ہر دو کی جگہ چار چڑاؤ

ساری خدائی کی نعمت موجود ہو گئی۔ کوئلے کی کیا اصل و

حقیقت ہو بھلا۔ اگر زیادہ جی جا تا تو فی کوئلہ ایک

اشرفی دے دی۔

اختر کو لے سیم کیا شک ہو اور گزیرا دی جا یا توئی کوئل  
ایک گانوں ویدیا خزا صاحب نے کہا بیشک اگر اور زیادہ  
دی جا یا توئی کوئل سلطنت دیدی میان من بھی خوشی دی  
ہیں اور اس فیاضی اور شیرینی کو ملاحظہ فرمائیے کہ ایک  
اشرفی کوئلہ خریدنے کو سوچ رہیں۔ یہ بھی اپنے وقت کے  
تانا شاہ ہیں۔ تو من کوئلے ساتھ لیتے جائیے گا اور انکو  
کتنے قلی اٹھا بیٹھے تیس سیر سے زیادہ ایک قلی نہیں  
اٹھا سکتا۔ اب ہمارا سفر تب کہ جب چار پانچ قلی  
ہر وقت صرف کوئلے اٹھانے کے لیے مقدر ہیں۔ من نے  
کہا آپہن کس خیال میں خدا ہماری سیکار کو حضرت خضر کی  
عطا کرے حضور کی بدولت ہمیں کرے ہیں۔ پانچ قلی  
کس گنتی میں ہیں بچاس قلی ہر دم لادہ ہر گھڑی ساتھ رہیں گے  
خزرا۔ خدا کرے سو قلی ساتھ رہیں آپکے۔  
اختر۔ اور کوئلے کے جانا اور سفر کرنا کوئی گناہ را  
کوئلہ اور کوئی من ہی کا سانیخ تین من کوئلے سفر میں  
ساتھ رکھنا۔

خزرا۔ منوس ہوتا ہے جناب۔ کالی ملا۔  
ع۔ اس میں تو شک نہیں تیل اجار کوئلے ہرگز سفر میں  
ساتھ نہ لے جائے جا سیم۔ ایسی بھی کہا طلب ہے۔  
خزرا۔ من کی جو بات کہہ رہا ہے انوکھی ہی ہے۔  
اختر۔ حضور بیشک میں جو ہر دم فیض میگا اسی کیفیت  
سوی اس میں چاہے کے ماضی۔

مومن حضور یہ سب ایک طرف ہو جائیے تو نہ سب کا  
معاذہ تو نہ سب کا کھانا کون لڑا پھر سے اور کوئی مومن  
بنائے جو یہ نہ کہی ہی صحیح ہے۔ پس لور کیا عرض کوئی حضور  
اکو کوئلے بیچو لے جائیں تو کیا راج ہے جناب خزا صاحب

خزرا۔ اب کے منہ کون لے خواہ خواہ۔  
مومن۔ من لیا حضور۔ اب یہ تو بیہر جاری۔  
ع۔ بخئی بکواس لڑا اٹھا کرے سے سفر ہے۔  
خزرا۔ حضور اور انکو اس سے محبت ہے۔  
ساجد۔ خداوند یہ سب سے لڑا کرنا ہے۔  
مومن۔ عرض کیا تھا نا کہ یہ سب دشمن ہو رہے ہیں۔  
ع۔ آخر تو من کا سبب کیا ہے عداوت تو بے سبب نہیں  
ہوتی ہے۔ اور یہ کیا ہے کہ کساری دینا کو آپہی سے دشمنی  
ہے۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ تم ہی لڑا کا ہو۔  
مومن۔ جی ہاں خداوند۔ (آہ سرد دیکھ کر)  
ع۔ جی ہاں خداوند کیا معنی۔ جی ہاں خداوند کیا معنی جو  
بات ہو وہی جو پڑے ہے۔

خزرا۔ اب جانے دیں حضور طریقے  
ع۔ ایک بار طرح دیں۔ دوبار طرح دیں۔ تیسری بار چوہا  
جاتا ہے۔

خزرا۔ دربار کا بڑا عیب ہے کہ جھگڑا اکیڑا ہو۔  
اختر۔ حق ہے۔ اس میں کیا شک ہے جناب۔  
خزرا۔ ہزار بار کہہ دیا کچھ دیا کہ با لہو جھگڑا و متناگ  
یہ شخص کسی کی مشابہتی نہیں۔ ہاری اتنا ہے نہ جیتی۔

زنان باردار و مردہ شیار اگر وقت ولادت مار زائید  
انراں بہتر نزدیک خرمند کہ فرزند ناہموار زائید

مومن کو سب مہاجروں نے ملے آؤنا لیا اور سیکار  
دو ہتھارے بھی خوب ہی اڑے تھیں لیا یہاں تک کہ متن  
جھگڑا کے اٹھ گیا مزا صاحب نے غم عسکری کو اب میدان  
خالی بالوراد بھی شہزی لور چنگ پر چڑھا یا کہ حضور سیکار  
کوین نظر اہل طاعت ہمارو آبتشار کریں۔ اور انھوں  
نے بھی دل میں ٹھانی کہ چاہے کچھ ہو ضرور

<p>اور وہ تم کو گرہ بستوں پر  <b>ب</b> دھندلا کر اور اٹھ کر وہ بڑی چھل بڑیاں اپنے ہونٹوں کی          پھینکا کہیں اپنی ذات دنیا وہ اپنے گنے والیوں پر۔          ع۔ جو ہنسنے کیوں نہ کیے گا یا نہت بگڑا کی تھیں</p>	<p>سفر کرینگے دربار جاست کر کے محمد عسکری علیہ السلام کی شرف          لیکن تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہ صاحبِ سلطنت فرماں بردار ہیں          لاؤ دیکھا ہے کہ ہاتھوں لگا کر حضور کیے نواب صاحب          آتے ہیں یہ صاحب نے کوئی دیکھ کر ہوا کہ نہیں نہ کہ خراٹے          لئے شروع کیے محمد عسکری نے چنگ پر ہیکر رخسار لنگرن پر          ہاتھ جو کے کیا بیگم تھو۔ ابھی تو رخ میں ہی پڑی تو کیم صاحب          نے ایک بلا شفیق کے ساتھ ہاتھ چٹک کر کہا سونے و دایق          نہ کرو گئی خند میں جا کر تو یہ نواب صاحب نے ہنسنے شروع          کیا کالافا ہوا دیکھ کر اس عسکری کو اٹھائے کہ میں نے کچھ نہیں</p>
<p>کیون کیا فقر و محنت کیا ہو۔  <b>ب</b> (آہستہ سے چل کر) فقر و باز با بہت آتی ہیں۔          چلی دیکھ یہ صاحب نے نواب کے اندر چہرہ رکھ یا تو چہرہ          کی ہاتھیں کل گئیں اور زلف ہزار کی خوشبو سے دھواں ہوا          آئی تو مست ہو کر ہنسنے لگے۔ ۵</p>	<p>یہ صاحب نے دیکھ کر سنا کہ کیا کالافا ہوا یہ بولے          کہ ہم چلیں گے ذرا آگے چل کے باتیں کر دوں گے اس وقت تو          بہشت کی تھیں آری ہیں تمہارے بیگم سے۔ ۵          تو شک ہر اس ملک سبز و لعل گل اٹھائے جو میں چھائی ہو گیا</p>
<p>خند سا کر دماغ آسکا ہوا تین اسکی ہیں          نیری زلفیں جکے بالین پر بریان ہو گئیں          لاؤ وہ ہر ایک کی قیادہ و اطاعت کی کیفیت جو کچھ ایک نے دیکھا          خواص سے جا کے کئے ملی ساری وہیں سخت بڑی ملی ہوئی          ہوتے تو یہ صاحب مجھے نہیں کہہ سکتی ساری چہاں نواب صاحب          کی آہٹ باقی بس ملکر کے سوئی تھیں انھوں نے جو ان کے کھیا          تو پراسنگار کیے ہوئے دھن بی ہوئی آسام میں ہیں چلیں گے          بیگم لکھنؤ شادین کو نے کچھ لنگرن کو چم لیا کبھی کالافا پر          ہاتھ پیرے دو کچھ لکھنؤ خوسے بھارے۔ اون اداں کر کے          کوٹ مٹی اور پھر کر کے سر میں اور مجھے دلہی دلہن میں          آ رہی ہے کہ نہیں میں کچھ دروون کو زلفینہ کہتی ہیں آہستہ          نے کیا جانے کیا کہنا کہ تھلا کے لکھنؤ میں کچھ توئی کہ دیکھی          مگر کچھ ایسی چیزیں کہ ان میں چلی لکھنے زانو پر لکھنؤ میں          اب شے کہ احزان دونوں میں طعن اٹھنے کے ساتھ لکھنؤ میں          ع۔ تو بیکر سے ہٹا جانے کی ٹھان لی ہو۔  <b>ب</b> جلا ہو چو کہ کیا نہ جانے کہ جانی کے کچھ سے جانی کے</p>	<p><b>ب</b> کیا رت بگاڑو کہ آج ہم مینہ مانی ہو۔          ع۔ ایسا مینہ کیجیے دیانہ بھی نہ ہونا چاہیے انسان کو۔  <b>ب</b>۔ ہمیں کیا شک ہو اس وقت کیا جانے کہ میں نے کھینچی          کی نبل سے آئے جو مارا دوسرے بائیں بناتے ہو ایسا ہی          تو نہیں ہمارا خیال ہو نا۔          ع۔ تمہیں جو سما کی وہ سما کی خدا گواہ ہر وقت ایسی معلی          معلوم ہوتی ہو کہ ہماری دل جانتا ہر دست خانی ہم کر سے          کہتے ہیں لوگ پھر جان کی محبت ان          لکھتا ہر دست بار میں کتنا عا کا نگ          خون شہا ہاتھ میں قاتل کے رہا ہے          اس رنگ پر رنگ پنا جانی کی جنا خاک  <b>ب</b>۔ ج میں اس شریف کے قاتل نہیں ہوں۔ ان کا کالی لکوی          لکھنؤ میں ہنسنوں کی توفیق کہ وہ میرے تھے ہو۔          ع۔ مسکرا کر تم تو ج جیسے لڑے بہتیا رہو ہم ابھی بتا رہی ہو</p>

آفت کا زخم کھول کر دیکھو اس کی کیا اور بچھڑا کر دیکھو	ہمارے ہمسایہ ہر جہاں ہی گیا ہو۔ مگر یہ تیار نہ کئے دن کی چوٹی دیتی ہو۔
اور بچھڑے کی جگہ۔ ع خطہ دیکھا ہے۔ خدا اس کی سب سے	ب۔ (سیرکد) چوٹی کیا میں کوئی مودی صاحب ہوں مگر خدا کے لیے وہاں کچھ نہ تھا۔ نا۔ مجھے تمھارا اعتبار نہیں ہے۔
اور ہوا کشن و دیرو حرم و حجاب کوئی جاوہ عطا پاشا خطہ پوش نہیں	امید میں کہ تم جاؤ اور پھر وہاں سے خالی آؤ اور پارسا بنے رہو۔ بہن اعتبار نہیں۔
ب۔ تمھاری باتوں کا کچھ تحمل بڑا نہیں۔ ع۔ یہ کہ ہے سے۔ ہماری باتوں نے کیا کیا۔	ع۔ اچھا اعتبار آکر کیونکر ہوگا کہ تم کا بھی تو تمکو اعتبار نہیں ہو مشکل تو ہے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اب میں نے وہ سب
ب۔ گھڑی میں مانتہ گھڑی میں تولہ۔ ع۔ یہ تو بہن تمھاری نسبت کہنا چاہیے۔	بابین جھوڑ دین۔
حیونوں کی کیا بات کا اعتبار کہ مرتضیٰ طبعیت کہ مر ہو گئی	ب۔ (میرٹیک) لیکر اور شہ جھڑا کی گئی جاہل سے ہے۔ کوئی لگا بچھا ہوگی۔ آگے آگے غورنگا لائین۔ یہ ہے مجھے بھی
ب۔ اس جھوٹ میں کیلج خر۔ بجا ہے۔ ع۔ یہ اکھاڑ بچھاڑ تعین غور توں کو آتا ہے۔	خود بدلت اور کوئی آجڑا مصاب کیاں جاتے ہیں شہ جھڑا کی گئی
ب۔ غور میں ایسی ہی بڑی ہوتی ہیں تم مرد سے بہت اچھے ہوتے ہو۔ جتنے تو ان فعل کا کوئی اعتبار نہیں کہیں کچھ	ع۔ ملائی اب تمھارے مارے روتوں کو جھوڑ دین۔ میں تو عاجز آگیا۔ کہد یا مودی صاحب کے پاس جاتا ہوں۔
کرن کچھ بازاری غور توں کے پیچھے وہاں سے ہو رہے ہیں۔ نشاہت ہوں باغین باگلے	ب۔ وہاں ہمارا دانش کا باب بھر رہے ہوں گے۔ لاڈو عمری کا نکھار
ع۔ نیک اندر بدو بداند نیک غور توں مودو سب میں اچھے اور ترسے ہوتے ہیں۔	میران کا قصہ یہاں جھڑا۔ اب سفر کی تیاری کا حال سے محدوس کی درمیک صاحبین قناسی ہو گئی دوسرے جگہ سے
ب۔ مگر مردوں میں اچھے لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ ع۔ ہاں یہ تھے انصاف علی بات کہی۔	و اہل کینکے۔ مطلب یہ کہ کوئی سوت لائین نہیں چائیں گے۔ نوا صاحب نے شہ جھڑا کی اہل کارا اگر اہل عد سے بچھاؤں تو
ب۔ کیا خوش ہو گئے میں تمھارا دل لینے کے لیے کہتی تھی مردوں کی کو کیفیت ہے کہ ایک درجن بھر بھی غور توں ہوں	شرعہ میں باقی کھتا۔ چا کھتا۔ قول مردان جان دارد۔ اور قول جان کے ساتھ کہ کچھ انک نہیں معلوم تھا کہ تم کو میری اتھار
نوا کی سیری نہیں ہوتی۔ بھلا اس کو امی کی کیا ٹھکانا ہا ع۔ بڑی چمکے بازی آتی ہو نصیحت۔	بے اعتباری ہو کہ ہاری ہانتی ہو دیتی۔ جو بہن میں آگئی کلاے نہیں نکلی بیگ صاحب نے کہا انصاف غور توں کہ جس پر تو انسان
ب۔ تم سے بڑھ کر ہر لوگ کیا جانیں کہ غور بازی کے کہتے ہیں۔ یہ باتیں تم ہی کو مبارک رہیں۔	دس بلخ دفنا آجھا ہوا میں کہد کو حکا سکدہ بھلا اور میں جو بچھڑا ہوا دیکھتی اور وہ دیکھتی جو خدا بچھڑا رکھا ہے
ع۔ ہمارے حالات تم سے آگے بیان کر دینا چاہتا ہوں ب۔	اچھا قانون دیکھتی جو توں کو بھی خدا نے سنائے تم لوگ تو انکے

بات تک گئے ہو۔ نواب صاحب نے طری منت سماجت اور خوشامد سے سمجھایا کہ ایسا خونہ نہ لکھا جو جمع کروا لینا ایسا کی بات نہیں ہو۔  
 ب۔ اور جو کوئی اچھی صورت نظر آگئی۔

ع۔ تو تم پر سے حد نہ کرو دلا۔  
 ب۔ ایہ سچ کہو۔ اس خوشامد کے حد نہ۔

ع۔ ہر بادشاہ وزیر کی خوشامد نہ کریں۔

ب۔ مگر وزیر کی خوشامد کرنے میں کیا ہرجا ہو۔

راوی۔ نواب صاحب نے فرماتے ہیں کہ گش کا تو تو نہیں بدین میں چڑھو نہ کہ اس بادشاہ وزیر کی خوشامد میں نہیں کرتے اس پر صاحب نے جواب دیا کہ بادشاہ وزیر کی خوشامد میں کہتے ہو مگر وزیر کی خوشامد کو کرتے ہو۔ وزیر کی نیکی کا نام تھا جو بڑا بڑا رشتہ ہوئے تھے اور کیا صاحب کو اس کے نام سے نفرت تھی۔

ع۔ تم تو بڑے دعوے کی طرح ہو یہ کیا۔

ب۔ شرمائے نہو گے دل میں زری صورت دیکھو۔

ع۔ میں اب صورت کیا دکھاؤں۔ میں تو بالکل شرمایا ہوں۔

ب۔ ہاں جیلاور کے لیے تو اتنا ہی بہتار۔

ع۔ کیوں صاحب یہ کیا لکھا تھی۔ فرمائیے۔

ب۔ میں ملی پٹی میں کھتی کھری کھری ہوں دو ٹوک یا

ادھر یا ادھر۔

ع۔ تھخہ وزیر کا نام لیکر ہماری طبیعت کو پریشان کر دیا۔

یہ وہی بات ہے کسی سے کہ وزیر کو پھونک ملائے (مسکرا کر)

بتو۔ وہ حضور ہم تو نہ جانے کے۔

ب۔ جا کے کسی سے کہہ کہ وزیر کو قبرستان میں

وفا میں بڑی اچھی تھی بچاری۔

ع۔ (ہنس کر) ایسی عورتیں کس سے اور زیادہ جیتی ہیں۔

اب وزیر سو برس تک زندہ رہیگی۔

ب۔ اب پر سو برس تو بھگوان کا۔

ع۔ دیکھو دیکھو یہ کہو یہ بائیں اچھی نہیں لگتیں۔

لاؤ۔ تو حضور یہ جھگڑا کی باتیں کہے کو نکالیں۔

ب۔ وزیر کے نام سے کیا تمک مریج لگتا ہو۔

ع۔ (بیاد کر کے) تم تو ناقص ہی بگڑتی ہو۔

ب۔ (پچھتے ہوئے) بس میں اپنی وزیر کو بلاؤ کیا دلچ

(دشمنوں کے) جو شملتی ہو اس کے نام پر۔

ع۔ (خوشامد کر کے) میں تو ہنسا تھا۔

ب۔ (جھگڑا کر) ایسی ہی ہمارا گوارا نہیں ہے یہاں ہی تھی

یہ کیفیت ہو تو ہاں جا کے تو تم اور بھی آسمان میں چلے گاؤ گے

جب میری چھاتی پر کو دوں دلا کرتے ہو تو وہ نہیں ان غلی ہگا۔

ع۔ کیا خیال کر رہے جاہتے ہیں کہ تمہاری تصویر تانے کی شکل

یہ ہو کہ تصویر کچھ کس طرح پر بیان تو صاحب کو گئے تو گراؤ میں

خوب یاد آیا ایک بڑا بھگوان بھی حضور پر بہت ہی آدمی کر دے

سب سے اچھا جس کے لئے لاؤ گا۔ کوئی کاؤٹنگ نہ فرمائی نہیں ہو گا۔

ب۔ اور اگر نہیں دیکھو تو بڑی ہو اتنی جگہ ہنسائی ہوگی کہ

لو جناب اب غلاب زار دیاں بھی تصویر میں لکھائے لگیں۔

ع۔ تمکو تو وہم چمکے اور وہم کی مدافعت کے پاس ہی نہ تھی۔

اسکا تو کوئی علاج ہی نہیں ہو۔

ب۔ تو تصویر کی ضرورت ہی کیا ہو۔

ع۔ ہماری خوشی۔

ب۔ تم اور پنج بیچ میں سوچے اور ہر عیب ہو۔

ع۔ سو برس کا لاؤ عادی ہو کر چکے سے لے آئیے۔ بات

کیونکر پھوٹے گی۔ بھلا کیا دھنٹا دورا پٹوانے

جانا ہو۔

لاؤ۔ اور حضور لوٹدی بھی ہم صاحب کی کرسی کے پاس

کھڑی رہیگی۔

ب۔ ہاں بس تیری ہی نوکر تھی۔

ع۔ لاڈ اور ہم ملنے تصویر کھینچو اینکے۔

ب۔ مسکرا کر جیسی بوج دے دیتے۔ یہ تہنیت ہے  
تم لوگوں کی اور مجھے تو یقین ہے کہ اگر لاڈ اور آپ ہی مجھے نہ پچے  
لاڈو۔ (جھپیکا کر) میں چلی جاؤ گی حضور۔

نیو۔ ابھی تو ماشاء اللہ میرے کم سن نوعمر۔

لاڈو۔ بتو میں اک سو شانگوئی بان مار بیٹھے آپ بھی چرکے  
لیکن۔ بھینس نہ کووے کووے کون یہ تماشائے  
کون۔ تمھاری شامین نہ آئیں بہت۔

بتو۔ تم ایسی قسمت ایسا طالع لاؤ کہاں سے۔

لاڈو۔ تم اپنی قسمت اپنے پاس رہنے دو۔

ع۔ لاڈو مہری۔ ذرا قہقراؤ صر بڑھا دو۔

راوی۔ لاڈو مہری بدن کو جراتے ہوئے بجاتی اور  
کیس قدر جھپیکا کے ساتھ سکرانی ہوئی خدائی لکھتی تو پوری  
دور پر مکانو اب صاحب نے مسکرا کر کہا آگے بڑھاؤ  
جلدی سے آگے بڑھا کر سٹپ گئی۔

ب۔ لاڈو تک کو تمھارا اعتبار نہیں ہے۔

نیو۔ منہ لگائی دو منی ناچے تال بے تال۔

لاڈو۔ تم میرے منہ نہ لگنا بتو۔ (واہ وا۔)

نیو۔ (ہنس کر) اڑ تو نکلتی کیوں ہو کوئی تم کو کچھ کستا ہے کہ  
اپنے آپ ہی نکلتی ہو۔

اب مجھے کہو اب صاحب دیکھ صاحب میں تیار ہی غریبی کی نسبت چکے  
چکے کچے باتیں ہونے لگیں لاڈو اور نبو علیہما السلام جا کر نبی حسین  
لاڈو۔ غم بڑی ٹٹ کھٹ ہو رہا ہے۔ اچھا غیر۔

نیو۔ اب کیا ہو چھانچو۔ یا نبون علی بن ہین۔

لاڈو۔ تمھارا سر۔ اہمات کہتی ہو خود ہی خواہی۔

بتو۔ جی ہن تو خوش ہو گئی ہو گی کہ کیا لیا ہے۔

لاڈو۔ تمھارا سر لیا ہے۔ کیا باتیں بناتی ہے۔

بتو۔ جب تمھارے نبون تمھے تو ہم لے کر کوٹھکوں پر  
اٹھ کر مار کر تھے تم لے کر اسکی کھاتیں کیا نہ اسکی جالیں کچھ کھو  
لاڈو۔ بیکم صاحب کے سامنے لیگن ابھی تباہی کے نری یک ہو۔  
بتو۔ کون جو بہ کتنے کے مطابق چلے تا آج کا ٹھکانا  
کے اندر ہی اندر محل میں داخل ہو جائے۔ لاڈو خانم کھائے  
فری اپنے کو پیلے ہوئے کھینچے ہوئے رہے۔  
لاڈو۔ (کھلکھلا کر) تمھاری باتوں پر حسین نہی آتی ہر  
نہ بتاؤ گی تو میر کون بتائیگا۔

بتو۔ اور اسوقت جب نو اچلیب نے خدائے گاتو تو ہر جن  
کنکریوں سے کچھ ہے تھنے نے بھانپ لیا کہ کیا دل  
اب لاڈو کے دن ہو رہے اور مرد کیوں نہ آنکھ پڑے  
ماشاء اللہ ہے جو ان جہان ہونیک مسک سے درست ہو تا سچ  
جو بن پھٹا پڑتا ہے جب ہم غمخوڑوں کی آنکھ پڑتی ہے تو پھر  
کو کون کے۔ اور تو سڑتی ہو اگر رہا ہوں معلوم ہو میں تو  
اب تک کیا جا میں کہاں کی کہاں ہو چکے گئی ہوئی۔

لاڈو۔ ہکو یہ باتیں ذرا میں بناتی ہیں۔

نیو۔ اری میں چلیں باز۔ ہسے اڑتی ہے۔

لاڈو۔ کیا تم سچ کیا صاحب سے لڑا دو گی کہ پھر یہ جو چلے  
رہا میں اتنی میں یہ بھی نہ اٹھیں۔

بتو۔ چھو رہا میں۔ چھ رہا میں کی تو ٹی کھا جایا کر کی میں تو  
اس دھبے پر نہ کو چلائی ہوں کہ بکھا جا لئی نوشاد کر میں کھا  
سن دن اس قابل ہیں کہ کسی رئیس کے ہاں ہو۔ ٹھہر لی تو  
میان کے ذاب لڑوے ایک ایک برس کے دیر بنے۔ اگر غم  
کال چو مراد تو حیثیت درست ہو جائے۔

لاڈو۔ (تمغہ لگا کر) تمھاری باتوں میں بڑا مزہ آتا ہے۔  
کتنے لیکن اگر خلیفہ چو مراد تو حیثیت درست ہو جائے تم  
میں لاڈو کو کہہ سون کو خراب کر دیتی ہیں اچھو چو مراد تو



کیا سچہ دکھاؤنگی جانا کہیں کیوں نہ ہو سکیں گی۔  
 بتو۔ کیا دیوہوں کی سی باتیں کرتی ہو جتنے خود دوسری باتیں  
 نواب خرد محل کو لائی تھیں یہ صاحب میں اور تم میں فرق کیا ہوگا  
 لاڈو۔ (سید سے پن کے ساتھ ہرا ہٹو بھی۔  
 بتو۔ بھلا ہماری بات یاد رکھنا اتنی بھول نہ جانا۔  
 لاڈو۔ جیسے ہوا سی تو جانا ہو۔ کتنا بتاتی ہو۔  
 بتو۔ بنا دیوانی کوین کچھ کتنی سونے تھارے بنانے سے مجھے کیا  
 لمبا لگا۔ طرح کر گئی تھ۔ اور میں کر گئی تھ یہ تمہاری ماں نہیں  
 مجھے تم کیا دے دو گی اور کوئی کسی کو کیا دے رہا ہے مگر ان نفوت  
 کی بات یاد رکھنا۔ اور کہ نہیں جلتے تین تو ایک ٹرا لگا کر بنا۔  
 پس اور ہم کچھ نہیں چاہتے یہی آرزو ہے ہماری باقی تو کوئی کتا ہے  
 نیو ایک بچہ بھلا غلط غور۔ لاڈو کو ایسی ہی رحاں کردہ  
 چکے میں گئی اور کبھی کہو صاحبان تو فیضان سے مجھے میں ہیں  
 اور میں نے کبھی اب اپنے دل میں جتنی کٹر کٹر کیسے چلون کر لیا تھا۔  
 کو بھی نہ پرا نہ معلوم ہوا اور میں نے گھر ٹرا لیا۔ اور جو کی سینے کے لپٹ  
 جا کے پیچھے سے جڑی کہ حضور رب نے غی غفلت نکسین جاننا ترک  
 ہوتا تھا نا جو لاڈو کی نیت بھرتی ہوا اور نواب صاحب نے جو بھی  
 میں کوئی ذریعہ نکالا تو بس سر پر لگ گئی ہمسے جی کراچ سے  
 ایک انوار سے میں اگر میں نے نکاح نہ پڑھوا دیا تو میرا نام  
 لاڈو نہیں اسکو اب یہ دعوے ہو گیا ہوا اور سرکارہ مردار  
 اس قتل میں کہ حضور اس کو بیان کہیں۔ بڑی بڑی  
 باتیں کہتی تھی۔ میں مارے دار کے حضور سے عرض نہیں  
 کر سکتی ہوں اب تو فریڈین یاد کرتی ہوا دگایا سکتی ہوں  
 بیگم صاحب کو سخت حیرت ہوئی کہ لاڈو ادھ بھال۔  
 متحیر ہو کر پوچھا کیا سچ ہے وہ جتنی ہر کہ نواب کے گھر طرحا کی  
 ہمیں اس سے یہ یاد نہیں تھی اور ہم اسکو ایسا نہیں  
 جانتے تھے کہ لاپلاٹ ہو گئی۔ اور ہمارے سامنے تو

کوئی بات ایسی نہیں ہوتی جس سے معلوم ہوتا ہو کہ نواب اسکو بھگا یا ہوا  
 بتو یہ سنا کر اسکی در بات کو یوں بنایا حضور اتوروہا طریق پر لیا کی  
 ہوا ایک ہی شے ہر اسکی مگر نے بھلی کی۔ مگر گھر میں کہنے کے  
 قابل ہر گھر گھومیں ہر کاندہ مگر کو اختیار ہر۔ ذری حضور  
 بات کی آزمائش کریں لاڈو سے اتنا فرامین مکاری ذری کوئی ل  
 تو گاہیں بوٹھی کی۔ آرزو ہر اسخون لاڈو آئی تو بیگم صاحب نے  
 بلا کے ادھر ادھر کی باتیں کہیں اور تھوڑی ہر کے بعد کمال اور حسین  
 کوئی خزل یاد ہو تو ذری گاؤں لاڈو کے عرض کیا حضور میں گا گیا  
 جانوں مگر غصہ کو ایسا ہی شوق ہر کو کیسے بیابانی کی مدھیوں کو  
 گیا لاڈون۔

بیگم صاحب نے فرمایا میں تم ہی کچھ کہو۔ اب تمی دور جانا اور  
 اس میں دھننے کم سے کم صحت ہونے۔ کیا تم کو کوئی خزل ہی یاد  
 ہے۔ چنانچہ کوئی ٹھہری کو رہے کہ پوچھنا ان کے ہاں کہہ دیا آئے  
 نہ گھر میں (سور) لاڈو کو یہ ٹھہری یاد میں تھی عرض کیا حضور یہ تو  
 یاد نہیں ہے۔ فرمایا اچھا یہ خزل گاؤں۔

شہزادوں سے دل بیل کو مو کر نے میں  
 کیا دیوں میں شہر گل جو نمو کر تے ہیں

لاڈو کو بغیر ہی یاد تھی۔ کہ حضور جو بوٹھی یاد ہر دھن کی  
 اور کیا کیا کہنا نہ لگتے ہیں آئے کہ جس سے فرق جو لسان چرچا  
 بیگم صاحب کو لاڈو کا لانا بہت پسند آیا مکاری تو تو بھی رستم ہر  
 آج تک کہ کو لانا نہ سیکھ یا یا تھا مگر دل میں بہت ہی ملنا کر ایسا  
 نہ لگنے کے کہیں فراموش نہ ہو جائیں۔ پوچھا تو کب سے لگاتی ہو۔  
 لاڈو یہ کیا جانے کہ بیگم صاحب کو دل میں کیا ہے۔ اسے ساگو سے کہا  
 کہ حضور کو بڑی گال لیا جانے میں کوئی ڈھن میں کسی گال سے  
 گالنا نہیں سیکھا۔ ابی محبت البتہ یہی ہے۔

سب دیکھ جیسے اٹھتی ہر تو یہ خالی محبت میں یہ افکار  
 کہیں حاصل ہو سکتی ہر بھلا۔



لاٹو حضور میں صبح عرض کرتی ہوں کہ میں نے جو کسی بھی سیکھا ہو تو قسم کیجئے۔

ب۔ اسی میں دعا باز تو ایسی کتنی چھری باتیں کیا کرتی ہے۔ لاٹو حضور ٹوڈی نے تو جنگ بگڑا دی تھی مگر میں نے تو کوئی تصور ایسا نہیں کیا ہے۔

ب۔ میں تو تیری رگ رگ سے واقف ہوں۔

لاٹو۔ اے تو حضور ٹوڈی نے کیا گناہ کیا ہے۔

ب۔ تیری رگ رگ میں شرارت بھری ہے۔

لاٹو۔ (کانپ کر کے) حضور میں نے کیا گناہ کیا۔

نجمن۔ ارے اب ہم تیریں یا نون لگا لے سہم ہیں۔

میں دو بلبل ہوں جسے دن نون میں ایک

بارغ ہو یا خانہ نصیب دہو

نبو نے تو کمرے کے دی ہی میں لاٹو کے گھر میں نہ چھے (چاہیے) کہ ذری کچھ وجہ کے کام کرے وہاں کا نقل سے کام نہ لے۔ لاٹو اچھو بلبل میں پس رہی اتنا دلالت نہیں ہے کہ

نجمن۔ بلبل میں اتنا لہجہ میں کوئی جملے ہی چڑھی چھٹی دو ایک درہون تو بس حملہ آفرینانے بلبل کی ایک ہی کسی

نبو نے جو دیکھا کہ نجمن نے پھر لاٹو کا جہیز کیا تو اٹھ کے چلی گئی لاٹو نے اس شان سے کہا کہ روٹھ کے بھاگ گئے نجمن

بولی۔ بھاگ چلے دو۔ روٹھ کے میرا کیا لینگی۔ راجہ روٹھنے لڑج لینگی رانی روٹھنے لگا لینگی میں ایسی

بلیوں کی پردا کیا کرتی ہوں بھلا میں نے کہا ہی کیا تھا اور جو باتیں اسنے آئی کے کہیں اگر میں کہہ دوں تو لڑاؤی

شروع ہو جائے۔ مگر مجھے یہ عادت نہیں کہ میں ادھر ادھر لڑاؤی چھروں۔ اس کا کٹہر سنا اس کا لڑاؤ دیا۔

اسپوئل بھی سہنے کہ نبو نے میرا صاحب سے کہا کیا بڑی

نبو حضور ایک بات عرض کرنے کے قابل ہے۔

ب۔ کہا بات ہے۔ کیا کوئی لکھری بات ہے۔

نبو۔ حضور کسی کی چٹنی کھانا میری عادت نہیں ہے مگر کیا کوئی بعضی بات ایسی ہونی چر کہ بے گھر رہا نہیں جاتا۔

ب۔ اے تو شیخ کون کرتا ہے تھیں کونما۔

نبو۔ میری تو کھین میں خون بھرا آیا حضور۔

ب۔ اے تو کچھ کھین کھین بخت۔ یا بکیتی ہی جانتی۔

نبو۔ حضور اگر میں اور دشمنوں کی گریں تو عرض کر دی۔

ب۔ یا میرے امد۔ اب میں کیونکر کون ارشام کھانا

پر کھدو میں مہر کر دیں۔

نبو نیو جسے کار عرض نہیں ہے۔ عرض یہ ہے کہ حضور میری عرض کی تحقیقات کریں اور اسکو سنیں اور اگر میں نے کہا اور اپنے

سن کے ملال دیا تو کیا بات رہی۔ عرض ہی کرنا سکا اور حضور کی ب۔ تو یہ کوئی اچھی سے کیونکر معلوم ہوا کہ ہم دشمنوں کی نہ کر سکتے

آپ ہی آپ ٹھکان لی ایک بات۔

نبو حضور اب لاٹو کا بیان رہنا اچھا نہیں۔

ب۔ لاٹو کا بیان رہنا۔ کیوں۔ لاٹو نے کیا کیا۔

نبو۔ بس بے یادہ غم نہ کھلو ایسے گھر میں رکھنے کے

قابل نہیں ہے۔

ب۔ تو کوئی سبب بھی تو سنیں۔ آخر کار سا گناہ کیا ہے۔

نبو۔ حضور اصل تو اتنی کم سن عورت کا نوکر مکنات ہے قہر میں ہوا ہوا ہے پھر روں کے قہر میں برائیاں نہیں کہہ رو کہ انیکہ

بڑے اور تھوڑی خواہ با نیوالی دیکھیں بلبل نے یہ بھی حال ہے بڑے اپنی جان سپردم سولی۔ ذری لاٹو کو حضور یا دویا میں تیرا

کنواری لڑکی اور یہ بنانا چاہو بڑے شرم کی بات ہے۔

ب۔ اچھا لاٹو کو جاکے بلا لاؤ۔ کوا بھی بلایا ہے۔

نبو۔ حضور ٹوڈی نے نہانے کی۔ میرے ہی چھوڑے یا نیکی اور

بلبل پر کی۔ بندی در گدہ ری۔

سلاط و ایلر لاد و بی نہ سے دوزی آواز دہشتی ہوا وہ  
 بولتی نہیں جیسے کانوں میں ٹھٹھکیاں پڑی ہیں دوزی لاد کو لاد  
 مغلائی۔ ای لاد دہشتی نہیں ہو سکا ریکار ہی ہیں۔  
 لاد و حضور بھی حاضر ہوئی حضور میں نے مت نہیں تھا  
 ان سب کی دانتا کلکل میں (قریب آن کر) اڑا حضور پر  
 بیگم صاحب نے لاد کو دیکھا تو سکر لے لیکر لے کر بیٹھ گئی  
 گو سنت لاد خوب بھی تھی اور تھوڑے چلنے بھی لگائی تھی مگر  
 چونکہ بیگم صاحب دوسرے بہت خوش تھیں وہ لاد و اپنے کام کاج  
 میں مشغول تھی لہذا انھوں نے چند خیال نہ کیا بیگم صاحب لاد  
 قریب یہ ہم سے تھیں۔ ایسی بہت سی لادیں دنوں میں خوب بھی تھی  
 اور تھوڑی دیر چلتی تھی کہ کوئی ایسی نہیں ہو کہ ان دنوں چلائے  
 مگر چونکہ بیگم صاحب طبعی لکھی اور عقائد اور عقول اپنے عقیدوں  
 کی ایک نہیں چلتے پلٹی تھی۔ گو چلی جاتی تھی مگر اپنا سوا لاد لکھ جاتی  
 تھی۔ اب سوچتے سوچتے ہونے پر ترسید نکالی کہ بیگم صاحب  
 سے کہ لاد جو ان دنوں چلتی تھی اور غائب ہو سکی کی اس نظر  
 بٹتی ہو ایسا نہ لاد کو بھی گھڑا لائیں تو پھر کوئی نہ بن سکتا  
 سب۔ لاد و آج تو تم پر قیامت کا جو بن ہو۔

لاڈو۔ اے حضور ہم پر جو بن ہو گا تو پھر اور  
 کس پر ہو گا۔

سب۔ اری دوانی کنواریاں کہیں اس طرح  
 بناؤ چناؤ کرتی ہیں۔

لاڈو سر کا بیان اس چار دوا میں کون دیکھتا ہے  
 سب۔ آج جو ناب کی جو نظر پڑے تو ہم ہی ہو جائے  
 لاد و حضور آج میں سرکار کے سامنے تھوڑے ہی ہوں گی۔  
 سب۔ سرکار کے ہاں تیار کر لائے چاہئے تو آج وقت پر یا تیار کر لے

انے جو بن سہن یا روبرو از منور  
 لاد و حضور ہم کو کجا کاردی طے کس کے دوزخ لے لے

ہم کو دہشتی دھونے سے کام ہو جو بن سے کیا کام ہو۔ جو بن  
 بیگم صاحب ہر دن کے واسطے ہو۔  
 سب۔ کیوں لاد و بھلا جسک کسی پر عاشق ہی ہوتی ہو۔  
 لاد و سب تو ہی باتیں کرتی ہیں بیگم صاحب کہ۔  
 سب۔ اری تو کچھ سرن ہلاؤ و عشق جسکے حراج میں نہیں وہ  
 آئی ہی نہیں ۵

عشق موقوف نہیں ہر دلہ اسان پر آہ  
 کو نالہ دلہ کہ اس عشق سے ہر اسکو نالہ

لاڈو۔ حضور ہم عشق و عشق کیا جا میں۔

سب۔ ایسی بھی ہو۔

لاڈو۔ سب سے کوئی بات تو نہی بھلا جیسا کہ کسی ہو یا ایسا کہ  
 ہر اور سوا اے اعلیٰ ہر دوا اری کے میں ہر نظر لگائی ہوں۔

سب۔ چل چلی بازار دن کی پھر لے والی۔ چ بتا یہ اسٹہ  
 گھری آج کیوں ہو۔

لاڈو۔ سر کا باب کل سے نہیں یہاں لیا کر دہشتی جو آپ کو  
 اچھا معلوم ہو وہی کروں۔

بنو کا جلا پا

استے میں کجا آئی۔ دیکھا تو لاد و گھری ہوئی تو تھوڑی چار  
 بیگم صاحب کی فرمائش سے گلاہی ہو سگ۔

ایسا تھوڑا میں نہ لکھیں کسی بانی عشاق

اور بھی جلا میں کے خاک ہو گئی۔ کیا حضور معلوم ہوتا ہے لاد  
 کہیں اندر سمجھا میں تو کہیں۔ لاد و تنک کو بولی جی ہاں نکلی  
 کیسی تھی پھر کسوا اجا رہا۔ تم ہو کہو دیکھ دیکھ کر کیوں جلا تھی  
 ہو اہ بیگم صاحب کو سلامت رکھ پتہ نہ لڑے گا لے جانے  
 کے تو ہمارے ان ہی میں۔ ہاں بہام میں اگر کسی کوئی دیکھے  
 تو جو چور کی سزا دہ ہماری۔

بنو اور دیکھی جلی اری اور یکم صاحب نے بھی لاڈ کے لاکھ کی  
 مایہ نڈ کی تھاقہ پر کہ جب کوئی کم سن عورت اپنی طبیعت سے روکت  
 بناؤ چلاؤ اور تنگ کر کرے تو مست ہو جاتی ہے اور کوئی اس وقت یہ  
 کیفیت سمجھنے کے لئے پھیلت ہو گئی اور یکم کھاس سے محبت ملل  
 تو ہم سن۔ دوسری تین برس کی چھٹائی بڑائی۔ دوسرے دونوں  
 کی طبیعت کا ایک رنگ تیسرے لاڈ کی اطاعت سے اور  
 بھی خوش تھیں۔ گو تھو نے بہت سی تدبیریں کیں کہ لاڈ  
 کسی طرح یکم صاحب کی نظروں سے گراوے گا۔ مگر ایک چلی۔

ب۔ آج لاڈ خوب نکھری ہیں۔  
 بنو۔ حضور نے یہ بات کسی کیس کے گھر میں آجکے کچے کو  
 نہیں بیان چاہے بڑے بڑے جو باتیں بنائیں۔ کسی اور  
 کی بڑی دوسری بہترین نکھڑے کھڑے نکھڑے ادی جاتیں۔ یہ  
 ادب کے اسلئے نکھڑ کر رہی ہیں میں لوب صاحب کی آنکھ بڑے  
 ب۔ کیا کچھ ہے۔ ایسا نواب نواب ایسے گئے گذرے ہوں کہ  
 تم کو کوئی بڑے ایسے معلوم ہوتا ہے۔ یہ تیرے ہنر سے  
 لاڈ۔ اور حضور میں جمعیت کر دینا چاہیے۔

بنو۔ تم کو کاہے کے واسطے۔ حکمرانہ رخصت کر دیں۔  
 لاڈ۔ وہ تو تم تو بھٹیاریوں کی طرح لڑتی ہو بھٹیاریوں کا قصہ  
 کہ جب لڑائی کو جی چاہتا ہے تو بیٹھے بیٹھے غمازی خواہی کرے  
 کرتی ہیں۔ اور بڑے میں ہم تم لڑیں۔ دوسری بولی لڑے ہی  
 جوتی آئے کما جوتی لگے تیرے سر پر۔ وہ بولی تیرے  
 ہوتے سرتوں پر چلے لڑتی دلی بٹنے لگی۔

بنو۔ بھٹیاریوں ہی میں رہی ہوتا۔ جب ہی یہ باتیں یاد  
 زن۔ جب ایسی ہو تب ایسی ہو۔

لاڈ۔ اچھی ہو۔ وہ تو صورت سوال ہے۔  
 بنو۔ ہر لڑکی رخصت والی شہد ہی عورت۔ اور ہمارے  
 مگر لڑکے ان کی شان پر لیں۔

یکم صاحب نے تھو کو ڈانٹ بتائی اور کیا یہ سدا تھا  
 تصور ہے۔ سر اسر تھاری شرات پر تم لاڈ کو دیکھ لکھ لکھ  
 جلی مرنی ہو۔  
 بنو۔ میں کیوں طے لگی۔ جو بھٹیاریوں میں ہی ہوگی  
 دہی جلیگی۔

لاڈ۔ اچھا وہ بھٹیاریوں چھوڑ چارہ بن میں رہتی ہیں  
 سہی۔ پھر آپ کو کیا تم کو ہم سے کون غرض ہے۔  
 ب۔ اگر اب تم دونوں لڑیں تو ہم تم کو بے عزت کر کے  
 نکال دینگے۔ واہ وا گھر نہ ہو بھٹیاریاں نہ ہو ایسے تین  
 سو تین ہوتی ہیں (بنو کی طرف) یہ بناؤ خدا کر کے آئی ہو  
 تو تھو کو کیا۔ نوابا پر تھو گئے تو تیرا کیا بگڑا لگا نقصان  
 تو ہمارا تو بیچ میں کون بولنے والی ہے۔ واہ جانانک  
 خاموش رہو طرح دوسری پر جڑھی جاتی ہے۔ ہمیں  
 یہ باتیں ایک آنکھ میں بھائی جب دیکھو ہنر بھی  
 ہوتی ہے۔

لاڈ۔ حضور یہ مجھے دیکھ کے جلی مرنی ہو اور بے سبب۔  
 بنو۔ جلی ہمارا دشمن۔ ہر قسم لڑکی ہی چھوڑے  
 دیتے ہیں۔

ب۔ بس امد۔ اپنے گھر کا راستہ لو۔ دھکا دی ہو۔  
 بنو۔ ہم کیا دھکا دینگے حضور۔ ہم تو غریب آدمی ہیں۔  
 ب۔ نوکری چھوڑ دینی تو کیا دوسری مہری نہیں ملے گی۔  
 لاڈ۔ سرکار کی سلامتی سے مہر لیا ہزاروں حاضر ہیں  
 یہ مولیٰ کچھ کسی میں ہے۔

بنو کے لفظ نہ آگ ہو گئی ادا چاہا سبب اٹھ کے  
 جانے کی تیاری کرنے لگی۔

لاڈ۔ او تو کہو تو بدنام کر کے نہ جاؤ۔  
 بنو۔ آئیں بدنامی کیا ہے۔ نوکری خوشی کا سودا ہے۔

لاڈو۔ تو مٹی کیا گاڑہ پڑی ہو کہ بھاگی ہو۔

بچو۔ تم تباہی چن کر دو۔ تم کو اس سے کیا۔

لاڈو۔ بچے تم کو مین پھین لکھا ہو وہ مین کرتے ہی ہیں۔

بچو۔ قسمت کا حال معلوم ہو جائیگا تھوڑے دنوں میں۔

لاڈو۔ تم علم غیب پڑھی ہو گی شاید۔ ہونگا۔

بچو۔ پڑھے نہیں ہیں تو یوں ہی دیکھ لو گی۔

لاڈو۔ ہم جیسے ہیں ہمارا اللہ جانتا ہو۔

مسی کی بی بی نوکر غیبی کہ اگر اس کا خدا عالم غیب ہو

بنو۔ بڑی احمہ والی بنی ہیں ستر جو بچے کھانے کی چیخ کو

لاڈو۔ انہی تہی کون کہ رہتی ہے۔ یہ دہی شل ہوئی۔

ب۔ (مسکراتے ہوئے) تم خدا کی جی کی مین بہت خوش ہوئی۔

بنو۔ ہاں حضور انکی باتوں سے کیوں نہ خوش ہوگی۔

یہ تو لاڈلی ہیں۔

لاڈو۔ تم جل مروغا کھاؤ میں مجھ کے خاک ہو جاؤ۔

بچو۔ جیلے ہماری بادوش۔ ہماری بوتی کی نوک۔

یہ کمزور بننے لبا اسبابی تھا یا اوسیکم صاحب کے قریب

آبدیدہ ہو کر اس سے کھانا خور پینے کی شوقی کو نصرت کرن

اسنے برسوں حضور کے ہائی لکڑا ب و دائہ تعالیٰ کا کی دولت

خوب چین کیے اب جہاں خدا بوجا بیگا دیاں جاؤ ملی۔ مگر

پرورش کی نظر رہے سدا کار۔

بیک صاحب پڑی لکڑا بھتی تھیں اور رحم دل تھیں

بچو کو آبدیدہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا۔

ب۔ چلو کہ موت بہت۔ اسباب رکھ دو۔

لاڈو۔ (اسباب جھین کر) بس اب غم نہ کرو۔

بچو۔ تو مٹی تو حکم کی تابدار ہو۔ جو حکم ہو۔ مگر زور

کی دانتا کلکل سے کیا مطلب اور حضور مین پر غفا ہستی ہیں

لاڈو۔ چلو اب کھیل باتوں پر خاک ڈالو۔

بچو نے اسبابیک صاحب کے سامنے رکھ دیا اور دم مون پر گر پڑی

## مینی تال کا دلربا حال

نواب محمد سکری صاحب کے پاس لیکن دست نشانی دیکھتا

کو ساتھ لیکے اور کہا حضور یہ میرے یقین مین اور مٹی بار

مینی تال جا چکے ہیں مئے ہاں کا حال سینے۔ قابل دید مقام ہو

بلکہ دید ہو مہشہ بند ہو۔

محمد سکری نے کہا ہاں مٹی بد صاحب فرما لے لے لے لے

کان ہن شتاق کچھ فرامیے۔

مٹی بد صاحب نے کہا بہت خوب حضور ضرور مینی تال

ہائیں اور خادم کو بھی لیتے چلیں۔

اسکے بعد مٹی بد صاحب نے یوں کہنا شروع کیا۔

پلا سیتا مجھ کو اک جام مل جوائی پہ آیا ہو ایام گل

مینی تال وہ روح افزا مقام ہو جہاں یا ہم گل پھول ہیں

جوائی پر ہو۔ جہاں پیری جوائی اور شیب شباب سے بدل جاتا

ہو جہاں محبت کی نفع دہنداری ہو شکست ہماری ہو گل

کے صدف کے درخشاں یا اور شکوین مین چکا ہو گیا۔ بخار کے لئے اسکا

پانی کو مین کی نانی ہو تو بے وق کے لیے اسکی ہوا اعلیٰ

حق یوں ہو کہ اس فیصلے دنیا ہی مین بہشت برین کا فرزند کھاؤ

اور نہاد خشک سے جو بہشت اور عرفان کے دم اور جھانسون

ہلوگوں کو دنیا کے لطف مین کھانے دیتے ہو کہ اتنا ہوں رخ

بہشت اک باغ ہو روزخ بھی اک شری حشر کا ہو

وہ چیز جسکے لیے ہمیں بہشت عزیز

سوائے باؤ گلغام و حور عین کیا ہو

خیر صاحب بہشت اور سرگ لوگ تو مولوں اور پند تون اور

اکلیم گورن محمد احمدی سو فی کے ماماؤں کو سدا کے سہم لگائی

ہی فرض خیالی باتوں سے روگرداں پائی پائی سبکدستی لیکے

<p>بہار آتی ہو دیوانہ ہو نیزنگ گلستان ہو چرخ عقل کو رکھ دے بھلا کھلایاں ہو</p>	<p>یہ تحصیل واقعی نمونہ سلسلہ میں جو غنی تلال کو اسپر سجدہ ناز ہو ناپا چٹے جسدہ ملاؤں کی مشقت کو کوثر نزار جو میان صبح کو</p>
<p>نواب صاحب کے یہ درجہ حال بڑے عشق اور دل کے قانون سے سنا اور کما بھی اب تو چاہے اور صحر کی دُنیا اور صحر ہوا کے نہندہ درگاہ بنیں رینگے۔</p>	<p>لوگ عمر پامیدل باگھڑوں پر ہوا کھانے نکلے میں صاحب گنگ خاندانوں کو ساتھ لیکار ہندوستانی ٹڈوں ٹون۔ یاد بشا کیوں</p>
<p>اس مقام پر پری رخاں باہر اور صوفیاں غبربن موکا جگہ بھار ہوتا ہوا اور فیصلہ میں کھڑے ہو کر لطف تماشا اٹھاتے ہیں لاکھ بکشتوں کی دوڑ ہوتی ہے جس کو باغ میں خود عروا بوٹوں یا کشتیوں کی کھوڑ دوڑ کھتے ہیں عروا کشتیاں چھوٹی</p>	<p>کے ہر اور انکی زندگی بیان بھی ہے خط پر۔ دن کو اپنے منہ سے لوگ لگے ہیں گنگساڑ چنے بچے سے چھوٹی گلیں انسان کی صورت نہ دیکھتے ہیں آئیں۔ بچہ ایک نہ سیر یا خانہ سالان کے</p>
<p>میں اور جبروت ایک کشتی تمام صحنہ کی بھڑکی کے آگے نکلتی ہو فوراً بد وقت سڑتی ہے جڑی لی گئی ہوتی ہے۔ اور دونوں ٹڈوں کے سوا جان پر تحصیل تیزی کے ساتھ چلاتے ہیں تماشا ایٹ</p>	<p>اور صریح لہری کہ چلین تحصیل تحصیل کبابی اور کھڑکی ہوتے اور بھی زیادہ صحر اور خشک ہو جا تا ہے اور رچشمہ سار</p>
<p>کو خطرہ حاصل ہوتا ہے۔ چکے کے میدان میں کوئی چھین میں تمام پر برابر ٹنس ہوتا ہے اور لیڈیاں میں کھل میں بڑی خوشی ہے شکر کی آفتاب میں اور صحر کوہ فلک شکوہ۔ بیچون بیچ میں تحصیل شہ</p>	<p>اور صریح لہری کہ چلین تحصیل تحصیل کبابی اور کھڑکی ہوتے اور بھی زیادہ صحر اور خشک ہو جا تا ہے اور رچشمہ سار</p>
<p>لطف تماشا دکھائی ہے اور روح و جد کرنے لگتی ہے اور ان پہاڑوں کے ہر سے ہر قدر فی وقت اور بھی جو میں دکھاتے ہیں۔</p>	<p>کی جی جہت زاری اور تحصیل پر بیسین جانتیں بہاڑ پراہل سلام اور بہاڑیوں کے ساتھ ہم محبت ہونے سے استعد پر ہنسنا جو لوگ اگر</p>
<p>صاحب و گون کے ننگوں میں بہاڑی بھولوں کے گئے کثرت سے رہتے ہیں اور بڑے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ مگر میان کی چھلکی سے خدا کی پناہ لالہ بان اور صحر صحر کو</p>	<p>بلا میں تو گئے انی مجھ کے لیے بھی نہ جانیں مگر جو بہاڑ میں باہر جاتی گئی ہیں انکو اسکا تم خیال ہے۔</p>
<p>جو اسکے عادی ہیں ہیں اور بھی زیادہ وقت ہوتی ہے کہ وہ تو اور میں ہانپنے لگتے ہیں اور دم ٹوٹ جاتا ہے سب نکلے بہاڑ پر واقع ہیں اور پڑھنا آنا کہ نہ لکھا کہ دن سے غلامی میں تلال</p>	<p>حضور میں نے ایک پاتر سے نیلی نال میں پوچھا ایک کلمہ سہا تو کھینچے ہیں سے جواب ہے تی داغ روڈم داندہ ہنسنے ہنسنے</p>
<p>بھر میں کوئیوں میں کوئی کی بیان ضرورت نہیں تحصیل کے ایک طرف کے بہاڑ میں تو باقی جا ہی کثرت سے ملتا ہے اور ہر قدر</p>	<p>پیش میں بل پڑ گئے کہ ہم تو نام تو چھین میں ویدیر محل کو کر ہو سر سے ہی سے مول تول کرنا شرف کیا اسم شریف کے جو</p>
<p></p>	<p>ہیں باخبر ہے چھوٹی قہر تادیو جیم پہلے پہل راجہ مہر جیم کے ساتھ گئے تھے نور و ہرے رزگوئی جیم بہاڑوں کا غول کا غول آپا یہ لہ نام لگے حاتی میں اور وقت دن بھر ان کا کام نہ پتہ</p>

سہرہ کہ برف کی کیا حقیقت ہو کہ دوسری طرف کے پہاڑ پر پانی نہیں بہتا اور لذت و آسائش ہوتی ہے۔

نہی تال کی برسات میں عجب دلربا لطف حال ہوتا ہے کہ دن بھر بھلی بھلی ہوا اور سردی اعتدال کے ساتھ اور از اس خوشگوار اس فصل میں صاحبِ لوگ برساتی کوٹ اور چھتری ضرور لیکر نکلتے ہیں کہ نہ معلوم کس قسم کی بھریس ٹپ سے گرا کر کھلا ہوا اور دھڑلے سے چلنے لگنے کا پتہ نہیں۔ اور دھار کے بہنے میں بھی بڑا لطف آتا ہے نئی تال کا سب سے بہتر حصہ میان کی باترین میں شادی کرنا یا ترن کی شہرے کی پرست سے چرام ہر اس شہر اور اس سم کے صدقہ الملوٹ اور رام لکھنوی اور دہلی تال اور دیگر تال اور پورٹا اور کاشی و برین انکی کان ہے۔

### قیامِ ہمسار کا ضرر

میں نے جو کچھ کہنا صاحب کو سننا صاحب کے دوست میان بدکی و حسب گفتار گیت پسندانی تو بات دین بنائی کہ حضور نے یہ سب لڑنا مگر میرے ایک شفیق کی زبانی بھی تو سنا کہ حال از برائے خدا اور اس لیے مجھے تو دیکھا کہنا ہے۔ محمد عسکری نے کہا بہتر ہے کہ انکو بھی بلاؤ ہم تو چاہتے ہیں کہ جو کام کہیں کچھ بوجھ کے کریں تاکہ مجھے ہنسے ہو۔ اور ہمسار و رحمت نہ پہنچے سفر کرنے میں تو ہلو کوئی پیش نہیں ہے مگر پیش ہے تو یہ ہے کہ مجھے کبھی پانچ سو روپے میں بھی لیا نہ ہو کہ وہاں کوئی گل ملے۔ آپ اپنے دوست کو بھی بلو ایسے کیا مضائقہ ہے۔

میں نے کہا حضور کا لادست میان حاضر ہے حکم ہو تو بلو اور خدا کا سے کیا میان دہری مولوی صاحب کو تو بلو لیجئے مولوی صاحب اُسے یہ کھائے کھائے تو تھیں ہی انھوں نے پہاڑ کی جو کرنی شہرے گردی۔

ع۔ کیجئے مولوی صاحب آپ پہاڑ پر کتنے دن رہے۔

مولوی۔ حضور سات برس تک جلاوطن رہا۔

ع۔ جلاوطن ایک پہاڑ ایسا بڑا مقام ہے۔

مولوی۔ حضور اب میں کیا عرض کروں زبان قاصر ہے الامان !!!

ع۔ این لوگ تو وہاں کی آب و ہوا کی بڑی تمکین ہیں مولوی۔ خدا ندادوں تو وہاں رہا کھنگھنگھا ضرور ہوگا یہ تو وہاں کا تھوہر ہے۔ اور ہندو لوگ اسکو برشاوتے ہیں ع۔ این الامان ولاقوۃ !!! ارستے تو بہ! ع

### خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

یہ بڑی طبعی کھیر ہے۔ بندہ دولتِ الہیہ سے بھرے۔ بدر حضور یہ سب لفظ باتیں ہیں انکی۔

مولوی۔ خداوند جو کوئی میری بات کاٹ دیتا تو میں آگ ہو جاتا ہوں یا بھی صاحب سے پہلے اور بندہ ہلینا ہی چاہتا ہے بدر۔ سرکار انھیں ایسے لوگوں نے نو۔

ع۔ اچھا صاحب تو آپ کو دل موقوف لا دینے سے کیا دھڑلہ کر خولہ خواہ آپ ایک شخص کے پیچھے چلے اور یہ سب کہا ہی نہیں کہ انکی طبیعت کی بیماری بہت ہے۔

بدر حضور اگر یہ بیماری وہاں ہو تو ناک ناک نہ تاملوں مولوی۔ پیر درشد یہ خاص گفتگو کے چون کی باتیں ہیں کہ باتو تھو بدتا ہوں اور ناک ناک بدتا ہوں بندہ تو کبھی ایسی جگہ میں بیٹھا ہی نہ تھا اور نہ اس گفتگو کا عادی ہے بلالوں لا قوۃ! یا اللہ تو بہ۔

ع۔ نہیں شئی بدھا جب بھی ترمیم یافتہ آدمی ہیں۔

مولوی۔ مجھے کچھ ناک ناک بدتے ہیں۔

ع۔ آپ نے اس بیماری کی ایسی شئی کہ تو یہ ہی تھی۔

مولوی۔ حضور زندہ تو راست راست کے کوہ کا سطح پر گرا۔

بدر بہت آہستہ سے اپنا سر چوراٹھا لیگا۔

ع۔ بھلا یہ تیار کیوں کر دیوان پیدا ہو جاتی ہے۔

بدھ حضور اتنا دیانت کرین کہ صاحب لوگ جو وہاں رہتے ہیں انکو گھین گھنا کیوں نہیں ہو جاتا۔

مولوی۔ وہ لوگ برائی ہی پننے کے عادی ہیں ہم اور آپ انکا مقابلہ کر سکتے ہیں بھلا۔ پھر انکا اقبال۔

ع۔ ہاں یہ دونوں سبب ٹھیک معلوم ہوتے ہیں۔

بدھ۔ حضور بھلا برائی کو گھین سکتے ہیں کیا واسطہ ہے ماروں گھٹنا پھوٹے ٹھیکہ کجا برائی گھین گھنا کر گاڑ کیا غرض کراچ

ع۔ ڈاکٹر نہ تو آپ ہیں نہ بندہ۔ یہ کہتے ہیں اور ظاہر سمجھ میں نہیں آتا کہ جھوٹ کیوں کھینکے۔

بدھ۔ یہ بہت عجیب حضور نے فرمایا انکو جھوٹ بوسنے سے کیا مطالبہ ہے جانتے دیجئے۔ ایک پیچھے یہ کچھ ہستان کی صورت ہے اگر

ع۔ ہاں صاحب ہم تو اب ادھر کا رہ بھی نہ کر سکتے۔

مولیٰ نے دل میں نہایت ہی خوش ہوا کہ لیا یہ تو صاحب کو خوب تنگ کر چڑھایا۔ اور مولیٰ نے اچھا فقرہ چست کیا کہ ہا

گئے اور گھین گھنا ہو گیا۔ اب کوئی کر دے پیچھے سے تو فلاں تھا۔ تو قہن جاتے۔ اور مولیٰ بھی لگے سیارہ سے ہوئے تھے اہلقت

بکر مولیٰ صاحب نے عمر بھر میں کبھی پہاڑ کی صورت بھی نہیں دیکھی تھی کہ پہاڑ تو کیا ہے اگر فقرہ واقعی اچھا چست کیا۔

ع۔ مرزا۔ حضور یہ تو ہم نے ایک نئی بات سنی آج۔

ع۔ آپ کبھی لگتے تھے ہیں پہاڑ پر مولیٰ صاحب تو سات برس رہ آئے ہیں۔

ع۔ مرزا۔ جی آمین کیا تنگ ہے خداوند۔ سات نہیں بلکہ

چودہ برس حضور بھی ان بھروں میں آجملے میں فیضانے دیجیے اس جھگڑے کو۔

مومن۔ حضور اس وقت تو قیامت کی بدلی ہے۔

خیر اگر لگتے ہیں غرض صنم میں اور کوئی دیکھے تماشا ہمارا

ساجد۔ اس وقت کہ اڑے میں لگے ہیں میان مومن۔

مومن۔ اپنے ہم رفقت قرعہ میں رہتے ہیں خدا سزا کر کہ سلامت رکھے۔ انکی بدولت ہمکو ہر دم مزہ ہے۔

ساجد۔ ہاں بھائی میں ٹرے کی بات ہے۔

مومن۔ خدا میرا ہی توکل مرزا۔

ان بھولے بھالے بیرون کی بھی عجیب باتیں ہیں لگا ہے بسلائے برقعہ لگا ہے برشنائے خلعت و ہندو زانچ

کے دست نشانی مر صاحب نے جو بیٹی مال کی ترقی لکھی تو قسم کھائی کہ چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے پہاڑ کا سفر ضرور کرے اور اب جو مومن کے یار مولیٰ صاحب نے بھینکے

فقرہ چست کیا تو ڈر گئے اور اپنے عزم بالجمہم کو فرج کر دیا۔

تو خدا پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو پہاڑ کا پانی لگے اور گھین گھنا ہو جائے اس عقل ذہن کے صدمے کو اوارے مولیٰ۔ ایسا کہا گرم فقرہ

چست کیا کہ پھر کا دیا۔ اس سوچہ جو جس کے قربان۔ مرزا اور ساجد اور اختر اور حوالی موالی ایک ہی چلی نواب صاحب

کو۔ یہ خود تھا کہ اگر وہاں گئے اور اتفاق وقت سے گھین گھنا لگی آیا تو اول تو بیک مر صاحب کو دی رنج ہو گا۔

دوسرے کسی کو خود کھانے کے قابل نہ رہ سکتے تیسرے ار باب نشا کلی بھت میں لگ سکتے۔ اور خود اپنی صورت

آپ ہی بڑی معلوم ہوگی۔ مولیٰ کو دل ہی دل میں دعا میں دیتے تھے کہ خدائے اسکو خوب بھیج دیا۔ ان

سب نے تو اس قدر تعلیف کے کل ہاندہ دیے تھے کہ میں نے سفر کی نصف تیاری کر دی تھی میرے

خوب خدر ع۔

اس سیدہ بولائے ولے پھر گزشت

ورنہ بڑی بڑی ہوتی۔ جانے اس غرض سے

کہ سیر کر سیکے اور وہاں سے گھینکے کا تحفہ لیکے آتے۔

میں کو اس قدر خوشی تھی کہ ہاں سے باہر اور چائے میں  
 پہلانی میں سنا تھا کہ سب کو نچا دکھایا اس سخت کو خدا  
 جلے سفر سے کیا عداوت تھی کہ نہ مٹا اور کانپ اٹھا گو اللہ  
 کے فضل سے صحت بھر میں کوئی ایسا نہ تھا جسے سفر کیے ہو  
 مگر میں لون کی تو سفر کے نام سے روح فنا ہوتی تھی گویا نانی  
 جرات تھی مولوی کو خوب چڑھا کے لایا تھا اور مولوی نے فرمایا  
 اور لکڑی بیانی میں برق تھا اور لطف یہ کہ مولوی دروئی خاک  
 نہ تھا کچھ غصہ نہ ہوا درجہ تھا وہ اجبی ہی و اجبی لیاقت تھی  
 مرزا صاحب کی لڑائی تو ابھی کسی طرح محمد مسکری کو دم دے کے  
 چھاپا نہیں جو نس کے پاپا پر لپٹا میں اور خود بھی لطف تھا میں  
 مولوی کے اس جھڑپے بیان سے دل ہی دل میں خوب تھلائے  
 مگر خوشی پی کے رہ گئے۔  
 میں کئی دن سے تاک میں تھا کہ کب سے وہ صاحب کی دم  
 دیکھنے کو ہستان سے باز رکھے مگر دروگون کے سبب سے حال  
 نہیں گئی تھی آج اچھا موقع مل گیا نو ایسا جتنے پوچھا نہ لایا  
 یہ تو فریٹے کو اور وہاں کی کیا دیکھا مولوی صاحب سے حضور پانی کا  
 وہاں کال پر کنواں تو ہر جی نہیں پہاڑ پانی سب جیتے ہیں  
 اور باجھیل کا تحصیل کے پانی سے پڑیو کچھ بھی ہو جاتی ہے اور یہ  
 کچھ پانی لاکھ لاکھ سی ہوتی ہے اور اس میں نہ تڑپا کرتا ہوا اور  
 پہاڑ پانی گنت لاکھ تار سبز بھری تھی تو میر بھرت لکھا ہضم  
 نہیں ہوتا۔

ع لاجوں لاتو یہ بڑی ڈیرا می کھڑے مولوی صاحب  
 مولوی وہاں کے باشندوں کے لیے البتہ مسادات ہے۔  
 ع اے یہ کہو کیا بحث ہے جناب۔ وہ تو پیدا ہی وہاں ہے  
 مولوی۔ اور کھانے کا ذرا بھی پتا نہ پڑھتے نہیں ہے۔  
 ع۔ بلکہ یہ کہ شرمیہ نہیں ہوتی۔ کال ہے؟  
 مولوی حضور گوشت تو گلتا ہی نہیں لاکھ لاکھ نہیں کھتے

ع۔ جس چہ کند جو مہربان باشد دوست  
 ع۔ سچ ہے۔ ادا کرے زلزلہ تھا۔ یا قیامت کا نمونہ۔  
 ممن۔ حضور کیا اتنا جلد بھول گئے ابھی جا ہی بلخ برس  
 ہرے ہوئے اسکو کل کی تو بات ہے۔ صد آدھو کی جان کھیلا  
 ع۔ اے مقام سے خدا محفوظ رکھے جانانی کیا فرض ہے۔  
 مولوی۔ خداوند۔ ع۔

ع۔ لاجوں لاتو یہ بڑی ڈیرا می کھڑے مولوی صاحب  
 مولوی وہاں کے باشندوں کے لیے البتہ مسادات ہے۔  
 ع اے یہ کہو کیا بحث ہے جناب۔ وہ تو پیدا ہی وہاں ہے  
 مولوی۔ اور کھانے کا ذرا بھی پتا نہ پڑھتے نہیں ہے۔  
 ع۔ بلکہ یہ کہ شرمیہ نہیں ہوتی۔ کال ہے؟  
 مولوی حضور گوشت تو گلتا ہی نہیں لاکھ لاکھ نہیں کھتے



<p>چرا کار سے کندہ عاقل کو باز آید بستانا</p>	<p>آدمیوں کی جان گئی۔ صاحب لوگ اور حکام انتظام کے لیے</p>
<p>فرزا۔ حضور لکھو کھا آدی جاتے تے اور رہتے ستم میں۔</p>	<p>دورے اور بہت سے ہندوستانی بھی پہنچے۔ وہ ایک ایک پٹیا</p>
<p>ع۔ وہ دلا لکھو کھا نہیں کر در دن کھون سی لکھ نہیں کیا</p>	<p>ٹیلے کا ٹیلہ لکھ کر پھٹ پڑا اور کئی کو قصبوں اور جنگلوں اور</p>
<p>تباہی آئی ہر کہ ہم اجل کے صف میں جا میں۔ یہ کون قفل کی بات</p>	<p>مکانوں کو لینا ہو جھیل میں جا رہا آدمی اور لکڑی اور پتھر</p>
<p>ہے بھلا۔</p>	<p>جھیل میں غرقاب لوگ جان چھوڑ کے بھاگے۔ خدا زندہ۔ آگ</p>
<p>فرزا۔ اچھا حضور اپنے سخی ست صاحب کو نہ من سے تو</p>	<p>عجب ہر لوگ تھا کہ لا لاما۔ لاما ان آج تک کوئی تھیں نہیں</p>
<p>دریافت کریں۔</p>	<p>کر سکا کہ گنتی جان میں اس وقت میں سب میں تلف ہو میں حضور</p>
<p>مولوی۔ ہالہ انکا طرز معاشرت یا نہیں ہو صاحب ہماری</p>	<p>بڑی جان جو کچھ کا مقام ہو۔ خدا پیچھے۔ ع۔</p>
<p>انکی کون بربری ہو نہ لاکھوں منزلوں سے جو آئے ہیں سلاطین</p>	<p>خدا محفوظ رکھے ہر ہلکا سے</p>
<p>یا نبی بر سر کلا اور انھوں نے ولایت مجید یا ہم پہ بھی آ</p>	<p>ع۔ اور ہمارا کا اعتبار کیا۔</p>
<p>کر شے ہیں صاحب کو کون کی جگہ جاتی بیان اتنے وزیر ہو</p>	<p>بدر۔ آہیں کیا جسم ہو حضور۔ روح کا بنتی ہو۔</p>
<p>نواب زادے میں میں بھلا کون بھی آپ نے سنا کہ نئی مال</p>	<p>ممن۔ خدا انداس سال سے بہت کم آدی جاتے ہیں وہاں</p>
<p>گیا ہو۔ ہمارا اور خیر صاحب کو کون کا اور خیر ہو۔ اور پھر</p>	<p>ع۔ کسی کو جان دو پھر ہو تو ملے تیلی پر جان رکھ کے</p>
<p>وہاں جانے کی ضرورت ہی کیا ہو۔ صاحب کو کون کی علمداری</p>	<p>فرزا۔ اور حضور یہ جو لاکھوں کروڑوں آدمی وہاں بود و باش</p>
<p>ہو حکومت ہو ہم کو کون کا متع کر میں۔</p>	<p>کرتے ہیں یہ کیونکر زندہ رہتے ہیں۔</p>
<p>جو کی تعلیم خیر کی تو کار کو کون کا۔ جلا جلا کے آس کی سکا کون</p>	<p>بدر۔ یہ خوش تو ضرورت ہی کی ہو کیا ہو کہ خواہ خواہ قسمت کی ہو</p>
<p>انہر ہم تو ہی مال کی توقع ہی سنتے آئے ہیں۔</p>	<p>وزن ہر چند سکاں برس۔</p>
<p>ع۔ ابی آپ سب کچھ سنتے آئے ہیں سرع</p>	<p>گر جس کے بے اہل خواہد ہوں اور در وہاں اثر در</p>
<p>شیدہ کے بودا متد دیدہ</p>	<p>ع۔ جس یہ دو تھی قفل کی بات ہو۔ جانے سے فائدہ۔</p>
<p>صریح ایک شخص تو چشم دید بیان کر رہا ہو اور کر رہا ہو کہ ایک</p>	<p>بدر۔ اور ایک بات سنئے جھیل ایک میل طویل میں ہزار</p>
<p>درا سے زائرے میں یہ تباہی ہو گئی۔ آپ شہنشاہی کیا کہتے ہیں</p>	<p>ہو نہ میل عرض میں۔ اور حق آج تک کسی کو معلوم نہیں ہوا</p>
<p>سفر کوہ کی نسبت مشہور</p>	<p>آخر خیر تھا تو غریب نہیں ہو گئی۔ اور زرا ذرا کسی پتھروں</p>
<p>نواب صاحب پیش پیش میں تھے کہ انکا کلمہ کو یاد رکھوں</p>	<p>پرسوا ہوتے ہیں۔</p>
<p>اور کے کلام کو غلط تصور کون۔ مولوی بدر صاحب سے ہمار</p>	<p>ممن۔ خدا کی بناء اگر کشتی ٹوٹی تو گئے گندے۔</p>
<p>کے پھلے کھال در یافت کیا۔ انھوں نے کہا حضور بارش</p>	<p>بدر۔ کھسی کیا ذرا سا بوٹ ہوتا ہو۔ ڈر دینی جگہ گیا</p>
<p>کے دن تھے۔ اور سات دن سے مولد ہمارے مہر برس رہا</p>	<p>اکثر ٹٹ جاتی ہو۔</p>
<p>تھا۔ ایک لمبی صف میں فقہ ایک ایک کا جھیل پڑا اور</p>	<p>فرزا۔ یہ کیا فرض ہو کہ کشتی پر ضرور ہی سوار ہو۔</p>

اختر خدا جانے۔ پڑھیں وہاں کوئی زبردستی کرتا ہو کہ فروری  
سوار ہو جیسے صاحب۔

بدر۔ جی کشتی پر سو اپنا فرض ہو اگر وہ سوار ہو جیسے دشمن  
بجین مشہور ہو جائے کہ بڑے بڑے ہیں اور پوک ہیں  
لکھنؤ کا ہم بد کردے۔

ہرز۔ بھلا کھی ڈونگی کو دیتے بھی دیکھا ہو۔

بدر۔ خداوند ساری دنیا سے دریافت کر لے کہ ایسا صاحب  
نہ ایک صاحب باہر سے آئے تھے وہ اور ایک آدمی شیخ  
سوار تھے اور ہوا دفعہ بڑی چیز سی سے چلنے لگی اور ڈونگی  
اٹھ گئی آدمی تو بڑی دیر میں ابھرا مگر صاحب کا پتا نہیں  
پھر حضور کشتیوں پر نشیمن بھی لیکن تو میں داغی کشتی صدمہ  
جن کے لاش کا پتہ نہ ملا معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل میں کو میں  
ہیں اور انھیں کچھ ہوں میں لاش کیسے ملے گی۔

ہرز۔ حضور یہاں سے منی مال میں صاحب لوگ  
جاتے ہیں اگر یہاں سے منی مال میں صاحب لوگ  
نواب صاحب نے تھوڑی دیر سکوت کر کے فرمایا کہ  
عنایت ایزدی سے ایک کشتی میں بلکہ قمر کی آفات تھی  
اور ساری سے دھار سونا پڑنا ہے۔ بہار پڑے تو گئے گئے  
پانی لگا تو غلیل ہو گئے کھد میں گرے تو پڑیوں پیلوں کا  
پتہ نہ ملے اور کشتی اٹھ تو جو مچھلیوں کی نذر ہوا ایسے ظلم  
تو وہ جاتے ہو جو گھر سے فالتو ہو آگے ناچھ نہ بھیجے کہا۔

مولوی بدر صاحب نے کہا۔ خداوند سراسر قوت ہوتی  
ہو جب ذرا سی گٹھلی ہوتی ہو اور در طرفہ نکلتا اور صحرایہ  
میل کا گڑھا اور صحرایہ بدر نظر جاتی ہے وہ جگہ ٹھیک ہے۔  
تھرانے لگتا ہے انسان کہ خداوند چاہے اور ہم پر لیسوں کا  
تو حضور قدم نہیں اٹھتا اور جابجا پانی کی برہے  
ستے ستے ہو دے ہو گئے ہیں اور برسات میں اس طرح

گرتے ہیں جیسے تہیا کی فصل میں بڑی مٹی کے کچے مکان  
محمد عسکری نے پوچھا اور لوگ وہ بھی جاتے ہوئے  
میں نے کہا۔ سر کا جب ذرا فراسے جھوڑوں کے گرنے سے  
مکان کے نیچے لوگ وہ جاتے ہیں تو ہمارے دونوں تھانہ  
میں رکھے۔ ایک ذرا سے ٹکڑے کے گرنے سے پرے

کے پرے پل کے وہ کے رہ جائیں اور حضور لشکر اور کھٹل  
اور پھر اس قدر پریشان کرنے ہیں کہ اللہ ان رکھنا ناگیا ناگیا  
کی کھن میں کے مہذب سے شکل ہو ہاتا ہو اور کھٹل کے کھٹل  
کا تو شہر ہی نہیں۔ دھوپ نکلتی ہی نہیں ہے۔ اب فرمایا کہ جنگ  
اور بہت کوئی نہ کر کہ مجھے۔ اگر دھوپ نکلے تو جنگ ہو جائے  
کو گرم کرے اور کھٹل لیل کے نکل پڑیں گلوں کو پکڑے تو مہذب  
صورت ہی نظر نہیں آتی اور برسات میں یہ حال ہوتا ہے کہ آفتاب  
ہفتوں میں نکلتا ہے۔ اور یہی کہے کہ دھوپ دھوپ نکلتی ہے تو  
اس قدر تیز کہ کھڑی ٹھٹھے ملتی ہے اور آدمی لپٹا لپٹا کر چلا  
جو شہر کا اعتدال سے بڑھتی ہوئی سردی میں انسان بچ جائے  
ٹھٹھے کے ہر جانے لگی میں بلبلانے لگے برسات میں یہاں  
بہار پڑے پڑے آدمی وہ کے درجہ میں گھوڑے کی سواری  
جائے کہ ہر گھوڑا ہر گھوڑا ہر گھوڑا ہر گھوڑا ہر گھوڑا  
ڈانڈی ڈانڈی ڈانڈی ڈانڈی ڈانڈی ڈانڈی ڈانڈی ڈانڈی  
جائے۔ اب فرمایا انسان کیا کرے۔ حضور الہی ہی مجھوری  
تو آدمی وہاں رہے درخت ہر انسان کو محفوظ رکھے۔ ایسا ہے  
ہو ایسے کیا انسان چاہے۔

اب سنئے کہ ہرز صاحب سچے سچے مولوی در کے  
نکلتے کی ایک ترکیب جو چاروں کو یقین دل ہو گیا کہ ہرز صاحب  
مسلح در بدر دونوں اسباب سے خارج کر دیے جائیں۔  
اور مولوی بدر صاحب منی مال کی ہرز کر رہے تھے کہ جو بدر  
نے عرض کیا۔ سرکار نواب چھٹی صاحب تشریف لاتے

ہیں۔ استغفرین چھٹن صاحب ابھی گئے مصاحبوں نے  
سرور قلیغیر کی۔ نواب صاحب کے قریب بند پر شکری ہے پوچھا  
کیسے کیا شغل ہو رہا ہے محمد عسکری نے کہا۔ مووی بدر صاحب  
سے کوئی تال کا ذکر نہیں ہے تھے اس مقام پر ناظرین کو یہ سمجھا دینا  
چاہیے کہ مرزا صاحب نے جب چھٹن صاحب کے نفسی طبع کا ذکر کیا تھا  
کی منت و سہابت سے آئے تھے کہ میں اور بدر کا رنگ پھیکا کرین  
مرووی بدر صاحب کو مثال کیا معلوم تھا۔ نواب صاحب نے کہا ہاں  
سواری بدر صاحب وراپہاؤ کے راستوں کا حال تو بیان فرمائیے  
انہوں نے کہا خداوند میں کی جڑ بھائی دیکھا اور انسان کے  
ہوئی لڑ گئے اور بڑی وقت یہ کہ کتنی کب سے اس طرف  
کے رہنے والے چڑھ نہیں سکتے گھوڑے پر سوار ہو کے جائیں  
تو یہ خوف ہو کہ اگر گھوڑا بھوکا تو دھیل کے نیچے کھڑے ہیں پڑے  
راہ ہی میں دم فنا ہو گیا گئے گندے اور اگر ڈانڈی پر سوار  
ہوئے ہیں تو جو دیکھتا ہے ہنسا کر کہ وہ یہ ڈنڈا دیتے ہیں لگنے  
یہ ڈانڈی موچھ اور ڈانڈی کی ساری اور پیدل تو درہم  
بھی انسان نہیں ہیں سکتا کیسے کہو کہ آہا آپ اور جس مقام پر  
ذرا سی پگ ڈنڈی ہوتی ہے وہاں تو لمبے تک کو خدایا داتا، کر  
اور پھر ایسی وقت مصیبت چھلکے گئے بھی تو ملایا سیاری۔  
نواب چھٹن صاحب نے کہا سنتے ہیں وہاں کھینکھا بہت ہڑلہ  
فشی بدر کو گویا لا کھن رو رہے تھے۔ کہا کھن کھن خداوند غلام  
نے کیا عرض کیا کہ سو فیات تو ظلم بھی عرض ہی نہ کرے گا۔ نواب  
کو بھی نہیں کامل ہو گیا کہ بدر نے بیگ سرخ کیا تھا اور چھٹن صاحب  
دل ہی دل میں ہنستے تھے۔ انھوں نے کہا تارو بان کا پانی پڑا  
خواب ہو۔ ایک چپائی کھائیے اور پانی پی لیجیے بس دودھ کی  
بڑھتی سیجیگی۔ تیراوی تو وہاں کی بس نہ کھیا کا اثر  
رکھتی ہے۔ اور گوشت گل جاے کیا جمال نہ صاحب  
بہت ہی خوش ہوئے۔ کہ میں اور بدر نے اس

مصیبت سے خوب بچایا ورنہ طویل ہو کے آتے۔ گوگ  
طے بنا کہ کو گئے تھے آب و ہوا کا طبع اٹھانے  
وہاں سے امراض میں مبتلا ہو کے آئے بار سے

ارسیدہ بود بلا کے لئے بچہ گذشت

ع۔ مرزا صاحب نے یہ حال ہرے نہیں بیان کیا تھا۔  
ممن۔ حضور مرزا صاحب نے تو ادھر ہی رنگ آمیزی کی تھی  
میں حیران تھا کہ یہ ہوا کیا ہے۔

بدر۔ سرکار غلام سے بڑھ کر اسکا حال بھلا اور کئی کیا جانگا  
ممن۔ آہن کیا فرق پر جناب۔ برسوں پہلے میں آپ۔  
چھٹن۔ آپ کتنے عرصے تک پہلے میں وہاں جناب  
مووی بدر صاحب۔

بدر حضور کوئی چار برس تک وہاں قیام کا اتفاق ہوا۔  
مرزا۔ اور برسوں تو ۱۴ برس بتاتے تھے یہ فرق !!!۔  
چھٹن۔ آپ کس محلے میں تشریف رکھتے تھے جناب  
مووی صاحب۔

بدر۔ (گو بڑا کریم) حضور۔ بندہ میں۔  
چھٹن۔ چار برس آپ کہاں پر رہے تھے وہاں پر  
بدر۔ حضور دیکھیے عرض کرتا ہوں خداوند۔

اختر۔ (مسکرا کر) میں عرض کروں۔ حافظ بنا شد۔  
چھٹن۔ اور کیوں صاحب آب و ہوا تو وہاں کی ہاگل نہ ہو  
مرزا۔ حضور تپ دن۔ بخار کندہ سل۔ ذیابیطس۔ ہمال  
کبدی ان سب عارض کا گھوڑا۔ اعدہ بنا ہن رکھے۔  
اختر۔ اور خداوند نہ وہاں میں سے وہاں آدمی ضرور  
کھڑے میں گرتے ہیں۔ یہ بڑی مصیبت ہے جناب۔

چھٹن۔ میں سے وہاں۔ اچی سرور ورس پئے کر  
ہن مووی بدر صاحب بھی تو کئی بار گر پڑے تھے۔  
اختر۔ (ہنس کر) حضور یہ تو چنپا پھاڑے گرے تھے۔

ساجد۔ مگر بڑی سخت جان ہر میان بد کی۔ خوب بچے  
دوسرا ہوتا تو بتا بھی نہ لگتا مگر یہ خوب بچے۔

مرزا۔ کون خوب بچے؟ مولوی بدر صاحب ۱۹ کی رسی لڑی  
اور ایک بار مولوی بدر صاحب جمیل بن بھی تو روکے گئے تھے۔  
آخر وہ خوب بچے بغیر دار کو چلو بھرائی کافی ہو کر مگر ہمارے  
مولوی بدر صاحب کو اثر ہو چکے کیا جمال۔

مرزا۔ کیوں مولوی بدر صاحب نے یہ نہ فرمایا کہ نئی تان  
کمان رہتے تھے اسکو مٹتی کیوں رکھتے ہو۔ بھائی جان۔

آخر معلوم ہوتا ہر جگہ میں جا کے رہے تھے میان بید  
اسپر سب نے بہشتناے من فراموشی مقدمہ لگایا۔  
مولوی بدر صاحب کٹ گئے۔ ع۔

کاٹو تو لہو سین بدن میں

من کارنگ حق ہو گیا اور کون نوتا جا جا رنگ  
باروگوں نے چمکا کر دیا۔ نواب صاحب کو ہزار خوبی سکون  
حاصل ہوئے دے کے راہ لائے تھے مگر اب بڑھ چکے تھے  
تکے سب ملے اور نواب چھٹن صاحب کے سب سے من کی  
اور بھی والہ نگاری محسوس کی گئی جو یہ رنگ کھاتا بوداغ  
ہو گئے اور جھلا کر کہا کہ مولوی بدر صاحب آخر آپ یہ کیوں  
نینم بتانے کہ نئی تان میں آپ کمان فراموش ہوئے  
تھے۔ بدر کی اور بھی تانی مگرتی۔ کما حقہ یہ سب سب  
میرے خلاف ہیں اور مذاق کرتے ہیں۔

ع۔ جناب نواب چھٹن صاحب کی نسبت بھی اپنے لیا ہی  
خیال کیا ہو شاید اور اس سے مجھے اور بھی رنج ہوا۔

آخر سوال تو یہ کہ مولوی بدر صاحب نئی تان میں کمان  
لگاتے تھے اسکی خلاف ہونے کی کیا بات ہے۔

مرزا۔ کبھی نئی تان لگے ہوں تو بتائیں۔  
ع۔ کیا ایک نئی تان کبھی کے نہیں دیا ہوا۔

مرزا۔ حضور اگر نئی تان لگے ہوں تو ہزار روپے ہوتا ہوں  
اور بدلیجے مکان کا قبالہ حاضر ہے۔

راوی۔ مکان کا قبالہ جیب سے نکال کر نواب صاحب کے  
قدموں پر رکھ دیا۔

ع۔ ہاں جناب بدر صاحب حضور کمان رہتے تھے۔  
بدر۔ خداوند پہاڑ پر رہتا تھا اور کمان رہتا تھا۔

چھٹن۔ پہاڑ پر کس جگہ مقام کا نام بتائیے نا۔  
بدر۔ اب مجھے اتنے برسوں کے بعد یاد ہو کر کمان رہتا تھا

وہیں پہاڑ پر رہتا تھا اور کمان رہتا تھا۔  
آخر تھلا مکان ٹٹی کے بنے ہیں یا اینٹ کے۔

بدر۔ تھلے کے بھی ہیں۔ اینٹ کے بھی ہیں۔  
راوی۔ اب پھر فراموشی مقدمہ پڑا۔

چھٹن۔ بھلا لکڑی کے مکان بھی پہاڑ پر آپ نے  
دیکھے تھے۔

بدر۔ لکڑی نہیں چوس کے دیکھے تھے۔ پہاڑ پر لکڑی کمان  
چھٹن۔ بھائی مگر یہ واحد یہ صاحب کبھی نئی تان میں کبھی

اور کبھی انھوں نے کما حقہ غلط اور غواڑتہ پایا مصل ہے۔ اول تو  
وہ ان کی آب و ہوا کو خراب بتاتے ہیں غرض خدا کا نئی تان

کی آب و ہوا اور خراب اور مجھے تمھاری ساوگی پافسوی تکرار  
کہ تم کو یہ کیا سمجھی۔ اسے میان تم اتنا بھی نہیں سوچتے ہو کہ نئی تان

کی آب و ہوا کا شہرہ دور دور تک ہر اور بڑے بڑے حکام و افسر  
اور نواب و افسر گورنر ہاؤس چار ماہ میں وہاں رہتے ہیں اور

گرمی کی فصل میں دور دور سے لوگ وہاں جاتے ہیں۔  
ع۔ یعنی انھیں لوگوں نے ان کے کننا شروع کیا۔

چھٹن۔ انھوں نے سب کو کھانا کی عقل کیا گئی ہیں حتی  
آپ کو کیا ہو گیا تھا۔ لاول ولاقہ عجیب آدمی ہو۔

آخر حضور جناب مولوی صاحب نے لبرل کیا عرض فرمایا



کسی کی بدی تو کفر عیب ہوا اگر اس کا خدا عالم الغیب ہے  
ساجد۔ یہ شمر کر قانون میں لکھا تھا حضور لے۔

اختر۔ رمضان شریف میں۔ ایک شعر انکو بھی یاد ہے۔  
ممن۔ جی ہاں خوب سمجھے آپ۔ ۵

چون بنوئی سخن صاحب دل کا چھکا

سخن مستناس نہیں ہے درلر خطا ست

اختر۔ (مقتدہ لگا کر) اگر سبحان اللہ کہتے روز نہ کھریں کیا  
کیون نہو۔

مرزا۔ میان پڑے مکے نہیں ہوں تو شعر پڑھنا ہی کیا فخر ہے  
ع۔ آپ نے سنا نہیں۔ ۵

تامر سخن نہ گفتہ باشد عیب دہنرش نغفہ باشد  
اختر۔ اور مگر اپنی ہی سخن میں (زین ہر) ڈکھا لکھا ہے

چھٹن۔ سادو (جو کی جگہ) چوں کیا بڑی اصلاح دی ہے  
اختر۔ سادو اہل دل کے فوجی جہل کتنا موزوں ہے۔

چھٹن۔ ایرانیوں کے غیر موزوں کلام کے موزوں کر نیوے  
ایک ہندی پیدا ہوئے شکر نہیں کرتے۔

اتنے میں مولوی صاحب اور من اچھ کھڑے ہوئے  
بلغ بین چیل پیل

یہاں کا لفظ یہ چھوٹا ہے

سناتے ہیں اب اک نئی داستان

نواب چھٹن صاحب بار دے ایک دروازے شیفق چھٹن  
جود عکری سے وعدہ لیا کہ اب کی نو چندی محلات کو مع امیر اب

بذرا سچ حضرت عباس کی درگاہ جائینگے اور وہاں سے ہائے  
بلغ میں چلنا۔ وہاں چل کے اس امر میں مشہور کیا جائیگا

سفر خیزی نال کرین یا نہ کرین۔  
اسی آثار کے مطابق نواب چھٹن صاحب کاڑی پر سوار ہو کر

حضرت عباس کی درگاہ چلے۔ ان کے ایک دوست جو باہر سے

آئے تھے اور کالت کرتے تھے وہ بھی ان کے ہمراہ تھے چلے پور تھے  
میں بڑا حکم دھکا بھڑکھا۔ دونوں سائیں گھوڑوں کے  
ان کے آگے بٹو بٹو اور بائٹ بائٹ کرتے چلتے ہیں شلے  
سے شانہ چھلتا تھا اور باب نشا طکی ڈولیاں کچھ کھج  
چلی جاتی تھیں کٹی ٹلی پر ایک اور کسی پر آٹے سائے  
دو بھی ہیں۔

وکیل۔ آج تو کوئی بڑا املا ہے۔ آپ کے شہر میں۔  
چھٹن۔ جی میلان میں۔ جب کی نو چندی ہے۔

وکیل۔ جب کی نو چندی کیا مانی۔  
چھٹن۔ یہ جب کی نو چندی جمعرات ہے جس کے مقابل میں

شب قدر نے قدر اور انداز ہے۔ سفید پوشوں کا ہماؤ دیکھیے  
پروین اور پروین کا بنناؤ چناؤ دیکھیے۔ جم غفیر کو جمع کیا ہے

زن و مرا کا ہجوم ہے نو چندی کی دھوم ہے۔  
وکیل۔ حضرت گفتگو کی عجب دلچسپ و دلربا مقام ہے۔

چھٹن۔ دلچسپ و دلربا مقام ہے۔ ایرن کو کہہ دھنہ پروین  
اسی کا نام ہے۔ ۵

سنار فوان بھی تھا نو چندی میں ہے

وہ دیکھ لکھو کی سہ زین ہے

وکیل۔ میں تو خود لکھو کی چال کا عاشق ہوں۔  
چھٹن۔ ان کے خرام ناز کے مقابل میں لیک درمی شہر ہے

تدرو کسار اپنی چال قبول جائے۔ یہ نازیہ انداز یہ شوخی  
رہنا یہ تعجب یہ کج ادائی کسی کے کہاں پائی۔ ۵

سچ انکی کہہ دیاں کوئی نہ ہو۔ مشفق چٹن میں لگتی تھی نہو  
وکیل۔ کیا یہ چال انکو سکھائی جاتی ہے۔

چھٹن۔ (مسکراتے ہوئے) کیا ارشاد ہو رہی ہے کہی ہے۔  
کسی کی لکھنا پر تمہارے لگا اور وکیل نے بری ترین لکھا اور

واقعہ کیا لکھنا دیا ہے۔

کھیت چلے بہمن پر یوں کی تیر کا عمل یاد ہے۔  
عباسی گھر کی ٹپکی باسی ساگ۔ ہم تمھاری ذات  
بنیاد سے واقف ہیں۔ تانت باجی اور راگ بوجھا۔  
رئیس۔ خبر سے آپ کو علم موسیقی میں بھی دخل ہے۔  
عباسی۔ ابی اکین گس میں دخل نہیں ہے۔ ع

ابن نمین بن استادمین کیا نہیں تانا  
رئیس۔ خدا نے یہ سن نہ دیا ہوتا تو ہم رئیس لوگ کچھ  
آپ کی خوشامین کرتے۔

عباسی (تمہارے خیر سے آپ بھی رئیسوں میں اپنے تئیں  
شمار کرتے ہیں اپنے سمجھ آپ میان تھو۔ اور ہمارے  
حسن میں کیا شک ہے۔ ع

رحمہم آج جاری بھی پر نیا وہی ہیں  
اگر تم لوگوں کو اندر لے آئیں تو اس کی تدریس  
کا جلد ہم ہی میں پاتے۔ ہم وہ لوگ ہیں۔ ع

ابجائیں تو کیلین ترانہ ان  
ای خافو یہ حسن المات خدای ہے

رئیس (کچھ نوخیز کو بچنے درگاہ میں چلا باندھا تھا۔  
اتنے میں نواب محمد عسکری صاحب مع رفقا و صاحبین  
سانے نظر آئے اور چٹن صاحب سے ملے۔

چھٹن۔ آپ سے شکریہ ہو رہی ہے۔ آپ میرے دست  
جناب محمد کاظم صاحب وکیل دریں باس بریلی میں۔  
ع۔ (شکریہ ہو کر) مزاج شریف۔ کب شریف لائے آپ

وکیل۔ جناب بندہ کی شب کو حاضر ہوا۔  
ع۔ (چٹن سے) اس وقت ایک مشرق دیکھنے میں  
آیا ہوا مدد عجب حسن خدا داد پایا ہے۔

چھٹن۔ میں دیکھ چکا ہوں مشرقی گھنڈا ہے یا شافی نہ کر گا  
ع۔ اللہ بہرہ سے سینے پر چھو لوں کی برہیان کیا جو میں

شرک شرب کو گاڑی پر گئے جب گلی آئی تو اتر پڑے اس  
مقام پر وہ چٹن صاحب کو شکستہ تھی کہ عافانہ وہ ریل میں کہ تو  
بھلی آتے ہیں نواب صاحب کو دیکھ کر ایک انٹیل جھپٹا کر اورو  
بھڑکھڑانے لگا آگے آگے لٹھل لٹھل لٹھل سے ہٹو چکا تھا  
اسکے پیچھے نواب صاحب اور ان کے دوست وہل آئے بعد وہ صاحب  
در علی اوڑھ دی۔ ان کے بعد ایک چوہا اور ایک خدنگا خدنگا  
کے پس گرا گری اور بھاگنے اور پانی کی مچھی۔ اب کیا دیکھتے ہیں  
کر دینی کی جگہ سے درگاہ چلے گئے۔ اور درویش کاوین کی  
قطار پر عجب بہار ہے۔ نوبت کی نگہ دلوں کو بھائی تھی لکھنؤ کی شنائی  
میان غوثی کی روح کو وہ زمین لاتی تھی اب درگاہ معلیٰ کے  
ریضہ پھاٹک پر قدم رکھا تو ایک سپاہی نے ویل سے کہا حضور  
لاکھ میں رکھ جائے۔ نواب صاحب نے فرمایا دیدہ بچے اس  
درگاہ میں لاٹھی باندھ کر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ نواب صاحب  
کو دیکھ کر سپاہی نے جھک کے سلام کیا اور کہا حضور تو  
واقف ہی ہیں۔ خیر۔ درگاہ میں داخل ہوئے تو غرض خیر نے  
اب لکھنؤ کی انفاست طبع اور تزک انتظام کام بھرنے لگے۔  
اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک رئیس باوقار ایک  
محبوب گلندار کو ساتھ لیے آتے ہیں اور دونوں سکر اتے  
جاتے ہیں اس مشعر طرہ دار نے کسی بات کے جواب میں عجیب  
دلدادہ سے کہا (نواب) بندہ نہ جانے کی بی بی ہر اہمیت  
کھائی۔ کان پہنٹے تو یہی۔ اس دن گئی تو کیا آپ نے نہال  
کو یا کہ اب پھر ہوس باقی ہو۔ تم ہر گئی مجھوں سے اللہ  
پناہ میں رکھے۔ رئیس نے جواب دیا اللہ بیوفائی تو تم لوگوں کی  
کھٹی بن پڑی ہے۔ اس حاضر جواب نے تنک کر کہا اچھا  
صاحب پھر۔ ع۔

کوئی اہل دناؤ نہ ہو نہ حوالہ کریم مونا لکے  
رئیس۔ اچھا ہم ہی یاد رکھنا چلو اور لاکھوں میں جلد سے

دکھائی میں اور کانوں کی بجلیاں دل پر بجلی گراتی ہیں۔ جس سے  
ہائیس نے سچ ہو کر کہہ دیا۔  
عشقیہ جان کر کہ کائنات کا چکر

باغیان ہو گیا ہر دست تو گھٹین پر ہوش  
ہو گئے سرخ ہو ابرو بیکھا امتیاد و نوش

چھٹن۔ باغ کی طرح باغ میں بلو او تو جابن۔

وکیل۔ بھلا کیونکر ممکن ہے۔ احوال ہے۔

ع۔ جو نہیں حضرت احوال میں ہے۔

بچھٹن۔ محال ہے حضور ہے۔ مگر تم کو کشش کر دو ممکن ہے۔

ع۔ پھر کروں ہی کو کشش۔ یہی مرضی ہے حضور کی۔

چھٹن۔ داد بڑا لطف ہو۔ مگر ہوا سکا لقمہ نہیں آتا۔

بڑی طرحی کھڑے داد۔ آسان امر نہیں ہے۔

ع۔ اچھا تم کو اس سے کیا بحث ہے صاحب۔ یہ بھتے تو جاؤ

محمد مگر نے من کو بل کر کان میں کچھ کہا۔ من نے کہا۔

بہت خوب حضور پر اعلیٰ بھی بندہ مست کرتا ہوں۔ حضور کا

نام سن کر ساری دنیا کو چھوڑ دیگی۔

من نے خدا جاننے کی پٹی پڑھا دی کہ عباسی اور نہیں

ہیں خچ محل کنی۔

رہمیس تمہاری یہ کھڑکی باتیں میں پسند نہیں آتیں۔

عباسی صاحب تو نہیں بھلا تم تو نہ بھائی ہو چھٹی ہوئی۔

رہمیس۔ اس دو دن کچھ سن پر یہ کھڑ۔ !!!

آپ اس حسن جوانی پر بحث میں غرور

صاف ہو جائیگا اور در زمین جو نہ کافر

بحکام بھرتی ہو تو ہو ہی تجھ سے بیزار

آج سے وہ من ترے آئے نہ کوئی زندہ

و عباسی بلسم اللہ۔ مایخ و شامہ سلامت۔

رہمیس۔ تم بے مردوں سے خدا سمجھے۔

عباسی۔ چار کے کو سے کہیں تیل مڑا ہے۔

رہمیس۔ چند ہی روز میں لٹکونی بند ہو جائے تو سہی۔

عباسی۔ لٹکونی بند ہے تمہارے ہوتوں سوتوں کے۔

اسے میں ایک سفید پوش نے رئیس کو لٹکا رہا تھا۔

بے حشمت آدمی ہو۔ تم کو آج آنا ہی کیا فرض تھا۔

عباسی اپنی مہری پیاری کو لیکر نرس سوار ہوئی اور جلدی

اور نواب چھٹن صاحب اور محمد مگر کی اور وکیل میں باتیں ہو گئیں

ع۔ کیون صاحب کچھ دیکھا اپنے نرس سے کہتے ہیں۔

وکیل۔ داد مجھے اس وقت حیرت ہے۔ بڑا ہی کام کیا۔

خدا جانے کیا پٹی بڑھا دی۔

ع۔ یہ بار دن کے جلکے ہیں۔ بائیں ہاتھ کے کرتب۔

من تو بی عباسی کی نفس کے ساتھ ہوئے اور نواب محمد مگر کی

اور نواب چھٹن صاحب گاڑی پر سوار ہو کر چلے چکے باغ میں

اس قسم شوخ و شنگ سے ملین اور لطف صحبت تھا میں۔ درگاہ

کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ کیا دیکھتے ہیں ایک مثل روشن ہے اور

تین چار سفید پوش روٹسا کرام ایک عورت کو ساتھ لیے

ہوے چلے آتے ہیں۔

وکیل۔ آپ کے شہر میں یہ بڑی خراب رسم ہے۔

چھٹن۔ ہاں ہے تو بالکل تہذیب کے خلاف مگر طبیعت

وکیل۔ محض بد تہذیبی ہے۔ ۶۔

عجب مجھ کو کرنے کو نہر چاہیے

چھٹن۔ ہلکے آپی راسے سے اتفاق ہے۔ واقعی یہ بڑی شرم کی

بات ہے کسی کے ساتھ سر ہارنا لٹکانا اور مثل روشن کیوں لیتا ہے

ع۔ اس میں عیب کیا ہے صاحب۔ یہ تو عین ریاست ہے۔

وکیل۔ آپ تو غضب کرنے ہیں جناب نواب صاحب

ع۔ حضرت ہم تو اس بھونڈی تہذیب کے

قائل ہیں۔



وکیل۔ مجھے اس شہر کی گفتگو اور بول چال بہت پسند ہے۔  
 ع۔ آپ نے یہاں کے شاعر ے نہیں دیکھے ہیں۔  
 وکیل۔ جی نہیں دیکھے۔ آجک اتفاق ہمیں ہوا۔  
 ع۔ اب کیا شاہی کے عہد میں قابل دیکھتے۔  
 وکیل۔ آپ تو بہت ہی کم سن ہوئے۔  
 ع۔ مجھے تو ہوش نہیں آ کہ مکہ لوگوں کی زبانی سنا ہے۔  
 چھٹن۔ اب شاعر کوئی بڑا ستادی تو نہی اب صاحب کے  
 دم سے باقی تھی وہ تو اُنکے مہر سے ہی مٹ گئی۔ قدر بھی تھا  
 شاعر تھا۔ اب ہر کون۔ ہاں شی صاحب کے خاندان کو خدا سلامت  
 رکھے اُنکے فرزند اگر جناب رحمت اللہ بہار الملک نشی  
 غضنفر علی خانی بہادر اُتھلے بی حکم اور جناب افضل الدولہ  
 نشی افضل علی خانی بہادر افضل ابن امیر کے راج چھٹن سے  
 گڑے ہوئے ہیں اور جناب شی امیر احمد صاحب امیر نیلی  
 کا کلام واقعی جو امرتار ہے۔ نشی امیر صاحب ارشد ملانہ

حضرت امیر مہرورین سے ہیں۔ ۶

دعوی زبان کا لکھنؤ والا کھانے

یہ شعر بھی امیر می صاحب کا ہے۔

وکیل۔ شعرے لکھنؤ کے تو ہم بھی قابل ہیں۔

چھٹن۔ ساری خدائی قابل ہر آپ پر کیا فرض ہے۔

ع۔ عقبا اور وزیر اور آتش اور ناسخ کمان پائے

وکیل۔ ہمو آتش کا کلام سب سے زیادہ پسند ہے۔

ع۔ اسے کیا کلام معجز نظام ہے۔

مگر اسکو فریب تو کس مستانہ آتا ہے

الٹی مین صفیں گردش میں جب پیا نہ آتا ہے

چھٹن۔ کیا بول چال اور کیا دیر مرہ ہے۔

ع۔ خواجہ صاحب کی زبان دانی اور سلاست

تو مشہور ہے۔

وکیل۔ اب اب تہذیب تو اسی میں ابھی ہے کہ زبان باری  
 کے ساتھ گلی کوچوں میں مارا مارا پھرتے۔

ع۔ ارا مارا پھرتا کہ معنی اس شخص سے باہر نکلتا نہیں  
 کا کام ہے۔ یا لکچون ٹکر گردن کا۔ دو چار خشتنگا ہر اور کا  
 ہیں در ایک رفیق ساتھ ہیں۔ صاحب ہیں۔ پہلی ہے۔  
 اور ایک مجبور حسینہ ہے۔ جھلائی کو نصیب ہو سکتی ہیں باتن  
 اور ان باتوں کو حضور پتیدی قرار دیتے ہیں۔ شان خدا۔  
 چھٹن۔ بھائی صاحب ہر تو بہ تہذیب ضرور چاہے آپ  
 نہ مانیں۔

ع۔ خیر جناب آپ اپنی رہنے دیجیے۔

حضرت ناصح آرائین مددہ دول درش راہ  
 ہر کوئی اتنا تو سمجھا دو کہ سمجھا سینگے کیا

وکیل۔ یہاں پر ہم بھی قابل ہو گئے جناب تو اب صاحب  
 ع۔ (مسکرا کر) ابی آپ ابھی دیکھیں کمان کمان قابل  
 ہوتے ہیں۔

وکیل۔ یہ سننے اسی شہر میں رسم دیکھی ہے۔

ع۔ کہا اور کہیں بھی آدمی لیتے ہیں سوائے لکھنؤ کے۔

وکیل۔ جی نہیں اور تو مسکین جانور لیتے ہیں۔

چھٹن۔ ایک بات تو ہے۔ لکھنؤ کا سا علم فضل اور تو

کہیں نہیں ہے۔ بیت العلم لکھنؤ مشہور ہے

دعوی زبان کا لکھنؤ والوں کے سامنے

ظہار ہوے مشک غزاؤں کے سامنے

اہل لکھنؤ سے خواہے زبان دانی اور تری قدرت

بت کریں آرزو خدائی کی

وکیل۔ اس سے تو ہمیں بھی اتفاق ہے۔ روحانی ایسا ہی ہے

ع۔ آپ نصف مزاج آدمی ہیں جناب وکیل صاحب

چھٹن۔ پڑے لکھے عالم فاضل لائق فائق آدمی ہیں

چھٹن۔ زبان اُردو انھوں نے صاف کیا ہے۔

طالب دنیا کی کوکے زہر مری نہیں سکتی  
خیال آبرو سے بہت مراد نہ آتا ہے

ع۔ اور سلاست کے ساتھ ہی شان بھی ہو۔  
وکیل۔ لکھنؤ اور اہل لکھنؤ کا کیا کتنا۔

اتنے میں ایک نفس ملی۔ وکیل نے کہا خدا بنے کیس

ماہر کی سواری جاتی ہے چھٹن صاحب نے سکر اگر جواب دیا

جس پر یہ پکڑی سوار جاتی ہے سکاویا بھی اچھی دیکھنے لگے

ابھی ابھی دیکھ بھی گئے ہیں وکیل کچھ گئے کی عباسی ہیں

ہیں۔ انفرنگ لڑی باغ میں داخل ہوئی مگر سب کی انھیں

باغ کے بھاٹک ہی کچا بن گئیں باغ میں اس غرض سے

لگے تھے کہ خلیے میں سفر کو دینی تال کی نسبت مشورہ ہو گا

گو یا نئی تال کا سفر جز فیصل تھا۔ اپنے نزدیک لندن کا

سفر کرتے تھے بلکہ لندن کے سفر میں بھی لوگوں کو اس قدر

پیش نہیں ہوتا جس قدر محمد عسکری کو اس دس قدم

کے سفر میں پیش تھا مگر مشورہ سفر در کنار رہا

بی عباسی کی چاہ نے سب بھلا دیا۔ یا نئی تال کا کسی کو

اور ابھی خیال نہ تھا۔ نفس کے آنے میں دیر ہوئی تو طرح طرح

کے خیال دل میں پیدا ہوئے۔ چھٹن صاحب نے کہا ابھی بڑی

اور معنی خیریت تو ہے۔ محمد عسکری بولے اتبر ہمارے میں

ابھی کھٹکائیہ کہ دال میں کچھ کالا کا لا ضرور ہے۔ وکیل صاحب

نے کہا ابھی اسی جگہ سر تو نفس ملی تھی۔ خدا نگار نے غصہ

کیا کہ حضور کو لڑی بڑے ہنر نسا دگاڑی کا بھلا کیا تھا

ہو گیا ہوتا ہے نالی کچھ گاڑی ہوٹا ہی ہے کہ گھوڑے ہوا ہو گئے

ع۔ نہیں جیسے بھو بھی دیر ہوئی۔ دس منٹ کی راہ ہے۔

چھٹن ملار ہو کہ بیان آئے ہوئے کوئی دھماکہ نہ ہوا ہو گا

وکیل۔ (گھڑی دیکھ کر) ۱۸ منٹ ہے جواب۔

اتنے میں روشنی نظر آئی اور سب کو یقین ہو گیا کہ نفس کی ہر

دوست کے عرصے میں نفس باغ کے بھاٹک میں داخل ہوئی اور

بی عباسی بھدر زبیر نے چل آئیں اور پانچے سمجھاتی ہوئی اس

روشن کی جانب چلے جہاں یہ سب اپنے انتظار میں کھڑے تھے

اس وقت بی عباسی کی چال قابل دیدنی ہی معلوم ہوتا تھا کہ

مربلا بن میں پر کھول کے تھک کر نے والا ہے۔

ع۔ البی مست چال دیکھی نہ سنی۔ شان خدا ہے۔

عباسی۔ شان لڑو کا تو ہم لوگ ہیں ہی۔

وکیل۔ اسے سب بندے تم پر لوٹا ہیں۔

عباسی۔ خیر سے ابھی ہمارے چاہئے دالے ہوئے

اب تو سودا بھی ہمارے چاہئے دالے ہوئے

آپ کا دوستی نہ کمان ہے۔

وکیل۔ ہمارا دو لختہ۔ وہ۔ ہمارا۔

عباسی۔ (تغیر لگا کر) تھے بیچے تھے۔

وکیل۔ کیا (ہکا بکا ہو کر) بیچے کا ہے کے۔

راوی۔ اس فقرے پر سب ہلکھلا کے ہنس پڑے۔

عباسی۔ ابد جانا جو لکھنؤ کو بھی خدا نے وہ شرف دیا ہے کہ

روئے زمین پر اس شہر کا تانی دوسرا شہر نہیں ہے۔ ۶

اجام جہ پر تھن کر کے کلاے لکھنؤ

وکیل۔ جی ہاں اور ہم دہاتی ہیں شاید۔

عباسی۔ مناصب صاحب خاص الخاص شہر کے لوگ ہو۔ وہ

تو حضور کی قطع ہی کے دیتی ہے۔

وکیل۔ آپ کی آنکھیں کیسی ہیں جیسے جو۔

عباسی۔ اور آپ کی قطع مبارک جیسے گرچہ۔

اس فقرے پر محمد عسکری اور چھٹن صاحب اور

رفعت اس قدر شے کہ پیٹ میں بل پڑ گئے اور روٹنے

لگے۔ وکیل صاحب کی قطع بالکل گرچہ کی سی تھی دوتی

ہوئی کہ چھا گئی۔ اور وہ خود بھی بہت ہی چھپے۔  
 ع۔ اتنی دیر میں یہ ایک نفر ہوا ہے۔  
 عباسی۔ اور پھر تو بھتی کتنا ہی گناہ ہے۔  
 چھٹن۔ یہ کہے سے انھوں نے کیا گناہ کیا ہے۔  
 عباسی۔ بھینس کے آگے بن جائے بھینس کھڑی  
 پکڑے۔  
 وکیل۔ تو یہ کہو یہ بالکل ہی بیوقوف کھتی ہیں۔  
 عباسی۔ اور تو یہ آپ کے دشمن بیوقوف۔  
 وکیل۔ کھنڈ کی تعریف بہت سننے تھے مگر  
 جیسا سنتے تھے۔  
 عباسی۔ دیا پایا نہیں۔ ایسے کیا فرق ہے۔  
 وکیل۔ نہیں اس سے بڑھ کر پایا۔  
 چھٹن۔ بی عباسی صاحب بڑے زور مارنے پڑے  
 جب اس وقت آپ کے دوبار نصیب ہوئے اتنا آپ  
 ہم غریبوں سے چھٹی چھٹی رہتی ہیں آخر اسکا سبب تو  
 بتاؤ اگر کوئی تصور ہوا تو اسکا سبب تو  
 فرمائیے۔ آجی سرد مری تو ستر ڈھاتی ہے اور ہر کہو  
 دیکھیں کہ ادھر آپ کو دیکھا اور جان لگ گئی۔  
 عباسی۔ چہ خوش۔ تو میں بھی آپ نے ملک لوت  
 کا نانی مقرر کیا۔  
 ع۔ یہ بھی بے تکی آدمی ہیں۔ اسے نادان انکا  
 کام جانا ہے تا کہ اسے تو سبھی کی کام بھرتی ہیں۔  
 اور بوج کلمان صلح جفا نیز کنند  
 غنیمت سازند دل و کار صبا نیز کنند  
 چھٹن۔ خدا کی قدرت۔ آپ اور ہم یہ پتھو آئیں  
 عباسی۔ ادا اللہ بڑا غور ہے آپ کو۔  
 چھٹن۔ کیا مجال تمھارے مقابل میں۔

ہوئے طرح کے ہر اشخاص میں انسانی  
 گل سے زخار لب لباب میں  
 عباسی۔ یہ میری شان میں فرمایا آپ نے۔ ہندگی  
 وکیل۔ میں نے آج تک اس جھل بل کی عورت ہی نہیں دیکھی  
 پھلدار ہے۔ انسان کا ہے کوہ۔  
 عباسی۔ ہندگی۔ یہ آپ کی قدر دانی ہے۔  
 چھٹن۔ کبھی کبھت کی مات ہے اور شب مانے اور بھی ہیں  
 دنا کر دیا باغ اور چاندنی اور احباب موافق اور معشوق پلہ  
 اس سے بڑھ کر اور کیا لطف ہے اور پھر عشق بھی ایک  
 طرار اور باغ و بہار۔  
 باغین کو گل سے مٹھو ہر داغ  
 لالہ رویہ کو گل لالہ ہر شکر کا داغ  
 چاندنی رات میں ہر چاندنی کا فرش علم  
 مائتانی کے مقابل ہر قمر بھی لب بام  
 عباسی اس کے آگے کا بند نہ کیا تو صحبت بے لطف ہے۔  
 چھٹن۔ وہ آپ فرمائیے مجھے نہیں یاد ہے۔  
 عباسی۔ لطف تو سارا اسی میں ہے۔  
 رونق بہم تھا اور نوا بہر  
 اختلاک ایک تھا ایک سے خوش  
 کوئی نہ چھوٹے تھا نہ کوئی تھا  
 ایک نہ یوں تھا نہ کوئی تھا  
 بت کی صورت تھا کہ آفت جان کو سکتا  
 دل نہ تھا ڈوبا ہوا کچھ ہوش تھے اسکے بجا  
 ہر ضوایں تھی ہر جہاں  
 ہر ضوایں غفلان تھا تو بلی تھی  
 شہر گلیاں گہوار صاف صاف  
 دل بلیں یہ ادھر شہر نہ کہ خشت و گل  
 وکیل اور چھٹن صاحب اور محمد عسکری  
 ہر ترک گئے کہ کس نازک آوازی سے

یہ بند ادا کیے ہیں۔

ع۔ کیا شر بخواری کا شوق پر معلوم ہوتا ہے۔

عباسی۔ اگر تو یہ آپ کا ذکر خیال ہے۔

ع۔ نہیں ہم سمجھ گئے۔ ہر کچھ شوق۔

چھٹن۔ اچھا پھر تو کیا آپکا اجارہ ہے۔

وکیل۔ اب تو سب پیتے ہیں فی صدی شاید درچار

بج گئے ہوں ورنہ رسم عام ہے ہمارے شہر میں بھی جی جی

چھٹن۔ اچی اب سب کین ہی رنگ ہے۔

وکیل۔ جی اور کیا۔

اس گلزار طرب بار اور باغ طرباں میں مشغولہ زین

ماہ سیاح صمد و نگاہ حور لقا کی عالم فریبیوں اور سحرانویں

نے عجب رنگ اثر چھایا زلف چلیا نے حاضرین کو دام گیسو میں

بھنسا یا تو رخ انور کی جھلک نے خلی کہ طور کا عالم دکھایا

رخسار تابان پر لاگہ بزی عطر سبز لوڑنے وہ کام کیا جو کندہ

مینا اور سرے پر سما گا کرتا ہے چشم فشان ایک نو یون ہی

سویا بل کو مات کرتی تھی سرے کی تحریر نے اور بھی تہم دھایا

گویا کئی غور کے ہاتھ میں خمر تیراں دیدیا۔ نواب چھٹن صاحب

نے کہا سوختہ ہم اپنے طالع فرخ پر مستعد ناگزین ہی زبرد

بنان سیمک کا وصل دنیا میں خیریت ہے

یہ وہ دولت نہیں جو چھوڑے زراہے اپنے

عباسی۔ پھر سہو اپنے حسن پر ناز کیا شکستہ نو۔

چھٹن۔ اچی حضرت ع

اپنے فیض اگر لوست نانی ہے تو کیا ہے

بیجا و ناز و ولت حبی شباب پر اگر سدا کسا بھلا ہو تو جانیے

ستے ہیں وہ تو نیسے جہان عین اگر اپنے رد دل کی دوا ہو جانیے

ع۔ چھو۔ ان سدا دل بدوں کے جو رستے تھکتے

تھک گئے۔

عباسی۔ ای حضور۔ ع

عشق کے مدھے اٹھانے کو مجھ بھی چاہیے

جو رتبان میں شکر خدا ہو تو جانیے

وقت تھا نماز ادا ہو تو جانیے

وکیل۔ باہر کے ارباب نشاط میں بات کہاں۔

ع۔ لا حول ولا قوۃ!! منظر دو دور۔

وکیل۔ اور شین قاف کیا درست ہے۔

چھٹن۔ حضرت یلکھنؤ پر جان کا چو باجوہ زبان ہے۔

وکیل۔ اس میں کیا شک ہے۔ لکھنؤ کی زبان دانی میں کیا فرق

ہر دو قبی عجیب و غریب شہر ہے۔

ع۔ اب تو کیا گداز ہے۔ اب لکھنؤ میں کیا ہے۔

عباسی۔ باغی لیکھا تو کیا شک لیکھا۔

خدا آباد ریلے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے

نظر کوئی نہ کوئی اچی صورت اس ہی جاتی ہے

ع۔ اس صورت سے ہم در گذرے۔

ان تون سے سوائے نقھارے لٹاک بھی ہم کو نادمہ ہوا

عباسی۔ نادمہ کیا کوئی پرچون کی دکان رکھی تھی۔

وکیل۔ کس قدر حاضر جواب ہیں آپ۔ ماشاء اللہ!!!

ع۔ کیوں نہ ہو۔

حاضر جواب تیز طبیعت زبان وراز

عباسی۔ زبان و رازی سے حضور ادا نے ہر محفو غافل

ابھی تک ہم زبان و رازی سے بچے ہوئے ہیں اور ادا پر ہے

وکیل۔ آپ ذاتی بڑی خوش تقریر ہیں۔

ع۔ اور وہ جتنے پاس بات شریف رکھتی تھیں ان سے کیوں

بگڑ گئیں۔ میرے تو آپ سے ادا نے بڑا تپاک تھانہ لکھنؤ کو

ابھی کوئی اعتبار نہیں ہے آپ کی طرف کچھ درازیاہہ رجوع معلوم

ہوتی ہیں وکیل صاحب۔

وکیل۔ جی بجا ارشاد ہوا۔ بندہ ایسا ہی ہوں۔

ان بتوں کو ہم فقیران سے بھلا کیا کا کر  
یہ تو طالب زر کے ہیں اور ان خدا کا نام ہے

ہم غریب آدمی بھلا اس قدر۔

راوی۔ (استقدر) کا لفظ لکھ کر کیل صاحب شریں ہو گئے  
چھٹن۔ این آپ کو تو جیسے سکتے سا ہو گیا۔

ع۔ آئینہ رو کے سلسلے سکتا کیا خوب۔ یہ بھی لطیف ہے  
چھٹن۔ آپ تو سکندر طالع ہیں۔

ع۔ مرزا دیر صاحب بہرور کے صاحبزادے میان آج  
نے اپنے پدر بزرگوار کی وفات کا نسبت کیا اچھی رباعی  
فرمائی ہے۔

انسوس دیر ملتے پرورد نہ را  
رشن کلام کی بقا سے آج  
آئینہ را مگر سکندر نہ را

چھٹن۔ سبحان اللہ!!! روٹ کا لفظ آئینے کے سقد بوزن ہے  
ع۔ بڑے بالماں لوگ ہیں صاحب عجب دکنش کلام ہے کمال  
عباسی۔ (بلجن داودی) سے

خدا مرے تو سودا دے تری زلف پر شاک  
جو نکمیں ہوں تو نظارہ ہو ایسے سبستا کی

ع۔ سب سے کیا درد انگیز آواز پائی ہے۔ واہ واہ سجان ملد  
عباسی۔ ہنگی عرض ہے (مسکرا کر) مگر بڑا بونکی تعریف ہی کیا  
ع۔ واہ کیا خوب قدر دانی آپ نے کی ہے ماشاء اللہ۔  
عباسی۔ آپ کی تو تعریف ہی فصول ہے۔

ع۔ ہنگی بہت نوآپ کی اس قدر دانی کے قائل ہیں  
ماشاء اللہ کتنا خوب آپ سمجھتی ہیں آپ کے اس نظم  
کے مدد سے۔ ع۔

ایرین عقل و دانش را  
عباسی۔ میں بے شک تو بات ہی نہیں کہتی تو اب صاحب

نواب چھٹن صاحب نے اس پیش نبین کر سے دریافت کیا کہ  
تم ہوا فتون کو مردوں کی کون بات سب سے زیادہ پسند  
آتی ہے اس سے مسکرا کر جواب دیا پہلے تو یہ پوچھیے کہ مردوں  
کی کونسی بات نا پسند ہے سب سے زیادہ کون بات بھری  
معلوم ہوئی ہے۔ تو میں جواب دین کہ سب سے زیادہ پسند  
آدمی بڑا معلوم ہوتا ہے جو گھر میں کھانا پکاتا ہے جب تک  
داخل دفتر جو رو کی فصل میں دن رات بیٹھے ہیں علمبر سے  
باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

محمد عسکری اور وکیل اس سے کوئین سمجھے مگر چھٹن صاحب  
دل میں بہت مجھے کینہ کہ یہ فقرہ عباسی نے انھیں پر  
چست کیا تھا انکا اپنی بیوی سے کمال عشق تھا اور کٹر و کٹا  
معلمین بیوی کے پاس بیٹھے تھے۔ عباسی کو اس سے نفرت  
ہو رہی ہے۔

اس قسم کی عورتیں بھلا کیسب چاہیں گی کہ زمین اور دن کو  
منکوہ بیوی کی طرف میل ہو۔ ان کی تو دل خواہش ہوتی ہے کہ  
میاں بیوی میں کٹ پٹ ہو ان کے آشنا اور سلی بیوی میں ہونے

نواب چھٹن صاحب کی یہ خبر اور خود اور خود و مستند رئیس اور  
تھے اور خداداد علم میں شوق رفاق مگر بیوی سے اس قدر  
عشق تھا کہ کبھی کسی عورت کی جانب نہ لگا کھانے نہیں کھیتے تھے

عباسی کی کیا فاضل جو در کم کاحال بھری سن چکی تھی ایک نے ز  
جب انھوں نے عباسی کو صرف دل لگی مذاق سننے بولنے کے  
لیے بلایا تو وہ سوچی کہ یہ اچھا موقع ملا کہ انکو بھانسی کی  
بڑا یا اچھے سے نہ جانے بٹے شب کو نواب چھٹن صاحب جب  
معمول ذبیحہ کیا ہر شے اور گپ شپ لگی مذاق میں مصروف

رہے تو بچے کے بعد فقہ نگار کو حکم دیا کہ بی عباسی کے کما دینے معلوم  
کہ تیار ہوں عباسی بولی کہ یوں کہا دن کو تیار ہونے لگا کہ کبھی  
ہو کر کیا کوئی نگار ہی ہو کہ باہر لگائے اور جوتے لوگوں کو

نواب چھٹن صاحب نے اس پیش نبین کر سے دریافت کیا کہ  
تم ہوا فتون کو مردوں کی کون بات سب سے زیادہ پسند  
آتی ہے اس سے مسکرا کر جواب دیا پہلے تو یہ پوچھیے کہ مردوں  
کی کونسی بات نا پسند ہے سب سے زیادہ کون بات بھری  
معلوم ہوئی ہے۔ تو میں جواب دین کہ سب سے زیادہ پسند  
آدمی بڑا معلوم ہوتا ہے جو گھر میں کھانا پکاتا ہے جب تک  
داخل دفتر جو رو کی فصل میں دن رات بیٹھے ہیں علمبر سے  
باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

ہونے ہی اور نہیں کے بارے  
چوکنے والی تھی۔  
عجاسی۔  
۶

لانے میں آدھا گھنٹہ صرف ہوگا تو اب چپٹن صاحب نے سادہ دلی سے  
کہا: ہمیں اس وقت نیند آتی ہے تو نکلیم چٹکی چٹکی ہیں! اس پر لڑکے  
ایک دست کے دل لگی میں جواب دیا: میان تین کا تو ڈیرہ ہا نہی  
ہاں ہر مگر اس میں ڈر اور خوف بھی کیا بڑی چیز اور خدا نکرے  
کہ کسمی و پر بیوی غالب آجائے۔ تو اہل عجب شکر نے لگے۔  
کہا: خیر! کی بلا سے ہم نہی مر رہے ہیں اب بڑے مردے بنے  
ہیں چھپکنے سے میری عادت میں داخل ہو کر شکر و بچے  
سے سو رہتا ہوں اور تر کے دھندلکے گچھرم اٹھتا ہوں غلط  
عادت اگر بارید بچے یا ایک بچے سو تو طبیعت میں کج واقع ہو  
یا سو فریضے ضرور ہو پھر ایسے کام کرنے سے کیا فائدہ جس سے کہ  
نقصان تصور ہو۔ بھلا ہمیں کسی جو غروی پر کہہ

میں ہوتے ہوں بیوی سے بات چیت نہ کرے  
مہینوں گذر گئے وہ انکی صورت اور آج۔

یہ کوئی

عجاسی

ایک

بہر

...

ٹپے۔

مہ سے کہا اپنے وہ  
کے ساتھ

اس زنی مریدی دالے شہر نے سب کو بھڑکا دیا کیل  
نے بی عباسی کی زہانت اور حاضر جوابی کی بڑی تعریف کی اور  
کہا خوبان لکھنؤ کی طاری اور روزمرے کی جو تعریف نہی  
تھی اُس سے بدرجہا زیادہ پایا۔ ۵

میں شیندم کہ راحت جانی

جون بدیدم ہزار چندانی

محمد مسکری نے بھی تعریف کے پل باندھ دیے ہوتے  
آپنے بڑا ہی محفوظ رکھا بی عباسی جان۔ وہ بولیں میں کہ قاتل بل  
یہ آپ سب کیسوں کے فیضان صحبت کا اثر ہے کہ خیر اس قابل ہو گئی  
ان کے چار بھلے مانسوں میں بیچھ سکوں۔ در نہ مرنی نم کہ میں احم  
حفصہ صاحب کا دم غنیمت ہے۔ امدانکو جرات ہے ج  
بڑا دل بہل گیا۔ لیکن اب تو نو کا عمل ہو یا سلنوا

مہ ہونے لگے۔ ہم تو خیر خواہ

نہ کہتا ہے کہ

ایسا ہے۔

کھلے

ع۔ عباسی بھی کئی جیتی مشوق ہیں والدہ کیون حضرت۔  
 وکیل۔ اسپین تو شک نہیں۔ اور صاحب تیز خوش طبع  
 چھٹن۔ خاک بد طبع بھدی بہوئی زبان راہ عقل  
 کی دشمن۔

سیک صاحب محمد عسکری کا اشتکار اور صفرائہ و صفرائہ

اور جو عباسی نواب چھٹن صاحب برادر سے کسی مٹی کی  
 زن بر زمین۔ جو رو کے غلام کے تلام کے جو لام ہیں دن آ  
 گھر میں گئے ہمت میں بیوی کا نام سننے کانٹے ہیں۔  
 خضر جاتے ہیں۔ اور محمد عسکری اور کوئی غریب فقیر لگاتے تھے  
 اور اور محمد عسکری کا صاحب کی غیب کی نسبت مٹی کی  
 کسی نے ہمارے گردی کے نواب صاحب باغ میں گھر سے آتے ہیں  
 اور کئی ولایت شہر و شنگل شنگل یرغمان فرنگ بلوائی کی ہیں  
 جھوٹے پڑے ہیں مل ملے جو ملتے ہیں عشق کے پیگد بٹھے  
 ہوئے ہیں۔ یہ سیکر سیکر صاحب جھلا آفتون اور دل ہی دل میں  
 بڑا بھلائے ہیں مگر مری نے کہا حضور کچھ دن کے لیے یہ  
 عادت چھوٹ گئی تھی۔ رئیس کی طبیعت کا کچھ نکالنا نہیں ہو  
 انکے قول کا اعتبار نہ حاصل اور اصل میں پوچھتے تو عادت تو  
 کوئی بھی نہیں چھوڑی تھی شاہ چھڑا کی گئی روز بہ روز بڑھتے تھے۔  
 ہاں آپ کے کہنے سننے سے اتنا ہو گیا تھا کہ چھڑا کی پر گردن میں  
 رہتے تھے۔

ب۔ سیکر اور وہ ایک کپڑا کر کے توبہ میں کیا بناؤ گی بھلا۔  
 م۔ (ہماری) اور حضور توبہ کیجئے عورت کا کیا لباس ہو۔  
 ب۔ مگر مجھے کیسے چنے کی خبر ہو رہی ہے۔  
 م۔ حضور میرا راضا اس موئے میں لگاؤ۔  
 ب۔ اسکا جانا نہ نکلے موئے کا تو میں خوش ہوں۔  
 م۔ حضور اس کام کا انجام بد ہو۔ دیکھتے تھے گا۔

ب۔ ارے ان سے خوشامد خورن کو کو سننے سے بھی کچھ نہیں  
 ہوتا جو حیا کی بلا دور۔ کو سننے سے اور بڑھتے ہیں۔  
 م۔ سنا وہاں نواب چھٹن صاحب بھی کہے ہیں اور کسی کو  
 ساتھ لے گئے ہیں۔

ب۔ چھٹن صاحب لٹاؤ نہیں ہیں۔ یہی فیاض  
 مگر ایک قرینے کے ساتھ۔

م۔ اور اصرار دھجائے انے اور میوہ ان کی پرورش کرنے کا  
 مرض وہ نہیں پالتے۔

ب۔ اور غیر سے تمھارے سرکار۔ انکو تو چاہے۔

م۔ اور حضور فارون کی سلطنت ہو تو یہ انھیں ملو گویا  
 کے دم میں بخش دیں۔

ب۔ آنے تو دو تھم۔ میں ہوں اور وہ ہیں۔

م۔ ہاں ہوگی خوب۔ میں تو سمجھی ہوئی ہوں۔

استہ میں مری کو کسی نے باہر سے نکال مری چھٹن ہوئی گئی

اور وہاں سے انکر سکر لے کہا کہ حضور باغ میں تو بڑے مقیم پڑ

رہے ہیں۔ بڑی جیل میں ہو۔ ابھی مالی باغ سے آ رہے کہ کتا ہو

کہ بڑی دھماکہ مری ہو رہی ہو۔ اور ہمارے مگر کھینچنے سے

بہتے ہیں۔ کتا تھا کہ شاید وہاں دن کا پڑا ہو خوب ہی جھلکی

یہ جھلکی۔ سیکر صاحب نے کہا ہمیں افسوس ہو کہ انھیں جیل میں

باتوں میں یہ ابتداء وقت ضائع کرتے ہیں اور نہ ریاست کو

دیکھتے ہیں ناغہ دیکھتے ہیں۔ نہ گھر کا بند و بست کرتے ہیں۔

کارندہ سب نوٹے لیتے ہیں۔ کوئی دیکھنے بھلے والا ہو

نہیں ہے۔ ایک کارندہ بھی خیر خواہ ہو تو خیر۔ بیان تو جو

ہو لوٹے کھوٹے والا ہو۔ پھر بھلا جا کر میں ترقی کیونکر

ہو میں سوچتی ہوں کہ آخر یہ کیونکر ہو گا۔ یہ ہو گا

کیا۔ اس طرح کی خبر مستیوں میں ریاست کتا

رہیگی۔ بڑی تباہی نصیب دشمنان ہونیوالی ہو گی کیا کر



میل زمین کیا بس ہو کوئی لاکھ کے صلاح دے وہ اس کا حق سے  
سننے میں اس کا ہی سے اڑا دیتے ہیں۔ اس کا کیا علاج ہو۔  
مالی نے تو صرف اس قدر کہا تھا کہ بلغ میں عباسی آئی ہوا  
کوئی ایک بچہ تک لب و ہاں پہنیکے مگر میری نے شوخی سے  
بیکرم صاحب کی خوشامد میں نے یہ نیکسراج لگا باکر بھی دو تین دن  
قیام ہوگا اور کئی لویان آئی ہیں اور حقیقت چنانچہ صاحب کو تاب  
کمان کو یہ حال نہیں اور خاموش ہو رہیں۔ یہ اور غرض توں کی بھی طرح  
دینے والی تھیں۔ اور محمد عسکری بھی انکو بہت فتنے تھے لہذا انکی  
بٹیلے سے سیا اور بھی شہر ہو گئی تھیں اور حقیقت حال یوں ہو کر  
بیکرم صاحب کی نمائش اور صلاح سے نواب محمد عسکری کا بڑا فائدہ  
ہوتا۔ مگر وہ انکی صلاح کے مطابق چلتے ہی نہ تھے بلکہ انکی دشمنی  
ہستے تھے اور فضول وقاات برامان جاتے تھے۔ لہذا انھوں نے انکا  
اور تلک کرکنا ہی چھوڑ دیا تھا مگر کبھی جب یہ نواب بھاگے  
دھمکانے کے لیے روٹھ جاتی تھیں تو نواب صاحب بہت راجات  
شدتے تھے اور بیکرم صاحب کی بات پوری ہو جاتی تھی۔

بیکرم صاحب کو رشک کی جگہ بغیر کامل ہو گیا کہ نواب  
محمد عسکری بھی تین چار روز تک بلغ میں لویان نہ تھا دیکھو تو انکے ساتھ  
چلے آئے انکے لشکر کوئی دس بجے خالی ہنگام سو رہیں اور نواب  
صاحب کی بے اعتدالیوں اور بیضا بلیکوں کی فتنہ میں بند  
آگئی نواب دیکھ لیکن کہ محمد عسکری بلغ میں بیٹھے مرنے سلطان بلغ میں  
شکر مکرانیکہ خوش قطع اور خوشاچو تر ہو رہے اسچاندنی کا صاحب  
شکھافتن چھاپا۔ چونکہ چاندنی کھری ہو اور نواب صاحب  
کے ارد گرد باغ چھ پرسی رخ پرین اور پری رو بہ شوق تماشا میں بلغ  
دور باد گلگون میں رہا ہوا یہ سنا سننے کو توڑے چھے ہوئے  
ہیں۔ اور نواب صاحب کھنا کھن انعام دے رہے ہیں  
قرب تھا کہ یہ ایک ڈانٹ تباہیوں کہ فتنہ ان کی آنکھ  
کھل گئی تو کیا دیکھتی ہیں کہ انکے گورے گورے

رخساروں پر کوئی شخص ہاتھ پھیر رہا ہے اور موم بھی گل ہو  
مارے خوف کے بدن پھر پھر کا بننے لگا روٹنے کھڑے ہو گئے  
تمام جسم لرزے لگا۔ سوچیں کہ اتنی ہی کیا اجزا ہر پہلے تو  
بگھنیں کہ جو ہر خدای خیر کرے۔ اس وقت یہاں صاحب  
سہتے ہیں میں اکیلی کیا کرونگی۔ بونی تو دم فنا ہوتا ہو کہ لہیا  
منوگلا گھڑٹ ڈاٹ پھر خیال آیا کہ اگر جو رہتا تو ایک زور پر  
ہاتھ ڈالتا یہ جھلاو اہو اس خیال سے اور بھی زیادہ پریشان  
ہوئیں اور جیکے جیکے زار زار رنے لگیں کہ اتنے میں پھر ہاتھ  
محسوس ہوا۔ تو کچھ دھک دھک کرنے لگا۔

اتنے میں وہ ہاتھ بڑھا اور بیکرم صاحب کے اٹھنے کی کوشش  
کی تب تو انھوں نے فعل چا نا شروع کیا مگر کھنکھنہ بند گئی  
اسکری نے کہا (ارے تو بے گھراؤ نہیں گھراؤ نہیں ہوئی ہے)  
بیکرم صاحب کی جان میں جان آئی۔ کہا۔ واہ ایسی ہنسی سے ہم  
درگزرے۔ تو بھجان نکھائی تو کیا ہوا۔ اسدھاننا جو میری جان  
ہن آئی تھی۔ کچھ دھک دھک کرنا تھا اور جو دم نکھاتا۔  
(اٹ) نواب صاحب نے کہا۔ افوہ کہ قدر پسینا لگیا  
ہو تو یہ مجھے اس وقت یہ بھی کیا میں سمجھتا تھا کہ تم سمجھ جاتی  
مگر تم بنکی تک نہیں۔ ذرا کھلا بین تک نہیں۔ میں سمجھا  
سوتی ہو تب تو میں نے ٹھکڑا اٹھایا۔ بیکرم صاحب نے اٹھ کر  
پیش خدمت کو بلایا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا۔ منہ دھویا۔  
کہا۔ ات اب در ذرا تسکین ہوتی چلی جو۔ خدا کے واسطے  
اب میرا یہی حرکت نہ کرنا۔ یہ کب کی عداوت سننے نکالی تھی  
آج نواب صاحب کو سخت مال ہو کہ انکے مجھے پیٹھے بٹھائے  
کیا سوچتی بیکرم صاحب کی ٹری خوشامد اور سنت کا جت کی۔  
اب سینے کے کھمچہ میں کھلی ج گئی۔ اما چینی دست مہری ڈالنا  
یہ وہ سب دوڑی میں۔ کوئی پشانی پر ہاتھ رکھتی ہو۔ کوئی توڑے  
سلاخی ہو ایک مندل کھلے لائی۔ دوسری کھلے لائی۔

ابہ سو غمت جتانے کے لیے خوشامدین آگے ایک دوسری سے سبقت لہانے کی کوشش کرنے لگی۔

مہری۔ اے حضور یہ کیا ہوا کیا۔ تو بہ تو بہ۔  
پیشی دست۔ جیسے ہی بیگم صاحب نے آواز دی۔ میں گھبرا کے اٹھی کہ بے ذمت (وقت) سرکار کا بیدار ہونا بے سبب نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔

دو۔ اور تمھاری آواز سن کر میں چونک پڑی۔

مہری۔ حضور اب ذری ذری آرام ہوتا چلا ہے۔  
بیگم۔ دل قابو میں نہیں ہے۔ کلیو بیوں آچھلتا ہے۔

ع۔ یہ سب ہمارے حاکم کا نتیجہ ہے کہ لا حول لا قوۃ! مہری۔ حضور نے کیا خدا خواستہ کہا کیا ایسا۔  
ع۔ نہیں خدا کی قسم کچھ نہیں کہا میں کیا ایسا ظالم ہوں ب۔ اور میں اس وقت ایک خواب دیکھ رہی تھی۔

سوچیں شکر خواب میں کیا ہوا	دو جاوے سفت مہری خواب تھا
غیر بغیر تہوں در غیل ہے	سیکھو گھر رہا بی بی گورہ

بقاسے تھی ظلم کا پر بیان بہ نشاط	
کہ جیسے کہے کوئی عین میں سنرا	

ع۔ یہ خواب پر باجربوں یا قصیدہ۔ اچھا خواب ہے۔

ب۔ خواب کا حال بڑے جھگڑے کا ہے اور بیان و زمین ع۔ ایسا کون خواب تھا ہم بھی تو سن ہیں ذرا۔

ب۔ بل جیکے جی طے رہو صاحب۔ زبان گھل اوبست

ع۔ سمجھ لیا فقیر کیا۔ خواب تم دیکھو۔ دھڑے جائیں ہم

ب۔ اس وقت طبیعت بے مزہ موقی تو میر دیکھتے۔

ع۔ کیلے سچ کوئی بات الہی ہوئی ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ہو گیا۔

کچھ میں نہیں آتی جو کوئی بات ذوق اسکی	
کوئی بوجھ تو کیا بوجھ کوئی کچھ تو کیا کچھ	

تم تو سپیدیان بھجواتی ہو۔  
ب۔ خوب سمجھتے ہو دل میں خوب سمجھتے ہو۔ یہ طاق لکھائیں اور مجھے خدا کی شان!! اے بھلا آخر اتنا تو سوچ کہ کیا میں نے وہ بیٹی لڑکی ہوں۔

ع۔ وہم کی دوا تو ان کے پاس بھی نہ تھی۔

ب۔ جی بجا ہے۔ وہم کوئی اور کرنا ہو گا۔

ع۔ اب اس سے بڑھ کر وہم اور کیا ہو گا۔ بھلا کیا اسکا نام وہم نہیں ہے۔ وہم اور کسے کہتے ہیں۔

ب۔ یہ باغ میں آج کیا دھما چو کڑی می تھی۔

ع۔ لاجل دلاقوہ!! اہم تھے اور اب عقین صاحب اور انکے ایک دوست اور بس۔

ب۔ انکے سوا جو کوئی اور ہو تو اسکا جنازہ نکلے۔

ع۔ کیون کتنی بڑی بیگم سے بڑی جبری حادثہ ہے۔

مہری۔ اے لو اور سنو۔ اے حضور اگر جھوٹ ہو تو میں دیکھتا ہوں اب جو عسکری صاحب کے دل میں خود ہو رہا۔ بیگم صاحب کے

جو عباسی کو کوسا تو انھوں نے غلامین رنج و ملال کا اظہار نہیں کیا اگر دل میں البتہ بڑا ناخوشی میں چھ لگی کہ یہ کس

صنم پر ہی بیکر رشک فقر کی اداسے دستان پر ہزار جان سے عاشق اور اسکی شمع زسار انوں کے پروانہ تھے۔ بیگم صاحب

کے خوش کرنے کے لیے کہا خدا گواہ ہے وہاں صرف چھٹن چھٹا کی خاطر سے عباسی کو آنے کی اجازت دی تھی اور وہ بھی

اس سبب سے کہ انکا باغ ہے اور انکے ایک دوست جو بالکل ملی من کس ہیں عباسی کو دیکھنا چاہتے تھے انکے

اصرار سے بلا تاثر انکو اس قسم کی محبت پسندین ہے اسے آتے کے ساتھ چھٹن صاحب پر آواز کہنا شروع کیا کہ تم تو

نرن بد ہو دنرات تھو میں ہی تھے جتے چو جتے کچھ غل غل فتر تو ابھلا کما میں حال میں میں بیگم جتنا کہ میں میں

نور انکے کما میں حال میں میں بیگم جتنا کہ میں میں

کیا کرتے ہیں۔ وہ بناؤ کرتی ہیں اور کینہ دیکھتی ہیں اور یہ  
آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

## روٹھے کو سنانا

محمد عسکری نے عماد القصد ایک صاحب کے چہرے  
کی غرض سے یہ باتیں کی تھیں ہنستے ہی آگ بھڑک اٹھے کہ  
ان بیسواؤں پر علم بردار کا علم ٹوٹے اور اہل بیت کے تھیں  
کی بدولت صدمہ ہزار ہا گھر لوٹ گئے جس گھر میں تھیں وہ  
ستیا ناس کو دیا اس کے کانے کا منتر بھی نہیں پڑا نکالنا چاہتے  
ہوئے نہ رہے پھیلے۔ باتیں تو سنو اگر کوئی بھلا کس اپنے  
بال بچوں لڑکے کا لونچین دے تو نام و دھرم گھر میں گھسے رہتے  
ہو۔ اچوتے میں ہنستے ہوئے گھر سے باہر نکلے کا نام بھی نہیں لیتے  
تو انکا تو طلب یہ ہے کہ گھر کی جو رو کو مرد محتالانے اور انکے  
گھر میں آئیں برستار ہے میرا پس چلے تو انکو گھر سے کھڑے  
چنواؤں یا باتیں تو کوئی سنے جب دوچار بڑا بولے دوست  
باہم ملکر ٹھٹھیک اور ایک پر دوازے کے بجائے کھینٹے کے جوڑ کے  
بندے آگے بیوی کے غلام آگے۔ یہ دن رات  
گھر ہی میں گھسے رہتے ہیں تو وہ خواہی غواہی  
جھیلے گا۔

نواب صاحب نے کہا ہم تو صرف اسکے خواہان  
تھے کہ غزل سینہ میں ہم تو گانے پر جان دیتے ہیں ایک  
غزل آئے بڑے سزے سے کافی تھی۔ خدا سزے  
تو سو وادے تری زلف پر نشان کا۔  
بیدم۔ ای یہ غزل ہو واہ ماشارائے اچھی غزل ہے۔  
ع۔ یہ غزل نہیں ہے پھر کیا لاؤنی ہو یا عظمیٰ۔ بپا  
سب۔ یہ غزل نہیں ہے۔ یہ اگلے وقت کے بوڑھے جو چلے  
ہیں غزل اسکو کہتے ہیں۔ ۵

ناز کی کستی ہو کسمہ تو گاہ خورشید

انکے پاس نہ ملے لیے پٹکی نہ ملے  
دل لیا بھلا ہونا جان ہی  
انکے ملک سے ہوئے کوہن کا بھون

سوچیں صدمہ تھے کیسے دامن بھینچیں ہامیر  
و کہ بھون کا یہاں باد صبا رہنے دے

ع کیا اچھا اور تسکرام کو ہا میر کا کلام مقبول انام ہو اور  
روزہ رکتنا صحت ہو۔ غشی امیر احمد صاحب امیر میاں کی لکھی ہوئی  
میں عجب خدا واد طبیعت پانی ہر سرع۔

گویا مسلمان سا دینی ہو۔

محمد عسکری نے کہا یہ ہماری بڑی خوش نصیبی تھی کہ ہم کسی  
پر کسی بیوی لین ہم جانتے ہیں کہ اس شہر میں ایسی اور کوئی  
نہیں آزادی ہوگی بیک صاحب تنک کو لوہیں پس خوشامد کو  
بالہ طلاق رکھے پچھلی بیوی باتیں نہ کر رکھے یہ بھڑک  
دل خوش کرنے کی باتیں نہ کر دیں۔ باہر جاکے موٹھوں پڑا دینے  
لے کہ ہم بیوی کو گھر کی مرغی تھمتے ہیں اور ان کو کوہن میں نہیں  
ہیں جو دن رات گھر ہی میں گھسے رہتے ہیں۔

یہ گلم صاحب کا یہ قول قابل غور ہے۔ اور مسرا  
صحیح ہندوستان میں یہ بڑا فقر سمجھا جاتا ہے کہ گھر میں بہت  
کم پیٹھتے ہیں۔ مثلاً شخص دن رات عورتوں ہی میں  
گھس رہتا ہے۔ زنان منتری ہے غرض کہ پہر تو پہر  
بھی اگر زمین بیٹھ لوگ نام رکھنے لگے۔ اور پورے میں  
کو دیکھیں کہ بواکھا سینکے تو بیوی ساتھ کر جا جائیے تو  
بیوی ساتھ۔ ناچیں گائیں تو لیسٹی کے ساتھ بیٹھ  
بیٹھ جائیں گے تو لیڈیان ساتھ دعوت میں جائیں گے تو  
لیڈیان ساتھ۔ جنازے کے ساتھ تک لیڈیان ہی  
ہیں۔ حاشا ہم نہیں کہنے کہ عورتوں کو بہت سی انتہائی  
آزادی اور مطلق العنانی دیں۔ ہم نہیں کہتے کہ چورے کی

رسم کو دفعہ آرا دین یہ خیالات کئی صدی سے لگے لوگ میں  
جاگوں ہیں۔ اور روئے کے بعض بعض نورانی بھی نظر آئے ہیں  
مگر بیوی کے پاس بیٹھے ہیں کون عیب ہو۔ اس میں کیا فخر  
کودن رات گھر کے باہر رہتے ہیں۔ صبح گھر سے نکلے تو دو بجے  
رات کو داخل ہوئے یہ کون عقل کی بات۔

خیر تیرے میں سیکھ صاحب نے سکر کر دیکھا اچھا صاحب  
جائیں جن ہماری ولی محبت ہو کہ جسے باغ کھلاں صاحبان  
کدو نو بھابھ کی مانند نوکچا پھون ناکہ ہم کی دو لہجہ  
پاس بھی نہ تھی۔ تمہاری بدگمانی ہم کے درجے سے بھی بڑھی تھی  
ہو۔ کہن ہمارا کیا تصور رہے تھو خدا کو گواہ کر کے کچھ چھاپنا

اب مان نہ مان تو ہر مختار

تم سے فوج جانی کون داسی تباہی بائیں بک تباہی  
اب آج میں اسکی تحقیقات کرونگا۔ ادا سٹے  
بے سبب بیوجہ بظن ہو۔  
ب۔ بھر تم ایسی حرکت کرو کہ ہم بدظن ہوں۔  
ع۔ وہ حرکت کونسی کہ میں ہی تو سنوں کچھ  
آخر۔

دلی غیر سبب راجہ علاج

مہم لطف تو غضب راجہ علاج

ب۔ درست اور کمزور بھی نہیں آتی زرا دہ۔  
ع۔ غیر صاحب ہم زمانے بھر کے بد معاش گھر گئے  
چھوٹے ہوئے سہی۔

بہنیں خدا نے کہے جرم بڑے بکبا دھوئی گویا ہو۔  
میں مینا کی ہوتی اور انھیں جھکی پڑتی ہیں۔

خود کو سمجھتی تھے کہ میان کے نہ تھی ایک کئی بائیں کرنا  
ایک بدی بھی دیکھا گیات سنے کو بھی جی تھا  
یوں کے ساتھ رات رات بھر بیٹھے رہتے تھے

سیکھ صاحب کا دل اس وقت سکون نشاد و عشرت اور کاش خفا  
وجہ تھی تھی حسین کونو اب تین چار روز تک بغیر فوج کے میں  
قیام فرمایا تھے اور آزادی ملنے کے ساتھ دھوا کر چلی گئے  
مولیاں بکھار دے ہریانہ چارے سے محبت ہلا گئے تھے۔ ان چوٹی  
کے دھل چٹیل میں مل گئے ہیں ہماری فکری گھر کا ذکر کیا سلائی  
آدین کو گھر میں نفس ہو محبت مگر غاشی شوق و شگ خفا نفس کے  
لیے بس جو حبیل میں ہوا بڑی بڑی پیکر ہو۔ تو یہاں پوری گھر کی  
مرغی والے بارہو۔ انہیں خیالات پریشان میں آرام فرمایا تو وہاں  
میں باغ کا نقشہ انکو کچھ سامنے آیا نیند میں بھی تھلائی تھیں نہ  
پیس کر رہا تھیں۔ خواب ہی میں کی تھیں کیا کر رہی تھیں  
گھر کو بے بس نہیں چلتا جو ان خیالات کے بعد خواب کو  
اُسی روز میں باہر پڑا رہی کے لیے روٹھ گئیں مگر  
خواب نے بھاجت مٹایا جب محمد عسکری نے کہا سونے  
کو طبیعت چاہتی ہو میں نیند آتی ہو تو پھر تنگائیں  
کہ ان ہان خیر دن کو کھٹوں پاس بٹھاؤ۔ ہکو انش  
رشتہ میں خلاؤ۔ اگر دہوئی میسوا میں زانو سے زانو  
بھڑکے بیٹھی ہو تین یا زانو پر سر رکھ کر کھڑی ہوں  
تو برسوں اٹھنے کا نام نہ لیتے اس تکلیف کے عوض آرام  
نہ لیتے اب رات بھر کے بعد ہکو منہ دکھایا تو سونا  
پاؤ یا پس جاؤ باؤ انھیں سے محبت کر پاؤ یہ ظاہری  
اختلاف میں ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ دانا آنکھوں سے اٹکا  
حال ملا جانا ہو جسے تھنڈی کر میان کے خفا۔ ہٹے ہڑی  
کاپار نے دلی ارتباط۔ وہ ہر جانی بازاری کیسیاں ہم  
ہو بیٹیاں۔ انکے سے جو بچے کوئی کمان سے لائے خدا ہکو  
ان جھلی کے بخون سے بجائے۔ ان خاص فقرہ بازی حلیہ سب  
دو چار حسن پاک بازی ہو۔ انکو دین رات بٹھے تھنے کھٹنے  
سنورے سے کام ہو میان پاکلی کے مقابل میں اس تباؤ

چنانکہ وہ دوسری سے سلام ہو۔

نواب صاحب نے مسکرا کر بیگم صاحب کا دست بوس کیا  
اپنے ہاتھ میں لیا اور جو کہ بولوں جو اب دیا گیا ہم صرف  
تھوڑا دل لیتے تھے اور تھوڑا نفرو دیتے تھے۔ تمھاری زلفت  
عین بانگ بوبے خوش سے اس وقت دل کی گئی تھی کہ کل  
کھلی جاتی ہو کہ غمزدگ اور درد کو آتی ہو جب یہ حال میں نہ رہتا  
ہو۔ تو منہ کیونکر نہ کاغذ ہو گا۔ تم کو امتحان کی بدگمانی ہو۔ یہ  
بار بار کا دہرا سکتی عین بیل و نشانی ہو۔ بات بات  
میں شک نہ کرتی ہو۔ ہر گھڑی ہمارا ہی گلہ کرتی ہو۔  
بیگم صاحب نے خوش ہو کر بولیں داؤ دی یہ سحر پڑھا

عوض حال دل جناب یہ کتنا خوش  
ہوٹا ہے آگے سے بیل بنا گئے تھے

اسنے میں بیگم صاحب نے گوری مشکواتی اور نواب کے  
ہاتھ سے کھانی۔ سہی مالیدہ لب اور رنگ بیان بقول  
ناسخ نہ آتش و حوان۔ نواب صاحب نے یہ شعر بیاں  
لائے۔

مسی اور رنگ گوری سے گویا

ب۔ (نواب صاحب کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر)

آئے ہو غریب سے بیل لگا

ع۔ بیگم صاحب کے زحار رنگین پر ہاتھ چھو کر

بات کی بات میں زنی صل

بیگم صاحب نے کسی تدبیر میں ہو کر کہا۔ زبان جا کے

باغ میں نکالو اور ہر گھڑی نفروں میں ڈالو یہ کہ کمر خ انور کو

جاد سے بھیا یا نواب صاحب بوسے بھلا کیا ستم ڈھایا یہ

بزن نظرے مکن خدارا

ازدہر نقاب شرم بردار

براشعرا دہارا اس ہوش بکھر سار کو اس قدر بھانے

اور ایسے پسند آئے کہ نقاب چہرہ نورانی سے اٹھا با تو بی معلوم  
ہوا کہ اب سے چاند نکل آیا چاند صبح کے ہی بولن حور سنج  
بیان ہوئے۔ نواب اگر تم میں دو ایک عیب نہ تھے  
تو میں اپنے تئیں انکو ساری دینا کی جورتوں سے زیادہ  
خوش نصیب سمجھتی۔ ایک بڑا بھاری عیب تو تم میں یہ ہو کہ  
تم ہر دیکھتے ہو ایک گل کے بلبل نہیں۔ ایک شمشاد کی گھڑی  
نہیں۔ اس سے ہمارا دل اور بھی دکھتا ہے۔ دل ہی تو ہی  
اور اسکی دوا یہ ہو کہ تم ادھر ادھر نہ چلا کرو۔ ایک درگاہ حکم گیر  
نواب صاحب نے ہنس کر کہا تو تم چاہتی ہو کہ میں شیطان  
کا چیلہ بنوں۔

روشنو ہر روزی شیطان آواز

بان صاحب خبر اور دوسرا عیب کیا ہے۔

ب۔ تم اپنی جاگیر کو تین دیکھتے بالکل بے فکر ہو۔

ع۔ یہ تو غلط ہے۔ میں ایسا غافل نہیں ہوں۔

ب۔ جی ہاں۔ تم نے کہا اور میں نے دل سے اسکی کیا

ع۔ اندر ہی بدگمانی۔ اس بد فہمی سے تو ہم ہار گئے۔

ب۔ کارند سے البتہ خوب مزہ ڈالتے ہیں اور تفریح

الہ اندہ تفریح صلاح۔

او خوش آن صبح کہ عاشق زلف خرمصال

دست در گردن مشوق جاہل برخواست

جب رات خوب چمکی اور پھلا پہلو بکھر پیلے چارہ کھانچا

اور غل غل خوشہ اسنے زمرہ روح افزا سے مہر و قاف کی بھرتی

تو بیگم صاحب نے انگڑائی لیک کہا کہ اب تو انکھین کھلی ہو رہی ہیں

تھوڑی بوجہ بیان فی ہن اب آرام کو رو رہے طبیعت پر

ہو چاہیگی کج نوعا صبرت جگا ہو گیا۔ کچھ چڑیاں ٹپکی

پوچھنے کا سامان آیا۔ نواب صاحب کو محو لذت بوس

مشاعر عشق سے دوچار تھے بھلا کچھ سوخت نہ ہو

اب ذر اہنس تودو۔ ۵	کسا اب ذر کا تڑکا قریب ہو افضل اتنی سے یہ دنیٰ نصیب ہوا
جل بیسی فصل خزان موسم گل آہو بچا	کہ جسے تھے چھٹی چھی باؤن بن شب بسر کی اس سے زیادہ
لے مبارک ہو جو ابلیل گلزار بھری	خوش طالع اور کیا ہو سکتی ہے۔ میان بوی مثل عاشق و مشتوق
بیک صاحب نے روٹھ کر کیا ہے تھے کیا فرمائش کی کہ در اہنس تودو	زندگی بسر کریں ایک دوسرے کی محبت کا دم بھریں یہ
اب ہم روٹے کب تھے روٹن ہمارے دشمن جو ہماری طرف دیکھ	غدا ہو تو وہ دامت۔ یہ لیل ہو تو وہ مجھوں۔ دونوں ایک
ہیں۔ روٹن دی بلوغ والی چڑھیں (تو تو ہم اہم ہوں)	دوسرے پہنزار جان سے مفتوں۔ میان بوی پر شیعہ۔
گرم سے ہر وقت خوش رہتے ہیں۔ میان بعض بعض بائیں البتہ	بوی میان پر فریفتہ ماس دوتین پر کی مخالفت اور جدائی
ہیں ایک کچھ نہیں بھاتیں۔ سو تھے وعدہ کر لیا ہے	بجز دشمنی کا حال ہم جانتے ہیں یا ہماروں یا ہمارا
کہ اب شکوے کا موقع ہی نہ دو گے اسکی بھی آزمائش	خدا۔ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے برسوں سے جدا میں شیر
ہو ہی جائیگی۔ ۶	در و زبان تھا۔ ۷
اچھ گنگن کو آرسی کیا ہے	بہار آئے اتنی ہی جان چہرہ ہو
مگر بہک دھار جس ج ہی ہوگی جب تم اپنے تولیے کی	کبھی خوشی در یا دالی بگاڑا رہ
نکلے۔ بے اس کے کچھ کو ٹھنڈا لکھو خوشی ہنسی۔ نو صاحب	آس لالہ رخ ملائک ذریب پستہ دہن یہ ہم بدن لے جہر ادا
نے پھر نہیں کھاتیں اور کہا آئین ذرا بال برابر بھی فرق نہیں	نو صاحب کے اس اظہار عشق کے جواب میں یوں مسلک بیان
ہو سکتا۔ اسی پتے میں آنا لینا۔	میں ہوتی پورے۔ نو اب یہ وقت اور یہ مجھے مڑے کی بائیں
اتنے میں کہے بولنے لگے اور فوجی نے نوبت بجائی	یاد رکھنا مگر اسکی امید کے جو تم قرآن کا جامہ بھی پہنو تو
شہنائی کی لکھانے والی آواز کا نوین آئی رخ سحرے بانگ	یقین پائے۔ تو جب کیا تمھاری محبت آٹھ دیکھنے کی محبت ہو
دی تو کا ہو گیا۔	شاہ جہڑے کی گل میں جاؤ گے تو رہاں بھی بائیں بناؤ گے
ب۔ ایو بال جیز ہو لیلہ تمھاری ملک میں ذرا سنے نہ پائے	بھلا ان ہر جاہلیوں سے تم لوگوں کو کیا سطعت ہوتا ہوگا۔
ع۔ روٹھ کر کے سو رہنے میں یہ طلع حاصل ہو گیا ہے بھلا۔	انشاید ہو س بافتن باگلے
ب۔ یہ تو بچ ہو گرا ب ہم تو بارہ بجے کی خبر لائے۔	کہ ہر ماہ دانش شود بیلے
ع۔ اور ہم دو بچے سو کے اٹھائے۔ دن پر آیا نہیں ہے۔	ع۔ اب اس وقت یہ بائیں ہمیں زہر مسلم ہوتی ہیں
سوت لکھ لکھ گوری سے لکھ لکھا	تھوڑے کے تیرے تھوڑے ہیں تھوڑے مال
بیک صاحب نے آدھ لکھنے کے بعد آرام کیا اور لکھ	گل بکے کی جگہ یہ رہا شب بھائی نہ
محمد عسکری باہر تشریف لے گئے خادم نے چراغ لکھ لکھا	اب ہم قوم کھانے لیتے ہیں کہ کوئی ایسی حرکت ہوتے نہ
حقہ بھر لایا۔ ہاتھ نہ دھو یا گوری کھائی تو ٹری وچنے باغ	ہوگی جس سے ٹکڑا نہیں ٹکڑا ہوئی یا جاسے مال ہر دہائی کر
میں سیر کی صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائی حکم دیا کہ بڑھ کر	تھوڑی نیال ہو تو مجھری ہو دہم کی دوا تھا کچھ پاس بھی نہ تھی

تیار ہو۔ جب سائیں گھوڑا لایا تو فہد مانع ساری ہوتی کہ  
گھول ڈالو اب نہ جائیں گے فہد کے بارے بڑی تکلیف تھی  
جب سائیں گھوڑے کو صطبل میں لیکھا تو غور ٹی سر کے بعد  
تھوڑے پھر تک جایا حکم ہوا کہ گاڑی پر جائیں گے فہد ہی ٹھیک  
کی ہوا کھائیں گے۔ مگر پائیا پر لیٹے ڈال دیا گیا گئی۔ تلی نکچھا  
لیجھنے لگا اس تلق کے بعد تے پہلے آرام کو طبیعت چاہی  
پھر گھوڑے کی ساری ہاکھ چھوڑ دی تیار ہوئی اور  
ٹنگ پر جا کے لیٹے ڈال دیا گھوڑے پر بچ کے سو رہے اور پھر  
نرسو تے تمام شب توجا گئے گندی مٹی غصہ دار تک باغ  
میں بھٹن اڑایا۔ وہاں سے پھلے پیر کے ذب آئے تو بیکر تھا  
سے اختلاط کی باتیں شروع ہوئیں۔ پھر نیند کمان آ  
صبح کو بھی نہ سوتیں۔

بیک صاحب کو خواب نمازین جوڑ کر محمد عسکری  
باہر تشریف لائے اور باغ میں کرسی چھوڑ کر بیٹھے  
نظارہ گل و گلشن کرنے لگے بیٹھے یہ سوچھی کندہ نگار  
کو موقوف کر کے اُن کی جگہ سرد و شیریں گانہ اسیا  
حور تھا نوکر کہیں اس خیال کو اُن خون نے بڑی د  
دی اور تھاں ملی کہ چاہے جو کچھ ہو ہم نہ تنگوارن کے  
غرض کناری جو کر یوں کو ضرور نوکر رکھیں گے اتنے میں  
میان من آئے ادا ب عرض کر کے مونڈھے پر بیٹھے  
اور کہا سنا صطدر کل بڑی دینک باغ میں شربین  
رکھتے تھے۔ نواب جھوٹن صاحب بھی تھے اور خدا جا  
کون کون تھا مگر عباسی کی خبر پہنچے پانی مٹی جگہ عسکری  
نے مسکرا کر کہا۔ بھئی تم ٹپے ہو۔ یہ تم لوگوں کو  
عباسی کے آنے کا حال کیونکر معلوم ہو گیا ہے تو سب سے  
خفی نکھا تھا اور میان خستہ خبر مشہور ہوئی کہ مگر مبین کو  
نے اطلاع دیدی اور بیگم بہت ہی بگڑیں جسے لاکھ لاکھ بچھا

مگر انھوں نے دانشمندی کی اور ہری مرغ کی ایک ہی ٹانگ  
قائم رکھی۔

مرنے لگا حضور پھلا شکاری کیونکر تین کیا انھوں نے کچھ سنا تھا  
ع بخبری اس جھگڑے سے کیا مطلب ہوگا۔

ممن۔ سرکار۔ یاد ہی نوکر جا کر ادھر کی اُدھر لگاتے ہیں۔  
ع میں بھی اس ٹوہ میں ہوں کہ کیا ان کے کس نے خبری

ممن۔ حضور دربان سے دریافت کریں اور میری ماما یا چچا  
انجمن میں سے ایک ایک نے انجدا کے جڑی ہو گی۔

ع۔ سادرا ایک بات صحیح تو سنا ہے نو۔ سر اس غلط۔  
ممن۔ مگر میں کہہ دیا ہوگا کہ نو اس جگہ سے نوکر رکھ لیا ہو۔

ع۔ خدا جانے کیا کیا کہا اسے کہا کہ اب میں نے سوا بیضیا  
بنیں اُنکے ہمنے نقطہ عباسی کو بلایا تھا یا روگون نے جڑی  
کہ چھ سات لوہان آئی ہیں اس جہان کو ملا خط لایا ہے

فہد کے غصہ سے درادل میں کانپ  
پہنچا خبر کے منہ کو ڈرتے ہیں سانپ

اور کوئی پوچھے کہ کب سے کہہ کر خیر کیا نکلا دھیری بیوی  
یا اتابن یا کوئی خند و مہین خیالی توجیے بھلا وہ تو کیسے بھلا

اس امر کا خیال ہو در نہ بھے بیوی کا خوف ہی کیا تھا بہت  
اچارے ہی بھائی بند اپنے ہیں جو بیوی کے لیے پروہین ہوگا

زینا کی بیوی انکا کہا کر لیتی ہیں۔ یہ تو مہن کو خیال کر  
ممن حضور کی انور اور دھن کو کوئی کب سوچ سکتا ہو۔

ممكن نہیں کہ کوئی ذرا بانگ کو بھی ہوئے۔  
ع۔ ارے بیان جو بنو چلے دی ٹیک ہو۔ ۶

کسی ہی اور رہے گی کسی  
ممن۔ صحیح ہو سرکار۔ خدا یا آبرو با عرت بنا دے اس سے  
بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی۔

ع۔ مگر ہاری بیگم کو بھی ہماری دلی محبت ہو۔

ممن - امداد یہ کن دیوانوں اور شعروں کے قبلہ گاہ  
ہیں ذری پھر ارشاد ہو۔

ع - نام بہرام تراویدرت بوجہلہ۔

ممن - نام بہرام تراویدرت بوجہلہ۔

ع - (ہنسکر) جیلہ نہیں۔ بوجہلہ ہو۔

ممن - حضور کو بھی بڑی تحقیقات ہر علمی اور شاعری

ع - برونی ہی دھندے میں رہے ہیں بیان میں۔

ممن - بجای حضور بلکہ اور دیگر انسان تین کیجھ سکتا ہو۔

ع - شاعرے میں ہمارا ہیشہ نام ہو۔

اور جنوں گرجا کہستی نہیں ہر شہادت

پھر مرا جاگ کر گیان شکل لاگو نہ کرنا

ممن - شکل لازمی سبحان امداد کیا کام ہو۔

راوی - اور پھر سے خود بدلت اور بیان میں دونوں میں

ایک بھی اس شعر کے معنی نہیں سمجھتے۔

ع - اس کے معنی ذرا بہت دور ہیں بیان میں۔

ممن - حضور کا کلام ہر ایک کی سمجھ میں آتا ہے اور ان کی نہیں سمجھتے

ع - شعر گفتن میں باشد شعر قلمی شکل بہت۔

ممن - حق ہو حق ہو۔ بجار شاد ہوا حضور بیت شکل ہو

مگر حضور نے کسی سے یکھانہ سکھایا اور شعر خوانی میں تمام

حاصل کر لیا۔

ع - یہ خدا کی دن ہو کر ان کا اجارہ نہیں ہے جو وہ دے جسکو

وے مولانا سکھ دلائے آصف امداد اس کے گردوں لا تھیں

نوا اے ان کے کہاں ہے ان کی نصیحت کی طرح کی بڑی جہم حق ہی ہے

انکر کوین کی مٹی نہیں ہوتا

ع - غلام ہو گیا جت تھکے بارہن

وہم جو ہیں یار کی زانوین

ممن - جو ہیں شہید بڑھاکھا تھا مگر لکھنؤ کا رشتہ لا تھا

کی اس قدر شہر و غزل سے بھلا کوئی آلا لکھنؤ اور آفت ہو سکتا ہو

ممن - حضور ایک عرض یہ ہو کر دل کو دل سے لایا ہو اور

حضور کو تو امداد نے میں اعظم کیا ہو۔ کروردن رہو کی امداد

کروردن کا فرج ہو میں حق کی غایت سے یکھا صاحب کی

ہیں وہ اچھی اچھی بادشاہ زار یون کو تو نصیب نہیں ہو سکتا

ع - خدا بناہوے۔ اسی طرح ہم تو اس امارت اور ریاست

کے غافل نہیں ہیں۔

قسام ازل کا اکلا شاعر ہیں

انسان دی ہو چکے سراج ہو

ممن - کیا بات ارشاد فرمائی ہو حضور۔

ع - اور دودن کی زندگی میں کسی سے کیوں لڑے۔

دودن کی زندگی میان تل جواب ہے

ممن - حضور یہ بات بات پر مصرع پڑھنا اور شعر خوانی کو نا

کسی کا کام نہیں ہو۔

ع - واہ من آئم کم من دائم۔

فرورہن نہ دستار کے فریب میں سر کے

مثل گل بازی نادر ہے کہ نہ ادر کے

ممن - سرکار کوئی دس ہزار شعر تو یاد ہو گئے۔

ع - دس ہزار نہیں تو چاس ہزار میں تو

شک ہی نہیں۔

ممن - امداد۔ اچاس ہزار شعر خیال تو کیجئے

مرا صاحب۔

فرزا بھائی جان یہ حافظ کی بات ہو کوئی چاس شعر

تو یاد کرے بھلا نہ کہ آدمی لاکھ۔

ع - یہ چاس ہزار جوئی کے شعر ہیں نہیں تو بے کیا لاکھ

نام بہرام تراویدرت بوجہلہ

ممن - یہ غلام نہیں سمجھا سرکار

ع - دنیا میں سب کے پہلے ہی مصرع موزون ہوا تھا۔



دل ہی طرح میں ہنستا تھا کہ صبا کے مال کو سرکارنا مال بنائے  
لیتے ہیں مگر مہارے خوشاد کے بڑی ہی تریف کی۔ کہا  
خداوند اللہ جاننا ہے آتش کے کلام میں بھی یہ ستمگران  
نہیں جو بہارک اللہ کیا کام ہو۔ ۷

فکر کوئین کی رہتی نہیں بجز ارون میں  
غم غلط ہو گیا جب بھٹ گئے یاروں میں

اب بیٹھے کہ خواب چھٹی صاحب کے نام لکے ایک دست کا  
خط تھی تال سے آیا کہ کوئی ضروری امر ہے نہ تو اڑے  
چند روز کے لیے یہاں چلاؤ۔ آج کل یہاں بڑا طلعہ ہو  
اور خوب طے ہو رہے ہیں۔ چھین قابل دید ہیں اگر اس قب  
ناتے تو غرض چھٹاؤ گے۔ چھٹن صاحب تو تھی تال پر دھار  
کھائے پیٹھے ہی تھے تھانہ کی کہ ضرور بالفور سفر کرینگے  
اسی وقت محمد عسکری کے پاس آئے اور کہا بھائی صاحب  
آپ کو اب ضرور چلنا ہوگا۔ ہمارے ایک دوست  
نے جو بیٹے رنگین مزاج آدمی ہیں بہکو باصرہ نام لکھا کہ  
کہ تھی تال آؤ یہ خط بھیجیے اور اب بس تیار رہتے۔  
۷۔ اچھا بھی تو اب تیار کی گئی اور نہ کہ تھانہ کی تھی تال

دار فیر حاجت ہی استخارہ کیست

۷۔ اور اب گھر میں بھی یہ خیال نہیں رہا کہ بہار کا سفر چھٹن  
ہو مگر یہ ہے تو بہار کی صورت ہی آج تک نہیں دیکھی کہ  
ہمیں تو اقمی خلیے میں بڑا خوف معلوم ہو گا اور  
سننے ہیں کہ ادھر ادھر دونوں طرف کھد ہیں اور  
ڈر با ڈر ہڈ پھلا بس اسنا غفیل ہو گئے گویا  
چمیا ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ تو جہنم بہت سے  
آدمیوں کی زبانی سننا ہے۔ آپ لاکھ کہینگے تو ہسم  
ایک نہ مانینگے اور کیونکر مائیں ہزاروں کی زبانی  
سننا ہے اگر خوف ہو تو بس اسی قدر۔

چھٹن۔ یہاں لیس برس سے لوگ وہاں بود و باش کرتے ہیں  
پورے بیالیس برس ہوئے کہ انگریزوں نے اس قلعہ کو لہند  
کیا ہے اور نیچے بنوا کے رہنا شروع کیا۔ بھلا کسی سے پتا  
تو کیجیے کہ اس حصہ میں کتنا ہی کھدین کر کے صرف  
ایک فوجی دفتر تواتر کھڑے سے گرے تھے۔ بہار کا ایک  
کھد اس کا تو ٹوٹ بچ کر اس بھر تے ہی ٹوڑا روار دونوں  
کھدین گر پڑے۔ بڑی پٹی پچنا چور ہو گئی اور اسے سارے  
کمان میں ہوتے بہار پر کیا فرض ہے کہ یکے شہر میں جس سال  
برسات بہت ہو تو ہر صدمہ اسکان گویاے میں یا نہیں آدمی  
دب کر مر جاتے ہیں یا نہیں مر جاتے۔ بچا سرن پتا ہوں  
کی جان جاتی ہے کہ نہیں۔ اس سے کون مقام بچا ہے۔

یہ آفات اسی دسمادی ہیں انیسے چھ کمان چھٹن سک اہر  
نئی تال دیکھو گے تو انکسین تھو جا بیگی۔ بیچ میں چھٹن ادھر  
ادھر ہونچے اور پھر چھٹن کی اسان سے تین کرنی اور سرفا  
کندہ اور ان بہاروں پر صاحب لٹوں کے سنگھ میں دورے  
یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں لگے ہوئے ہیں اور چھٹن کے  
قریب جاکے کھڑے ہو بیٹے تو درج کو ذرت حال ہو اور  
کیجیے کو کھنڈاک ہو پئے۔ ۸

سردی جگر کو خوشی پر چھٹن کی ہوا

۷۔ سردی تو قیامت کی ہوتی ہوگی۔ برف گرانی ہونا۔  
چھٹن۔ سردی کے دنوں میں تو خواب ہم آج ہاں نہیں سکتے  
۷۔ اور وہاں کیا شہدے کیا کہ نہیں۔ انکو مجھوری کھڑا  
چھٹن۔ سردی کے عار میں نہ ہاں بہت ہی کم آدمی بچاتے ہیں۔  
صاحب لوگ پتھے اچھلتے ہیں ماوریا ناز میں بھی اکا دکا آدمی  
نظر آتے ہیں۔ بعد دوسے چند اکثر آدمی بری یا مرداوا جاتے  
ہیں۔ اور اکثر آدمی منڈی میں لڑائی کے پاس۔

۷۔ بھلا سرنی تھی تال سے کس قدر فاصلے سے ہوتی ہے۔

چھٹن - سردی خاص نینئی تال میں جا کر شروع ہوتی ہو اور  
کچھ کچھ سیر کو دام سے نینئی تال کی سردی ان دنوں میں بڑی  
خوشگوار ہوتی ہے۔

ع - بھلا اپنے گھوڑے لیے چلین یا نہیں۔

چھٹن - وہی ہو گا طریق وہاں کہاں جا سکتی ہیں۔  
ع - پھر صاحب لوگ کاہے پر ہوا کھانے جاتے ہیں۔  
چھٹن - پیادہ پا۔ یا گھوڑے پر یا پارسی یا راجہ ہیں۔  
بیدل چنانہاں از بس نافع و مفید ہے اور سبھی اکیلا در  
گھٹے کے لیے ہوا کھانے جاتے ہیں چھٹن کے گرد بکھار گانا  
بہت فائدہ بخشا ہے۔

ع - کیا قبیل بہت لمبی چوڑی ہے۔ ہر کوئی گیت راس  
کے تالاب کے برابر۔

چھٹن - گیت راس کے تالاب آپ لیے پھر نہیں ہیں۔  
نہیں کہنے کہ گوتی کے پاٹ سے چونکا پاتا ہے۔ ایک میل  
طول ہے۔ اور یوں میل عرض۔ اور گہری استعد ہے کہ قہار  
کین ہستی کی نہیں اس تھیل میں بھی پہاڑ ہیں۔ ڈونگیوں اور  
بجرون پھاب لوگ اور گورے لطف اٹھاتے ہیں۔  
ع - کیوں صاحب اور جو پہنار نہ جانے وہ کیا کرت اسکی  
خرابی ہے۔

چھٹن - یہ کیا ہے جس کو بوسہ ہر سردی سوار ہو جیے۔  
ع - ہنسنا ہے کہ اگر کوئی چھٹن سوار ہو تو اسکو لالہ  
ہنسے اور ناتے میں اور کہتے ہیں چوڑیاں ہندی سبڑی خرابی ہے۔  
چھٹن - مقول۔ آپ جو سنتے ہیں سب سے نرانی۔  
ع - بھئی ہی لوگ آن آن کے کہتے ہیں مجھے  
کیا مسلم۔

چھٹن - عجب ہو قوت وہی آدمی بھئی کی کیا پڑی  
ہو کہ خواہ مخواہ آپ کو مجبور کرے کہ ضرور کشتی پر سوار ہوں گے

ع - خیر بوجھنے میں کیا عیب یا گناہ ہے۔  
چھٹن - آپ کسی کی ایک شین اور چب چبانے چلے  
چلین بس۔ ع

اور جوں دیا اندر ہوئے سرت

ع - بھلا وہاں قیام کی کیا صورت ہوگی۔ ہول میں۔  
چھٹن - ایک دہست کی کوٹھی میں رہنے کے وہم ہیں  
ع - اچھا بھلا عیاسی کو بھی ساتھ لیے چلین کیا ہے سچ ہو میں  
چھٹن - بجناب آپ تمام چوک کہ کوسا تھوڑے چلین اختیار ہے۔  
ع - ضرور ہے چلینگے۔ دو گھڑی دل ملی ہی سہیگی۔  
اچھا معشوق ہے۔

چھٹن - اسوقت غزے میں ہیں حضور۔ نینئی تال  
کے نام کا اثر ہے بھائی صاحب۔

ع - جلد دیکھ آئیں کوہ نئی تال بھی چلے۔ انشا اللہ۔  
نواب قمر کا پ اور معاصین بندہ شیخ و حاضر جواب ہیں  
ایک روز سفر کسار اور نظارہ انبشار کی نسبت باہر  
وچسپ گفتگو ہو رہی تھی اور چونکہ حاضرین جلسہ کو خوشامد  
چاہی میں طاق اور لگانہ آفاق تھے جو بی معلوم ہو گیا تھا  
نواب چھٹن صاحب محمد عکری کے شیعہ دلی اور  
دوست تلی سفیر نینئی تال کے از بس شائق اور

ع - عکری کے فیض ناطقین نے اندازے سفر کوستان کی تعریف کرنی  
شروع کی تاکہ اگلے نامدار کے ملین ہو اور چھٹن کے میلان  
کے خلاف کوئی بات ظہور نہ فرموان سکوں نہ تھا کہ اچھٹن  
بڑے نیلے تو دم کے دم میں نکلوا دینگے مرنے جسے صاحب جن  
پر سے سرے کا لایا تھا اور جسے پہلے سب سفر کو ہی تھیں لڑائی  
کی تھی وہ بھی بان میں بان لگائے گا۔ اب اس صحبت میں کوئی غش  
ایسا نہ تھا جو ہمارے سفر کو رکا دے یا سچہ جیے جیسے  
نہیں غش کر کے لیے بڑی تیاری کی تاکہ وہ جو

سے جو انکی شان کے شاہان ہوسفر کرنا کیلئے نگرہری کو بھیجی جا کر  
گرم کپڑے خریدے اور انکی درجے کے شیشے کے کوٹ پہنوائے  
سوداگر کیلئے خریداری اور لباس گرم کی تیاری میں بھیج دیا  
مصابون نے خوب مال چیرا اور باجہ گرامے پیرس مروج نے  
سرف بہ نظر اٹھا لیا رات و ریاست اسقدر رکھ کر اخیر میں ہمیں سے  
دورانِ خدمت عام عمر کے پیکانی تھا حالانکہ نگے باس ہلالِ دولت  
اور کچھ اہل دربارت اور محفل و دربار سے اسقدر پڑا  
تھا کہ ہشتالشت کے لیے کیا بات کرنا کوٹھے کے کوٹھے سے  
بڑے تھے خدا کے فضل سے کسی شرم کی کمی تھی۔

ہمہ اسباب شاہی حاصل او  
نمانہ آرزوئے در دل او

لیکن جب دولت پاس ہوئی تو انسان کو بلند پروازی کی  
غیر درستی ہزاروں ہندوستان کے رؤساء کثرتِ فرد میں  
اچھ کی خواہ مخواہ ایسی ہی چاہیں مصاحبوں اور رفیقوں اور ہمراہوں  
کے لیے بھی گرم لباس کی کھول کے بنوایا تاکہ مصاحب تکلیف نہ  
اور خود پیش رو سے ہمارے معلوم ہونے لگوں کوئی  
سوچیں جس کے مصاحب سے ہوتے ہیں خود کیا صاحب  
ثروت نہ لگا۔ سوچے کہ وہاں غیر چاہے رہنا محال ہو  
لہذا موجودہ سامان کے علاوہ ایک ہزار کے برتن فرائی اور  
اور گنگا جمنی اور بنائے حالانکہ موجودہ سامان بھی اڑیں  
کھنی بلکہ ضرورت سے زیادہ تھا مگر دیکھ کے چونچلے

آرہ اور سبھی اڑے ہیں۔ بے زر کا خدا غافل  
بعض بھی مصاحبوں نے صلاح دی کہ حضور ڈھال لیں  
کے کچھ کوٹے ضرور لیتے چلیے گا۔ اول وقت کوٹوں کے مزہ  
نہ دیکھا اور نہ حق کے پہلوؤں سے نہایت جانتا ہم تو غیر  
دیکھتے تھے لیکن دیکھ کر کوٹ تکلیف ہوئی اور حضور  
سناہو اگر خود ہر کوئی چار سن کوٹے کافی ہو گئے اور چھ

لیے بھی کوٹوں کی ضرورت ہوگی۔ وہاں کی آگ بالکل ٹھنڈی  
ہوتی ہے اور زمین ٹھنڈی اور صحران جلدی اور چم برکتی اور  
اور صحران بھلا کھانا کیا پکایا۔ اور چار کوٹہ تیار ہو گیا  
بہتر ہی ہر کوٹہ کلنٹ سے درست زمین سبب چمن میں  
کل سامان درست کوئی ایسا ایسا آدمی ہو تو غیر مگر حضور جیسے  
شہزادوں کو تو ضرور اعلیٰ درجے کے سامان کے ساتھ چاہا جائے  
تاکہ کسی امر کی تکلیف نہ ہونے پائے اور ایک بات اور بھی غور طلب  
ہو۔ خداوند۔ وہ یہ کہ وہاں علم ہان حضور کے خال میں گڑی رنگ  
شیشہ آلات ملیگا تاہین اگر کوٹے توہیان سے لیتے چلیں تو  
حضور کے ان خود کو سیان یک ایک عمدہ اور اعلیٰ موجود ہیں  
ایسی سیان بہان شہزادوں کی سیان یک ایک عمدہ اور اعلیٰ موجود ہیں  
حضور وہ آدائے حضور دربار میں ہر لمحے کے ہاں سے خود کے  
لائے ہیں وہ ضرور لیتے چلیے گا شہزادہ رانہ فی جنت فراتے تھے  
کہ ایسے اے بادشاہ کے آئین اور کسی اپنی شہزادی کے زانے میں بھی  
تھے جس کو بھی میں حضور دربار میں آئے اس کی ان آئینوں  
سے رونق ہو جائے گی۔ اور صاحب کوگ جو حضور  
سے ملے کو آئینے دیکھ کر روٹ جائیں گے کہ ہاں لکھنؤ کے  
کوئی رئیس عظم آئے ہیں۔ ایک صاحب نے صلاح  
کہ سرکار کچھ بھی حضور دیتے ہیں۔ وہاں بھی کسی نے  
ہاتھی کی صورت کا پتے کو دیکھی ہوگی جس وقت حضور  
سراہر ہو کر کلین گئے اور گنگا جمنی ہوا چلیگا وہ شان  
نظر آئے گی کہ سچان احمد سچان احمد ہووے کی  
ایک نیلی ذرا شکستہ بھر ہر سرکار اسکو درست کر دے  
بس چلی گئے۔ وہ وہاں دے کہ جو دستے غرض  
کر جائے اور جو اہل ان ملک میں سے کوئی وہاں آیا ہو  
تو اسکی بھی انگلیاں اٹھیں کہ یہ کوئی بڑے شہزادہ کو دین میں  
آئے ہوئے ہیں کہ ہاتھی ساتھ ہر ہزار ہا کی تیاری کا ہوا ہر

اور وہ کڑواہ والی جھول بھی لیتے چلیے گا کرا در بھی فوق الہیوں کے  
ہو جائے اور ایک نقیب ساتھ ہو اور ان کے ڈنگا جیتا ہو۔  
راوی۔ نواب صاحب کے ٹکوانے کی اچھی نگرانی کی کہ وہ  
ڈنگے پر چوب ہو اور دوسرے ڈنگے کے لئے کوہلا تین مجیدین  
ممن۔ حضور ہماری صلاح تو ڈنگے کی نہیں ہے۔

اختر کیون ہر گ کیا ہے۔ شان ریاست جو یہ بھی۔  
ممن۔ انگریزیت کے خلاف ہے ہماری رائے نہیں ہے  
اختر۔ اچھا جانے دو۔ ہاتھی کے گلے میں گھسا حضور دور  
ممن۔ یہ ہاناٹھا مہن کی صدا در سے اطلاع دیدے  
مرزا۔ حضور اگر فرامین تو غلام بھی کچھ عرض کرے۔

ع۔ بسم اللہ بسم اللہ۔ فرامین عقل و صلاح خود بھی لکھا  
مرزا۔ حضور نو بیت خانہ ضرور ہو۔ بڑی شان ہو جائے  
اختر۔ ہاں خوب ہی بات فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ ہے۔

مرزا۔ جا جی اے تو وہ وہ باتیں عرض کروں کہ بھڑک جائے  
ممن۔ کیا شک ہے۔ زمانہ دیکھا ہے۔ جو جہاں حاصل کیا ہے  
اختر۔ اور پھر تمام عمر سلطانی ڈیواریں پر رہے ہیں۔

مرزا۔ اچھا اسے تجربہ معلوم۔ مرزا ولی عہد ہمارے کی شادی  
کاسا مان غلام ہی کے ہاتھوں ہوا ہے۔ لاکھوں روپے  
انہیں ہاتھوں سے خرچے ہیں۔ وہ کون سا مان ہے  
جو ہم نہیں کر سکتے۔

اختر۔ اور اگر اہی مراتب بھی ساتھ ہو تو کیا کتنا ہے۔  
مرزا۔ بھئی کیا بات کہی ہے۔ واللہ جی خوش ہو گیا  
اس وقت اس سب کا ان اللہ۔

ع۔ ایسا نمودار خواہ خواہ کو نہیں ہو سکتا اور مفت کی  
جگت ہنسانی۔ ہو۔ ہمارے عزائم میں انہماک نہیں ہے  
اور باکھٹا حشر جاہل ہیں۔

جاگوا گویا غفلت کیا۔  
دیکھو کھو جاگوا گویا غفلت کیا۔

اتنے میں مرزا صاحب اٹھ کے بہر گے اور وہاں سے اپنے  
ہمراہ ایک صاحب کو لائے اور کما کما یہ بڑے کمال  
کے لوگ ہیں۔ وہ صاحب آداب بجا لائے اور بار بار بیٹھے  
نواب صاحب نے نام دریافت کیا تو مرزا صاحب نے کہا۔  
حضور یہ مولوی کمال الدین صاحب ہیں۔ نواب صاحب نے  
مسکرا کر کہا اسم باہمی ہیں۔ مرزا صاحب نے عرض کیا حضور  
یہ چھوٹے حافظ بھی کہلاتے ہیں کیونکہ دیوان حافظ حفظ ہے اور  
بالکل ایرانیوں کی قطع سے حرفوں کو ادا کرتے ہیں۔ حکم ہوا  
کچھ فرمائے۔

حافظ۔ حضور ترجیح بند فقیہ کے کچھ بند حضور کو  
سناتا ہوں۔

بجملہ انانم کجاں بند خدا	کیسے حضور دانش بود بند خدا
بجملہ کوہرک پوچوں بند خدا	خیان مرغش از چاکو بند خدا

بصورت تو نگارے نہ آفرین خدا	
ترا کشیدہ دوست از فلک کشید خدا	

چھٹیں۔ نور کا گلابا ہے۔ ۶

او وقت تو خوش کو وقت ناخوش کردی	
---------------------------------	--

جس قدر آب کی تیر لیت سنی تھی اس سے کمین زیادہ پایا  
نہایت ہی خوش لگو۔

کمال۔ (استاد ہو کر مجھے غرض نہیں تھوڑے خداوند حضور اور  
خدا بقا کی قدر فرمائی جو روز نہ لی کر من و نام خدا حضور کو شکر

گلے خوشبوے در جام دورے	رسید از دست مجو بے ہستم
بد گفتم کہ شکی با عیمری	کہ از بوسے دلاور تو ہستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم	دلیکن مدتے باقی شستم
جہاں ہفتین درمن اثر کرد	و اگر نہ من جہاں خاکم کہ ہستم

ممن۔ میں تو سمجھا تھا حضور ساری گلستان پر بڑھا بیٹھے مگر  
بڑی حیرت ہوئی کہ حضور خاموش ہو رہے۔

راوی اس عطیفہ پر طبعاً و عقیدہ ٹھارہ محمد سکر ہی بھی زیر لب مسکرائے۔

کمال۔ (بہارِ دفعہ ہو کر طبعی ہنسٹ کو کراہتی ہنسٹا ہو کر کھارک مومن مایان ایا وحشت ابہ حضور نے کیا وحشت کی کی۔ اسی میں حواس ہی حواس تو ہوتے ہیں۔

ع۔ یہ کون زبان بولی تھی۔ مومن حضور یہ دیوانہ کی زبان ہو۔ بان میان کمال الدین ابھر کمال۔ لاجل و لا توتہ۔

مومن۔ اب کسین بھاگ نہ جائے گا۔ کمال۔ بندہ رخصت ہوتا ہو۔

اختر۔ این الاول پڑھتے ہی روانہ باشد۔ اے حضرت مبین ہنسنا کیے گا ابھی تو آپ کو فنی تال چلنا ہو۔ پہاڑ پر بے آپ کے عطف نہ آنے کا والد۔

### میان مملو عن میان جملو

حافظ کمال الدین صاحب نے اپنی خوش سیانی اور خوش آوازی سے نواب صاحب کے دل میں جگہ کر لی مگر صاحبین قدیم و رفقاء سے یہ سب کو یہ امر ناگوار لگا ایک غیر محض آگے نواب صاحب کے دربار میں رنگ بجائے اور ہمارا رنگ بھیکا پڑ جائے اتفاق سے ایک روز نواب صاحب نے کمال الدین سے کہا کہ چلیے ہم آپ کو پہاڑ کی سیر کرالیں آپ اس قابل ہیں کہ سو سال کے پہاڑ پر پیے آپ سے کیونگی رہی مومن اور بھی جل مرا کہا جی ہاں ضرور چلیے آپ تو اس کن کن کو نقل محفل بنائے چلیے مگر نہ جھلکے کے کہا (نہیں ایسے پتھروں کے منہ میں گستاخین شریف ہوں مومن ہنسنا دے و انون جواب دیا حضور صبح عرض کرتا ہوں۔ بچہ برون کی یہ خاص علامت ہے کہ بار بار باجوں کی بھوکہ دینگے اور بار بار کہیں گے ہم شریف ہیں اب نہ شوڈا اگر صاحب ہن دوم کے نامی وہ

بات بات پر کہتے ہیں (میں شریف ہوں) اور مجھے باجی کی ہنسٹ سے نفرت ہو اور مال میں باجی تو ہی۔ سپیٹھ آپ بھی تے ہیں۔ کہ میں شرفا ہوں نواب صاحب کی تو فی عرض تھی کہ کمال الدین کو ہمیشہ کے لیے نوکر رکھ لیں۔ اور کھانا کھانے کے وقت ان سے حاشا کی غولین اور حملہ جی رہی اور جمع بندہ نوعیت سن کر بن۔ توڑی دیر کے بعد کمال الدین نے کہا حضور مجھ پر غلام تباری کرے۔ نواب صاحب نے اصرار کیا کہ ضرور چلیے۔ اس پر مومن کو اور بھی شاق گذرا۔ اور علیحدہ جاکر دربار صاحب باہم مسکوتا کرنے لگے اسکے نکلوانے کی فکر کرنی چاہیے۔

دوسرے روز میان کمال الدین جبکہ نواب صاحب حسد کے سبب سے مملو اور جلو کہا کرتے تھے پھر شریف لائے اور آئے ہی نواب صاحب پر رنگ بھانے لگے کہ حضور حیدر آباد کے وزیر اعظم بہادر نے مجھے دوسروں کی طلب کیا تھا مگر وطن چھوڑ کر جانے کو بھی نہ چاہا میرا کہ خب آپ رئیسوں کے بدست کھانے کو مل رہا ہے تو کیوں ادھر ادھر ہوا مارا پھرون خدا واسطے کو۔ بس ایک روز میں ملاقات کی۔ ایک نواب صاحب نے تقریب کر دی اور کہا یہ بہت بڑے رئیس کے صاحبزادے ہیں انکے آپ کے ان اچھے دروازے پر بندھا تھا اور یہ ایک خاص دار ساتھ نکلتے تھے اور میں نے نقیب بولتا تھا۔ یہ وہ یہ تھا میں نے عرض کیا۔

ادبی راہ چشم حال نگر از خیال بری ودی بگنر  
بصر طے وقت ایک نظر رو سلفیہ او کی نے و شالہ اور ایک  
رو مال اور ایک پیش فیض اور ایک قلم اسانہ شیعہ اور کیا جب  
آج کا جی چاہے آپ حیدر آباد چلے آئے۔ آپ کا گھر تو عرصہ  
قلم حاضر ہو اور یہاں بھی حضور ہی کے بدست بگنر لایا

حضور کا جیسا نام سنا دیا ہی پایا

ع۔ وہ بڑے رہتے کے لوگ تھے صاحب۔ بڑے آئی

حافظ۔ اور حضور نور و ذرا چھو بھی نہیں گیا تھا۔ بڑے عالم الطبع

ع۔ اور کس مزاج سلیم الطبع مجھے جواب کہتے تھے

حافظ۔ حضور سے ملاقات ہوئی تھی؟ حضور تو خود عظیم

ہیں جناب کہا تو کیا مجھے حضور کی لفظ سے یاد کرتے تھے۔

ممن۔ (آپ گئے تھے) جو طے کی ایسی ہی کہو پیش ادا۔

حافظ۔ تم کیا جانتے تھے آدمی جو چھوٹی آنکھوں پر

ممن۔ اور آپ شاہ ایران کے برتے ہیں۔ چوٹا چھوٹا

چلا کر زمین کا دھنگے۔ انکو وہاں سالار جنگ حضور کہتے تھے۔

تم ایسے مکر گردن کا وہاں تک کہ وہی تھا کبھی۔ جو ر

اٹھائی گیا انکے باپ کے دروازے پر ہاتھی چھوڑا تھا۔

اختر۔ کیا عجیب ہے۔ چرکوں میں نوکر ہو گئے۔

فرزاد جی نہیں یہ اپنی مطلق میں گدھے کو باغی کہتے

میں انکے باپ کے جھونکے لال تھے۔ کسٹھ میں خیر دیا کرتے تھے

ممن۔ اور وہاں سالار جنگ سے بڑا بارانہ تھا۔

اختر۔ انکے سا بیٹوں چرکوں سے ہوتے ہو۔

ممن۔ اور کیا ریاست کی لیتے ہیں۔

آدمی را چشم حال نمگر | از خیال پری و دی بگذر

کوئی جانے لے آپ ہی عالمگیر کے وقت میں چھوٹے صاحب

حافظ۔ جی نہیں آپ کے باپ سے بہار تھے چلے وہاں سے

ممن۔ ہر ڈنگ کی بھی تو نہیں لیتے کہ بدرم سلطان بود

ع۔ کیا عجیب بھی انکے باپ شاید رئیس ہی ہوں۔

ممن۔ خداوندہ قسم مجھے جو انکو معلوم بھی ہو کہ انکے باپ ان

کو نہیں تھے کبھی کا نام شیخ ضامن ثباتہ میں بھی میرا

اختر۔ دفعہ لگا کر مہ جو خوش آپ ہی کا نام پسند آیا۔

ممن۔ آپ مجھ کو نام کا تو نہیں لیتے ہیں میں چرکوں کا

نہیں بنتا کسی اور کا نام لو۔

ع۔ آپ کا مکان کس محلے میں ہے میان کمال الدین کا

ممن۔ حضور مجھ سے سین۔ چک منڈی میں ہے سین۔

ع۔ کیا وہاں یقین کرتی ہیں۔ کیوں کمال الدین۔

ممن۔ میرا وہاں انکے بھائی بند چکے رہتے ہیں۔

اختر۔ ہاں حضور۔ انکے بھائی بند چکے بند بھائی ہیں یہ۔

اسپر بڑا فقیر پڑا اور دین تک حاضر بن جلتے سنتے

سنتے دوشے لگے۔

ممن۔ اس وقت تو سب لوٹن کو تو تر بنے ہوئے ہیں۔

اختر۔ اور میان کمال الدین خود بند معلوم ہوتے ہیں۔

ع۔ یہ کیا ہے کہ آپ ہی پر بوجھار ہو رہی ہے جو عہد سے

ممن۔ حضور انکو یہ حادہ سمجھیں یہ بڑے دور ہیں۔

جھدر زمین کے اور ہیں اسقدر زمین کے اندھو

دھن ہوئے ہیں۔ انکے کھانے کا مشورہ نہیں ستر تک

نہ آئے۔ پانی تک نہ لگے یہ وہ ذات شریف

کالیان آدمی ہیں جی۔

حافظ۔ تو آپ میرے بڑے خواہ معلوم ہوتے ہیں۔

ممن۔ ہم تو خدا لگتی کہتے ہیں لی بڑی نہیں آتی ہیں۔

حافظ۔ جی کہیں کیا فرق ہے ایسے ہی بڑے کھڑے ہیں آپ

ممن۔ اب آپ کا مقابلہ تو میں کر نہیں سکتا۔ آپ کو تو بڑی

بڑی ریاستوں کے وزرا حضور کہتے ہیں۔ بہ درجہ مجھے فقیر

کو بھلا کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔

حافظ۔ ایک زمانہ گواہ ہے کہ اس طرح گفتگو کی تھی۔

ممن۔ سچے مرگے جھوٹوں کو ایک دن بخار نکلتا آج ہے چھر

لکے سچا درجہ۔ سچ کا تو زمانہ ہی نہیں خدا کی قسم اس

رتے کے لوگوں کے انکی ڈور بھی برا کر تم ایسے جاؤ تو اور دیکھو

مار گئے نکلوا دین اور ڈور بھی تک تم ایسے کی ساری کی گارڈ

ہاں کتنے میں آندھی رو دک ہو۔

مرزا ایضاً حضرت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب ذکر کرینگے ان کے  
ہمایوں کا وہ شاہ کا ذکر ہی بتائینگے شاہجان سے شجرہ ملائینگے  
ممن۔ اور چاہے آبا جان عمر بھر بھی ہی بچا کیے ہوں۔  
اختر۔ اور یہ مصرع کسی استاد کا سنا نہیں۔ ۶

کہ درین راہ نلانی بین نلانی پختی۔

ممن۔ خدا کی قسم جدت اس شخص نے اسے طے  
وزیر اعظم کا نام لیا تو خانبیڑی آنکھوں میں آنس آیا۔  
حافظ۔ جی ہاں آپ تو ایسے ہی بڑے وہ ہیں نا۔  
ممن۔ (تھوکر کر) انگ ہٹ کے بیٹھو۔ برا تو ہے جو تم سے  
تھکے لالہ ولاتوۃ۔

اختر۔ والدہ بھائی میں کتنی کو تھا کہ یہ شخص کدہ میں ہے  
مرزا۔ مجھے تو پیشتر سے معلوم تھا یہ بھی ایک بہت برا آدمی  
راوی۔ نواب صاحب کے بھی دل میں یہ بات چمکی اور  
سیان کمال الدین نظروں سے گزرتے وہ فقہ جت کیا کہ جا  
جما یا رنگ کھا ڈیا فقرہ اسے کہتے ہیں کمال الدین سکوا بھی  
دل لگی ہی سمجھ مومے تھے اور بیخبری میں ہی کیا روگوں کا دلو  
چل گیا۔ مارا چاروں شانے چت کین کا نہیں رکھا۔ من نے  
فقہ جت کیا آخر نے گواہی دی۔ مرزا نے تائب کی  
جسٹوئی بات سچی ہو گئی۔ اب باہم ان تینوں میں شادی  
ہونے لگی ممن نے مسکرا کر مرزا کی طرف آنکھ ماری۔  
مرزا نے اختر کے چٹکی کی تینوں دل میں خوشی کو مار لیا  
بالا ہمارے ہی ہاتھ رہا۔

ممن۔ قطع شریف تو دیکھئے جیسے گر گچھ۔

اختر۔ (تمہارے گھر) مجھے خدا کو ادا کیا جیسی ہی ہے۔

مرزا۔ چھاتی۔ مگر گچھ کی ایک ہی کھی جو والدہ۔

ع۔ اسپر ہارامی مادہ حیران ممن۔ اچھی ہوئی۔

ممن۔ (آداب عرض کر کے) اس خداوند کوئی جاننے والا ہے  
یہ بھتی نہیں ہیں۔ جو بھتی کیے پھر چھا جائے کھی والے کی  
کتنی ہوئی۔  
ع۔ میان کمال الدین تم جواب کیوں نہیں دیتے ہو۔ کیس  
تم بھی جواب دو۔

حافظ۔ خداوند ان برعاش پا جیوں کے منہ کون لگے۔  
ممن۔ دیکھیے سرکار جہاں اسکے منہ میں آتا ہے وہی بتا رہا ہے  
اور ہم حضور کا لہا لٹا کر تے ہیں۔ اچھا بچا باہر تو چلو دیکھو تو  
کہتے گدے دیتا ہوں۔

اختر۔ بیڑے برابر تو قدر انکا۔

ممن۔ اچھی سنیں مرغا کو۔ ۷

کتر غنمی کا بچہ ٹھکانے میں آندا

مرزا۔ اب تو یہ مذہب کیا ہونے لگس بھائی کلو۔  
ع۔ آپ کا اصلی اسم شریف کیا ہے کیوں جناب  
مودی صاحب۔

حافظ۔ حضور بندے کو شیخ حاجی حافظ کمال الدین  
کمال کہتے ہیں مکمل کوئی اور ہوتے ہیں۔

ممن۔ خداوند ذری اسے لکھے ابا کا نام تو وہ وقت کہ حضور  
ع۔ آپ کے پیر بزرگوار کا اسم شریف میان کمال صاحب؟  
حافظ۔ خداوند یہ لوگ تو میں برعاش پہلے سے  
ممن۔ پس اب حضور خود کچھ جاتیں نا گفتہ بہ۔

ع۔ بھئی کچھ دال میں کالا کالا نظر آتا ہے۔

نواب صاحب کے صاحب چارے کمال الدین کے بنائے تھے  
اور رئیس موصوف میں اور اختر کی بیٹن میں منکر مسکرا رہے تھے

کہ ایک شخص سواروں کی قطع نسلے ہوئے آیا آدھا لگا لالہ

ادب کے ساتھ بیٹھا۔ من نے کہا آپ کی تلاش میں آئے ہیں  
تو اسے یوں جواب دیا عرض کر دیں حضرت بندہ غریب

بڑے لکھنؤ کا رہنے والا ہے۔ ایک ٹرین مارا گردن مارا گیا  
سرکار نے تفریق میں مصلحت رکھ کر ہر ممبر کو بیٹھ کر دیکھ کر  
زمین اور شہسوار کی کن میں غلام کے شاگرد بھی بڑے لکھنؤ کی  
مشق کرتے اور صاحب لوگوں کے ساتھ اس بھرتی اور صفائی  
سے جو گان کی بازی جیتتے ہیں کہ میں کیا عرض کروں غلام نے لکھنؤ  
نہایت ہی سکھائی ہر باتیں بھی طلق اور برق ہیں کوئی فن پسری  
ایسا نہیں جو وہ نہ جانتے ہوں اور طے شک میں رہیں ہیں۔  
گھوڑوں کا بڑا شوق ہے۔ اس وقت کم سے کم کوئی ستر گھوڑے  
ان کے پاس ہوتے ہندوستان میں چاہے جہلی گھوڑوں پر جو  
ان کے گھوڑے ضرور جائیں گے۔

میں نے دریافت کیا کہ آپ اس شہر میں کس شخص سے ارد  
ہوئے ہیں۔ کہا ہمارے ٹرین نے نہیں ایک شخص کی تلاش میں  
بھیجا ہے۔ وہ ہماری سرکاری نوکر تھا اب وہاں سے بھاگ آیا  
ہے اور غلام نے سرکار سے کہنا تھا کہ حضور اصل سے غلام نہیں  
کہ اصل سے وفائیں نہیں لے سکتا تھا آخر کو وہی بچہ نکلا۔  
ایک شعلی کے لڑکے کو ہماری سرکار نے لکھنؤ بڑھنا سکھایا  
جب لکھنؤ بڑھنا تو آتش ہوئی کہ اسکو دفتر میں کوئی اچھی دین  
مگر فتنی ایک سپر جیلر کے شعلی کا لڑکا اور ہماری برابر تھے  
آخر کار سرکار کا مصاحب ہوا۔ ایک روز سرکار نے کسی  
تقریب میں روشنی کرائی اور روشنی کا انتظام اس کے سپرد  
کیا۔ اسنے کوئی چودہ من تل چڑایا۔ لوگوں نے سرکار کو  
اطلاع کی۔ جرم ثابت ہو گیا۔ فریب تھا کہ سزا پانے  
لیگا اسکو پہلے ہی سے خبر ہو گئی اور وہاں سے روپوش  
ہو گیا۔ اسکا علیہ میرے پاس ہے میں نے کہا کس  
قطع کا آدمی ہے۔ ذرا علیہ ہو گیا بھی سنائیے شاید  
میں ہی گرفتار کر لیں۔ اس نے کہا۔ گندم رنگ۔  
لنگ میٹیاں ہونٹھ موٹے موٹے بال بھڑکی۔ موچپیں

میں ہوتیں۔ ڈاڑھی گل مجھے مال لیے لیے ماتھے پر  
ایک زخم کا نشان ہے اور جب گنگو کو لے گا ہوجو سن  
دیگرے نیست اور پدرم سلطان بود۔ اپنے شعلی پاپ  
کو کسی ریاست کا دیوان اور نہت ہزاری ہی بتائے گا۔  
اور با بڑ اور جا بون ہی سے شجرہ ملائیکا۔

یہ تقریر سنکر سب کے سب کمال الدین کی طرف  
دیکھنے لگے اور سب کو یقین ہو گیا کہ یہ کمال الدین ہی  
کا ذکر ہے۔ نواب صاحب نے اس مجرم فرد کا نام دریا  
کیا تو اس نے کہا حضور جیلو جلی اس کے باپ کا نام  
ہے اور لکھنؤ اس شخص کا نام گمر سخا ہوں اب  
کمال الدین نام رکھا ہے اور حافظ شیرازی غزلین بلینی  
لجے میں بہت عقیدگی سے گاتا پھرتا ہے۔

یہ پھر کہتا ہوا فقر و شکر کل حاضرین جلسہ بھرک اٹھے  
مجھ سگری نے کہا اللہ کہ کہا گرا چکے دیا ہے میں خود  
ہو وقت دعو کے میں آ گیا۔

میں حضور استادوں کے حکم میں اچھڑے میں۔  
اختر۔ و امین مجھنا تھا کہ یہ روایت باطل صحیح ہے  
مرزا۔ آپ پر کیا فرض ہے میں بھی علی ہذا القیاس  
شہسوار۔ تو حضور وہ علوم ہکو لجا لے اسی وقت۔  
ع۔ میان کمال الدین یہ کیا ماجرا ہے۔ کچھ کو تو سہی۔  
حافظ۔ خداوند یہ میں اصل میں کسی شعلی کا لڑکا  
ہے اور دراصل کم اصل ہے یہ پلید۔

میں۔ لے ذری جو چہ چنھا ہے ہوے پس کہیا۔  
مرزا۔ واہ۔ میں نے کیا جھٹس ملائی ہے  
صاحب خدا کے واسطے۔

میں۔ آخر میں نے کیا تصور کیا خواب مجھے واسطے  
حافظ۔ عیان من یہ سب تمہارا ہی فساد ہے میں سمجھا ہوا ہوں



تیرا ہی تو ہر فساد مر دار | داماد کو گل ویا مجھے خار  
شہسوار اس حضور نہ پالنے کا انقلاب ملاحظہ فرمائے کہ  
مشعلیوں کے لوٹے اور فارسی پڑھیں مگر وہ لاکھ بڑے جان  
رہیں گے مہر کے مہر - پڑھیں فارسی اور چھین تیل  
یہ دیکھو قدرت کے کھیل -

محسن - میان کمال الدین صاحب اس وقت کتنا دن ہوگا -  
راوی - اس سوال سے سب کے سب زور سے ٹھٹھکا کر  
ہنس پڑے - مگر میان کمال الدین کی سمجھ بات نہ آئی -  
حافظہ امین کونسی کی بات تھی -

ع - آپ اس قدر بھی نہیں سمجھتے - کہاں رہے ہو -  
شہسوار اس قدر اٹھ چکی کاوند آؤ آخر کہا تک سمجھ سکے -  
ع - انھوں نے کہا نہ تھا کہ پڑھیں فارسی اور چھین تیل -  
یہی سبب ہو چکا ہے کہ اسے تیل دن کتنا ہو گا تو بہت ہی برا  
ایسا اسکادہ بد شکوئی سمجھتے ہیں -

### مصاحبون پر عتاب

نواب محمد عسکری صاحب کو محبت یافتہ اور تجربہ کار نصیب  
ہوئی ہمارے تھے مگر لکھنؤ کے فقرہ باندوں نے خصوصاً ان کے خصا  
نے انکو اس قدر جکڑ دیا تھا کہ اب بھی بات اور دم و آہنی کی  
محبت اور تسلیم کرنے میں انکو تامل ہوتا تھا جو بات انھوں نے  
اپنے مصاحبوں کی زبان سے سنی اسکو یہ نور اور فاضل اور  
پائے اعتبار سے خارج سمجھے ایک ذرا صاحب نے یہ لکھ صاحب  
کی طرف مخاطب ہو کر اس قدر بکرا کہا کہ میں سخت آنسوؤں پر  
کہہ رہا ہوں رفا کے ساتھ اس قدر لطیف و اخلاق دار  
جو دو کم سے پیش آتے ہیں مگر بازمہ وہ محبت اسی پر  
نہلے رہتے ہیں کہ ہم کہنا دین اور فقرہ بازی کر کے  
کچھ لے رہیں - اور ایک صحیح کہتے ہیں تو تانے نولہاں کو

پہلے سے کہا تھا کہ نئی تال بڑا اثر مقام ہو - آپ ہوا اثر  
ہو خواص کا گھڑی پہاڑ برابر پہنچا کرتے ہیں میں نے جو پیش  
خبر سنیں تو ڈر گیا کہ ملت میں مجھے بٹھائے اپنی جان کو  
سرخ خط میں دان کو کسی نانی کی بات ہو جائیج غلط فہمی سے  
سیر دل ملی کے لیے اور وہاں پہاڑ کے نیچے دب مرے با  
جھٹکے کی جاری ہو جائے یا کوئی عارضہ لاحق حال ہو جائے  
دی سب کہتے ہیں کہ نئی تال کی آب و ہوا ایسی ہے کہ سندھستان  
میں کبھی سوا اور کوئی مقام اسکا نقطہ مقابل نہیں ہو سکتا  
جو میرا وہاں جاتے ہیں وہ چلے ہو کے آتے ہیں اب بٹھالیں  
دیتے ہیں کہ فلاں شخص کس کے عارض میں اس قدر ضعیف  
اور لاغر ہو گیا تھا کہ زیت کی امید باقی نہیں رہی تھی تال جانے کی  
وہاں کے صلح کار دی چندہ دن میں ڈر سیلے لگا - اور  
ایک آدمی مختلف عوارض میں مبتلا ہو گیا تھا صرف ایک  
بغے میں نئی تال کی آب و ہوا نے یہ رنگ اور جھانک  
عارضے رو کر ہو گئے گویا تمام عمر کبھی علیل ہی نہیں ہوا  
تھا - اور پہلے کہا کرتے تھے کہ دوسرا آدمی پہاڑ کے تلے  
دب کے گئے اور ایک کتنا صاحب کا یا جو بھر کا  
تو وہ کھڑے گر پڑے اور بڑی سیل تک جو رچ رہی تھی  
کشتی الٹ گئی چار آدمی ڈوب گئے - نواب ہکونہ آئی اس  
بات کا یقین ہے نہ اس بات کا - مگر جھٹک صاحب نے مجھے کہا  
کہ زبردستی لے چلیں گے وہاں جی جی پکیشن منانتے اور  
کہتے ہیں کہ نئی تال کا قیام بڑی خوش قسمتی کی بات ہے اور  
بڑے خوش طالعوں کو نصیب ہونا اور صاحب لوگ گری ہو  
اور برسات بھر وہاں ہی قیام کرتے ہیں - اور جو تلے  
لاٹ صاحب مع دفتر اور اہل دفتر کے سات آٹھ  
مہینے تک رہتے ہیں - اگر خطرے کا مقام ہوتا تو ممکن تھا  
کہ ایسے ایسے جلیل القدر عالم لوگ جی حکومت ہو وہاں بٹھے بکھرے

اور حضرت خدیجی نہ کرتے یہ اب اس شہنشاہ بن مین کر گیا کریں  
کیا کیا کریں۔

وہ خاتون بری چہرہ قمر خارا نواب نادر کی اس بی چوری  
کمانی کو کان دھ کر سنائی جب یہ بی بی نے اس کو دیکھا  
تو کہہ لیں اور کہا مجھے ہنسی ہی کہ تم کو کون کے راج میں مقدر  
کا ملوں ہر ایک نیک طبیعت سرتی ہی نہیں سیر ملے کھانی کو  
گھر میں منہ گھڑی میں تو نہ کبھی کبھی کچھ اور اس سے  
بڑھ کے انسان میں عیب نہیں۔ اگر ایک بات کرنی ہو تو اللہ کا  
نام لیکے کر گزریں ہر چہ بادا بدینین کر نہ حضرت مجھی۔

چوتھہ قسم ہوا۔

بات ہو جتھر بڑھا دیکھے۔  
اول بھی ہو یہ مختصر بھی ہو  
آخر تمھارے لئے دست ہیں کسی کا بھی تم کو اعتبار ہو یا کوئی  
اعتبار کے قائل ہی نہیں جس اعتبار سے اس سے درانت کرلو۔  
جھٹی ہوئی چھین صاحب بھی کیا مصاحب کے سے چکر لڑیں  
یا وہ بھی اس سے مرے بھائی ہیں۔ انکو سے جھوٹ بولنے لگا  
کیا غرض تھی۔ کہاں جاتا یہ صاحب کوڑے یا تو اس سے  
پھاڑ کی دمت کرتے ہیں کہ اگر تو ابھا جب کے اور ہر کوسا تھ  
نہ لیکے تو چند عین دن ملاؤ اور زردہ۔ اور تو رہ اور کیا اب  
نہ لیکہ چاند واپس پاس سے چننا پڑ لگا دو گھڑی کی دل لگی  
جانی لگی گھوڑیاں اور دوسرا تبا کو کمان پائین گے اہر با سیر  
سے سارو کی تفریق کہتے ہیں کہ تمھارے ساتھ سفر کے جسے  
مصلحت لگے اور سر کر کے سن کوڑی بن دم سفر کو اپنے لون  
لگے نہ بھگتی اور ہر رنگ جو کھا لکھ کر تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ تمھارے  
دوست کو کون ہو اور دشمن کون ہو دوست دشمن میں فرق نہیں  
کر سکتے کیا سب ایک ہی سے ٹھوڑے ہوتے ہیں۔ آدمی آدمی  
انہر۔ کوئی میرا کوئی نہ کر۔

بہرین زنت و نہر مردود۔  
خداوند گشت کیساں نہ کو۔

مگر تم سب کو ایک ہی گٹری ہانکتے ہو جسے معانی بدلیں نہیں  
گھلے۔ معلوم ہوتا ہے تمھارے ہاں۔ جتنے ملک کے ہیں سب  
گے گے اور جو گے بچاں۔ زمانے ہو گے گھائی گے جتنے  
قول کا اعتبار نہ فعل کا جب جلتے ہو کہ وہ ایسے ہیں نہ کو  
مٹھ کر یوں لگاتے ہو۔ دھتا بناؤ۔ محبت میں ایسے آدمی رکھو جو تمھارے  
خیر خواہ ہوں یہ ایک بات کی طرف تمھارا دل لگائیں نہ کہ شہدے  
پئے۔ لیکن تم سے کہ کون خدا کو کہہ سکتے ہیں آج کیا جانے  
کہ جسے آفتاب نکلا ہے کہ تم کو اتنی سمجھ تو آئی۔ تم ان سے  
پوچھو کہ پوچھتے تو گے۔ میں بھولے نہیں سہاٹی ہوں شاید خدا  
اور زیادہ سمجھے۔ اب نہات کہ کو کہ میں نے کی ہزار مرتبہ نہ کو  
سمجھا یا ہو گا مگر نے کیا تھی آخر کو تیار نہ اٹھایا ہی اٹھایا۔  
خیر بھی سوچو تو سیرا ہو یہ سب دشمنوں کے آستان میں کوئی تمھارا  
خیر خواہ نہیں ہو جتنا کہ ردی ملے جاتی ہو اور حالت بھی تنک  
کے آستان ہیں۔ اور سب کے سب چاہتے ہوئے کہ تم کو بھڑا  
دے کے اپنا مطلب نکالیں۔

نواب محمد عسکری کو یکم صاحب کی تقریر بہت پسند آئی بہت  
مخطوط ہوئے۔ کہ ایک گم دانہ باد تمھاری باجین اس وقت جاؤ گا  
کام کر گئیں میں ان سب نمکھو مون کو ایک ایک کر کے نکاؤنگا  
یہ میرے بدخواہ ہیں ان سے امید سب ہو رکھنا عقل کی  
بات نہیں ہر ایک قول فعل کا جو اعتبار کرے اس سے بڑھ کر  
حق کوئی نہیں۔ مجھے خدا جانے ان کو کون نے کیا سادہ کر دیا  
تمھارے میں بالکل انکس میں ہیں تمھارا بچیت گیا۔ اور اللہ ایک  
کو کون جن کے نہ نکالنا ہو تو سہی جلتے کہاں ہیں۔

یہ تقریر کے نواب محمد عسکری باختر لیں لیکے تو مصاحبوں  
نے ہرے کارنگ تغیر باکر ٹری ہر دوری کے ساتھ کتنا شرم کیا  
عین۔ حضور کا چہرہ اس وقت تھما یا ہوا ہو کچھ۔

آخر میں کہنے ہی کو تھا۔ تھے بات جھین کی مجھ سے۔

مرزا حضور طبع اقدس تو درجہ اعدال پر ہے نہ۔  
 ع۔ ہاں فضل آتی ہے ہستہ سے۔ بے رخ ہو کر۔  
 مرزا۔ کوئی بات ضرور ہے خداوند میں نہ اٹو لگا۔  
 مہمن۔ معلوم ہوتا ہے کوئی قصہ کی بات تھی ہے۔  
 اختر۔ حق تعالیٰ حضور کو خضر الیاس کی عمر عطا کرے  
 ہم در ایننگان دامن دولت کو حضور کی صحت مزاج کا  
 بڑا خیال رہتا ہے۔ ۵

منت بنا و طبیبان نیاز مست میاد  
 وجودنا زکات آرزوہ گزید میاد

مرزا۔ آمین ثم آمین۔ یا خدا تو ایسا ہی کر۔  
 ع۔ میان کمال الدین صاحب کوئی سلام منت مست  
 حافظ۔ بہت خوب حضور ابھی عرض کرتا ہے غلام  
 چودھوین شب کو رہی نقش میں تب بھر چاندنی  
 تین دن خون شیدان میں رہی تر چاندنی  
 ع۔ واقعی نور کا کلام ہے۔ خوش الحانی اسی کا نام ہے۔  
 اس وقت میں توفیق دیوں سے بڑے رنج میں بیٹھا ہوں  
 مرزا میان کمال الدین حضور کو کچھ اور سننا دینا چاہتا  
 ہے طبع مبارک ذرا باشاش ہو گئی ہے۔

کلمو بہت خوب ۵

آج کل فصل بیماری نے دیا ہے اشتہار  
 پھول پھل کیا غارتگ ہے زیر فرمان بیمار

نواب صاحب مصاحبون کی مجلس بازی اور فقہ بازی  
 سے بہت برد و دل ہو گئے تھے مگر کلمو کی خوش الحانی اور  
 سحر بازی اور رقص بار بدی اور جادو پر بازی نے  
 ایسا رنگ جایا کہ غصہ دور اور لال کاغور ہو گیا فرمایا  
 کہ کمال الدین واقعی با کمال آدمی ہیں۔ انھوں نے  
 ہمارا لال رفع کر دیا کمال الدین نے جھک کر

سلام کیا اور کہا خداوند نعمت یہ سب حضور ہی کی جوتیوں کا  
 صدقہ ہے۔ کمال تو بہت ہی شکل ہو کر کمال کیا۔ مگر حضور کی  
 قدر دانی اور پرورش لبتہ ہے۔ اگر حضور جیسے با اقبال  
 رئیسوں کی جوتیاں اٹھاؤ لگا تو بیشک با کمال بھی ہو جاتا لگا  
 انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضور نے اب پرورش فرمائی ہے۔  
 آپ کے حرف اس قدر مر مانی فرماتے سے میری وہ قدر  
 و منزلت ہوئی کہ۔ ۶۔

کلاہ گوشت و سقان بر آفتاب رسد

حضور ذرا ہر سالار جنگ بنا دے غلام کی اس قدر خوش  
 کی کہ اگر ایک شہر بھی عرض کروں تو خود ستاں اور خود مانا میں  
 داخل ہو گا اور اپنے ننھے میان ٹھوٹیا اپنے شیشوے  
 کے خلاف ہر کسی کو اپنی آواز پر غور ہوتا ہے۔ مگر ذرا  
 چکناچی کھائی اور ایک ہفتہ کے لیے غائب غلہ۔ اب  
 بھین بھین کرنے لگے۔ استاد ہو کلاہ و سنت ہو۔ ٹاپک ہو۔  
 کسے باشندہ استاد ہی خاک کام نہ آئی کسی کو صر کاغور  
 ہوتا ہے۔ جھجک نکلی جن دو جگہ۔ میر میر میر ہو تو مٹھ جائے  
 کسی کو ذرا کاغور ہوتا ہے۔ ڈنگو بخار آیا چلے سال بھر  
 کا نکھرے میں۔ اب اٹھیا کے زور سے بھی ٹھن اٹھا جاتا  
 دو قدم چلا اور ٹاپک گئے۔ یا تو باقی کو دم پکڑ کے روک  
 لیتے تھے باب ایک بچے سے عہدہ برائیں ہو سکتے۔  
 کسی کو دولت کاغور ہوتا ہے۔ رات کو جوری ہو گئی صبح  
 کو غشاخہ ہاچہ میں جرتی سرک کا پتہ جو پختے پھرتے ہیں  
 کسی کو لباس کاغور ہوتا ہے۔ مگر یہ

نازش بخند و سورتا کے  
 برکت ہموگر غور ناس کے

غلام اگر آواز نہ کرے تو اس سے بڑے کے جانتے ہیں  
 مگر حضور کی پرورش میں شہرے خوش دانا کوئی نہیں کہ نہ حضور کی  
 شفقت کا ہاتھ کھائے اور غلام حضور کے ظل عطف میں نہ رہے۔

چندر دیوار امت را کہ باشد چون پشته تیان  
چہ پاک از موج بحر آئنا کہ در لوح کشید تیان

دہ ہریان توکل ہریان را در حضور و برائی پیر علم ہران کر  
طیلسہ راضی ہن حضور آلسے خدا راضی ہر

ممن بل بھن کے خاک ہو گیا اگر بھن پتا تو کمال لیں کو  
گو بی ہی بار دتا را خبر بھی خار کھا رہا تھا۔ مرزا کا رنگ فق  
چھوٹے درخت کے رنقا و مدھ چین بھی جلے ہوئے تھے سبکو  
سد تھا مگر کہ نہ کیا۔ نواب صاحب کی نظر بر رفس تھی جب  
سرکار آرام کو گئے۔ تو میں نے آخر از مرزا کو اشارہ کیا اور  
ایک خطیے کے مقام میں لکھا کہ یوں بکلام ہوئے۔

ممن۔ مرزا تھا را سا گاؤں کی کسی مردک نے اپنے ہوش میں  
دیکھا ہو بڑے بیوقوف پرلے سرے کے گھاٹ ہو۔  
مرزا۔ ارے بار یہ حافق ہو گئی کہ ہم اس کجبت کو ساتھ  
لائے اور اب پھرتے ہیں بڑا افسوس ہو۔

ممن۔ ابے نا معلوم ایک خطا ہوئی تھی پھر اب یہ دوسری  
خطا کیوں ہوئی۔ ایک خطا دوسری خطا تیسری خطا۔  
مرزا۔ ارہ دوسری خطا کو کسی پر بھائی صاحب  
ممن۔ اس قابل ہو کہ تمکو چرنگ کرے کھال  
ٹھنچے اور عیس بھرے بس اور کچھ نہ کرے۔  
مرزا۔ تو آخر معلوم نہ ہو دوسری خطا کیا ہو۔

اختر۔ ہماری سمجھ میں خود نہیں آتا  
بنا و بیان۔

ممن۔ گدھوں کی سمجھ میں کہیں باریکیاں  
آتی ہیں۔  
مرزا۔ یا اتنی کچھ کہ جسے ہی جاؤ گے۔  
ممن۔ اور ہمارا کیا بگاڑا۔ خود ہی بچتاؤ گے  
مرزا۔ اب ہم ٹھنک چلنے تکو بس کہد یا ہو۔

ممن۔ بلے گدھے جب نواب صاحب جملہ خدمت کے  
آگے بیٹھے تھے اور انھوں نے اس کی حکم دیا کہ کوئی ملک کاؤ تو  
اس وقت تک کہ یہ کیا فرض تھا کہ میں بھی تعریف کرتے تھے اور  
الٹی ڈیش کی کہ میان کمال لڑین خاموش کیوں ہوئے کچھ اور  
کہ نواب صاحب کلال اب تمھاری خوش گوئی سے دوسرے  
جا پھٹے سے مٹھے۔ دفت ہر تیری اوقات پر۔

اختر۔ ہاں دامد۔ سچ کہا تمھارے باد آیا بہت بُری ہوئی۔  
مرزا۔ ارے یا ریزہ بان دیکھئے کمان کمان جو میان  
کھلدا ایلی۔ لاجل ولاقوہ!!! بڑی بڑے صعب ہوئی۔  
ممن۔ میری آنکھوں میں خون آتا یا اس دفت۔  
اختر۔ اور اب اسکا رنگ ایسا بگ گیا کہ بھکیا میں سکتا

### ذکر تیناں

نواب فریدون ختم خاقان کلاہ۔ ہلال رکاب شریا جاہ  
ایک روز نواب صاحب کے میان جلسے ہی کو تھے  
کہ جو بد اسلیقہ شاعر نے جھک کر سات بار سلام کیا اور  
کہا یہ درم شد نواب صاحب ہاں شریف لائے ہیں۔  
فٹن آگئی چین میں کسی سے باتیں کر رہے ہیں۔ محمد سکری  
نے حکم دیا کہ گاڑی کھلوا دو اب نہ جائینگے لائے ہیں۔  
تشریف لائے رنقا و صحا جین نے سر و قد عظیم کی۔ آداب  
بجا لائے سند پر محمد سکری کے پاس چھپن صاحب بلند برف  
چھن تکن ہوئے محمد سکری نے کہا بھائی صاحب ہیں ایک  
روز خیال ہوا تھا کہ حدنگاہوں کو موقوف کر کے انکی جگہ پر  
عورتوں کو نوکر کہیں کم سن کم سن وقر فخر خواہ صورت  
خوبصورت عین زہرہ جین بکلام نازک انعام چھو گیا  
اوپر کا کام کریں۔ دامد بڑا لطفت حاصل ہو۔  
یکنا کہ ریشیاں مل چھا کر اسکاٹے۔ حوا۔ حوا۔ حوا۔

چروقت موجود انکے عرض چوکہ چوکہ بندرہ بندرہ ہر ملک  
حورش مشوقین ہوں تو رخ کو بالیدگی ہوا و طبیعت ہم  
بشاش ہے پانی کی ضرورت ہوئی ناوازی مبارک ہم  
پانی منگو آئے آواز دی انجمنی سرکار کے واسطے انخاص  
تیار کرو۔ جی تھی آج صلیکرا من صورت دیکھتے ہی خطر  
آئے اور باقی دی ہے ہر دھڑکن کھینچو کھینچو کھینچو  
سب خلائق کو حکم دے دیا جاسے کہ ہر دم عظیمی جی تھی  
کمرے کی طرف سے نکل گئیں تو داغ طیارہ نکلا گویا  
لیکے جی تھی کھڑی بین لال لال کال غنبر گین بال سرھا  
ستہ ہر ملک میں مزدور کی راتیں جوانی کے دیہان جی تھی  
سینہ بھر سو اوجی خوش ہو گیا۔ پیکھا تلی کے عرض کوئی ہر  
پیکھے ہر مقرر ہو۔ گد ریا ہوا بدن ہاتھ پانوں کی کار کسی  
سے درست صاف تھوڑے پرے ہوئے۔ ہر کسے تین  
ایک ایک نوجوان مشوقہ پری مثال شتری خصال احیات  
ہر دامنہ رشان کومات کرے۔ مکان معلوم ہو کہ اندر کا  
اکھاڑا ہر پار ہون کا نکل بھیجی تین یہ نہ کر دکھاؤں تو ٹانگ  
کی راہ نکل جاؤنگلا ٹھکان لہو کہ مٹی تالی سے واپس آگیا  
درجن ہر عورتیں ہر تری کر سیتے۔ مگر انیس سے کوئی تین س  
کے سن سے زیادہ نوبی جودہ برس سے لیا تین برس کے سن تک  
کی۔ اور سرخ و سفید نازک بدن رنجہ دہن اور  
شعخ و شنگ۔ رنگ پریشان فرنگ۔ حاضر جواب  
تیز طبیعت۔ زبان وراڑ لگی عورتیں ہر شین  
چاہتے۔ بولی جہان نین۔ ہر دم بنی ٹھنی رہن  
بناؤ چناؤ کے ساتھ۔ روز جام کرین۔ اور روز  
کھڑے بدلین۔ تاکہ صورت دیکھنے سے جی خوش  
ہو جائے۔ ہر دم کو ٹھنک پونجے۔ اور روح  
کھنکھن کر دیا کمال آہم تم دونوں نوکر رکھ لیں۔

نواب چھن صاحب سنئے سنئے لول آگے گایہ توبہ ہوا  
اور اگر پانوں و بولنے کوچی چاہا تو ہمدی مردو سے بلوئے  
جانیگے اس پر صاحب مسکرائے اور محمد عسکری نے کہا جی  
عورتوں سے پانوں دیا نے میں کہا ہر جہاں انسان کا  
دل صاف رہنا چاہیے۔ مقدم تو دل کی صفائی ہے۔

دل بدست اور کوج اکبر ست  
از ہزار ان کجہ یک دل بہتر ست

چھن صاحب نے کہا جیانی یہ ہم نہ آئیگے۔ بڑے بڑے  
زبان کے قدم اس کوچے میں ڈنگا جائے میں۔ ہر ملک  
شمار تھامین ہر۔ لا حول ولاقوہ اجب دی تھی پانزدہ سالہ  
بن ٹھن کے پانوں دبانے آئیگی بانی مبارک قدم فقہ  
سار و فتنہ میں ہر سے پانوں تک ڈوبی ہوئی ٹنگ پر  
بعد ناز و انداز ٹھیکر ہاتھ بڑھا نیگی ٹوران اور ٹانگوں  
میں کہ گدی معلوم ہوگی یا نہیں۔ ابھی تو یہ دل لگی  
ول لگی ہر لیکن اگر واقعی عورتیں نوکر رکھیں اور طرح  
کی عورتیں کہ میں برس کے سن سے کوئی زیادہ نہو۔ اور  
سب کی سب طرح و صبح اور نازک بدلی و طرار اور نور ہون  
حضرت اغوا شیطان سے بچنا ورا دل لگی نہیں ہر خواہ جو  
ٹھیکے ٹھیکے نصیحت میں گرفتار ہونے سے کیا فائدہ ہوئی  
گناہوں سے نہیں بچتے نہ کہ ایک درجن بھر نوع طرار چھوٹا  
ہر دم نظر کے در و در بین سا بھیجی سو جی تھی اسے ہم حق  
میں اور یک صاحب کتنی خوش ہوں کہ میان نے درجن بھر کو  
نوکر رکھیں میں اور یہ تودہ جانی جی میں کہ میان بڑے کہ ناز  
نیک طبیعت صاف باطن اوجی میں ابھی جانب سے بڑھتی ہوئی  
محمد عسکری بولے سنو بھی ہم بھاری طرح زن مرد و جو  
کے غلام نہیں ہیں کہ بوی سے درین اور بید کی طرح نظر میں  
جور و گھر میں پڑی رہے عمدہ سے عمدہ اور طبیعت سے لطیف

کھانے کھائے قیمتی لباس پہنے جو اہرات اور زیور سے  
آراستہ رہے۔ گھر میں مانا آؤ چھوڑ دوئی کھلائی خوش قسمت  
مہر دو اٹھائی چکر لائی کرے نہ کہ میان پر حکومت کرے ایسے  
میان کی ایسی تھی۔ میان بیوی تنگ رہے اور بیوی میان تنگ  
چھٹن صاحب نہیں پڑے۔ فرمایا خیر صاحب ہم ہرن پر  
جو روکے غلام بلکہ غلام کے غلام کے چو لہام ہی بھی ہم تو نی  
بیوی پر عاشق ہیں۔ خیر یہ تو سب ہوا اب یہ ذمائی کہ سفر  
کی تیاری کی یا نہیں۔ محمد و سرکری نے کہا یا راتنا تو تیار دو کہ  
وہاں کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا نہیں۔ سوداگر دکان کی  
کوٹھیاں ہیں یا نہیں۔

نواب چھٹن صاحب انکی بھولی بھولی باتوں پر بہت ہی  
ہنسے کھاباز ہیں اس حیرت میں ہوں کہ تم کو آدمی کو کون کتنا  
ہے۔ تم بھی کو گے کہ میں آدمی ہوں۔ ذرا عقل نہیں چھوٹی  
ہے یا بل بے بہرہ فکر عقل کے پیچھے لپٹے لپٹے ہو جانا  
نہیں سمجھتے کہ میں مال جیسے مقام میں جان خود لاٹ حساب  
سات آٹھ مینے رہتے ہیں اور جو دل گورنمنٹ کا سر  
پسند لو اڑ پڑ پڑی جات کاحد ر مقام اور جہاں صد ہاؤنٹ  
یڈیان اور ضلعیں تبدیل آجے ہوا کے لیے جاتے ہیں وہاں  
سوداگروں کی کوٹھیاں ہونگی ایک کوٹھی عین لب چشمہ سار  
جھیل کے کنارے اس خوشحالی سے تعمیر ہوئی ہے کہ  
باید و شاید۔ یہ ارشن صاحب سوداگر کی کوٹھی ہے  
اس میں لکھو کھارو پکا اعلیٰ درجے کا سامان رہتا ہے  
اٹھ ایسا نفیس اور نادر اسباب اور بیش بہا اور قیمتی آ  
کھل و جل نظر نہیں ٹھہرتی۔ شام کو بلکہ دو گھڑی دن  
رہے سات ساڑھے سولہ بجے رات تک نہ رونق نہ تھی ہے  
کہ میں کیا عرض کروں۔ سہ تھا اور بری چرو لیسڈ بانی  
جوق جوق بیٹ بوتی ہیں اور بڑے عزیز سوز حکام مل لکھتے

آتے ہیں دو گھڑی کھڑے ہو جائے تو عجب کیفیت نظر آتی ہے  
یہ کسی ڈانڈی پر حضور لیڈی صاحبہ۔ یہ گھوڑے پر ایک  
ایک زہر و مثال میں شرفیہ لائیں۔ از سر تا پا دریاے صن  
میں غرق و زرق برق۔ اٹھلائی ہوئی گرے میں جاتی ہے  
بتی کر بل پر بل کھاتی ہے۔ وہ سلسلے سے نوجوان خوشرو  
افسروں کی وردی پہنے رہ رہ کر تار آیا۔ کسی نے باوہ پنج  
کا پگ اڑایا۔ کسی نے کوٹھی کی سیر کی دل سلایا ہزاروں  
لاکھوں ہی کے دارے نیارے ہوتے ہیں۔ آپ  
پوچھتے ہیں کہ میں تال میں کوئی کوٹھی بھی ہے۔ ع۔

برین قتل و دانش بیاد گر لیست

خدا بوا کرے نوزاد ہی کسی فصل چاہے دے گاوتے  
ضرر ایک کوٹھی لیے پھرتے ہو وہاں ایک سے ایک بڑھی  
ہوئی کوٹھی ہر گھر پر سب سے اول ہے۔ ایک قطار کی قطار  
برابر کوٹھیوں کی ہے ہر جس مقام پر ایسے عزیز بلاست حکام رہتے  
عرصے تک قیام کریں وہاں کوٹھیوں کوٹھیوں بھلا بھلائی  
تم میری خاطر سے چلو تو سنی نہیں مال قابل دید مقام ہے ایسا  
کوہستان تو ہندوستان میں شادو نادر ہی کوئی ہو گا۔ اگر  
اور مقام بھی سرد اور فرخناک ہیں مگر نشینی تال میں رہتی  
لطف ہے۔ اور اس پھیلنے سے تو دامن اور بھی رونق تازہ  
بخشی ہے۔ دل کی کلی کھل جاتی ہے۔

اگر کسی کے سامنے کو گے کہ میں تال کی آب و ہوا خوب  
ہے تو ہنسے گا اور اصرار نہ کرے گا۔ بھلا کوئی بھی ایسا بوا تو نہ  
ہو گا جو نشینی تال کی آب و ہوا کو بڑے۔ اور پھر کوٹھیوں کا  
رہنے والا ایمان سے قدم بھرتو نہیں تال ہے۔ ایک بھلانگ  
میں آدمی پہنچتا ہے۔ بات کرے تو بیان سے ہاتھ  
آواز ہائے پتے بھر رہے۔ سات آٹھ بجے ریل پر  
سوار ہوئے صبح بریلی میں منظر دھویا۔ چار پانی نوشکے

کاٹھ گدام میں داخل ہوئے بارہ یا ایک بجے تک  
نیمئی تال میں دندنا رہے ہیں اور جھیل اور پہاڑوں کی  
تازی تازی ہوا کھا رہے ہیں ہلے کیا مقام ہے۔

ابن چشمہ دین سبزہ دین لادین گل  
آن مشرغ نزارو کو بہ گفتار و رآید

اور ہر سات کے دنوں میں تودہ لطف ہوتا ہے کہ کیا  
گزارش کروں موسم بہر شکل کی کیفیت نیمئی تال میں قیام  
دیر ہے۔ بلکہ دید ہر شہیند ہے۔ غ

موسم بہر شکل آپو نجا

شور باران کا ہر یہ صبح و سنا

رحمت حق کی چل رہی ہے ہوا

پہاڑ پر جانے کے لیے مشورہ جملے کا  
ع اقو بالفعل ہمارا عدم سفر ہے۔ اب ہم زیادہ نہیں  
ٹال سکتے مگر خباب روائی کے قبل ایک دن جلسہ ضرور  
ہوگا۔ اور ایسا دیا جاسٹین انشاء اللہ اس موسم و علم  
سے جلسہ ہو کہ باید و شاید اس ہفتے میں تو بقول آپ کے  
سفر کی نہیں سکتا۔ اچھا تو پھر برسوں جلسہ ہو جائے  
اور ہم صاحب لوگوں کو بھی بلانا چاہتے ہیں۔

جلسہ صاحب نے کہا بہتر ہے۔ ایک روز جلسہ کیجیو۔  
مگر برسوں ہی ہو جائے۔ ورنہ پھر افتاء علم کس روز تیار کیا  
ہو جائے نرسوں ہی شاید کو توجہ بول دیں۔

ہوا بجز غریب و غریب اکلا کاوش  
نظر فرمائی تھی شاید لایع قدر  
ہزاروں ہم ہر جہت سے خواہجہ جان تھے  
سیرت ہی عام و عوام کی تھی تھی  
ہزاروں لائے تھے ہر کام پر تھے  
اولیٰ ہی ہر کام میں ہر کام میں تھے

نواب بجز منزلت فریدون عزت سے قبل روانگی کسار اپنے  
اجاب کی طرح بھگتے لیے ایک ہزم فریدی اور جشن جمشیدی  
بڑی صوم و صام اور اہتمام و احتشام سے عقد کیا جس میں کھنڈ  
اور دیات کے چیدہ چیدہ طائفے تھے۔ کوئی حسن جمال میں مثال  
کوئی خوش الحانی میں بے نظیر۔ کوئی لگاؤ اور ادا میں  
نقیدہ المثل کوئی قصہ ستارہ میں لائلی۔ کوئی تانے میں طاق  
انقض کل طائفے اپنے آپ ہی نظیر تھے شہر کے طائفوں سے  
تو نواب صاحب کس فن کے بانی کا اور ارباب نشاط کے  
مرئی تھے خوب ہی واقف تھے اور دیات کے طائفوں کا  
اہتمام تھا کہ گلیاں سنگھ زمیندار کے سپرد تھا۔ مہن اور  
خوب فہاس علی مصاحبوں کے فطن لوح کا اہتمام تھا۔

مفضل کی نشست و جاست کا انتظام شمشیر صاحب  
کے سپرد تھا۔ میان کمال الدین کو سر پرے اور عظیم الدین خانی  
اور دہرم تازہ حقون اور حرم تمبا کو کولون کی دار و علی  
دی گیتی طائفوں اور کسے میر شیرین اور سرفراز بون و غیرہ کی  
نشست اور تمبا کو اور گھرے اور الہی اور ڈولی اور  
پان اور بون کے لیے لالہ اشرفی لال مقرر ہوئے

اور ان کی نگہانی چھٹن صاحب کے قلعہ تھی۔ یہ سب ان کے  
مددگار اور کسٹنٹ اوپینر تھے اور دو حکام و ناظر بالارست  
یہ سب اہتمام تو اسان تھا کہ نواب صاحب نے کہاں فرما دیا  
مہمان خوانی صاحب لوگوں کو بھی مدعو کیا تھا۔ اب میان مہن  
اور اختر پھلا اس قابل کماں کر دیو میں حکام اور افتاء کی طرف  
محبت اور کئی فوت کے قاعدوں سے واقف ہوئی تھی۔  
کو اسکی بڑی فکر تھی کہ ایسا نہ ہو کوئی ام صاحب لوگوں کی  
راے کے خلاف ہو لہذا جو صاحب کو بھی لکھی کہ آپ  
کسی وقت آکر انعام کی جان کر لیجیے۔

جسٹ صاحب کو محو مکاری کے مہمان پرانے یہ اس وقت

مرزا۔ اور بچھا فقر و چست کیا کہ کھانا بھی مین کھایا۔  
 ماشا ہی استاد۔ اب اور کیا بکھو یا جھکو کھا جاتے۔  
 داروغہ۔ تو رُخ پلاؤ کی فرمائش کرتے ہیں۔  
 مرزا۔ ذرا اچھا کھانا خوب بھاری پلاؤ۔  
 داروغہ۔ بہکو سکھاتے ہو خدا کی شان پر عمر بھر کی  
 یکے یا کچھ اور مرغ پلاؤ پکوانا بہکو سکھاتے ہو۔ ایسا پلاؤ ہو  
 کہ انگلیاں چاہیں سب۔ نواب صاحب کو ذرا ہوش تو  
 آنے دو۔ اور سب کو تھوڑا تھوڑا اچھا ڈنگا ذرا انصاف  
 سے ملے دینا۔

نواب نامدار کوئی سطر سے چھ بلکہ سات بجے ذرا سنبے  
 تو خدا تم گارنے آہستہ آہستہ انون دبانے شروع کیے تیار کہ  
 بیدار ہو جائیں۔ جیسے ہی آنکھوں نے ذرا کھلے، بی خود  
 نے دیے دانتوں عرض کیا خداوند دون وقت ملے سونے  
 سے سستی آتی ہے اب سرکار نہ سوئیں

جو عسکری آنکھ ملے ہوئے اسٹے اور پھیلے رہے  
 کوئی پانچ چھ منٹ تک کروٹیں بدلا کیے اور سے ادھر  
 ادھر سے ادھر آؤ کہ داروغہ نے آنگر غرض کیا۔ سرکار  
 اب سونے کا وقت نہیں ہے، چھوٹے صاحب آئے تھے چھوٹے  
 اور حضور کو ابھی بہت کچھ نند و بست کرنا ہے۔ وقت انیس  
 رہ گیا ہے۔ نواب صاحب نے کہا چھوٹے صاحب آئے  
 اور تم کوٹوں نے سمن بیگیا۔ جرانے کے قابل کام  
 کیا ہے سب پر جان کر ڈنگا ایک سرے سے داروغہ مزاج  
 میں بہت کچھ خیل اور منہ چڑھا بھی تھا کہا حضور ایسے  
 خیریت گذری کہ کسی نے بگیا نہیں اور اگر کوئی بگیا بھی تو  
 غلام کبار وار کھتا آج حضور نے بڑی بے اعتدالی کی اور کوئی  
 دن ہوتا تو کچھ سرج نہ تھا اپنا کھڑکی اول تو اس وقت آپکا  
 جاگن عمل تھا اگر بضر محال سید ابھی سے تھہر کر ملاقات کے

آرام میں تھے۔ گاڑی روک کر کہا نواب صاحب کو سلام دو  
 خدام بولے حضور نواب صاحب تو آرام میں صا صاحب  
 نے تھہر کر کہا سوتے ہیں یہ کون وقت آرام کر سکا ہے۔  
 اب شام میں تھوڑی ہی کسر کر۔ کوٹوں نے بات ٹالنے  
 کے لیے کہا حضور آج دوپہر چھلے سے سرکار کی طبیعت  
 نصیب اعدا اعلیل اور ناساز ہے۔ کھانا بھی کم کھایا مگر  
 تقییل قنایے بھی کوئی فائدہ نہ نکلا۔ ابھی ابھی آنکھ لگ گئی  
 چھوٹے صاحب نے کہا داروغہ کو بلاؤ۔ داروغہ بولے  
 گئے صاحب نے کہا دیکھ صاحب کھانا یہاں ہی بیگیا۔ پارچی  
 اور پیر اور خاں سامان ہم نے سب کا بند و بست کر لیا ہے اور  
 ایک فہرست ہم لائے ہیں اسے مطابق انداز مرغی و دودھ  
 مکھن اور بکری قدم سب منگوا لیجئے مگر کل تیرن اول ہر  
 داروغہ نے کہا خداوند زار سے نادار و غدرہ غدرہ شیخے اور بہار  
 دان تولوں روز تھوڑے کھلے مین میں رو بہ من کا جانول  
 خرچ ہو تا ہے اور ایک روپیہ سرکار قدر کہے کے غرض دینے  
 بیجئے مرغی انداز ہر سے بہتر دودھ کے لیے محل مگن مین  
 موجود ہیں لیکن اگر حضور کی اجازت ہو اور صاحب  
 لوگ پسند کریں تو بلا و یا زردے یا فیرنی کی قسم سے  
 کچھ ہندوستانی جیون بھی ہوں مرغ پلاؤ کو تو ضرور ہی کم  
 دیکھے سب صاحب لوگ پسند کر سکتے۔ دوشی ہی ایسی ہے  
 آئندہ جو کم ہو۔ فرمایا اچھا بھاری مرغ پلاؤ بکرو اور کچھ  
 صاحب خدمت ہو کر ملے نو داروغہ نے کہا حضور  
 اور تو سب سامان حاضر بیگیا۔ مگر یاد رہی حضور وقت پر تھکے  
 اب سینے کے نواب جو عسکری صاحب کی نسبت آئے  
 مصاحب باہم کیا گفتگو کرتے ہیں۔

داروغہ صاحب اس وقت بڑا مان گیا ہو گا۔  
 مومن۔ بڑا ماننے کی بات ہے ہم نہ ماننے؟۔



قابل نہ تھے لہذا اپنے منشا صاف کیا کہ آج کچھ طبیعت نصیر اور لکھ  
اور سرکار نے اسی سبب سے کھانا نہیں کھا بلکہ ابھی تک کھانا  
بست چھین تھے سوئے تھے ذرا سکون ہو گا حکم ہو تو جگا دوں  
قریبا نیند تو صاحب کی آرام کرنے دو اب ہم صبح کو اٹھیں گے اور  
ہم سب سامان لیں کر دیہ میں لے پوچھا کہ ہندوستانی کھانا  
دیکھ کر کھانا کھا جائے تو ایسا جواب ہم بھیجے دیندے لیکن غلہ  
ہو تو کچھ بھج نہیں شاید صاحب لوگ پسند کریں اج ضرور کھائے  
تھکے دباغ میں مٹھیں تو دشوہ ہو مجھے جبری کماؤ کہ خدا کرے  
سب کام خودی اور نیک نامی کے ساتھ انجام یابن اور خدا  
نے چلا تو ایسا ہی ہو گا حضور کی نیک نیتی سے سب کام  
درست ہو جائیں گے۔

نوا اب صاحب نے کہا وہ کام ہی کون ایسا ہو گا کہ تمام تو انجام  
پاسی جائیگا یا سنا تھا دیون کی دعوت بھی کوئی بڑی بات  
ہر گز نہیں سن وقت اسکا البتہ رنج ہو کہ چھوٹے صاحب  
آئے اور ملے اور ملاقات ہوئی وہ بھی اپنے دل میں کہتے  
ہو گئے کہ ہندوستانیوں کی بات اور وعدے کا کوئی اعتبار  
نہیں ہے وہ ہمارے تو اس محبت سے دورے آئے اور  
ہم بڑے خزانے رہے میں خیر اصل عذر کو دیکھ کر کہتے  
ہو طبیعت دفعہ تاسا ہو گئی لیٹ رہا لیکن میرے آجوں  
کی غلطی اور موقوفی تھی کیا آپ آئے اور انھوں نے مجھے گایا  
نیک نیتیں سن جرات کر دنگا اپنا انھوں نے واقعی جرات کا  
کام کیا ہے۔ بس فوراً کہیں گے کہ نہیں نہیں نواب صاحب کچھ  
بات نہیں ہو کوئی ضروری کام بھی نہ تھا آپ سے۔  
داروغہ نے کہا مگر بدو چار چھ تیریاں بڑے بڑے صلہ  
ہیں۔ انکو بڑا دوائے سکرا کر جواب دیا آپ کوئی حاکم ہیں یا  
لوگ آپ کے جیسے ہیں۔ پرایا مکان پہلیا چھ پر آپ آخر اچھا دانی  
واسے کوئی کیا در کی سوچی ہے۔ اور وہ جواب سے کہ میں یہ

اپنا مکان کدوا کچھیندے تھے گویا ہوا دروغہ بولا حضور کا  
نہ سہی زور زور تو پھر۔

اور زور تو خدا ہی دلیکس بخدا  
شاہ عیوب قاضی محل جاتی

اور برسہ نو لادہ ہی نہم شود  
دو دو چار چار پو پو کے بولے ہوئے۔ ہم دہل دس

دے کو تیار ہیں۔  
نوا اب صاحب نے کہا ہاں یوں تو مکان انکے چاہے کھدھا  
ڈالو تو کا مکان ہو ہزار دے دو۔ اذین چہتر چتر ہی دروازہ  
اور یہ چتر ہمارا کیا لیتے ہیں۔ تم ہمارے مکان میں۔ نہ بھگوانے  
کوئی سفر کار ہر چہ ترے ہیں ایک ہمسے مطلب اور اسطرح کیا  
دوسرے روز ترے دھندھلے چھوے صاحب نے عرض  
رہا کرتا کہ گھم گھم ہوا ہو کر نانا ہمارے اوٹن عظمت بائیں  
داخل ہوئے دریافت فرمایا کہ نواب صاحب محل میں ہیں یا ایک سے  
باہر چلے گئے خندنگار نے عرض کیا حضور تم ہم سوار ہو کر ہوا  
کو ترے لیتے لیکن میں ملکر گئے ہیں کہ اگر حضور صاحب ہوا  
تشریف لائیں تو انکو گول کرے میں چھانا ہم ابھی آتے  
ہیں تھوڑی ہی دیر ہو آخری کو جاتے ہیں۔ یہ کہہ ہی رہا تھا  
کہ داروغہ صاحب نے لکھ لکھا۔ خداوند سرکار آرام میں مل کر  
حکم ہو تو جگا دیے جائیں اصحاب کی عقل رنگ کہ خندنگار تو یہ  
کستا کہ سوار ہو کر ہوا کھانے گئے اور کہ گئے ہیں کہ صاف  
کو چھانا اور داروغہ کو پوری بک رہا ہے خندنگار کو مل کر  
پوچھا تو اصحاب کیا کہ گئے ہیں۔ وہ گالیں چھانکے۔  
حضور۔ شاید حضور۔ مجھ سے بڑی ساتھی میں داروغہ  
ہوئے۔ خداوندی لوگ کیا جانیں ہمارے سرکار آرام  
میں ہیں۔ اگر حکم ہو تو جگا دیے جائیں کہ اتنے میں میلان  
میں آئے صاحب کو ادب کے ساتھ سلام کیا اور کہہ دیا  
نواب صاحب کی تلاش میں ہیں۔ نواب صاحب کو ایک دوست

کل شب کو اپنے ہاں جلسے میں طلب کیا تھا اس وقت نواب صاحب نے مجھے دوڑا دیا کہ اگر صاحب ہمارے قریب نہیں تو تم ساتھ ساتھ رہو اور سارا رات بھر میں با حضور کے بیٹھے پرکھ کر قیامت حضور کے لینے کے لیے اصرار بھی کر لے کہ یہ اسرار کیا ہو۔ جراتا ہر نیا فقرہ سنا ہر کسی کے قول فعل کا اعتبار نہیں خود نگار کسما جہو اکھا گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ صاحب کو جھڑکنا اور غارتنا کہ گھر ہی پر ہیں اور آرام فرما رہے ہیں۔ اب یہ ایک نوا صاحب کے جو سب سے بڑھ گئے من چڑھ ام بار در فلان میں بسیار خوش یہ کہتے ہیں کہ نہ نوا صاحب آرام میں ہیں نہ ہوا کھانے کے ہیں گھر ہی پر ہیں بتاتا یہ سب بڑھ گئے صاحب غم دل اور ہنس آدی تھے اس خلاف بیانی پر دل ہی دل میں انکو ہنسی آتی ایک عورت جو محل سے نکلی تھی اس سے پوچھا نواب صاحب اندر کیا کرتا ہے۔ وہ کسی قدر ہرسان ہوئی کوئی دو منڈ غور کر کے کہا کہ او حضور مجھے کیا معلوم میں کیا کھر بھر کا جہو لیتی پھرتی ہوں کچھ صاحب نے کہا تمکو ہم حالات کو بھیجیگا۔ ایک دم سے تم ہو کہ نوا صاحب کمان چڑھ گیا اگر جواب دیا یا کیا کوئی دوڑ لائے ہو۔ یہ کہہ کر محل میں گیا عباسی سے کہا کہ دال میں کالا کالا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ خیر کرے ایک صاحب گھوڑے پر سو اور کھڑے ہیں پچھانک کو گھبرے ہوئے اور نوا صاحب کو پوچھ رہے ہیں اور وہ خود زبان خود نگار اور میں کے ساتھ اپنے میں جلتے کیا بیٹھے عباسی نے دواچی سے کہا۔ انھوں نے میگ صاحب کو چڑی دے سنتے ہی کمان بٹھلے اور نوا صاحب کو جگایا۔ یہ کہہ کر گھبرائے ہوئے اٹھے اور غور کر گئے۔ مگر میگ صاحب کی گھبراہٹ دیکھ کر خود بھی گھبرا گئے اٹھ بیٹھے۔ میگ صاحب نے کہا۔ ذری دریافت تو کرو آج سویرے سویرے یہ کون انگریز تھا جس کی تلاش میں آدھر سے آدھر منڈا رہا ہے

نوا صاحب نے کہا کوئی ہو گا عباسی سے کہو دریافت کرنے اسے میں ایک مہری نے نواب صاحب کو ایک رتھ دیا اور کمان باہر سے کسی نے بھیجا ہے۔ نواب صاحب نے کھلاڑ بھاگ حضور پرکار۔ آج سونج سے آگیا مگر نہ ہوا حضور کو کھینچنے کی حضور کو کمان میں۔ سو ہم لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے بیٹھے اور وہ بیان بیٹھے۔ اس کے اوپر سوار بیٹھے۔ اور وار وغہ لے لے کیا کی سرکار آرام کرتے بیٹھے جو حکم ہو دیکھا دیکھا کیا جاو لگا۔ اور واجب تھا عرض کیا۔ آتے تا جہالت اور اقبال درختان باد۔

عرضی۔ تا بعد از عجبی تبار من علی۔  
نواب صاحب نے کمان کشش پر جواب لکھا چاہا۔ مگر قلم و کلام کا غلبہ سب ڈار کو کھینچ میں آدی دوڑا لگیا مہری نے زبان سے کہا اور بان نے خود نگار سے اسے کوئی کا وہ کرا کھوایا زمین لکھنے پڑھنے کا سامان صرف دکھانے کے لیے رکھا تھا اور کبھی کام نہیں آتا تھا دال سے قلم و دات کاغذ لیکر دربان کو دیا۔ اسے آواز دے کر مہری کو بلوایا مہری نے اوپر لپکا کر نواب صاحب کو دیا اور حضور نے جواب لکھا۔  
ممن من بڑی تم سے پوچھو کے نام یا نے اسکی شریف تھا بہادر کا کیا ہے اور ہم کو لکھ کہو۔

محمد عسکری غنی عنہ تاریخ جو تھی  
اللہ کی غلایت سے دونوں زبردست مٹی لگے۔ ایک تو حضور کو (حضور) صبح کو (سونج) پوچھتے (پوچھتے تھے) اور کہہ کر (کہتے ہیں) آفتاب میں آفتاب انگ انگ جو دیت شہار کی خرابی جدیدت شمار۔ ما شمار اللہ۔ خود غلط انشا غلط غلط  
دوسرے صاحب نے لکھی کان لکھے۔ یہ من کو مومن اور بیٹے کو بیٹے اور لکھ کو لکھتے ہیں دونوں جھٹلے

صاحب اپنے دل میں ہنستے تھے کہ اتنی دیر ہو گئی ابھی  
یہی نہیں معلوم ہوا کہ نواب صاحب کمر میں ہیں یا نہیں بہت  
جب تک من کا جواب آپ کے نواب صاحب کو یاد آگیا کہ  
چھوٹے صاحب آئے ہونے فوراً اٹھ دھو کر کپڑے  
پینے اور باہر آئے۔

صاحب۔ بھگواناب صاحب بڑی تکلیف ہوئی۔  
ع۔ جی نہیں۔ آپ کب سے آئے ہوئے ہیں۔  
صاحب۔ البتہ ایک گھنٹہ تو ہوا ہوا کچھ۔  
ع۔ ان لوگوں نے مجھے ذرا اطلاع نہ دی۔

صاحب۔ یہ آپ کا انتظام ہے نواب صاحب !!!  
داروغہ۔ حضور آدمی سے غلطی ہو گئی اتفاقاً۔  
ع۔ کیا بھلا کرتے ہو۔ آدمی سے غلطی کیا ہوئی  
تم سے خود غلطی ہوئی صاحب ایک گھنٹہ سے صاحب  
تشریف لائے ہیں اور تم کو خبر بھی نہیں۔ افسوس کا مقام  
ہو بہت افسوس کا مقام ہے اور تم ہی ایسے لوگ  
مالک کو بدنام کرتے ہیں۔ چھوٹے صاحب میں آپ سے  
معافی چاہتا ہوں۔

صاحب۔ دل کچھ پروا نہیں۔ مگر آپ کی آیا بڑی  
بگڑی مٹی ہے بہت خفا ہوئی۔

ع۔ (داروغہ سے) کوئی باقی بیان ماورنگرنے کے کیا سنیں  
صاحب نگھوٹے سے اتر کر ماتھے ملا دیا اور کہا اب  
آپا کو جانے دیجیے اور ہمارے ساتھ چلیے اس جگہ پر۔  
چھوٹے صاحب اگر یہی کہنا چاہو اس کے لیے کہ  
جو کوئی اور غے سے غلطی نہ کیا اور باوجود اس کے چونکہ  
ہمراہ آئے تھے تا کی ایک کدو سے عمدہ کھانا تھے۔

جو کوئی نے دریافت کیا کہ اگر کسی قدر ہندوستانی کھانا ہو  
تو بہت تو نہیں ہے۔ انھوں نے فوراً کہہ کر کھانا ہندوستانی

کھانے میں صرف مرغ پلاؤ ہو کر وہ قلیل اس قدر ہوتا ہے کہ  
لوگ کم لینے کرتے ہیں مجھے تو آپ کے ہاں کا پکا ہوا مرغ پلاؤ  
بہت ہی پسند ہے لیکن چھ سات سو سے زیادہ میں نہیں  
کھا سکتا۔ یا تو کوئی کھانے کا اس سے زیادہ میں نہیں کھاؤنگا۔  
ہم لوگوں کی غذا سادی ہوئی ہے کچھ اور شہوہ دار ام کو بھی کچھ  
چیزیں ہم نہیں کھاتے ہم سب کھاتے ہیں مرغ کی کسکھٹ  
یا رسو۔ جس طرح آپ کے ہاں تو رکھتا ہے۔ ہمارے بیان کریں  
ہو جبکہ جو انسان لوگ کامی کئے ہیں۔

کامی بھات۔ مگر ہمارے ہاں کی کبھی آپ کے قورے  
سے بہت ہی بلی ہوئی ہے جو ہم کو توڈیٹ NODIET  
کہتے ہیں یعنی بلی غذا۔ غذا سے سبک آپ لوگ  
شریال ادا باوقافی اور پڑھے کھاتے ہیں۔ ہم ٹوسٹ  
بکافوسٹ، ڈبل روٹی کھاتے ہیں جو دو برس ہم ہوتی ہے۔ مگر  
اب اسے ہلکے استعمال کرتے ہیں اور کھن بہت اچھی چیز ہے پلاؤ  
نقیل پلاؤ اور دو برس ہم۔ ہلوگ کی بھر میں چارہ کھانا کھاتے  
آپ کے دور میں کھانے کے عادی ہیں۔ ہمارے نزدیک دوا  
کھانے سے چارہ بار کھانا اچھا ہے۔ مگر جو لوگ اسکے عادی تھے  
ان کے نزدیک سادی ہے بیان صحیح قوم کے آدمی صرف ایک بار کھانا  
کھاتے ہیں۔ مگر کبھی فنی اور مضبوط اور فکاش کرتے ہیں۔  
آپ کے ہاں حقہ البتہ اچھی چیز ہے ہمارے خوش اور سگار سے  
کھینچ کر دینا تو دنیا کو اصل میں نہر ہو کر جیلستان  
عادی ہو جاتا ہے تو اسکو جیلستان میں نہیں ہوتا۔ ہاں جس طرح  
آپ لوگ پیچے میں وہ بہت طریقہ ہے کہ بکھو موافق ہاں سے  
ہوتا ہوا آتا ہے اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ خراب چرٹ تو کئے  
کو جلا دیتا ہے۔ ہاں اگر ٹیلا ہو۔ یا سگریٹ تو فیہ۔  
اس سے بہتر کو۔

نواب صاحب نے کہا حضور آپ کوئی غذا حکمت پر مبنی ہے۔

ادوم لوگوں کی غذا زیادہ لذیذ ہوتی ہو۔ اور جس قدر لذیذ ہوگا  
 ہو اس قدر بغیر بغیر بلکہ اقل سب سے بہتر غذا شور با چینی ہو  
 مگر اگر بلا شور با چینی کیوں کھلے لگے۔ بلا وہ اور زور  
 ہو اور زور مگر کباب اور انعام و احسان کی وزیات اور  
 بغیر کھانے جیتک انہوں تک ترخان کا لطف ہی  
 نہیں آپ لوگوں کی غذا کو شراب بھی تو آخر کچھ خلیل کتی  
 ہو۔ اور کھانا کھایا۔ اور وہ تو کلاس سے چلے سب  
 ہضم ہو گیا۔

چھوٹے صاحب نے کہا نواب صاحب شراب پی نہیں ہو  
 اور غرض اسکی غرض بھی بشارت ہے۔ اسکا تو جس قدر کہ چاہا  
 ہو اس قدر اچھا۔ ہزار دن کھروں اور لاکھوں خاندانوں  
 اور امیروں کو اسے شراب اور تباہ کر دیا اور لوگوں کا دوا  
 نکلو اور بڑی بڑی چیز ہو۔ مگر انکس تاعین اسکی کثرت ہو  
 اول تو ملک سر۔ دوسرے دولت کی کثرت ہر سرے لوگوں  
 کے مزاج میں آزادی اور مطلق العنانی بہت ہو اور کباب  
 بشارت دارہ تری جو بڑی غرائی وہاں ہے جو کورتن میں  
 گشت ہے یہی ہیں مگر زیادہ تر جو ہے دے گا جو حق حقہ اعلیٰ کی  
 غرائز میں جیتی ہیں۔ لیکن غلط سے اعلیٰ اتم کی بھی شراب  
 وہاں درجہ اول کے لوگ البتہ قاعدے سے کھاتے ہیں۔

نواب صاحب نے کہا ہلوگوں میں بھی یہی قاعدہ ہو درجہ  
 اول کے لوگ سب سے اچھے ہیں درجہ اول کے لوگوں  
 میں ذیاعاشی اور ادب باشی اور آرام طلبی اور حبس کا ہر جا  
 زیادہ ہو۔ بلکہ اسکے سوا دین و دنیا دونوں سے کوئی  
 سروکار نہیں رکھتے بیش میں ہر سے ہاتھ نکلے ہوئے  
 اور غلامی ہو جو کہ ٹوٹنے سے نفرت محبت شراب  
 بٹر بازی۔ مرغ بازی۔ پتنگ بازی۔ جائیداد بازی  
 چرس سبک۔ اسکا بڑا شوق ہو اور بڑا مصاہر ہو

ہو۔ ہم تو صاحب ان سب باتوں سے پرہیز کرتے ہیں  
 اب تک نوچے ہوئے ہیں آگے خدا جانے۔

الغرض جوئے صاحب باور چون کو ضروری باتیں سمجھا کہ  
 سوار ہو گئے اور ادھر خود کسری نے لکھو لکھا نا شریع کیا۔  
 من نے نواب صاحب سے باہر کرنا کہ حضور اگر محفل  
 کی رونق منظور ہو تو اسی دیوان کو بلوایے۔ گوشت کی سی  
 باتیں اور دیوان کے محاورات وہاں نہ جاتی۔ مگر دیوانی بولی  
 اسکے منہ سے ایسی جملی معلوم ہوتی ہو کہ میں کیا عرض کر رہا

چلتی تو زمین میں سرور کرتے  
 باجین کرتی تو بول جھڑکتے

اور حضور آپ کے شہر میں اس حدوت کا ایک لفظ نہ ہو  
 نہیں ہر کڑے پیشوا زور کی بھی کمی نہیں اسکی مان بڑی  
 مالدار جو حیثیت دار ہے کچھ کنگال نہیں ہو۔ بغیر اس طرح  
 گائی ہو کساری محفل ٹوٹ جاتی ہو۔

صاحب لطف ہو آں خزاں رعنا را  
 کہ سر کبھو دیباں تو دوا دوارا

نواب صاحب نے چہرہ ہو کر فرمایا۔ بظلمات ہو بظلمات  
 اور کہ سن فارسی غزل سے اسکو کیا سحر کار ہو۔ اول تو تشریح  
 ہوا غزلیں گائی میں اور پھر فارسی کی غزل۔ من بولا کسری

ہاتھ گنگن کر آرسی کیا چو

صاحبان یورپ کی دعوت کی نسبت نواب صاحب نے  
 اور خود کسری میں بحث ہوئی کہ جس میں سرور ہو گا نا کھان پر  
 انکو کھانا چاہیے یا نہیں۔ خود کسری نے کہا کھانا صاحب  
 ہماری رائے تو میں ہو۔ اول تو شراب بڑی دوسرے مبین  
 ہو ہو کہ اور ہم جو کلاسوں سب سے ہاں آخر کتے  
 خود خواہ گرفتار صحبت ہونا کہنے تیار ہو۔ اول تو غزل  
 ہو ہو جو جیسے غزل ظہر ہو۔ یہی کیا کہ میں کو کچھ جگہ

گناہوں میں گرفتار ہوں۔ ہماری راہ ہو کہ چھوٹے صاحب  
صاف کہیں کہ ہم لوگ اس وقت تو اس طرح کی باتوں میں ہوتے ہیں کہ  
کھانا کھانے سے معاف رکھے چھوٹے صاحب نے فوراً کر کے جواب دیا  
کہ میرے بھائی تو ہمارے بھی خلاف ہو۔ پھر نے تو ہم میں نہیں کہ  
چھوٹے صاحب سے کھائیں یا کھڑے ہو کر شائستہ کا صیغہ کوڑا  
ہمان تو میرے سامنے سلمان ہیں تو اسے نہ کہہ کر لفظ نہ کہنے کا  
بہت صاف صاف کہہ دو کہ ہم اپنے نہیں کہہ سکتے یا نہیں اور ہمارے  
کی رو سے اس میں بھائی نہیں جائز ہو چھوٹے صاحب ہوا اور آپ  
لوگوں کی ہوت کر کے شراب نہ ملانا یا اور کہ درہم دنیا خلاف  
عقل ہے۔ وہ غیہ آدمی ہیں سمجھ کے جواب دیجئے۔ نہ ہی اور  
میں یہ لوگ کبھی مست انداز میں نہیں کرتے عیسیٰ میں خود  
موتی ہیں خود اسے میں چھوٹے صاحب گھوڑے پر سوار  
نشریف لائے۔ محمد عسکری نے استقبال کیا۔ چھوٹے صاحب  
گنگو چھوٹے صاحب ایک بحث کا نصفہ مجھے ہم لوگ  
اس میں نہیں کہہ سکتے چھوٹے صاحب ہو۔ آپ ہمیں شریک بنایا  
اور نہ ہی جیسا کہ ہم شریک ہوئے تو ہمارے علماء اور لغوہ کو  
بڑا معلوم ہو گا۔ اور لوگ ہلوگوں کو نہایت گئے۔ چھوٹے صاحب  
کہا مجھے اگر بار اہل اسلام کے ساتھ کھانا کھایا اور وہ  
لوگ پڑھے لکھے شایستہ ہیں چھوٹے صاحب نے  
مسکرا کر جواب دیا جناب اگر شکل تو یہ ہو کہ جنکو آپ شایستہ  
اور پڑھے لکھے سمجھتے ہیں ان کو ہمارے ہاں کے علماء شایستہ  
اور پڑھے لکھے سمجھتے ہیں۔ چھوٹے صاحب نے کہا اچھا آپ  
یہ بتائیے کہ ہلوگوں کی کتاب سمجھتے ہیں یا نہیں چھوٹے صاحب  
نے جواب دیا کہ مذہبی دہلیوں کو تو جانے دیجئے اس کا سلسلہ  
درازی ہو مگر اس بات پر غور فرمائیے کہ ہمارے ملک میں ہر طرح  
کو مذہب پر بھی ترجیح ہو۔ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں میں ہی  
قائد ہر حال تو ہم سب کو جائز نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس طبع کے

تو یہ طبع رکھ کر کھانا کھائیں حسین پور کی باتیں ہو اور اس کے  
پاس ہمارا گلاس جو حسین پور کی باتوں اور قسم کی طبع پر چھوٹے صاحب  
نے کہا تو صاحب سید گلاس کے پاس گلاس کھانے سے ایک  
گلاس کی شراب دوسرے گلاس میں لین کو دیا جاتی۔ انھوں نے  
جواب دیا کہ یہ صحیح ہے مگر جو کہ شراب ہمارے مذہب میں ناجائز قرار  
دی گئی لہذا حکم کو کا استدلال اختیار کرنا چاہیے کہ ہم کو یہ لایے ہو کہ  
ساتھ کھائیں ہیں جو شراب پیتے ہیں تو شاید ہم بھی رفتہ رفتہ  
وہی فعل کرنے لگیں چھوٹے صاحب نے جواب دیا فرمائیے  
کہ ہم میں عیسائی اور مسلمان ساتھ ہیں یا نہیں بڑے کھاتے  
ہیں اور پہنے خود وہاں بخرہ کیا ہو اور کھایا ہو چھوٹے صاحب نے  
کہا۔ اول تو ہم پر یہ فرض نہیں ہو کہ اہل آدمی کی تقلید کریں  
اگر وہم کے باشندے کوئی ناجائز فعل کرتے ہیں تو پھر ضرور  
نہیں ہو کہ ہم بھی ان کا اقتباس کریں۔ چھوٹے صاحب نے جواب دیا کہ  
فرح لباس زیادہ تر استعمال کرتے لگی تھیں۔ اور اب  
فرمان سلطانی نافذ ہونے سے ہمیں کسی قدر کمی ہو گئی ہو جو یہ  
فرض نہیں کہ ہم اپنی مان ہمنوں کو بھی گولی اور سایہ نہائیں  
دوسرے آدمی اہل اسلام کی سلطنت ہو وہاں جو عیسائی  
اہل اسلام کے ساتھ کھاتے ہیں وہ قاعدے میں رہتے  
ہیں نہ شراب پیتے ہیں نہ پورک کھاتے ہیں۔ چھوٹے صاحب  
نے کہا اچھا یہ بھی پہنے تسلیم کیا اب یہ بتائیے کہ شکاری  
نے پورے میں عیسائی بادشاہوں اور شہزادوں اور  
شہزادوں کے ساتھ کیوں کھانا کھایا تھا۔ انھوں نے  
جواب دیا کہ وہ بادشاہ اور والی سلطنت ہیں وہ جو کریں جائز  
ہو۔ ہم غریب آدمی ان کی تقلید کریں تو شرعاً حاکم آگے ہے

جو کی تقلید شرعی تو کار کو مکن ہو گا  
چھوٹے صاحب نے پوچھا تو آپ لوگ لگ میرے بھائی

ع۔ ہاں اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ مانا۔  
 چھٹن۔ اسی کہے میں دو مہینے ہو چکے علیحدہ علیحدہ  
 ع۔ ایک مہینہ ہمارا کھانا ہو گا ایک ہر آپ کا۔  
 چھوٹے صاحب نیچر بے بھی ہونگے یا نہیں اسے فر۔  
 ع۔ ہاں ہاں ضرور دو ایک کو تو بلوائیں گے۔  
 چھٹن۔ وہ لوگ البتہ آپ کے ساتھ کھائیں گے۔  
 ع۔ بے دھڑک کھلے بندوں کھائیں گے صاحب۔  
 چھوٹے صاحب۔ ہمارے ساتھ کئی نیچر ہونگے کھایا ہے۔  
 ع۔ جی ہاں انکی جماعت بھی بڑھتی جاتی ہے۔  
 چھٹن۔ یہ سب انگریزی تعلیم کا اثر ہے۔  
 چھوٹے صاحب۔ اسکو عنایت دیجیے  
 نواب صاحب بہادر۔

ع۔ واہ فریب کو ترک کرنا بھی کوئی اچھا اثر ہے۔

چھوٹے صاحب۔ جن مسلمان غلامینوں نے ہمارے ساتھ  
 کھانا کھایا ہے ان سے اور ہم سے بڑی بے تکلفی ہو گئی آگے  
 اگر یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے مدارج عالی ہو جائیں تو ہمارے ساتھ  
 کھانا کھانے کو جائز کر دیجیے پھر دیکھیں ان تو مون کی  
 نسبت آپ کدھر بڑھ جاتے ہیں جن میں ہمارے ساتھ  
 کھانا کھانا کھاتے ہیں جائز نہیں ہے وہ نے تکلفی جو ہیں  
 اور آپ میں ہونی چاہیے وہ ہرگز اسوقت تک نہیں ہو سکتی  
 جب تک ہم اور آپ ساتھ بیٹھ کے کھانا نہ کھائیں۔  
 ع۔ یہ تو ابھی بہت مشکل ہے چھوٹے صاحب۔  
 چھٹن۔ بے انگریزی پڑھے یہ احوال ہے۔

ع۔ ابھی دو سو برس تک لیسائین ہو سکتا صاحب  
 چھٹن۔ دو سو برس تو کچھ برس میں تو شکستین  
 ع۔ ہاں انگریزی تعلیم کی ترقی کے ساتھ اسکی بھی ترقی

ہوگی نیز اس کے ترقی معلوم۔

چھوٹے صاحب۔ نواب ہر اسے قرار پائی کہ دو مہینے  
 پاس پاس ہوں۔ ایک پر آپ کھائیں اور ایک پر  
 ہملوگ۔ اچھا اب ہم نصرت ہوتے ہیں۔  
 جب چھوٹے صاحب چلے گئے تو محمد عکری نے نواب صاحب  
 سے کہا یاد دونوں مہینوں کا قریب ہونا بھی اچھا نہیں سمجھتے  
 شراب کی دوسرے نفرت ہے۔ شراب کے نام سے نفرت ہے۔ اور ان  
 نرنازن بوتلیں اگر نیکی سوڈا اور ٹینک تو حیرت ہے کہ یہ  
 برائڈی اور ہوسکی اور پورٹ دن قیامت چھٹن صاحب  
 نے کہا پورٹ دن نہیں۔ پورٹ دین کہا کر۔ اور پورٹ  
 تو ہمارے ہیں۔ برائڈی اور ہوسکی اور شیم میں دن دشمنی  
 البتہ اگر نیکی سب سے زیادہ یہ لوگ ہوسکی استعمال  
 کرتے ہیں برائڈی بھی آج کل کم ہی جاتی ہے۔ محمد عکری نے  
 آہ سر دھکی کر کہا بھائی جان وہ ہوسکی ہو یا پورٹ۔ جو  
 ترقی ہے کہ دعوت بہرہ۔ اس سے کیا مطلب کہ پورٹ  
 پیتے ہیں یا برائڈی۔ شراب تو دونوں میں۔ جیسی یہ ہوسکی  
 وہ دونوں کسان میں اس طرح یہ کہ کھانوک ہو گا ہر دم تو  
 ہرگز یہ سمجھیں گے ہم صاف انکار کر دیں گے کہ یہ کھائیں گے صاحب۔  
 ہیکو معاف کر دیجیے۔ نیچر ہون میں آغا صاحب اور پورٹ  
 ریاض درخشندہ صاحب کو ملوانے لینگے۔ یہ لوگ سی مہینہ پر  
 مزے سے چھری کاٹتے چلائیے۔

انکو اسکی برادری میں ہے۔ مسلمان ہر با عیسائی کے باشندے ہیں  
 میان میں نے کہا حضور میں اس سے کہا ہوں کہ آج کل  
 ہو گا حضور باگی دکھائیں۔ اگر کہہ نہائے تو تاج ظلم کے سر  
 اختر مقلد گویا انھیں کی نوچی ہے۔

راوی۔ اسپرٹا فتنہ بڑا۔ اور میں جھپٹا۔  
 ع۔ اسوقت تو میں نے سبھی کھائی والد۔

<p>شکرانہ کہ میان من واد صلح فدا حیران رقص کنان سا غمستانہ زند</p>	<p>اختر۔ حضور اسٹارہ برس سے اسکو پالاج۔ ع۔ جیجی تاختی تم یقین ہوتی ہیں صاحب۔ اختر۔ جی اور کیا خداوند ع</p>
<p>اختر۔ مستانہ نہیں۔ ساغر و پیمانہ زروند۔ کمال۔ یہ آپ میں بڑا عیب ہے کہ شیخت جہانے کے لیے آپ کو کہ دیتے ہیں اسی کو حاکم کتے ہیں بلکہ حاکم تین بدی باہی بن۔ ممن۔ بچو تپاں تو تمہارے مزاج میں ہے۔ اختر۔ باہی کیسے صاحب اچ کیسے۔ باہی کے بھی پوسے بلکہ ہزار پاہیوں کے پاہی۔ اچ کیسے۔ ع۔ خدا جانے یہ ان لوگوں میں کیا عادت ہے کہ جہان کوئی نیاد می آیا اور یہ سب محل مرے۔ ممن۔ خدا وند اب انصاف بھیجے کہ اختر نے۔ ع۔ ساچھا صاحب مختصر کیجے بس اب۔ لا حول ولا قوہ۔</p>	<p>کس نگو یہ کہ دروغ من ترست ممن۔ اس وقت تو میان اختر کے زمین کا بغار کھلا ہوا ہے بڑی تیز بون پرہن اور بہت خوش کہ میں نے بڑی بھتی کھی بات کرنے کا تیر نہیں۔ اور بھتی کئے پر نہ جی روگ۔ کمال۔ حضور ذرا اس غل کو سننے کا غل۔ وقت ساتی ہیں یہ سب مہتمم ہیں پھر ہمارے آگے چھڑک کر جوش ہو کشیہ عشق لہجہ میں یہ بھول کر رنگ چھڑکے نا آگے روز بھری روز لایا کرتا ہوں یہ سب بھڑک دھول پر دھول آج وہ غل پر غل ع۔ کیا اچھی غل ہے ذرا۔ روز و کتنا صاف ہے اور بول جال کو دیکھیے۔ کمال۔ روز مرے کے لفظ پر مجھے کیٹ مراد آیا۔ گاہیوں کا ہم یہ چلنا روز بھر صاف ہے کیا زبان ہے آپ کی کیا روز مرہ صاف ہے ع۔ اچھی کوئی فارسی غل سناؤ۔ زما فظ شیراز۔ کمال۔ بہت خوب حضور فارسی سنئے۔ دوش و دم کہ ملائک در میخانہ زروند گل آدم بسر شستہ دیر پیمانہ زروند ع۔ اہا ہا ہا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کلام ہے۔ اختر۔ حضور بادہ عرفان میں ڈوبا ہوا۔ کمال۔ (ایرانی لب و لہجہ میں) ۵</p>

ادھر چھٹن صاحب نعت ہوئے، ادھر عسکر نے جہان  
کو دہشتا نزع کیا کہ تم لوگوں نے میرا لیکھ لپکا دیا اور میرے  
در بار کو بد نام کر دیا۔ مگر یہ سب میری سزا ہے خود کو وہ راجہ گج  
میں نے بھی جی جن کے وہ جھٹلے ہوئے صاحب نوکر کھے ہیں  
کہ تمام لکھنؤ میں مجھے نئی ہونگے ایک سے ایک ٹھا ہوا۔  
اور آج میں اپنے سرے کو دیکھ کر جانتے ہیں کہ میں گویا جانی  
دشمن میں۔ اور ہزار بار سمجھا دیا کہ کیا کہ یہ تخت عیب ہے  
اگر ٹٹائی فرض ہو گیا ہے تو کسی غیر کے سامنے تونہ لڑا کر دیکر  
کون ستا ہے۔ میرا دیکھتے ہیں کہ کھن صاحب بیٹھے ہیں مگر

<p>انکے سامنے روزے بھی زیادہ مکر اور شرم کر دی۔ اگر میل بس جلتا تو شہر پر کرکڑیاں پڑا دیتا۔ من نے کہا خداوند بڑا شہر بدر کر دانا تو یہی ہے کہ حضور کی حمایت کم ہو جائے۔ بس ہملوک اسی میں مر جائینگے۔ اس سے بڑھ کر سزا ہلکا اور کیا ل سکتی ہے شہر بدر کرانا ہمارے لیے یہی ہے۔</p>	<p>گر گنت ہمارے جملے پورے اور صاف بنی بادہ صاف چلاؤں میرے وطن سے خوشخبر دعوت لیکن پوچھیے تو آخر خبر دعوت</p>
<p>کلاہ گوشہ سلطان بہ آفتاب رسد کہ سایہ بر سر او داشت ہچو سلطان</p>	<p>اللہ کیا سرور ہوا تھا سے بزم میں اکبار بار پوچھے اگر خیر دعوت</p>
<p>اس شہر کے سنتے ہی حاضرین جسد نے وہ فرمائشی تعمیم لگایا کہ مکرہ گنج اٹھا۔ اور بڑی دیر تک ہنسی رہی۔ ع۔ شیخ سعدی کو اچھی اصلاح دی حضور نے۔ ممن۔ خداوند یہ تو گلستان کا شعور۔ اختر۔ مگر کتنی اچھی اصلاح دی ہے۔ رسید کو رسد کیا۔ اور بر سر او داشت اور داشت ہچو سلطان ست۔ یہ لہجہ دہندہ ہے شہر پر چلائی کیا ضرور ہے اختر</p>	<p>ع۔ اور بھی دھندھو غل بھی کہیں دھندھو ہوا کرتی ہے۔ ع۔ واللہ میرے نزدیک۔ ۶ لیکن جو پوچھیے تو آخر خبر دعوت کیا نے نگام سرخ ہے لاول و لاؤہ۔ اسنے میں نواب چشمن صاحب کا رقعہ آیا۔ بھائی صاحب چھوٹے صاحب کی چٹی آئی ابھی بھی نیچے پائی صاحب کوگون کی دعوت کا جلسہ کل تو ادا پایا ہے۔ پرن سفر کی تیاری بول دی۔ آپ بھی تیار ہرین۔ اور سلمان سفر سے پس۔ بھائی صاحبہ تو مجھ سے بڑی ہی خفا ہوئی کہ یہی بہانہ لیے جاتا ہے۔ مگر جب آپ سفر سے سرخ و سفید ہو کر واپس آئے گئے گلاب البتہ ہمیں دعائیں دینی۔ بھائی اس سفر کا ملتی یا موتوں کا نام بڑی بڑی بات ہے اور دل تو لوٹ گئے کہ راہ اچھے پاگل آدمی ہیں۔ ایک ذرا سے سفر سے ملنے جائے میں اور پھر تندرستی کو جو فائدہ اس سفر سے ہو گیا اُس کے مقابل میں ساری دنیا کی نعمت گدے۔ محمد عسکری نے اس کے جواب میں یہ شعر کہ بھیجا ہے</p>
<p>تام و سخن نہ گفتہ باشد ہر مہینہ گمان مبر کہ خالی ع۔ آپ نے بھی بڑھ کے علم مند لگے۔ یہ دوسرا شعر بڑھنا کیا ضرور تھا۔ تام و سخن نہ گفتہ باشد تک تو طرح نئی دوسرے شعر کی ضرورت نہیں نظر آتی۔ اختر۔ خداوند علی ہی میں تم سے نکل گیا۔ ممن۔ میری طرح ہمارے تم سے بھی علی ہی میں نکل گیا تھا تو کیوں نہ تھے تھے پھر خود نصیحت و دیگران نصیحت ع۔ اور بات ہے یہ اور بات ہے۔</p>	<p>بہ سفر رفتنت مبارک باد بہ سلامت روی و باز آئی حکام یوروپین کی دعوت صاحبان یوروپین کی دعوت کے روز بڑی جمل ہیں اور محمود و حام رہی۔ انگریزوں میں صرف چھوٹے صاحب ہیں</p>
<p>ع۔ اور بات ہے یہ اور بات ہے۔ اختر۔ حضور وہ دشمن ہونا کہ محفل چل جائے دعا کو اپنے نظر خیر دعوت کیے مزاج کی خوشخبر دعوت</p>	<p>صاحبان یوروپین کی دعوت کے روز بڑی جمل ہیں اور محمود و حام رہی۔ انگریزوں میں صرف چھوٹے صاحب ہیں</p>



اور چند دستاویزوں میں دو تین نواب زوا سے اور چھین ڈھا  
اور محمد عسکری کے چند مصاحب مصروف اہتمام تھے۔ آٹھ  
سب کے کا دست و زار دیا گیا تھا دوشٹ کم آٹھ ٹکے سے آٹھ پر  
چار دشت تک کل صاحبان مدعو کی گاریاں آئیں ایک  
مینبر صاحبان بوربین کا کھانا پکایا دوسری مینبر پر  
محمد عسکری اور چھین صاحب اور محمد عسکری کے دو اعوا  
نواب منے صاحب اور آغا خا ہڑتھے۔ اور دو بچے  
اور ایک نصف صاحب خاص صاحبان بوربین کی مینبر  
پر تینوں تو چھری کانٹے سے کھانے کے خوب نشان  
ہو گئے تھے اور میں صاحب اور محمد عسکری کو بھی کس قدر  
عادت تھی مگر نواب منے صاحب اور آغا خا ہرنے کبھی  
چھری کانٹے سے نہیں کھایا تھا یہ نایب نصیبت میں پرے  
اگر آتا تھے سے کھاتے بین تو ہنسے جانے ہیں اور چھری  
کانٹے سے کھایا نہیں مہاتا۔ بڑی کوشش کی مگر صاحب  
نہو کے آخر کار چھری کانٹے کو چھینک کر کٹا تھے کھانا نہ کھا  
ع۔ ہاتھ سے نہ کھا اور نہ ہنسے جاؤ گے اسی سے تو  
سند دستاویزی بن نام ہیں۔

منے۔ ایسین بنام کسی اچھی بدنامی ہر کو کوں کہہ سکتے ہیں  
ع۔ تو چھری کاٹنے سے کھانا کون شکل بات ہو۔  
منے۔ چھری کاٹنے سے کس مرد در سے کھایا جاتا ہے؟  
ع۔ تو پھر یہاں کون کسے کہتا ہے؟ کیا کہتا ہے؟  
منے۔ تم تو خاص کر سٹان ہو۔

چھٹن لکھا جب نے کہا اب بیوقوف اس بحث کا فیصلہ تیار  
پایا۔ یہ کہ کیا خواجہ زاد کا جھگڑا شروع کر دیا چھری کاٹنے سے  
کھانے میں نہ کیا عجب ہر اس سے بڑھ کر ضعف اعتقاد اور کیا  
ہو گا ضعیف الاعتقاد کی کبھی انتہا ہو۔ اور دم میں سب  
کہاتے ہیں مگر یہاں ہندو لون اور ہندو لون کی صحبت نے

ہملو کو کون کبھی ضعیف لاعتقاد کو یا عیاشی تماشا میں جاسٹر ہو کر  
چھری کاٹے تھے جہاں ان کو بھلا بھی کوئی عقل کی بات پر یکن  
ہم یہ کہتے ہیں اگر کسی مسلمان کو چھری کاٹے تھے اسی کا جین  
ہو تو انکو کبیزا ناکی بھی ہملو کو کبھی کاٹے تھے کھانے کا  
کب اتفاق ہوتا ہے جو عسکری کی طرف غلطی کے آپ ہی تعلق  
ایکے دست خوان پر سون اور فورک کی یا ہمتو گر کبھی سبز ہمتو  
پہن کھاتے اور یہی فورک اور سون استعمال کرتے ہیں۔ مگر  
محل من البتہ اتفاق ہوتا ہے وہاں انکا زمین کو سستے۔

موت کی خبر نے جواب دیا۔ ہم میں اور آپس میں ہی فرق ہو  
آج تک ہوٹل میں کبھی کھانا ہی نہیں کھایا۔ بھلا ہوٹل کھانا  
ہلوگ کیا جانیں۔ چھین جاب کر لے۔ اور کہا کہ جہاں  
مسلمان کے ہوٹل میں کھانے میں کیا لگا، ہر اور جہاں کیا  
کہ برتن ہمارے ہونے کو لحم خوک اور شراب لگاؤ تو نو پھر  
کھانے میں کیا جات ہے ہر مسلمانوں کے ہاتھ کا پکا ہوا ہو تو  
کھانے میں کیا کچھ چیز کو بھلا ڈالو۔ اور برتن بدلوا دے  
جلوس چٹی ہوئی۔ آپ بڑی سختی کی لیتے ہیں کہ ہتھ ہوٹل  
میں کبھی کھانا نہیں کھایا۔ گویا ہوٹل میں کھانا کھانا داخل  
لگنا، مصیبت ہو اس جہالت کے قربان دان ایک بات  
البتہ کہ ہوٹل کے ترنون میں ہم بھی نہ کھا سکتے اس سے

ہمیں بھی پرہیز کروا دے اہل السلام کو فرد پرہیز ہونا چاہیے  
اور ہندوستانی غلامبندوں میں گھنگھروں پر مٹی کا  
اور صاباجان روڑ میں باہم سوشل اور پولیسک حالت  
کی نسبت عالمانہ بحث میں مصروف تھے ایک کپتان صاحب  
نے اپنے دوست سے جو انکی کرسی کے قریب  
بیٹھے تھے کہا کہ افسوس ہو کہ اب ہمارا ہی فوجی  
توبہ کو دور مقرر نہیں ہو چکا ہے تھی اور صوبہ فوج بریٹین  
وہ ترقی روز افزوں ہیں ہوتی نظر آتی انکے دوست نے جواب

ایک کل کے پیرپل تھے کہا کہ مجھے آپ کی اس سے اتفاق نہیں  
 ہو فوج بری میں تو البتہ منزل ہو اور اسکا سبب خاص یہ کہ  
 تحفیض اور کفایت شعاری کی جانب گنج نمرٹ کے  
 اراکین کی توجہ زیادہ ہو اور بعض اوقات یہ کفایت شعاری  
 نتائج پیدا کرتی ہو اور پ کے براعظم میں کل بڑی بڑی  
 عظیم الشان سلطنتوں میں فوج کثیر ہو اگر ساری سلطنت  
 میں نہایت ہی فوج قلیل ہو گزیر جی قوت میں کوئی  
 سلطنت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی اور یہ بھی غلط یہ کہ سابق  
 کی نسبت ہماری بھی قوت کم ہو مین اسکو ہرگز نہ مانو نگا  
 موقع وقت پر آپ دیکھ کر سمجھے گا کہ اب پہلی انگلستان میں  
 کتنے ملین پیدا ہو جاتے ہیں برطانیہ اب بھی ملکہ بھر ہو۔  
 کہستان نے جواب دیا۔ آپ کی توجہ امور تعلیم و تدریس اور  
 علوم کی اشاعت اور سائنس کی جانب زیادہ تر توجہ  
 ہو۔ شاید اور تعلقہ سیاست مدن کی طرف توجہ مبذول ہو  
 پرنسپل صاحبہ ہنسے کہا آپ میرے سامنے کے  
 صاحبزادے ہیں۔ اور مجھے امور سیاست مدن سکھاتے ہیں  
 پرنسپل کیا سچی برس کا ہوا آپ ابھی کوئی پختہ نہیں  
 تر زیادہ نہ ہو گئے ہیں نے اپنی زندگی کا ایک سترہ حصہ  
 سیاست مدن کے مطالعے میں صرف کیا ہو آپ کے نزدیک  
 میں صرف نوٹس ہی پڑھانا جاتا ہوں اپنی اساتذہ میر صلاح  
 مگر یہ آپ کا خیال خام ہو۔  
 اب شک کا ایک س اور ایک نوجوان لفظ میں آئے ہستہ  
 یہ گفتگو ہوتی تھی۔

مس۔ ہم انگلستان کے ملکہ سے جنگل اس ملک کے خود  
 نہ دیکھیں خالی پڑھے سامنے سے انکو پورا پر حال نہیں معلوم ہو  
 لفظ شٹ۔ (ا) ہماری بھی رائے ہو۔  
 ہم یہ کہو کیا معلوم تھا کہ اس ملک میں تنہم قدم پر اپنے پاں بولتی تھی

ل۔ بڑے اندر کی مقام ہو کہ انگلستان کے پڑھے لکھے آدمیوں  
 تک کہ ہندوستان کی دراز اور اسی باتوں سے بھی واقفیت نہیں  
 تمہارا نہ جانتا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہو لندن کے ایک  
 پڑھے لکھے سوداگر نے جرمنی کے پتہ سے ہمارے نام خط بھیجا  
 تھا مجھے بڑی ہنسی آئی کہ لندن میں بھی ایسے ایسے بیوقوف موجود  
 ہیں جنکو یہ بھی نہیں معلوم کہ کھنڈ جو جس میں ہوا ہندوستان میں  
 اور پھر اتنا بڑا اور مشہور شہر کہ ہندوستان میں نہیں کروور  
 آدمی رہتے ہیں جنگالیوں کی اداری بولی جو ہندوستان میں  
 زبان بولی جاتی ہو۔ درایوں کی کچھ ادھی زبان ہر مہیبی  
 گواتی بولتے ہیں شہر میں کی زبان سب سے مختلف ہو۔  
 بریلی سے اگر تڑکے ریل پر سوار ہو تو دین نیچے نیچے تال  
 ہو رخ جاؤ۔ گھنٹی مال اور بریلی کی زبان میں زمین پر  
 کافی ہو۔ کوہ نیچے تال قابل دید ہو ہم تو یہی صلاح دینگے  
 کہ ایک گرمیوں میں نیچے تال ضرور چلو۔

م۔ تم چلو ہم بھی چلیں۔  
 ل۔ واہ ازین جہ بتر۔  
 م۔ ایک ہی ہو مل میں چلے رہیں۔  
 ل۔ مجھے اس سے بڑھ کے اور کئی تین خوشی ہوگی کہ ہم  
 اور تم ایک جہ میں ہیں۔ باہر اور بے ہمہ۔ سب سے لگ  
 تھلاک اور پھر سب سے مل جل کے۔  
 م۔ تو میں اپنے آپ سے ابھی سے اجانت لے لوگی۔  
 تین چار مینے نیچے تال ہی میں رہینگے۔  
 ل۔ میں کئی بار ہوا یا ہوں۔ عجیب مقام ہو۔  
 م۔ بڑی تعریف سن رہی ہو۔ سننا سیر بہت رہتا ہو اور  
 عجیب راحت افزا مقام ہو۔  
 ل۔ جب تو بول گورنمنٹ کا سرمد کو اوڑھے ہے  
 دگری کا صدر مقام)

ح۔ میں انکی فصل پر ضرور چلوں گی۔

ایک جانب ایک مس جو خوشنشینوں کے دربار میں بھی تھی کہنے لگی کہ جب یہ ثلاثیت سے رسم چھوڑ کر روانہ ہوتا ہے تو جسکے بھی کہیں کیا ایسے ملک کو جاتی ہوں جہاں کی عورتوں کو بالکل اپنی طرہ اور جاہل پاؤں کی اور مرد اور عورت ہاتھ پاؤں کو نہ جانتے ہوئے گویں نے لندن اور اوڈنبرگ اور ڈین برگ اور شتانی دیکھے تھے مگر میں سمجھتی تھی کہ یہ لوگ یہاں کے مہذب و عارفین وہاں کے باشندہ ہیں فی صدی نوے ہاں جاہل ہونے لگے یہاں جو آئی تو اپنی رائے کو میں نے غلط پایا۔ پہلے میری بہن آٹری شہر کا مصفا فی اور باشندہ کی تربیت یا انکی آڑھیاں لگی اور دولت و ثروت و کھلم کھشم کرنے لگی اکثر آدمی تربیت یافتہ پلے کے اور پارسی لیدیوں کی صحبت میں مجھے بڑا طبع حاصل ہوا اور ان صاحب کی صاحب زمین ہوتی ہیں اور سرخ و سفید۔ دو کمر کپڑے بہت اچھے پہنتی ہیں۔ تیسرے صحبت یافتہ ہوتی ہیں اور یوروپین کی لیدیوں کی صحبت سے بھی واقفیت رکھتی ہیں میں کئی پارسی لیدیوں سے ملی انہیں سے دو ایک انگریز کا خان بھی واقف ہیں۔ میں نے صاحب پرنس کے دیلر کے ساتھ کو کوئی چھ سات سو لڈیوں نے ایک ہی جلسہ میں انہر پھول پھینکے تھے اور بے تحاشہ شریک ہوتی تھیں۔ کلکتہ گئی تو وہاں بھی ہندوستانی لیدیوں کو تربیت یافتہ پایا۔ خصوصاً بنگالی برہمن لڈیاں۔ میں نے ششہا کہ اس ملک میں دو ایک لڈیوں نے بی۔ اے کا امتحان بھی دیا ہے۔ مجھے اس سے اس قدر تعجب ہوا کہ میں نے فوراً اپنی بڑی بہن کو لکھا۔ کہ ہمارا تمہارا جو خیال تھا وہ غلط ہے۔ یہاں کی عورتیں بھی بڑی لکھی ہوتی ہیں گو تمام ملک کی عورتیں بڑی نہیں ہوتی ہیں مگر بڑے بڑے اور خاص خاص شہروں کے تربیت یافتہ

بزرگواروں کی عورتیں تو عموماً تربیت یافتہ اور بڑی لکھی ہوتی ہیں۔  
ج۔ کلکتہ۔ مدراس۔ اور بمبئی میں البتہ تعلیم نسوان کا چرچا ہے۔ باقی اور شہروں میں کتنی کم ہے۔

ک۔ کپتان۔ دک۔ ان لوگوں کی پردے کی رسم کے سبب سے انکی عورتوں کا حال اچھی طرح دریافت نہیں ہو سکتا۔ مگر مجھے شک ہے کہ اب پڑھنے کا چرچا عورتوں میں زیادہ ہوتا جاتا ہے اور جنکے مرد بھی پڑھنے لکھے ہیں انکی عورتیں کیا پڑھیں گی۔

ج۔ انگریزی تعلیم نے بڑا عمدہ اثر ڈالا ہے۔

ک۔ درنہ پہلے تو عورتوں کا پڑھنا عجیب سمجھا جاتا تھا۔ راج۔ زمانہ سلف کے ہندوؤں کی علمداری میں راجاؤں اور مہاراجاؤں تک کی سرانیاں اور رانیاں پڑھنے لکھنے میں محنت کرتی تھیں۔

ک۔ جہنہ یہ کسی تاریخ میں نہیں پڑھا۔

ج۔ ہم بیہودہ اسکی مثالیں دے سکتے ہیں۔

ک۔ کہ ہندی لڈیاں بڑی لکھی ہوتی تھیں۔

ج۔ ہاں ہاں۔ یہ تو ایک مشہور بات ہے۔

مس۔ میں بہت جاہلی ہوں کہ اس ملک کی بڑی لکھی عورتوں سے ملوں۔ ہندی عسائی لڈیوں سے تو ملاقات ہوئی ہے مگر ہندو مسلمانوں کی پردہ نشین عورتوں کے طرز معاشرت اور علم و فضل کا البتہ اندازہ نہیں ہو۔

ک۔ اہل اسلام میں پردے کی رسم سب سے زیادہ سخت ہے۔

ج۔ بڑی بڑی بدین ہیں۔ میں چند برس کی لڑکی کے بعد

بہر باہر نکلتا گیا۔ سمجھا جاتا ہے۔

الغرض اپنے اپنے مذاق کے موافق سب سب اپنی لکھی

یاسوس گفتگو میں مصروف تھے اور بعض خٹک نے چپ چاپ سنتے تھے اور نو چھری کا سینگے کے سوا اور کسی طرف نہیں دیکھتے تھے جب کھانے سے فراغت پائی تو تلخ شروع ہوا سب کے پہلے بیان من کی پسند سے جو بیا تین بلوائی گئی تھی اسکا تلخ ہوا اور چائے ٹینگیندن نے کمرے کی فریاش کی اور ایک کھٹک نے اندر چلی گئی اور لیڈیاں خست ہو گئیں۔

## زمانے کا رنگ

واہ رے ہندوستان - ۵

ہوے گل ناکہ دل و درجہ محض  
بھڑکی بزم سے نکلا وہ پوشاں لکلا

اور واہ رے اہل ہند

جواب کی خدا کی قسم لاجواب کی  
پاوش میں لگائی کرن آفتاب کی

یہ دی ہندوستان پر جو میدان تہذیب میں رہی تھی  
سے تھب اس پر بڑی لگی کیا تھا۔ علم و فضل اور عمل میں  
تمام عالم پر اس ملک کو فضیلت و اشرافیت تھی پھر  
اس کے جوان محنت سے شیریں کلام تھے اہل یونان ہی کے  
آخرین قابلیت کے خوشہ چین تھے شوق اور علم ادب میں  
چین تک ہندیوں کے سامنے زانو سے ادب نہ کرتے تھے  
مگر اب نہ وہ علم و فضل پر نہ وہ تہذیب کا زائر نہ رہے۔  
جابل تو میں میں شمار جو۔ اور ہندوستان میدان بار۔

وہت پیری شباب کی باتیں  
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

وہ عروج اب گمان - ۶

خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اب ہندی ایسے غفلت کے خواب گران میں پڑے ہیں۔

کچھ ایسے سوئے ہیں سوئے والے کے جاگتا شکر تیرے

اور خبر سے ہندو اور مسلمان دونوں سیر بخت و تیر روزگار۔  
جواب زلف پریشان یار۔

ہندو دن کا حال تو ہم عرض بیان میں لاکھ کے جن لوگوں  
کے مقابل میں مصری دیوانی زانو سے ادب نہ کرتے تھے  
وہ اب جملہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔

قس علی ہذا اہل اسلام - انکی حالت بھی قابل فحش ہے  
دی مسلمان میں بچوں نے ہسپانیہ کو زیر کیا کیا تھا تیار کیا  
نے تمام درس کو باخ و تالک کر دیا تھا اسلام کی عبادت  
کی رتی بلند تھی۔ ترک و تاجیک و رومی ایک مقدمہ جڑے  
کے فاتح تھے جدھر فتح اسلام چکی فتح و نصرت جملہ دار ہوتی  
مگر اب اسلامی مملکتوں کی حالت پر نظر ڈالیے تو بالکل متا  
نظر آتا ہے کابل کا چند حال جو ساریاں کو در سلطنت۔ دم تہذیب  
حال خیر و برادر ایران اور ماندہ ران و دوران سے تو اب  
ہمیں جہان سر کا نہیں۔ مانکا اہل ہند کا اصل مادہ دہلی  
آریادرت ہی اور اہل اسلام خرب و بخر سے آئے۔ مگر اب تو  
دونوں کی نال ہندوستان ہی میں مگر ہی ہندو ہی  
کہلاتے ہیں۔ روم میں رُن بر سے تو ہمیں کیا اور انا تو  
تھو پڑے تو ہمیں کیا۔ اب تو ہندوستان ہی کے ساتھ  
ہمارا شہر ہو مگر ہمارے تلون ہماری کاہلی۔ ہماری غفلت  
ہمارے تعصب نہ رہی۔ ہماری ضعیف الاقدار ہندو  
بعض جرنے خیالات خرف کی باندی اور بعض نئے  
خیالات کی وارستگی نے ہمیں گمین کا نہ رکھا۔ ۵

بڑا ہوا یا شہارہ کا کہ ہنکور کھا میں کین کا

ایک شاعر غزل اہل اسلام کی حالت کی کہبت

خواب نہیں ہو کہ ۵

کیا یاد نہیں تھیں وہ ایام جب قوم تھی متلا سے الام

اہل ہندو کو اپنے دلوں میں غور کرنا چاہیے کہ وہ کیا تھے اور اب کیا ہیں۔ علم و فضل میں تم سب سے بڑھے ہوئے تھے دنیا میں کوئی قوم تمہاری نقطہ مقابل نہ تھی۔ منطق اور فلسفہ اور صرف و نحو اور علم ہیئت اور شاعری میں اہل ہندو تمام عالم کی قوموں سے درجہ افائق تھے اور سب پر فضیلت و اشریت حاصل تھی۔ اہل اسلام نے علم و فضل یونانیوں سے حاصل کیا اور یونانی مصریوں کے خوشن کا بیٹہ کے خوشہ چین تھے۔ اور مصری علماء ہندو کے شاگرد بن گئے۔

وقت پیری شباب کی باتیں

ایسی بہن مجھے خواب کی باتیں

اب ہندوؤں سے جڑھ کر کوئی نیکل نہیں ہے۔ سرگرم دھندلے پر شاہی بیک ہی دینگا کی لیے جاتے ہیں کہ دربار سلطان بودھن یونان پر کہ ہمارے مذہب ہے ہم کو ان رہاؤں میں ہو چکا۔ بھیمانہ ہو سیدھے نیک کو جانیں مذہب ہی قبول دینے میں ایسا چکر دیا کہ دین و دنیا دونوں کا نہ دکھا۔ ایک آزادوش دوست کی رائے کتنی صحیح ہے کہ بھائی صاحب ہم کو عقیقہ پر دنیا کو ترجیح دینے میں بیان تو فی ہندو تو بات ہم عقلی اور بشریت اور درخت اور درخت اور نرگ اور نرگ لوک اور آواگون اور سپروں کو پانی دنیا پر سب شرعی و عطر کا جو اس کھڑاگ سے درگدرا اور دیکھو دنیا کا ایک کیا ہے۔ نعمانی نے خوب کہا ہے وہ اندر خوب کہا ہے۔

باطل پہ خدا کو حق سے پہلے  
تقید کس بلکا صراط  
دنیا ہمارے نام تھے ہم  
دالہ رسم عام تھے ہم  
تھے رسم و رواج پر بندہ  
تحقیق سے کچھ غرض مطلب  
سمجھے تہذیب کا وقت کیا ہے  
کس سمت زمانہ چل رہا ہے  
نیز گیدوں پر نہ کچھ نظر کی  
لجے کہ ہوا ہے اب کدھر کی  
ایک پیش ہو گئی ہو زمین میں  
کیا وقت ہو کیا خیر ترین میں

جو تلخ تھی فرق آسمان کی  
کسری کو جو کرکھی تھی پامال  
فیصل کو دیے تھے داغ جس نے  
پٹھر تھا فانس کے جگر پر  
اٹلی کو کوئٹہ میں جھکا دیے تھے  
اب کوئی گھڑی کی میان تھی  
دم توڑ رہا جو کئی ہے  
اک سمت سے لگ تھا اپنا نگاہ  
آیا نظر ایک پیر دربرین  
اگر خواب گراں کے سونے ہو  
اٹھو کہ محسوس ہوئی نمودار  
اٹھائیے کاسہ کدائی  
در و در وہ چھڑا سوال کرتا

ہر نرم دہر آئین میں پہونچا  
ہر بلغم میں ہر تین میں پہونچا

واقعی مصنف باوقار نے اہل اسلام کی حالت موجودہ و گذشتہ کی تصویف و تنبیہ کی جو جلافت و داد اور تامل و صاوت ہو۔ اس سے اہل ہندو کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ ان کی حالت اہل اسلام سے بھی بدتر اور زیادہ ترستا۔ مل اصلاح ہو۔

بالائیم جاہ و شکرت و دسر  
ہر دست میں بلند پایہ اس کی  
منطق میں ہوا جو گرم جو ان  
تھا ہے تھے رکاب ہر زبان

سب ان سخن جو در و در تھا  
فارسی کی زبان پر طر تھا  
سلمانیا پر مگر غلط کر ہے

جو زمینیاں ہندو میں تھے  
خوش سے اسی کے خوشہ چین تھے

خوب کیا زمانہ بھی ساتھ ہر اور بھی اچھا وہ بڑے دانا آدمی ہیں۔ سنتے ہیں اب اسوقت تیرہ چودہ ہندو دلایت میں تعلیم پارہے ہیں چشمہ مارشن دل ماشاؤر خانہ احسان آباد۔ ازین صاحبزادہ بڑی خوشی کی بات کہ ہندو بھی اب بید صرک پتہ نکالے ہوئے ہیں۔ جہاں اک امدہ ہماری نوی اصلاح ہو کہ نوجوانو۔ بڑھے ہوئے اور مردان بکوشہ سے

اگر کبیر چمن میر دی مہدم بردار  
کہ سچو رنگ حنا میر و دیار از دست

دیکھو بنگالوں نے دلایت کی تعلیم سے کیا پھل پایا کہ اب کوئی قوم انکے پانگ کلمی نہیں پہنچی ہر سب بچے شینے کا زمانہ نہیں ہے۔ اب وہ زمانہ آ گیا کہ کتا کے بڑھو اور بڑھے جملہ مسجد کے ملاؤں اور محرم کے دنوں کے مریضہ خواہوں سے مسلمانوں کی حالت ترقی میں پاستی سطر سے نمایاں ہوئی خیالات کے ہندو اپنی قوم کے عہدہ اور دشمن ہیں۔ ہونا ہندو ہی ہیں جو دلایت جاتے ہیں اور لوگوں کو دلایت جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ کھڑی پھر میں گھر چلے اور ڈھائی کھڑی کی بھدرا اور اب واقعی کوٹ پیلوں پہننے کا ہانہ ہے۔ ہماری نصیحت مانو۔ گدیان اس نئی روشنی نے ایک غضب البتہ ڈھایا ہر وہ بٹیکہ تم کو اسے یار داس سے زانیے رہو میری بلا ہے۔

یہ شوق پہننے بڑھائی ہو بادہ خواری کی  
بغل میں رہتی ہو بوتل کتاب کے بدلے

خیالات کی آزادی تو قسمت مختلے ہے۔ عقوبی کا خیال نہیں کچھ پروا نہیں۔ بہشت کو نہیں مانتے نہ مانو۔

بت پرستی کے خلاف بہتر و انشد ہو۔  
گر یہ بادہ خواری میری۔ چپے ہو جو مگر صحت کے

رنگ دروش سپر کیا ہو | اب طرز خرام و ہر کیا ہو  
ہین چرخ کی اب نئی ادا میں  
چلنے لگے اور ہی ہو ایلین

ارے غافل وہ زمانہ نہیں ہے کہ ہندو کا دھرم بچے بچے سے کیا جائے۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ چھپک میں مانس بلوائی جائے۔ اب ہندو میں سو ڈا ایلٹر پلانے اور انڈیا اور نائٹر تاجر کی ضرورت ہوتی ہے چھپک کے لیے سیکالگوڈا فرض ہے اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ ہندو جیو میں کے دل ڈھونڈتے پھرتے ہندو کو گوردھائی کھلا میں اور رام کی گولیان پھلیوں کے لیے دریا میں ڈالیں چاب اور شتر اور گوبر اور کتو تر سے درگدہ اور دیکھو زمانہ کا رنگ کیا ہے۔ اب میرے لندن ہو جو جگن ناتھ جی۔

کاشی جی اور ہر دور جاتے سے دنیاوی مطلب نکلتا معلوم۔ اب لندن پاک کا طواف مقدم ہو مٹھرا بندر اب جاتا کرنے سے موچی کے موچی رہو گے اب لندن کو خالی لندن ہی یا لندن ہی نہ گویا اب لندن کو سری لندن جی کو بولی سری لندن جی کی جو۔

اب ٹیٹر سپر اور وہاں زراعت کی تعلیم میں رون ہو لندن کا دھماکا کرو اب قومی ترقی کا ذریعہ ہے۔ اب گنگا کے کنارے بیٹھ کر کھڑی بجائے اور یہ گانے سے مطلب نہیں نکلیا گیا کہ۔

گنگا تو ری لہر ہمارے میں بھائی

اب اور ہوا چل رہی جو زمانے کا رنگ بالکل بدل گیا عقوبی کی فکر چھو کر درپلے دنیا کو نبھانا اور جاگو۔ جاگو۔ خواہ عقل کے سونے والو۔ اب بیدار ہو۔ اٹھو دیکھو۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اگر قومی ترقی چاہتے ہو تو سیدھے لندن جاؤ۔ سنا ایک بڑے گورنر کے بچے کے گھر ہیں۔

دوا کے طور پر۔ نہیں کہ ہم کے خم لٹھکانے لگے جب  
لو کیجیے جو تھے بے پائوں میں کہ لڑکھڑا رہے ہیں بس  
ایک عیب تو ضرور ہے۔ نواب محمد عسکری نے کئی بار دل  
میں ٹھکانے کی ہزار کام چھوڑ کر نئی نال کا سفر ضرور  
کر لیتے مگر منور روز اولیٰ ہے۔ نئی نال قدم بھر پر شام  
اکو سو اسی بجے صبح کو نئی نال کے پھانک پر ریل موجود ہے  
مگر ہمارے اہل وطن کی عالی مہتی کے صدر نے کہ مہینوں  
تیار کیا ہی ہوا کہیں اس مرتبہ نواب صاحب نے  
صاحب لوگوں اور حکام یورپین کی دعوت بھی کر دی  
اور سارے شہر میں مشہور ہو گیا کہ نواب صاحب مع  
صحابہ و رفقا اور مع احباب روانہ نئی نال ہونے لگے  
ہیں۔ جلسے کے دن سفر فرما صاحب۔ سی۔ اس ہفت  
کشمیر سے جو ملاقات ہوئی تو نواب صاحب سے اور سے  
دعہ ہو گیا کہ ساتھ چلیں گے اور پر سون ہزار کام چھوڑ کر  
روانہ ہو جائیں گے۔ اور نئی نال کی صاحب مہینوں پہلے  
بھی دعہ کر لیا کہ ہم بھی ضرور باغیہ و سفر ہو گئے اور  
آپ کے ہمراہ چلیں گے۔

پہلے دن یورپینا بلیمینڈن اور ریڈیوں کی دعوت کا جلسہ  
تھا اور چند چیدہ چیدہ احباب روساے ہندی بھی شریک تھے  
دوسرے دن خاص خدوستانوں کی دعوت تھی۔ نواب صاحب  
کچھ ایسے چند جیسے کہ شہر کے علاوہ دیہات سے بھی باغیچہ  
طائفے طلب کیے اور یہاں توں کا انتظام ایک پنجابی صاحب  
کے تعلق تھا۔ یہ نرگوار نواب صاحب کی دوست اور دوست  
کے زمیندار تھے کی تنگ میں پہلے تو اپنے فرائض کے باوجود  
کے ایک گوشہ محل میں بیٹھ کر کھانا کھا کر شام کے کھانے کی تیاری  
کی مگر قسم کی محبت فرمایا کہ (کیا باغیچہ دار شگفتہ ہو گئے ہیں)  
باورچی۔ (ہندک) حضور کیا نہیں تمہارے۔

پنجابی۔ نہیں بائیان جی  
باورچی۔ (آہستہ سے) حضور چھپاتے کھا لیں۔  
دوسرے اسٹیشن میں ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد پنجابی صاحب کا نشہ ڈاہرن  
ہوا اور نواب صاحب کو خبر ہوئی تو انھوں نے بلوایا  
انفرض میں بچے تک دھماجہ کڑی رہی۔ ۵

کیونکہ اسید ہونے کا اثر نہیں  
دوست ناز ہو کہ کسی کی نہیں  
آتا ہر جھکا ہوا سوالیہ صانع  
کیونکہ یقین ہو گیا کہ وہ غیر  
ش۔ کوئی پوچھے اس عورت اور جلسے کی کیا ضرورت تھی  
آغا۔ جھٹ۔ پوچھیے کیسے تقریب کا جلسہ ہے۔  
ش۔ نئی نال کے سفر کا لاول ولاقوت۔ باز  
آغا۔ ایسے ہی خیالات نے تو ہندوؤں کو کہہ کر انہیں بھاڑا ہے  
دینا میں ہم وحشی و جاہل تو ہو چکے

ش۔ والہ۔ اس قدر ہنسی آتی ہے۔  
کہ میں کیا کہوں۔  
آغا۔ ہنسی کی تو بات ہی ہے۔  
ش۔ سنیں اگر کوئی تقریب ہوتی تو خیر۔  
آغا۔ ذرا خیال تو کیجیے نئی نال کے سفر کو جلسے سے  
کیا نامیت ہے۔

ش۔ مارم چرانہ تو شہ۔ آخر جنوں کسے کہتے ہیں۔  
آغا۔ اچھا جو ان لوگوں کا مجھوں ہی رہنا۔ ۵

ہوش کے طریقہ حذو دست  
درضیعی کندر خان فریاد  
ش۔ اچھا صاحب کہے ہو جان سیدہ بی کے سب سے تو  
شہر دارما کی رونق ہے اگر یہ بیوت نہ ہو تو افسوس کا مقام کہ

فاغ بال آئنا از جہان خیرست  
ہر چند کہ بغیر از غنیمت  
ش۔ اچھا صاحب کہے ہو جان سیدہ بی کے سب سے تو  
شہر دارما کی رونق ہے اگر یہ بیوت نہ ہو تو افسوس کا مقام کہ

م۔ مینک فریزر صاحب سے بھی وعدہ کر لیا ہے۔  
 ن۔ لیکن نفرت والدہ نابل دید مقام ہو گا نینی تال۔  
 م۔ سارے زمانے کی بی رے ہو کر نینی تال بہشت ہے۔ اور  
 عجیب راحت افزا مقام ہے۔

بجا کے جسے عالم سے بجا سمجھو۔  
 زبان خلق کو نثار دے خدا سمجھو۔

ن۔ دنیا کی بہشت تو بافضل دیکھ لیکن پھر غیبی کی بہشت  
 کی بھی انشاء اللہ یہ ہوگی۔ مگر اللہ ہم لوگ بھی کس قدر  
 بہت بہت ہیں کہ کھر سے باہر قدم رکھنا جلتے ہی نہیں اور  
 لاول ولاقوہ توبہ توبہ۔

م۔ ہندوستان۔ والدہ عجیب ذات شریف ملک کا نام  
 ہر بیان کے باشندے خوب حضرات ہیں۔ ع

ازہند کس نجات ملی خواہم و بس

کوئی شاعر محبت اچھا کہ لیا ہے کتنا سچا مقولہ ہے۔ واقعی  
 اس ملک کے آدمی بھی کئی کام اور کئی مصروفیت کے نہیں ہو سکتے  
 محض۔ کھو ہٹ کے دھت۔

راوی۔ یہ دونوں بزرگوار اس وقت توبہ تبت بڑے بڑے کلمہ  
 بناتے ہیں۔ اور گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ہندوستان  
 کو یہ اپنی ذات سے بہت بڑی رفاہ پہنچانے والے ہیں  
 اور بہت بڑے رفاہ بین مگر سب زبانی داخلہ اس کا  
 حال آگے چل کے معلوم ہو جائیگا۔

ن۔ مجھے تو جھلاک اکثر اذن پر پڑی آتی ہے والدہ۔  
 راوی۔ بجا ارشاد ہوا ہے در مشد حضور ایسے ہی شاکستہ  
 خیالات کے آدمی میں اور علم و فضل تو گو یا حضور کی  
 گھٹی میں پڑا ہے۔

م۔ مکتوہ جواب انصاف لا عفا و ن سے نفرت ہے۔  
 راوی۔ دین چرنگ ضعیف الاعتقاد کی کے حضور دین میں

آغا۔ ہمارے ضلع میں ایک اعلیٰ صاحب ہیں۔ دھتیا شاہ  
 انھوں نے ایک روز اپنے باری خدنگار سے کہا کہ شہر کی بڑی  
 پیادہ سے خدنگار نے آگے و عقب کیا کہ مراج سو اور پیہ  
 دیدیا۔ بس وہ بگڑ گئے۔ نہایت برا فرختہ ہو کر کہا۔

ہم میں آنہ کمارا ہے تین سو او رو پیہ کا۔ سے کا دیوس  
 ایک آدمی کو حکم دیا کہ باری کے کان پکڑے کان پکڑے گئے  
 بچا کر کے۔ اتنے میں لگے اور نوکرنے کہا۔ آن و آتا میں نا  
 اور سو او رو پیہ تو ایک ہی چیز ہے۔ سولہ آنہ اور چار آنہ میں آنہ  
 دیکھ کر باہرین تھے۔ دھتیا پر شاہ کی کچھ میں آگیا کما گئی  
 کہ ہے نہ بتائیں۔ یہو کے کان اکھڑا دیکھی کو شمالی کی گئی۔  
 سن۔ خدا ایسے ہی رشتہوں کو رو پیہ دیتا ہے۔ والدہ رو پیہ  
 خدادے تو ایسوں کو جسے خود مگر سی۔

آغا۔ انکی بھی عیرت فضول ہے۔ بھلا کوئی بوجھ تو کہہ کہ  
 جسے کا مقصد کیا ہے۔

ش۔ مقصد یہ معنی۔ متول ہے کر با نہیں۔

آغا۔ تو جیسے آخر کس غرض سے ہوتا ہے۔

ش۔ غرض یہی کہ میری ہیں جی چاہا اشارے کی دیر تھی  
 جلسہ ہونے لگا۔

آغا۔ ارے بھائی اس قسم کا جلسہ توج کا ہونا چاہیے۔ یہ  
 انگریزوں اور میوں اور صاحب لوگوں کا بلانا اور دھماچوڑی  
 چمانا کیا معنی۔

مہر کی ذریعہ سے کلا بھیجی کو منشی مہراج ملی آگے تو بھلا  
 مگر یہی چلتے ہوئے باہر شریف لائے اور منشی مہراج ملی  
 سے لے۔

نواب۔ اب کل بندہ کسی طرح نہیں رک سکتا۔

مہراج علی ہذا القیاس میں بھی تیار ہوں۔

ن۔ اور ابل لٹوے سفر باعث خندہ زنی متصور ہے۔



یا حضور کو خرقہ کر بس۔

فرزا بھی ہمارے حضور سب سے بڑھے ہوئے ہیں امداد  
مہراج کھانا تو ذاتی مسلمان ہی کھاتے ہیں۔ اور سب بائین  
ہیں۔ ہندو کھانا کھانایا جائے۔

فرزا۔ حضور شربت نے مار ڈالا ہم لوگ خراج ہوتے ہیں  
غم فردا نہیں رکھتے۔

جھمن۔ اس سے بڑھ کر کوئی دنیا میں جو کھانے میں کچھ  
کرے اسے شخص پر نیت خدا۔

فرزا۔ خدا گواہ ہے ہماری سرکار کے باور چجانے کا جو  
روزمرہ کا خرچہ ہے وہ اچھے اچھے والیان ملک کے ہاں  
بھی نہیں کر چکی کیشتر آمدنیان ہیں۔

پچھمن۔ میں واقف ہوں۔ بھائی صاحب والد بڑا  
دل شوق ہے خدا سلامت رکھے حضور کو۔

فرزا۔ شوق! ای عشق کہو صاحب حضور کو عشق ہے۔  
مہراج بھلا کوئی دوسرے گوشت آتا ہوگا۔ روز۔

فرزا۔ (اپنے دل میں ہنس کر) ہندو میں نما۔  
جھمن۔ (دل ہی دل میں) یہ آگے ایسی  
اصلیت ہے۔

نواب۔ دوسرے روز!! اچھی نہیں۔ اندر باہر لاکر  
کوئی سوا سیر روز آتا ہوگا۔ بلکہ اس سے بھی کم کیا  
کوئی روپیہ جانا ہے جناب۔

جھمن۔ (مہراج سے) دوسرے روز حضور رکھتے اور حلیہ  
ہوئے۔ پانچ پھر عدا کو روز بلاؤ دم کیا جاتا ہے سیر سیر  
بھر گوشت تو صبح شام ہم دسترخوان پر کھانے والے  
آڑا دیتے ہیں۔ بلکہ اور زیادہ ہی زیادہ۔

فرزا۔ یہ بوجھ کہ داغ خوری کے کفنے بکریے روز حلال  
ہوئے ہیں۔ خدا نے پس کیا ہے اور پھر فیض مزاج اس بچے کے

ایسے آنو فیالات کے آراستہ مزاج پیدا کمان ہوتے ہیں کنگ  
نہ نہیں دیکھتے ہوتے۔

یہ گفتگو ہوتی ہی تھی کہ داروغہ نے آنکر دریافت کیا کہ  
حضور بیان کی بخش باورچی آئے ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ کیا وہ بھی  
ہمراہ رکھ چکے۔ نواب صاحب نے فرمایا۔ بلاو۔ باورچی حاضر  
ہوا اور جب کہ سلام کیا اور کہا حضور کیا غلام بھی ہمراہ حاضر ہے  
نواب صاحب نے فرمایا۔ در اگر تم چلو گے تو ہم کھا بیٹھے کیا۔  
اور تھرا سے ہاتھ لپکا ہوا کھانا اگر نہ ہو تو کھانا کئی دکان سے  
چائیکہ چنگی مرغ کی بڑی خوراک بھی ہے ہر روز بلا ناغہ و دروغ  
کباب کے بھی اور روز بھی تسم کا۔

تھوڑی دیر کے بعد داروغہ صاحب پھرتے۔ پوچھا خدا  
بادرچی بولے سے میرا رکابہ آ رہا ہے۔ اور عرض کرتا کہ  
حضور حکم دین تو وہ بھی ساتھ چلے۔

نواب صاحب نے فرمایا ہم اس سے واقف نہیں ہیں  
اسے مرزا صاحب مصاحب بولے۔ پیر و مرشد و پشیل رکابہ ہے  
بادشاہ کے ہاں لوگوں کو تھا وہاں سے اسی میں سے چلا آیا ہے  
یوں تو اس فن کا بادشاہ ہے مگر وہ چیز زمین میں تو اس کے خاصہ  
ملکہ حاصل ہے اس شہر میں ایک تو اس کا ساغر یا کوئی سیارہ  
کر سکتا۔ دوسری شکرندہ ہیں کچھ عرض نہیں کر سکتا حضور  
خدا جلے کس ترکیب سے پکاتا ہے اور کونسا نسخہ ہاتھ لگایا  
ہے۔ جہاں نہانے کئی بار خود میرے روبرو تشریف لی کہ  
ایسی شکرندہ بھی اپنے ہوش میں نہیں کھائی تو انصاف  
نے بلیب خاطر فرمایا کہ گوہر میں اس قدر استطاعت نہیں  
ہو کہ بادشاہوں کے رکابہ دار کو نوکر رکھ سکیں مگر  
زبان کو کیا کریں۔

جھمن۔ حضور کھانے کا اس قدر شوق ابا رکھی ہو گئی ہیں  
ہے۔ یا حکیم صاحب کھانے کے عاشق تھے خدا بخشنے آگے

کہ غلام کیا عرض کرے۔

جھمن۔ ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے قسم خدا کی۔

مہراج۔ بادشاہ تو اول قسم کھا کھا لکھا تے ہوئے

مرزا۔ وہ تو بچہ بادشاہی میں۔ مہراج۔

جھمن۔ فحشی مہراج علی صاحب ایک روز میں کھانا

پکائے باورچی ترکیب بتاتا چائے آپ کو۔

الغرض اس روز جو فی تمام چٹکی ہوئی کہ کل شب

ضرور روانہ ہوئے۔ اب سفر ملتوی نہیں رہ سکتا۔

دوسرے روز کہ روانگی کا دن قرار پایا تھا صبح کو نوبے

سفر فرما صاحب اسٹنٹ کشر کا خطاب صاحب

کے نام آیا انھوں نے دریافت کیا تھا کہ آپ ہمارے

بہان آئیے باہم شب کو آپ کو لیتے ہوئے اسٹیشن پر

چلیں۔ نواب صاحب نے جواب لکھو ایا کہ آپ خود

تشریف لائے بندہ تیار رہے گا۔ اسٹیشن کا راستہ

اسی طرف سے ہو۔

اب شیے کو کوئی دہنچے کے وقت چوہا مارنے عرض کیا

کہ مہری آئی تھی حضور کو بیگم صاحب نے خورچی دیر کے

لیے بلایا ہے نواب صاحب مجلس میں گئے تو انکی بڑی سالی

عفت آرا بیگم نے کہا میں سنتی ہوں عسکری دھاتنے

سفر کی تیاریاں کر دیں انھوں نے کہا جی ہاں۔ آج شنبہ

ارادہ ہمسہ کر لیا ہے۔

عفت آرا۔ (عفت) ادنیٰ آج ہی شب کو داؤد

ایسا نمونے کا میں ایک نہ مانو گی۔ بڑے جیسا کہ مہراج

کا کوٹہ اہونیو لاہ اور تم نہ ہو گے۔ یہ بھی کوئی بات ہے مہراج

نواب۔ دن اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو عزم نہ کرتا۔

خدا مبارک کرے مجھے تو ذرا بھی اطلاع نہ تھی۔

عفت آرا۔ تو واپسی لاچارگی کی کو سی بات ہے۔

بیگم۔ (ب) ہاں ہاں اس ہفتے میں سفر نہ تو کیا، کچھ کر

کیا ساعت ملی جاتی ہے۔

ان۔ سبحان اللہ۔ میں ایک فرنگی اور مغز صاحب

سے وعدہ کر چکا ہوں۔ ایسا وعدہ شرط ہے۔

عفت۔ ایسے ایسے وعدے ہوا ہی کرتے ہیں ہاں

ب۔ مہنجون کا کوٹہ اہوئے تو چلے جانا۔

ان۔ میں کیا کہوں کہ میں کقدر مجبور ہوں واللہ۔

عفت۔ صاحب کی نوائی خاطر اور ہماری خاطر منظور نہیں ہے۔

ان۔ میں آخر صاحب سے کہوں کیا۔ غدر کیا کر دن۔

عفت۔ کہہ دو کہ جاری بڑی سالی کے جیسا کہ مہنجون

کا کوٹہ اہر ہاں بھی ایک ہفتے تک میں جل سکتے ہیں چٹکی

ان۔ ہنس کر بات کیا مختصر کر دی ہے آج بے بیس چٹکی ہوئی

ایک ہی کمی۔ ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔ ممکن نہیں واللہ۔

ب۔ کیوں ہو سکتے ہو کیا ہوا۔ ہو کیوں نہیں سکتا

کہہ دو کہ مہنجون کا کوٹہ اہر۔ وہ نہیں گے نہیں۔

ان۔ تم لوگ باہر تو نکلتی بیٹھی نہیں ہو۔ صاحب لوگوں

کے خیالات تمہیں کیا معلوم۔

ب۔ ادنیٰ اللہ آخر اس کے کوئی لڑکا بالاہر یا

انگوڑا ناٹھا ہے ہوا چو بات ہے تو تھی۔

عفت۔ اگر ہاں گئے لگے صاحب لوگوں کے خیالات

تمہیں کیا معلوم۔ اسمیں معلوم اور غیر معلوم کیا معنی تیرا

تقریب ہندو مسلمان سب کے ہاں ہوتی ہے۔

ان۔ اب کچھ کرتے دھرتے نہیں بن پڑتی ہمسے۔

عفت۔ ہم ہرگز ہرگز جانے نہ نیے کے۔

خاتون جنت کی رسم ہمیں بڑا ہی ملال ہو گا۔ تھیں لوگوں

سے محفل کی رونق ہو ایسی تقریب برابر چلے جاوے۔

یہ بھی کوئی بات ہے بھلا۔

ن۔ اب تو صاحب کو کچھ بھیجنے کا بھی موقع نہیں ہوتا تھا۔  
 فتح گئے چاکر کا عمل ہو۔ اور یہ سب اسباب بند ہو چکا یا دوجی  
 اور کار بار اور خدنگار اور چہ دار اور صاحب کل ہر ایمون انڈر  
 ملازمن کو پیشگی روپیہ دے چکا کہ چلنے کی تیاری کریں۔  
 صاحب سے وعدہ کر لیا ایک اور دوست میں مہر لوج علی  
 آئے وعدہ ہو چکا ہیں بڑا فوہونگا۔

عفت۔ پھر چاہے جو ہو۔ ہر چہ بادا باد۔ باشد۔  
 ب۔ جانا تو کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ تو ممکن ہی نہیں ہے۔  
 یسا کون ضروری کام ہی نہیں تھا مال موسے میں کون لڈو  
 دھبے میں ہوتے تو آج تک نام بھی نہیں سنا تھا۔ مگر اللہ  
 جانے یہ کیوں دھن لگی ہے۔

ن۔ آخر غنی نال میں لوگ رہتے ہیں کہ نہیں رہتے  
 ب۔ رہنے کو تو دور از حال جانی گئے (جیانی نے)  
 میں رہتے ہیں۔

ن۔ یا اُمی تو غنی نال جلیا نہ ہے۔ اگرچہ مینے بھی زنا  
 دہان رہ چلتے تو پھر پھر ہار نہ ہڑے کبھی نہ تیرو دوسری  
 بحث ہے۔ مگر میں کیونکر سفر ملتوی کر سکتا ہوں بھلا۔ بڑی  
 بدنامی ہوگی مگر تم غور تو نہ کو سمجھائے کون تمھارے دو چہا  
 ذہن میں جم گئی ہیں اسکا نکلا شکل ہے پھر وہ تھیر کی لگ کر گئی  
 اللہ گواہ ہے بڑی ہی جگت ہنسائی ہوگی لوگ کیا کہیں گے  
 یکے نقصان مابہ دیگرے شامت ہمایہ کئی بار ارادہ  
 کیا اور ایک تو ہم معمر کر لیا ہے اچھا۔ آپ ہی اپنے  
 دل میں غور کریں اور انصاف کیجئے کہ میں کیونکر ملتوی کر سکتا  
 ہوں۔ انصاف آپ ہی کے ہاتھ ہے مگر ہٹ دھرمی نہ کیجئے گا  
 عفت۔ وہ ہٹ دھرم ہی سہی مگر آپ جانے نہ پائے گا  
 چاہے جو آپ جانے نہیں پاتے اب۔  
 نوا صاحب بڑے ہی پریشان ہوئے کہ بار خدا یا اب کیا کریں

شر جادوں تو مگر خیر صاحب سے وعدہ خلافی ہوتی ہے  
 غشی لوج علی صاحب سامان سفر کے چکے ہیں یہ مگر خیر صاحب  
 اپنے دل میں کیا کہیں گے کہ اچھے فو آئی سے سابقہ طراپہ اور  
 اگر جادو ان تو میوی سے جھٹکا پیدا ہو سالی الگ سے بھلا  
 اور اعز اتوا یا خدا ہو جائیں۔ یہ سوچتے ہوئے نوا صاحب باہر  
 تشریف لیجانے کے لیے کھڑے ہوئے تو عفت آرا بیگم نے  
 روکا اور کہا ہم ہرگز ہرگز نہ جانے دینگے پہلے وعدہ کر لیجئے  
 اور ہماری قسم کھا لیجئے پھر جہان جی چاہے جائے نوا صاحب  
 نے کہا اچھا ایک گھنٹہ کی مہلت چاہتا ہوں۔ بعد ایک گھنٹہ  
 کے صاف صادق کد لگا کہ جادو نکالنا جادو لگا۔

عفت آرا بیگم بد روغ ہو کر لوہن کہ جانے کا تو نام نہ لو۔  
 جانا تو امر محال ہے چاہے صاحب خفا ہوں چاہے اچھے  
 دنیا ادھر ہو جائے ہاں ایک بات ہے اور معاملے کی بات  
 ہے کہ ایک سفتے بھر تک نہ جادو پھر جہان جی چاہے جادو  
 کچھ مضائقہ نہیں۔

نوا صاحب نے کہا بیا ہے یہ وہی بھول شل ہوئی کہیرا  
 وہ بات نکلا لایہ ہے ہاتھ ایک سفتہ تک جانا کادل لگی ہے  
 میں جب کہ کیا منہ دکھاؤنگا غشی لوج علی تو خیر نہر ستانی دینی  
 بیگم صاحب لوہن اچھا ایک گھنٹہ تو کچھ دو نہیں ہوگی ایک گھنٹہ  
 کی مہلت سی۔

نوا صاحب باہر نکلنے لگے تو جہن نے کہا پور شد ہوتو  
 نصیب خدا ہے کچھ آداس ساہر۔ من نے کہا کیا کون دور  
 افعال کیا کچھ ضروری طبیعت ناساز ہے۔

ن۔ بھیجی کچھ پوچھو نہ عجیب کیفیت ہے۔  
 واروغہ۔ کون خداوند خیر ارادہ فرماتے تو۔  
 ن۔ کچھ کہنے کی بات ہو تو کون واروغہ۔  
 واروغہ۔ غلام کی سمجھ میں نہیں آتا خدا خیر کرے آپ حضور

فصل الہی سے بلاش تھے۔

ن۔ لاجل ولاقوہ۔ چکر گویم بابا۔ افسوس۔ ۵

عجب دردست جانم لا اگر گویم زبان سوزد  
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ممن۔ ابوحضر انشولیش اور برہمتی جاتی ہے۔

جھمن۔ غلام کی بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا معاملہ ہے

ن۔ ہندوستان بھی راجہ عجیب ملک ہے واہ۔

داروغہ۔ حضور روئے زمین پر دوسرا ایسا ملک نہیں ہے

ن۔ اور گوئی آدمی اسکو جنت نشان کہتے ہیں فی اللہ

اگر سچ ہو چھو۔ تو دوزخ نشان کہنا چاہیے عقل سے

تو پہلو گون کو بہرہ ہی نہیں۔۔

ممن۔ موٹا ٹھٹھے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں والدہ۔

جھمن۔ تو حضور پھر سفر۔ مگر خداوند ایسی حالت میں

اگر سفر۔ آئندہ جو اسے ہو۔

ن۔ واہ میان جھمن واہ۔ ایک اگر۔ اور ایک مگر اور

ایک بار خداوند اور اس سب کے بعد پک کا شہر

(آئندہ جو اسے ہو۔)

ممن اور داروغہ خوب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

نواب صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ ایک نصباتی

بھائی جو بڑے پہلے سرے کے منورے تھے اپنے ایک

دوست سے کہنے لگے کہ آپ مدت سے بوا میرے حاضر

میں مبتلا ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ علاج نہیں کرتے۔

آنکھوں نے کہا بھائی میرا کچھ نہ ہو چھو۔ صد ہا دوا

نہارا علاج کیوں مٹل یہ شہر ہمارا ہی چھپا ہوا

ناہن چھوڑت ہے۔

میرا میان بولے والدہ بھائی جان وہ دوا تیار

کر کہیں کی اس کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ مگر شہر ہے کہ ہم

علاج کرد اور مسل علاج۔ چھ اجزا ہیں۔

دونکایتی۔ اور دونکاکلی جڑ۔ اور دونکا اور دونکا

اور دو جزویا وینین ہیں۔

اس پر صاحب نے قصہ کہلایا اور کہا سبحان اللہ چھ جڑ

کی دو اچھین دو جزو تو۔ دونکا اور دونکاپوسے۔ اور دو

جزویا وینین۔ فواہ صاحب نے کہا اس وقت میں نے

آنکے بھی کان کاٹے۔ اگر اور مگر اور سفر اور پس۔ اور

چنانچہ اور لہذا۔ باقی اللہ مدخیر صلاح۔

ممن نے کہا حضور یہ تو یار لوگوں کے گھر میں حضرت کی

طبیعت میں نصیب ہوا ذرا کا گفت پائی تو یہ فقرہ سوجا حضور

ہنس پڑے یا نہیں۔

نواب صاحب نے کہا حضرت ہمارے دوستوں میں ایک

ہندو صاحب ہیں۔ طرح لکھے واجبی ہی واجبی مگر دعویٰ

یہ کہ بچہ میں دیگرے نسبت اور شراب کی لٹ اس درجہ کہ

الامان۔ انکا قاعدہ ہے کہ جب پیٹے ہیں تو ضرور بیوش

ہو جاتے ہیں۔ قسم کھائی ہے کہ یہ بیوش ہوے رہیں ہی گئے

نہیں جب پانی چھڑکا گیا اور ٹھٹھے مسکھایا گیا اور پیش

آتا تو آپ ہنستے اور کہتے کیا ہیں کہ کیوں تم سب کو

ہنسنے کیسا؟ تو بنایا تھا میں نے ایک روز کہا یہ صبح ہے مگر

افسوس ہے کہ اور دن کو بناتے بناتے آپ خود بخاتے میں

اسی طرح بیان میں میں اور دو نکو بنائے کی کوشش میں

خود ہی جاتے ہیں۔

حضرت ناظرین پس اسی کا نام ہندوستانی ہے یا بان

بزرگوار کو یہ کہ نہیں کہ دن کو تیار ہو کوئی درچار گھڑی تو شب

کو سفر کرنا ہو گا۔ اور شہر نذر صاحب سے وعدہ حتی ہو گیا کہ

لادہ مہرج ملی لہے پھندے نیا۔ میں۔ جو کچھ لے نایم کرنی

ہو فوراً قائم کر لیں یہ سب بالائے طاقی صاحبوں کے ساتھ

آدمیوں کو کروں چاکرون نے کئی طرح گھیر لیا جیسے نئے آلے کے گرد گرد  
آدمی جمع ہوتے ہیں صاحب خلیات ہی خدا اور بزرگوں پر ختم ہو کر چلے گئے  
انکے جلنے ہی کو اب چھپن صاحب نے پوچھا تو اب صاحب نے  
داروغہ نے کہا حضور کا طری سے ترین تو عرض کروں چھپن تھا  
ہوئے کیونکہ نیربائش کہا حضور غلام کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا بلکہ اب  
کا طری سے آنکر کو بھی میں بیٹھے اور کہا خیریت تو ہے۔

داروغہ حضور نے دیکھے تک تو پوری تیاری تھی مسیبا  
بندھ گیا ہمارے جانیدارے حاضر ہوئے سب لد پھرنے کے پس کچھ  
اسباب ٹھیلوں پر پریشانی بھی روا نہ کیا گیا۔ اور دو خاصے کے  
گھوڑے بھی ریل پر بٹھائے گئے اور جو ضروری شایقین بھی  
ماہنامہ کو اب صاحب نام محلہ سے دارنٹ آیا (مسکرا کر)  
جس حضور کے چاہنے ہی حکم آیا کہ جو آئے کدو تو اب صاحب نے کھانا دیا  
کر کے نوش فرمایا تھا طبیعت خدا خواستہ ذرا بے لطف ہو گئی تھی  
ارام فرماتے ہیں۔ راباں قس قس سے نہ ٹھیک اور بھی مسرور نہ تھا  
آگے پھر گئے۔ اور بیت ہی بدملج اور برا زخم ہو کر گئے۔  
چھپن۔ کچی دریافت تو کر دے تو اب صاحب اب کیسے ہیں۔  
داروغہ مہری سے کہو کہ حضور کا مزاج دریافت کرتے ہیں۔  
مہری۔ (ڈیوڑھی سے) کہا ہے حاضر ہوتا ہوں۔

داروغہ۔ ادا علم اسکا سبب اہلی کیا ہے۔  
چھپن۔ بیہودہ ہیں۔ لالوں ولاقوہ۔ بڑا رنج ہوا۔  
ممن۔ حضور پہلوگوں کو بڑی دانٹ بتائی صاحب نے۔  
داروغہ۔ بڑی ٹیڈ صاحب ہوئی خداوند۔ کیا عرض کروں  
بڑا غضب ہو گیا۔

چھپن۔ انہیں باتوں سے تو ہندوستانی بنام ہیں۔  
داروغہ۔ اب حضور ہم کو کچھ عرض نہیں کر سکتے ہیں۔  
چھپن۔ کوئی ایسا ہی سبب ہوا ہوگا۔  
چھپن۔ اچی بس خاموش بھی رہو۔ بیہودہ ہیں غصے۔

خوش گمان ٹہری ہیں۔ جیل مورہی ہو مل گئی مذاق اور  
بھونڈی دل میں وقت ضائع کر رہے ہیں انور علی جس  
بیس من شام ہو گئی جانے کا وقت قریب آ گیا بلکہ صاحب  
نے مہری بھیجی تو انکا کو محلہ میں بلوایا اور دروازے بند  
کر دیے اور دربان سے کہہ دیا کہ داروغہ کو کھانے سے روک کر کوئی  
صاحب نو اب صاحب کو ملانے آئیں تو کہہ دیں کہ نو اب صاحب نام  
میں میں کھانا ذرا دیر سے کھایا تھا طبیعت صیبا کچھ یوں سی  
کسلند ہے۔

عفت آرا بلکہ نے نو اب صاحب سے بیٹھی مین کرنی شروع کی  
تو آٹھ کا گھونچ لگا اب سینے کے طرف زرب صاحب میں وقت پرانگی  
کا پی پیرسوا۔ ہو کر شریف لائے سائیں نے آنکر کہا صاحب  
آئیے ہیں نو اب صاحب کو ذرا اطلاع کر دو کہ باہر شریف آئیں  
داروغہ صاحب کو کھلائے ہوئے آگے بڑھے اور آگے من  
اور کہا خداوند نو اب صاحب نے کھانا آج کوئی پانچ بجے کھایا  
تھا سو کچھ لگ گئی اور طبیعت کی قدر کسلند مزاج حضور وہ  
اس وقت باہر نہیں آئے صاحب کو سخت حیرت ہوئی کہ تاہم یہ  
کیا بولتا ہے۔ نو اب صاحب تو لجنہ خنی مال چلے لانا تھا۔  
داروغہ نے کہا۔ خداوند سیکو اسکا ٹھیک ٹھیک حال نہیں معلوم  
ہے۔ مگر۔ ہاں۔ اون کچھ تو۔ کچھ خبر تو۔ کچھ لگا کر کچھ خبر تو  
صاحب۔ (ص) بڑا شرم کا بات ہے یہ بڑا شرم کا۔  
داروغہ۔ یہ مرد خدا گمانی امر کو کوئی کیا کرے۔

ص۔ ناہن۔ ناہن۔ یہ سب جھوٹ بات ہے۔  
و۔ حضور اگر جھوٹ ہو تو جو کسی سی سزا دیجیے۔  
ص۔ بڑا شرم کا بات ہے صاحب۔ بالکل غلط۔  
ممن اور چھپن بھی آہستہ آہستہ بڑھے تو صاحب نے کیا کہہ سکیں  
نیچا پت میں ناہن تاہم لوگ کہیں پہلو گھیر لیا ہے ایک ایک جھلکے  
ہوئے تھے ہی دیکھ کر یہ کہ ان لوگوں کے علاوہ کھانا دان اور

سب خاموش سکتے کے عالم میں۔

### بیجا کی بلا دور

نواب یاراج بڑا ستم ہو گیا بھائی چھٹن صاحب۔

چھٹن۔ بھائی مجھے آج سے کتنا خیر دار !!!

نواب۔ تم پہلے کس امور میں تو بھائی۔

چھٹن۔ سب سے ہوئے ہیں۔ میں چکے سب۔

ن۔ ہمارا امین والدہ تصور نہیں ہر ذرا بھی تصور ہو

تو جو چرکی سنرا وہ ہماری سنرا۔

اتنے میں جو بدارنے آ کر عہدہ میں کیا کہ حضور جلال الدین

صاحب آئے ہیں کیا مجھے اس وقت خوب کے حضور ملاؤ مابقی رہا

وہ ہوا آدمہ موسیقی سے دل بہلا میں اس وقت طرار بن کر

غم غلط ہوجائے میان جلال الدین آئے تو نوا بھابھ نے فوراً

فحاشی کہ میں کچھ فریضے جمال الدین نے کہا بہت خوب

آج بہت عرصے کے بعد حاضر ہوا علیل تھا خداوند در نہ ضرور

یہ خانا سار حاضر ہوتا۔ س

رسید نامہ نامی زلمیہ بقہ اد

چنانکہ کند کار نامہ گیتی

نواب حضرت اقبال دلا

کوفی کہ دہریا لہ زفر کوکب تو

چنانکہ رجب حیدر بجگ اہل غدا

ن۔ یہ نواب اقبال الدلدہا درگی شان میں ہر۔

رج۔ حضور یہ خاکسار نے کچھ اشعار عرض کیے تھے۔

ن۔ ان مشاعر تو میں ہی میان جمال الدین۔

رج۔ حضور کے تصدیق میں کچھ عرض کر لیتا ہوں بد بد

شاعری بہت مشکل ہو۔

ن۔ نہیں آپ کا کلام بہت پاکیزہ اور عمدہ ہر صاحب۔

داروغہ۔ خداوند میں تو کانپ اٹھا تھا والدہ۔

چھٹن۔ کوئی بلٹن کا افسر ہوتا تو ستم دھکا دیتا۔

داروغہ۔ بڑی ہی غیرت گذری خداوند۔ اقوت۔

چھٹن۔ ہم لوگ اپنے کو آپ بدنام کرتے ہیں۔

ممن۔ بڑے افسوس کا مقام ہر سرکار کیا کیا جائے

چھٹن۔ تیرے محمد عسکری بڑے ہونا مشہور ہیں۔ ع

برعکس ہند نام زلی کا فوراً

داروغہ۔ حکم ہو تو پھر اطلاع کروں حضور کی۔

چھٹن۔ ہاں ہاں جی بلواؤ۔ اچھے گھر میں جس ہے

داروغہ صاحب نے ڈوڑھی بچا کر ڈاڑھی تو ایک

کھلائی نے جو وہیں کھڑی تھی کہہ سرکار تے ہیں۔ باتیں

کر رہے ہیں اتنے میں نواب صاحب برآمد ہوئے۔ فرمایا

داروغہ صاحب کیا فربز صاحب آئے تھے داروغہ نے

کہا خداوند کیا عرض کروں اس قدر خفا ہوئے کہ الا ان

بہت ہی بد داغ ہوئے۔ بچاڑے کھاتے تھے۔

پاتے تو پچی ہی کھا جاتے۔

نواب صاحب نے کہا لاجل ولا قوت۔ سخت شرمندہ ہوں

بخدا۔ داروغہ نے دریافت کیا۔ آخر اس کا سیب کھنڈ

آنکھوں نے کہا۔ بھئی کیا کہوں لاجل ولا قوت۔ س

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا

اور چپ بھی رہا نہیں جاتا

مگر سزا تصور نہ تھا داروغہ صاحب۔ وہ سب ہی

ہو گیا کہ یہ کوئی بس نہ چل سکا۔ لیکن مفت کی بدنامی

ہوئی تھر افسوس۔ نہ ہر افسوس۔

نواب صاحب اور چھٹن صاحب سے جملقات ہوئی تو

محمد عسکری شرمندہ اور چھٹن صاحب براؤن تھے محمد عسکری کی

گردن پچی اور چھٹن صاحب کا چہرہ مارے غصے کے لال تھا

ج۔ حضور میں کیا رخ خاکسار نے۔ ۵	اپنے باپ کی ملکیت بتائے تھے وہ اس کتاب میں بی بی
سحر و جادو پر ماز کشش سحر مثال رخ سحر از فرج کشام پر بیامہ بخت برائے نظم اور کہ روز رنجہ چہنیکہ بخت سحر	ہیں اور یہ نواب اشرف الدلہ بادشاہ کا کلام ہے حضور ملاحظہ فرمائیں۔
انہی میں داروغہ صاحب نے جو اس آفتاب میں کسی خیال سے انکھکے جلے گئے تھے انکھ میں کی جانب اشارہ کیا میں باہر گیا تو داروغہ نے کہا اے اس وقت جلوہ رود کی رہ چری کڑی ہے کہ میرا دل اور کھیا بہت بڑھ بڑھ کر رہا تھا کہ یہ میرا کلام اور	ن۔ این۔ اے۔ اسے بیان لفظ بہ لفظ موجود ہے بھی دوا جہنم۔ اس جوش پر خدا کی ماحضور۔ اے توبہ۔ جہنم۔ اسکو شہادت کہتے ہیں خداوند جوش اور داروغہ۔ دروغ کو اسی سے بے دروغ کہا ہے۔ ۶
وہ میرا کلام ہو اور جن میں۔ میں نے یاد کا مصنفہ صاحب نواب اشرف الدلہ بادشاہ و ظلع الرشید نواب میر علی صاحب وزیر حضرت واجد علی شاہ میں یہ کلام پڑھا تھا۔ اور وہ یادگار حاضر ہو کہ یہ کتاب حضور کے رو برو پیش کر دو میں سنتے ہی خوش ہو گیا۔ نواب صاحب کے رو برو دیان علوانچی بہت بڑھ بڑھ کے ترفیع کر رہے تھے۔	۱۔ کلام بے دروغ اور بے اعتبار نواب صاحب نے بہت کچھ نعمت ملامت کی اور کہا اے ہمارے مصاحب تمہاری نسبت جو کہتے تھے وہ سب سچ نکلا تکو شرم آئی چاہیے اگر کچھ روز ہم تک جاتے تو ضرور کو شش کرتے کہ یہ سب نکال دیے جائیں مگر کو شیخ کا قول یاد ہے۔ ۷
جملہ حضور راہی لوگ میرا کلام سنکر خوش ہوتے ہیں میں۔ جھوٹے کی ایسی ہی۔ کمیش باد۔ بود۔	قدیمان خود را بیفراسے قدر کہ ہرگز نیاید ز پروردہ قدر
ن۔ اسکا کیا ثبوت ہے کہ انکا کلام خراب ہے۔ میں۔ خداوند انکے باپ نے بھی شعر کہا تھا۔ ن۔ اور یہ کلام جانوں نے ابھی سنایا۔ یہ کیا ہے۔	داروغہ نے کہا خداوند میرا بھی شعر سن لیجئے۔ ۵ بعض دہری گران کہنا مسلمان نکال یہ جہان میں گناہ جہود ز برق عالم سوزاؤں کیا کہانہ بود و درین گلشن بہرگز نہ بود
میں۔ حضور یہ کتاب ملاحظہ فرمائیں پس۔ ۶ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشامانی	اسپر بڑا تمقہ پڑا اور میں نے اپنا کلام سنایا۔ ۷
ن۔ یہ کیا ہے۔ یادگار ہے۔ یہ کون کتاب ہے۔ میں۔ حضور میں نے یہ کتاب ابھی ابھی پائی ہے۔	عجب امر دیکھ رہا ہوں کہ جس سے کل ملائی اور بابت کے بل سے بل گل گل سے مرادین کی ساری پور بابت
داروغہ۔ حضور۔ نواب میر علی مرحوم کے صاحبزادہ اکبر نواب اشرف الدلہ بادشاہ کی تصنیف ہے جو ہوگی کے امام باڑے کے متولی ہیں۔ بڑے ہونمار خیر ناس اور ذکی الطبع شاعر ہیں اور انکے ایک بھائی سرس اور جو انیس جھڑیٹ ہیں یہ اشعار جو ان صاحب نے	جہان من کے پڑھنے کے تصدق کہ گویا بلبلوں کی بولیاں ست ن۔ جہان اند۔ یہ بیان جہو کے باپ کو بھی نہ سوجھی دہر بڑھ گئے کیوں بیان جلو۔۔ جملہ۔ حضور میرے کلام اور نواب اشرف الدلہ کے نواسہ

چھٹن۔ اسمین کیا شک ہو بلکہ غالباً (مسکرا کر) ہم ان کی  
نے سترہ کیا ہو گا۔ میان ڈرا تو سترہ۔

جھمن۔ حضور خاکسار نے عرض کیا ہے۔ ۵

ہر سترہ میں ہو شکوہ کا رہی  
شمرہ ہو قلم کا حمد باری

چھٹن۔ اور میں نے بھی قلم توڑ دیے ہیں حضور سترہ  
اسکو کہتے ہیں۔ ۵

ما فیماں کوئے و دلا ریم  
سرخ بدیناے دن نمی آیم

نواب صاحب نے کہا بھی من کا شعر واحد سب سے  
بڑھ گیا پوریان ست اور سترہ بیان ست۔ من بوئے  
خداوند غورین کیا میں نے کوئی رعایت نہیں  
چھوڑی ہے۔ مثلاً ۵

کے بلبل سے بلبل گلگون سے  
مرا دین دل کی ساری پوریان ست

حضور یگانہ گلگون کے لیے پوریان۔ ہلے کیا عین کیا  
اسپر پڑا فریشتی قلم پڑا اور بڑی دیر تک نشی رہی  
دارہ غم صاحب کہ طبیعت دار آدمی تھے انھوں نے ہوقت  
پوریان اور بولیان کے قافیے میں اسی بحر و ریع میں  
کچھ شعر موزون کیے اور سنائے۔ ۵

مزہ کھا کھا جائے من و جو  
تھکائے من و من و من کے قافیہ  
مزہ میل کا پسے کوئی پوچھے  
بست آئے ہی نام و دین اور

جوانی ہر فغان ہم تو رفت  
آئینہ کا بیان و گوریان ست

اسپر کوں نے بڑا فقہر ایگہ من نے کہا حضور ان سب

شعر دن میں میرے اس شعر کا سا لطف بلکہ مزہ نہیں حاصل  
ہو آج میں گلگون در پوریون کا ذکر تھا۔ جلو پر گوچہستان بہت  
ہوئی تھیں مگر تھلا کر جواب دیا کہ گلگون در پوریون کا ذکر کسی  
کے کلام میں کیا کر سکے۔ میان میں ہی قدر ہندو کا سل معلوم  
ہو گیا ہے۔ اس غزل کی نواب صاحب نے بڑی داد دی اور میان  
جلو بھی خوش ہوئے کہ بلا ہمارے ہاتھ ہا میں نے کہا  
خداوند یہ تو سرخے اور بھانڈا لاسل ہیں مگر کے بعد اور  
کچھ نہ کہنے پائے بھانڈا لاسل کی لفظ پر بھی قلم پڑا۔ اور  
نواب صاحب نے کہا یہ سب سترہ بڑھ گئے جھمن نے کہا  
حضور بندہ بھی ایک اشعار سناتا ہے۔ سننے کے قابل ہے۔ ۵

چہ خوش گفت ست امانت و گلستان

نواب صاحب ان اشعار سے بہت ہی مسرور و مفرح  
ہوئے اور بڑی دیر تک تفریح کی۔ میان جلو پر تفریح  
ہوئے نواب جھمن صاحب گوڑے رنج میں تھے کہ کچھ مسکری  
نے اپنی حرکت سے سب ایسوں کو خفیف کیا مگر ان اشعار  
اور اس مذکورے پر وہ بھی مسکراتے پائے تھے۔ چونکہ وہ بھی  
بازنق اور صافی ذاق تھے کہ نواب اپنے جو شعر گلے کی غایت  
میں سمجھتے تھے وہ نہیں سنیں تھے۔

نواب صاحب نے کہا مجھے بہت بڑا افسوس ہے کہ  
میں نے نہیں سنے مگر میں کمال مشتاق ہوں۔ ۵

کان میں مشتاق کچھ فرمایا

نواب جھمن صاحب نے جسے امر ایلن کے بعد  
کہا حضرت دل کے کافون سے سینہ لگا۔ مصاحبوں نے  
جواب دیا خداوند جانیں لڑی ہوئی ہیں۔ نواب جھمن صاحب  
نے فرمایا کہ گو بندہ شاعر نہیں ہے۔ اور لیاقت  
بھی داہی ہی داہی ہے۔ مگر استاد کے تصدیق میں





انہی نے نکست نہیں۔ افسوس۔ اور طرز فریز صاحب وہ خاک  
اٹرائینگے کہ الامان۔ ایک بیان عسکری ہی کو نہیں بلکہ وہ ب  
ہندیوں کو لٹاڑنے والے ہیں اور سب کی خبر لینگے۔

اب سینے کے مشرفریر صاحب نے نواب صاحب سے کہا تھا کہ  
ہم اور آپ چلے آئیں ہوٹل میں ٹینگے مگر نواب صاحب نے فرمایا کہ  
میںی نال میں میرے ایک دوست ہیں لکھتی آدمی اور طرز  
مزر اور عالی خاندان۔ اُنکی کئی کوٹھیاں اور ٹینگے ہیں انکو  
لکھا تھا۔ انھوں نے ایک بست بڑی کوٹھی بجا رکھی ہے ہوٹل  
میں ملنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نشی مزاج بنی ہے

یہی کہا تھا میںی نال جن گوی کے دنوں میں اس کثرت سے  
انگیز جاتے ہیں کہ ہوٹلوں میں بھی جگہ وقت سے ملتی ہے  
اگر مشرفریر صاحب کو معلوم ہو جاتا کہ نواب صاحب  
نہ جائینگے۔ تو وہ خط یا تار کے ذریعہ سے ہوٹل کے منجر  
سے کچھ نہ کچھ بندوبست ضرور کر لیتے مگر اب سر دوست  
کیا ہو سکتا تھا۔ اگر نواب صاحب اُنکو پیشتر سے اطلاع  
دیتے تو وہ ایک روز میں تار بھیج کر کل امور طر کرتے  
بڑے غصے کے ساتھ یہ اسپیشن مرائے اور کٹ لیکر  
روانہ ہوئے اُنکے درجہ میں ایک اور یورپین منجر  
باروٹھے اُنسے اُنسے راستہ میں بون لنگھو ہوتی۔

ہندوستانیوں کی نسبت فریزر صاحب

اور منجر بارو لوی کے رائے

فریزر۔ (ن) آپ کا گناہ تنک جانے کا عزم ہے۔

بارو۔ (ب) میں بخط راستہ میںی نال جاؤنگا۔

ف۔ ہاں تو ہمارا آپ کا دہانک ساتھ ہوگا۔

ب۔ آپ میںی نال میں کمان فروکش ہونگے۔

ف۔ میں خود نہیں جانتا۔ اسکا کیا جواب دون۔

ب۔ کیا پیشتر سے کوئی بندوبست نہیں کیا ہے۔  
ف۔ ایک ہندی شل بادہ۔ چھی گھس گھس۔ میں نے  
اُردو میں اُٹل درجہ کا امتحان دیا ہے۔ لفظ تنک چراٹلی کا  
کوئی ترجمہ ہی نہیں کر سکتا۔ چاندی اوقات اسکا ترجمہ ہی  
مگر ایک لفظ میں اسکا ترجمہ محال ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں  
اسکے معنی کوئی جانتا ہی نہیں ہیں اپنی بیوقوفی سے اکی بار  
چکہ کھالیا۔ ایک نواب صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ درجی  
میرے ساتھ میںی نال چلیں گے اور ایک اپنے دوست کی  
سچی سچی کوٹھی میں فروکش ہونگے میں نے صبح کو اُنکو کھا  
کہ آپ اسپیشن پر مجھ سے ملینگے یا میرے ہاں اُنکے ساتھ  
چلیں گے۔ لکھا کہ اسپیشن کا راستہ اسی طرف ہے ہر آپ  
مجھے ملتے چلیے گا میں جو اس وقت گیا تو سنا کہ نواب صاحب  
نرمان خانے میں ہیں۔ اور طبیعت کسندہ ہے کیونکہ دیر میں  
لکھا نا کھا یا تھا۔

ب۔ آپ نے ٹری غلطی کی کہ ہندوستانی کی بات کا  
اعتبار کیا میں یہ نہیں کتا کہ ہندوستانی عوام بے ایمان  
ہوتے ہیں مگر یہ ضرور کہونگا کہ ہندوستانی وعدے کے  
پورا کرنے کو فرض نہیں سمجھتے اور بقول آپ کے۔

Punctually وہ نام سے چھی ورا  
نہیں ہیں کہ ہر کیا شو اسکے لیے ایک لفظ میں واقعی ترجمہ کر سکیں گے  
Because the article  
does not exist

ف۔ مجھے اس قدر غصہ ہے کہ زبان سے باہر۔

ب۔ غصے کی بات ہی ہے۔ غصہ کیون نہ آئے۔

ف۔ مجھے اطلاع تک نہیں دی۔ لکھا تک نہیں۔

ب۔ شرابخوار تو نہیں ہے وہ نواب۔

ف۔ میرے سامنے تو ہی نہیں شراب۔

بہت سوا انھم ضرور رکھا تا ہوا۔ یا چاند و بار ہوگا۔

ف۔ ان لوگوں کے قول و قرار کا کوئی گونہ اعتبار کرے کہیں کچھ کریں کچھ۔

ب۔ یہ ان کی تعلیم کا نقص ہے۔ تعلیم بائین تو یہ ہیں جانی رہیں۔ یہ سب جہالت کا نقص ہے۔

ف۔ اعلیٰ درجے کی تعلیم کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔

ب۔ بالکل خلاف۔ یہ بلبل جلا کی حاققت ہے کہ ہندوستان کو اعلیٰ درجے کی تعلیم دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ پڑھے لکھے

ہندوستانی گستاخ اور زبان و زار اور بے ادب ہو جاتے ہیں ہماری محبت میں چار نو سو کھ رسالہ دار ہیں اور ایک انور کا

رہنے والا ہے۔ وہ چار دن تو ہمارے مطبع میں جو کتا ہوتا ہو کر رہتے ہیں اور حضور کہتے ہیں۔ مگر کانور کا رہنے والا

ار سالہ دو ہزار ہے اور کئی حضرات نہیں کتا۔ بالکل ایسی کا دعویٰ رکھتا ہے اور وجہ یہ کہ وہ لوگ ان بڑھاپوں مگر کانور

کا رہنے والا اسکول میں پڑھ چکا ہے اور خست آؤنگی کا امتحان دے چکا ہے۔

ف۔ اعلیٰ تعلیم سے ہندوستانیوں کو بے ادبی بڑھتی ہے اور رفتہ رفتہ اور بھی بڑھ جائیگی۔

ب۔ مگر بعض رعایا عقل اسکو نہیں سمجھتے۔

ف۔ بنگال کی حالت دیکھیے کہ مینوسل کے ممبروں نے گورنمنٹ کی ایک نہ نسی سید بے فربہ ہو گئے۔ وہ ایک

کے علاوہ اور سب متفق الہاے تھے تعلیم کا یہی نتیجہ ہے۔

ب۔ ان لوگوں کو اس قدر انگریزی پڑھانی چاہیے کہ یہ کھک کا کام کریں۔ ان عربی فارسی سہکرت

کی تعلیم دی جائے تو یہ ہم بھی خلاف اسکے نہیں مگر انکو تاریخی باتیں اور پولیٹیکل امور سکھانا اہم اور ان کے

لبرل فرتنے کے لوگ اپنی جہالت سے ہم لوگوں کے حق میں کانٹے بوریے ہیں۔ میں نے تو ایک جنرل

ممبر پارلیمنٹ سے کہا تھا کہ آپ لوگ ایشیا میں بھی ایک انگریز قائم کرنے والے ہیں جب ہندوستانی تربیت یافتہ

ہوئے تو خواہ مخواہ حقوق کے لیے جھگڑیں گے اور جھگڑا ہمارے حق میں ضرور ہوگا۔ مگر اس سے کیا ملےگا۔

خاک۔ ہم تو ان بڑانے فتن ہی کے ہندوستانیوں سے خوش ہیں۔ وہ لوگ جب ملتے ہیں بھگ کر سلام

کرتے ہیں جو اتار کے آتے ہیں اور اسکے ساتھ ملنے اور گفتگو کے وقت حضور کے بغیر بات نہیں کرتے ان لوگوں

سے ہم خوش نہیں ہیں جو ٹوپی اتار کے جوتا پہنے ہوئے آتے ہیں اور منظر رہتے ہیں کہ ہم ان سے

شیک ہینڈ کریں۔ ہاتھ ملایں اور یہاں ان باتوں سے نفرت ہے۔

ف۔ بنگالیوں نے بڑی ترقی کی ہے۔

ب۔ کچھ ترقی نہیں کی تجارت کام کی نہیں۔

ف۔ مگر علم و فضل میں تو ترقی کی ہے۔

ب۔ اسوقت ہندوستان میں اور کوئی قوم انکا مقابلہ نہیں کر سکتی لال بہن کوں کا سچھن اوتھو قابل ترمین ہر لیکن اگر اسے

انگریزی نہ پڑھی متی تو پارلیمنٹ کی ممبری کی کاہے کو سہجی۔ یہ انگریزی تعلیم ہی کا نتیجہ ہے۔ اندامت کہ براست۔

ف۔ اگرچہ لبرل دھرم کی پیشین گوئی کرتا کہ ہندوستانی ممبری پارلیمنٹ کی کوشش کرینگے تو کسی کو یقین نہ آتا۔

ب۔ مگر مائی نہیں کہ کوئی ہندوستانی پارلیمنٹ کا ممبر ہو سکے اہل انگلستان اسکو ہرگز ہرگز منظور نہ کرینگے۔

ف۔ جہاں ہندوستانی پارلیمنٹ کا ممبر ہو اسکو سمجھنے کو اسی روزنا پریشیا پارلیمنٹ بھی غلط ہو جائیگا۔

## ارسل غائب غلہ

منشی مہراج جلی نے نواب صاحب کے بھی کان کاٹے۔ جس روز غنی مال جانے کو تھے صبح کو تیار کی اسباب بندھوایا جو اشیا ضروری خریدنے کو غنیمت وہ خریدیں اور من کل الوجہ سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ چار بجے تک سفر سر پر سوار تھا چار بجے ایک محلہ میں بحیثیت مہتر پہنچے کی تحقیقات کے لیے گئے اب وہاں زمین پر قدم بھی نہیں رکھتے محلہ بھڑکانا کہیں دم کر دیا ان کے ساتھ اور ایک مینوئیل کشتر بھی تھے مگر فیصدہ آدمی مولانا تاج الدین صاحب مہراج جلی یہ اس قدر کوڑا کیوں جمع کر۔

محلہ دار۔ حضور بنفیعین دو بار صاف ہوتا ہے۔

مہراج۔ روز روز کیوں بنین صاف کیا جاتا۔

محلہ دار۔ اس کی مین روز روز کیونکہ صاف ہو سکتا ہے۔

مہراج۔ برابر ہو سکتا ہے۔ یہ خوب کسی۔ ۶۔

سوق در ہر دل کہ باشد ہر بے در کا ریت

راوی۔ اس سجان امہ کیا موقع پر مصرع پڑھ دیا ہے۔

مہراج۔ ہم ایک دم سے جلال بول دیا صاحب۔

تلج۔ مطلب یہ کہ صاف رہے محلہ اس مقام پر جو تیرے

ہر اسکی نسبت دار و فہ مغانی کو روٹا کر فی چاہئے تھی۔

مہراج۔ اب رپورٹ کر دو تو یہ جگہ پٹ جائے۔

دار و فہ۔ آج ہی رپورٹ کر دوں گا جاتے ہی۔

مہراج۔ کام کو کام کی طرح کرنا چاہیے ورنہ پھر گربا بید

وہی شکل ہوگی۔ ۷۔

فش کردہ ام رستم داستان

دگر نہ لے بود داستان

راوی۔ شعر تو ایسے موقع پر حضور پڑھ دیتے ہیں

کہ گویا اسی موقع کے لیے مصنف نے تصنیف

ب۔ مین آپ سے اس میں بالکل اتفاق کرتا ہوں۔

ف۔ مین تو خوب غور کر چکا ہوں اس معاملے پر۔

ب۔ ہندوستانی بیوجہ ہی بڑھے نہیں ہیں۔

ف۔ نا۔ ہنسنے انکو سکھایا ہے کہ ہمسے لڑو۔ ۸۔

کس نام و نعت علم تیرا ز من

کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد علم

ب۔ آزادی اور حقوق رعایا ایسے ایسے لفظ سکھا کر

ان کو گون کو چنے کہیں کا نہ رکھا۔ زمین کا نہ آسمان کا۔

ف۔ اور یہ اشتہار جو ملک منظر کیا ہے اس سے اور بھی

وہ خیر ہو گئے۔ کوئی بات ہوئی اور انھوں نے عمل میں

شرع کر دیا کہ ہم مین اور فرنگیوں میں کیوں فرق

کیا جاتا ہے۔

ب۔ بہت صحیح ہے بڑی بھاری غلطی تھی۔

ف۔ اب بچتے تھے سے کیا ہوتا ہے بھلا۔

ب۔ اب یہ لوگ ہرگز سیدھے دھڑے پر نہیں آ سکتے

میں چش ام برا در فلان میں بسیار فزست۔

نواب قمر کا بہ محمد عسکری صاحب بہادر تو اپنی باری

سامانی بی عفت آرا یکم کے ہتھیار کے مونچھوں کے کوئٹے

کے سبب سے رو پوش ہو گئے۔ مہر فریزر صاحب نے

لاکھ احبار کیا سنا کہ منشی مہراج جلی صاحب سے بھی

وعدہ ہب چکا ہے ہونے دو بجلا سامانی کی بات نہ مابین بیوی

کا کہنا مال دین شہر اندر نہ یہ تو سامانی کی پیاری بیلہ

باتوں میں آگئے اس سبب سے سفر مہتری کو دیا مگر منشی

مہراج جلی کمان غائب علم ہوئے اسکا جواب منشی مہراج جلی

صہرندہ دیتے ہیں کہ میں چش ام برا در فلان میں بسیار فزست۔

نواب صاحب اور منشی مہراج جلی دونوں اسکے مصداق ہیں۔

یہ ڈال ڈال تو وہ بات بات۔

ہر نالی ہر ہر مہرانات نمودہ شدہ والانہ پنچہ بہتر شودہ اولی نمودہ آید ہے۔

من بگویم کہ این من آن کن  
من بگویم کہ کار آسان کن

بغیر شہادق شدیانہ شد۔

تلج۔ قبلہ شدہ قلیل البضاعت آدمی ہے۔

مہراج۔ الا زبان پارسی دانی تھا۔

تلج۔ میں تو اردو فوجی اچھی طرح نہیں بول سکتا فارسی بکھا اور عربی بکھا۔

مہراج۔ میں از مردانات ایرانیاں گفتگو سے نمودہ شد گفتا کہ شاہم ایرانی فصیح من گفتا۔ نا من ہندی بہت

فارسی نیست گفتا۔ دروغ و جھوٹ شہادق ایرانی

تلج۔ آپ تو بالکل اہل زبان معلوم ہوتے ہیں۔

مہراج۔ میں نے لکھا کہ فہمیں کھائیں کہ میں ہندی ہوں وہ برابر ہی کہا کیے کہ نہیں ہم ایرانی ہو۔

تلج۔ وہ آپ کا بوجھ ہی ایسا ہے۔

مہراج۔ سلیم سب ہی کہتے ہیں۔ اور پہلے میں سمجھتا تھا کہ لوگ میری خوشامد کرتے ہیں مگر یہاں غلط فہمی ایلانی ہوئی ہے

تقریب کہتے ہیں۔

انفرض محلے میں حکومت جتا کہ اردو مترن کو ڈانٹ بنا کہ نشی مہراج علی صاحب اپنے گھر آئے۔

تلج الدین کہ خمیدہ آدمی تھے اور توجہ تحقیقات کا سب

آنظام کیا مگر یہ حضرت صفت ڈانٹا ٹوٹ ہی میں ہے۔

ابنئے کہ جب شہی مہراج علی صاحب گھر میں تشریف لگے تو کچھ

آتا کہ ربوی کی طرف مخاطب ہو کہ کون کہنے لگے۔

آج ایک مکہ کی تملیکات کے لیے تھے ایک اور شہر

ہمارے ساتھ تھے ہمارے والد کو مکہ کی جات تو ہوا تھا

کیا تھا۔

مہراج۔ کارامد زب نہیں خود اسے گنڈا۔

راوی۔ یہ خود اسے کی اسے کیا مزہ دیا ہے۔ اور

پس خود اسے اور بھی مزہ ہے۔

مہراج۔ صفائی سے آپ لوگ پرہیز کریں تو وہ ہوئے گی

بس اور کیا ہے۔

صفائی سے عیب را کیا سست

صفائی گنت ہر کہ مرد خدا سست

راوی۔ ادھر صفائی کا بندہ سست اور ادھر لے ہاتھوں

شیخ مصلح الدین شیرازی کے کلام کی اصلاح بھی ساتھ ہی تھ

ہوتی جاتی ہے۔ کیوں نہ۔

تلج۔ (مسکرا کر) خوب خوب شعر یاد ہیں آپ کو۔

مہراج۔ (اکڑ کر) اب تو سب بھول گیا جناب۔

شب چہ نماز بر بست

چہ خورد با دعا و سحر و زندم

راوی۔ میں یہاں پر جہک گئے بر بست کے قافیے میں ہر دم

چاہیے تھا۔ تاکہ کوئی تمکین سے بچے ہی نہ۔

مہراج۔ اچھا آج رپورٹ بھیجیے۔ پرسن کٹی میں ہسم

سفا رخ کرینے کی یہ نظام پاٹ دیا جائے۔

تلج۔ ہاں ہاں ضروریہ تو بک کا ہو گیا ہوتا اب تک مگر

دار و دہ صاحب نے وہی ہے نہ کی۔

مہراج۔ کارامد زب نہیں خود اگلا رہے۔

ایں نصیحت نویس بر بوار

راوی۔ ابکی اور بھی ٹرہ گئے۔ یک نہ شدہ و شدہ

مہراج۔ از من ہوتا کہ کردہ اند کہ صفائی در ہوا تو ہوا

کہ صاحبان اگر گزشتہ خوب باشند کہ در ہوا موجود کی صفائی

موجود کی غیر صفائی ہر شکار و کھلا نمودہ آید ان با

شد بھی جانتے تھے چچا سو گیا۔ دادو کو ڈانٹ  
تباہی اور اب اس کو موت کے در پٹے۔ انکی بیوی نے  
کہا نہ کہ جس کا نانا اپنے کے در پٹے لگائی تو نہ کسی کی نہ  
فرمایا کہ صاحب جعفر میرے خوش بنی اس قدر اور کسی کشتری سے  
خوش نہیں بنیں وہ سب کے سب اپنی اپنی دلیل پر پیش کرتے ہیں  
اور ہم بجز بان کے سوا اور کچھ نہیں کہتے۔ سو ہم سے  
صاحب خوش ہیں اب ہمارا نام تو نسل میں لکھا جائیگا جسے تو  
انکی کا نظام کیا وہ سرے سے موقوف کیے میسرے ایک لکھی  
ہرانا کیا اور اب قصہ کہ ایک آدمی کو موقوف کر دیا  
انکی بیوی نے انکی بیٹھ ٹھوکی (ای بھائی مد) اور کہا  
وہ دادو ادا کیا کیا نیک کام تھے کیے ہیں۔ نہوا کہ فلاں  
آدمی کی روٹی تمھاری وجہ سے چلتی کس گھنٹہ سے کہتے  
ہیں کہ ایک کو چھٹا دیا اور دو پر جمانہ کیا۔ وہ  
منشی مارج ملی بولے کہ بیوی تم جتنی توہ ہو نہیں  
تم سرکار دربار کی بات کیا جانو۔  
بیوی۔ (ب) تو کسی کا روزگار لینے میں کیا گھنٹہ ہو۔  
مارج۔ (م) یہ تو ہمارا کام ہے کشتری میں زمین  
ب۔ ایسی کشتری سے تو بے کشتری ہی اچھے۔  
م۔ عورت ناقص عقل ہوتی ہرنا۔  
ب۔ چھٹے کشتری ہو ہمارے بھٹاکو تو دس  
پندرہ کا نوکر رکھا دو۔ جب جانیں کہ کچھ اکتیا رہے  
م۔ ہم تو رکھو ادین دوسو کا لکھ۔  
ب۔ ای چلو بھی۔ دوسو کا گھر کی نیکی اور باسی لگتے  
میں دوسو سے درگزر ہی تمھوں ہی کا رکھا دو۔  
م۔ اس میں ہماری بے عزتی ہے۔  
دس کا نہیں۔  
ب۔ ای ہو۔ اور تمھارے چچا تو پانچ ہی دیو پاتے ہیں

اور مذکور ہی ہیں۔  
م۔ ایسی باتیں کشترون سے نہ کرنی چاہئیں۔  
ب۔ ای ہو۔ لو اور سنو۔ تو اب جو درو پانچ کشتری چلا  
اچھی لکھی ہو۔ اوچھے ہو ہماری جان میں۔  
م۔ ہکو صاحب لوگ کرسی دیتے ہیں برابر کا۔ ذرا تم  
ہم سے سمجھ کے بات کیا کرو۔  
ب۔ پھر اس اوچھے پن سے مطلب کیا ہے۔ آدمی کو  
اپنی لیاقت کے موافق بات کرنی چاہیے۔  
م۔ او چھاپن نہیں۔ سمجھا تاہوں نمکو۔  
ب۔ ای تو صاحب تمھیں کرسی چھوڑ جانے  
بٹھائیں ہکو کیا سناتے ہو۔  
م۔ کیا دل لگی بازی ہو بھلا اور کوئی تو جا کے کرسی پر  
بیٹھ جائے۔  
ب۔ تمکو گتے کے مزد دیے گئے ہیں بک بک بک  
بک بک زبان ہو کہ کشتری ہو۔  
اس تقریر کے بعد منشی مارج ملی صاحب باہر کے  
کمرے میں تشریف لائے تو ایک دوست سے گفتگو میں  
کہنے لگے کہ یاد آج کل بڑی عظیم الفرضی رہتی ہے صبح و  
شام برابر شہر کا دروازہ ہوتا ہے مگر کشتری تو سر زمین ملی  
کوچے تک ایسے صاف ہیں کہ چاہیے سنا اچھالے جائے  
اب بٹھ کے ساتھ گئے اور دست فریب لگایا مگر ان کے  
دست جو آئے تو ان سے خوش گئی بنی مٹھا ہوا دراصل  
اور وہ ایسے تھکے کہ بٹھ سے تو اس بٹھ سے کہ مکان کا  
جناں لکھ کر جائیں گے۔ فرمایا کہ حضرت منشی دلیکے کہنے  
آپ کو سناؤ ان اس وقت۔ جناب کیا کلام ہو۔  
لکھ سے حق کے آگاہ ہو کچھ دین  
پاے دشمن سے سدا کتا ہو فرق دشمن

گویا بیان بڑی کرمی ہم پر جاتے تھے۔ اعز ا اقربا سخت  
افسوس میں کہ اب یہ بیچارے خدا جانتے نہیں بھی یا نہ کہیں  
جتنے تھے سب پھر وہ خاطر اور افسردہ دل کے خدا پر کر کے  
بہاؤ کا سفر کو خدا ہی عزت رکھے تو رہے۔

گٹاری پر سوار ہوئے تو دس منٹ تک آدمیوں کو ہدایت  
کی کہ یہ کرنا اور وہ کرنا اور چین و جان اور این و آن۔  
بعد خرابی بعد روانہ ہوئے اور اسٹیشن پر پہنچے تو بلبلے  
ریٹل رہے ہیں۔ اب نہ یہ معلوم کہ ریل کس وقت جاتی ہے؟  
اور کس وقت آتی ہے؟ یہ معلوم کہ اب وقت کیا ہو کر رہے ہیں  
کسی پر اسے واقف ہی نہیں۔ بالکل کوہرے تھوڑی دیر کے  
بعد گھنٹی بجی تو آئے ایک کانسٹبل سے دریافت کیا کہ  
نیئی ٹال کب ریل کس وقت جائیگا۔ اسے کہا نیئی ٹال تو  
ریل نہیں جاتی آئیں نیئی ٹال نہیں جاتی !! واوہ اور اجاتی  
کیوں نہیں ہو۔ اسے کہا جاتی ہوگی۔ ایک کلرک سے پوچھا  
کیا۔ بابو صاحب نیئی ٹال کی ریل کس وقت جاتی ہے۔ اسے  
کہا کالج کو دام تک جاتی ہوئی ٹال نہیں جاتی۔ آئیں۔ اور  
کیوں بابو صاحب پھر وہاں سے کس آری پر جاتے ہیں کہا  
ہاں سے ٹو پر جانا ہوتا ہے۔

بابو۔ (ب) آپ کہاں تک جانو لاؤ؟ یہاں سے  
مہراج۔ (م) ہم تو اس وقت کی ریل پر نہیں آتے  
ب۔ ریل تو کبھی بریلی کی ریل تو چلی گئی۔

م۔ ارے! لا حول ولاقہ۔ بری ہولی واہ۔  
ب۔ آخر آپ کیا سوچتا تھا اب تک۔  
م۔ سچے کسی نے کہا یہ نہیں کر نیئی ٹال کی ریل چلی گئی تو  
ہم پیٹھ سے ہی آجاتے۔

ب۔ نیئی ٹال ریل نہیں جاتا۔ کالج کو دام کجا ہوا ہے  
نہیں جاتا۔ وہاں سے ٹوٹا ڈاڈھی پر جاتا ہے۔

برق کا کام نہیں بینین کا آہن  
کلاس کے صوف میں جو جاتا ہو وہاں  
سر پہ بیٹن بڑی خون سے توڑ کر  
موم چار۔ آٹھ صابون صفت بلکڑ

مہراج۔ کچھ دن پہلے بھی مرثیہ کہا تھا جناب۔  
راوی۔ درین چہ شک حضور ایسے ہی طبیعت دار ہیں  
آپ کا مثل کہتے کو۔

تو کار زمین را نکوسا ختمی  
مرثیہ گو ہو تو حضور کا سپاہ کیا لکنا ہے۔

منشی مہراج علی صاحب تھے ہوتے تھے عے لکھ  
لکھنوی کے بندن ہے ہیں۔ کسا سفر اور کسا نیئی ٹال  
حضرات ناظرین عودی غور فرمائیں کہ کجا سفر نیئی ٹال پر  
وقت قریب کجا لکھ کر مرثیہ اور کجا بیوی سے مہر کی پٹی  
کی ٹن برائیاں کہ میں ایسا اور میں ایسا اور مدد سہا ہی پسیا۔  
ہم چون یکے نیست میں نے یہ کیا اور وہ کیا اور اس وقت  
کل منو بسپٹی کی ناک ہوں اگر میں ملو دم ہو گیا تو گویا ناک  
کٹ گئی تھیں چہ میگو کیوں کے بعد حضرت کو یاد آیا کہ  
در ریل گھر اجاؤر سفر کرنا ہے اسباب تو بندھا رکھا تھا ہی

کرا لے کی گاڑی منگوائی۔ اب اسے میں نو کا عمل ہو گیا  
خدا شکر واپس آیا کہ حضور اہل درجے کی گاڑی ملتی ہے۔  
سکن کلاس کی نہیں ملتی۔ کہا اچھا۔ در ریل گھر تک کے  
دیکھے۔ واپس آنکر آدمی نے کہا حضور ۱۲ مارچ تک ہے۔ کہا  
اچھا بمبئی لاؤ۔ ایسا سوچ کر کچھ لکھا دیکھ لکھ اندہ ہمدہ  
خواہر شد آدمی گیا گاڑی کے نکالنے اور ٹوٹوں کے چھٹنے  
اور ساز گارے میں وہ صبر و خیر خدا کا کہ گاڑی آئی۔

اسباب لا دا گیا منشی مہراج علی صاحب کے اندر گئے زندہ  
میں سے کوئی ہون گھٹے کے بعد شریف لائے بیوی کے نزدیک

م۔ تو اب ریل نکل گئی غضب ہو گیا۔ تو بے۔

ب۔ ریل تو ہو چکا دو کوس۔ لیکن تین کوس۔

م۔ بھلا اس ریل پر نواب محمد عسکری صاحب تھے۔

ب۔ رانا ہیں۔ رونا نہیں تھا۔ ایک ہندوستانی تھا جگت کپور ٹاٹھی پرودہ۔ ہم نام نہیں جانتا۔

م۔ اور بعد اسٹر فریزر صاحب اسسٹنٹ کمشنر تھا۔

ب۔ تھا جسے بولا نواب محمد عسکری۔ ہمارے کو دھوکا دیا۔

م۔ بڑا افسوس ہوا۔ گلاب بھٹتا نے کیا ہوت ہر کہ چرائیا چک گئیں حکمت۔

خوشی مزاج بی صاحب اپنا سامنے لیکر اسٹیشن پر بیگ روانہ ہوئے اسباب دوسری گاڑی پر لا کر گھر بھیجا۔

خود بدولت نواب محمد عسکری صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے جب گاڑی کو کھینچ میں پہنچی تو نواب صاحب سمجھے کہ مسٹر فریزر صاحب آگئے گاڑی کی کوڑا گراہٹ سننے ہی ایک کمرے میں چلے

رہے اور مصاحبوں سے کہدیا کہ گنا ابھی تک آنکھیں کھلی آرام میں ہیں۔ کمرے میں دیکے بیٹھے تھے کہ چوہ دار نے غصہ کیا حضور منشی مزاج بی صاحب تشریف لائے ہیں

مگر نواب صاحب کو یقین نہیں آیا انکے دل پر جم گئی کہ مسٹر فریزر صاحب ہی ہیں آدمی کو چپکے سے بلا کر کہا بھٹی بڑا خدا غور کر کے دیکھو مزاج بی صاحب ہیں یا فریزر صاحب ہیں

اتنے میں مزاج بی کو کھینچ کے اندر داخل ہوئے مصاحبوں نے آداب عرض کیا۔ پوچھا نواب صاحب کہاں ہیں۔ اب کوئی جواب نہیں دیتا۔ سبغا موشت

ایک ایک کی صورت دیکھو رہا ہے کہ اتنے میں نواب صاحب تشریف لائے۔ کہا بھی والہ میں سمجھتا تھا کہ مسٹر فریزر صاحب بھی تمہارے ساتھ ہی آئے

میں مجھ سے وعدہ خلائی ایسی ہوئی کہ اب میں

اگر کچھ نہیں دکھا سکتا بڑی بڑی ہوئی۔ مگر غصی ماضی گذشتہ راصلوۃ۔ مزاج بی نے دریافت کیا کہ آپ نے سفر کیوں ملتوی کر دیا کہ آپ اس کا حال نہ پوچھتے۔

ہندوستانی تھے کو خدا غارت کرے۔ مزاج بی نے کہا میں سمجھا نہیں کہ ہندوستانی کے کیا معنی اور ہندوستانی نے کیا جڑ لگی کی۔ کہا بھائی صاحب میں والہ اسباب روانہ کر چکا تھا اور طفت یہ کہ گھوڑے ریل کے اسٹیشن پر بھیجے

اور تراب علی کو ہمراہ آگئے بھجی کہ ہمارے آئے کے منتظر نہ رہنا وقت پر ریل پر گھوڑوں کو چڑھا دینا اور تم ساتھ جانا ہم فرٹ کلاس میں ہونگے وہ گھوڑے تو روانہ ہو گئے اور تراب علی آگئے ساتھ گئے اور اسباب کی

ٹھیل اسٹیشن سے واپس آگئی اور ہم بیان خیمے دند مارے ہیں فریزر صاحب اگر مجھے اس وقت پائین تو ذبح ہی کر ڈالیں والہ مگر الحمد للہ وہ۔ وہ

اغصہ دور و مجبور رہا کیا قصور ہوا کہ میں۔ اب آپ اپنی سرگذشت کہیے۔

منشی مزاج بی نے اصرار کیا کہ پہلے آپ فرمائیے کہ التوا کا سبب کیا تھا۔ پھر میرا حال زار سنیں۔ ایک داستان ہر

نواب محمد عسکری صاحب نے التوا سے سفر کا سبب اصلی بنا دیا کہ ہماری سالی صاحب تشریف لائیں اور

انھوں نے مجھ کو مجبور کیا کہ ہرگز ہرگز نہ جاؤ انکے بڑے لڑکے کی موتیوں کا کوٹہا ہونیوالا ہے۔ اس تقریب کے لیے انھوں نے روکا اور لاکھوں فیسیں بن کہ ہرگز ہرگز نہ جاؤ۔ اگر تم جاؤ گے تو میں عمر بھر بدنامی اور بے برای

رہج ہوگا اور یہ اور وہ۔

انھوں نے بالکل مجبور کر دیا آخر الام بندہ گھر میں چھپ گیا اور

انکے دوست ہی بدنام ہوئے اگرچہ شرفی ہوئے وہ بال پناہا سالانہ

لئے

لئے

لئے



نواب۔ (ن) آپ بھی دامد طرفہ بخون میں صرح کر چکا  
سمجھا چکا کہ ہماری سالی آئین دارا بخون نے اصرار  
کیا کہ رط کے کی موچون کا نوڈا اچھوڑ آپ ابھی وجہ  
دریافت کر رہے ہیں تو میں اسکو کیا کر دوں۔

م۔ ہاں یہ باعث ہے۔ لاجل ولاقوہ۔

ن۔ بھائی یہ ہندوستان۔ کون ہندوستان۔

بوسے گل نالہ دل دو درخاں محض

جو تری نرم سے لکھا وہ پریشان لکلا

ہزار ہا بار پیشتر مجھے مگر دامد سہی ہی نہیں ہوتی  
م۔ اور صاحب جان کے ہاں لکھنے کماں۔

ن۔ دامد اعلم کسی ہول میں تنگ جاٹیکے۔

م۔ مہرقت تو ہوگی۔ تکلیف تو ہوگی۔

داروغہ۔ حضور کی پادش سے۔ آپ تو مزے

سے بیٹھے ڈیٹھ خالگائے کوا کرارے ہیں۔ بیٹے

زور صاحبانی آپ بھگت لینگے حضور کو کیا لگی ہے۔

م۔ شنب دلارام سے گذری ہے۔

آخرت کی خبر جدا جانے

مگر واقعی ہندوستانی لوگ اسی سبب سے بدنام ہیں

اور حضور نواب چھٹن صاحب بہادر خدا گواہ ہے ۲۰

جو غلام کو ذرا بھی معلوم ہوا اس وقت کہ اس النوا

کا سبب کیا تھا۔ ہمارے سرکار تو ایسے جا کے

چھب رہے کہ توبہ ہی بھلی اور صاحب مسکھٹائے

میں ہو گئے اور ہر وہندے غصے کے سرخ اور بیان

کا تو تو کو نہیں بدن میں

اور میں اور چھٹن جب سلنے آئے تو غضب

ہو گیا۔ آگ بھسکا ہو گئے بہت ہی بڑے کم کو

کیا ہوکوتا شا کھا ہی بھاگ جائیہاں سے مادیہ دونوں

غشی مہراج ملی نے کہا ہم آگے بان سے نصرت ہو گئے

تو ایک غذا کیا کہ کل فلان منع پر جا کر تحقیق کیا

تلیج الدین صاحب کے وہاں ضروری امور کی تحقیقات کی

اکی تا کی کی داروغہ کو بلوایا۔ وہاں ٹھائیں ٹھائیں رہی ہاں

گھر پر گئے تو اسباب بندھوانے اور لعدارنے اور کرانے کی

گاڑی سٹکوانے میں عرصہ ہو گیا۔ گھر کی گاڑی چلی ہوئی پراسپر

ہو امیں جاتا مناسب تھا اسٹیشن پر پونچے تو سنا گاڑی

ردوان ہوئی۔ این چلیا پنا سامنے لیکر رہ گئے۔ دریافت کیا

کہ نواب محمد عسکری صاحب بریلی کی گاڑی پر گئے ہیں سنا کہ

نہیں۔ پوچھا فریض صاحب گئے ہیں۔ سنا ہاں۔ اسباب گھر

بھیجا فرمایاں آئے کہ آپ سے دریافت کریں کہ آپ کی

سرگذشت کیا ہے۔ داروغہ نے سکھ کر دے دانوں

کما حضور دونوں صاحب ایک سے ملے۔ اور فریض صاحب

اپنے دل میں بہت حیران کیا ہو گا اور برائے کی وجہ

ہے۔ اس سے وعدہ کیا کہ ہمارے دوست کی کوٹھی میں

چلے آئے۔ آپ ہوٹل کا ہرگز ہرگز بندہ بہت نہ بھیجے گا

اور انکار اطلاق عین دی کہ ہم نہ چاہیں گے۔ جل جہنم کے

خاک ہو گیا ہو گا۔ محمد عسکری نے کہا پھر اب تو جو ہوا

وہ ہوا ہے

نواب رست بیانا درخار زیم۔ برتے ناصح صبح و شام ازیم

۶۔ اولما زیمو وخرقہ و سائوس گزفت

داروغہ کھلکھلا کر نرس پڑا کا حضور یہ سب سمجھ کر۔ گھر پر

بدنامی ہوگی۔ نواب صاحب نے اس کے جواب میں پھر طرہ

اگرچہ بدنامی بہت زور عاف فلان

مانخی خوانیم سنگ و نام را

مہراج۔ (م) آخر نصرت یہ تو دلیہ کہ یہ سب کیا ہوا کیا

تقلید لیجا نا کیوں اتھی ہو گیا میں تو اپنی بوقی کو جہانے

چھٹن۔ بڑے افسوس کا مقام ہے لاول ولا توتہ ۵

شوق ہر رنگ رقیب سر و سامان نکلا  
قیس تصویر کے پرے سے بھی عریان نکلا

جو کام ہندوستان میں نے کیا آمد کی عنایت سے دور آکر  
ہوا اور اس غویت کو ملاحظہ فرمائیے کہ سالی کے لڑکے کی  
موت بچوں کا کوئی انداز اور حضورِ محبت۔ اب صاحب سے ملے  
بھی نہیں۔ ننھے والدہ ڈوب دی۔ بری سی اور بھی ڈوب دی۔  
نواب۔ یا رہٹ دھڑکی کی سندھین چھٹی صاحب۔  
چھٹن۔ بس خاموش رہو اور دل میں شراؤ۔

ن۔ اچھا ہار کیا تصور ہے۔ بھائی صاحب! میں  
چھٹن۔ اب کیا نہیں صاحب۔ تصور تو میرا ہی ملر سر۔

ن۔ اب کیا تصور تو خیر مگر ہوئی بیٹھ صاحب۔  
چھٹن۔ اب وہ سب انگریزوں میں ذکر کر نیکے۔

ن۔ بھڑخی باغی کی کیا ہو سکتا ہے بھلا۔  
چھٹن۔ دن کو اُسے ملنا تھا آپ کو کوئی اور مستقول حیلہ

کرنا تھا بس چٹی ہوئی۔ مگر تم تو چلے بھی گراہ۔  
ن۔ اول تو بندہ اب اُسے ہی گائیں۔ والدہ۔

چھٹن۔ یہ نہ کیے۔ ملاقات کیسے کیسے ہوئے ہی گئی  
ن۔ دور دور کی صاحب سلامت کر لی بس۔

چھٹن۔ خدا کرے موٹل میں کوئی جگہ مل جائے۔  
ن۔ موٹل میں کوئی جگہ ملے ہی گی۔ اسکا کیا۔

چھٹن۔ بھئی سنتا ہوں گرمی کے دنوں میں  
وہاں موٹل میں بھی جگہ نہیں ملتی صاحب لوگ حق جوق

ٹوٹ پڑتے ہیں۔  
ن۔ خدا ایڑ کرے۔ تو تو آگ ہی ہو گیا

ہو گا۔  
چھٹن۔ یہی تو بڑا خیال ہے اور خیال کیا ہے۔

اُسے لڑپا ہون فقر ہو گئے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں داروغہ  
صاحب نے آنکر مگر حضورِ شریف صاحب کا بیڑا آیا ہوتا  
ہے صاحب بڑے خفا تھے۔ چیرا سی جو ساتھ گیا تھا اُسے  
بیڑے سے لے کر صاحب کو نواب صاحب نے بڑا خفا کر دیا تو صاحب  
نے بیڑے کو بلوایا۔ بیڑے نے جھک کر سلام کیا نواب صاحب  
نے پوچھا کہ تو تھارے صاحب گئے۔ کہا ہاں جو رگے  
مڑا جو رے بہت بچار (بیزار) تھے۔ چیرا سی سے رات  
میں دو چار بریا کھا کر نواب نے ہلکو دھوکا دید اب ہم  
اُسکے دھوکے میں نہ آئیں گا اور اُٹی سن (کیشن) پر صاحب  
لوگوں سے بھی شکایت کی۔ کہن کہ جسے ادا کر کے  
نکل گیا نواب ہم ہوٹل کا کچھ سامان نہیں کیا۔

نواب۔ ہماری طبیعت سُست ہو گئی۔ ہمیں ہمارا  
کیا تصور ہے ہنسنے دو سامان کر ہی دیا تھا۔ مگر اتفاق

سیرا۔ ہاں جو رانی چھاگ ہوئے گوا ہوئے۔  
داروغہ۔ ارے بھی گھوڑے بنی تال ہوئے۔

نواب۔ ہاں گھوڑے تو ہم بیچ مکے تھے بھیجی۔  
سیرا۔ جو ر بڑے چھہا تھے رام دہائی۔ اور۔

نواب۔ اچھا بھروسہ مجبور ہیں۔ ہمارا کیا بس ہے  
من مگویم کہ این مکن آن کن

مصلحت ہیں و کار آسان کن  
سیرا۔ ہاں حضورِ نوی ہی کا دیکھا جاوے۔

راوی۔ نواب صاحب نے شعر بھی خوب ہی برخل چڑھا  
اور سیرا بھی خوب تہ کو ہوئے گی۔ دونوں ایک ننگے ملے۔

داروغہ۔ تم اس شعر کے معنی سمجھ جیسا سیرا صاحب  
سیرا۔ ہاں جو رانی چھاگ ہوئے گوا ہوئے۔

مہمیں۔ کیا خوب یک نشہ دوشد بہت خاصے۔  
چھٹن۔ آدمی مذاق کا معلوم ہوتا ہے۔ وہ بھی سیرا۔

<p>ن۔ تو پھر اب تو کچھ نہیں ہو سکتا بندہ نواز۔  م۔ گزشتہ ایچہ گزشتہ اب کیا ہو سکتا ہے۔ ۴</p>	<p>جملو۔ ای سبھی امد کیا بات پیدا کی ہے۔ اور جیوں کا لفظ  خوب فرماتے ہیں آپ۔</p>
<p>چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی</p>	
<p>ن۔ تو حضرت بیان عاقل آپ نے کس کو قرار دیا ہے۔  عقل تو جاہلہ کے عقیدے کے ساتھ نفرد ہو گئی عقل کی جاہ</p>	<p>نواب چٹین صاحب بھی سمجھ گئے کہ دل کی مذاق کی مگر ساری  جملو اور شی مولیٰ دونوں نے تعریف کی۔ نواب صاحب نے  دوسرا شعر پڑھا۔ ۵</p>
<p>آنرا خود ندیدم چو کشود کار خود را  یہ جنوں حوالہ کر دم ہمہ کار و پار خود را</p>	<p>طرارہ بھر کے ہو جائیگا کہ میں لاسکاؤنک  سر خشتگان گور بھی کس درجہ عالی ہے</p>
<p>بس عقل کو رخصت دیدی۔ بر طرف کر دیا۔ ۶  والدہ ہوشیار دی ہر دست ہے۔ ۷</p>	<p>جملو۔ خدا گواہ ہے کیا بلا غت ہے کلام میں۔  مہراج۔ اب اس سے زیادہ عالی تانیہ کیا باندھ گیا ہے  بس انتہا تو بان جناب اور اشعار فرمائیے۔ ۷</p>
<p>ہوش مست کہ سطر بحد و در دست  در بھینکند مرغان منداو  دار و قحط حضور تیل رباعی ہے۔ خدا گواہ ہے۔ فلم توڑ دیے  میں والد کیا کتا ہے۔ ۶</p>	<p>شکار آہو جین وطن گرداب عالم ہے  تنگ قلزم سیماب بندوق و نالی ہے</p>
<p>ہر چند کہ بھید از نفس تنگ تیرت  م۔ سیرانیون کا کلام ہے کہ کیا کتا ہے۔  ن۔ میں ایسے دیے شعر تو بڑھتا ہی نہیں۔</p>	<p>م۔ گرداب عالم ای سبھی امد لے اداوا۔ واہ۔  جملو۔ اور تنگ قلزم بہت دقت پس آدمی ہیں وہ  کیا پاکیزہ کلام ہے۔</p>
<p>ممن۔ حضور بیان جملو کا کلام سننے کو بہت ہی چاہتا ہے  کیا خوب فرماتے ہیں طے شاعر ہیں۔</p>	<p>راوی۔ سب دونوں طرف سے دقت پس آدمی ہیں۔  ن۔ حضرت کتا بہت شکل ہے عرض کیا ہے۔ ۷</p>
<p>ن۔ کیا کتا ہے صاحب مگر حافظہ اور سعی اور پس تیرت  دیگر نے انکے کلام کا۔ تیرت بہت کیا ہے۔ اور ہکو والد  یہ بات پسند نہیں۔</p>	<p>راہ آشفہ و حیران ہرنگ نفخہ خندان  ہمارے تو سن رہا ان کی پاجالی ہے</p>
<p>ممن۔ حضور بیان جملو کی گویا میں خیر ہے۔  ن۔ یہ سب کچھ میں شہسوار کیا بڑے ہیں فیلبانی  میں کہ قدر و خصل ہے کچھ کتنے اچھے ہیں جتنے ایک نکل  کسی بھی مگر استاد کی اصلاح اچھی آپس نہیں ہوئی ہے۔  سنئے گا۔ جناب مولوی جلال الدین صاحب۔</p>	<p>ممن۔ حضور یہ فیظیر شعر ہوا ہے۔ فلم توڑ دیے ہیں  اسکو چھ بیان جملو۔  جملو۔ جی بندہ خوب سمجھ رہا ہے۔ کیا نے سمجھ ہوں۔  راوی۔ سمجھے اور پھر کے ہوئے اس کچھ کے صدقے۔  ن۔ شعر تو اس میں ایک ہوا ہے۔ ذرا غور کر کے سنئے۔</p>
<p>سرخو چشم ریا بار کی کیا خصلی ہے  چھپا ہوت میں جیوں اور خصلی ہے</p>	<p>کسی کے ناگہر سوز نے طوفان اٹھایا ہے  عجب نیلہ کشتک دتر کی بطرفی بجالی ہے</p>

<p>کیون کیا کیوں جنان میں ہ کے ہم کو اپنے حاکم میں میں جو رہن جو ان ہم کو اپنے غم کے کو بھلے میں پہ اس مغل طرب کا ذکر نہ کر جو جبین ہر مشورہ نہ ہر مثال رنگ حور دراز تصور ہے۔</p>	<p>بہارے ہیں در مضمون شریر لاش گل پر طبیعت اصغر موزون کی دینا سے نالی ہر میں اور چمن صاحب اور دار در خواص نے ملے ان دونوں کو خوب بنایا اور یہ دونوں حضرات خاک نہ سمجھے کہ یہ کس پہ پور ہی ہر بول کے جاسے بخت ہوا حضرات ناظرین مقرر فیض صاحب پیارے نونی ٹال میں جا کر رحمت میں بیٹھے۔ نہ پہلے سے ہو مل کا بدست کیا تھا اور نہ کسی دوست کو لکھا تھا وہاں پہنچے تو انہیں ہو مل میں گلہ نشین۔ ہل کے ہو مل میں سب کمرے رنگے ہوئے۔ کن کے ہو مل میں ایک ایک کمرے میں دو دو سا فریج دوسری کمرے ہوئے کیا لون ہو مل میں مسافروں کی کثرت۔ پرس کے ہو مل میں تل لکھنے کی جگہ نشین۔ فریج صاحب پیارے کو خواہ لاہر ہزار خواہی ایک کو بھی کے تین کمرے دے گئے کو ایسے کو ملے اور اسی کو غنیمت سمجھے۔ مگر جو رومین ملا اس انھوں نے ہندوستانیوں کی عمدہ خلائی کی شکایت کی۔</p>
<p>این چه بزم است کلب بر پیام ستانجا بادہ خورشید و قدح ماہ تمام ستانجا نواب غنیمت آرا بیگم کے صاحبزادہ بلند اقبال محبت خصال کی موچھوں کے کو ٹون کی تقریب کی دھوم دھام اور کون اختتام ہوا گار زمانہ بلند جاسے خود ایک کچھ در بار ہا ہوا انکی ہری مٹی سات ساگون ہی زون کو جا کے ایک ایک لونگ دے کے کوئی کہ حوالت کے دن بیکو صاحب بان صحنک ہے۔ آپ نور کے تڑکے گردن تشریف لے گئے گا بیگم صاحب نے تاکید کر دی کہ ضرور در آئے گا۔ ادھر سنا کو حکم دیا گیا کہ چانی کی سات تمکاریاں تیار کر سائیک سونے کی پیالی بنوائی گئی سات نمین تیار کرانی کیسین جنین سسے مونی اور جنیان نمین کریم کے سرخاچ سات دوپٹے سنگی جنین بچھا لگا ہوا تھا۔ جو روم کے سات پتے جوڑائے۔</p>	<p>موچھوں کا کو ٹون بہارائے الہی چمن پری ہو جائے یہ زرد زرد ہر اک شکر ہری ہری ہوئے الہامہ۔ آج گلشن مضمون میں وہ روح افزا بہار ہر ماہ فرور دین مجھی اسپر شمار ہے۔ نہ ہا و صد سالہ کے ساتھوں میں جام مل ہر ادریوسف گل کی فصل میں زینچلے مل حوران شتی حلد علی اور مچان ملاو علی چرخ برین سے فرق زمین پر بار کا چون ٹٹے کے ضوان گر اس بہار طر فر کو دیکھ پائے تو بشت کو بھول جائے بغیر بشت میں بہا جانے لگا حور و میں جنین ہندکسا سازا ناز نہ کر شہر دا و کما ہ۔</p>
<p>جموالت پیروں کی کرامات کے دن دھرم کا پیسہ ہر ممودار ہوا اور دھرم خاص بننے کا کریم طہارت تمام در حیات مالا کلام اچھوتے بانی سے زردہ پکا مالگل در رنگ کو فوط دیکھ خلسہ رکھ دیا۔ اچھوتی مٹی ہوئی سویاں کیسین حکیم صاحب کی بڑی تاکید تھی کہ دھمکی کی سویاں بنوں۔ اسپر بڑی تین دیجانی۔ خاص بننے و مین مجلس امنی میں سات کورے طہارت آئے ایک کمرے میں اسی غص سے دوش بچھا تھا۔ انہی ش پر نیا ستر خان بچھا گیا مری نے طہارت اور مین رکھ دین سہاگون نے مٹکے طہارت لائے شریعہ کے حکم صاحب</p>	<p>بہارائے الہی چمن پری ہو جائے یہ زرد زرد ہر اک شکر ہری ہری ہوئے الہامہ۔ آج گلشن مضمون میں وہ روح افزا بہار ہر ماہ فرور دین مجھی اسپر شمار ہے۔ نہ ہا و صد سالہ کے ساتھوں میں جام مل ہر ادریوسف گل کی فصل میں زینچلے مل حوران شتی حلد علی اور مچان ملاو علی چرخ برین سے فرق زمین پر بار کا چون ٹٹے کے ضوان گر اس بہار طر فر کو دیکھ پائے تو بشت کو بھول جائے بغیر بشت میں بہا جانے لگا حور و میں جنین ہندکسا سازا ناز نہ کر شہر دا و کما ہ۔</p>

نے مہینے تھوڑے کو حکم دیا کہ ساتوں ڈوٹے لے آؤ ساتوں  
تھیں مٹلائی کو حکم دیا کہ چاندی کی تکراری کو حوض میں  
غوطہ دے کر پاک کرے۔  
چوڑی والی نے کہ بڑی سبھی نکلی۔ بالکی اور سرین ادا  
کم سن عورت تھی سات سچے جوڑے جوڑوں کے  
آگے لکھائی اور گوکھوڑے بند تھے۔ اور بانگہا کی کرلی  
اس لالہ بالی اور جوانی کے لئے میں تنواری چوڑی لالی  
کے ہاتھوں میں جو کالی چوڑیاں تھیں وہ خود بڑا جوین  
دکھاتی اور دل کو لکھاتی تھیں یہ سبھی چھ بربق دم چوڑی لالی  
نہیں بھری میں طاق اور اس وقت اس شعر کے مضمون کی تصدیق

سید چوڑی بہت آن دکارے  
برشاخ صندلی چھیدہ مارے

نیر ساتوں جہان پر چوڑی کے جوڑے رکھے گئے اور ایک  
چاندی کی رکابی میں آٹا منگوایا گیا اور آئین چاندی کی  
چوڑی کھلی گئی اور کھی ڈالا گیا۔ اور ناڑے کی چار بنیاں لالی  
گئیں اور سرساک کے گھڑ کی شیشی رکھی گئی بیگم صاحبہ نے  
کوٹہ منگوایا اور آئین سے سیاہ نکالیں۔ اور کوٹے کو  
بالائی سے بالکل ڈھک دیا اور آئین کا بورا چھڑکا۔  
صندلی کی ٹکیاں سونے کی پیالی میں چھبکی ہوئی تھیں  
عفت آرا سلیم نے صندوچے سے ایک تھنی نکالی اور  
پیالی میں ڈالی۔ اور پانچ اشرفیان چوڑی میں چاندی کی بربق  
بیگم صاحبہ بہت بے تعلقی دکھائی ہوئیں سہاگونوں نے  
تھیں سپین اور سرخ کوبہ کے دوپٹے اوڑھے بیگم صاحبہ  
نے نیکے ن سے کہا کہ آپ بہن بیاڑ دیجئے جب نیاز ہو چکی تو  
بیگم صاحبہ نے کہا باہل مدد سے اپنی انھی صندلی سے زردہ  
کھٹا با اور اپنی مٹھلج کے موافق صندلی کو جھٹلا کر اسکے بعد  
مراد صاحبہ بولے گئے کہ کس کے کوٹے پر نیاز ہو چکی ہے

نیاز دی اور پانچ اشرفیان چوڑی میں بیگم صاحبہ نے  
جائے میں بچوں نے سہلے۔ پانچوں کھلی ہیں۔ چوڑی اور  
دو دو مولوی صاحب کے لیے جین لکھتاسے۔

جب سبیل کے کوٹے پر مولوی صاحب نیاز دیجئے تو لڑکے  
کی سبکی سنوں اور جی زادنہنوں نے لڑکے کی موچون پر  
صندل لگانے کا قصد کیا مگر نیک کے ہاتھ میں نیکر لکی  
بیگم صاحبہ نے مٹلائیوں کو حکم دیا کہ شیاں گائیں ان تھیں  
بھاری بھاری جوڑے تھے اور سبھی چوڑیاں اور تھیں جنکیا  
کی نیکر لکی گئی تو بیگم صاحبہ نے پچیس اشرفیان اور بڑھادین  
اور کاسپی جلدی لگا اور کوئی تھیں بھاری دے  
بسنوں نے کوڑی میں پچیس تکی موچون میں کھین اور پچیس  
صندل چھڑ کوڑی میں سے لڑکے کی موچون پر لگایا۔  
مان نے سہاگونوں کے بلاتیں لیں۔ اس طرح چھوڑی درخانے بھی بلاتیں  
ہیں اور سب سے بڑی چھوڑی تار کو مٹلائی اور جوین اور  
کبرٹن کو دیے۔

بھری باہر دوڑ کر جویدار کو حکم دے آئی کہ نوبت ہو اور  
سما با دھاری بنجے لگی جسے گھوڑے سے سامین کا دل غشہ  
بنگیا اور روح فطاشادی دو فورطرب سے دھکے لگی۔  
اور جویدار دن اور چہرہ سونے میں مہری سے کہا دھاری  
طرح سے سرکاجین مبارک کا شہ کدہم اسی دن کے منظر تھے  
آج خاطر خواہ انعام پائیں۔ سوئی خوشی گھر جائیں۔

مہری نے ان کو مست بہت عرض کی سرکار عملے نے  
مبارک باشندگی جو۔ اور کہتے ہیں اسی دن کے منظر تھے  
بیگم صاحبہ نے حکم دیا کہ عملے کو پانچ اشرفیان  
دلوادی جائیں۔

اب سینہ کے کسی ضرورت سے عفت آرا سلیم نے لوانج عسکری  
کو اندر بلوایا تو لوانج صاحب س چوڑی لالی کو کوٹھیر ٹوٹ گئے

<p>ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ میرے رخصت ہوا اک وہ کے ساتھ</p>	<p>لو کسی ہمانے سے ذرا اور موقع گھر رنے کلمے بیگم صاحب نے ایک پیش خدمت کو حکم دیا کہ اب خاصہ ملاوٹ جادی کے کوڑے میں ڈھکس کے پانی آیا۔ نواب صاحب نے بی کر کہا افوہ اس قدر ٹھنڈا ہو کر دانت پھٹ گئے گلوری کھا کر باہر چلے گئے قدم نہیں اٹھتا۔ جی چاہتا ہو کہ اس چوڑی والی کے صدمے ہو جائیں۔ قربان ہو جائیں۔ اپنے کو شاکرین درد دانے کے پاس پونچھ کر بھڑکے نظر بھر دیکھا۔ اس عرصے میں چوڑی والی کہ بلا سے بدلتا اور شمع طبع تھی تا ناگہی کہ نواب صاحب رنجھے ہوئے ہیں آگیا دل جیتا نواب صاحب عفت آرا بیگم سے باتیں کرتے رہے اور اس مہوش کو گھورتے تھے اسنے سوی کوٹ میں بی بی کو بھی ڈپٹے کے پھیل کوٹھا دیا کبھی گوری گوری گردن دکھائی کبھی مسکنے لگی کبھی کھلکھلا کر شغنی کے ساتھ ہنسے۔ الغرض ہر اد نے انکی رنگ جان پر نشہ کا کام کیا۔ ۵</p>
<p>باتیں تو عفت آرا بیگم سے کرتے ہیں مگر نظر اسی قتالہ کی طرف ہے۔ بیگم صاحب بھی انکی چوٹوں اور بقیراری اور دشت کی گفتگو سے سمجھ گیتیں۔ ۶</p>	<p>نار کوٹنے کے ہیں سب زندہ ہی کوٹوالے ڈھونڈھ لیتے ہیں ہمانے کو ٹی مرنوالے</p>
<p>رخ میری طرف نظر کہیں اور عسکری۔ (دع) یہ چوڑی والی تو ہی دیکھتے ہیں آتی۔ عفت آرا بیگم (عفت) ہیں کیا چوتی ہوں تم کیا جواب دیتے ہو۔</p>	<p>نار کوٹنے کے ہیں سب زندہ ہی کوٹوالے ڈھونڈھ لیتے ہیں ہمانے کو ٹی مرنوالے</p>
<p>رخ۔ اچھا غور کو کے اسکا جواب دو نگاہ تک۔ عفت۔ چوڑی والی سے اور اس بحث سے کیا بھاڑ میں کیا کہ رہی ہوں اور تم اس کے جواب میں اس چوڑی والی کا شہو دریافت کرتے ہو۔</p>	<p>باہر آئے تو وہ سر دھج کر عفت آرا بیگم کے شہر میں اپنے ہم زلف نواب و نق جبک کے کان میں کہا بھلائی صاحب آج تونہ قتل ہو گیا زندہ۔ وادہ وہ صورت دیکھی ہو کہ پرستان کی پری کی کیا اصل حقیقت ہے۔ سجان اندھ لگاؤ سایے کا ڈھلا ہوا سراپا ہو۔ ہائے کیا صورت ہے۔ رو نق جبک نے جواب دیا کہ تم اندھ بڑے نالائق آدمی ہو بیٹوں کو نکتے ہو۔ کہا بھائی صاحب وہ بی بی نہیں ہو میں آپ کے ہان کی چوڑی والی کا ذکر کرتا ہوں۔ یونہی جبک ہند کر نہوے۔ کہتے تو آپ اس چھو کر پری پر لٹو ہو گئے قیامت کی صورت ہے۔ وادہ اور ابھی۔ ۵</p>
<p>رخ۔ جی نہیں۔ اسکو پہلے کبھی دیکھا نہ تھا۔ عفت۔ یہ تو کوئی پانچ چھ مہینے سے آتی ہے۔ رخ۔ بے سمجھے بولتے ایسی غورتوں کا کھڑین بلانا ٹھیک نہیں ہے۔ ہماری تو صلاح نہیں ہے۔</p>	<p>باہر آئے تو وہ سر دھج کر عفت آرا بیگم کے شہر میں اپنے ہم زلف نواب و نق جبک کے کان میں کہا بھلائی صاحب آج تونہ قتل ہو گیا زندہ۔ وادہ وہ صورت دیکھی ہو کہ پرستان کی پری کی کیا اصل حقیقت ہے۔ سجان اندھ لگاؤ سایے کا ڈھلا ہوا سراپا ہو۔ ہائے کیا صورت ہے۔ رو نق جبک نے جواب دیا کہ تم اندھ بڑے نالائق آدمی ہو بیٹوں کو نکتے ہو۔ کہا بھائی صاحب وہ بی بی نہیں ہو میں آپ کے ہان کی چوڑی والی کا ذکر کرتا ہوں۔ یونہی جبک ہند کر نہوے۔ کہتے تو آپ اس چھو کر پری پر لٹو ہو گئے قیامت کی صورت ہے۔ وادہ اور ابھی۔ ۵</p>
<p>عفت۔ او یہ تو مجھے کی جھو کر ہے۔ سلسلے ہی تو رہی ہو جانی بوجھی ہو۔</p>	<p>باہر آئے تو وہ سر دھج کر عفت آرا بیگم کے شہر میں اپنے ہم زلف نواب و نق جبک کے کان میں کہا بھلائی صاحب آج تونہ قتل ہو گیا زندہ۔ وادہ وہ صورت دیکھی ہو کہ پرستان کی پری کی کیا اصل حقیقت ہے۔ سجان اندھ لگاؤ سایے کا ڈھلا ہوا سراپا ہو۔ ہائے کیا صورت ہے۔ رو نق جبک نے جواب دیا کہ تم اندھ بڑے نالائق آدمی ہو بیٹوں کو نکتے ہو۔ کہا بھائی صاحب وہ بی بی نہیں ہو میں آپ کے ہان کی چوڑی والی کا ذکر کرتا ہوں۔ یونہی جبک ہند کر نہوے۔ کہتے تو آپ اس چھو کر پری پر لٹو ہو گئے قیامت کی صورت ہے۔ وادہ اور ابھی۔ ۵</p>
<p>رخ۔ ہاں تو خیر فضا نقد اندر اسکا خیال ضرور رکھتا چاہیے اگر جانی بوجھی ہے تو خیر۔</p>	<p>باہر آئے تو وہ سر دھج کر عفت آرا بیگم کے شہر میں اپنے ہم زلف نواب و نق جبک کے کان میں کہا بھلائی صاحب آج تونہ قتل ہو گیا زندہ۔ وادہ وہ صورت دیکھی ہو کہ پرستان کی پری کی کیا اصل حقیقت ہے۔ سجان اندھ لگاؤ سایے کا ڈھلا ہوا سراپا ہو۔ ہائے کیا صورت ہے۔ رو نق جبک نے جواب دیا کہ تم اندھ بڑے نالائق آدمی ہو بیٹوں کو نکتے ہو۔ کہا بھائی صاحب وہ بی بی نہیں ہو میں آپ کے ہان کی چوڑی والی کا ذکر کرتا ہوں۔ یونہی جبک ہند کر نہوے۔ کہتے تو آپ اس چھو کر پری پر لٹو ہو گئے قیامت کی صورت ہے۔ وادہ اور ابھی۔ ۵</p>
<p>عفت۔ کیوں نہ رہے ضرور خیال رہنا چاہیے۔ عفت۔ اب تم جاؤ مگر میری بات یاد رکھنا۔ رخ۔ ذرا سا ٹھنڈا پانی پیو گا۔</p>	<p>باہر آئے تو وہ سر دھج کر عفت آرا بیگم کے شہر میں اپنے ہم زلف نواب و نق جبک کے کان میں کہا بھلائی صاحب آج تونہ قتل ہو گیا زندہ۔ وادہ وہ صورت دیکھی ہو کہ پرستان کی پری کی کیا اصل حقیقت ہے۔ سجان اندھ لگاؤ سایے کا ڈھلا ہوا سراپا ہو۔ ہائے کیا صورت ہے۔ رو نق جبک نے جواب دیا کہ تم اندھ بڑے نالائق آدمی ہو بیٹوں کو نکتے ہو۔ کہا بھائی صاحب وہ بی بی نہیں ہو میں آپ کے ہان کی چوڑی والی کا ذکر کرتا ہوں۔ یونہی جبک ہند کر نہوے۔ کہتے تو آپ اس چھو کر پری پر لٹو ہو گئے قیامت کی صورت ہے۔ وادہ اور ابھی۔ ۵</p>

<p>برس پندرہ سالہ کہ سو لکھ گاس</p>	<p>ای کہ در شوخی نداری ہمسرے</p>
<p>اسپہنہون کا دست ہو حضور کو بھی آگے نگاہ باز نہ گھائل کر دیا۔</p>	<p>می غنائی ہر دمے از منظرے</p>
<p>لگا برین و ختبہ برد از سرش پوش چہ دختر با تمارت و دوش بردوش</p>	<p>رو نلق۔ اپنی چوڑی والی کی ایک کسی جان پہچان خالہ جی سلام۔ مان نہ ان میں تیر اہمان۔ آج ہی بھی اور آج ہی اپنی چوڑی والی بن چکی کیا زبردستی ہو۔ ع۔ ہم تو اسکو اپنی چوڑی والی ہی کہیں گے۔</p>
<p>عسکری۔ کیا شعر پڑھا ہو دالہ عکرم بھریا در بگیا رو نلق۔ اس شعر نکش کو در زبان کر دوا صاحب</p>	<p>ع۔ آپ کی بھی نظر پڑتی تھی۔ اہاما۔ یہ کیسے۔</p>
<p>ع۔ ادا اسی قابل چوس در و کر لیا بھائی۔ رو نلق۔ اور شوخی کا تو اس جھوکری بر خاتمہ ہو۔</p>	<p>ع۔ اب میں اس فاکر میں ہوں کہ مجھے کیونکر لگے۔</p>
<p>ع۔ میں کوئی پانچ منٹ سے زیادہ نہیں بیٹھا ہوں گا۔ مگر اس عرصہ قلیل میں اسنے ہزاروں کر دین بدین۔</p>	<p>ع۔ اب میں اس فاکر میں ہوں کہ مجھے کیونکر لگے۔</p>
<p>رو نلق۔ کہنا میں نے کہ شوخی اس جھوکری پر تیرے ای کہ در شوخی نداری ہمسرے</p>	<p>رو نلق۔ بھی رو یہ عجیب شیہر دالہ۔</p>
<p>می غنائی ہر دمے از منظرے</p>	<p>ای زرت تو خدا نہ ولیکن یہ خدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتے</p>
<p>ع۔ بھیجی یہ شعر بھی در زبان کر دنگا۔ رو نلق۔ از براے خدا یہ شعر ایسے موقع پر استعمال</p>	<p>یہ رو یہ عجیب شیہر۔ ع۔</p>
<p>کرنا۔ یہ ایک بزرگ کا کلام ہے۔ جناب حمادہ منساب زبدہ کا ملین مولانا با علم و افضل اولیٰ</p>	<p>از بر سر فواد بھی نرم شود</p>
<p>محمد ابو الحسن صاحب القصاص بہ حسن تخیل پنشن خوار کا کلام ہے۔ یہ بڑے سفیدی رنگ کی</p>	<p>رو یہ خیر چو شام کو موجود ہو اور ان بیخ قوموں کا ملنا کون دشوار ہو اور پھر وہ جو باہر نکلتی ہیں۔</p>
<p>ان کا کلام اور چوڑی والی کی جھوکری کی شان میں۔ ع۔ بجا ارشاد ہو۔ شاعر کا شعر مال وقف</p>	<p>ہوئی چوڑی والی جو محل سے نکلتی تو تلی مکر کیسٹر و ن لاتی ہوئی چوڑی والی کی رنگ کر دے جو سینے کے باغ میں کھلیا</p>
<p>ہے۔ بہکو اختیار ہے کہ اپنے عشق کی شان میں استعمال کریں عام اس سے کہ چوڑی والی ہو یا</p>	<p>تھا ایک قدرتی جون کیسپرناٹ نے اور بھی حاشیہ چڑھایا۔ محمد عسکری نے جو دیکھا تو اور بھی لوش ہو گئے اور اپنے</p>
<p>بھٹیاری یا بادشاہ ساز دی۔ جناب مولانا کے نقدس کے خلاف اسمین کون بات کہہ ہم اپنی</p>	<p>ایک دوست آغا محمد اہل کو ساتھ لیکر اسلہ ہما خوشی دلا کے چھہ چھہ چھہ لگے۔ اور یہ شعر بار بار پڑھتے چلے گئے۔</p>
<p>چوڑی والی کی شان میں ضرور باغ و در پر عاکر بنے۔</p>	<p>ای کہ در شوخی نداری ہمسرے</p>

آغا محمد

آغا محمد اطہر نے افسوس و یافیت کیا کہ آخر چلے کمان ہو  
 عسکری۔ یہاں یہ جو چوڑی والی جا رہی ہے۔ واللہ  
 قتلا عالم ہو اور میں اسپر فریقہ ہو گیا ہوں۔  
 آغا۔ بھلا چوڑی والی کیسے چھپے گھوٹا کو بیسعداری  
 کی بات ہے آپ تو میں نکل بندہ واپس جاتا ہے۔  
 ع۔ اچھا تم ذرا صورت تو دیکھ لو یا۔  
 آغا۔ تو میرا قدم بڑھاکے چلتا جا رہے۔  
 راوی۔ آغا محمد اطہر نے جو صورت دینی تو یہ تھا  
 کہ غش آجائے۔ اب تک تو وضع اور خدات وضع کی گفتگو  
 تھی اب دل ہاتھ سے ایسا جاتا رہا کہ کھڑے ہو کر اس  
 شوخ سے سرسازا باتیں کرنے لگے اور کچھ پاس طرف ہٹا  
 آغا۔ بی چوڑی والی ذری دو باتیں کر دو۔  
 چوڑی والی۔ (کھڑک مچھ سے کچھ فرمایا)۔  
 آغا۔ بھلا ہمارے ہاتھ کی کچی چوڑیاں ہیں۔  
 چوڑی والی۔ جی ہاں ہیں۔ مگر میرے پاس ہیں۔  
 آغا۔ پھر کے پاس ہیں چاہیے تیار دو۔  
 چوڑی والی۔ حضور پولیس کے تنگنوں کے پاس  
 راوی۔ اسپر آغا محمد اطہر بہت ہی شرمائے اور  
 نواب صاحب مکمل کے کما بھی تمھاری سزا بھی تو جزی  
 ہو بیٹوں کو سر بازار چھڑو گے تو خواہ مخواہ قید ہو گئے  
 ہاتھ میں ہتکڑی پڑے ہی گی۔  
 آغا۔ ہمارا اس وقت بے اختیار چی جا رہا ہے  
 کہ تمھارے ہونٹ چوس لین۔ مگر ڈرتے ہیں کہ تم چلے  
 سے باہر تر ہو جاؤ۔  
 چوڑی والی۔ ادنیٰ۔ الگ رہو تم نمی معلوم ہوتے  
 ہو چھبی مٹاس کے کیڑے بنے ہو۔  
 آغا۔ تو آپ کے گال شیریں مٹی ہیں۔

چوڑی والی نکال! گالوں کا ذکر تھا یا ہونٹوں کا۔  
 (فقہہ لگا کر) آدمی میں جو اس ہی عواس تو ہیں وہی کیا  
 آغا۔ ہاں ہاں۔ وہی ہونٹ نہ پاں پھیل گئی۔  
 ع۔ خدا کی قسم کس قدر حاضر جواب ہیں۔  
 آغا۔ این! ارے بیان یہ عورت ہیں!! واللہ!!!  
 ع۔ اور آپ کو کیا رحوکا ہوا کہ مرد ہیں یہ۔  
 آغا میں انکو مرد سمجھا ہوا تھا اب آنکھیں بڑھائی ہیں  
 کل ہی بڑھ گیا۔ بڑی غلطی ہوئی۔  
 چوڑی والی۔ کسی مٹھیرے کو دیدو۔ بدل لائیگا۔  
 آغا۔ ہمارے یہ دوست تیر جان دیتے ہیں۔  
 چوڑی والی۔ مجھ کو آدھا شہر تاج پھر کسی کے جان  
 دینے سے کیا ہوتا ہے۔ کیا ہمارے میان میں موجود ہیں۔  
 آغا کیا کئی میان ہیں یہ حال اب معلوم ہوا۔  
 چوڑی والی۔ تو حضورین آداب فرض کرتی ہیں۔  
 ع۔ یہ بتاؤ کاب ملو گی کمان۔ جان جاتی ہے خدا لواء  
 ہے کہ تھے قتل کر ڈالا۔  
 چوڑی والی بہم چلائی گئے گھڑائے نین میں قتل تو  
 ضرور ہوں مگر میرے پاس مڑے کے زندہ کرنے کی  
 دوا بھی ہے۔  
 ع۔ ابا ہا۔ کیا بات کہی ہے۔ چلا لیا۔ واللہ۔  
 چوڑی والی۔ لیٹاپ جائیں اور مجھے ٹنڈی چھینیں۔  
 ع۔ تو بلو گی کمان یہ تو تشفی دیے جاؤ۔  
 چوڑی والی۔ عسکر اگر یہ عجلت بھلاؤ نہیں ہیں۔  
 بندوبست کرو دینی۔  
 محمد عسکری اور آغا محمد اطہر صاحب واپس  
 آئے مگر دونوں نجان شل ماہی بے آب طہانی  
 دونوں دواہ و شفقت۔ مجنون و فریقہ دونوں تیز بڑ



اور بیخ نظر گھٹا ل اور واقعی ایسی ہی صورت تھی۔ گویا صانع قدرت نے خود بنائی تھی۔ اور یہ جو اس صدمہ شہری خصال نے کہا تھا کہ دھانڈہ چھڑا کر زمین ذرا بارانہ نہ تھا جس شخص نے ایک دفعہ بھی رنجیدہ یا مٹو ہو گیا۔ پری سے چابک تیرا در پر گھل سے نازک تر۔

تو از پری چابک تری و ز برگ گل نازک تری  
اسی کی شان میں کہا گیا تھا۔ نواب صاحب اور زونگی کی چارنگھیں دھوپ میں توڑ کر ان کے اور بیاختہ انگلی زبان پر یہ شعر جاری ہوا۔ ۵

اے کہ در شوقی نہاری ہمسرے  
می غائبی ہر دمے از منظرے

آغا محمد اہل نے کہ خود بہت تیرا دیا ہو چکے تھے نواب رونق جنگ کے غریب جا کر اہستہ سے کہا۔ یا خدا گواہ ہر تھاری چوڑی دالی کی صورت اور ایسا حسن خدا داد والہ انداز شکستہ نہیں دیکھا ہے کیا بھون میں اور کیا آنکھیں ہیں اور نزاکت کی تو اور نہ قسم کھانی جا بیٹے بل سنا تیرا وہ نزاکت خدا کا نام ہے۔ بھون کی بیکھڑی کی کیا اصل حقیقت ہے۔ اور طراز و شمع اس درجہ کہ الامانی۔

روقت جنگ نے کہا اس کی شوقی کا حال کوئی مجھ سے حقیقت بل مقابل نہ تھی کہ منار کے ہاں پیدا ہوتی اسکے میان کو کسی دیکھا ہے۔ ہمنے دیکھا ہے یہ فام بقیع آدمی ہر اچھی لوٹا ہی ہو۔ ستوا ستارہ برس کا لوٹا ہے۔ یہ پری تو اس قابل تھی کہ کسی کو غلبہ دے۔ آدمی کی بیوی جو گھر بیلواریہ اسکو ڈپ بیتی ہو اسکی تو کوئی حقیقت ہی نہیں تھی۔

اور اسے بات کی اور اسنے ڈپ لیا اور وہ بیکھڑی کی بقیع ہر کہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ آغا صاحب کا اس پر لایا ہے یا مجھ عسکری کا یا دونوں کو لے آغا محمد اہل کو۔ یہ بھی سنو

آہمیں کوئی شک نہیں کہ اگر اس عورت کے دیکھے میلو تین ہزار روپیہ صرف ہو جائے تو ملا سے کچھ مبالغہ نہیں مگر جو کہ ہر ایک بھائی کھل آیا ہو۔ لہذا اب ہر کچھ دیکھ کے کاروائی کرنی چاہیے وہ کیا صرف دو ایک بار اس کے مکان کی طرف سے چاک لگا کر بیٹھے بس جو عسکری مسکرا کر کہا بھی نکواری کی سند نہیں۔ یہ پری ہیں نے ٹھوڑا کھانی ہر۔ نہ کو گے سارایا مگر ہم ہمارا مال سمجھو آغا محمد اہل نے مسکرا کر جواب دیا۔ آٹکا مال مجھ میں اچھا۔ اور تم دست ہو تو حقرا مال دو تو نہ کمان ہے مجھ عسکری نے کہا گفتار بیک کی گرو حیدر میں جا کے کھدو جو آؤ پہلے۔ دو چار روز کے بعد پھر اگر کوئی شخص اس منار کو دیکھ سکے تو حیدر ہی کہنا۔ یہ میرے محل میں ہو گیا۔ اور کیونکر اور کہے۔ اور کس تدبیر سے۔ اور کیونکر اسکا ایک جواب ہم نہ دینگے۔ آپ اور محمد اہل سے دووی جیسے میں دو ایک بار دیکھنے پائینگے۔ سو وہ بھی میرے ہمراہ ہیں۔

اور محمد اہل میں دہنیوں کا ناخ شروع ہوا۔ اور محمد مہری نے انکار عرض کیا حضور رسات ڈولیان حان نہیں۔ بی بی زونگی نے فریضہ کے لئے رومالوں میں چھکین باندھیں اور جوڑی کے جوڑے وغیرہ سامان لیکر بیک صاحب سے قیمت ہونیں اور کہا اندر کسے اس بچے کی دہن لائے اور ہم صبح صبح کھانے آئیں۔ حضور پوتا کھلائیں۔ حق قلعے انکو بردان چڑھائے کہ عید کی انگ کو کھٹھڑی رکھے۔ اسکے بعد دیوان لگا کر گیتیں اور وہ سب نصحت ہونیں

شاہد مستر بنائوش

یعنی

دیر جوڑی فروش

عشق در زد ز رنگت سلام لیک  
عقل در شد ز رنگت سلام لیک

شیخ جی نے کہا یہ نوجوانی کا وہ شہر ہے۔ مگر میں آپکا دل  
 غمخوار ہوں۔ میں جب صلاح دوں گا نیک اور عمدہ اور  
 ہمیشہ غمخواری ہی کر دنگا۔ محمد عسکری نے کہا۔ ۵

مگر یہ میں نہیں غمخوار تک دو میں سمجھی  
 پر مری طبع کو کیا طرز بہلا سکتے ہیں  
 چارہ سازا اپنے دے مصروف بدل ہیں لیکن  
 کوئی نقد برے لکھے کوٹھا سکتے ہیں

انہی میں وہ ایسی نکیلی جوڑی والی اندر سے اس طرح نکلی  
 جیسے چاند گن سے یا بوسے گل جن سے ایک تہا آو د  
 نظر سے نواب صاحب کو دیکھا اور سکا دی۔ ایک اداس سے  
 قتل کر ڈالا اور دوسری ادا سے مٹا زندہ کر دی۔  
 نواب صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

نواز پری چاکا تری دزبر گل ناز گری  
 بسا زو بان دیدہ ام لا تو جنرے دیگری

ایک منہ بھی میچا ہوا تھا اس نے کہا پیر و مرشد خیر سے  
 دونوں مصرعے کہتے تھے چھک حضور نے پڑھ دیے لیکن اگر  
 جان بخشی ہو تو غلام بھی کچھ عرض کرے۔ (اللا تو جنرے دیگری)  
 کے عرض اگر آقا تو جنرے دیگری کیسے تو کیا ہے۔ اس  
 لطیفے پر وہ ہنسیا کہ مکان بھر گونج گیا بڑی دیر تک  
 حاضرین جلسہ مٹن کبوتر بنے ہوئے تھے۔

رواق جنگ نے مسخرے کی بیٹھ ٹھوکی اور محمد عسکری نے  
 کہا یہی نواب بٹ دھری سے ہمارے طبیعت نفیر ہے وقت  
 اس شخص نے انام کا کام کیا ہے۔ آپ کے  
 استاد بھی ایسی اصلاح نہ دیتے۔ مسخرے نے کہا  
 قربان جاؤں حضور یہ اصلاح بنیں ہر غلام کو مشور  
 سخن سے کیا سر د کا۔ میرے ہاں تو کوئی بڑا چھٹا  
 آج تک پیدا ہی نہیں ہوا۔ سب لٹھ بلکھ گنار کے لٹھ

شاہد سترن ناگوش یعنی دیر جوڑی فروش نے  
 تھوڑی ہی دیر میں پھیل جاؤں طناز باعد ہزار غنودہ  
 ناز نواب رواق جنگ بہادر کی مجلس اسے دلکش کو  
 رشک گلزار فرخار بنایا۔ نواب جلال رکاب محمد عسکری  
 صاحب کہ دام طرہ تابدار و مشکبار کے اسپر اور تیرنگاہ  
 کے گھاٹ تھے اس رشک پری کی دلبری دیکھ کر  
 اور بھی خود رفتہ ہو گئے اور اس مرتبہ وہ مشوقہ عاشق بن  
 ستمگر اس درجہ نیا چاند کر کے آئی تھی کہ رضوان اگر  
 دیکھ پاتا تو حور و غلمان و دونوں کو اس پر چھپا کر کر دیتا۔  
 مشک باز لعل اور جگر تواری کل در بیان زباغ او خاری  
 قد برافراختہ و سر و بیباغ روسے افروختہ و شمع و چراغ  
 نواب تر گنس صدار و دواد ناز نیرین دم خریدہ او

رواق جنگ نے کہا یہی واسطہ یہ معلوم ہو کہ ایک کلی  
 چمک کر نظر سے اوجھل ہو گئی۔ نوکی اور غائب۔ اگر تھیں  
 قلعہ نوشاد اس پر بڑا کو دیکھ لیں تو بانوین دھو دھو  
 بین عورت ہو یا جھلاوا۔ انہی میں ایک شخص صاحب  
 قرأت کے ساتھ فرمانے لگے کہ حضرات اس کو نہ عشق کی  
 تھوڑوں سے کچھ لینے لگتا تھا۔ ہر دو فیصد سچ عقل سلیم  
 اسکی ہدایت نہ کر لی عشق اول تو مقدمہ فخر خوری ہے  
 اور یہ ایک زن بازاری ہے۔ یہ کیا شی ہے جس سے  
 آپکی آنکھ لڑی ہے۔ دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر  
 بڑی ہے۔ رواق جنگ نے قہقرا کر کہا وہ کیا چورانی  
 بانی ہے۔ اہلی کی بڑے نکلانہنگ۔ سو سو تھی جھلک نکلا  
 آغا محمد اطہر اور محمد عسکری نے بھی بوڑھے شیخ کی کو بنانا  
 شروع کیا کہ آخا بہا آدم کے ہمعصر ہیں بیان شریف  
 رکھتے ہیں۔ بیان زندہ سے نہ اچھا کر دے۔  
 شیخ اسی کر اچھ کر دے جان انگلیاں پڑھ جائیں سکتے ہیں

مگر ہم تو آپ کے دادا صاحب کو بھی اسی کی داد دی صاحبہ کے انتقال میں بیچ اور گردن بختے ہیں کہ وہ کھانا نصیفت کرتی تھیں اللہ اکبر اس نصیفت کے صدقے۔ اور آپ کو الفاظ کی تحقیق میں بھی سقندر فعل ہے کہ بلا و بضم ہے ہندی بھی نہ کہا جب کہا بلا و بفتح ہے ہندی کہا۔ اور کھانے کے عوض کھانے بفتح کات نے کیا عذرہ دیا ہے کہ زبان ہی اسکے ذائقے خوب لوٹ رہی ہے۔ سحرے نے ہنسکر جواب دیا سرکار نے جوڑ دیا یہ سب صحیح اور بجا ہے۔ مگر۔ ۶

بسیار سفر پایا تھوٹا خدایے

اول تو حضور نے فرمایا (واقعہ میں) واقعی کے خود معنی ہیں (واقعہ میں) اب واقعی کے بعد (میں) کہتا یہ حضور کی تحقیقات ہے (واقعہ میں) کے معنی ہوئے کہ واقعہ میں۔ میں۔ دومین۔ حضرت غلام اس توڑ میں سے درگداز۔ خیر اسکو بھی جانے دیجئے اب حضور نے یہ اعراض جمایا کہ بلا و بفتح حرف اول صحیح نہیں ہے بلا و بضم صحیح ہے لغت شکار کے دیکھیے۔ بلا و بفتح کے بھی قابل نہیں تو نیشن شکار سے اگر آپ کو پیش نکلے تو غلام کو جو رنگ دیجئے اور اگر بے کو فتح ہو تو انعام دیجئے حضور نے یہ بھی اکیلے اعراض کیا کہ کھانا پکانے کے لیے کھانا نصیفت کرنا غلط محاورہ ہے۔ سہلنا لیکن غلام نصیفت کے عوض نصیفت کا لفظ ہرگز استعمال نہ کر لیا کیونکہ خباب دادی جاتے ہیں کہ کبھی کبھی لکھنے کی تعلیم میں کیوں لفظ لایف کی شان میں استعمال کرنا دلیل بخیر نہیں ہے۔ دیکھیے وہ چار سہری کہ گئے ہیں۔

کس حرف خوش پر کہ سن

جب دادی صاحب قبلہ نے کبھی کسی سے پکارتے کی تو پوچھی ہی نہیں۔ وہ شکر تندی پکارتی تھیں اور وہ

جناب والدہ انجمنی جاہل مطلق دادا جان جاہل حالت میں والدہ دم دم کے بھی باپ انکے باتا بھیجے کرتے تھے جانتا پہلے رسید کرتے تھے اسقدر جعل بڑھا ہوا تھا سا اور غلام کے مورث اعلیٰ کا قول تھا کہ ادھر فسان نے الفبا بے شرمع کی اور ادھر نے اعلیٰ ہو گیا۔ مگر نماز بھی قضا نہیں ہونے پائی کیسا مجال۔ حکم تھا کہ اگر ہم حج کو سو جائیں تو پلنگ آٹ دو۔ نماز نہ قضا ہونے پائے۔ جی۔

خاندان بھر میں ہمارے چچا صاحب اللہ ایک لائق مداخلت پیدا ہوئے پوچھیے کیوں۔ یوں کہ انھوں نے الفبا بے بھی طبعی سادہ پانا نام بھی لکھ لیتے ہیں تو انکو اس پر ناز ہے۔ مگر وہ ننگ خاندان پیدا ہوئے۔ یہ بڑھا دکھا ہونا بھلا کونسی شرافت ہے وہ شریف کہا جو بڑھا دکھا ہو۔

حضور ہمارے دادا صاحب کا شعر ہے۔ کیا کہا کر خداوند ظلم توڑ دیے ہیں۔ خاقانی میراک گیا تھا۔

ہر ماہو کے لکھو گے تو ہو گے خراب

جو کھیاو گے کو دو گے ہو گے نواب

تصوف میں اسبا شعر کوئی کہے تو ناگس کی راہ نکل جاؤں اور حضور جناب دادی صاحبہ کھانا نصیفت کرتی تھیں کہ اگر حضور کھانے تو انگلیاں جاتے۔ اور ایک نئی قسم کا بلا و نصیفت کرتی تھیں۔ رات بھر یہ وہ بلا و پکیتا تھا۔ صبح کو وہ خاندان ساز پلاؤ انبا نصیفت کیا ہوا اور اپنے ہاتھ کا پکایا ہوا اسب کو کھلاتی تھیں صفحہ پن میں یہ سحر بہت بڑھا ہوا تھا۔

نواب رو تو فوج جنگ ہمارے کہ خود شاعر بے دل اور فحش پیش تھے ہنسکر فرمایا کہ واقعی میں تصوف میں تو یہ شراب کے دادا صاحب نے بے نظیر اہل تصوف بھی وجہ تیار کر رکھی

بند آنے یا بیگلا۔

نواب رونق جنگ بہادر کی سالی تمھاری پیاری  
چوڑی والی۔

یہ خطا ہے ہی نواب محمد عسکری کی باقیین کھل گئیں  
رشتہ خلی ہو گئے پھرے پر نازگی آگئی۔

رونق جنگ ناٹ گئے کہ یہ پیام وصل ہے قاعدا طر بھی  
سمجھ گئے کہ چوڑی والی نے پیام بھیجا ہے۔

نواب صاحب نے اس محبت نائے کو کوئی بار  
تو سے دیے اور بعد خوشی فرمایا۔

کہ دار و شوخ و شکے و ادب یادے کہ من دارم  
جواب از لطف ساز و خانہ آبارے کہ من دارم  
زافسون نگاہ نرگس سحر آفسرین انشا  
مراد یوانہ می ساز و پریزا دے کہ من دارم

مراد یوانہ می ساز و پریزا دے کہ من دارم۔ ہاے۔  
مراد یوانہ می ساز و پریزا دے کہ من دارم مراد یوانہ می ساز و  
پریزا دے کہ من دارم۔

نواب صاحب نے یہ مصرعہ کوئی کہے کہ میں بھیں ہا  
پرٹھا اور اس قدر بغیر ادا اور قیاب ہوئے کہ الان در اندر  
پناہ ذات خدا۔

رونق جنگ کو علیحدہ بلا کر کہا بھائی صاحب خدا نے چاہا  
تو نقش مراد کی نشین اور تیر و عارفان اجابت قرین ہوگا۔

چوڑی والی کے ہاں سے خط آیا ہے۔ ذرا حضور بھی ملاحظہ فرمائیں  
رونق جنگ نے خطا پرٹھا تو کھل کھلا کر سنس پڑے کہا  
اور سنس ہماری سالی بنی ہیں۔ خیر آپ سے ایک اور  
رشتہ قائم ہوگا۔

جب کوئی آدمی گھڑی دن باقی رہا اور شام کا وقت بالکل  
قریب آگیا تو نواب محمد عسکری صاحب اس پیام پر کھڑا

مرح کے ساتھ کھائی جاتی تھی۔ بھلا کوئی خاص نہ سلھا  
تو ایسی شکر قدری نصیحت کر دے کیا مجال غلام آدمی کی شان  
میں بجائے کھانا پلانے کے بھر لفظ نصیحت کے نہ کوئی  
لفظ آدمی نہیں سکتا وہ دشمنی کھانا تو نصیحت کرتی تھیں۔  
اچھا اعتراض کہ کھانا (بافض) میں نے عرض کیا تھا اور  
مجھے کتنا چاہیے تھا کھانا (بکسر) (سلمان) مگر ایک بات حضور  
یاد رکھیں دیہاتی لاکھ طرحہ حملے عالم نہیں علامت بھی ہو جائے  
فاضل بلکہ فضل تفصیل کا مصنف ہو جائے فضل پر جائے۔

کتنا فصیح البیان ہر غلام نصیحت شرط ہو غیر ملو دیہاتی  
پھر دیہاتی ہو۔ وہ کون دیہاتی ہو جو کھانا نہیں کتا وہ  
دیہاتی ہی نہیں ہو۔

حضور قصبہ تیرن میں شرابے غرا پیدا ہوئے جن کو  
منصف مزاج اہل لکھنؤ بھی مانتے ہیں۔ ایسے ایسے تھے  
کہ اہل شر جو انہیں دے سکتے۔ اگرچہ دیہاتی تھے۔ مگر  
دیہاتی پنہ کی ہٹ نہیں جاتی۔

نواب رونق جنگ بہادر نے ایک دیوانہ بھی تصدی  
کو حکم دیا کہ ذرا غیث تو لاؤ غیثات میں دیکھا تو داعی  
پلاؤ نفع حق اول نکلا۔ بہت پسے اور کہا بھی اس وقت  
تو بالانہارے ہی ہاتھ رہا۔ والہ۔

گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک مرد من نے نواب محمد عسکری  
صاحب کو ایک شعر دیا اور کہا حضور خلیجے میں اس خط کو لکھنا  
فرمائیں۔ نواب صاحب قمر کا ب نے لغافہ کھولا اور  
پرٹھا اس میں یہ لکھا تھا۔

”پیارے نواب! اگر مجھ سے ملنا ہو تو اس پرورد  
کے ساتھ ساتھ چلے آؤ۔ مگر اتنا یاد رکھنا کہ میں کوئی  
آن باز اری نہیں ہوں گھر کو بہت ہوں تم لکھتے جتن  
اگر دے مگر میری محبت اور عصمت میں مسرت“

چوڑی والی کے ہاں شریف بیگنے وہاں داخل ہوئے تو کیا  
لوگتے ہیں کہ ایک کمرے میں درختی ہوئی اور اسپر  
غالبہ ہو کر اور ایک نامک دیر نہ روزیہ پر غور بھی گاوریان  
بنارہی ہے۔ انکو دیکھ کر ضعیفہ صد سالہ اٹھی اور انکو  
غالبے پر صدر میں بٹھا اور کہا تمہارا راج اچھا ہے بیٹا  
یہ ہماری عین خوش نصیبی ہے کہ تمہیں شہزادے اور ہم  
غریبوں کے چھوٹے میں آئیں گے۔

زور و رشوت سلطان شہنشاہ کے  
کلاہ گشتہ بھان بافتا جا کر

نام سے کام داری انکو بھی کوئی کھیر کوئی بھاری ملاقات  
کے لیے آئے ہیں تم اچھی طرح سمجھو بیٹا۔ ہم قادم بجا کس کے  
گھر سے لاؤں غریب پائے ہر گز لیتے ہیں۔ سو کھی ہوئی چڑی  
وہ کھائی۔ گوشت روٹی ملی تو وہ کھائی۔ توکل پر کارخانہ، ہر  
نواب۔ آپ کے پاس اللہ کے فضل سے وہ دولت ہے کہ  
جواہر ت اور درویشی کی کیا حقیقت ہو اسکے سامنے  
ضعیفہ تم ہوہری ہو۔ اللہ تمہاری صدی سال کی عمر  
کے کہ تم لوگوں سے ہم غریبوں کی قدر ہے۔ ۶

قدر گوشت و داند یاد آمد جوہری

تم شہزادے ہو کھرے کھرے کو خوب پرہیز کئے ہو۔

ن۔ جسکے امتحان میں ہم آئے وہ کہاں ہیں۔

ض۔ گھبرائے نہیں حضور۔ آتی ہیں آتی ہیں۔

ن۔ آپ سے اور ان سے کیا فرات ہے۔ بی صاحب

ضعیفہ اس سوال پر مسکراتے لگی تو ماننے جا رہا

حضور رنجی پوتی ہیں۔ اٹنی ماں نے تنہا کی۔

دادی ہی نے بالا پر دسا۔ ماں کی تو شکل بھی اچھی طرح

یاد ہو گئی۔ انکو۔

ن۔ اور ان کے باپ کا کیا نام ہے۔ ماہاجی۔

ضعیفہ نے کہا ماما تم جاکے کھانا کھاؤ (جب ماما چلی گئی) تو  
نواب صاحبہ کے کمان میں اس چھوڑی کا کل حال آپ سے  
بیان کیے جوتی ہوں مگر از روئے خدا ہی پر ظاہر ہونے والے  
میں اسکی داری ہوں یہ چھوڑی اصل میں ایک بیس کی  
لڑکی ہے مگر اسکی ماں میری بیوی تھی۔ بس اب زیادہ شترج  
کی ضرورت نہیں ہے میری بوڑھی جین اور قبول صورت  
عورت تھی۔ مگر بد چلن۔ آج سسرال سے آن کر اس  
چھوڑی نے کہا کہ ان میں نواب روزیہ جنگ صاحب کے  
پہاں چڑیاں پسنانے گئے تھے انکے ہاں مونچھوں کا  
کوڑا اٹھا سر وہاں ایک جان جان سے نواب بھکارت  
گھورتے تھے۔ سنئے انے کہ کما کما ہم آپ کو اپنے گھر پر  
بلوائیں گے میں نے کہا تم بھی کتنی سیڑھی چوٹی مانی ہو بیٹا۔  
جان نہ پہچان خالہ جی۔ سلام از داد۔ مگر اب ایک بیس  
سے زبان باری ہو تو لالہ لالہ بلوائی پڑا ہر چہ یاد آباد۔  
از ماما ذی انکو بھیج دو۔

چوڑی والی اٹھلائی ہوئی چمکتی ہوئی بائیس کے ساتھ  
آئی تو اس قدر بیٹھتی جیسے چوٹی کی دھن یا چودھون کا  
چاند مگر انکے بٹ کے پاس کھڑی ہو گئی۔

دادی نے کہا آؤ۔ بابا کے کھونڈا سے امیر زادے ہیں

ہمارے ملک کے شہزادے ہیں بیٹا۔

چوڑی والی بولی امی جان میں شرم آتی ہے۔ داری نے

کہا ملا تو خود آئیں۔ اور اب شرارتی ہو۔ ایسی ہی جیسا

دائیکر تھی۔ تو بلا لایکون۔ اتنے میں چوڑی والی کی

بڑی بہن نے کہا امی جان ہم بھی آئیں۔

محمد عسکری نے دریافت کیا کہ یہ کسی آواز پر ضعیفہ بولی

یہ ہماری بڑی پوتی ہے۔ ناز و تم بھی آؤ۔ اور انکو بھی ملے گا

ناز و تم چوٹی بن کا ہاتھ پکڑا اور کمرے میں داخل ہو گئی۔

بس معلوم ہوا کہ ایک سی مرتبہ قناب اور پھتاب دونوں نمودار ہو گئے۔ چوڑی والی چوڑی کی چھری سے بدن کی عورت نغیر انتہا کوئی سولہ سترہ برس کا رہن اور یا نوت رخسار کشیدہ قامت خالی سفید منہ کا دو پٹا اور سے مٹی کو نہ چھن چھن کے نکلتا تھا۔ نازد اسکی بڑی بہن پر باقی لب۔ سیم غنغ۔ رشک پری۔ مجسم ہلری تھی۔

نواب صاحب نے اس قدر شکر و ستین سے کہا کہ ہمارے قریب آنکے مٹیوں کا نازو نے کہا جاؤ جاؤ نکو تو اتنی دور سے بلوایا۔ اب اتنی خاطر بھی نہ کرو گی جاؤ اس نا طورہ کس سر بن نے کہا وہ داہن چھن جاؤ ناک دیر نہ روز نے ڈانٹ بتائی۔ ہائیں۔ بیٹا۔

یہ بڑے عیب کی بات ہے۔ تم ریسوں اور رئیس زادوں کی محبت کے قتل نہیں ہو۔ اس شہر کی یہ چوڑی والی کی آنکھوں میں عیاں آسودہ پٹا ہائے اور رونے لگی۔

ضمیمہ۔ این یہ رونے لگی۔ کیسی پلک تنی ہے۔ نازو۔ پلک تنی نہیں یہ بڑی دھو تال ہوئی جاتی ہیں ماحا۔ سویرے کیا کہ ہر رنگ کیا۔ میں تو کھانا پکاتی ہوں اور یہ کڑی چوڑی سے نکالے لیتی ہیں ایک نہیں مائیں۔

چوڑی والی۔ تم ہمارے بیچ میں نہ بولا کرو۔ اما۔ اسی جان میں اب تک آدمی بات نہیں کہتی تھیں۔ یہ جب سے اس گھر میں داخل ہوئیں روز لڑا داتی ہیں

چچ بھینوں کے بیان چھتے والے مکان میں رہی دمان دیور بھاو جن میں جوتا چلوایا۔ اسکی ایسی ہی باتیں

ہیں سوئی چھن پیری۔

اما۔ میں تمہارے بھلے کے لیے کتنی ہون اور۔

چوڑی والی۔ ہاں ہاں تم بڑی نیک پارسا ہو۔

ضمیمہ۔ اچھا اب اس وقت یہ کھڑا کھیرا ہر کھڑا

راوی۔ اب دل لگی دیکھیے کہ چوڑی والی خفا ہو کر دوسرے کمرے میں چلی گئی تو نواب صاحب کے کچھ برس سا پٹوٹے لگا غنغ ہو گیا تم ہو گیا۔ جان نکل گئی۔ نازو سے کہا خدا را انگو کسی طرح نہ کہے لاؤ۔ نازو نے ہوا اٹھیں اور دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھنے لگیں۔ دو دنوں بہینن بلکہ خوشنہیں اور نواب صاحب کے سنانے کے لیے نازو نے قیمن بھی دینا شروع کیں۔

چوڑی دیر میں آنے کا نواب صاحب وہ تو بڑی ہندی ہو اب آپ ہی تکلیف کو کے مائیں تو شاید جان جائے ہلو کو تو وہ بھوئی منک کے برابر بھی نہیں جیتی ہے۔

نواب صاحب تو یہ جانتے ہی تھے۔ باغ باغ ہو گئے کہ مٹھائی مراد پائی۔ خوراک اٹھے۔ نازو ساتھ چلین لڑا بھا تو کمرے کے اندر داخل ہوئے اور نازو دروازے پر کھڑی ہو کر ماسے باتیں کرنے لگی۔

چوڑی والی کہ اس خزانے قطعہ کی سکہ جانی ہو تھی اور خود بھی خلقی شوح اور آٹھون گانٹھ کیت تھی۔ پلنگ سے اس طرح اٹھی کہ دو پٹا نہ سنبھل سکا اور گوری گوری گردن اور پورے جون کا نوا بھاب نے نظارہ کر لیا۔ نواب صاحب نے چاہا کہ ہاتھ بڑا کر باہر لائیں۔ مگر اس شوح پھیلنے ایک طرارہ بھرا تو وہ پوچی۔

چوڑی والی۔ دیکھ نواب ہاتھ پائی کی سند نہیں۔

نواب۔ کیا مجال مگر ذرا مائیک تو آؤ۔

ج۔ بس بس دھینگاشتی مالزادوں سے کرو۔

ن۔ جان جاتی ہو تمہارے قتل ہو گیا۔ ہاے۔

ج۔ ایسے بھروں میں کوئی اور آتی ہوئی۔

ن۔ اچھا اس کمرے تک تو ذرا چلی چلو۔

حج - میں نہ جاؤنگی - ہرگز ہرگز نہ جاؤنگی -  
 ن - آخر قصور - لڑا تو ماسے ٹھکی ہم پر - اچھا  
 وہاں تک جلی بولنا ہم دینے قسم ہو -  
 بیج - آپ کے انعام کے جو بھوکے ہوں انکو انعام  
 دیجیے میں انعام لیکے کیا کرونگی -  
 ن - جو کوگی وہ انعام دوں گا ہر گئے تول -  
 نازو بچہ کچھ کم دہیں - پھر ایسا وقت ہاتھ نہ ٹانگا -  
 حج - اچھا ہمیں سونے کے چھڑے بنوا دو -  
 ن - پسوں تک ضرور آئینگے - اس میں فرق  
 نہ پڑے گا - تمہارے سر کی قسم -  
 حج - اب ایسا نہ کہ جہاں دے کے چلے رہے ہیں  
 ہم سے نہ کرنا -

نواب صاحب اب ایسے مڑے میں آئے کہ پلنگے  
 بیٹھ گئے نازو بھی آنکے بیٹھی - چوڑی والی بھی  
 نواب صاحب کے قریب بلا تکلف بیٹھ گئی اور کہا  
 نواب صاحب اب یہ تو بتائیے کہ آپ مجھ سے  
 جانتے کیا ہیں میں اپنی مفت میں کسی طرح تباہ لگاؤ  
 آبرو بڑی چیز ہو اور آپکا ہمسر دل آیا ہوا ہو - اور ہاری  
 شادی بھی ہو گئی ہو - بھر یہ کہو مگر نہ کی -  
 نازو مسکرا کر بولی یہ بڑی طیر ہی کھیر ہو - نواب صاحب  
 نے کہا ہم تباہین طیر ہی کھیر کھینچ رہے ہیں - اس کے میان کو  
 بھر پور روپیہ دیدیا جائے اور اس سے کہیں کہ طلاق  
 دیو جو چٹی ہوئی پس - چوڑی والی نے کہ اس کم سن ہی  
 میں بختہ مغز ہو چکی تھی کہا یہ بھی نہ ہونے کا ہمارا  
 آپسر دل آیا ہو - ہم اپنے میان کو بیا کرتے ہیں لیکن  
 اگر سونے کے چھڑے بنوا دو تو -  
 اگر چوڑی والی نواب صاحب سے کوئی لمبی رقم لگتی اور

اس سے زیادہ فراش کو بیٹھتی تو بھی ہمارے حضور سے نکلتے  
 کیونکہ انکو اتنے میں اس سے دلی عشق ہو گیا تھا - مگر  
 چوڑی والی کی اوقات کیا اسکو سونے کے چھڑے کیا کم  
 تھے جس وقت نواب صاحب نے فراشیں منظور  
 کر لی تو وہ ہنسن کی باجھیں کھل گئیں - نازو نے  
 ضیفہ سے آنکر کہا نواب صاحب نے سونے کے  
 چھڑے بنوا دینے کا وعدہ کر لیا ہو -  
 ادھر نواب صاحب نے جوانی عشق کو تباہ کیا تو ہاتھ  
 میں ہاتھ دیکھا جاگا اسکے دست سین کو جو ملین گروہ ایک  
 چھل ایک چھکا جوتی ہو تو ہاتھ چھٹا گیا - کہا کیوں ہارا  
 زور دیکھ لیا - تم کیسے دے ہو - تم سے تو میں  
 چھو کر ہی ہی اچھی -

نواب صاحب نے جواب دیا کہ تم چھو کر ہی تو ایسی ہو کہ  
 مجھ ایسے کو اپنے بس اور تباہیوں میں کر لیا اور خوب یاد رکھو  
 کہ میں وہ شخص ہوں جو تول کے سامنے جان عزیز نہیں  
 کرتا - جان چاہے جاتی رہے مگر تول کا خیال مرنے دم  
 تک رہے گا - اگر تم میری ہی ہو کر ہوگی تو وہ اندھیری  
 خدائی کی نعمت تمہارے لیے حاضر ہو چوڑی والی بولی آئیں  
 یہ بچاوتے ہی ہاتھ پکڑ لیا - آپنے تو بپ پیش سے پاؤں  
 نکلے - دنیا تو دامن - آپ کہتے ہیں پورا تول میرے نکل  
 ہو گیا ہو - اور میں اپنے میان کو بیا کرتی ہوں میری  
 جان جاتی ہو - ہاں اتنا ہو سکتا ہے کہ تم کبھی کبھی اس کے سین پر  
 گروہ اور رونماں سے جا کر بس اتنا کیا تھوڑا کر -  
 تو جھٹکا تو چاہتے ہی تھے کہ کسی طرح آمد و رفت کا دروازہ کھلے  
 اور اسکو اور اسکی بیٹھ کو کچھ چٹا دوں پھر رفتہ رفتہ دوبارہ کر  
 کہا ہم کو اس سے کیا فرما کر - بیٹی نے تو ہمارے علاج  
 میں دخل ہی نہیں بلایا - ہم تو سیدھے سادے آدمی ہیں

<p>ن۔ کیا کچھ۔ ایک نایاب شو نظر آئی ہے۔ ۵</p> <p>اوی کہ در شوقی نثار ہی ہمسرے</p> <p>می نرائی ہر دے از منظرے</p>	<p>اتنے میں ناز و آئی اور کما حضور اب کو سسرال سجائے</p> <p>کو دیر ہوتی ہو اگر انکی سسرال سے کوئی شخص آگیا</p> <p>تو بڑا آفیتھی ہو گا اب انکو جانے دینے۔</p>
<p>پس اس شعر کے مفہوم کی مصداق ہو و اللہ۔</p> <p>ر۔ اب آپ کچھ دن میں تنگ چینگے۔</p> <p>ن۔ اسکا کچھ غصہ نہیں ہے۔ ۶</p>	<p>نواب صاحب بھی سوچے کہ بہلان دن ہر آج ہی ہفتہ</p> <p>گفتگو کافی ہو خدا حافظ لکھنا کچھ ٹھکڑے ہوئے تو</p> <p>چوڑی والی نے بڑی عیاری کے ساتھ اپنے کانڈیچہ</p> <p>ساتھ رکھ کر کہا اب کب تشریف لائے گا نواب صاحب</p> <p>نے کہا جب حکم ہو۔ کہا ہم کبھی بھیجے گئے۔ گھوڑے</p>
<p>ہر جہ باد ابادار کشتی در آب انداختیم</p> <p>ر۔ غوطے کھائے گا غوطے شیخ کہے گئے ہیں</p> <p>دین در طر کشتی فرد شد ہزار</p> <p>کہ میدانہ شد بختر بر کشتار</p>	<p>نازد اور اس ایکے یزیدہ روز سے نواب صاحب</p> <p>رخصت ہو کر باہر تشریف لائے۔</p>
<p>ن۔ یہ سب عمل بایں میں بھائی جان۔ ۵</p> <p>یا ماتھ توڑے جائینگے یا کو بیٹے نقاب</p> <p>سلطان عشق کی بھی فتح شکست ہے</p>	<p>حضرات ناظرین انواب صاحب نے باوصف</p> <p>تیسری اور عمدہ پیمان بینی تال کا سفر ایسے ستوی کر دیا</p> <p>کہ سالی کے لڑکے کی مونچھوں کا کونڈا ہر اسمیں</p> <p>شربک ہونا ضروری امر ہو اور وہاں کی محفل چھوڑ کر</p>
<p>اس گفتگو کے بعد نواب محمد عسکری صاحب کے کما بھائی</p> <p>اب ہم رخصت ہوتے ہیں۔ خدا حافظ اب نشاء اللہ۔</p> <p>کل ملاقات ہوگی۔</p>	<p>حضور چوڑی والی کے ہاں دندنا رہے ہیں۔ جب</p> <p>نواب رونق جنگ کے مکان پر گئے تو یوں گفتگو ہوئی</p> <p>رونق جنگ۔ کہو آرزو دلی بر آئی۔</p>
<p>نواب رونق جنگ بہادر کے ہاں سے محمد عسکری کوئی</p> <p>آٹھ بجے شب کو روانہ ہو کر اپنی کوٹھی کو تشریف لائے</p> <p>رفقاہ مصاحبین اور عوالی موالی۔ دار و غم میں جمع ہوئے</p> <p>میان جلو ار در گرد بختے اور چہرہ گیو بیان ہوئے لیکن کہ</p> <p>تھوڑی دیر میں نئی حراج ملی صاحب بھی آئے تو ابھارا</p> <p>نے کہ کشتہ ناز تھے ایک آہ سر پہنچی اور کہا۔ ۷</p>	<p>آغا۔ کامیابی کے دروازے پر پہنچتے لکھنادر</p> <p>جانان میں نصیب ہوا۔ سچ کہتا استاد۔</p> <p>ن۔ جلد بازی سے کام لے رہا تھا۔</p> <p>ر۔ خضہ اگر کے کھانا عقلمند دن کا فعل ہے۔</p>
<p>غذاب جان بلاے جانسان ہو</p> <p>نین عورت وہ رشک حور یان ہو</p>	<p>ن۔ بہ بات آپ آدمی سمجھا رہے ہیں واللہ۔</p> <p>آغا۔ کیا کیا باتیں ہوئیں بھئی ہم بھی سینے۔</p> <p>ن۔ بھئی اسکی ہاں بڑی حراہ ہو وہ۔</p>
<p>مہراج بلی ادا تو گول آدمی اس پتھریہ کہ</p> <p>ہمچو من دیگرے نیست اور پھر ان سب باتوں پر</p> <p>طرہ یہ کہ نواب صاحب نے ایک جیستان</p>	<p>ر۔ کچھ مطلب کی باتیں بھی ہوئیں یاغت سرلوڑ</p> <p>ن۔ ہاں ہاں۔ بے مطلب میں بھلا دپس تا</p> <p>ر۔ مال اچھا اور کھرا ہو سچل۔</p>



چوڑی والی کے غم و رشتان اور ناز و ادا اور کرشمہ و خوشنود  
کم سنمی و روشنی و جاکد کرشمے کے ہا و سب کے ظاہر کیا  
کہ انکا اسپر دل آگیا ہر محمد عسکری کو جن جمال کی سرچشمہ  
ملکہ خاص حاصل تھی اور اگر کما کرتے تھے کہ جسطرح کوئی  
اچھا و بہری جو اہلرت کو پرکھتا ہر اس طرح بندہ جن کے  
مین جو انہیں رکھتا اس سبب سے حاضرین جلسہ کو عین  
کامل ہو گیا کہ چوڑی والی واقعی بری ہم عورت ہوگی۔  
علاج۔ بھلا کیوں صاحب رس دن میں کسی عر۔  
ن۔ تباہی و دن بیان بس یہ شمس نو ۵

برس پندرہ یا کہ سو کہ کارسن  
مرا دون کی راتین جوانی کے دن

علاج۔ مشوق مین اگر شریفی تہ تو کچھ بھی نہیں۔

ن۔ شونہ۔ اسے شونہ تو اس سے خلق ہوئی ہر ۵

اے کہ در شونہ نذر ہی ہمسرے  
می غامی ہر دمے از منظرے

یہ شعر رونق جنگ بہادر نے اسکی شان میں پڑھا تھا کہ  
وقت آئین یہ واقع ہو گئی کہ وہ اپنے میان کو بیا کرتی ہر  
اس سے ذرا ہمو بر نشانی ہو گئی۔ در نہ کوئی بات تھی۔  
یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نواب جھٹن صاحب بھی گئے علیک سیک کے  
بعد محمد عسکری نے کہا آج ایک بچہ و نظر آتا ہر بھائی خدا کو  
ہر اگر دیکھو تو بھوک پیاس بند ہو جائے عالم فریب جواب  
نہیں رکھتی ہر۔

جھٹن صاحب مسکرا کر مین سمجھ گیا ناز کی چوڑی مین نو سین ہر  
محمد عسکری سخت خیر ہو کر بے کیا تنہا دیکھی ہر۔ انصاف  
شرط ہر سح گناہی ہر یا نہیں۔

جھٹن صاحب نے کہا ایسے مے سبیلین اور غدا عقیقین  
دیکھنے سے ایک نو مین نے دیکھا جی قریب لڑل ہاتھ

اچھو آئی۔ انکی سمجھ مین نہ آیا۔  
اتنے مین نواب صاحب نے کہ انکے ذہن کا بھارہ  
اچھلا ہوا اتحاد و سر اشرف تعینت کیا۔ ۵

سیاہی اس لبان پر ہجے  
جواہر بزرنگ چوڑیاں ہر

حضرت ناظر مین یہ بے مثل اور بے بدل شعر پڑھا  
غور طلب ہر اور غور طلب کیا معنی بے سمجھا ہے پھر مین آگیا  
نواب صاحب نے ایک پیرانی کی زبانی حکیم فانی تجانی  
کا ایک ایک قصہ شکر و ندرت انتہا کا مطلع سنا تھا ۵

سو گد ما مدان تیرہ ابر سے بر شد از دریا  
جو اہر خیزد گوہر بزرگوہر بزرگوہر ناز

اب اس سے کوئی بحث اور کوئی سر دکا نہیں کہ چوڑی  
جو ہر بیری سے کیا تعلق ہر مگر تیرہ ابر کو کالی چوڑی سے  
کتنی مشابہت ہر۔ ہٹا دھرمی کی سبیلین ہر حضور ہی کا  
حصہ ہر اور یہ (سیاہی اش) سب سے بڑھ گیا لکے  
با حقو سیر اشرفی کیا۔ ۵

ہو بیٹی ہر اور وہ گھر گریستن  
نہ ہجو زنگہ بازاریان ست

اب علاج ملی ان مضمون کو کیا سمجھیں۔ پوچھا حضرت  
یک کی تعریفین ہو رہی مین کہیں رونق جنگ کہاں کسی  
دوری یا دوشی پرتو مین عاشق ہو گئے۔ ہر کچھ ضرار  
کیا کسی نے۔ ۶۔

آگیا جی اچھی یہ جی ہی تو ہر

لیکن ایسا نو کوئی فواش کر تھکے اچھر مین جلسہ  
شکرا گئے۔

آخر کار بڑے اصرار ملنے کے بعد نواب صاحب نے عیش  
خرد سوز اور چوڑی والی کے جمال علم افزونی و آئی بختیان کی

جاتا رہے غش آجائے۔ ۵

انما دی ہر کجا پا چست و جالاک  
و میرے نازدک مشک از دل خاک

مہراج۔ بندہ نادیدہ مشتاق ہو گیا مجھ مال ہو۔

ممن۔ نازدک ہیں۔ نام ہی دنیا سے نرالا ہے۔ واللہ  
ایسی بری کا نام تو کچھ اور بھی رکھنا چاہیے تھا۔

جھمن۔ پیار سے کہتے ہو گئے۔

ممن۔ اور ہستی کمان پر ہے۔ دکان کمان ہے۔

ن۔ بجا۔ آپ کو یہ کل حال بتا دین۔ درست۔

ممن۔ حضور حکم دین تو اسی دم سوار کر لاؤں

قسم ہے۔ بات ہی کیا ہے۔

ن۔ ایسی تیری آپ کی وہاں فرشتوں کے پر جلتے ہیں

وہ کوئی ایسی ویسی چوڑی والی نہیں ہے۔

ممن۔ حضور بے اختیار جی چاہتا ہے کہ کسی طرح

دیکھ لوں واللہ بہت دل بیکار ہے۔

ن۔ دیکھنے میں رد و صرف ہوتے ہیں شفق۔

مہراج۔ جی بھئی بلو او اس وقت۔ واللہ بلو اچھو۔

ن۔ بجایہ بھی کوئی زن بازاری ہے۔

مہراج۔ چوڑیوں کے ہانے سے بلو اچھو پس۔

ن۔ آپ نے کیا سہل ترکیب بتادی پس جی ہوئی

چھٹن۔ واللہ تم نے اس وقت یاد دلادی تھلا جلا

ہر آفت دوران۔ بلا سے جانستان۔ عاشق کش

سرکش قیامت قامت اور رلیغان شباب چودہ پندرہ

برس سے ہرگز زیادہ نہیں ہے۔ اور شغفی الامان

ایک منٹ کوئی اسکو بچا تو لے ممکن ہی نہیں۔

مہراج۔ اب مجھے کوشش کرنی پڑی کہ دیکھوں

تو وہ کیسا مالی ہے جسکی ایسی تعریفیں ہو رہی ہیں

چھٹن۔ گر ٹرو گئے۔ واللہ بیوش ہو جاؤ گے

ترب جاؤ گے کیا دل ملی ہے۔ ۵

شغفی کہ بغزہ کیسند

آہو چشے ہر زمانے

اور لطف یہ کہ گویا ہر لگتی ہے مگر سوائے رونو تکیا گیا

کے اور کسی کے بیان نہیں جاتی۔ میں نے خود بلو اپنے

کی کوشش کی تھی لیکن وہ نہ آئی اسکی ساس آئی۔

اس سسری سے ہمیں کیا سر و کار۔ اسکا آنا نہ آنا دونا

کیساں تھا۔ بلکہ اور بلو کے چھٹائے۔ بیایس برس کی

عورت اور بقطع کہ میں کیا عرض کروں اگر شام کو کوئی

دیکھے تو ڈرجائے۔

مہراج۔ جی اتنا دہتا و دہتا کمان ہے۔

ممن۔ ضرور تو پھر اور بتانا باقی ہی کیا رہے بلکہ

ساتھ جا کے دہانک پہنچانے آئیں۔

مالک دیر نیہ روز کے چونگے

نوا اصحاب تو اس بھولی بالی چوڑی والی کے سیکے نکلے

و فرحان تشریف لیکے اور سمجھے کہ مار لیا ہے۔ اور وہ زمانہ

قریب ہے کہ یہ ناخو رہ یا قوت لب مد رسار و شاہ گلعذار

زیب آغوش ہوگی اور ہم شربت و صل سے شیریں کام اور

ناز و بھرام ہو گئے۔ گریہ جی رہی تھی کہ وہاں کیا ہند یا

پاک ہے۔ اور اسکی مادیضیقت کس مضروبین ہے۔ یہ سیرک

جہانہ بڑی جا لاک عورت تھی۔ نواب صاحب کے

تشریف لے جانے کے قبل اسے نازد اور چوڑی والی کو اچھی طرح

سے پی پڑھا دی تھی کہ جب وہ آئیں تو تم فلاں بات پوچھنا

اور یہ محاورے اُنکے سامنے بولنا اور ناک بھونچنے کے نام پر

حقانہ کر دوسرے کرے ہیں جانا جیسا کہ خود منانے آئیں

تنب تک تم ہرگز اس کرے سے نہ آنا نہ آنا۔  
 ناخن کو باد ہوگا کہ ماہر زفاہر کو چوڑی الی تنگ کر دوسرے  
 کرے میں جلی لیتی تھی اور راز دہی لگی تھی کہ اسکو منہ کے  
 سمجھا بچا کے لے آئے تو دونوں بہن کرے میں سنسنے لگی تھیں  
 جو اصحاب بالغ خرد وادوں کے مطالعے میں غرق ہو گئے تھیں  
 وہ ضرور سمجھ گئے ہونگے کہ اس کی کسی کی کہیں نہ کہیں خبر نہ لگی  
 ورنہ جب تنگ کے ان اور بہن اور اساتذہ غلام ہو کر دوسرے  
 کرے میں چل دی تو وہاں ہلکے سنسناہے مٹی دار دریا خض  
 یہ پہلے ہی سے سکاھی چڑھائی تھیں اور اس عجوز نے  
 سکھا دیا تھا کہ سونے کے چھڑوں کا چوڑا لگا کر نہ بیاں  
 کے نشتر یوں لیمائے کہ بعد اسے پھر ناز وادرا سکی چوڑی  
 بہن کو سبق پڑھانا شروع کیا کہ مٹی یا انکو تم سونے کی  
 چڑیا بچھو اور پھر تنگ میں ہر سے اسے روپیہ بیٹھو یہ  
 مرد و انہر لٹو ہو رہا کہ تم کو تاڑ لیتی ہو ناز وادہ کو دیکھو بیٹا  
 تم نے اسے الگ ہی الگ رہا کر جب وہ آنکھیں میٹھتی تو چوڑی  
 کے بعد آؤ۔ دو گھڑی بیٹھو اور جلدو۔ پھر ایک جھلکی  
 دکھا کے چیت ہو جائے نہ بچھو نہ کوئی بات ایسی کہو  
 جس سے انکو یقین ہو جائے کہ نکاح ضرور ہو گا اور  
 نہ کوئی ایسا لفظ کہ جس سے وہ بالوس ہو جائے کبھی وہ  
 اور کبھی کبھی کبھی قرار کبھی انکار پس یہی بہتر ہو مگر  
 جو گون سے نہ چوکو نہ لاتی نار۔ انکو ر۔ آخر دھ چلوز  
 کشش۔ پستہ۔ یہ فرمایش کر بیٹھ۔ چوڑیاں اسے ہاتھ  
 دس گئے داموں پر جو۔ سرور کے کیڑے کی فرمایش کر  
 پس ای کا نام چوڑیا کہ خوشگاہا تنگ ہو کے خوش کر  
 کہ انکو ٹوٹ فوراً رو رو لٹو اس قدر کا ہو گیا کہ جو کوئی دھک لگا  
 سونے کے چھڑو لگا کر لگا تو کہیں تھے اور اسے منظور کر لیا  
 بھیج گیا بھی اس میں راز کو اپنی ان سے اتفاق نہ تھا وہ کسی تھی

کہ یہ چھتا سوسو دیکھ فرمایش پر اتنی بڑی فرمایش کا عمل ہو رہا  
 سہلیات نہیں ہر مگر اسکی اور عہد کی رائے تھی کہ بچھے اور چھت  
 بچھے۔ اور خود ہوا کے لے آئے تو سی۔  
 چوڑی والی سیلیات فریش کی اور سوچنے لگی کہ انکی ملاقات ہو تو وہاں  
 کا کھ بھروٹ لوی۔ جانا کہاں ہر۔ دل کا آقا قیامت کا آقا ہر  
 حضرت دل کا آنا دل لگی بہن اور سریش کا کوچہ ہر۔  
 دوسرے روز چوڑی والی کی مان نے اسکو بھریا اور چوڑا  
 کرنے کی ایسی ہی چالیز سکھائے اور تباہ لگی کہ کبھی پہلے ہی  
 نہ چڑھ کر کشت میں ناز کی سمجھ بولی بہن آئی اور ناز وادرا سکی  
 چوڑی بہن اور سمجھ بولی بہن جو بہن میں بھیج کر تباہ کرنے لگیں۔  
 ناز وادرا سببت دیں بعد دیکھ چڑھ دو گانہ۔  
 دو گانا ہم تو اندھے تھے بہن چوڑا نکلا تھا مگر تھرتھرتے  
 ناز وادرا بہن اسے ناز وادری بھی کسی نے غصہ کی۔  
 دو گانا۔ سنے کچھ سننا ہر اور مگر زدی سے سننا ہر۔  
 ناز وادرا کیا گیا۔ خیر تو ہر۔ کیا سننا ہر بہن ہوو۔  
 دو گانا۔ ہنسنے سننا ہر کہ۔ کسی ڈاؤن۔

آج وہ طالع کند رہے
جسکی بوڑھیا محل کے کند رہے
ناز وادرا بھی محل کے اندر (سمجھو کہ) کیا ہے۔
دو گانا۔ کیا ہے اب سے نہ بہت آؤ۔
ناز وادرا بعد خانا ہر چوڑی بھی چاری سمجھ میں آیا ہو۔
دو گانہ۔ بہن ناخن بتایا پس انا کھا تھا کہ ایک ٹیٹھ لگی تھی
آج کل سیکڑن ٹیٹھ لگی تھی پڑی ہر۔ جڑی چنیل اور
ادائی چھ کر ہی ہر مستانی ہو رہی ہر۔
ناز وادرا ہر۔ پھر اس سے مطلب کیا نکلا۔
دو گانا۔ اپنی بہن سے پوچھو پوچھو یہ کیا بات ہے سچ یا جھوٹا
ناز وادرا۔ دو گانا تھا راجا ہوائی دیدہ ہر۔

دو گانا۔ تپے کی گئی یا نہیں کسی۔ اب کیا ہو سونے کے  
 چھٹے پہنو بیٹھیا کی چھو کر کے لیے بہت ہے۔  
 نازو۔ ان ہی جھوٹی گبون سے تو تمہارے چہرے پر لگا رہتی ہے  
 دو گانا۔ ہمیں کسی نواب کو صورت تھوڑا ہی دکھانا ہو  
 راوی۔ نازو انتہا سے زیادہ حیران مٹی کر اسکو کہان  
 سے اتنی جلد خبر ہو گئی۔ چوڑی والی ششدر۔ ۴  
 کاٹو تو ہونے میں بدن میں  
 اور دو گانا کھانا کھلا کر آستی تھی۔ نازو کی کچھ میں  
 نہیں آتا تھا کہ کل شام کی بات اور آج سویر سے سویرے  
 اس قدر مشہور ہو گئی۔ اور سونے کے چھٹرون کا جو داکا  
 تو اب کوئی شک باقی نہیں رہا کہ کسی متبر آدمی  
 جا کے کہنا ہے۔ اب نازو لاکھ ٹالہ  
 تم کیا بک رہی ہو۔ تمہارے  
 خلی ہو گیا اور اپنی بیٹی  
 چھپا رہ سکتا ہے  
 سے صاف برتا  
 نازو میں یہ ہے  
 نازو نے  
 کیا ہو اور تو  
 تمہارے  
 ایک ٹکا  
 نے اسکا  
 ہماری  
 لڑکیوں  
 ہو رہے  
 ہیں انہ  
 ایک ہ

وہاں سوسے مری بات کے اور کس واسطے گئے تھے۔  
 نازو میں ناؤ گئی بن بڑی رسوائی کی بات ہے۔  
 دو گانا۔ کیا تمہارے محلے میں کوئی نکارائی رہتی ہے۔  
 نازو۔ ای۔ کیا پڑوس میں کپڑے کا گھر ہے۔  
 دو گانا۔ وہ ہیں کون۔ کوئی نہیں ہیں۔  
 نازو بہت بڑے آدمی میں اور ابجہ رکھا  
 نہیں ہے اور نہیں کچھ آدمی  
 دو گانا۔ ۱۰

کبڑن صبح کو جس جس کے ہاں گئی گھر گھر دھندھوڑا۔  
 آئی تھی کہ ہمارے پڑوس کی چوڑی والی کے ہاں ایک  
 نواب آئے ہیں اور وہ دونوں زمین ہیں مگر مالک یہ بندہ روز  
 نے وہ تدبیر سوچی کہ سبحان اللہ ملک تہ جاتی ہوں اس کے  
 ہنسنے لے بیٹا برج سے بلوایا جا اور مکان بیچے والی ہوں  
 ایک نواب صاحب کے مختار کارم آئے تھے۔ کبڑن کے  
 ذہن میں یہ بات چم گئی کہ بیٹک اور بلاشبہ نواب  
 نہ آئے تھے۔ آئے کوئی اہلکار ہی ہو گئے۔  
 نے گھر چلی گئی تو میرزا نے  
 شاکو کس

اوقات سے باہر سونے کے چھڑے کیے۔

### شب

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک آدمی نے دروازے پر دھڑکا  
 مانے دو جھا کون آکر آئے آہستہ سے کہا نواب صاحب نے  
 بھیجا ہے اور کچھ کہنا بھیجا ہے۔ مانے اور پھا کر چوڑی والی کی  
 ماں سے کہا آئے کسما بلاؤ۔ آئے اندر آئے ہم تو باہر کے  
 نکلنے والے میں سب یہ دونوں چھوڑ کر ان کو البتہ نہیں نکلیں  
 اور اگر گیلین ہی تو پاس پڑوس۔ اور وہ بھی جلتے ہوئے تھے  
 لوگوں میں۔ ایرے غمرے سے یہاں نہیں بھجھتے خدا شکار نے  
 کہا صبح ہی جا کہتی ہو نواب صاحب نے مجھے بھیجا ہے اور کہہ ہے  
 کہ چھڑے بیچے گیا چھڑوں کی قیمت ضعیف پھیل کے کہا ہو گئی  
 قصہ بھلی جاتی تھیں۔ آدمی کی بڑی خاطر داری کی  
 کھلائی۔ بی ناز و دین کہ الاکھی لیے چلی تھی  
 سرہ پشاش۔ ساما کی دگمت صبح

ن۔ چھل کے مٹیو۔

ن۔ اچھا بیٹھا ہوں۔

ب سے ملا بہت بہت ملا

اسکی۔

برسون انکو نواب

خالیں چھڑا لٹو ہو گئے

ن ایک ہاتھ ہر وہ

ن کہ کرتے ہیں انھوں

آئے تو میں چونک جاؤں

نخ سرور دی ہیں۔

نم جو کیا جائے۔

ہو وہ کرو۔

خس۔ اچھا ہم اپنے بنوالینکے تم درہم ہی دیدو۔  
 رخ۔ لیجئے جانہاں ہر۔ پانچ سو تیر گن پیچھے۔  
 مانا۔ بڑے رئیس آدمی ہیں نواب صاحب۔  
 رخ۔ رئیس۔ رئیس کیسے پوتراؤں کے رئیس۔  
 نازو۔ ہمارا بھی سلام کہہ دیا۔  
 خس۔ اور انکے واسطے تو بار بار سے واسطے کیا لائے ہو۔  
 رخ۔ جو کہ وہ اب ہم جانتے ہیں تم کسی دن گھر میں جا کے  
 چوڑیاں پھندا دو اور برابر آتی جاتی رہو۔  
 خس۔ جس روز کو۔ جب لے چلو۔ چلی چلوں۔  
 رخ۔ اور نازو کو اور انکو بھی لیتی چلنا۔  
 خس۔ آئین سے تم اپنا حجتہ تولے لویاں۔  
 رخ۔ اب اسکا آپکا اختیار ہے۔  
 مانا۔ تم ہی تو لائے ہو۔ تم ہی کو اختیار ہے۔  
 نازو۔ گھر فول کے پورے ہیں۔ اندھا نشا ہے۔  
 مانا۔ چلم بھلاؤں حقہ پیٹنے کے آپ۔  
 خس۔ نواب صاحب کو آج لے نہ آؤ۔ کورات کو نہیں  
 بدل کے چلے یہ آج ہیں۔ آج نازو اور یہ دونوں  
 بیان ہی رہیں گی۔  
 رخ۔ ہاں اچھا ضرور آئینگے۔  
 خس۔ مگر کیلے ہی آئیں جیسے کہ یہ ساجہ لائیں۔  
 رخ۔ بس وہ اور میں اور ایک آدم صاحب اور۔  
 خدنگار اٹھنے کی کو تھا کہ بیرون نے روک لیا کہا  
 اس قدر ہلکا بازی۔ انہی تو آئے ہو اور ابھی چلے جاتے ہو  
 سچے ایک گلاوری اور اٹھاؤ۔ خدنگار نے کہا تمہارے ان  
 کوئی درویشی ہو ضیفہ نے کہا ہمارے ہنوتی ہیں۔  
 ایک لڑکا ہے وہ حیدر آدمین ایک دلیل کے  
 پاس نوکر کی کچھ شہ بد چڑھا لکھا بھی ہے اور یہ دو

لڑکیاں ہیں۔ اسکا بیان ہے۔ دوسرے تیسرے تارو۔  
 یہی سب ہماری دولت ہے خدنگار نے کہا کہ حق تعالیٰ اس  
 دولت کو برقرار رکھے۔ اس سے بڑھ کر اور کون دولت ہوگی  
 اب میں رخصت ہوتا ہوں ضیفہ نے پھر روکا انھوں نے  
 کہا نواب صاحب میرے منتظر ہونگے ضیفہ نے پچس پی  
 دیا کہ کیا یہ تو لیتے جاؤ خدنگار نے پچس پی دیا کہ کیا ہوگی  
 ہم تو تمہارا۔ تم ہی کے خواہاں ہیں جو تم کو زیادہ ملیگا  
 تو چلو بھی بیٹا اور جو تم ہی کو نہ ملیگا تو تم کو کیا ملیگا۔ مانا نے کہا  
 تم ماشاء اللہ سے خود مسجد اور ہتھوڑا کھانا جیسے لگان کو کھانا  
 رخ۔ نواب ہم رخصت ہوتے ہیں۔  
 خس۔ امام ضامن کو سونا خدا حافظ بیان۔  
 رخ۔ آج رات کو نواب صاحب کو لے کر آؤنگا۔  
 خس۔ بھلاؤ نے کو کہتے تھے۔ ایسا سونہ آئیں۔  
 رخ۔ آئیں اور بیچ کھیت آئیں۔ نہ آنا کیا منی۔ ہاں  
 اگر کوئی ایسا ہی ضروری کام ہو جائے تو شاید نہ آئیں۔  
 خس۔ تم اپنا پیغام تو کہہ دو بیٹا۔  
 نازو۔ اڑی قرن وہ جو کتنی تھیں کہونا۔  
 قمرن۔ (دن یہ سڑی کی فصل جاتی ہے اور فوٹا)  
 نے کہا نازو اور انکو بھی نہ بھیجے۔  
 رخ۔ (سکرار) آج ہی لو ابھی ابھی۔  
 ق۔ اگر ہمارے کہنے پر بھیجا تو کیا۔  
 رخ۔ وہ تو سونا برسوا دینگے اس گھر پر۔  
 مانا۔ ہاں ہاں میان کیون نہیں رئیس ہیں۔  
 نازو۔ کتنی دور ہے نواب صاحب کا مکان  
 بیان سے۔  
 رخ۔ توڑی ہی دور ہے کوئی دو پیسے ڈولی۔  
 نازو۔ تو پھر ایک روز ہم سب کو لے چلنا۔

قرن - (ہنسکر) موٹے دو پیسے ڈولی ڈول -  
خ - نہیں بدو سہی - موٹے دو پیسے ڈولی -

خندنگار چھپس روپے لیکر خوش خوش نصیب ہوا  
نواب صاحب جنم درساہ انتظار تھے ہر گھڑی  
خندنگاروں سے دریافت کرتے جاتے تھے کہ دیکھو  
بھتی حسین علی آیا - از بس تھرا تھے جب لوگوں  
نے اطلاع دی کہ سپہ و مرشد حسین علی آتا ہے بھلا ملک  
کے پاس آگیا حکم دیا کہ دوڑ کر آئے حسین علی اپنی  
کوٹھری میں روپیہ رکھنے گئے - تو کوئی چو خندنگاروں  
چہرہ سیون چوکیداروں کو نواب صاحب نے  
حکم دیا کہ ابھی لاؤ -

احسین علی صاحب تشریف لائے -

ن - کہو صاحب کام بنائے یا خاندان  
بگاڑ کے -

خ - بگڑنا دور احوال حضور کو بلایا ہے -

ن - قریب آؤ - بلکہ علیہ چلو - مان کیا لٹکا ہوئی  
خ - روپے جو میں نے دیے تو بڑی خوش ہوئیں  
سیکڑوں دھانیں دیں سب کی سب خوش ہو گئیں  
اور دعائیں دینے لگیں -

ن - ملا حول ولاقہ - اصل مطلب کی بات کہو - اک  
سوہی دفعہ کہنے کے دعائیں دیں -

خ - حضور قرن نے مجھ سے پوچھا کہ نواب صاحب آج آئینگے  
نہ آئینگے تو تم خفا ہو جائینگے ضرور میں بتاؤں تم بہ خفا ہو گئے  
ن - ملا حول ولاقہ میں چلے آئیے ایک ایک بیٹا کی ہزار ہا بار  
کہتے ہو -

خ - میں وعدہ کر رہا ہوں حضور کراچ انکو لانا ضرور چلے گا  
ن - ہزار کام چھوڑ کر ہزار کام چھوڑ کر چلا گیا -

خ - حضور کی ریاست کی بڑی تعلق کرتے تھے سب - اور  
قرن نے کہا کہ کسری کی فصل جاتی ہے ہکو دلا جی انار اور  
انگور بھی بھجیدین -

ن - ابھی بھجیو - داروغہ صاحب ذرا بہانہ آؤ باغ روٹی کے  
انار اور چار پاریاں اور سریرہ بکیش پتے اور آخروٹ  
اور میں ہد دہڑے بڑے سیب نکواؤ اسی دم -

داروغہ - بہت اچھا - ابھی لین حضور ساسی دم -

ن - (خندنگار سے) تو قرن نام ہے - یہ کیسے - یہ  
نام تو بڑا بیار ہے - اور نازد تو نبی قسم کا نام سننے میں آیا -  
خ - وہ بھی تعین حضور ساسی بھی حضور عرض نہیں کر سکتا  
وہ بھی اچھی ہر اور (ڈرتے ہوئے) حضور قرن تو بھرا کیا کتنا

ن - سیش کر - پیدا ہی نہیں ہوئی ایسی عورت -

خ - اب غلام ہو دیکھ ہو پوچھا آئینگا -

نواب صاحب کو اس قدر خوشی ہوئی کہ گویا قارون کا خزانہ  
اُنکو مل گیا - دن کاٹے کھاتا تھا دعا مانگتے تھے کہ یا خدا نہیں  
جلد شام ہو تو اس پہ لٹکا کا دیر نصیب ہو - اگر کون یاغیر ہوا  
تو جان پرین آگئی - اول تو بے دیکھے ہوئے شکیبند زانیلی  
ممکن نہیں کہ نیند نہ لے لادھر شام ہوئی آدھربندہ و رکاد  
رداعہ کوے یار ہوئے -

داروغہ نے تھوڑے عرصے کے بعد عرض کیا کہ خداوند  
سودہ حاضر ہو حکم ہوا کہ حسین علی کو بلو آؤ حسین علی سے  
فرمایا کہ یہ میری لیا کے دے آؤ - اور کتنا اور جو ضرورت  
ہو اُس سے اطلاع دیں -

حسین علی سودہ لیکر روانہ ہوا -

چوہدری نے وفات کیا پیر مرشد آغا محمد ابراہیم صاحب شریف نے قریب نوایف  
کوشی سے باہر ان کے انتقال کیے گئے - اور بھتی ہی کہا -  
اک کہ در شوقی ہزاری ہر سرے | ای نانی ہرے از منظرے

<p>ن۔ میان یہ اگر اور مگر کے کیا معنی۔</p>	<p>آغا۔ این بسم اللہ ہی اس سے ہوتی ہے۔</p>
<p>آغا۔ بات انسان وہ کوئے جبین پہ نامی بنو اور کڑی سے انسان بچے راہ اگر بنامی ہوتی تو لوگوں کو ہنسنے کا موقع ملے گا۔</p>	<p>ن۔ بسم اللہ ہوا چاہے۔ رب یسرہ۔ اگر کہ در شوقی نوازی ہمسرے ہی غائی ہر دمے از منظرے</p>
<p>ن۔ اچھا نیم پھل یا اس ایسے میں گفتگو ہوگی۔ حضرت ناصح گراؤ کی یہ دہ دہ دل فرس راہ پر ذرا اتنا تو بتلا دو کہ مبتلا کیسے کیا۔</p>	<p>آغا۔ بھائی صاحب رب یسر نہیں ہم تو ہم بالآخر کی دعا کا لیتے ہیں۔ ن۔ خدا نے چاہا تو وہی چار سوز میں۔ آغا۔ بان ارے یار ماننا ہوں لے آیا رہا پر۔</p>
<p>خاکہ ۱۱۱۔ اتنے میں نے کہا حضور شفی مصالح ملی آئے ہیں۔ کہا بسم اللہ۔ آمین۔ آمین۔</p>	<p>ن۔ دامنہ مجھے اُس سے عشق ہے اور پورا عشق۔ آغا۔ چیز ہی ایسی ہو وہ عشق ہی کے قابل ہو۔ ن۔ ایسی صورت کبھی پہلے بھی دیکھی تھی۔ ۹۔</p>
<p>ممن۔ غصہ ریمان باغ میں اہل رہے ہیں۔ مہراج۔ آداب فرض کرتا ہوں جناب نواب صاحب۔ ن۔ کونش عرض ہے۔ تشریف لایے حضرت۔</p>	<p>آغا۔ دامنہ نہیں دیکھی تھی۔ بہت دھرمی سے کہو گدازن حق تو یوں ہے۔ ۶۔ بسا خوبان ویرہ ام لیکن تو چہ بے یگری</p>
<p>مہراج۔ آغا۔ آغا محمد اطہر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ آغا۔ آپ نے کچھ اور بھی سنا ہمارے نواب صاحب شہنشاہ ہیں۔ ن۔ ہمارا عشق ازلی ہے۔ یہ ہوئے ہیں کیا معنی۔</p>	<p>ن۔ اور اسی میں سے میں نکاح ہو تو سہی۔ آغا۔ یار یہ خط ہے۔ نکاح و کاح و ایات بات ہے۔ ہم اسکو ہرگز پسند نہیں کرتے۔</p>
<p>آغا۔ ازلی و زلی تو غیر صلاح ہے۔ مہراج۔ وہی چوڑی والی نا۔ آغا۔ امین۔ آپ بھی سن چکے ہیں۔</p>	<p>ن۔ مجھ سے بے نکاح کے رہنا نہ جائیگا۔ آغا۔ اور یہی دور کا عشق اچھا۔ نکاح کی صلاح ہم نہ دینگے اور کوئی دوست نکاح کی صلاح نہ لے گا۔</p>
<p>مہراج۔ سن چکا ہوں صاحب ویکھ چکا ہوں۔ امین شک نہیں کہ پری ہر اورد۔ از سر تا پا حسن ہو تو ایسا کہ۔ غ</p>	<p>ن۔ صلاح اور شور سے کی گنجائش اب کہاں ہے۔ آغا۔ نہیں اس قدر جاے کے باہر نہ ہوتا چاہیے۔</p>
<p>ہر گز آپ کی شوقی تو غضب کی شوقی نواب صاحب کو بدلتا تھا امین کاسا بخانی خوارہ و آوارہ وہ کار کوئی شخص ایسا نہ ملا جو عقل و ہنرمندی سے کام لیتا ہو</p>	<p>ن۔ امین پسند و نصائح سے کام نہ لے یہ محال ہے۔ ۵۔ این عشق نہ دامن از کجا خواست کو ہر گز در لیشہ ام بلا خواست</p>
<p>سید جتو دھیرے پر رنگ لے کی کوشش کرتا وہ ملک نہ تھا کہ ایسا میں نے وہ اور پھر وہ جس کے مزاج میں آراستگی اور</p>	<p>آغا۔ اگر اس عشق کی ہی کیفیت رہی تو۔</p>



کھڑکی میں ایک عورت (زندہ) بیٹھی دیکھی تھی دوسرے روز وہاں سناٹا تھا تو شاعر نے شعر موزون کیا یہی کھڑکی کو کہنے ہیں۔ اور رائے کے معنی (زندہ) اب سمجھ میں آجائیگا اس طرح آغا صاحب نے بھی سنا ہی پایا۔ لہذا غلام نے عرض کیا۔ ۵

بہنی آج جو سونی پڑا کر  
کل بیچ ایک رائے بیٹھے تھے

ان۔ یہ بیچ کیا حضرت  
مسخرہ۔ بیچ کے معنی اپنی جگہ پر ہیں۔  
آغا۔ رائے کے لیے بیٹھے تھے کھد روزن پر۔  
مصنوع۔ بیچ بھی عجب لغت بلکہ لغت ہے۔  
ان۔ ایک رائے بیٹھے تھے اس کے لیے مزہ دیا ہے۔  
مہر ان۔ سیری کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔  
ان۔ رائے بھی نام الگ بیٹھے۔

آغا۔ لکھا ہوا ہے۔ اور کل چھٹا کی فرست میں سب سے  
اول لکھا ہے کہ انھوں نے اول درجہ کی کٹنگ کیا ہے  
ان۔ ابی امین کچھ ناٹھل ہر کون بات ہے۔  
مسخرہ۔ ہمارے حذر منشی مہراج علی اللہ کی کتاب  
سے ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں ایک نشدہ شدہ۔  
ان۔ مجھے رہ رہ کے ہنسی آتی ہے۔ کہنے لگے رائے  
بیٹھے تھے۔ کتنی عمر شاعری جو راعی۔ سبحان اللہ۔

دار و قلم۔ اور حضور سونی پڑا ہے اس سے کیا کم ہے۔  
آغا۔ اور یہ کہ سب سے بڑھ کر لطف بیچ میں آتا ہے  
والہ کیا ناں اور لغت ہے۔ سبحان اللہ۔ بیچ۔ !!!

مسخرہ۔ یہ رائے بیٹھے تھے اور سونی پڑا ہے۔  
اور بیچ سب سے بڑھ کر لطف منشی مہراج علی کی  
سمجھ سے حاصل ہوا۔

صلاحت ہو وہ ایک ادنیٰ چوڑی والی راستہ در  
لوہو ہوا کے کہ کھڑا ہوا مسکون کے رو بردار کے بیٹھے تھے  
جائے اور اس پر بھی غم نہ کہ اس کے کھڑے جائے اس سے وہ کڑ  
آواز کی اور کیا ہوگی۔ بڑے شاعر کی بات ہے۔ مگر ان کی  
صحت میں تو خیر سے وہیں کا وہاں بیٹھا ہوا ہے۔

مہراج علی ان سب کے چچا۔ ان کی حرکتیں سب سے  
نریا وہ تبذل نکلیں۔ یہ اس چوڑی والی کی کٹی سے تھے  
میں کوئی چھ سات بار نکلے مگر صرف دو بار دیکھا اور  
کھڑے ہو کر اس کی سانس سے گفتگو بھی کی۔

آغا محمد اطہر بڑے مہذب اور شائستہ اور آراستہ  
خیالات کے آدمی۔ بڑے زبان آور فارسی زبان کے  
محقق عربی کے عالم تھے۔ مگر یہ وہ اس چوڑی والی کی  
چوڑی پر لٹھ تھے۔

آغا محمد اطہر نے کہا بھی میں بھی ایک بار ادھر سے  
نکلنا تھا لیکن اس کو بایا نہیں۔ ۵

آج وہ جلوہ فردا ہے جو منظر میں  
تو کجا ذرا بھی اس حرف خدا میں

مسخرہ کہ چپے سے آئے ایک گوشے میں خاموش کھڑا  
ہو رہا تھا یوں بول آغا۔ ۵

بہنی آج جو سونی پڑا ہے  
کل بیچ ایک رائے بیٹھے تھے

ان ایہ کون بولا بھی۔ دیکھا تو مسخرہ اللہ!!  
بڑا فقیہ پڑا اگر اس کے معنی سمجھ میں نہ آئے۔ اس کی  
تشریح تو کیجئے۔

کہا حضور قربان جاوید آباد کے نصحاؤن اور  
بلغاؤن کی زبان پر تفسیر اور شرح طلب ہے تفسیر آیت  
اسکی یوں ہے کہ حیدر آبادی شاعر صاحب ایک دنیا کی

<p>نکلتی جو تو کیا شکل بات ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا بھی شکل اندر شکل ست ایک تو اسکا نکاح ہو گیا ہے۔ دوسرے بڑے غضب کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے میان کو چاہتی ہے اور بیان بے صبری ہے۔</p>	<p>نواب صاحب کوئی شعر پڑھنے کو تھے کہ داروغہ صلیح نے کہا اغاہ آئیے حضور بیان اختر براہ ہوئے کہ تین نشی اختر صاحب تشریف لائے۔</p>
<p>تاب فرقت کی مرے جسم محقر میں نہیں صبر کا دھل کہیں اس دل مضطرب میں</p>	<p>آداب بجا لاتا ہوں خداوند۔ اور صاحبوں سے بھی علیک سلیک ہوئی۔ نواب صاحب کی جانب مخاطب ہو کر پوچھا حضور کا مزاج تو اچھا رہا عرصہ دراز کے بعد کیا ہے محمد عسکری ایک اس مرد بھر کو بڑے مزاج کی کچھ پوچھو۔</p>
<p>بس ہی دل چاہتا ہے کہ وہ بھل میں بیٹھی ہو۔ اور اس زلف عبثہ بار کی خوشبو سے ہمارا دماغ ہر دم مطرب ہے اختر نے کہا خداوند صاحب استقر توندہ ضرور درایت کر گیا کہ کون تو ہے؟ کہا چوڑی والی کی چوڑی دو ہینسی ہیں۔ دو زون پری مثال مگر تھکی تو دانوی ایک چیز ہے۔</p>	<p>من دیکھو یہ تجھے کی محبت ہے بخیر داد کوئی بے اطلاع آنے نہ پائے اس کے بعد سرگدشت بیان کی۔ کہا کیا عوض کروں۔ نشی اختر صاحب ایک قتلا عالم نے بھسل کر دیا۔ نواب رونق جنگ کے ہاں گیا تھا آٹکی بیوی نے (سالی نے) ہمارے تین اندر ایک ضرورت سے بلوایا بھی وہاں ایک صورت ایسی کبھی کہ جان نکل گئی ہے</p>
<p>دین چمن خرم کو بہن بیت یگنیدہ جلا یافتہ بہن بیت</p>	<p>ای نو بہار سوچ میں ہوں میں کہ کیا کروں کس گل کو دوں مش بہت اس گل بد کیساتھ</p>
<p>خوب بڑی بھی بڑی کلان ہے اسکا نام ناز ہے اور جھکی کا نام قرن۔ بنام مجھے پہلے نہیں معلوم تھا کیا یا نام ہر ناز اور کلکا نام سی مگر اس پورج کا نام ہے۔</p>	<p>وہاں تو بات کرنے کا موقع نہ تھا۔ محدثات اور خاتون کے سامنے جھپٹ چھڑ کا کون محل تھا کجیب وہ باہر نکلتی تھیں بھی سایہ کی طرح ساتھ ہو لیا اور یہ شعر پڑھا۔</p>
<p>اختر نے کہا حضور اسکی ہند میں کہ حضور آپ ہی آپ دیکھ لیں۔ انکو بیان بلوایے اور کھلا بھیجے کہ چوڑیاں پہننے کو بلایا ہے۔</p>	<p>اوجا جانے واسے مڑ کے ذرا دیکھ اس طرف ماند سایہ ہم بھی ہیں تیرے قدم کے تھلا</p>
<p>آغا صاحب نے کہا وہ علانیہ ہر مقام پر اس طرح سے نہیں جاتی ہے۔ مگر ان رونق جنگ کے ہاں چلو وہاں آجائیں ان کے مکان کے سامنے ہی تو مکان ہے۔</p>	<p>اختر نے کہا پیر مرد شد کیا کوئی زن بازاری پر کہیں سی اما با مہری کی چوڑی پر تو حضور فریفتہ نہیں ہو گئے یہ باہر نکلی کا تفر کیا فرمایا حضور نے۔ اسپر لوگ سکر گئے۔ مگر آغا محمد طر خوب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔</p>
<p>اتنے میں میان چین علی دایس آئے اور یوں کلام ہوئے ح حضور وہ کام کر آیا۔ سلام کہا ہے۔ ان خوش ہوئے وہ لوگ۔ اور کیا باتیں ہوئیں۔ مح حضور پھر عرض کر دنگا الگ چلے۔</p>	<p>نواب صاحب بوسے بھی عشق میں قفل کو کیا چلے یہ سوال کیا کیا تھے اختر نے کہا بجا پر بندہ نواز عشق کو شعر آفرود سوز کہتے ہیں۔ ہاں اچھا۔ پھر اگر ماہر</p>

ن۔ کو بھی بیان کیا کوئی غیر ہو۔ کدواؤ۔

آغا۔ ہم نوگوں سے کس بات کا پردہ ہو صاحب۔

دار و قلم۔ بے لکھی کے ساتھ کو ڈرنے کیوں ہو۔

نخ۔ حضور ایک رقعہ دیا ہو۔ حضور کے نام۔

ن۔ لاؤ لاؤ۔ کیا طرحی لکھی بھی ہیں۔

مسخرہ۔ سچی مان۔ یہ سیلاؤ کی اور دستورِ اہل اور

انوار سیلابی انھیں کی تعریف ہو یا کسی اور کی۔ سب تو نے

دن بین وہ لندن جاکے بارٹری کا امتحان دینگی۔

نواب صاحب نے رقعہ لے کر اسکو کئی بار چوما اور

کھول کر پڑھا تو نور اعلیٰ نور۔

دو نواب صاحب۔ آدو دور۔ ڈوب حاتم رسلا

لکھ رہی ہو اور نواب صاحب کی اولاد کو دواؤں کی اور

جو کچھ معافی عمن کو قلعہ جس سودہ سب ہمیں سارے

علیٰ حاکم کو روع کر کے لوم پھل مارا مہل اور

مردوں دو اچھس کی اور حین ملی آؤں اچھ جھان سگا۔

تم بھوری والی۔

کل حاضرین حاضر نظر تھے کہ خط پڑھیں تو سنیں۔

نواب صاحب نے خط پڑھ کر آغا صاحب کو دیدیا۔

آغا۔ آئین۔ ارے میان بالکل بے نقط۔

دار و قلم۔ حضور واقعی ایک نقطہ بھی قسم

نہیں ہو۔

مسخرہ۔ تو یہ کیسے بالکل بے نقط سنائی ہیں۔

آغا حضرت ہمیں ہرگز نہ پڑھا جانا۔

ممن۔ لایے غلام زور لگائے شکست ہو۔

آغا۔ شکست اور تعلق دو نوں سے الگ ہو۔

زنگ ہو۔

جھمن۔ عناقان بیروی نقطہ نہ کندم۔

ن۔ مغور کر دیتی اور اسکا مطلب ہیں بتاؤ۔

اختر نے القاب تو پڑھ دیا۔ نواب صاحب بہادر نواب

کی خرابی۔ نواب۔ صاحب کی خرابی صاحب۔ اور لیدو

تو اعلیٰ درجے کا کلمہ ہو۔ یعنی آؤ۔ اور دور مطلب یہ کہ

ڈب جا۔ یعنی اپنی آبرو دہری کر۔ مگر آ۔ اور آکے پھر

دور ہو۔ آگے کسی سے نہیں چلتا۔ مگر رسلا لکھ رہی ہو۔

یہ کسی سے نہ پڑھا گیا۔ بہت غور کیا۔

آغا۔ جسے واقعی یہ رقعہ نہ پڑھا جائیگا۔

مسخرہ۔ کیا سنسکرت میں لکھا ہو حضرت۔

آغا۔ حوت نور دہری کے سے ہیں زبان خدا جانے

مسخرہ۔ لایے میں کسی میں لکھا جی سے پڑھا لاؤں۔

آغا۔ کیا کالی سنسکرت خوب پڑھے ہوتے ہیں۔

مسخرہ۔ جی نہیں خط بیشک پشتہ میں

لکھا ہوا ہو۔

اختر۔ بابا بابا۔ کیا پڑھا ہو۔ والدہ۔ تھن رسلا

کر رہی ہو۔ سچ کیسے گا۔

ن۔ بھی انعام کا کام کیا ہو والدہ۔

آغا۔ خوب پڑھا۔ خوب ہی پڑھا۔ ذہین آدمی ہیں

ن۔ اب پورا خط بیان اختر ہی پڑھ دینگے۔

احقر۔ اور نواب صاحب سارے نواب صاحب

آگے آیت۔

راوی۔ سب نے مگر زور لگایا مگر طے صل ہوا آخر کا

اخر ہی نے مطلب نکالا اور پورا رقعہ بون پڑھ دیا اور

نواب صاحب کی جان وال کو دعا دیتی ہو گی۔ دعا کو دوا

لکھا ہو۔ اور دیتی ہو کے بعد (گو) کیا خوب خیر اور

جو کچھ سیرے تھے عمن (کو) بھیجے تھے سودہ سب ہننے

ہننے (ہننے پائے) کی خرابی دھمن میا (سے) اچھا لکھ

<p>میں ہوں جوان اور تو بڑا بوڑھا میرا تیرا اہل نہیں اس شعر نے وہ لطف دیا کہ پورے بندہ منٹ تک سبکے لوٹن کو تو رہے ہوئے تھے اور دیر تک مقہور ہاں اکثر حاضرین لوٹنے لگے۔ نواب صاحب نے کہا حضرت مزہ آگیا داند ایک بار پھر فرمایاے گا آخر نے شعر پھر پڑھا۔ ۷</p>	<p>آج شام کو ضرور درگاہ کے تمہارے ملنا ای جان اور نازد و غایہ بھی سینگ اور حسین علی آدمی (آدین) اچھا ہوگا۔ قمرن چوڑی دلی۔ ن۔ کارت کردہ۔ اور کسی سے نہ پڑھا جاتا۔ آغا۔ عا صاحب کو۔ آج شام کو خوب ہی پڑھا۔ اختر۔ اور زر غزدر عمر بھر کسی سے نہ مل ہوتا۔ ممن۔ ام محبان اور معدی یہ کیا ہر حضور۔ یہ تنگ ہمارے سمجھ میں نہ آیا۔</p>
<p>نازد بولی آئے ہنسک بیاہارے کچھ کھیل نہیں میں ہوں جوان اور تو بڑا بوڑھا میرا تیرا اہل نہیں</p>	<p>ہمارے سمجھ میں نہ آیا۔ اختر۔ تجھے کچھ ہی بیاہ جان اور نازد۔ ممن۔ تو مقہور لگا کر۔ وارے بنے بنے کن حد کر دی ن۔ حسین علی سے دریافت کر دیکھو کیا کسی سے تھا۔ منشی مہراج بلی صاحب نے کہ مشور گول آدمی تھے اپنے عشق کے کا ذکر کیا کہ میں تو سکی طری بن نازد کے نازد ادا کا عاشق زار ہوں۔ نواب صاحب نے کہا خدا کرے کوئی شخص اُس پڑھیا بچا پڑھی فریقہ ہوگا تو اچھی تکدم ہو۔</p>
<p>ن۔ اے کی جگہ اے ہو تو کیا حضرت؟ اختر بیت نویسیات عرض کیا اس خواست دو تھی پہلی اصلاح آغا۔ بیکہ نازد بولی ٹیپنگا کہ بیاہارے کچھ کھیل نہیں چندپائے بھی ذرا۔ مسخرہ۔ پھر تو پورا شعر ہی نہ بدل دیا جائے۔ ۷</p>	<p>ن۔ حسین علی سے دریافت کر دیکھو کیا کسی سے تھا۔ منشی مہراج بلی صاحب نے کہ مشور گول آدمی تھے اپنے عشق کے کا ذکر کیا کہ میں تو سکی طری بن نازد کے نازد ادا کا عاشق زار ہوں۔ نواب صاحب نے کہا خدا کرے کوئی شخص اُس پڑھیا بچا پڑھی فریقہ ہوگا تو اچھی تکدم ہو۔</p>
<p>جو کیا کیا نازد بولی بیاہارے کچھ کھیل نہیں دور ہو گلوڑے بوڑھے نکھوڑے میرا تیرا اہل نہیں</p>	<p>مسخرہ نے کہا بھلا نازد کاس کیا ہوگا آغا صاحب نے جواب دیا یہی کوئی انیس میں برس کا۔ پوچھا (اور منشی مہراج بلی صاحب کاس کیا ہوگا) جو راجھی ہو۔ مگر نازد ان بڑھو کی طرف مخاطب ہو کر یہ شعر ضرور پڑھا کر گئی۔ اگر وہ یہ بولی پھر سے ہنسک بیاہارے کچھ کھیل نہیں میں ہوں بوڑھا اور تو بڑا بوڑھا میرا تیرا اہل نہیں</p>
<p>یہ شعر اور سب شعروں سے بڑھ گیا اس کے سنیے ہی دہ مقہور لگا کہ دیر تک داز کی اور منشی مہراج بلی جیسے اٹھے اور جو ناپسند گھر جانے کا قصد کیا سگرا غا محمد اطہر نے کہ کیا اور کہا میں ان شعر کو انعام دیتے جاؤ پھر جانے کا نام ہو۔ یہ لوگ تو اپنی شان میں قصیدے موزون کرین اور آپ بے صلہ ملے ہوئے یوں جلدین۔ ایسا ہر گز نہ ہونے کا بھیجے حضرت جانا چہ معنی دارو۔ ممن حضور زار میرا صاحب غور کو خدا بخشے کیا بلع مکتہ رہے تو انکو خانانی اور فردوسی میں بفضل شہرت سمجھتا ہوں تھے</p>	<p>اگر وہ یہ بولی پھر سے ہنسک بیاہارے کچھ کھیل نہیں میں ہوں بوڑھا اور تو بڑا بوڑھا میرا تیرا اہل نہیں اگر وہ یہ بولی پھر سے ہنسک بیاہارے کچھ کھیل نہیں میں ہوں بوڑھا اور تو بڑا بوڑھا میرا تیرا اہل نہیں</p>
<p>بجی گئی آگ لگائی دان ہوئی سو محنت کی کر کے صفائی آگ لگائی</p>	<p>اگر وہ یہ بولی پھر سے ہنسک بیاہارے کچھ کھیل نہیں میں ہوں بوڑھا اور تو بڑا بوڑھا میرا تیرا اہل نہیں</p>
<p>بان تری بی دان گری ادھر آئی ادھر گئی اس چال میں وہ موت کو بھی مات کر گئی</p>	<p>یوں سوزا جائیے ذرا غور فرمائیے۔ ۷ نازد بولی آئے ہنسک بیاہارے کچھ کھیل نہیں</p>

مرزا دوسرے کا منگوا لیتے تھے۔

داروغہ صاحب نے خط لکھا کہ گرم فرما سے غلصان  
منشی نوکشتور صاحبنا و لطفہ بعدہ التیاق ملاقات آنکہ ایک عید ملی  
حضرت مرزا دوسرے صاحب مہر در بندہ دی ہر جہت ہر مہر ہر دست  
حامل تقدیر دانا فرما بندہ و در حاشا بنی کھا یہ حضور سگر زاندار  
درج فرما بندہ مہر بندہ اتھر محمد ظیل الدین داروغہ سگر نواب  
محمد علی صاحب بہادر مولت جنگ۔

آدمی کو حکم ہوا کہ منشی نوکشتور صاحب کے چھاپے خانے دور  
جاؤ اور کتاب جلد لاؤ کوئی بون گنہ کے عرصے میں کتاب آئی  
مرثیہ ہاے مرزا دوسرے کہتے ہی کے سب ٹھکڑے  
ہوئے سبکی ہی خواہش تھی کہ ہمیں دیکھیں۔

داروغہ صاحب نے کہا حضور غلام کو حکم ہو تو ایک  
منٹ میں وہ بند نکال دے کہ اب تیرا منہ منے اتھر  
سے کہا کہ آپ مرثیہ کا مسعر عادی پڑھتے جائیے۔  
داروغہ صاحب نے کتاب نواب صاحب کے سنانے  
رکھ دی پڑھتے ہیں تو صفحہ ۴۹ میں وہ بند موجود ہے۔

شکام اگر چلے یہ کبھی غیرت پری  
غیرت سے کھائے تو سن دارا سکندری

آغا۔ آئین۔ ارے غضب اسقدر جھوٹ !!!  
ن۔ ارے بے شرم ذرا تو شراب۔ یہ بے شرمی۔  
ممن۔ برا چھ کلام سنا اپنے باپ دادا کا کہنا۔  
ن۔ یہ ۱۱۷ بند میں یہ کیونکر درج ہے۔ یہ مرزا دوسرے  
صاحب کے مرثیوں میں کمان سے آگیا۔  
مہراج۔ بس اب اس سے بڑھ کر جھوٹ اور کیا ہوگا  
ن۔ اسکا نام جھوٹ نہیں ہوا اسکو  
جوڑا بن گئے ہیں۔  
جملو جکا جو جی چاہے کہ خدا سمجھے گا۔

اتنے میں میان جملو نے کہا پیر مرزا صاحب جان کو تعزین آئیگا  
خانیہ صاحب جان مرحوم کا بندہ سنا تھوں حضور سے شاعر تھے دادہ  
پھر ملک جانیگا۔

ممن نے کہا صاحب جان کے لفظ نے تو جان ڈال دی آپکے  
اس سخنان میں۔ یا رچے ہشوان ہو۔

ہاں بس ہم مد آپ اپنے نانا صاحب جان کے کلامان ہم سب  
دوستان کو سنائیے۔ جملو نے کہا۔ ۵

شکام اگر چلے کبھی غیرت پری  
حجر کی تیری ہر جگہ لگی تیری

آئینہ اسکے رخ میں جو داہنا در کرے  
یہ اس میں اپنے سایے سے پہلے گذرے

ن۔ اور یہ آپ ہی کے نانا کا کلام۔  
جملو۔ حضور انکے ہاتھ بیاض میں موجود ہے۔  
داروغہ۔ ارجو ہم منشی نوکشتور کے چھاپے کی کتاب کھاؤ  
تو کیا ہارتے ہو۔  
جملو۔ ناک ناک بہتے ہیں۔ آجاؤ نا۔

داروغہ حضور بہ لی۔ مارو ہاتھ پر ہاتھ۔ بس۔  
گامین ناک اڑاؤ دنگا۔ حضور گواہ ہیں پیر مرزا دوسرے بھی  
مرزا صاحب کا مرثیہ ہے یہ داروغہ میر واجد علی صاحب جان  
پڑھا تھا۔ بڑے سر کے کی مجلس تھی۔ ۵

گلگوٹہ شفق جو ملاوڑ صبح نے

اسکے کئی بند گھوڑے ہی کی تعریف میں مجھے یاد ہیں یہ  
شریہ ۱۱۷ درج پیر سہر پڑاں کوڑے کا دیہان کا کوڑا بن گیا  
چلنے میں جوڑ دیا پیر پڑاں یعنی کزانیانے کی حضور گنگشان

دم بھر بھی آستانہ میں بڑی شوق کا  
دوسو پیر پڑاں کا ہوا خواہ برق کالو  
ن۔ ملو صاحب منشی نوکشتور صاحب کے ایک خط کا نام خط لکھا کہ مرثیہ

ن۔ یار تم کبھی نہ جھپو گے۔ بڑے بے شرم ہو۔

ممن۔ بے شرموں کے بدلہ گاہ میں بے شرم کیسے

ن۔ ہاے کبار باغی کنی ہو۔ واسطہ قلم نوڑ رہے۔

ایکس کا جو غم نالہ و فدا و کرد اور دل کو ہرگز فکر سزا و کرد

اکبر کو اور اصغر کو کیا تمہیں دنا شہیر کے احسان ذرا یاد کرو

ممن۔ ہاے ہاے۔ شہیر کے احسان ذرا یاد کرو

حضور زندہ کر گئے ماتم کو مرزا صاحب اور میر صاحب

جب جلسہ برخواست ہوا تو ابصاحب نے حسین علی

خدا شکر کو بلوایا اور تیلے میں پوچھا کہ کو کیا کیا باتیں ہوئیں

حسین علی تو چاہتا تھا کہ نواب ملار اسکے ذریعہ سے

چوڑی والی کو روپیہ اور فرمائشیں بھیجی کرتے تھے جس کو پڑھ

پائے اور جب میوہ دیکر گئے تو نصف پہلے ہی سے یاروں کا مال

تھا اور کسی قدر جوڑی والی کی بوڑھیا نے دیا حسین علی کو

یہ خوب معلوم تھا کہ نہ تو ابصاحب پوچھنے کے کیسب کشتے

عدد تھے انارکس قدر تھے چلو خورے تھے یا نہیں تھے اور

نہ چوڑی والی کیسے کہ آپ کے بیان سے میں سیلاب در در

انار اور سیر بھر پئے اور اس قدر وہ آیا تھا۔ لہذا اوسے رقم

توا منوں نے پہلے ہی گھٹائی۔

نواب صاحب سے کہا حضور قرن بہت سی خوش

ہوئیں مگر خداوند انار کے دانے کی کیا حقیقت انے

خداؤں کے سامنے ایک انار انہوں نے تراشا تو میں نے

خوب غور کر کے دیکھا کہ انار کا دانہ تراشا تھا تو ابصاحب

نے بہت خوش ہو کر کہا حسین علی ہو تو تم جاہل آدمی۔

چڑھے کچھے خاک نہیں ہو۔ مگر تمھاری پرکھ کے ہم بھی

قابل ہو گئے۔ ایسا جو بن بنے آجک نہیں دیکھا

کیا خدا وادمن پایا ہی آپ اس نے بتایا ہے

اور ناز دلجوئی مری نہیں ہر گناہ اس بری کے مقابل کیا

نازد کیا پرستان کی بری بیٹھ جلے تو اس کی زلزلت اسکے

سامنے ماند ہو جائے۔ وہ جن کو سوز و گملا لیا انہو کو یہ

سہلے دے کے دھتا بتائے تو پھر کچھ بنائے نہیں

اور ہم اس شعر کے صدق ہو جائیں

ایک ملا ہو کہ تیری یاری میں

ہے ایک امید واری میں

حسین علی نے کہا حضور وہ تو آپ تیار ہیں اگر اسکے سامان کو

کچھ لے دے کے راضی کر لیجے تو بات بچائے اور یوں بھی

تنگن ہو کر عزت دار آدمی کو اپنا فضیلت نہ کرنا چاہیے۔

میں پڑھا لکھا تو کبھی نہیں ہوں۔ لیکن فقیر محمد خان کے

بیان والہ نوکر تھے اور انکی صحبت میں غلام کو یاد میں حضور

باجھ پاؤں بچا کہ اس فعل کو کرنا چاہیے آئندہ حضور

مالک ہیں اور نالہ دار نوکر اور غلام ہو۔

نواب صاحب اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور دل میں

سوچنے لگے کہ وہ کونسی تدبیر ہو جس سے مطالب کا مطلب

ہو اور بدنامی بھی نہ ہو اور کسی برا زبانی ظاہر نہ ہو اور اسکا بھی

پردہ فاش نہ ہونے پائے سوچے کہ ابج سے کسی شخص سے

اسکا ذکر نہ کریں گے۔ ہم اور حسین علی باہم مشورہ کر کے

مکمل کام انجام دے لینے اور کسی سے صلاح کی ضرورت نہیں ہو

اد چھ کے گھر تیرے

ڈھائی اور ڈھائی پانچ سوئے گھن کے چہرہ شاہی

روپے جو جوڑی والی کی بوڑھی مان نے پائے تو بھی کہ

قارون کا خزانہ ملیا کم خزان عورت۔ شمار کی جوڑی والی

پانچ سو روپہ کا کیست پانا تھا کہ جانے سے باہر ہو گئی۔ ع

ہو امین بھر کے یک طرفہ بھی کشتا بھرتے ہیں

جب نواب صاحب کا خدمتگار رہ کر دے کر روانہ ہوا تو  
 بوڑھی عورت نے قمر اور ناز دو دون کی پیشانی کو  
 بوسہ دیا اور کہا بیٹا جو نگہ کرے تو ایسا دھار رو پڑ  
 لے تو کیا سکون کھاؤ گی ایک ذرا سے چوگئے میں تجھو  
 کھٹکھٹانے لگے مگر ابھی اس سے اور دو۔ دونوں ہاتھ  
 سے رو۔ ابکی جو آئین تو قمر تم خوب ناگہ کے انکے  
 سامنے آنا اور تقریر ہم تمکو سکھا دینگے اتنے میں قمر  
 کی خالازوہن آئی۔ آنکے چوڑی دلی کی مان کے پس  
 بیٹھی۔ اسکو ضبط کمان۔ رو پڑی کی پھیلی میں سے میں جب  
 نکالے اور ماکو دیکر کہا جا اچھا سا کھی شاہ جھڑا کی  
 گلی سے لاسا مگر اسل روڑی کی دکان سے لانا جو کھلا کے  
 بولتا ہوں سنئے کہا کہ بڑی مجھ سے تواتی دور نہ جایا بیگا  
 میں تو راجہ کی منار کے بارواڑی سے ملو گئے لاتی ہوں  
 افسوس نصبت ہی بکڑی۔ رو پڑ بھر پھیل میں رکھے اور  
 تھیلی کو ذرا زور سے تھپکے کے نیچے رکھ دیا تاکہ کھٹکھٹانے  
 کی آواز دور تک جائے اور کمانش ماہم چوڑی دلیاں  
 ہن باز لڑکی آنے جانو ابی الہا ماتو ہمارا کوئی کام رک  
 نہیں سکتا ہمیں مد نے روپیہ دیا ہم ماچھو جھوٹا  
 چنچند مت سب رکھ سکتے ہیں ہمیں تو ہماری سیکڑی نہیں  
 ایسی ہیں جنکے بیان ماہم نہیں ہے۔ نویہ نکوڑے کے کمر کی  
 ہے۔ ارے میں نے خدا جانے کیا گناہ کیے تھے کہ  
 تجھ ایسی ماملی میں تو اس قابل ہوں کہ دیر میں ڈسٹا ہوں  
 کے بیان ہوتی۔ فارسی شہد میں بوڑھی ہوں کا لانی  
 بنانا مجھے آتا ہے کار کھٹانے مجھے آتا ہے کوئی منہ مارن میرا  
 مفاد یہ کیا کہ کسکی ہر بھلا فارسی پڑھی ہوئی کون ہے۔ اور  
 روپیہ کی کینہ۔ (تھیلی کو کھٹکھٹا کر اب بھی اسکی تھپتھپ  
 سے ایک ہزار روپیہ دھرا کر۔

قمر کی خالازوہن کو حیرت ہوئی کہ یہ ایک نر روڑی کی  
 اسکے پاس کمان سے آئی اور میں رو پڑی کا میٹھی تھی شکوئی  
 ہو یہ اسقدر دولت کمان سے اسنے پائی۔  
 جب وہ چلی گئی تو ایک شخص نے اکے دروازے پر آ  
 دی اور کہا کہ بیگم صاحب نے بلو کیا ہے۔ ضعیفہ نے اسکو بلوایا  
 اسکے تھے ہی پھیلی نکالی۔ اور ماکو آواز دے کر بلوایا اور  
 ماما جی ذری ایک کے محل جاؤ اور میں دلیاں ہن جھڑا کی  
 گلی سے جا کے کھی لانا کھٹکھٹا لانا۔ لانا کھٹکھٹا کر حیرت  
 تھی اسنے کہا جو بی باغ کھٹکھٹانے جاتے تو تم کھٹکھٹانگے۔ نہ تو  
 میں راجہ کی بناروالے بارواڑی سے لیتے ہیں ضعیفہ نے پڑی  
 پھیلی میں رکھ لیے اور پھیلی کو زور سے تھپکے کے نیچے رکھ دیا  
 مرتبہ تھا۔ اس آدمی سے کہا آج تو میرے سر میں درد ہے ہم صاحب  
 سے کہہ دیا کہ ایسی ہی ضرورت ہے کہ روڑی پر سوار ہو کر چلی  
 آئیں تو میں ہنار دوں گی۔  
 آدمی نے جویہ کہا کہ اگر فقیر سناؤ گا کھٹکھٹا ہو گیا اسنے  
 کہا کیا کہا بیگم صاحب دیر میں شریف لائیں۔ سمجھ کر اور  
 روڑی پر چڑھ کر میں تھارے تو اس میں فتور ہو گیا ہر چہ  
 کی جو رسا اور اپنا پھلے دی معلوم ہوتے ہیں تھارے  
 پھلی مت اسی کا نام ہے بیگم صاحب اور بیان آئیں۔  
 ضعیفہ اسپر بہت بد داغ اور ہریم ہوئی اور کہا پھلی مت  
 تیرے ہونوں کو توئی کی ہوے۔ چل دور ہو بیان سے  
 اتنا سننا تھا کہ وہ آگ ہو گیا۔ اسنے کہا تو عورت پر تیرے  
 متھ کون لگے۔ کوئی مدد ہوتا تو اسوقت نکال کے جوتا انکے  
 اسنے اسنے کوئی باغ چھینٹا نہ کہ کرار سی آخر کار وہ چلا گیا  
 تھوڑی دیر کے ایک مہری آئی تاکہ لکھا۔ ہم خوشی کے کھر  
 میں تو کہیں توں چلے جو بیان بھلے دیو۔  
 ضعیفہ نے پوچھا کوئی شی اسنے کمانشی ہم کاٹاؤں والوں

یادینس ہو۔۔۔ مڈانسی کہتے ہیں۔ بھلا سانا مہر مٹھی  
مہر ج دون کا مہر ج ملی مہر ج ملی۔

میان پنوں کی موی یعنی جوڑی والی کی مان نے ناز سے کہا  
مجھے سانس لگی ہے ایک سیب تو تراش کے دینا وہ سیب  
تازہ شے تھی تو کما سیب میں دیر ہوگی ذری انما کا کلر اور در  
انار تر شا تو بولی اچھا چلو زے لاؤ پیلو زے لانے بھی تھی کہ  
پھر کچھ بے لاکہ کٹش پے لاؤ اس اوچے پن کے صحنے لب  
مہر ج بھی ہو مگر اس سے کوئی مخاطب نہیں ہوتا پھر پھٹی نکالی  
اور میں رو دیکھ پھر پڑی کرنی کمانی کسی اور ماننے ہی ہو  
دیا وہ تو بندھتی تھی جوڑی میں نہیں۔ مہر سے کہیا کہ مہر  
کسی کو اس وقت فرصت نہیں ہو۔

مہر نے کہا ابھی چلی جاو بڑا جرأت کا کلام ہو کہ وہ  
دینگے ضیعفہ بولی رہے لینے کی بات نہیں ہو مگر اتنی دو جایا  
کس سے جائیگا۔ اُسے کہا دو نہیں ہو گے ہو۔ اور میں کو  
توین جلے گاڑی کو یہ کہ لاؤں۔

ناز نے کہا اسی جا میں پس کے ہونہ اؤن ضیعفہ  
نے جا زت دی کہ اچھا۔

مہر کے ساتھ ہی ناز دھابا بعد ناز جلتی رہے  
میں مہر نے نہ مٹھا نہ شروع کیا وہ وہ نہ ترانغ دکھانے کہ  
ناز بھی جھلنے میں آگئی۔ کہا جان تم میرے ساتھ جلتی ہو  
وہ دل کے چالانک (چالاک) میں نکلا وہ لاٹھو نے دالا  
آدی ہو۔ اور مٹھت (مٹھت) دیتا ہو اب نکلا مٹھت لگا کر  
صورت اچھی لگی اور تھاری کوئی بات کھپ گئی تو پس جیسے  
دو چار روپیا نکالے اور تھکا سے دیے اب جلنے لگے ہو۔  
ناز دل میں دھاما گئے لگی کہ اندر کرے تو اچھا  
کے سے ہوں تو پھر لطف ہو۔ اور مہر قمر انگوٹے  
اور صر میں انپر کل داہوں۔

مٹھی مہر ج ملی نے ایک مکان اسی غرض سے کر لے لیا تھا  
اور وہاں چلی ایک انگلش غریب اور صیغہ عورت بٹھا دی تھی۔  
جب ناز و مکان میں داخل ہوئی تو اس عورت کو چڑیاں بچائیں  
اور دام لیک چلی تو مٹھی مہر ج ملی صاحب نے باہر سے  
میں بلایا اور کہا میں ناز دھابا اور مہر تو آئے ہیں مٹھی ہوں  
اور نوابی کے دوستین نوکر بھی تھا مہر سے بات بنائی۔  
نوابی مان امر (عمر) کا ہتی تھری اس بیجاری کا بن ناہک  
(ناخن) کا بناو تو ہو۔

مہر ج ملی سمجھ گئے اسٹھل گئے ہنس کر کہا ہم بڑے ہنسور  
ہیں ناز و مسکرائی اور بولی کہ کیون نہیں حضور شے ہی گھر  
ہے میں۔

کہا ناز و میں چ کہتا ہوں کہ میں بد وضع آدمی نہیں ہوں۔  
مگر حسن پرست ہوں اچھی صورت دیکھی اور لٹو ہو گیا ابھی اسکا  
فضل سنو صورت عورت ہو تم پر ہمارا دل آگیا ہو۔

ناز دل میں خوش ہو گئی کہ مارا کچھ نہ ہوا رہی کے لیے  
کہنے لگی حضور مجھ پر صیغہ بھلا کئی دل کا ہے کوآنے لگا ہوں  
ہوئی تو سب خرید رہو تے۔

مہر ج ملی ریشہ خلی ہو گئے ناز سے پوچھا کہ کھانے میں  
تمکو کون شہر پہنچے۔ اسکی زبان سے مباحثہ نکل گیا چھینٹے  
راوی۔ اہو ہو ہو۔ کیا کڑی فرمائش کی ہو۔

مہر ج۔ چھینٹے۔ اچھا چھینٹے کا بھڑا کپڑا کے  
بھینٹے اور آج ہی شام کو۔

مہر ج۔ چھینٹے کا بھڑا تا میں جو نی کو کا کچھ چیز  
بھیجتے ہو تو ابھی بھیجتے ہو کہ میری۔ انکا ہم ترے دیلی  
انکا کھ کپڑا کے بھینٹے۔

ناز و۔ شیرال اور کباب ہو کو بہت پسند ہیں۔  
مہر ج۔ اچھا یہ بہتر ہے۔ علی بخت سے کپڑا کے بھینٹے لگا۔



نازرو۔ اور ایک تھان ملہدن کا بھیج دیا۔  
 مہراج۔ جان حاضر ہو ایک تھان پر کیا فرض ہو۔  
 نازرو۔ تو اب میں رخصت ہوں آپ سے۔  
 مہراج۔ اچھا۔ یہ ستم۔ ذرا تو بیٹھو صاحب۔  
 مہری۔ اچھا تو جلد ہی کاہلی پڑی ہو گی۔  
 مہراج۔ اٹھ اٹھ کر سے گاوریان بنو لا بھٹ پٹ۔  
 نازرو۔ (کھڑی ہو کر) ہم بیان کیلئے نہ بیٹھیں گے۔  
 مہراج۔ دادو۔ ہمارے بچے مانسون کا اعتبار نہیں!۔  
 نازرو۔ آگ بھوس کا سا کھیا۔ بیان۔ ہم بھی لٹا ہوا  
 سے جوان جہان۔ آپ بھی جوان۔ کوئی دیکھ لگا تو کیا  
 سمجھ لگا۔ میں ہرگز نہ بیٹھوں گی۔  
 مہراج۔ بیان پر ہرگز تو مانتین سکتا۔ مجال ہو۔  
 نازرو۔ مفت مفت کی رسوائی اور جگت ہنسائی۔  
 مہراج۔ مہری تم جلد بڑی بیوہ ہو گورت ہو تم۔  
 نازرو۔ (مہری کا ہاتھ پکڑ کر) واہ کیا بھائی نہیں۔  
 مہری۔ ارے بیٹھو ہم اسین آنت ہو۔ دیا۔ !!۔  
 نازرو۔ مہری سے کہا دیکھو ابھی آنا دیر نہ لگنا۔ جب  
 تنہائی ہوئی تو مہراج بلی ہاتھ جوڑ کے کھڑے ہو گئے  
 اور کہنے لگے اگر ایک دوسرے دو دو جلا تو تھے مجھے قتل کر ڈالا  
 نازرو نے کہا ہوش کی دو اکڑ مردے دوسرے بنا لیا  
 دل لگی ہوئے میں آگے۔  
 مہراج۔ اچھا ایک دوسرے لاجو کو دیتے ہیں نقد۔  
 نازرو۔ نفقہ نہیں تو کیا ادھار۔ نو نفقہ نہ تیرہ  
 ادھار سنا نہیں تھے۔  
 مہراج۔ اچھا ایک روپیہ دوسرے دیتے  
 ہیں۔ کو منظر۔  
 نازرو۔ کیوں منگو او اس روپیہ کے میں میر۔

مہراج۔ فی ہوسہ ایک روپیہ تھوڑا ہوتا ہو۔ اور جو  
 سو رو سے لینے تو سو رو پڑ ہو جائیگا۔  
 نازرو۔ اوئی اسو ہوسے!۔ اب کیا دن بھر بیٹھی  
 چھوایا کر دنگی۔ انکی توبہ۔  
 مہراج۔ ہاے کیا فخرہ کہا ہے۔ اب کیا دن بھر بیٹھی  
 چھوایا کر دنگی۔ اس بھوئے بن کے مدتے۔  
 نازرو۔ (اچنے دل میں مسکرا کر) ۶۔

مجھ کو نادان نہ سمجھو در ہوں دانا ہوں میں

مہراج۔ اچھا کمار کچھ چھو اوگی۔ بتا دو بس۔  
 نازرو۔ پہلے جا کے کھٹھ بنواؤ لالہ۔ جو سننے چلے ہیں  
 مہراج۔ ہم لالہ نہیں ہیں۔ ہم تو جاٹ ہیں۔  
 نازرو۔ جاٹ۔ یا اللہ میرے اللہ۔ ارے یہ بھی  
 اس قدر کا اچھہر۔ اللہ تم جاٹوں سے بچائے۔  
 مہراج۔ یہ کیوں۔ تو ہم ان اچھہراؤں کی طرح نہیں  
 ہیں جو ان پڑھ ہوتے ہیں۔ میں عالم فاضل ہوں۔  
 نازرو۔ ہوسہ تو نہ لینے دوئی۔ ہاں اگر میں رو پڑا نہیں  
 ہاتھ سے گن کے رکھ دو تو ابی بات پر سنا بھی ہو جاؤ گی  
 کہ دور سے ہاتھ سے گال چھو اور اپنے ہاتھ کو چوم لو۔  
 مہراج۔ اچھا ہی سی۔ ہوں راجی حسین تو سی راجی  
 اب کب تک ترسائے رکھیو گی۔  
 راوی۔ سنا اشارہ بانا تھا کہ مہراج بلی نے بڑے کر  
 ایک گال سلایا۔ اور اپنی انگلیوں کو چوم لیا۔  
 مہراج۔ اس ہوسے کا مزہ کوئی ہماری زبان  
 سے پوچھے۔

ہوسہ دو ہیں بغیر مانگے

انہی ہمت نہیں خدا سے

نازرو۔ اور وہ میں پڑ تو لایے جا کے پھر تین بنائے گا۔

حاضر ہو ناز و خوش ہو گئی مہراج بی نے چاہا کہ پیر ایک  
بوسے کا سوال کریں کہ وہ تیر کی طرح وہ پوچی اور قسین  
دے کر کہ گئی کہ آج شام کو ضرور آنا۔

اب بیٹے کا اس عرصے میں اس عہدہ دیر نہ روز نے کم  
سے کم چاس آدھون کو وہ چلی دکھا کر الماری کی لی  
اور جب ناز و میں رو پی لیکر آئی اور کل سر گذشتہ بیان  
کی توادر بھی خوش ہوئی۔

## مستر فریزر تباہ حال

### قیام مینی تال

حضرات ناظرین اس قصہ کو چھوڑ کر ذرا فریزر صاحب کا  
حال سنے کہ ان پر کیا گزری۔

مستر فریزر صاحب اسٹوڈنٹ کٹر ٹیوش تھے کہ ان صاحب  
کے ساتھ جانیٹک اور مفت کی سبھی بچائی کو ملی میں رہ سکیے  
ہنگ لے نہ جھٹکی اور رنگ جو کھا۔ مگر یہ معلوم ہی نہ تھا  
کہ لینے کے دینے پر نیٹے۔ یہ ہی ٹل ہوئی کہ گئے تھے  
نماز بخشانے روزے لگے ٹیوشے کا خیال کرتے ہی  
دوبے ہو گئے جو بے جی کاٹھ گودام کے اسٹیشن پر پہنچے تولد  
ٹوٹے جو اس ٹل کے مصادق تھے۔ نودلی چلے اڑھا کی کوس  
اور گاڑیاں سب کی سب پہلے ہی کرایہ ہو چکی تھیں۔ انھوں نے  
اسٹیشن باٹھ سے کہا کہ ہم بڑی خرابی میں پڑ گئے پہلے گئے  
اتہام نہیں کیا تھا اب سر دست یہاں سواری کا کیا  
بندوبست کریں اُن نے کمائی نال ایسے مقام میں جب آ کر پہلے  
سے کل اموکا بندوبست کرے در نہ پڑی دقت ہوتی ہو انوں نے  
جو ایوا کم ہا کی دفعہ ٹرا دھو کا اور چکا کھا لے اب ایوا ہونے  
پایگا کم ایک ہندوستانی کے کہنے میں گئے بس پہلے آئے

مہراج۔ اے ہو۔ تھافا کرتی ہو۔ روپیہ ہاتھ کی ہو۔  
نجست عجیب شی ہو۔ بوی۔

نازو۔ خواہا خدا لکھ کر ملی ہی تھی کہ منشی مہراج بی صاحب  
راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ بس اتنی ہی بات چخفا  
ہو گئیں ناک بھون چٹھا کر جلیں۔ میں تو تم کو آزماتا تھا  
اسپر ناز و مسکرائی۔ اور کھڑی ہو گئی۔

منشی مہراج بی بڑے فقرہ باز آدمی تھے وعدہ  
کر لینے کے حاتم کہ قول پورا اور وعدہ و فکر نایک تھا۔

نازو۔ اے اب میں دیر ہوئی ہر منشی صاحب۔  
مہراج۔ اچھا آج شب کو ہم آئینکے تو دینگے۔  
ن۔ ایسٹھ کی لی نہ تھے بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔  
مہراج۔ اچھا ایک بوسہ دے دو۔

بوسہ بہن دادی و رجبہ  
بازستان گریہ پسند

نازو۔ بوسے کے بعد یہ دادی کیا کہا۔ دادی!۔  
مہراج۔ بڑی شوخ ہو جی چاہتا ہر کاٹ کھاؤ  
نازو۔ این ہکت دینے لگے کٹھنا کٹھنا ہر کا دادی۔  
مہراج۔ تم اپنے دین و لو کی بل کسی کی جان۔  
نازو۔ این اوس رو لی اب دس لکے۔

مہراج۔ دس روپیہ کا وعدہ تھا پانچہ اور۔  
نازو۔ بڑے اڑھا لی کرے ہونم۔ لکے مکر ناکیا۔  
مہراج۔ اسے نجست آخر کیا وعدہ کیا تھا۔  
نازو۔ میں رو پی کہے تھے کہ دس ناکر ہوتے ہو۔  
مہراج۔ اچھا بیس ہی سی۔ بیش کو ہیں  
و۔ بیس رو۔

انور منشی مہراج بی نے بڑی جت سے بعد ایک نوٹ  
بیس رو پی کا دیا اور کہا اسل یک نوٹ پر کیا فرض ہوئی

میں سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلیے گا مگر عین وقت پر  
ہم کو غلامیاب ہم ہندوستانوں کے عدے کو ہرگز ہرگز  
نہ مانگے۔ ان کے فعل درقول کا ذرا اعتنا نہ کیا جاوے تو خراب  
ہمارے لیے سواری کا کچھ نہ بہت کچھ کہنے کا آب ڈانڈی پر  
سوار ہو جائیں تو بہتر ہو اس سے بہتر اور کوئی حرکت نہیں کر سکتا  
لہٰذا وہ لوگ پر آپ سے چایا نہ جایا گیا اور بھی آج اس وقت  
مل نہیں سکتی۔

فریزر صاحب نے کہا ڈانڈی تو میمون کے لیے ہوتا ہے عمارت  
کے لیے نہ ہوتا ڈانڈی بھانے شرم آتی ہے۔  
اسٹیشن ماسٹر۔ تو اگر آپ ذرا مال کیجیے تو میں اپنے  
بھائی کا گھوڑا بھی منگوا دوں۔

فریزر۔ بڑا اسان ہو گا میں مال کروں گا۔  
اسٹیشن ماسٹر۔ میرے بھائی کے گھوڑے لانی بلانے کے  
ڈاک بنگلے میں ہیں ابھی منگوا تا ہوں۔

فریزر۔ اچھا تو میں بیان روزمنٹ روم میں ہوں۔  
اسٹیشن ماسٹر۔ تو آپ تب تک پناہ سبب تو روانہ  
کر دیں۔

راوی۔ صاحب نے کل اسباب اپنے نوکران کی خطبات  
میں تیلوں پر روانہ کر دیا۔

فریزر۔ آپ سے ہکو بڑی مدد ملی۔ درنہ برائیاں بھانے  
اسٹیشن ماسٹر۔ آپ نے اطمینان سے جاکر گھر گھوڑے ہیں۔  
فریزر۔ ہم دونوں ملنا کر ایہ دینے۔ مگر جلدی کرو۔

اسٹیشن ماسٹر۔ کراہے کہ دو گھوڑے گھوڑے ہیں۔  
فریزر۔ معاف کیجئے گا۔ ہم سمجھے تھے کہ گھوڑے نہیں  
دو تھے کال صاحب نے گھوڑا اس عرصہ میں انھوں نے

کھانا کھایا اور چرٹا پیا اور روڈ منٹ (آؤ) ساڑھی پر  
نشل کے خالی کیے اور نسل کے گھوڑا نہ ہو۔ دو گھوڑے کے لب

یا تو ایہ نہایت ہی عجیب تھے کہ اگر اندیشہ ہو گیا تو ہر قسم کا  
یا بوجہ انداز تھا ہارٹی جانور اور ترسیدہ اسٹیشن ماسٹر نے انکو کس  
کو چلیے یا تو گیا صاحب نے یا تو دیکھا تو بہت خوش ہوئے  
فریزر۔ آپ کی مہربانی کا شکریہ ہم ادا نہیں کر سکتے۔

اسٹیشن ماسٹر۔ میں کوئی مہربانی نہیں۔ آپ کا اڈس کیا ہے  
فریزر۔ (جیب سے کارڈ نکال کر) یہ موجود ہے۔

اسٹیشن ماسٹر۔ (پڑھ کر) آپ سو ملین ہیں۔ اب  
آپ سوار ہوں۔

فریزر۔ ہم آپ کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔  
اسٹیشن۔ اب جب آپ منسکے تب ہم آپ سے ملنے کے  
فریزر۔ بھلا ہم کب تک اپنی مال پہنچ جائیں گے۔

اسٹیشن ماسٹر۔ (گھڑی دیکھ کر) دوپہر گئے ہیں آپ  
کوئی شام تک پہنچیں گے اور اگر کہیں ٹھہرے تو جلد  
پہنچ جائے گا۔

فریزر۔ ہم کسی ڈاک بنگلے میں ضرور ٹھہریں گے کہ یہ ٹھہریں  
مگر زیادہ نہیں نقطہ چاہے پینے کے لیے۔

اسٹیشن ماسٹر۔ نیز تیرے جابے جلد پہنچ جائے گا۔  
فریزر۔ پلاڈاک بنگلہ رانی بلانے۔ دوسرا۔ وہ۔

اسٹیشن ماسٹر۔ ہاٹن کا ڈاک بنگلہ۔ دو کوں ہر وہاں سے  
فریزر۔ اور اس کے بعد پھر بڑا شراب یعنی بیر بھٹی ہے۔

مسٹر فریزر صاحب اس یا بوجہ سواری ہونے کو کہے کہ دو  
گھوڑے انکو نظر آئے ایک سبزی گھوڑی خاص علی اور  
ایک سند سیاہ زانو گھوڑا سوچے کہ میں نے یہ سبزی گھوڑی  
تو کہیں بھی ہے۔ مگر ادا نہیں آتا کہ کہاں دیکھی ہو یا نہیں کو  
اشارے سے بلایا۔

فریزر۔ یہ گھوڑا کس کا ہے کہاں سے آیا ہے۔  
ماسٹرس۔ (س) بھور یہ گھوڑی نکلوں کے نو اب کی ہے۔

فریزر۔ کون نواب۔ نواب عالی تدار کا جو۔

س۔ ہجور ناؤں تو نہیں آباد ہو۔ ہکو۔

فریزر۔ کوئی اسکے ساتھ آیا ہو کہ کھالی۔

س۔ ہجور نواب نے ایک آدمی ساتھ کیا تھا ہڈاؤ

وہیں رہ گیا اور نواب بھی نہیں آئے اور ہم کو تے لیکے آئے

فریزر۔ (دل میں)۔ یہ مجھ عسکری ہی کے گھوڑے تھے

س۔ ہجور کو تو نہیں نے دیکھا ہے کہ کھلو ہین۔

فریزر۔ ہمارے پاس بدھو اور چھٹے اور چکے اور

سائیں نوکر اور آغا کو چھین کر ہم شاید نواب عسکری کا نوکر کر

س۔ ہجور ناؤں آباد نہیں رہتا۔ یہی ناؤں ہو۔

فریزر۔ نواب کیوں نہیں آیا۔ کیا سبب ہوا۔

س۔ ہجور ہکو گھوڑے لیکے بھیجا مین برلہر کیا

آدمی ساتھ بھیجا جس پھر کیا جانے کہ حرج لے اور

نواب صاحب نہیں آئے۔

فریزر۔ چہاں تم کیا کر لگاتے تم چلے نئی تال۔

س۔ ہجور جو ہجو کہیں۔ نہ ہمارے پاس کھرج نہ

گھوڑے کے دانہ کھاس۔ ہم تو بڑی خرابی مان پڑے

فریزر۔ ہم خرج دگیا اور دانہ کھاس کا دام۔

س۔ ہجور نواب کو بھی کچھ بھیجیں کہ گھوڑے

بہان ہین۔

فریزر۔ ہم آج ہی تار دگیا۔ وہاں ہجو ہجو

س۔ ہجور کے بیان میرا بھائی بھی نوکر ہر گشتے

فریزر۔ یہ گشت گھوڑی پر ہو۔ تین برس سے ہو۔

س۔ ہجور چھ روپ طلب بھی تو دیتے ہیں اسکو۔

فریزر۔ اچھا ہم اب اس گھوڑی ہی پر جائیگا۔

اسٹیشن ماسٹر کو بلایا اور کہا ہمارے ایک دوست کے

گھوڑے آگئے سب ہم آپ کے یا کو کو شکریے کے ساتھ

دائیں کرتے ہیں۔ اب ہم ان گھوڑوں پر جا بیٹھے۔

اسٹیشن ماسٹر نے نواب صاحب کے سائیں سے دیا

کیا کہ گھوڑے بھی بہاڑ پر چڑھے ہین۔

سائیں نے کہا ہجور کنڈیل کالم صاحب کی گھوڑی ہو

اور چار برس سل کے بہاڑ پر چکی ہو۔ اور یہ گھوڑا ایک

صاحب ہین گھوڑ دڑی آگئے ساتھ نینیا تال ہوا یا ہو۔

اسٹیشن ماسٹر نے مسٹر فریزر صاحب سے کہا۔ بہتہ آپ

جائیں۔ سائیں نے کالھی اور لگام سے گھوڑی کو پس کیا

صاحب سوار ہوئے اور چلے سیر کی بھی کے پاس تر لے

ڈاک بنگلے میں جا کر ہوئی اور سوڈا پیا۔ اور تین انڈے

ہات بوائیلڈ۔ اور ایک پیالہ چار کا پیا۔ کیفہ پئے تھے

آرام سے کرسی پر بیٹھ کر چٹا پیتے ہوئے طر جاس

مستمر ڈاک بنگلہ سے بائیں کرنے لگے۔

فریزر۔ (د) آپ کتنے دن سے ہندوستان میں رہتے ہیں

جاسن۔ (ج) مجھے صحت دہ برس کے قریب ہوئے

کہ لندن چھوڑا دو مہینے مصر میں قیام کیا تب سے

نئی تال پر ہون۔

ف۔ اس نصل میں تو چھی بکری ہوتی ہوگی بیان

ج۔ جی ہاں۔ خوب بکری ہو جاتی ہے اس نصل میں۔

ف۔ ہندوستانیوں کی خوب سے تو آپ کم واقف ہو گئے

ج۔ میں نئی تال کے سوا اور کسی مقام سے واقف

نہیں ہوں دو دو تین تین دن اور چار دھڑ ہا ہوں

ف۔ کون کون تمام آپ نے انک دیکھے ہیں۔

ج۔ کلکتہ میں ایک ہفتہ رہا۔ اس میں دو دن ٹیٹن

ایک ہفتہ۔ ممبئی میں چار روز۔ کراچی اور لاہور اور

اولکھٹہ اور کانپور اور پونا اور شملہ اور دارجلنگ اور لاہور

اور لکھنؤ اور راجستھان اور راجستھان اور پانڈے چری اور

جند رنگ اور میسور اور بریلی اور چنپلی اور آلہ آباد اور  
کلک اور پوری اتنے شہر دیکھے۔

راوی۔ کسے خوش ہوے دو برس سے کم زمانے میں  
تمام ہندوستان کی سیر کر لی اب بتائیے کون شہور مقام رکھا  
دے بر حال ہم ہندیوں کے کہ بالئس بریلی میں تمام شہر  
رہے اور نئی تالی کی صورت نہ دیکھی تھرا میں پیدا ہوئے  
اور سبھرا ہی میں مرے وہن نالی گڑھی اور وہن لاش  
چھوٹی گئی مگر تاج بھی کار و شہ نہ دیکھا نہ دیکھا۔ جو۔

دس قدم پر ہر ہم چختہ سفور اور بھرہ کارہوں کو نہ کر  
کجا کشمیر اور کجا میسور۔ مگر چنپلی کو دیکھیں اور لکھنؤ کو دیکھیں  
ان لوگوں نے اس سیاسی کی بدولت فائدہ عظیم حاصل کیا  
اور ہم لوگ بھی کس قدر وضع کے پابند ہیں کہ نواز گنج کے  
رہنے والے نہ رہی کے محلے سے نہیں واقف اور نہ ہی لوگ  
نے نواز گنج کی صورت نہیں دیکھی وضع کی پابندی کے یہ  
معنی ہیں۔ ان دونوں کا مکالمہ ذرا غور سے سنیے گا لائق  
سننے کے ہے۔

ف۔ ہم کو ہندوستانیوں سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا ہے  
مگر ہمارا انکی افسوس ناک حالت پر سخت رنج ہوتا ہے اور انکی حالت  
واقعی قابل افسوس ہے۔ خدا جانے یہ کب ترقی کر سکیں۔

ج۔ انگریزی جہاں زیادہ ہو وہاں ترقی بھی زیادہ ہے۔  
مثلاً کلکتہ جی۔ مہاراس جیدر آباد میں یہی چرچا ہے۔

ف۔ ان لوگوں کو ابھی تندیب سے پوری پوری واقفیت  
نہیں ہوئی ہے۔ یہ بڑے افسوس کا مقام ہے۔

ج۔ آپ یہاں کہاں تعینات ہیں۔

ف۔ میں صوبہ اودھ کا اسسٹنٹ کمشنر اور متهم خزانہ ہوں  
مجھ سے ایک مہس نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اور آپ ساتھ ساتھ  
اسی سب سے ہیں نے قیام کا انتظام بھی نہیں کیا کیوں کہ

انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے ایک دست کی کوئی ٹھیکہ  
ہیں در وہ سچ بھی دی گئی ہے۔ مگر ملنے کے وقت جبکہ ریل کے  
چھوٹے کو کوئی آدھا کھٹہ باقی رہا رو پوش ہو رہے ہیں اور  
میرے ساتھ نہ آئے۔

ج۔ ریل پر سوار ہوئے کہ گھر ہی میں چھپ رہے۔  
ف۔ کیا جانے کہاں چھپے۔ آدمیوں نے مجھ سے  
کہہ دیا کہ اب نے بوقت کھانا کھایا تھا تو سو رہے وہاں چائینگے  
ج۔ (مسکرا کر) واہ کیا اچھا اور مقفل غدر ہے۔

ف۔ صاحب میں جو تیار ہوں کہ میں اپنا کیا انتظام کروں  
ج۔ چل میں جگہ بجائیں مگر پہلے سے بندوبست کرنا چھوڑنا  
لیکن آپ تو انکے بھر سے پرہے۔ انکو لازم تھا کہ کوئی  
کا بندوبست کر دیتے۔

ف۔ گھوڑے یہاں آگئے ہیں یہ گھوڑی انھیں کی ہے  
ج۔ یہاں کیوں نہ آگئے۔ کیا پہلے سے بھیجے تھے۔

ف۔ نوکروں کو حکم دیا کہ جائے سٹیشن پر گھوڑے روٹ  
کرادہم وقت پر صاحب کے ساتھ آ رہینگے۔

ج۔ خود گھر میں رہے اور گھوڑے نیلی نال پہنچے۔

ف۔ (ہنس کر) اسی کا نام مرٹھی مٹھی لکھیں ہے۔

ج۔ کیا شراب پیتے ہیں۔ شرابی آدمی ہیں۔

ف۔ نہیں ایک نظر نہیں چھوٹے۔ مگر  
ہندوستانیہ۔

ج۔ کیا سب ہندوستانیوں کے یہاں یہی  
حال ہے۔

ف۔ عموماً سب ہندوستانیوں کا یہی حال ہے۔ نہ بات  
کا خیال اور نہ قول کا خیال کیوں کچھ اور کرن کچھ احتیاط  
تو جانتے ہی نہیں کہ کس کو کہتے ہیں۔

الغرض یہاں انھوں کے مقررہ فیہ صاحب رواد ہوا ہے۔

اور شام کے وقت نینئی تال میں داخل ہوئے پہلے کیا دن ہوٹل کے منجھ سے ملے۔

ف۔ آپ کے ہوٹل میں ایک بورڈ کی جگہ ہوگی۔

یہ منجھ دم افسوس ہو کر کہہ کر ابھی خالی نہیں ہے۔

ف۔ اور کسی ہوٹل میں جگہ ملیگی آپ کے نزدیک۔

م۔ آج کل تو وقت سے جگہ ملیگی۔ آئین ہوٹل جائیے۔

شاید وہاں جگہ خالی ہو۔

ف۔ آئین ہوٹل۔ اچھا یہ ہوٹل کس طرف ہو۔

م۔ سیدھے چلے جائیے۔ سائین بورڈ دیکھ لیجیے گا۔

فریز صاحب آئین ہوٹل آئے منجھ سے ملاقات کی۔

ف۔ ایک بورڈ کی جگہ خالی ہوئی آپ کے ہاں۔

م۔ افسوس ہے کہ آج ہم تین جٹلیمینوں کو جو بالکل آئین

ہیں یہاں نہ لگا سکے کئی دن سے مسافر اس کثرت سے

بھرے ہیں کہ نئے مسافروں کو جگہ نہیں دے سکتے۔

ف۔ اور کوئی ہوٹل ایسا ہے جہاں غالباً جگہ لمبا جائے

م۔ وہ سائے ہمیں اس کا ہوٹل ہو رہا ہاں جائیے۔

پیرس کے ہوٹل گئے تو ایک ہم صاحب آئین

انھوں نے کہا بڑا افسوس ہے کہ ہم آج آپ کے واسطے کچھ

نہیں کر سکتے ایک ایک کمرے میں دو دو مسافر ہیں۔

انھوں نے کہا ہم بڑی خرابی میں پڑ گئے کوئی ہوٹل

میں جگہ نہیں ملتی ہم صاحب نے کہا کھن کے ہوٹل میں دیکھیے

یہ وہاں سے کھن کا ہوٹل پوچھتے ہوئے چلے۔ اور کھن کا

ہوٹل آسمان سے بھی اونچا۔ بعد ازاں بصرہ پہنچے تو

وہاں بھی کھن نے کہا حضور اتنی کثرت ہے کہ دو دو

صاحب لوگ ایک ایک کمرے میں رہتے ہیں اور

باہر چینی نہ تک خالی نہیں ہے ایک گوراجو باجا بجاتا

ہے۔ باہر چینی نے میں آتر پڑا۔ اور میمون میں

لکھا باکیتا ہے۔ آئین ہوٹل گئے تھے آپ۔ کہا۔ ہو آیا

کیا یوں ہوٹل ہو آیا۔ آپ ہل صاحب کے ہوٹل چلے

یہاں سے ہل صاحب کا ہوٹل پوچھتے ہوئے چلے۔ وہاں

ہوئے خانا سامنے سے دریافت کیا۔ ہمارے کھن کے

ٹھکانا ہے۔ وہ کانوں سے اونچی سنتا تھا انکا

کہنا اسکی سمجھ میں نہ آیا۔

اُسے انفسار کے طور پر دریافت کیا (ہاں صاحب)؟

یہ سمجھے کہتا ہے ہاں جگہ خالی ہے۔ کہا صاحب کو سلام دو۔

منجھ نے انکر لگا کر انکے کے بعد یہ مزدہ ستایا کہ آپ

چھتے سے ہمارے یہاں تل رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ پیر

کثرت مسافروں کی ہو کر کبھی لوگ پھر گئے۔ پر سون بھی

پھر گئے۔ جگہ ہی نہیں ہے۔ آپ ڈاک بنگلے جائیے۔

یہاں سے ڈاک بنگلے چلے نواب صاحب کو اپنے دل

میں دعائیں دیتے جاتے تھے۔ ڈاک بنگلے میں بھی لکھا

جواب ملا ہل جلالہ اب سخت نصیبت میں مبتلا ہوئے سوچے

کہ اب بغیر اسکے کہ حکومت کے ذریعہ سے آرام لے اور

کوئی دسید کارگر نہ ہوگا ان کی حکومت وہاں یسوی

چہ نینئی تال کے انسپکٹر کے پاس چلیے۔

الغرض مسٹر فریزر صاحب پوچھتے پوچھتے نینئی تال

کے سول انسر اعلیٰ ترقی ہو چکے۔ کارڈ بھیجا۔ تو

صاحب اسسٹنٹ کمشنر ہو سول انسر نینئی تال تھے۔

باہر نکل آئے اور مصافحے کے بعد یہ گفتگو ہوئی۔

ف۔ اس وقت میں آپ کے کسی کام کا تو خارج

نہیں ہوا۔

کمشنر۔ (رک)۔ مطلق نہیں میں آپ کی ملاقات

سے خوش ہوا۔ جو کام میرے قابل

ہو فرمائیے۔

ف۔ میرے ملنے کا بندہ دست کر دینے لیں۔

ک۔ اور آپ کیا آج ہی چلے آتے ہیں۔

ف۔ کسی پوئلہن مجھے جگہ نہیں ملی ایک ہندوستانی دوست کی بدولت مجھے یہ تکلیف ہوئی غیر اسکا ذکر مفصل بھر کیا جائیگا کہ میں یہ شخصے کا تو ٹھکانا ہو جائے۔

ک۔ ہو مل میں تو جگہ نہیں مل سکتی مگر آپ کو ایک کوٹھی دلوں اسکتا ہوں اس میں دو چیمبلین رہتے ہیں اور آپ کی بھی نجی ریش ہو جائیگی میں آپ کو چھٹی لکھے دیتا ہوں اور میرا آدمی آپ کے ساتھ جائے گا۔

ف۔ میں آپکا شکریہ گزار ہوا۔ بڑی پریشان چھوٹ صاحب سول افسر نے ایک چٹھی لکھی اور سطر فرج صاحب کو دی اور کہا میں شام کو مہربانی کر کے آپ کھانا میسرے ہی ساتھ کھائیے گا اور میں پانچ بجے آپ کو لنگا خط لیکر فرج صاحب زحمت ہوئے صاحب کا چہرہ اسی ساتھ تھا کہ سنے کوٹھی میں جا کر سڑھیک صاحب سے کہا کہ صاحب نے ایک صاحب کو بھیجا ہے جسکے صاحب باہر آئے۔

جیسکے۔ (ج) گڈائیوننگ۔ کیا حکم ہے۔

ف۔ چھٹی پاکٹ سے نکال کر دی۔

ج۔ (بڑھکر) آئیے میں مکان دکھا دوں۔

ف۔ مجھے نیلے پتے پر ملنے کا ٹھکانا تو نہیں۔

ج۔ دل میں تعجب ہے کہ اپنے پتے سے بندہ بہت نہ لیا۔

ف۔ میں اسکا مفصل حال آپ سے عرض کر دینگا۔

ج۔ تو آپ اپنا اسباب اتر دیا ہے۔

ف۔ اسباب کا تو پتا ہی نہیں ہے۔

ج۔ (آدمی کو بلا کر) بازار میں جا کر دیکھو صاحب کا اسباب کہاں ہے جلدی دھونڈ کر لاؤ۔

افترض جسکے صاحب نے ابگو ایک عمدہ جگہ دی اور فرج صاحب نے بڑی خوشی کے ساتھ انکا شکریہ ادا کیا دوسرے روز فرج صاحب اور جسکے صاحب سے گفتگو ہوئی تو فرج صاحب نے نواب محمد عسکری کی مدد طلبی اور بے اعتنائی کی بڑی شکایت کی اور کہا کہ اب ہم کو ہندوستانیوں کے قول کا عونا اعتبار جاتا رہا۔ انکے سبب سے ہم کو سخت تکلیف اور پریشانی ہوئی۔

شام کو اس روز اتفاق سے موسلا دھار نہہ چلا اور صبح تک لگاتار برسایا جس مکان میں یہ ملے تھے اسکے دوسرے بے حرمت تھے ایک وہ حسین انکا بڑا روم تھا دوسرے وہ جو انکا ڈرائنگ روم تھا۔ کبھی ادھر سے مسہری اٹھا کر ادھر رکھی کبھی ادھر سے ادھر پھر دوسرے کمرے میں گئے وہاں بھی خوب بھیلے۔

رات بھر سخت پریشانی اور تکلیف میں رہا اور چوٹھری کی جان والی کو دعا دیتے تھے۔

صبح کو مکان کی تلاش میں پھر سرگردان حیران چلے۔

### نواب صاحب کا دربار دربار

نواب ہلال رکاب کے دربار دربار میں مصائب کی خوش گئی اور فقرہ بازی ہوتے ہوئے چار بجے کے وقت نواب صاحب کو یاد آیا کہ مشورۂ قریطعت نے پیام بھیجا ہے۔ ہزار کام جو طر کر رہا جانا ہے۔ اب تو سونے کے چھڑوں کی فرمائش بھی پوری کر دی۔ اب کیا کہنا ہے دوبارہ ہے۔ مار لیا ہے۔ پاہ جیت لینگے آج شام کو خوب رہے اُسے۔

اتنے میں سوخو جو کسی خدمت سے گھر چلا گیا تھا اور تاتا اور اپنا ہوا آیا اور کہنے لگا حضور کچھ سنا۔

راوی عقل کا تو حضور ہی پر خاتمہ ہو گیا ہو نہیں۔  
مہراج - ایسا ویسا ہو تو تمہارے چمکے من آجملے تھے۔  
راوی - آپ کا سا کھاگ کر گیارہ دن یہ اور کچھ میں کھائے ہو  
ہر کس بچال خویش جھپٹے دارو  
ممن عجیب بین کہ دور دور سے لوگ گواہی کے لیے  
بلوائے جائیں اور سناہو کہ میں کھا کر کچھ منسنگی کی بھی  
گواہی ہوگی۔

آخر - وہ تو کل مر گئے۔ انھوں نے ہضہ کیا خداوند۔  
سخرہ - کل مر گئے۔ کل کیونکر مر سکتے تھے بھلا۔  
نواب - کیوں کیا کوئی سر کلر جاسی  
ہو گیا ہے کہ کل کوئی شخص نہ مرنے پائے ہماری  
نظر سے نہیں گذرا۔

سخرہ - حضور کل بدہ کا دن تھا پھر بدہ  
اور جمعرات کے دن بھی کوئی مرا ہی آج تک اور اب  
سر کا کہ حکم سے حضور راہٹ لیکر کھڑا ہو چکا  
اور بدہ کو کوئی نہ مرے اور اگر معلوم ہو کہ کوئی  
مرنے والا ہے تو فوراً پوچھیں کہ پھر بھلا دیا جائے  
حسین علی حدیث نگار نے چپے سے عرض کیا حضور کو یاد ہو گا  
کہ قمری نے حضور کو بلایا ہو میں نے کہا یاد دلادوں۔  
نواب صاحب نے کہا تو پاگل ہو اسے یہ بات بھی بھلا  
کہیں بھول سکتی ہو۔

مہراج ملی نے نواب صاحب سے انے اور نازکے شش کا  
سال سن کر کہا تھا اور وہ اس فلین کر سنیں شام ہو تو دیدار  
نصیب ہو اور یہ دعا مانگتے تھے کہ خدا آفتاب غروب پر  
ماہتاب طلوع ہو تو چاند سا کھڑا دیکھنے میں آتے۔  
مہراج - اس وقت نواب صاحب کی فلین میں چاند اور  
چہرے سے نہایت ہو رہا ہے۔

سب کے سب ہمہ تن گوش ہو کر نظر تھے کہ سین کیا  
اور نادر انظہر واقع ہوا ہو مخبر نے کہا خداوند ایک  
شخص نے مجھ سے کہا ہو کہ وہ کابل بگیا۔ میں جو  
دوڑا ہوا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دریا کا دریا بھاگتا چلا کر  
اسپر مہراج ملی نے حیرت کے ساتھ کہا کیا؟ دریا بھاگا  
جاتا ہے۔ اس کے کیا معنی۔

مخبر نے کہا حضور اس کے معنی کیا۔ دریا بھاگ گیا  
کسی بات پر خفا ہو گیا پس بھاگ کھڑا ہوا دریا ہی تو ہے۔  
مہراج ملی بولے بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ ہے کا  
پل بگیا خیر بگیا مگر نہ کھڑوٹا اور بھاگتا کیا معنی۔  
مہراج ملی گول آدمی تو تھے ہی اس مذاق کو ذرا  
نہ سمجھے اور لڑنے لگے محمد مگر سی نے ان سے بڑی بحث  
کی کہ دریا کا بھاگ جانا کون جاسے استعجاب ہے۔ اسپرین  
گفتگو ہونے لگی۔

نواب - نئی مہراج ملی کو بھی عقل سے دشمنی ہو۔  
سخرہ - اگلے وقتوں کے لوگ میں سید سے ساوے  
جھمن حضور سنا بیان الماس پر زنا لہجہ کا قدم  
دائر ہوا جو نہیں معلوم اسکی اہلیت کیا ہے۔  
نواب - بیان الماس کون وہ خواجہ سرا یا کوئی اور  
جھمن۔ جی ہاں حضور سنا لہجہ من سے ہار سڑ  
بلوائے گئے ہیں۔

نواب - بڑا روپے والا آدمی ہے صاحب  
لکھتی ہے۔  
مہراج - میان الماس خواجہ سرا پر اور زنا کا شوق  
غلط ہو چکے ہیں کسی نے آپ اڑا دی ہے۔  
داروغہ بنیوں جب کہ نہیں عین تعذیب کرتا ہوں۔  
مہراج - میان خواجہ سرا پر اور یہ قدم تھے عقلمند ہو



<p>باتے ہیں کچھ انظار کے طور میں ہر بطن نظر کہیں اور</p>	<p>مسخرہ - اور عین جوانی کی حالت میں - ۶</p>
<p>ان - بیان کچھ پوچھو نہیں عجب گو کہ جو - ممن - حضور یہ کو چہ ہی ایسا ہے -</p>	<p>ان - کو جناب نام کو فرمائیے کون صاحب مر گئے -</p>
<p>انتر - گمراہ سہرا کلاس کو چے سے خوب واقف ہیں - کو چہ عشق کی راہ میں لے لیے تھے</p>	<p>مسخرہ - اسی شیخ مصباح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمہ مہراج سکون آج شیخ سعدی مر گئے !!! - کو چہ شیخ سعدی</p>
<p>داروغہ - خداوند پرست بائین میں - خوشامد ہے - مہراج - خوشامد کسی طرح ہتھ میں میان انتر -</p>	<p>مسخرہ - کہتا نا شیخ سعدی گشتان لہستان بختیہ مسخرہ - جی - بیٹھے بیٹھے بائین کرتے کرتے دم ٹوٹ گیا</p>
<p>ان - یعنی کہیں کو شک ہو کہ ہر عشق کے کو چے کے اتق بائین ہم سے بڑھ کر کوئی دکھا دج جانین یوں بائی کارہول سن گیا</p>	<p>مہراج - آج شیخ سعدی مرے - یہ آج کیوں مر سکتے تھے</p>
<p>ممن - کوئی شک نہیں خدا گواہ ہو کوئی شک نہیں - ان - ہم برسوں اس فن کو سکھا سکتے ہیں صاحب -</p>	<p>مسخرہ - بجا کیا آج کسی کو مرنے کا حکم نہیں ہو - ممن - جی دھندھو رات گیا ہو کہ آج کوئی مرے تو کچھ فانی ہو</p>
<p>انتر - جی ہو اس سے جو انکار کرے وہ الحق مطلق - ممن - حضور یہ لید کی دین ہو جسک چاہے دے -</p>	<p>اس پر فرقہ پڑا - مگر مہراج علی صاحب کو شیخ سعدی کے مرنے اور اس حکم کے سننے سے بڑی حیرت ہوئی -</p>
<p>انتر - کیا بات کہی ہو کیا بات پیدا کی ہو - داروغہ - حضور اس کو چہ کرین تم دھاتی ہیں -</p>	<p>مہراج - بھئی ہماری سمجھ میں آج کی گفتگو نہیں آتی شیخ سعدی نے جی انتقال کیا اسکے کیا معنی - اور یہ</p>
<p>ان - ہاں پھر میں کیا چاہے گفتگو ہو - بڑا کو چہ ہے - ممن نے آگے بڑھ کر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا خداوند تم احسا یک خبری</p>	<p>مہراج - تو کیا - فوراً پھانسی ہوگی - حکم عالم مر گھاٹ ہر کوئی نہ کہتا ہو کوئی - گو غرضت کے حکم کے خلاف کی کچھ کہتا ہو</p>
<p>داروغہ علم سچ ہو کہ جوٹ گارنا شہر میں شہر ہو گی کرنگ کتنے ہیں برسوں خواہ آتش صاحب نے انتقال فرمایا -</p>	<p>مہراج - تو موت سے بھی گو غرضت اسکو سکتی ہو بھلا - مسخرہ - موت کے باب سے اسکو سکتی ہو گو غرضت ہو کہ کھڑا</p>
<p>مسخرہ - خواہ آتش صاحب کا تھال کرنا تو جابجی نہیں ہو کیونکہ دوسرے آدمی تھے کوئی بھی نہیں جس کا سن تھا اور جس</p>	<p>ممن - آج شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>
<p>سلک میں مبتلا تھے کر گئے کر گئے انکہ کہیے ابھی اٹھی جوانی کم سن آدمی جیج کو بائین کرتے کرتے مر گئے -</p>	<p>مہراج - کون کون باریہ مرنے کی خبری بری - مسخرہ - اسوی نام بھیجے - تو بہ بھولا جاتا ہوں -</p>
<p>ممن - ہنسے خواہ آتش مرنے کی خبر سنائی ہے کہ کسی نے خبری نہیں ہو مہراج - کون کون باریہ مرنے کی خبری بری -</p>	<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>
<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>	<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>
<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>	<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>
<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>	<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>
<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>	<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>
<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>	<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>
<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>	<p>انتر - اسی شیخ سعدی کے مرنے کا عین زمانہ ہے - ان - انا لہ وانا الیہ راجعون</p>

مہراج گینگن نہیں ہیں کہیں لپکے بھر سے بھی نہ رہنا۔  
 ان تو ٹھہر بھر کے آدمی آپ کے نزدیک مر جائیں گے۔  
 مہراج (مسکراتے ہوئے) تم لوگ واحد جاہل سے بدتر ہو۔  
 تو اب سارے تو خالہم تو تو کتنا بڑا کہے سب مر جائیں گے۔  
 مہراج کہتے ہیں: سارے اور پاگل ہو مر جائیں گے تو کمان  
 جائیں گے سب اچھی بات کہ موت کے قائل ہی نہیں ہیں یا ماشاء اللہ  
 اختر۔ موت تو لوگوں کو آتی ہر آدمی کی۔ مگر آپ کو ایک  
 سر سے تمام دنیا کو مارے ڈالتے ہیں۔

مہاراج - انھوں نے کاشمیر کے بادشاہ غفلت کا پردہ پڑھوا کر ایک شخص کو لایا جن پر خونچکا جائیگا۔  
نواب - آپ کی انتہی مہربانی آپ خود مر جائیگے۔  
مہاراج - اور آپ کا رنج جائیگے۔ مجاہد پرہیز والے اور  
داروغہ اور میان میں آپ کو موت سے بچانے کی خیال لے رہے تھے۔  
ن - موت موت وہاں تک پہنچا دیا کہ  
مہاراج - اچھا جیسا لگی تو قدر غایت معلوم ہو جائیگی موت  
برق کے ایک دن مرنا ضرور ہے۔

آخر نے مومن کے کان میں کہا کہ گستاخانہ برا لکھا بھی  
 کہیں دیکھا ہے۔ آپ لڑ رہے ہیں کہ انسان ضرور فانی ہوگا  
 حجت کر رہے ہیں کہ دنیا کے سب سے قیمتی منگے لاش عقل کے تھوڑے  
 مومن۔ فریشتی ہاگ ہر لاکھوں مین ایک۔  
 آخر۔ پوچھیے۔ کون ہیں جاننا کہ آدمی فانی ہوگا۔  
 مومن۔ اور شیخ سعدی کے مرنے پر کیا چونکے ہیں۔  
 آخر۔ جی ہاں بہت حیران تھے کہ کیا ہوا۔  
 مومن۔ جس وقت عقل تقسیم ہوتی تھی بغیر حاضر تھے۔  
 آخر۔ منزوں الکا تہا تھا بالکل گول آدمی  
 مستحضر۔ حضور ایک شعر مجھ کو یاد ہے  
 امانت نے کہا ہے۔ ۵

از باد و موز و خوشبوئی که از آن  
 تازانے کعبه را می نخلقت میخوردی  
 مہراج بیایست کلاہ از جوانان کلاہ کا نام نہیں ہے جس کی کلاہ کا  
 دار و غمہ جی ہاں یہ تو گلستان میں موجود ہر خواب  
 مہراج کہتا کیا ہوں۔ امانت کی تو اندر بچھا ہوں۔  
 مسخہ۔ اندر بچھا ہی کا تو شعر ہے یہ مسخرہ ہی کے بیان میں  
 مہراج۔ کچھ باکل ہو گئے ہو۔

همه از بهر تو سرگشته و فرما بنردار  
شرط انصاف نباشد که تو فرمانی بنبری

ن۔ ہاں ہاں یہ گلستان کا شعور ہے بڑھا کر۔  
 مسخ۔ توشیح سعدی فارسی کیا جانیں وہ نوار دو گوشتے  
 ن۔ ہاں بیان پر ہم بھی قائل ہو گئے یہ بات مانی۔  
 مہراج شیخ سعدی فارسی نہیں جانتے تھے۔ آپاگل ہیں  
 اُنے بڑے شیرازین کوئی پیدا نہیں ہوا۔  
 مسخ۔ سبھا ماد تصور کم کے برابر تھے یا کم و بیش۔  
 بخوش گئی ہو رہی تھی کہ لڑا بھا جیسے حکم دیا کہ فٹ تیار ہو لڑو  
 حاضرین سے کہا ایک صاحب کی ملاقات کو جانا ہوں معاف فرمائیے

## دیدار یار کی تیسرا ریان

قرن چوتھی دہائی کی مالدیسیہ نیز روزِ شنبائی طرار اور باقوت  
خسار رخت لکھنڈا کے پٹی پڑھائی کے آج جو نوا بھسا حلیہ میں  
تو انکو رنگنا چاہیے  
چھو کر سنے گا اسی جان رنگنا کیا معنی ہوئی نہ نور نہ ہندو کا  
تو ہر نہ مسلمانوں کا گھر ہوئی تو باجی سسکی کہ کئی مہر چلی  
سے بھگوانی راجہ خانی قوم چھٹیں نوروز ہوتا تو ہم نوروز کے  
ہوئی نہ نورزیہ رنگنا کیا معنی ضعیفہ نے سکر کر جہاں ماسانان  
ہاوان کو کیا جانو بھی ماسنا راہ سے جمجا جمجا (جمہ) آٹھ دن کی  
پیشین گوئی کے معنی یہ کہ ذاب کا اس طرح پڑا کہ شرابین  
فرن فیروزنگار بس حق ہوئی کہ کیا مسلمان بھی کالا پانی پیتے ہیں

چرس کے دم تو لگنے دیکھا ہر گز نہ پہنچا کہ میں نے کیا کیا کرنا تھا  
 زن میرے کہا بابا تماشا بنی میں انسان کو بھی پاڑ پٹیلے ہوتے  
 ہیں شراب کی کیا حقیقت ہے آدمی کے چنے لگنا جو تم ان سے  
 یہ کہنا کہ جیسا کہ شراب پیو گے ہم ایک نہ لینے گے گلے میں ہاتھ  
 ڈال کے بولے ہن کے ساتھ لکنا۔ دیکھو پیچھے ہیں یا نہیں مگر  
 بہت اصرار نکرا رہا بات کرنی چاہیے کہ دوسرے کو ناگوار  
 نہ گذرے اگر غور جوتی کے ساتھ اگر تمہارے کہنے سے ہن کی  
 تو میں سمجھ لو کہ میں آگئے۔

نازد کو بھی ہی ہدایت ہوئی کہ تمہارے فتنی مہراج بلی جواج  
 آئیں تو انکو شراب پلانے کی کوشش کرنا۔

ان دونوں ہنوں نے کہا می جان اگر وہ دونوں اس بات پر  
 راضی ہو جائیں کہ ہم شراب پیو گے تو شراب کہاں سے آئیگی اور  
 اگر آجی گئی تو ہم تو جانتے بھی نہیں کہ شراب کسے کہتے ہیں۔ جو  
 انہوں نے ہسے کہا کہ تم بھی پیو ہمارا ساتھ دو تو ہم پھر کیا  
 کریں گے۔ زارا ڈاسی پی لین۔ نشہ ہونے پائے۔

حضرات ناظرین اس بوڑھی شستہ سے خدا بچائے بھائے  
 اوروٹے اور بلٹانے کی سیکڑوں نہیریں یاد ہیں اس کے  
 چھدے میں انسان چھٹا اور لگا کر را۔ سچ ہی نہیں سکتا  
 کسی صورت سے نہیں سچ سکتا۔ یہ وہ کافی ناگن ہر جیکے کا  
 سنہری یون ہو گئے تھے ہر سداگن پڑ میں پوست ہو جائے  
 جوانی میں تھے مہد با گھر کھائے اور بڑی پیکڑ مگر بہت مہم  
 سے چھٹی ہوئی تھی اسکی را کہیں کو نہیں معلوم تھا کہ یہ شرابی ہیں  
 مطلب اسکا یہ تھا کہ اگر نواب صاحب اس دھرتے پر  
 آجائیں گے تو پھر ہزاروں روپہ روٹنی نشہ میں دس کی  
 جگہ میں دے لکھیں گے۔

ایک تو عشق کا نشہ ہی کیا کہ ہے اس پر طو شراب  
 بس پھر کیا ہے۔

نازد نے کہا می جان یہ اور فخر پر رکھو لیکی ایکا شراب کی  
 فرمایش کر بیٹھا ٹھیک نہیں ہے۔ پہلے ایک دن ہم اور قرن  
 گھر پر لین اور ذری عادت ہو جائے تو پھر دونوں کو  
 رنگنا کتنی بری بات ہے۔

قرن بولی نا بامی جان ہم تو اس مہلی شراب کو ہاتھ سے  
 نہ چھو دینگے برسوں ہماری سسرال کی طرف سے پانچ چھ آدمی  
 جاتے تھے اور دھولی تھے شاید اسقدر کی پیسے ہوئے کہ اپنے  
 آپے میں نہ تھے اور ارب پٹ کرنے لگے۔ دو تین تہہ گروڑے  
 ہوش ٹھکانے نہیں تھے آپس میں رو گا لی گارج کرین کہ انہ  
 کی بناہ بہت سے لوگ حج ہو گئے ایک کی ناک سے خون  
 بنے لگاتے میں پولیس کے لوگ آگئے اور ایک تلنگے نے انکو  
 گرفتار کر لیا پھر لٹا جانے لگا کیا حشر ہوا۔ مگر بڑی بری چیز  
 ہے کہ تم چاہے پیو با جی ہم چھوڑنے کے بھی نہیں بیٹھے بھٹائے  
 ہوش سے بیہوش ہو جانا کس نے بتایا ہے۔

چٹو کی جو روینی وہ ضیفہ بولی کہ بیٹا جتنا جرم کرنا کرنا  
 کر دانا کہ تم بڑی عقل مند ہو مگر ہمارا سچا بیٹہ کہاں سے لاؤ گی  
 جو تم سے کہیں بس دو کرو۔ بات کی بات میں بلخ سورا دوٹھالے  
 کو نہیں کھالے اب جا کے فلا خوب بناؤ چٹاؤ کر کے آؤ مگر وہی  
 جرحنے کہا ہے ذرا جھمکی دکھائی اور کھٹ سے الگ  
 نازد۔ اور مہراج بلی بھی تو آئیں گے آج۔

ضعیفہ۔ (ض) انکو الگ بٹھالینگے۔  
 انکو الگ۔

قرن ستوہم نواب صاحب سے مہراج بلی کا ذکر نہ کریں۔  
 کیونکہ امی جان۔

ضعیفہ میں ہرگز ہرگز ذکر نہ آنے پائے۔  
 نازد۔ اسکی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پائل ہے۔

قرن بیس دو کھٹ سے نکال کے دیے اور پھر بھی

ح۔ حضور پورے ایک گھنٹہ کے اندر ہی من چلے  
ان۔ اچھا جمال الدین کو بلاؤ یہ ایک گھنٹہ کاٹے نہیں  
گنتا۔ حکم دو کچھ سنائیں۔  
حسین علی نے میان جلو کو آواز دی اور میان جلو  
نے آنکر ایک غزل چھڑی۔

گانے کی آواز سنکر من اور جبین اور خردار  
داروغہ سب جمع ہو گئے۔

ان۔ میں تو مہرج ملی کے ٹلنے کو اٹھا تھا۔  
ممن۔ غلام پہلے ہی سمجھ گیا تھا حضور۔  
اختر۔ اب کیا ہموگ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔  
ممن۔ مگر وہ بھی جب آنکر بیٹھتے ہیں تو جہی جاتے ہیں۔  
اختر۔ بس انکی تو ترکیب یہ کہ مکان کا قبلا  
حوالہ کر دے۔

جھمن۔ حضور اب اس وقت کمان کی تیار کیا ہیں  
ان۔ تمکو اس غرض سے کیا بحث ہو۔  
جھمن۔ خداوند۔ دضان (وضع) کے خلاف کوئی  
امر نہ ہو۔ اسکا خیال رکھنا ضرور ہو۔  
ممن۔ یہ دضان کیا خوب۔

ان۔ جی ہاں وضع نہ کیونگے۔ دضان۔  
داروغہ۔ حضور تیر تو یہ کہ اسکو بیان ہی بلوائے  
ان۔ اسے بھی سوت نہ پیا اس کو دی سے ٹھم ٹھام  
جھمن۔ حضور کا خدا نے بہت بڑا تیر کیا ہو وہاں  
جا نا ذرا۔ مگر ان شام کے بعد جائے نومضائق نہ آد  
داروغہ۔ اچھی حضور خود امد کے فضل سے سمجھ اڑیں  
گول کا نا بھی کیا بڑا ہوتا ہو۔ اور لطف تو جب تک ہوا کہ ع

دونوں طرف ہوا گ برابر ملی ہوئی

ح۔ حسین علی) سکر جھمنی تو حضور کے نام پر عشق ہو

بچارہ پاگل ہو۔ ۹۔  
نازو۔ اے جاننا پر حسین تو گول آدمی معلوم ہوتا ہو  
خص۔ اب ہم آج دیکھیں تو معلوم ہو جائے کہ کیسا  
آدمی ہے پس ہمارے دیکھنے کی دیر ہو۔  
نازو۔ دیکھ ہی لوگی امی جان۔ ۶

ایاتھ کھن کو آرسی کیا ہے

قمرن۔ شکل صورت کیسی ہو۔ نواب کے سے میں  
نازو۔ اذین کلا کو اسنگل کے روز۔  
قمرن۔ تم باجی انکے منہ پر نہیں کہ دنیا۔ اے بان  
نازو۔ منہ پر تو کمونکی کہ میں تمھارا پکار رنگ پسند ہو  
اور سمجھتے ہیں کہ میں بارہ ہی برس کا ہوں۔ اور خدا  
جھوٹ نہ بلانے تو بابا آدم کی عمر کے ہونگے خضاب  
لگاتے ہیں۔

قمرن۔ نواب تو ابھی جوان آدمی ہیں یا شرا امد  
سے اور صورت بھی اچھی ہو۔

خص۔ بوڑھے کا جب دل آتا ہو تو جوانوں سے  
زیادہ دے نکلتا ہو دل آنا شریط (شرط) ہو۔  
اب سننے کہ ادھر تو چوکی جو ردا پی نوخیز بوٹیوں کو  
عشق بازی کی گھانین لکھائی تھی اور نواب صاحب نے  
حسین علی کو بلوا کر دی تھر بر شریط کی۔

ان۔ تو اب ہم چلیں۔ انھوں نے بلایا ہو۔  
ح۔ حضور ضرور کر کے چلے تاکہ کدو کی ہے۔  
ان۔ اچھا نواب کر کے ہونگے اس وقت۔  
ح۔ پہرے پر کون ہو۔ اب کر کے ہیں۔  
پہرے والا۔ ساڑھے پانچ بجے ہیں۔  
چم کا عمل ہو۔

ان۔ چھ کا عمل ہو۔ خیر آدمے گھنٹے کی کسر ہو۔

حسین علی کو ہمارا لیکر اپنی معشوقہ گلغندار کے پرغیانہ کی طرف چلے۔

### معشوقہ شمع قد کی ہم آغوشی

اب تہا ہر انتظار ساقی  
آتی ہیں جہاں بیان برابر  
دے بادہ کہ روح کو چھوڑا  
بھاری ہر خار سے ہر  
دے بادہ خوشگوار ساقی  
اندھ رکھے تجھے سلامت

اور پیر سخاں تہا بھلا ہو  
تو رو سے زمین کا بادشاہ ہو

اور ہر خاتون شب نے اپنے جمال کی قیوت و فروز سے تمام عالم کو نورانی کیا۔ اور ہر خانہ برباد ساز پار ساقی قرن چڑھائی سچ و سچ کے تیار رہے بیٹھی۔ غور و خوض سے اسراقی اور دل ہی دل میں سوچتی جاتی تھی کہ کون اپنے چاہنے والے کے خضر صبر و شکیب پر پہنچی کر اُن کی صورت دکھائی اور نظر سے اور جھل ہو جانے کی لمحہ برق کو بھی بات کیلئے ہر توسی میں کو ہاتھ پاؤں میں منہدی جو لگائی تھی اسے جو بن کی آنکھ کو اور بھی بھر کا دیا تھا۔ ایک تو ہاتھ اور کلائی اور پاؤں شندرقی ہی سمیں اور نگار بن تھے یہ بناوٹ اور بھی لے آ رہے۔

عجب رسائی قسمت ہو اے حیاتیری

چمن جو چھوٹ گیا دست نازنین بن گیا

ایک دفعہ چاند کی طرف دیکھ کے مجھے بن سے کھٹے لگی آتی جان دیکھو یہ چاند ہوا ہلکھو تہا ہر آدمی تو آدمی اب ان بجان چیزوں کی بھی پر نظر پڑتی ہے۔ کیا جانے پاس سے چاند کی صورت کیسی نظر آتی ہے۔ دوسرے تو اچھا معلوم ہوا مگر ہر گھڑے کا سا گورا گھڑا ہوگا۔ اسی آتی جان کچھ اور بھی دیکھتی ہو اس پر تو وفا ہو اے مدعا تھا ہر بن داغ ہر

کھتی ہو کہ مجھے ایک نظر کوئی ایسا دکھا تو دو سا ایک دفعہ حضور کو آنکھ میرے دیکھا تو میرے کٹکٹ مٹی۔ مگر خداوند غلام انعام بھر پور لگا۔ یہ حضور یا دیکھیں السلام خاطر خواہ نہ ہوگا ان حسین علی ہم تمکو مال مال کر دینے۔

ح۔ حضور مالک ہیں۔ میرے آقا۔  
ن۔ مگر سانپ مرے نہ لالچی ٹوٹے۔  
ح۔ حضور سب معاملہ میں ہر خداوند۔  
ن۔ قرن ہائے قرن۔ پری ہر دامن۔  
ح۔ حضور اسمیں کوئی شک بھی کر سکتا ہے۔  
ن۔ جمال۔ جلال۔ حسن۔ آب و تاب۔ پری کی کیا اصل حقیقت ہے۔

ح۔ اور حضور ہر اسکا دل بھی آیا ہے۔  
ن۔ کیا وہ بھی ہم پر جان دیتی ہیں۔  
ح۔ اہن۔ یہ حضور کو معلوم ہی نہیں ہے۔  
ن۔ بھی اب مجھے کیونکر معلوم ہو بھلا۔  
ح۔ حضور پھر پھر بشریت لچیلین۔  
ن۔ بہتر کہ وہ ہمکو بڑی خوشی ہوئی کہ وہ سب کی سب ہم پر عاشق ہو گئی ہیں۔

ح۔ خداوند چٹکی تو جان دیتی ہے۔  
ن۔ شکوہ۔ یہ بھی خدا کی شان ہے کہ ہم پر اور ایسی ایسی پر جان عاشق ہوں۔  
ح۔ حضور یہ نہ کہیں۔ چرک میں وہ کون ایسی ہے جو حضور پر جان نہیں دیتی۔

ن۔ ارے مہمان ہم تو اپنے تئیں سب سے بڑے سمجھتے ہیں۔ یہ اُن لوگوں کی مہربانی ہے۔ ورنہ ہم تو سب سے بڑے ہیں۔

فتواری دیر کے بعد نواب صاحب میاں

باجی ذری ایک آنکھ بند کر کے دیکھو سادہ اوچھے غمی سے متغایا کرنے چلے تھے۔ جب چاند سے مقابلہ ہو چکا تو اپنے حسن کے زعم میں چاند کو ہلکی تو مار کی خوشا کرنے لگی میری اچھی ماما ذری غمی خان کے باغ سے ایک گلاب کا بھول تو توڑ لاؤ جب ماما گلاب کا بھول توڑ لائی تو گالوں پر رکھ کر کہاں تیری قسمت کھل گئی کہ میرے گالوں کے پاس نیچے کو جگر ملی۔ ہمارے گورے گورے گالوں کے سامنے پنکھڑی کی کیا حقیقت ہے۔ گلاب کے بھول کو یہ شرف بخش کر آئینہ اٹھایا تو اپنی صورت پر اپنے آپ نہایت ہوشیار ہو گئی اتنے میں میان حسین علی خدشہ گراہ ہوئے اور جن کی جو رو لینے ایک دیر تیر روز سے کہا سرکار آگئے۔ قرن تو سنتے ہی حمت ہوئی۔ ناز بھی مل گئی نواب صاحب شریف لائے تو ضعیفے غائے چہچہ پر بٹھایا اور نئے پاندان سے جو اسی روز زید اتھاغ سید ذری پان کی گاوریان بنائے گئی۔ پاندان کا کل سا نالیس اور فرسٹ کلاس تھا۔ کھانا بھرا ہوا۔ ڈلی مینی جو کھٹے کی چوٹی لالچی بڑے بڑے دانوں کی۔ چونا صاف شفاف دو گلیاں بڑی بڑی صفائی سے بنا کر نواب صاحب کو دین اور پوچھا تم تبا کو تو نہیں کھاتے ہو انھوں نے کہا ہاں کھاتا ہوں مگر بنا ہوا۔ اُسے منشی شاہ حسین متار کو کے کارخانے کی بجی ہوئی گویاں دین۔

ان۔ بی قرن صاحب کہاں ہیں۔

ض۔ اے بیٹا او دیکھو کون صاحب آئے ہیں۔

قرن۔ اتنی جان کنواں پیاسے کے پاس جاتا ہوں یا پیاسا کنوین کے پاس جسکو غرض ہوگی میان اگر سیری ٹیک کر لگا۔

ض۔ وہ تو اتنی دور سے تمھاری چاہ میں آئے ہیں۔

قرن۔ ادنیٰ۔ تو کیا کچھ بچہ احسان کیا ہے۔

ان۔ اللہ ہی بخیر دتی۔ کوئی اس قدر بخت ہوتا ہے۔

ض۔ آؤ بیٹا بہت حجت نہیں کرے میں چلی آؤ۔

قرن۔ اس وقت دائمی رشک مغریت بری تھی بیٹا نواب دہری اٹھاتی ہوئی آئی اور نواب صاحب کو ایک جھلک دکھا کر اس طرح نظر سے اوجھل ہو گئی جیسے سچ بلی کو نہ کے بادل میں چھپ گئی نواب صاحب کو کشتہ تیغ ادا تھے بولے کہ اے صاحب اندر آؤ۔ یہ دغا سے کی آٹھ میں کھڑے ہوتا

کیا اسحق قرن نے جواب دیا ہنگامہ ختم آئی ہو جو کوئی غیر خرم ہم نظر ڈالتا ہے یہ مچا نہ آج شرم سے ہمارے پیچھے پڑا ہے بے پردہ پکارے آسمان پر چڑھ آیا اور ندیدون کی طرف آنکھیں پھنٹا دیا کہ گھورتا ہے۔ نواب ہلال رکاب یہ گرا کر مرقہ و نمر ایسے غلط ہوئے کہ جہاں میں کھڑے نہ سہلے کہا اگر کسی انسان پر قصد کی حلقی ہوتی تو خیر اس سے بس بھی چل سکتا تھا مگر آپ تو سورج اور چاند اور ستاروں اور ہوا اسنے ترقی میں اسکا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ انھیں ہزار خرابی کے کے اندر قدم رکھا تو نواب صاحب کے ہوش بتراجو اس فہم ہوئے بس یہ معلوم ہوا کہ چاند آسمان سے اتر کر اس کے میں گیا ہے

خار تکر ہوش ہر سراپا  
ہر فرق سے نامزد ہرستی  
آواز ملی ہے کیا ریلی  
ہم چشم و چراغ دیدہ و نور  
آنکھوں نے سفیدی پہلی  
پایا ہر غضب کا خوشناتق  
عشہ حسنہ ادا کر شما  
شعوی چھیل مل ترک سستی  
آنکھیں پائی ہیں کیا شمل  
باشا اللہ چشم بدور  
کمر حسن کی پائی ہر الہی  
سرور حسن ہر بولاد فرق

عارض کی صفت ہے اور بیکار  
دو بھول گلاب کے میں حیار  
نواب صاحب ایک سلکے کے عالم میں تھے۔

اور سوچ رہے تھے کہ جب انسان کی صورت دیکھ کر ہماری یہ کیفیت مجبور ہو تو امداد کا جمال اور اس قدر مطلق کا نور دیکھ کر کلمہ اللہ کی کوہ سینا پر کیا حالت ہوتی ہوگی۔ پورے دو گھنٹے بھی نہیں بچھی اٹھلا کر چلی۔ اُسکا اٹھنا تھا کہ نواب بھی بکڑے کے بولے۔ کہاں کہاں ذرا نیستے تو سی۔ یہ آپ بھائی کہاں جاتی ہیں۔ ہم آپ کے پاس آئے اور آپ کی یہ بے اعتنائی۔

قرن بڑے اصرار کے بیٹھے تو ابلی نواب کے زانو سے ذرا ذرا زانو بٹھرایا اس ادانے انکو ارڈالا تم دھایا قیامت کا سامنا تھا۔ سونے کے چھڑوں کی کیا حقیقت ہو اگر دس بارہ ہزار کا زور نہ دیتے تو بھی کم تھا۔ اس شوخ و شنگ رشک پر بخانہ رنگ نے عداوت قصداً زانو سے زانو بٹھرایا اور سناںک۔ اس اداسے نے اٹھنا کہہ دیا میں وہ گنگد اسٹ پیدلی کہ انھیں کا دل اس کے انزے کو نشا تھا۔ یوں تو زمرتا باجن میں دوہی ہوتی تھی مگر نواب صاحب کو اس غیرت جو کی پیاری پیاری کلائی اور گوری گوری گردن زیادہ پسند تھی اور ع۔

آبھری آبھری کچن کاجین

سب پرستار تھا۔

سر و فرخ حسن و ناز و انداز

خوش لہجہ و خوش گل و خوش دواز

انتے میں بی ناز و بھی بعد ناز کرے میں آمیں۔  
نواب صاحب نے اسکو بھی سر سے پاؤں تک کھیا اسکی ایک عالم تھا کہاں کو تھے بھی عشق ہو۔ اور کیوں نہ ہو ہماری سالی سالی کا رشتہ بھی کتنا بیا رشتہ ہو۔ ناز و حاضہ جانشین ہوتی ہوگی بھی تم سے بڑی محبت ہوگی ہوگی۔ نواب دو طحاہ خوش۔ سوت نہ کہاں کوری سے طحٹھا۔ نواب دو طحاہ طحٹھا۔

تھوڑی ہی دیر بیٹھے تھے کہ آسمان پر ابھر آیا اور کئی باز بجلی کوندی بارش کے آثار صاف نمودار ہوئے قرن نے ناہی مان کی طرف مخاطب ہو کر کہا آئی جان آج کا دن تو اتنا بلیا ہو کہ کسی بلغم میں رہے اور وہاں خوب اچھے اچھے کھانے پینے نواب صاحب یہ فقرہ سنکر کھل گئے۔ کہیا یہ کون بڑی بات ہو تمھارا باغ موجود ہو کہ تو کا ٹری منگاؤں۔ اپنی مان سے اجازت لے کر بڑھیا بولی میں تم دونوں کے بیچ میں زبونی اب تم جانو اور یہ جائین تم نے کہا اب تم اپنی بھی منگاؤں ہم چلیں گے اور ضرور چلیں گے۔ نواب صاحب نے حسین علی کو بلایا اور علی حیدر لہجہ کر یوں سمجھایا۔ سنو جی تم سیدھے کوٹلی پر جاؤ اور کوچین سے کوٹیشن لے کے ابھی ابھی آجائے سبزی جوڑی جوئے اور بڑی فٹل لے اور لالٹین وہ ہوں جو پرسوں نور زنی کی کوٹلی سے خریدی تھیں اور علی بخش باورچی کو بلانے بیچ دو۔ کہدو جو کھانا پکا ہو وہ باغ میں لے چلے اور دو مرغ اور پھلے اور کچھ انڈے اور جین اور آخر کو حکم دو کہ فوراً بلغم میں جا کر دو تین کرسے صاف کرادیں اور فرش بچھا دیں۔ لمب روشن کر دیے جائیں یہ حکم دیکر نواب صاحب ان کے بیٹھے قرن نے کہا ہمیں کچھ گلبدن کے تھان بیچ دو نواب نواب۔ عجان حاضر ہو تھان کیسے جو کو بیچ دوں۔ ضعیفہ۔ (ض) حق تعالیٰ تم ایسے رئیسوں کو سلامت رکھے۔

اما۔ آمین انکے بیچ (نزدیک) کون بات ہو ہوئی۔  
ض۔ قرن کی کوئی بات رایگان نہ جائے نواب۔  
اما۔ اسی نہیں خدا نے انکو رئیس کیا ہر ہوئی۔  
ض۔ لوگ کہتے ہیں یہ تو دیکھو کتنے نامی آدمی کے لڑکے ہیں اور اللہ کی عنایت سے آپ کیا امنی نواب صاحب کے

نام سے کون واقعہ نہیں ہے۔

نواب - اچھی بہکے تو قرن کا عشق ازلی ہے۔

ص - اللہ کرے تمہارے انکے عمر بھر بھی چلی جائے۔

نواب - خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا انشاء اللہ۔

ناز - اس صورت کی چھو کر یہ شہر بھر میں پادے

اور اگر کوئی جو تو تم ہی بتا دو۔ یہ ہماری شہزادی

ایک ہے اس شہر میں اللہ نظر ہر سے بجائے۔

نواب - ہیکہ تو ان سے زیادہ تم پسند ہونا زور۔

ناز - بہت صل نکلے ہو ہم پسند ہیں ہم میں کیا بات

ہر جو پسند آگئی شکو۔

نواب - تمہارا حق تمہارا جو بن تمہاری جوانی

ناز - لو اور سنو یا مجھ بڑھیا کو کوئی کا ہیکہ پسند

کرنے لگا بھلا۔

نواب - بجا ہے۔ ابھی کوئی انیس برس کا سوچ لگا

ص - جو دھوپ میں قرن ہے اور پانچ برس ناز

میں اور اس میں چھٹائی طرانی ہے۔

نواب - تو وہی انیسواں برس ہوتا۔

ص - تمہاری کیا عمر ہوگی بیٹا ابھی کوئی تیس برس

نواب - مجھ کو تیسواں سال ہے۔ ایک مہینا سا لگہ

کوبانی ہے جس اور میں برس کا میں ہماری بیوی کا ہے۔

ص - ہیکہ اپنی بیوی تو دکھا دو کسی دن۔

نواب - جب ہمارا نکاح قرن کے ساتھ ہو جائیگا

تو تم دیکھ ہی لوگی۔

ناز - انکی ہی حسین ہیں۔ گوری چٹی تو ہو دین ہی گی

نواب - گھر کی مرغی دال برابر۔ جو راجا ہے میں

ہو چاہے برقع پھر جو روای ہے۔

ناز - ہاں تو جو روای یہ سیدھی ہے۔

قرن - بس اب ہم تمہارا ساتھ نہ دینگے۔

ناز - اور ہاں جو جو روای یہ قدر کرنے ہو تو

نواب - یہ جو روای بنے نہیں رہتی جو روای

قرن - (ہنسکے پھر کیا آنا بنا کے رکھو گے۔

اس نقرے پر قرن کی ماں بہت براؤختہ ہوئی

کہا جو تو تم بڑھتی جاتی ہو بے عقل ہوتی جاتی ہو۔

پھر بڑھنے کے سوا اور کوئی بات نہیں۔ یہ کیا بھڑکی

بات کہی تم عقل سے ذرا بھی کام نہیں لیتیں

نواب - ادو۔ کچھ بڑا دھن زبان سے نکل گئی ایک بات

الگڑی کے چور کی گردن نہ مارنی چاہیے۔

ناز - یہ بھڑکی بات زبان پر نہ لانی چاہیے۔

اما۔ روز بروز دن بدن وہی ہوتی جاتی ہیں۔

ص - لاکھ بھجھاؤ بھجھاؤ۔ انکی کچھ ہی میں نہیں آتی ہے

بات۔ اب یہ کچھ تھوڑی سی ہیں۔

ناز - اور ادھر سے ہنسی ہے بھیا۔

ق - اچھا بھنے جو کچھ کہا ہے نواب صاحب کو کہا۔

ص - بیٹا کسی کو نہ کہنا چاہیے کوئی ہو چاہے۔

ق - کیا نواب تم بڑا مان گئے سچ سچ بتاؤ

ہم سے۔

ص - وہ کبھی نہ کہیں گے اپنے منہ سے۔ مگر

عقل کیا کہتی ہے۔

ق - سو بھرت کون ہو ہمارے انکے سچ میں ہونے والی

لو اور سنو جب سے جان طہار علی ہے۔

ص - اچھا تم جانو یہ جا میں اب باغ میں جا کے

مائیوں سے نہ پھکڑاؤ۔ دیاں غلی ٹھینا۔

نواب اب خاطر جمع کیے ہم تو ساتھ ساتھ ہیں۔

ق - جانے کے ساتھ ہی مائیوں کے چوہری کے ایک چپ



رسید کر دنگی ترے سے۔

ض۔ وہاں رات کو درخون کو نہ جھوٹا۔

ق۔ کون من انواب کوئی مولسری کا درخت بھی ہے۔

بس اسی درخت کی چھگی پر چڑھ جاؤ گی۔

نواب۔ اچھا وہ تم سب کچھ کرنا چلو تو سہی۔

ق۔ (نواب کے کان میں) ہمیں چھپ کر نہیں دہان

نواب۔ نہیں۔ ہرگز نہ چھپنے کی کیا مجال۔ !!!

ق۔ ارے تم مردوں کی بات کاٹھکانا میں ہے۔

کے دیتے ہیں خبردار۔ ایسا نہ کہو کیا پاس کے چھپو۔

نواب نہیں تم بڑی بدظن و بدمان ہو۔

ق۔ اور چھپو گئے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔

نواب۔ یا ان ایمن کیا شک ہے۔ وہ ہم چھپنے کی

کیوں لئے کیا ہمارا سر پھیرا ہے۔

ضعیف نے اپنے بھل اور شرارت کے اظہار کے لیے

وہ نوٹ لگا کر نواب صاحب کو دیا جو مہراج بی نے

بوسہ کے عوض میں بی ناز کو دیا تھا۔

نواب صاحب نے نوٹ دیکھ کر کہا پانچ روپیہ کا ہے

وہ سچا ہے مگر یہ کہ یہ پانچ روپہ کا کس نام سے تو میں نے

کہے تھے کہ ناز کی غور کر کے پڑھو۔

نواب صاحب نے کہا پانچ روپیہ میں تو کوئی شک

نہیں ہے۔ اور طریقہ یہ کہ دوا نوٹ ۹۹، ۱۲۰ نمبر کا ہے اور

آڑھے کا نمبر ۹۸، ۱۲۰ ہے۔ دو کپڑے الگ الگ۔

نوٹوں کے ہیں۔ یہ نوٹ میں نہیں سکتا۔ یہ کسی

شخص نے دھوا دینے کی فکر کی ہے نواب صاحب

کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ نوٹ قمر کے کسی چاہنے والے

نے دیا ہے لہذا انہوں نے پیش بندی کی کہ اس کی

پڑکھو دین۔

ضعیف نے ناز سے کہا بہت بڑا بے ایمان ہے وہ

ہندو اہل انوٹ دیا ہے کہ ہمارے جلی میں پھنسا لے گی

تدبیر کی ہے۔

میں کا کہا اور مارا کھلایا اور وہ بھی جلی۔ وہ تو گولا

بات کرنے کے قابل نہیں ہے۔ صورت نہ دیکھے ایسے

موٹی کالے کی موابے ایمان زمانہ بھوکا۔ اور سنو کوئی

اسکی خوشامد کرتا تھا۔

ق۔ اب اسکو بھارت کے پھینک دو۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہی مواب آئی۔ اور ناز کو

عائدہ ہلا لیکتی اور گناہی مہراج بی آگے ہیں۔

ناز نے اشارے سے اپنی داوی کو بلا اور کہا وہ

آیا ہوا ہے ضعیف نے کہا منجھے جا کے نوٹ اس کے گھر پر ٹپک

دے اور کہہ دے دور ہو یہاں سے۔

ناز جلی جھنی تو جھی ہی نوٹ دیکر کہا کیا آنکھوں کے

اندھے ہو۔ میں کا نوٹ ہے کہ پانچ کا۔ اور وہ بھی اجڑا

جلی لے بس ٹھوٹے ٹھوٹے ہوا تو کھائے۔

منشی مہراج بی بڑے کاٹھ کو جوٹ بولنے والے

آوی تھے اور خیل اس درجہ کہ جس درجہ میں کسی کو قسمی ہوتی

تو خوش ہوتے کہ آج ایک آدمی کا کھانا پانچ روپیہ لگا لگا

یا کچھ نہیں گوانی بڑی تو بس غصہ کا سا سا ہوا۔ چھانے چھانے

میں بوسہ لے لیا اور جان بوجھ کر مختلف نمبر کے نوٹ پڑا

کہ بھلا جس طرح کیلئے اور بوسہ پڑی گھاتے ہیں۔ اگر ضعیف

نوٹ کے نمبر نواب صاحب سے نہ ملے ہوائے تو مہراج بی کا چکر

لگا کر ہو جائے نوٹ لیکر کواٹھ بڑی غلی ہوتی گاہے کوئی نہ لیا

ناز جھلی ہوتی تو جھی ہی اس نزوات بات پر ہوا دھبی

عصہ لیا۔ جھلا کے زور سے ایک بیس کی کہ مہراج بی کی

کو بڑی ہی جانتی ہو گی۔ اور ٹپک لگا کر سڑی کاٹے

تیرا منہ جھلسوں میں کیا طرحی لکھی ہوں۔ میں کہیں لاجاؤں  
کوٹھ کس جھپٹ کی موٹی ہو۔ دور ہو میان سے جھانکے  
بے ایمان۔ جاہننے اپنی خیرات میں بوسہ دیدیا۔  
اب مہراج بلی کے ہوش پران ہوئے کہ آئے تھے ٹھانے  
اس کے غوص میں چپت کی چپت کھائی اور ذلیل کے ذلیل  
ہوئے انکا آدمی جو ان کے ساتھ تھا اس نے بیان پر ٹپٹے۔ تے  
جو دیکھی تو سمجھ کر سرسکرایا اور مہری کو نے من کھڑی ہو کر  
سننے لگی۔

اب بیٹے کہ مہراج بلی کی آواز سن کر نواب صاحب بھی  
کوٹھے پر سے جھانک رہے تھے۔ نازو نے جو چپت جھانکی  
تو بے اختیار ہنس پڑے اور کہا کیا اور مہراج بلی نے  
اُس بدحواسی میں آواز تو جھانکی نہیں مگر ایک اور کا  
جملہ بے ہوشا۔ اب ٹیپ کھا کر تیرے شہر کھڑے ہیں  
ہلے تک نہیں۔

نازو نے ڈانٹ بتائی اب کھڑا کیا سوچ رہا ہو۔ اب  
جو تاکھنے کا امیدوار ہے کیا اجوتی خور آتا شہر میں آشنائی میں  
آشنا کو کیا کچھ دیدیتے ہیں۔ یہ تماشا بھی کونے چلا کر افسد  
جانتا ہو میرے سامنے سے دور نہیں ہیں تو توں سے پوچھ لگی۔  
اری مانا۔ ذری دس پناہ درست پناہ تو کوں کر کے لانا۔  
یہ سست پناہ کا گرم گرم فقرہ جوتا تو اس کے ہوش اُٹھ گئے اور  
نوکن مچا گئے۔ راستے میں خندے تھکے نوکن گفتگو کرنے لگے۔

مہراج۔ (م) معلوم ہو رہا ہو اس وقت یہ ہوئے تھے۔  
خندہ تھکے۔ (خ) مان ملام (معلوم) تو ہوتے ہیں جو  
م۔ مگر جسے ہی سننے جا کہ ہاتھ بڑھا کر ڈوٹی اتارے  
ویسے ہی سچ کہنا ہنسنے کیسی کیسی کی ہو۔

خ۔ ہاں بھورہ دلا داج (آواز) کھوپ چکے نے بھی جیسی۔  
م۔ انکا ہاتھ جا کر دروازے سے پر پڑا اس سے آواز آئی۔

خ۔ دروازے پر نہیں۔ وہ پر پڑا بہت تیرا تیرا ہوا ہم تو  
دیکھتے رہا ہیں۔ کھوپ پر پارس دو دھڑ۔  
م۔ جھپکے۔ اچھا بس بک میں بہت نامعقول۔  
خ۔ ارے ہکا کا۔ ادنیٰ تمکا نہیں سے مارے ہکا کا  
کر سکا ہو۔

مہری۔ بڑا جیسا ہوتین۔ لیکن سے کوو اس کہت ہو  
م۔ اچھا بس اب یہ گفتگو تم کو رضی ماضی۔  
راوی۔ مہری اور خندہ تھکے سے حضور عربی میں  
گفتگو کرتے ہیں۔ ۹۔

ماشا۔ اللہ چشم ہندوق

غیر نواب صاحب کی مارے ہنسی کے عجیب حالت تھی  
بے چین ہو گئے جب چپت یاد آتی تھی نے اختیار کھلکھا کر  
ہنس پڑے اور لوٹنے لگتے تھے۔

نازو کی ہاں نازو سے بہت خوش ہوئی کہ ایسے بوسے کے  
ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے۔ یاد کر گیا غر بھر کسی سے پالا پڑا  
تھا میں شک میں کہ مہراج بلی کبھی ایسی مصیبت میں گرفتار  
نہوئے تھے کہ ٹیپ کھاتین آج یہی مرحلہ طر ہو گیا۔  
حسین علی بوجہ حکم نواب صاحب کے گاڑی لیا اور  
سراک پر ٹھہرائی۔ نواب صاحب سے آنکر اطلاع دی کہ  
حضور گاڑی حاضر ہو۔

نواب صاحب نے کہا کون کون جلیگا ضعیف ہوئی کون کون  
کیا معنی بس تو فرما اور نازو۔ نواب صاحب انتہا سے  
زیادہ خوش ہو گئے اور جلیگے میں بھولے نہ سما گئے۔  
ق۔ سگہ نواب دیکھو وہی شرط ہو ہمارے تھارے  
نواب سب بیان ہاں قول جان کے ساتھ ہو۔

نازو۔ اور میں نہیں ساتھ ہوں۔ دل لگی ہو۔؟  
نواب۔ تو کیا ہمارا تیرا بھی اعتبار نہیں ہو۔

<p>پانی برسے تو بون چھا جسم محرم رہن شرب سے ہم</p>	<p>نازو۔ (ناخنوں کے اشارے سے بتا کر) آنا بھی نہیں ق۔ آگ بھوس کا ساتھ کیا۔ تم عورت ہم مرد۔</p>
<p>اس وقت تو نواب مجھ عسکری صاحب کے دل غرضین پر ہیں اور کیوں نہ ہوں و جوان طناز مسرت حسن مونا</p>	<p>نواب۔ آپ مرد ہیں ساد میں عورت ہوں۔؟ ق۔ تم چھوڑ کر اور میں چھٹا مرد۔</p>
<p>پر بون کو اعلیٰ نعل بھٹائے نقش پر سوا کھائے جانے میں کھڑیاں ہوا سے بایشن کرتی ہیں۔ کالی گھٹا اٹھی چلی آتی تھیں</p>	<p>نواب۔ تو بھر جلو رات زیادہ آگئی ہے۔ اور میٹھو سہی جا ہٹا ہے۔ اگر برس بڑا تو رک جانا ہوگا۔</p>
<p>اور بجلی اس چمک کے ساتھ توندتی ہے کہ الامان۔ رات انہ صیری اور اندھیری بھی کون سا دن بھاؤں کی۔ اور</p>	<p>ضعیف۔ اور آؤنگی تفتی دیر میں۔ کوئی بارہ بجے تک ق۔ آتا کیا۔ اور جانا کیا اسی جان۔</p>
<p>ہوا اڑنے سے چل رہی ہے اور یرسان میں ہوگا عالم بستی دور دریا کا کنارہ آدم زاد کا تاجین۔ جب بجلی نوکلی تو</p>	<p>نازو۔ اب کل سویرے آئیگی ہیں۔ نواب۔ اور نہیں تو کیا اب آنے کا موقع</p>
<p>نواب صاحب کی روح مخلوق اور خوش ہو جاتی۔ یہ برابر و غامگتھے تھے کہ خدا بجلی تمام شب بچتی رہے تو</p>	<p>کمان ہے۔ قرن اور نازد کا کھڑی ہوئیں اور نواب صاحب اٹھے</p>
<p>وجہ کیا؟ اور بجلی نوکی اور دوسرے قرن ایک صاحب سے اور نازد دوسری جانب سے انکو لپٹ جاتی تھیں</p>	<p>تو وضعینے کیا نواب صاحب تھارے سپر دین یہ دونوں۔ دیکھو ہمیں شکایت کا موقع نہ آنے پائے</p>
<p>ہلے کیا رسے کا وقت تھا۔ ناظرین فرمانہ وہی سمجھ سکتے ہیں کہ محمد عسکری کا دل</p>	<p>یہ یاد رکھنا کہ یوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا انھیں کی ضامنی بیٹا گھڑی پر بیچ میں خود بدولت تھی</p>
<p>اُس وقت کہ قدر خوش ہوگا اس فرخ طامی کو دیکھئے کہ اعلیٰ نعل دو فوئز مشتوق۔ ع</p>	<p>اور اور دوسرے نازد اور قرن میرے دونوں میٹھے جیسے ہی من چلی نواب صاحب نے</p>
<p>اٹھتی کو بیل نئی جاتی اور بن کے بار بار زو لپٹ رہی تھیں۔ دونوں سطر</p>	<p>ہاتھ بڑھا کر قرن کو اپنی طرف کھینچا اور نعل گر مائی۔ چلیے ہم آغوشی تو نہیں ہی سے شریع ہوئی۔</p>
<p>معز۔ دونوں بنی تھیں۔ دونوں بناؤ کیسے ہوے جس وقت بجلی کے نوکٹے سے ڈر کر یہ دونوں نواب صاحب سے لپٹ</p>	<p>کلاش سے گرا کر یہ الماس غنی نے بھٹائی اوس سے پیاس</p>
<p>جاتی تھیں خود بدولت بھی زور سے دوزن کو چپا لیتے تھے۔ اب نئی سراج ملی اور نواب محمد عسکری کی قسمت کا تو زرا</p>	<p>اب طبع بہت پر کھنڈ ساقی اسی ہو گھٹا اسنڈ کے ہار</p>
<p>مقابلہ کیجئے کہ وہ چپٹ کھا کر اور ذیل ہو کر اپنا ساتھ دیکر رہ گئے اور نواب صاحب کیا رسے اڑا رہے ہیں۔</p>	<p>ڈرے ہر ترے بہن میں دیا کیسے ترے ہم میں</p>
<p>رعد کے گرجنے کی آواز اور بجلی کی چمک دیکھ کر قرن دے باؤ تو خٹکرا ساقی</p>	<p>اب تھر تو انتظار ساقی دے باؤ تو خٹکرا ساقی</p>

بھولے پن کے ساتھ کتنی تھی۔ باجی بڑے پھٹے اس وقت  
کچا بیٹوں اچھلتا ہوا سپرناب صاحب جھٹکا گروسہ لیکر  
تشنفی دیتے تھے نہیں جانی گھراؤ نہیں ڈر کیا ہو۔  
قمرن۔ سن کالی شہر پہنچی اکثر کرتی ہو۔  
ناز و۔ ہو ہو ہمارا تو دم فنا ہوتا ہو۔

ق۔ امدہ پائے تو آج بچپن۔ بڑا سنا ہوا۔  
ناز و۔ اعراب باغ کتنی دور ہو نواب۔

نواب۔ بس اب وہ کیا ہو ذرا دیر میں داخل ہوتے  
ق۔ (رعد کی گرج پر) یا خدا بچاؤ۔ میرے امدہ۔  
ناز و۔ آجی جان اس وقت بہت ہی بغیر رہو گئی (رعد)  
کی گرج پکانوں میں انگلیاں دسے کر) ہو ہو۔ کیا ہوگا  
اب۔ اعراب باغ کتنی دور رہ گیا ہو۔

نواب۔ بس اب مار لیا ہو۔ داخل ہوئے سمجھو۔  
ق۔ زبلی کی چمک پر نواب سے لپٹ کر) اکرکین  
گھوڑیاں نہ بھڑکین نواب۔

نواب۔ نہیں صاحب گھوڑیاں اکیل اور  
شالستہ ہیں۔

ناز و۔ اب باغ کتنی دور ہو امدہ۔ بری ہوئی۔

نواب۔ قاعدہ ہو۔ جلدی اور مصیبت کے وقت  
ایک منٹ ایک ٹھٹھے کے برابر معلوم ہوتا ہو۔

ق۔ ایک ٹھٹھے کے برابر نہیں۔ ہساری تو باقی  
ہن آتی ہو۔

نواب۔ خدا نہ کرے خدا نہ کرے تمہارے شمعوں کی  
ناز و۔ (نواب صاحب اس گھر کے بیچ میں) اب باغ کتنی دور ہو۔

نواب۔ بس اب آگئے سائے دکھائی دیتا ہو۔  
ق۔ سائے تو بڑی دیر سے دکھائی دیتا ہو یا امدہ ہم

کیا کریں اس لق ووق میدان میں۔

نواب۔ گھراؤ نہیں جانی پہنچی نوکلی کرتی ہو۔  
ناز و۔ اور جو لوگ کچ (نزدیک) کوئی بات نہیں  
رات ان کی کالی ہو۔ اور کالی ہی چہ پر زیادہ کرتی ہو۔  
نواب۔ (ہنکر) تو کیا رات پر پہنچی گڑبگی۔ دالہ  
کتنے بھولے پن کی باتیں کرتی ہو۔

ق۔ انکو دل لگی ہو جھتی ہو۔ یہ سنسی میں مڑانے ہیں  
اور یہاں علان پر رہی جاتی ہو۔

نواب۔ (روسہ لیکر) تو جانی نہیں نہ تو کیا کریں  
بھڑا آج ہی تو ہماری مراد پوری ہوئی ہو۔

راوی۔ یہاں پر ہم بھی قائل ہو گئے۔ سچ ہو نہیں  
نہ تو کیا کریں۔ ایک منشی مہرجن لی کم نجات جلی قسمت

پھوٹ گئی کوئی ٹیپ کھائی اور نکالے کے نکالے گئے۔  
انوص خدا خدا کر کے باغ کا بھاگ آیا۔ بھاگ بھاگ گاڑی

روک لی گئی اور سائیسوں نے اکثر کھا بھاگ کھولا۔ اور  
گاڑی گھر گھراتی ہوئی اندر گئی سقرن نے کہا انوہ جان

میں جان آتی نہ نہ نہ بولی دوبارہ زندگی (الہ)  
باغبانوں نے نواب صاحب کو جھک جھک کر سلام

کیا۔ من در اختر آگے بڑھے۔ بی قمرن اور ناز و گاڑی پر سے  
آخرین۔ قمرن نے کہا چلو پہلے باغ کی سیر کریں۔ ناز و

نے کہا واہ ہم تو اس وقت مری کے وقت بلغ میں  
نہ جانے کے پہلے اندر چل کے بیٹھو جلد بازی بہت

آتی ہے۔  
من اور اختر نے جو قمرن کو دیکھا تو کچھ پرسانا

ٹوٹنے لگا ایک نے کہا بار کیا صورت ہو۔ دو سہر بولا  
صورت!۔ بھی چھلا واہ دالہ۔ سچ ہو جاو ہو

سمحہ! بل کی کیا حقیقت ہو۔ کیا مگر ہاں دالہ  
حور دن کو صدمہ کر دے انپر سے۔

کو ہاتھ نہیں سوچتا اور بھلی کی چمک اور رد کی کوٹھ  
سست اور قریبوں کی نازک آواز نے اسے لطف طلب  
کو دوبالا کر دیا۔ ناز نے بھی مست ہو کر گانا شروع کیا۔

رہے بھری چمک مورے آنگن میں

دولوں ست جھین ستی کی بھری ہوئی۔

ناز و نواب اب تم آؤ۔ اکیلے جھولنے میں مزہ نہیں مگر

خدا کے واسطے پیگ اس سے زیادہ نہ بڑھنے پائیں۔

قرن۔ دیکھو جو ذرا بھی پیگ بڑھا تو میرا دم ہی فنا

ہو جائیگا۔ خدا کے واسطے پیگ نہ بڑھانا۔

نواب۔ میں خود ڈرتا ہوں جی مالش نے لگتا ہے

ناز و۔ نواب صاحب کو گواہی دینگے ہم۔

قرن۔ تم تو گواہی فقط اور ہم انکو

بجائینگے بھی۔

آخر تم انکلیں پر تو بخار ہی ہو۔ اب اور کیا بچو گی

حضور اس وقت کی بے ادبی معاف۔

نواب۔ بے ادبی کسی جو چاہے وہ کو۔

ممن۔ ہاں حضور اس وقت بالکل آزادی ہے۔

نواب۔ سب معاف ہے اس وقت بی ناز و گاد تو

ناز و۔ آئے بدر اکارے کارے۔ رہے

بھری چمک مورے آنگن میں۔ رہے بھری چمک

مورے آنگن میں۔

قرن۔ (کچھ شرما کر)۔

ستیان موری سبیاں پکڑے رہے۔ ڈوبت ہوئی

منجھدار۔ سبیاں موری سبیاں پکڑے رہے۔

ناز و بیڑا نیا گری۔ مولا نکادے بیڑا پار۔ اے

ستیان موری سبیاں پکڑے رہے۔

نواب۔ کیا مارے کا وقت ہے۔

نواب صاحب نے مئی سے کہا لیون کے صوبے میں سرج

کہنا۔ ممن نے کہا پیر دم شد بلا سے جانشان سے صوبے میں

کہا بلا سے بے درانی۔ زلف چلیبا افری ہے۔ تو رخ زیباسپ

کاسن کیا صورت پائی ہے۔ کہا کلائی ہے حضور یہ تو بیاں

کھاتی ہو گئی تو دامد رنگت نمودار ہو جاتی ہو گی حضور کی

پر کھادر پسند کے ہم بھی قائل ہو گئے۔ والہ معقد ہو گئے

حضور جی چاہتا ہے دن رات نصیحتوں کو دیکھا کریں۔

کیا خدا و احسن پایا ہے

آپ اللہ نے بنایا ہے

یہ حسن نہیں ہے خدا کی دین ہے۔

قرن نے کہا اب زیادہ بناؤ نہیں ہم حسین نہیں ہے

سہی حیا اللہ نے جسکو بنایا ہے ویسا وہ ہو کسی کے

کھنے سے کیا ہوتا ہے۔ اچھا خیر ایک بات سنو نواب۔

ہمارا دل چاہتا ہے جو لاڈلو باغ میں۔ بڑی بہار

ہو گی میرے سچے نواب۔

نواب صاحب نے کہا یہ کون بات ہے ابھی ابھی بوس

ہوا جاتا ہے۔ اُسی دم جو بے بڑ گئے۔ اور قرن اور

ناز و بعد ناز دلربا نے جھولنے لگیں۔

جھولن پہ برس رہا ہوا

سادن جھولن پکڑی ہیں

برسات کی فصل کیا پری ہے

کر تھی جہان تلک لفظ کام

خدا دامن باغ سب خضر فام

قرن نے ایک تان لگائی۔

جھولن دالورے امر بیاں

ایک تو فراخ میدان۔ دوسرے باغ شمس

گمانے والی رشک حور اسپر طرہ شب و چور۔ ہاتھ

<p>اٹے کے بینگ خوب بڑھینگے بہارین تو بل بغل میں ہوگی تو ہم سبزہ زار میں</p>	<p>راوی۔ نواب صاحب کو یہ شعر بہت پسند آیا۔ مگر سوچ کر معنی نہیں سمجھے اور نہ میان میں سمجھے۔ ۵</p>
<p>ممن۔ حضور آج تو وہ دن ہو کہ دالہ کافر ہو جائے۔ اختر۔ ہر نوابیسا ہی کا ذکر کرنے والا دن۔ نواب۔ بھلا تم دونوں میں سے کسی نے کبھی</p>	<p>صحن چمن زلالہ در یحان مزین ست گلہا شگفتہ در چمنستان بصد سرد</p> <p>نواب صاحب نے اس شعر کی بھی تعریف کی۔ ۵</p>
<p>بی بھی ہو۔ قرن۔ کچھ گھانسیں تو بین کھا گئے ہو۔</p>	<p>باد بہار سے دزد دابر ترالہ ہار مانند دربارش گلگشا فشا نہ نور</p>
<p>ناز و۔ بھلا ہم بیٹا کیا جانیں۔ ہاں بیو تو بلائیں اس فقرے پر قرن کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اور ممن اور اختر مسکراتے ملے۔</p>	<p>نواب۔ پھر جائے گا ذرا۔ شعر تو بے نظر ہوا جو۔ مگر ۶۔</p>
<p>نواب صاحب نے کہا اب آپ بہت بڑھ چلیں ہیں صاحب ایک ہوئی۔ ذرا یاد رکھیے گا۔</p>	<p>فصل بہار کے لیے تو زویدین ٹھیک ہو۔ مگر اب کے لیے وزیدین کیا معنی۔</p>
<p>نازدوبولی بیسوں ہوگی ایسی ایسی ایک دو کے کیا معنی ایسی ایسی ادھی اُون کی یاد کرو میں بڑی طرار</p>	<p>اختر۔ حضور رابر ترالہ بار کو دوسرے مصرعے میں ملایئے ابر ترالہ بار بعارض گلہا مانند در نور فشا نہ ۶</p>
<p>اور حاضر جواب غور ت ہوں۔ ممن نے کہا جی۔ حضور ہیں کس بھروسے کیا کوئی نموی سمجھے تھے۔ یہ بی</p>	<p>مانند دربارش گلگشا فشا نہ نور قری بشارت سر آہنگ دلایا۔ عراشخان ہل محزون نگار شور</p>
<p>ناز و جان ہیں۔ ناز و نے تنک کر جواب دیا۔ جان پڑی سوئی ہوگی</p>	<p>بیل بیل بفرے لالہ زویش غلغل لالہ دہ گشت در تہ گشت در تہ گشت</p>
<p>ہم خالی غولی ناز و ہیں۔ نواب صاحب بہت خوش ہو کہ ممن کو بھی ایک جلی ٹی سنا دی۔</p>	<p>حضور یہ شعر ملا حظہ فرمائیے گا فرماتے ہیں۔ ۵ ساتی بیاد بادہ کماست و سر خوشیم</p>
<p>استے میں بونین پڑنے لگیں اور کرے کے اندر سب آنکڑ بیٹھے۔ نواب صاحب نے میان اختر سے کہا بھیجی</p>	<p>نواب۔ کتنا ہے لگاؤ اور مصافحہ ہے۔ خوش گفتہ است۔ ۵</p>
<p>اس وقت تو میرے اور ہمارے اور باغ اور شرب کے شہار سار۔ اختر نے کہ شاعر غلام سمخون نے جتنا تھے کہا بہت خوب</p>	<p>زان بادہ کہ از جر کہانہ یادگار ساتی بیاد کہ از جر کہانہ یادگار</p>
<p>حضور۔ کہتا ہے۔ ۵۔</p>	<p>ابر ترالہ کہ از جر کہانہ یادگار ساتی بیاد کہ از جر کہانہ یادگار</p>
<p>ساتی بیاد بادہ پر پیما بلور فصل بہار آمد و ہنگام عیش و سوسو</p>	<p>ابر ترالہ کہ از جر کہانہ یادگار ساتی بیاد کہ از جر کہانہ یادگار</p>

ممن حضور شاعر ہی کو استغناء نہ کیجے اس وقت  
ناز و ہجاری تو سچ میں خاک نہیں آتا۔

ممن نہیں بس اب دل لگی کی باتیں ہوں۔  
نواب۔ قرن تم تو ہماری بلی میں آن کے بیٹھو۔

قرن۔ حاضر حضور (قریب بیٹھ کر فرمائیے حکم۔  
نواب۔ کوئی عمدہ چیز بناؤ جس سے دل بھر سکے اٹھتے

قرن سارے نکلیا میں کوئی ڈھنی باطلہ ہوں۔  
نواب۔ نہیں تمھاری آواز بڑی ہماری ہے۔

ممن۔ یوں دن بڑھتے سماں کیسا نہیں  
آتے رہے۔

نواب۔ ہاے کیا چیز ہے واسطہ نہ کر دیا۔  
ممن۔ اور سیان کی تو بلی میں بیٹھی ہو۔

اسنے میں بیٹھو جب زور سے موسلا دھار رہنے لگا اور  
نواب صاحب نے ساتھی نامہ علیش کے اشعار شرف لہر لہر کر  
پڑھتے شروع کیے۔

شکر کوئی کی دور سے لوگ  
آئی کر گھٹا آئندہ شکر  
ہر ایک پیسے کی وہ پی پی  
مردوں کا وہ دل دہ تھلا نا  
بجلی کی چمک وہ رعد کا شکر  
سادوں بھادوں کی کڑی لڑائی

آئی کر گھٹا آئندہ شکر کے ہر بار  
پانی پڑتا ہے موسلا دھار

نواب صاحب شہسوی کے اشعار بہت ہی اچھے  
لہجے میں پڑھتے تھے۔ ان اشعار سے قرن اور نازو  
کو بھی لطف حاصل ہوا۔ اور ممن اور اختر تو وہ جب  
کرنے لگے۔

ممن حضور اس شہر میں تو کوئی آپکا جواب دینے والا  
نہیں ہے طبیعت وہ جد کوئی لگی۔

اختر۔ والدہ حضور اس شہسوی کے پڑھنے میں کیسا ہرج  
اجر سبحان اللہ کیا عمدہ طرز ہے۔

ممن۔ بس انتہا یہ ہے کہ یہ دو بڑی لکھی نہیں ہیں مگر انکو  
بھی لطف حاصل ہو گیا پڑھنے کی یہ تعریف ہے۔

اسنے میں قرن نے خوش الحانی کے ساتھ یہ شعر لگا کی۔  
آج اُن بن من ترے۔ آج اُن بن

رین بھٹی کاری اندھاری کوئل کوک رہی دی ماری  
چلت پلون داسن دیکے۔ بوندن گھن برسے۔

آج اُن بن من ترے  
نواب۔ (گلے میں ہاتھ ڈال کر) یہ من کے واسطے

ترستا ہوں تو موجود ہیں۔  
قرن۔ (دھچک کر) واہ ہمیں یہ باتیں نہیں چھی  
معلوم ہوتیں۔ لو اور سنو۔ خدا رس لائے۔

نواب ہاے اس نیکی بن کے صدمتے۔ والدہ رفعت  
بیٹے کا جھما جھما کر رہنا۔ ہوا سے سرو کا چلنا۔ مور کا شہ  
پیسے کی بکار دن بچیں کیسے دیتی ہے اس پر تمھارا لہک کر گانا  
کلیجی گھنچے لیتا ہے اس وقت اپنے عاشق پر ترس کھاتا فخر  
ہے۔ انکا رتھ جو سورا انسلانت سے دور ہے (گالوں پر  
ہاتھ پھیر کر) کہا۔

لو سہ دو ہمیں بغیر مانگے  
اتنی ہمت تھیں خدا سے

قرن۔ والدہ جانتا ہے بڑے شہر ہو محض کسی کا خیال  
بھی ہے۔ واہ سبحان اللہ۔  
نواب۔ ہونچہ۔ کچھ بد راہی میں ہے یہ سب لوگ اپنے میں  
انے کوئی ہر دے کی ضرورت نہیں۔

قرن - واہ تم تو خوب ہوا ایسی بے تکلفی دل لگی نہیں  
نہیں بھائی ہو۔

نواب - زور سے گلے لپٹا کر۔ ان بھوئی باتوں کے  
صدے تھے ہائے انھیں اداؤں نے مار ڈالا ہو۔

نازو - وہاں نواب بھی اقرار کر کے وہاں سے لائے تھے  
کول (قول) کے پورے ہو۔

اختر - والدہ - اس کوئی (قول) نے کیا مزہ دیا ہو۔  
نواب بھی بے اختیار ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ وہ  
بلی نازو (کوب کول) خوب قول بنا ہوا۔

نازو نے جھیس کر کہا۔ ہم لوگ یہ باتیں کیا جا نہیں  
جہنگ آباد نہ تھے ہم لوگ گھر کے باہر نہیں نکلنے  
پاتے تھے۔ اب قرن کی ساس کو اسکا ذرا بھر بھی  
نیال نہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اب نہ نکلیں اور دس دن  
میں نکلیں ہی گی۔ ہمارا نواب لے یہ کار بھڑا کیٹیک  
ہر دس دن رہینگے۔

نازو ابھی اپنی گفتگو ختم بھی نہیں کرنے پائی تھیں۔  
کہ حسین علی خدنگار نے دست بستہ عرض کیا۔ حضور  
ایک لمبی آئی ہو اسپر زانی سوار یاں ہیں۔ اور گاڑی  
اکتا ہو کہ نواب صاحب کو ذری یہاں تک بھیج دو یکم صاحب  
آئی ہیں۔

نواب صاحب یہ سن کر تھوڑے کھانچے اندھیری رات  
میں غور سے سوچا رہا ہو۔ اور اچھی رات آئی ہو  
اس وقت کوئی یکم صاحب نشر لیت لائی ہیں۔

اختر - بڑے تعجب کا مقام ہو  
نواب - تعجب کا مقام ہی ہو۔

حسین - حضور کین نازو اور قرن کی امی جان نہیں آئیں  
اختر - والدہ خوب سوچے بیٹیک بہت بھیک۔

نواب - بھئی بھئی اس سے اتفاق ہو سچی ہو لگی کہ  
اندھیری رات میں نہیں معلوم قرن اور نازو پر کیا کچھ ہو سکی  
ہو لگی چل کے خبر لینا چاہیے۔

نازو - لو اور سنو سامی جان کو کیا پڑی تھی کہ اس میں  
ڈھری آتیں نہیں معلوم یہ کون لوگ ہیں۔

قرن - ای بھائی ای جان سے کچھ دہ بھی نہ بھجو۔ اٹکا بڑا  
شکی مزاج ہو۔

نازو - کچھ ہوشش کی دو اکرو۔ عقل بھی کوئی شکر ہو۔  
اب دل لگی سننے کے یہاں بیٹھے ہوئے سب باتیں بنا

رہے ہیں اور گاڑی تک کوئی نہیں جاتا۔ اتنے میں گالیوں  
نے چلائے کہا ہر جور بکا دیر ہوت ہو۔

نواب - من زرا جا کے دیکھو تو کہیں گھڑی سے  
تو نہیں آگئیں مگر یہ امر ممکن ہو۔

من نے لالیشن روشن کرانی اور موم چائے کی چھری  
لیکے جیسے ہی من باغ میں ہو چکے کہ یکایک بادل کو جا اور

بجلی اس شدت سے کہ کوئی نہ میان من کی آنکھیں بند  
ہو گئیں اور پانون جو پھلتا ہو تو اڑا اڑا ڈھوڑا۔

نواب - ارے میان یہ کون گراؤں۔  
ممن - حضور میں۔ آپے رہے اُف وہ بہت چوٹ آگئی

دکا کچھ کر م یا علی عباس۔  
اختر - ارے میان من کیا تم گھڑے۔

ممن - یا میرے خدا۔ کس کس سے کہوں۔ اُف وہ  
بڑی چوٹ آگئی۔

نواب صاحب اور حجن جلدی سے دوڑے آگے  
کیا دیکھتے ہیں کہ میان میں گھڑے ہیں۔

نواب صاحب اور اختر من کو کرے میں لائے  
اور حسین علی سے کہا جا کے دریافت کر کہ اختر



ہے کون۔

حسین علی نے گاڑی کے پاس جا کے پوچھا کون صاحب  
تشریف لائی ہیں۔

کو حسین نے کہا کہ بیگم صاحبہ زمانی ہیں جب تک  
نواب صاحب نہ آئیں گے ہم کسی سے بات نہ کریں گے۔

حسین علی نے پوچھا سرایان کمان سے آئی ہیں  
کمان کی ٹولے سے جو چھٹی لگے کے پھوٹے ہو۔ حسین علی نے  
کہا اچھا گاڑی کو سین برآمد ہے ہی میں روکے رہو۔

میں سمجھتا تھا کہ بیگم صاحبہ پر کھڑی ہے۔ ہم نواب صاحب کو  
اطلاع کرتے ہیں۔ عاقر غرض کیا سرکار کی محلے سے آیا

آئی ہیں اور حضور کو بلادہ ہیں۔ برآمدے میں گاڑی  
کھڑی ہے۔ نواب صاحب دنگ کی مالٹی اس وقت

کون تباہی زد دی دوڑی آئی ہے کچھ دال میں کالا  
ضرور ہے۔

نازد اور قمر کو بھی جرت تھی۔ کہا کیسے تو ہم دوسرے  
کمرے میں جا کے چھپ رہیں۔

اختر۔ نہیں بیٹی رہو خدا جانے کون مارا بیٹا آیا ہے  
جیسے ہی نواب صاحب گاڑی کے قریب گئے اور

آپ کمان سے تشریف لائی ہیں ویسے ہی ایک قہقہہ بڑا  
اور گاڑی سے آغا محمد احمد اور نواب حسین صاحب اترے

پھر ایک قہقہہ بڑا۔ اختر نے کمان جانے دیکھ کر تو ذرا  
کوئی لوگ میں بھی اتنے میں سب صاحب اس کمرے

میں خود ہی آ گئے۔

قمر کو چھٹی کی دھن بنی بیٹی تھی ان لوگوں کو  
دیکھ کر فرما لگائی۔ تو نواب حسین صاحب نے قریب جا کر

کہا۔ ارے ظالم مار ڈالا۔ ایک عسکری پر کیا فرض  
ہو۔ ہم سب سونہ۔ مگر بیٹائی عسکری یا رتنے بڑا

کیا مارا۔ اچھا خبر ہے۔ انکا کیا نام ہے۔

من کہ ان لوگوں کے سامنے اپنے گھر بٹانے کا حال  
کہل جانے کے لحاظ سے کچھ بہن بیٹا کر میں سنو کے بیٹھے

تھے کہنے لگے حضور انکا نام نازو ہے۔

راوی۔ مگر میان من کے دل کا حال خدا ہی پریشون  
تھا جو سختی اور تکلیف گند رہی تھی۔

جمعین صاحب نے کمانی نازو صاحب آپ ادھر  
ہماری لعل میں آئی کے بیٹھے۔

آغا محمد احمد ملے۔ اور بھی ہم کمان جائیں قرن  
انکی یہ آپ کی نقل گرائیں۔ ہم کہا کریں۔

چھٹن۔ آغا صاحب آپ انکی بڑھیا کو بیان ہے۔  
راوی۔ اسپرٹا فریشتی قہقہہ بڑا۔ اور دیر تک رہا۔

نازو۔ ماشار احمد سے کہتے بھلے مانس میں آپ۔  
قمر۔ ای امی جان کو کہتے ہیں!۔ واہ دادا۔

یہ بھی قرن کی شوخی تھی۔ یہ پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ  
بڑھیا کس سے مراد ہے۔ مگر جب نازو نے منگے

جواب دیا تو کس بھولے پن کے ساتھ پوچھتی ہیں  
ای امی جان کو کہتے ہیں جی اور آپ کیا سمجھتی ہیں

قرن خڑو کے اور ناک بھون جڑھا کر اٹھی اور  
کہا گاڑی منگوائے۔ ہم اب گھر جائیں گے۔ کوئی

اپنے مان باب کو گالیان کھلانے تو تھک رہی  
صحبت میں بیٹھے۔

نازو۔ ہم جانتے کہ بیان اس قدر رشہ پن ہوتا ہے  
تو ہر گز ہر گز نہ بیٹھتے۔

قمر۔ سب بچے ہی بچے بھرے ہیں بیان۔  
چھٹن۔ امد اللہ۔ یہ جھکی۔ معشوق ہی تو ہیں۔

لے آپ بیٹھے ہم جاتے ہیں۔

نواب - سائن باہ کیا۔ نواب - نواب یہاں نہ تو۔  
چھٹن - (برادری میں ٹھہر کر) والدین نہ ٹھہر لگا۔  
اتنے میں آغا محمد اظہار و من اور اختر بھی باہر آئے۔  
نواب - اور سنا آپ نے چھٹن صاحب بگڑ گئے۔  
ممن - او حضور یہ تو معشوق لوگ ہیں۔  
اختر - معشوق لوگ کیا خوب واہ صاحب واہ۔  
نواب - بھی از براے خدا میجو در نہ بڑی بزرگی  
ہو جائیگی بھائی جان۔

ممن - حضور اب جانے بھی دیجیے۔ انکی بات کا  
بڑا کیا ماننا۔  
چھٹن - سنارن چوڑی والی اور گھنٹ گور۔

گر حفظ ماتب نہ کنی زندیئے

نواب - بھی چوڑی والی کی جھوکر بان اور انہراؤ  
دبا نگہ کیا جانیں ممکن ہو بھلا۔ انکے گھر جو گیا توکل  
چیزین بے جوڑ پائین۔ گلوری میں زعفران کھاتے  
سنار کسی نے۔ یہ صرف اظہار تحمل کے لیے مشک کے  
عوض زعفران۔ پان کیا کھلایا گویا پان پلاؤ ایجاد کیا۔  
ممن - حضور لو نے کے ساتھ زعفران اور میٹھے کے  
ساتھ مشک کا میل ہوا اور اسکا پٹاؤ۔

نواب - اجی اب بساؤ اور زعفران ڈکڑ چوڑو۔ انکو  
سناؤ کہیں۔ انکا روٹھنا غضب ہو۔

چھٹن - بار سچ کون۔ والدہ صورت ان دونوں  
نے پائی ہو۔ کہ جی چاہتا ہر صبح سے شام تک مچھیاں  
لیا کروں۔ مگر یہ شمسے کیا حالت ہوئی کہ ہم خواہ مخواہ  
تک کر چلے آئے اب جاتے ہیں تو جھپٹے ہیں اور  
نہیں جاتے تو محمد عسکری صاحب کے خلاف  
ہوتا ہے۔

آغز بڑے اصرار کے بعد نواب چھٹن صاحب کے  
میں تشریف لائے۔ تو قرن نے شوخی کے ساتھ کہا اب جی  
سج کنا اللہ نے ہمیں کسی صورت دی ہو کہ اچھے اچھے  
شہزادے ہم پر عاشق ہیں۔

نازدوبلی سین ٹنگو اپنی قدر ہی نہیں ہو۔ اوغالی غلی  
شہزادے ہی نہیں بلکن اوچے اوچے گھرون کی شہزادی  
تک تم پر عاشق اور وفیقہ ہیں۔

ایک نواب چھٹن صاحب ہیں۔ ان کی بیوی شہ  
جان دیتی ہیں چھٹن صاحب اس فقرے پر سکر گئے۔  
محمد عسکری نے ہنس کر کہا جی۔ یہ تو آج مسلم ہوا  
نواب چھٹن صاحب کی محمدہ بھی تماش میں ہیں۔  
اس لطف پر پڑا تھوڑا۔ نازد اور قرن اس قدر  
کھلکھلا کر تھیں کہ لوٹے لیکن اور محمد عسکری کی بڑی  
تعریف کی۔

اتنے میں چھٹن صاحب نے کہا بھی سردی معلوم ہوتی  
ہو نازد زرا اپنا چادر اوٹھو اڑھا دو۔

نازد نے کہا چہ خوش اچھی کمی۔ اور میں سردی کھاؤ  
کہا ہم تم دونوں اسی میں دبا رک ہیں۔ وہ فوراً فری  
ہو گئی اور نصف انھوں نے اور نصف اس پر جال نے  
اڑھار اور زرا نو بزا بھڑکے میٹھے چھٹن صاحب نے  
کہا۔ ۷

ہمیشہ جب مرے اہام بھلے آئین گئے  
بن بلا نہ وہ مرے ٹھہرن حلقے آئین گئے

نواب - آپ کے ایام۔ بان کیسے ایام ہیں۔  
اختر - (مسکرا کر) حضور کی بندہ جی کی والدہ دھوم ہو۔  
نواب - قرن آج بڑی نکلی ہو۔ ذرا کھسک تو آؤ۔  
قرن - تم خود ہی دیکھ ک دیکھا پانوں کی ہندی چھٹ جائیگی۔

ہم تو نہ آئیں گے۔

نواب محمد عسکری نے اپنے عشوق پر قدم کو اپنی جانب لکھنؤ کی جا با کہ وہ میں میں تو قرن عورت پر کڑا ہو رہی ہے۔  
کما بڑے بڑے میں آئے۔

محمد عسکری جیسکریہ شعر پڑھنے لگے۔ ۵

اگر کہ در شوقی نہ اری ہمسرے  
می غنائی ہر دمے از سنظرے

چھٹن۔ بی قرن۔ کیون راضی کیوں میں ہو جاتی ہو۔  
نواب محمد عسکری تنگو گود چھٹا ناچا ہتے ہیں۔

گود چھٹا کے نفرت پر سب ہنس پڑے چھٹن صاحب  
نے کہا کیوں اس وقت کا کیسا بدلا لیا۔ نہ کوئے تھے  
اور مذاق ہمسے اور فقرہ بازی کیا دل لگی ہے۔ ہونہ  
اتنے میں قرن جب سے ان کے محمد عسکری کی گور  
میں بیٹھ گئی اور قریب تھا کہ یہ کسی قسم کی سوت درازی  
کرین کہ وہ چمک کر پھر لگ ہو گئی۔ بیان اخر نے کہا  
آئی غیر عورت ہے یا چھلاوا۔ اصراری پھرتی کٹ ی  
شوقی رگ و در میں خون کے ساتھ ہی ساتھ شوقی بھی  
دوڑتی ہے۔

محمد عسکری نے کہا خون کے ساتھ ساتھ نہیں بلکہ  
کہو کہ خون کے خوش شوقی ہی رگ و در میں دوڑتی ہے۔

اس وقت میں قرن دو تین بار تو برآمد سے میں ہوا  
دو ایک مرتبہ شیشے کے دروازے سے باغ کی ہسار  
وٹ آئی اور ایک بار نواب صاحب کے رخسار و  
بھی سب کے سامنے نے جھجک بے دھرمک ہاتھ پیرتی  
نواب صاحب نے کہا برآمد سے میں نہ جاؤ  
خدا کے لیے کہیں بجلی نہ شرما جائے۔

چھٹن صاحب بعدے بی ناز و تم جب سے باغ میں

آئی ہو پھول مارے غیرت کے عرق عرق ہو گئے ہیں۔ اب  
ان دونوں میں ٹکڑا ہونے لگی۔ وہ کہیں ہمارا مشوق چھٹا  
ہو اور یہ کہیں ہمارا مشوق اچھا۔

چھٹن صاحب نے کہا ایک ہون کلکتہ سے لکھنؤ صرف  
بی ناز و کے دیکھنے کو آئی تھی۔ اور کون ہون دہ ہون جو  
تمام کلکتہ کی ناک تھی۔ محمد عسکری نے کہا بس۔ اور بی قرن  
وہ حسین میں جنگا جواب تمام فرنگستان میں نہیں ہے۔  
دبانامین حسن کی نمائندگاہ ہوئی تھی اور ہماری ملکہ منظر کے  
ولی عہد حضور شہزادہ ویلر حکم دے گئے تھے اور انھیں کی  
بیاچ پر کل اسکا دار و مدار تھا کہ جسکو وہ منتخب کریں وہ  
بہلا انعام پائے اس نمائندگاہ میں بی قرن کی تصویر بھی  
گئی تھی اول انعام ہماری پوی قرن ہی نے پایا تھا۔  
احتر۔ اس میں کیا فرق ہے حضرت اور نہ پری  
ہے پری۔

ممن۔ بچہ حور ہے۔ واہ رشی شکل۔ ابو ہو ہو۔  
چھٹن۔ بی ناز و جان صاحب۔ نواب  
ناز و ہو صاحب۔

نواب۔ حضور نواب قمرالساہیم صاحب زان شرف  
احتر۔ حضور۔ منشی مہراج علی صاحب سے  
اور نواب چھٹن صاحب ہمارے اب تاج چلیگی۔  
انکی ناز و پر جان جاتی ہے۔

ناز و۔ ایک اپنے کیا فرض ہے ہر ہر دھاک لکھنؤ ختا ہے۔  
قرن۔ بس ہر سال ملک جان دیتا ہے۔

ناز و گھر کی بجلی باسی ساگ ذریعہ تونواؤ۔  
قرن۔ او باجی ہاری تھاری شکل میں فرق ہے۔

ناز و۔ اگر کیوں نہیں ایسی صورت ہے۔ ملشے اصر۔  
قرن۔ ان کے نواب صاحب کی نخل میں بیٹھی۔ اور بی ناز و

کشتہ ناز چھٹیں صاحب کی زینت آغوش تھیں کچھ دیر تک محض طرب گرم رہی کوئی ایک لمحے کے وقت پیغم ذرا تھا تو آغا محمد اطہر اور ذرا چھٹیں صاحب اور سیان اختر اسی گارہی سوار ہو کر اپنے اپنے گھر گئے اور مثنیٰ گرد پیشے میں سو رہا۔ بی ناز دینے لگا۔ اور ہم کمان سوسٹیکے نواب صاحب نے شہنشین کی طرف اشارہ کر کے کہا تم اس میں آرام کرو وہ ولی اونی میں تو ڈر کر کھ جاؤ لیگی اکیلی دنیا مکان۔ اندھیاری رات۔ اکیلی کونہ کمرہ سوسٹیکے رانخون نے مالی کی بیوی کو بلوایا اور حکم دیا کہ تم ان کے قریب سو رہو۔

نواب خدک رکاب کے بخت رسائی یہ رسائی دکھائی کہ سٹھ ماگی مراد مانی سنم آرزو سے ہم آغوش ہوئے جب کمرہ بالکل سونا ہو گیا۔ تو قرن نے نواب صاحب سے کہا کہ اب بس پچھلے بیٹے رہیے گا اور اگر ذرا ابھی تم نے چھوڑ چھوڑ کی تو میں بھاگ ہی جاؤنگی۔

نواب صاحب نے کہ اس وقت شراب محبت کے نشے میں جو رہتے بہت جیت آغوش میں لیکر ایک برس لیا لگتا تھا ذرا ڈھیلہ تھا کہ قرن ترپ کر زن سے نکل نکلی اور فوراً ایک دروازہ کھول کر باہر پوری۔ اسے وقت نواب صاحب کی بیٹائی اور بیقراری اور قرن کی شرارت اور شوخی قابل دیدہ تھی۔ نواب صاحب کے کچھ پر سناپ ہوئے لگے۔

میرے آغوش سے کیا ہی وہ ترپ کر نکلی  
انکا جانا تھا اتنی یہ کہ جانا دل کا

نواب۔ دیکھو قرن عاشق کا دل دکھانا اچھا نہیں  
ق۔ اونی عشق کرنے چلے ہو۔ اور آتا بھی نہیں جانتے۔

نواب۔ عاشق نواز ہونا چاہیے نہ کہ عاشق کش۔

ق۔ پانچ شوکے سونے کے چھڑوں پر پھیلانے لیتے ہو۔  
نواب۔ (ا) تھو جو کر کیون ستانی ہو۔

ق۔ ستانا تو نہ چاہیے (مسکرا کر) دل دکھانا برا ہوتا ہے  
انسان کو چاہیے کہ کبھی کسی کا دل نہ دکھائے۔

نواب۔ آپ ہی تو قتل پر ہر کر باندھے ہوئے ہوا اور کچھ  
کتنی ہوش کرنا ہوا ہے۔

جو رہی کرتے ہو اور کہتے ہو یہ بھی نہیں کر  
بچہ ہر اچھا نہیں ہوتا ہے دکھانا دل کا

اور پھر اس کا دل دکھاؤ یہ دل تمھاری نذر کر چکا ہے۔

ق۔ اپنے مطلب کی بات نہیں چھوڑتے اور ہم نے جو  
کہا اسکو کیا اڑا دیا۔

نواب۔ ایک سونے کے چھڑوں کی کیا حقیقت ہے جان  
جان تک حاضر ہو والدہ۔ مال کیا سنا ہے۔ اگر جان سے دینے  
کر دن تو سزا دو۔

ق۔ لاؤ چھ لاؤ اس وقت کیا دیتے ہو۔ لاؤ۔

نواب۔ اب اس وقت بھلا ہمارے پاس کیا رہ جانی۔

ق۔ داد نہ ہونا کیا کسی بات کی کتنی ہے۔

نواب۔ وہ کتنی نہ سہی اللہ کا دیا سب کچھ ہر گاہ ہر وقت  
میں کیا کر سکتا ہوں یہاں پر۔ گھر پر آدمی بیچو تو خزانہ  
کون کھوے گھر میں بدنامی ہوگی۔

ق۔ اچھا ایک بات بتاؤں تمھارے پاس یہاں ہی  
موجود ہے یہ باغ ہمارے نام لکھو (قریب آنکرا ایک  
بوسہ لیا)۔

نواب صاحب پکڑنے ہی کو تھے کہ وہ طرہ بھر کر  
موسری کے درخت کے پاس پہنچی۔

نواب۔ خدا گواہ ہے۔ یہ باغ ہمارے گھر کے لوگوں  
کے نام ہے۔ یہ بیگم کے نام ہے ان کے باپ نے جینے میں دیا۔

ہو۔ اور نیکیت بھی انھیں کی ہو۔

راوی۔ وہ قرن کیوں منور اچھا کہا مالا تھا۔ اور کہا مارنا کیا معنی بالغ گھوم جانا سگر نواب صاحب مجبور تھے درہ ایک برس پوری قرن بالغ کھائیں۔

ایک مہاراجہ صاحب نے ایک بانی جی کو صرف ایک برس پر پانچزار چہرہ شاہی کھنا کھن گوا دیے تھے۔ نواب صاحب کی ریاست کب اسکی تقصی ہوئی کہ بالغ کی فریاد سے منجھ موڑین مال ہاتھ کاٹیں ہو۔ زسار شاہ گھنڈار کا بوسہ دوج پر در کمان ملے۔

ق۔ اچھا نواب منور اور صراؤ۔ مگر چھڑ چھاڑ سے بہت گھبراتے ہوں۔

نواب۔ (خرب جاکر بیان خلی ہو۔ اندر چلو جانی۔ ق۔ بہین تو گرمی معلوم ہوتی ہو۔ نواب سردی کیسی۔ نواب۔ ہاے یہ جوانی بھی کیا شری ہو۔ اور پھر اٹھتی کوئی ق۔ رہا تھ میں اچھ دے کر ٹھٹھے لگی، اچھا نواب ایک بات کہیں مانو گے۔

نواب۔ جو چاہو وہ کہو۔ مگر ایک بات نہ کہو بس۔ ق۔ اچھا ہم میں اور تم میں ایک شرط (شرط ہو جائے۔ نواب۔ تم سے شرط یہی ہو کہ جو ہم کہیں۔ اسکی جواب میں تم نہیں نہ کرو۔ اور جو تم کو اسکی جواب میں ہم نہیں کہیں۔ ق۔) ہاتھ پر ہاتھ مار کر منظور لے کہ ڈالو۔ نواب۔ تم ہمارے دل کی خواہش پوری کرو (ہاتھ جوڑ کر) ۴۔

دل بہت بیقرار ہوئی تھی

قرن نے نواب صاحب کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ چلو کرے میں اب بہین نیندا آتی ہو۔ اور ہاتھ پکڑ کر کرے میں لے گئی۔ مگر سہری کے درخت سے کمرے تک

جاتے جاتے کوئی سریس جگہ پر کمرے بل کھٹ آیا اور سریس ہی مرتبہ اس طرح کا تھوٹکا دے کے چلی گئی نواب صاحب کو بھی لٹا پڑا۔

اتنے میں کمرے کے دروازے بند ہو گئے۔ صبح کو جب شاہ خاد تخت زر لگا رہا سپہر پر چلو کر ہوا تو دس بارہ سالہ بی قرن صاحب خواب ناز سے بیدار ہوئیں اور منجھ ہاتھ دھو کر جانے کے لیے تیار ہوئیں لیکن بچی کر کے بجاتی ہوئی نواب صاحب سے کہا نواب قول پورا کرو گے۔

نواب صاحب نے کہ شربت وصال کا ذائقہ جانیں چکچکے چکے تھے اور لٹھوے۔ ۵

وصال یار سے دونا ہوا عشق

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

پیشتر کی نسبت منجم عبدہ جو دشاہ قوس ابد کی تیغ محبت کے اور بھی گھاٹل ہو گئے تھے۔ کہا قول جان کے ساتھ ہو۔

قرن نے لگے میں باہن ڈال کر ایک برس لیا اور کہا یہ باغ ہمارے نام لکھ دو میرے اچھے نواب۔ نواب صاحب نے برس لے کر کہا (ہمارے نام لکھ دو) کیا معنی ہم وہ تدبیر سوج رہے ہیں کہ باغ تمہارا ہو جائے اور صرف باغ ہی نہیں بلکہ ہماری جائیداد کی حفاظت ہو جائے باغ کوئی بڑی کائنات ہو۔ قرن پر رون ہو گئی اور بولی جاؤ بس دیکھ لیا۔ دھڑکی ہنڈیائی سکتے کی ذات بھان بی نواب صاحب نے پڑے زور سے فتنہ لگایا اور کہا میں بڑی کی ہنڈیائی نقصان ہونا اس فقرے پر قرن استعدہ جھپکی کہ سیدھی نازو کے کمرے میں بھاگ گئی اور دروازے بند کر لیا بلکہ صاحب

لاکھ لاکھ مفینین کرنے ہیں وہ ایک بین سنتی۔  
اتنے میں نازو نے قریب آنکر ایک سوال کیا ادا علم  
کیا پوچھا جسکے جواب میں قمر نے گردن خمی کر لی اور غار شا  
ہو رہی نازو نے لگا نا شروع کیا کیا جتا وہ ہیں۔ پو پو  
بو نو قمرن۔ اوئی یہ نگوڑی حیا کا بیان کون کام ہو پھر  
سوال کیا تو قمرن نے کہا (نہیں یا نیشن با جی تم) نازو نے  
پھر ہی اصرار کیا تو قمرن نے کہا یا میرے ادا  
وہاں سے بھاگ کر بیان آئی۔ بیان انھوں نے ناک  
میں دم کر دیا۔

نازو نے کہا اچھا تم آتا تھا دو کہ بان یا نہیں قمرن  
بولی ہم نہیں جانتے۔ بن ناسحق کو جھڑپی ہو با جی۔  
بڑی دیر کے بعد نازو نے دروازہ کھل دیا تو نازو اچھا  
نے نازو کو سلام کیا اور کہا اب تمہارا لحاظ کیا کرینگے۔  
تم ہماری بڑی سالی ہو۔

لے دے

نازو اور قمرن اور نواب صاحب کو تو ابھی باغ میں  
مزے لٹھٹے دیکھے۔ اور اپنی مہراجہ ملی صاحب کی  
مالت زار کا حال سننے کہ گھر کے رہے نہ لکھاٹ کے  
بوڑھ عورتی وقت پر بڑا بھس لگا کہ چلے نازو چوڑی دالی  
سے اختلاط کرنے عیش چڑایا کاس نو غیر منسارن  
نے بغل گرم کرین اور یہ خبر نہ تھی کہ وہ چہ عیش کی راہیں  
کیسی ٹیڑھی ہیں عاشقی عشوقی کھیل اور خالہ جی کا  
گھر نہیں ہو۔

محمد عسکری اولیٰ تو جوان آدمی دوسرے دولتمند  
تیسرے دس کی جگہ میں خرچے میں نہندین۔ پھر  
حصین و خوش پوشان سب پر غرور یہ کہ پلنگ جہیز  
ذرا سی بات میں گن دیے اب قمرن اپنہ سہرا چان سے

عاشق ہو یا نہر آپ اول تو میرے پیر فرزت غضب کے  
بھروسے عاشق ہوئے دوسرے پرے میرے کے خیل  
لگا خرچانہ چاہیں تیسرے جملہ زفر بیجے دھو کے میں ظلم  
لکالا اور دھتا بتائی اور سب پر مستزاد یہ کہ گول آدمی اور  
بد قطع ہاتھ پاؤں کھد کا داک۔ جو ٹڈے جو ٹڈے۔  
تو ند بے ایمان کی قبر نازو پر عاشق ہوئے تو دیتے وقت  
ٹوٹ کی دھچچھی لیدر کی کہ تو یہی بھلی۔ مگر واہری نازو  
جھلا کے دھڑناٹے کی ٹیپ رسید کی کہ عمر بھر نہ جو لینے  
چو بے جی جیسے ہونے گئے تھے دو بے ہی رہ گئے بوس و کنا  
کے غرض کھوڑی ہی پہلی ہو گئی راہ میں انکے خدمتگار  
نے کہ ایک ہی ادا آدمی تھا جو ہی علی کٹی سنائیں اسپر  
اور بھی جھلائے مگر تھر ورویش سر جان در ویش جیت  
کھانے سے انکاشق اور بھی بڑھ گیا۔ ۵

پیر کے دم ز عشق زندہ لب غنیمت مست  
دشخان کہنہ میوہ نورس غنیمت مست

جیت لکھا کر خود بدلت تو ایک دوست کے پکان چلے گئے  
اور خدمتگار اور مری کو رخصت کر دیا۔

اب سینے کہ انکا خدمتگار ایک بڑا ادا اور جھلا بوڑھا آدمی  
تھا اور پرے میرے کا دشمن تھا اسنے گھر جا کر ایک بارن سے  
جو اند آتی جاتی تھی کچا چٹھا کہ سنایا کہ کچھ منسارن کی کچھ  
گئے رہن تو وہ ساس و دیمین تاؤ جاتے ہی کچھ لڑا ایک  
دوسرے کچھ ٹی پا اس چٹکا بھو کہ کا کسی تم سے یہکا توں  
ہسنی چھوٹی بھائی کر یا ادا جانی مار رہیں۔

بارن نے چپ چاپ سب حال سنا اور گھر میں جا کر بھائی  
کی بیوی سے بیان کر دیا۔ اس سے اصرار جہلی سننے میں نہ  
اب قدرت خدا سے موقع ہاتھ لگا تو بھلا کب جو کئی دھڑا دیا  
مہراجہ جی کی بیوی نے اس مہری کو بلایا جو پیا مہری اور جو

ناز کو جھانسا دے کر مٹھاس کے لائی تھی اس سے پوچھا کہ  
یکس چوڑی دالی کے ہان گئے تھے وہ ایک ہی کلان  
کار سوچی کہ اگر صاف صاف کسے دیتی ہوں تو اس کے ہان  
آنا جانا موقوف ہو جائیگا صاف مگر کئی کسی ہمارے  
کون چوڑی دالی کا کوئی پہلے کچھ اودت ہو میں کا جانوں  
مہکا کا کھر۔ لگی ہوا تھانے۔

مہراج بلی کی بیوی نے کہا اگر صاف صاف کہہ دے  
تو چار آنے انعام کے دون۔

اللہ اللہ چار آنے۔ یہ لمبی رقم۔ اب کیون بتا دی گئی  
وہ غریب عورت بھاری رکھی کہان۔ اب خود درخت تاج  
کیونکہ غریب کے کھانے کا سہارا ہوا جاتا ہے۔ انھوں نے  
مہراج بلی کے بھی کان کاٹے۔ چار آنے انعام کی کیا کیا  
مہری نے جھاؤں تک نہ دی۔ اور لگی اڑان کھانیا

بتانے مہراج بلی کی بیوی کو قین بین آنا کہ یہ چوڑی دالی  
کے ہان گئے ہوں وہ سوچتی تھیں کہ جوانی میں تو انھوں نے  
یہ حرکتیں کبھی کی نہیں بڑھاپے میں بھلا کیا کرتے اور  
پھر چوڑی دالی اور انکو مارے۔ یہ کہیں ہو سکتا ہے بھلا  
لیکن باری نے کہا کہ میں نہ سنا دوں تو کھٹے کھٹے

نکال دی جاؤں اور تدبیر یہ کہ مہری کو اشارہ کر دیا  
کہ خیر دار بتانا نہیں اور جب مہراج بلی کی بیوی کسی کام کو  
آٹھ گیسٹن تو خود بھی آگئے پیچھے پیچھے گئی اور کام آٹھ گیسٹن  
سنو میں اس سے سب قبول اسے دیتی ہوں جب وہ  
آٹھ گیسٹن گئیں تو اسے مہری سے کہا کھر دار بتاؤ  
وٹائیو ناہین۔ مڈایا لگا سوچی کا۔ کو اس ناہین کرتا ہے۔  
مہری سمجھی کہ یہ بھی مہراج بلی کی ہمدردی۔ کہا جانے  
ہوت ہے تو لہجہ ہوتا ہے۔ بڑے نرمی اور پھر میں اور  
ہمارے انکا مارے۔ نام رام۔

بارن کا مطالبہ تو پورا ہو گیا۔ اب بیوی کو قین بین کا ہان گیا  
کہ میان پر چوڑی دالی خوب ہی برس پڑی میری نے کہا  
بھلا ہو ملکدارن کہ ناہین کہ سسری یہ کاؤ کرت ہے اسے  
کہا انھیں سے نہیں چھوڑ کے بھاگ آئے۔

مہراج بلی کی بیوی بھی یہ سب سنکے میان آگے بھی مہری  
کی صورت سے نفرت تھی۔ کہا اچھا تو جواب اس کام نکل گیا۔  
رہا اب آج سے اگر آتی تو مجھ بھلس دو گی تیرا میری تو محبت  
ہوتی۔ اور باری نے اور بھی چکا ناشرع کیا۔ جب بٹے گوا۔

بڑا کجب ہوئے گوا۔ ہمارے سے بھاہ کرے گئے لہن۔  
مہراج بلی کو کہا کھر کہ گھر میں خبر ہو گئی۔ یہ اپنے ایک  
دوست کے پاس گئے اور اسے کہا بھی ہمیں ایک امر من شودہ  
ہم ایک عورت پر عاشق ہوئے ہیں اور وہ نلا عتانی کرتی ہے  
کوئی تدبیر بتا دو۔

انکے دوست نے انکی اول جلون تقریب کر کہا آپ باگل  
ہو گئے ہیں۔ یہ سن اور شق عقل کے ناخن کو صاحب۔

شوہر ہزار لو کی گیتی نے چٹ کیے  
عقد نکاح باندھ نہ اس نے۔ دن کے ساتھ

مہراج بلی نے اپنے دوست میان عاقل سے کہا۔ یار  
ہنس دل لگی کی سند نہیں ہے تدبیر بناؤ۔ اب تک تائب ہے  
مگر اب تائب نہیں رہا جاتا دل نا ناں ایک ہی برا گیا۔

اس سے تائب تھا۔ لیکن آج ہی  
ہاتھ لگائے تو چوڑیوں کی طرح

عاقل۔ اس تو بھی اس سن میں اور عشق و مشوق  
مہراج۔ اس میں بندے کا کیا بس ہو عجب سب ہے۔  
کیا آٹھ گیسٹن پانی پین ہے

مرے ہو تری آنکھوں پر ہاں بھی ہیں  
شید گردش لیل و نہاد ہم بھی ہیں

<p>و اندر اس وقت تصویب نمکون کے نیچے میر گئی۔ ۶</p> <p>کسی معشوق کا بڑا ساقدا نمکون بن چڑھا کر</p>	<p>ہم بھی فارسی بولتے ہیں۔ دست دی کہ دست شریخ در او بار</p> <p>بزن پیچے کہ کوہستان بلرز در</p>
<p>عاقص۔ دلع، ہمو، دکھا، نو دو۔ بیان بلو او ایک رذر</p> <p>مہراج۔ (م) بہشتی کسی تم تیر سے بلو او تیر سے</p> <p>بلانے سے نہ آئیکلی۔ ۷</p>	<p>نعمیدی باباے شہا۔ برقزدان عاشق خود کہ عہد ساز</p> <p>مہراج بلی گول مول ست آن زد کہ نام اور وئی شہور</p> <p>ست چیت کہ جاتی از دے زائد۔</p>
<p>ہو ظلم اسکو یار کیا ہم نے کیا کیا</p> <p>ایک جہرا غیب کیا ہم نے کیا کیا</p>	<p>م۔ سگیا ساس ظالم ستم شہار کی جانب سے ہمیں باپوسی</p> <p>دہتی جاتی ہے۔</p>
<p>ع۔ اور آپ کے معشوق کا بس شریعت کیا ہے۔</p> <p>م۔ کوئی نہیں برس کا بس ہو گا بس۔ ارے یار۔</p> <p>آنکھیں لڑنے ہی تیر سا گلیے میں لگا۔ ۸</p>	<p>ع۔ بنین بنین باپوس نہ ہونا چاہیے۔ ۹</p> <p>رو با بر سائیکے روپے بادل</p> <p>اسید نہ تو طرح سے نشاندہ</p>
<p>اگلی آنکھوں کی بجائے کون</p> <p>ایک دال نے کون کون کا</p> <p>نہ آنکھوں آنکھیں لڑنے نہیں</p> <p>عجائب گستان کی ہوتی تیر</p>	<p>یہ دو با عیان روز بسترے آنکھ کے قبل تیرے لیا کر وکھ</p> <p>یہ اور ایک اور۔ ۱۰</p> <p>یاد آد مصطفیٰ کا مدتہ</p> <p>برساے منجھ ہری بھری ہو</p>
<p>ع۔ خبر یہ تو شاعرانہ خیالات ہیں اب۔</p> <p>م۔ شاعرانہ خیالات نہیں بچدا۔ اس سے بڑھ کر جو زمین</p> <p>میں اور تو لیت کر سکوں۔</p> <p>جان لکھنؤ ہے۔ سارے لکھنؤ کی ناک۔ مینی لکھنؤ گفتمہ</p> <p>شدن مہانہ۔ مہانہ۔ مہانہ۔ نمودن تو اند خصوصاً</p> <p>وے داہ داہ جیہ مہانہ۔ کسی چہ گفتمہ نمود کہ ہر دوت</p> <p>دی چوری ست بر شاخ مردارید۔ سرخ و سفید۔ دید</p> <p>نہ شہید از عقل لید۔ ۱۱</p>	<p>م۔ یہ ربا عیان لکھ دو۔ مگر بھائی خالی خالی ان ربا عیان</p> <p>سے کیا مطلب نکلیگا ہائے۔</p> <p>وہ ظالم کی مسی آکھہ رنگ</p> <p>لگا کر ناخن پائے وہ تافرق</p>
<p>جیکہ یاد آتا ہے تو بل اسکا وہ گہرا ہوا</p> <p>ہر طرف بچتا ہوں میں اور دست چھلایا ہوا</p>	<p>تو بھائی صاحب کوئی تیر سوجھے۔</p> <p>مہراج بلی کو اٹکے دست اور ان کا جہانے خوب</p> <p>چمکوں پر اڑا یا لور بنایا۔</p>
<p>ع۔ شہی مہراج بلی صاحب اب تو اپنی جگہ کی لینے لگے فارسی</p> <p>کتنی اچھی بولتے ہیں آپ۔</p> <p>م۔ میں فارسی بیان لفت۔ صاحب ایران۔</p> <p>راوی۔ لایحان احمد۔ فراسان کے ہو۔ یا نہیں آپ</p>	<p>۱۔ کہنے کی ناز و سے کیسی ہٹی۔ سو خوش قسمت یار۔</p> <p>۲۔ کہنے منشی مہراج بلی صاحب خوب مزے رہے۔</p> <p>۳۔ اس وقت تو آپ کا داغ ہی بنین ملتا جناب۔</p> <p>۴۔ وادہ کیا خوش نصیب آدمی ہے ہمارا</p> <p>یاد مہراج بلی۔</p> <p>م۔ (اپنے دل میں) خدا تم کو بھی خوش نصیبی کھلے۔</p>



۵۔ حاجی حضرت مہربان سے کچھ تو ارشاد فرمائیے۔  
۶۔ وہی شیدی امین نے کہا میں بھی آداب عرض کرتا ہوں کرتا ہوں۔ حاجی مہراج صاحب۔  
اسکے آنے ہی حاضرین جہاں اس قدر ہنسے کہ بیٹھیں بل پڑ گئے۔

مہراج نے بی صد ہا غلط گالیاں دین اور انتہائے ناپاک جھلٹائی جس قدر زیادہ یہ جھلٹاتے تھے اس قدر ہلکے دوست ان کو نہاتے تھے اور اسپر یہ اور بھی جھلٹاتے تھے۔  
ان فرض ان سب سے بگڑ کر مہراج بلی گھر ہو چکے۔  
نواب دروازہ پلین کھلتا۔ کھول۔ دروازہ کھول۔  
> دھم دھماکر > ارے دروازہ کھول دو کوئی ہو۔؟  
> کدھٹی کو بجا کر > ارے رام نوا > رام دینا > اور یہی

اگر کسی مہراج۔ یہ کیا ماجرا ہو چکی سب کے سب حرکت گئے  
ایک سرے سے سب کو سانپ سمجھ گیا > دروازے کو  
زد سے ہلا کر > توڑ ڈالو لگا۔ ارے کھول۔

صدائے برخاست۔ کوئی جواب ہی نہیں دیتا۔ بالکل  
سناٹا۔ یا میرے اللہ۔

مہراج بلی اس قدر جھلٹائے کہ بڑک پرست ڈھیلے جن چنگر  
پھینکنے شروع کیے۔ > دھار ڈھیلے > دھار ڈھیلے > دھار ڈھیلے  
میں ہوئے > انھوں نے ڈھیلے شروع کیا۔

ابے یہ کون ڈھیلے پھینکتا ہے > سر توڑ ڈالو لگا اسکے۔  
نام مقول جھلا اب تو چھٹک۔

آٹھ کار دروازہ کھلا اور گھر میں تشریف لائے۔ تو یہی  
مٹھ جھلٹائے ہوئے۔ بارن بات بین کرتی۔ گھر کی مہری  
چپ سب کے بشرے سے خشکی اور ناراضی کے آثار نمودار  
تھے۔ ابھی انکی سمجھ میں نہیں آیا کہ اسکا سبب  
اصلی کیا ہے۔

مہراج۔ کتے بچے ہونگے بارن اس وقت۔؟۔  
بارن۔ ہم کاجانی جو بچے ہوں۔

مہراج۔ مہری کچھ سنا تو نہیں کہ بچے ہیں۔  
مہری۔ ہرے پاس کا کچھ گھڑی رہت ہے۔  
بیوی۔ گھڑیالی سے پوچھو جاے کے کہ بچے ہیں۔

مہراج۔ > جو روکی طرف دیکھو > یہ آج مسٹ  
کیون بیٹھی ہیں۔

بارن۔ ہرکاناہیں معلوم انھیں سے پوچھو جاے کے۔  
مہری۔ ارے ان نے ہم بچ کاجانی کا ہے مسٹ  
> مسٹ > ہیں۔

بارن۔ منارن کا بلوائے بلوائے پھینچا > ارادہ ہو  
راوی۔ یہ سہتی ہے۔؟

کا تو تو لہو نہیں بدن میں

مہراج کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ ہاتھ پانوں میں  
رشتہ مارے شرم کے گردن نیچے کو ضبط کر کے کما گیا۔

منارن کسی بیس اسپر انکی بیوی نے ڈانٹ بتائی۔  
منارن وہ چون کھڑی سلاٹس ہے۔ اب سمجھو کہ کون

منارن کا امہرناہیں سمجھو تمکا سرم نہیں آت ہے۔  
کہ لڑکا کی لڑکی۔ پوتا پوتی۔ ناتی تو اسی موجود۔ اور

حرکین اس کرت ہو۔  
ان فرض انی زبانی میں ایک گھٹے ٹنگ دہ دہ بے نقط

سنائیں کہ مہراج بلی عرق عرق ہو گئے مہری اور بارن کے  
سامنے کبھی ایسے کاہے کو ذلیل ہوئے تھے۔ آئے لڑکا لڑکی

ایسا ہی کوٹا ہے تو مجھے نہ ہر دہ۔ یہ تمھاری عمر اور یہ پھر تین  
تم ٹیس آدمی اور جوڑی والی کے گھر جاؤ۔ جو ہرے پھر

> فوس > پھینچ سکت ہیں۔ > دہرے کی بات ہے۔  
بڑی گہرت > فوس > کا کام ہے۔ یہ تمھارے لگاوا اور یہ جوڑی



<p>دوست۔ میان ہوسہ تو اب اسکے غرض ملک و محنت کی راحت تو ملے۔</p> <p>مہراج۔ (آہ سر دھج کر) بس اس سے بڑھ کر ہوسے کا بھی مزہ نہوگا۔ ۵</p>	<p>آج ہی بلکہ ابھی ابھی۔ گھر میں جو زبان بھانے گئی ہے۔ آئے مگر شرط یہ ہے کہ آب کی آنکھوں پر ہی باندھنی پڑی اور اندھیری چڑھا دی جائیگی۔ اور ایک یا دو صوبہ کی کر چلی جائیگی۔ کل تم اور وہ ہم بستر ہو گے مگر زمین بھی یہ شرط ہے کہ کل بارہ بجے تک رہیگی۔ تب تک تم سٹ مارے پڑے رہنا۔ جب اندھیری ہو جائے تو بس گڑے</p>
<p>اتنے خچر گلار رکھا ہے خود مشوق شہادت میں بھلا کس منٹھ سے مانگیں نہیں ہاتھ پائے قاتل سے</p>	<p>غرض منہ اب درسیا ہی شد</p>
<p>دوست۔ اب شب کو آپ آج بیان کی بات فرما بیٹا۔</p> <p>مہراج۔ ہزار کام چھوڑ کر لے آئے انھیں تو کھو۔ دانتہ دم گھبرا رہا ہے۔ افوہ۔</p> <p>انکی آنکھیں کھول دی گئیں تو یہ رخصت ہوئے اور اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا۔</p> <p>دوست۔ تو میں تمھارا انتظار کروں ناصر در آنا ایسا نہ ہو کہ تم نہ آؤ۔</p>	<p>اسکے بعد ٹھوڑی دیر میں ناشی مہراج جلی کی آنکھوں میں پٹی باندھی گئی اور کہا اب ٹھوڑی دیر میں لی ناز و آنوالی ہیں انکے دوست احباب بھی دو چار جمع تھے اور سب سب چھپ چھپکے سنتے تھے کہ اچھا گاد دی پھینسا ہے۔ غرض جب مہراج جلی صاحب کی آنکھوں میں پی بندھ چکی تو سب نے کہا ابھی والدہ اس وقت تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجلس میں ایک در آفتاب جلوہ فگن ہے ہر سچ زینا کا یہ نور ہے۔ اے سبحان اللہ۔</p>
<p>مہراج۔ چاہے آندھی۔ چاہے بھونچال آئے۔ زمین اور آسمان ایک ہو جائے۔ آفتاب سوانیر سے پر آجائے قیامت آجائے بندہ ضرور آئیگا۔ گھر جا کے بیوی سے کہا آج شب کو ہمیں ایک قلع کی تحقیقات کو جانا ہے۔ ذرا دیر کر کے آئیگے۔ اور سر شام ہی سے اپنے دوست کے ہاں جائیگے۔ نو بجے کے قریب ایک کمرے میں بھیجے گئے جہاں بلنگ بچھا تھا۔ اور روشنی کا نام نہ تھا گلار نے کدیا لگایا تھا کہ جب چاندنی چھپ جائے تب آپ ناز و سے گفتگو کیجئے گا۔ کمرے میں جا کر بلنگ پر لیٹے اور ذرا ٹوٹا کھانا کھا دیا۔</p>	<p>مہراج جلی آہ سر دھج کر لوٹے۔ ۵</p>
<p>بتاؤ مجھ کو کہ بے واسطہ خفا کیوں ہے؟</p> <p>یہ اختلاط میں اعرج ادا جفا کیوں ہے؟</p>	<p>بھول کر ای چاند کے مارے ادھر جا بھی</p> <p>میرے دیرانے میں بھی ہو جائے دم بھڑاندی</p>
<p>بود ناز و میں ہاتھ نہ لگائے گا۔ مگر۔ ۵</p> <p>شہ جہاں میں کیا ہوئے چھپا کی</p>	<p>اسنے میں انکے دوست نے کہا (ہشیار۔ سے آید)</p> <p>پوڑیاں جنکس اور ان کی چند یا پر ایک بیٹی کی تو حضرت فرماتے ہیں۔</p> <p>سندی مالیدہ ہاتھ کی چوکی</p> <p>دور کا نور ہو گیا سکا</p> <p>راوی ایک چیت کی ابھی کسر ہے۔ رہا سہا دروھی</p> <p>کا نور ہو جائے چلو چھٹی ہو۔</p>
<p>مہراج جلی نے دوسرے شعر پھر موزن فرمایا۔ ۵</p>	<p>کھا کھتین ہوا دھال نصیب</p> <p>خیر کھسارے مفدر کا</p>

ارے جانی بولنے نے کیا گناہ کیا ہو۔ باتین تو کر رہ  
یا خدا چاند کی کمین جلد غائب ہو تو میں اپنے چاند کی موت  
دیکھوں اس چاند کی کیا حقیقت ہو میرے چاند کے  
مقابل میں اس چاند کی بھی کوئی اصل حقیقت ہو۔  
جب انھوں نے دیکھا کہ ناز و خراٹے لینے لگی تو  
آہستہ آہستہ ڈرتے ڈرتے پافون دبانے لگے اور بار بار  
یہ شعر پڑھتے چلے گئے۔

وہ سوتے بے حجابانہ رہے رات  
انگاہ مشرق کام اسنا کیا کی

جب چاندنی چھپ گئی تو انکی بقداری اور بھی بڑی  
کرتے میں ایک شخص نے آواز دی حضور لپٹ گئے ہو گیا  
لپٹ جلا دون انھوں نے کہا بان اندھیرے میں جی  
آجھنا ہر آدمی نے انکو لپٹ جلا دیا شیشی مہراج بلی نے  
یہ شعر پڑھا۔

تمام رات گئی کر گیا کست راجچاند  
لو آترو بام سے تم جھٹے اور بارانچاند

یہ لکھنا انھوں نے ناز کو آہستہ سے جگایا اور آہستہ  
بھڑک کر پھر یہ شعر پڑھا۔

گھوٹ گھوٹ گھوٹا کھڑا کھڑی جھاتی سے پڑھا  
عاشق سے شب بھل میں پر دہن کہنے

شانہ پکڑ کر جاتے تھے کہ اپنے نازک بدن نازک نہ ہو  
نازک کر مشق کو اپنی جان بچا لیں گی شانہ میں دوسرے  
نازک وہ ملائمت نہیں پائے پہلو انوں کے سے جھٹے پھر  
انھوں نے زد کیا اور کہا جانی دیکھو دست نازک میں  
چوٹ دنگ جاتے شانہ کی طرف جو انھوں نے ہاتھ  
پڑھایا تو نازو ہاتھ پکڑ لیا اب دوسرے دھڑکے زور  
کرتے میں ناز ہاتھ نہیں چھوڑتین۔ گلیاڑ سے اپنے گھوٹ

لیٹے ہوئے کہ مہراج بلی کو کچھ نظری پہنچ گیا ایک فخر انگاہ  
اس زور سے دیا کہ یہ جھج اٹھے۔ انکے جھٹے ہی نازو  
ہاتھ ڈھبلا کر دیا اٹھ کر چارو پھٹاتے ہیں توجہ کر جھاگے  
مہراج بلی سمجھے تھے کہ چاند کے جھٹے ہی اس سنگ پر  
ایک چاند نکل آئیگا اور جن عالم افزو نظر آئیگا مگر جن عالم افزو  
خرد سوز کے عوض کالہ جھگا سفتے کار و نظر آیا ساش بندیں  
گون ڈیل پہلو ان شیشی کی جھٹے کی صورت دیکھتے ہی فوراً  
غل جھایا اور مارے ڈر کے کانٹے ہوئے بھاگے کو انکے  
پکڑے باہر آئے تو وہ فریشتی قفسہ پڑا کہ انکے ہوش اٹھ گئے  
اور احباب نے چمکین پر اڑایا۔

۱۔ کیسے بلی نازو سے کیسی پٹی۔

۲۔ کیسے شیشی مہراج بلی صاحب خوب مرے رہے۔

اتنے میں اس شیشی نے انکے کما میں بھی آداب  
عرض کرنا ہون اسکے آتے ہی حاضرین جلسہ سقد نش پڑے  
کہ بیٹ میں بل پڑ پڑ گئے مہراج بلی نے صد ہا مغلطہ لکھائے  
دین اور انتہا سے زیادہ جھٹلائے۔

الغرض ان سب سے بیکر مہراج بلی گھر سمجھنے نواب  
دروازہ بین کھلتا۔ دروازہ کھولو (محمد شاکر)  
ارے کھولو کوئی ہو۔ ۹۔

صدائے برنحاست۔ کوئی جواب ہی نہیں دیتا  
بالکل سناٹا اور لطیف یہ کہ انکی بیوی اور مہری میں  
کوٹھے پر یہ آواز بلند باتین ہوتی جاتی ہیں اور جواب  
نہاڑو۔ اسپر یہ اور بھی جھٹلائے۔

اب انکی بیوی اور مہری کی باتین سنئے۔

بیوی۔ کوئی کمانی سناؤ مہری۔

مہراج۔ ارے کمانی گئی چوٹے میں دوا  
تو کھول اومہری۔

مہری - ایک گاؤں مان ایک سارس راہو۔

مہراج - (جھلا کر) اری اوسارس کی تانی دروازہ تو کھول۔

مہری - جیسے کوئی کوڑھٹھا کھٹھا دے ہو۔

بیوی - ارے کوڈ منوارا ہوئی۔

مہراج - اری منوالا نہیں ہیں ہوں۔

مہری - سارے بھائی کو آئے نمی کھانا نہیں ہیں

مہراج - اری نمی تو میں ہی بچت ہوں۔

یہ کہہ کر مہراج بلی دیکر رہے۔ پڑوس میں ایک

دھڑی رہتا تھا اسکی چور کی آنکھ کھل گئی اسے اپنی

پڑوس کو بکاراوریوں کہنے لگی۔

ای ممتاز دھن - ای ممتاز دھن - اری ہسائی (دھیل)

بھینک کر) کوٹھے کے پاس چربانی پر پیر بھیلانے

سورجی ہیں بنے غافل ساڑھ لٹکے ذری ان منشی کے

گھر میں بکار دو۔ وہ بیچارے بڑی دیر سے کھڑے ہیں

ہمارے مکان سے آدرازاں تک نہیں جاتی۔

مہراج - ارے یہ مہری بڑی حرام زادی ہو گئی سنتی ہو

اور دروازہ آکے نہیں کھولتی۔

مہری - ارے صاحب ہمار کوں کسور - (قصہ ہو کر)

بنا چنٹھے لے پھلا کس کس کوں دی۔

مہراج - تو مجھ کو نہیں چینی - اتھا مٹھا۔

مہری - (چڑا کر) کھڑ جا۔ کھڑ جا۔ جانو لیل میں

مہراج بلی کی بیوی بلی کو مٹھے کے کمرے میں دوتے

کے پاس کھڑی تھیں مانتوں نے کس قدر بلند آواز سے

کہا (پوچھو کہاں سے آئے ہو) مہراج کھڑے ٹن ہے

تھے اور انکے سانے کے لیے نوکما ہی گیا تھا۔

مہراج - لین ایک سرے سے کہے رہتا ہے کہ یہ کیا کہنا

بارن - کہاں سے آئے ہو نمی نا نہیں ہیں۔

مہراج - کیا کہنے نمی پھینک گیا۔ ڈوب گئے۔

بارن - نا نہیں۔ ڈوگران مجھے جرت راہیں۔ نوں ہسائی

کھڑ کے کا بلی ہوں لوگا۔

اس فقرے پر کلسٹل منس پڑا۔ اور وہاں سے چلے یا

مہراج بلی آکے سانے بہت خفیف ہوئے لیکن تھوڑے

برجان در دیش۔

مہراج - نمی کا بلی ہوں نہ بچے گئے۔ آخر نم انکی کوئی

پہلے یہ بتاؤ۔

مہراج بلی نے کہتی بار اصل کر کیا کاب دروازہ کھول دو

کہا بلی بیوی اور مہری نے ایسی سیٹ ماری کہ چائے

نہاں آخر کار ٹرکے حسب معمول دروازہ کھولا گیا تو

میں جو تار کے آدمی کی طوت دوڑے۔

آدمی دروازے سے باہر یہ جادہ جا۔

اندر گئے تو بارن کے پیچھے جھاڑو لیکر دوڑے

وہ جا کے کوٹھری میں چھپ رہی۔

مہری کی طوت جھلا کے چلے تو اسنے (بلی بیوی

کی پناہ لی یہ آگ بھوکا تھیں۔

بیوی - رات تھے کہاں - دوئی بجے آئے۔

مہراج - کہ تو گئے تھے صاحب نے کیٹی میں ملایا تھا

دہان تھے۔ پھر ملو تھی ہو کہاں گئے تھے۔

بیوی - بس ہسکا چلتے باجی نہ بہت بتاؤ۔

راٹو کا کیٹ ہوت ہو۔

مہراج - لے سچ سچ کہہ دوں۔ ایک جگہ

مشاعرہ تھا۔

بیوی - سارہ کا نال تھا پتر پانا پت راہ تلو ترم بچے

(دوسرے) دوت راہو۔ سارہ تھا۔

مہراج نہیں مشاعرہ مشاعرہ یہی مشاعرہ جو ہوتا ہے بھلا  
تم سے جوٹ کیسے یقین نامو مشاعرہ تھا۔  
راوی۔ معقول کس آسانی سے مطلب سمجھانے میں آپ  
مشاعرہ مشاعرہ۔ یہی مشاعرہ جو ہوتا ہے۔  
بیوی۔ تم جوٹ کے سردار ہو۔ ٹٹکے سے کیو صاحب۔  
کے بیان سے آوت ہوں۔ اور ہم سے کیو مکینا تھا۔  
(مکینا تھی) اب کت ہو سارہ تھا۔

مہراج۔ تمہارے سر کی قسم مشاعرہ تھا یقین سمجھو ہر  
جوٹ ادرج کتے ہیں۔  
بیوی۔ دیکھو نا حال کھل گوا۔ زبان سے نکس گوا کر  
ہم جوٹ بولت ہیں۔ ارے ہم تو پہلے ہی کت راہی۔  
مہراج۔ سگر تمہارا من حرکت ہکا نیک ناہین لاگت  
در محلہ بھرھاگ اٹھا اور تم نہ بولیو۔  
بیوی۔ ڈانٹ کس کا ہے کابوئی (انگوٹھا دکھا کر)  
ہمارا بولت ہے۔ چہ کے پاس حرام جادی کے راٹ ہو  
وہی سے کھلو او۔ بس ہار جیاں نہ کھلو او اب۔

بارن۔ ددی نکے آنے نمی جی تم۔  
راوی۔ ناظرین سمجھو ہونے کہ نشی مہراج ملی گھر میں بیوی پر  
خفا ہونے کہ رات بھر مل جیایکے اور کسی نے نہیں  
سنا گوا کے عکس اٹھا انکی خدمت وہی نے  
ڈٹھا شیر و گیا۔

بی۔ قمرن خدا جانے کمان غائب ہو گئیں  
باغ سے مسجد میں نازد صاحب کا ڈی پر سوار ہو کر اپنے  
سیکے آئین اور آنے ہی بہ آواز بلند کیا۔ امی جانو  
سبارک جوت چاہتے تھے وہ حاصل ہو گئی۔ یہ نواب تو  
بڑا امیر آدمی کر کیا بلغ پر کیا بیان کروں جی نہیں  
چاہتا تھا کہ بلغ سے قدم باہر رکھوں کمی اور

نواب زادے تھے۔ بڑی دل لگی رہی۔ ایک لے اپنے  
ہکو اپنی بغل میں بٹھایا تھا۔ منیو ہر سنے وقت کیا حرو  
آتا تھا کر کیا کون۔ اندہ قسم آتی جان بڑا سب لانا بھر۔  
ضیفہ نے کہا اس وقت بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ چلو  
محنت ٹھکانے لگی اب چین ہی چین ہو اتنے میں مانے  
جوتے کھا نا پکا رہی تھی۔ کسی سے کمائیے آئیے۔ نازد  
نے پیچھے دیکھا تو کما تاد رہین۔

میان قادر کو ٹٹے پر آئے۔ دریافت کیا وہ کہاں ہے۔  
نازد نے پوچھا کون۔ کہا تمہاری بہن۔ نازد نے بے فٹانی  
کے ساتھ کما کیوں۔ یہ کیا۔ قادر نے کہا پرسوں سے بیان ہو  
بیان کیا چھوٹی ڈالیلی کیا۔ نازد بولی او کون تم کہتے  
کیا ہو۔ قادر نے کہا وہ پرسوں سے بیان آئی ہے۔ نازد  
نے کہا کچھ خبر ہی بیان سے توکل ہی چلی گئی۔ قادر کو جرت  
ہوئی مگر سمجھا کر دل لگی کرتی ہے کہا بس اب دل لگی  
ہو چکی تباؤ میں کہاں۔

نازد نے قادر کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا اس سر کی قسم  
بیان سے کل ہی چلی گئی۔ کیا سچ چہ وہاں نہیں ہے۔ یا  
اصغیر کرنا بڑا غضب ہوا۔

ضیفہ بولی او یہ کیسی باتیں ہو رہی ہیں۔ نازد نے  
اٹھ کر کہا ہر آدمی جان قمرن کا تبا نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں  
پرسوں سے غائب ہو اور بیان کا ٹکے آتی تھی کہ وہاں  
جاتی ہوں۔ ہر آدمی جان بیکیا ہوا۔ ضیفہ لگی دو ہر ٹٹے  
اور رونامہ شرع کیا۔ نازد بھی روئی اور قادر کی آنکھوں  
سے بھی اشک جاری ہو گئے۔

نازد نے کہا کوئی پھل اتا نہیں لیکیا باے کیا جانے  
کسے پائے بڑی ہے۔ کوئی چل دے کے دیگیا ہوگا۔ وہ  
نواسی میں نہیں کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتی تو تھی نہیں

لگے ہیں جانتی ہوں کسی کٹنی کے دم میں آگئی۔ اب کہاں جا کے تلاش کروں۔

ضعیفہ: ہر ہر میری بچی سا دین کتنی تھی کہ اس چوکری کی کوئی غور نہیں کرتا۔

قادر (ن): ہم سمجھتے تھے یہاں ہر بڑا دھوکا ہو گیا۔ نازو: کیا جاتا ہے تم لوگوں نے کیا کر دیا؟

ق: اب یہ تم سخت سخت (نفست) میں لڑائی مول لیتی ہو۔

ض: اسے لڑائی کیسی میری لڑکی کو کیا کر دیا۔

ق: تمھاری تو لڑکی تھی مگر میری بھی تو کوئی تھی۔

ض: تیری کون تھی۔ تو ہی اس قابل ہوتا تو وہ بھا

کیوں جاتی۔ وہ روز کما کرتی تھی کہ امی جان اس سے

تو بہتر تھا کہ ہمارا کسی میان صاحب کے بیان نکاح

کیا ہوتا کہ رو پیسہ لہو ہوتا۔

ق: ہاں تو یہ جگہ اہم ہے ہاں !!!

نازو: اگر تو کھٹو ایسا نہ ہوتا تو جو رو بھاگ کیوں

جاتی مرد سے شرماتا نہیں اور ادھر سے آنکھیں دکھاتا ہے۔

ض: میری بچی کو جیسا تھے نباہ لیا امد تم کو تباہ

کرے ہاے اب میں اسکو کہاں پاؤں گی۔

نازو: (رو کر) یہ کیا معلوم تھا امی جان کہ۔

ق: اب کہاں جا کے ڈھونڈو ہوں امد۔

ض: یہ نمرن کو ہو کیا۔ ارے وہ تو اسی میں

نازو: امی جان ہاے یہ ہو کیا۔ جوان جہاں لٹھی

کو پل میان موڑی کا ٹانگہ کھینچ کر بھر کیا کرے۔

ض: ارے ایسا ہی بھاگ جانا تھا تو ہم سے تو

کہ جاتی۔

ق: اب میں جا کے تھانے پر پٹ لکھوائے تباہ ہوں۔

ض: اچھا یہ آخر کل کہاں رہی۔ برسوں کہاں رہی۔

ق: وہاں سے تو لکھے آئی تھی کیسے جاتی ہوں۔

نازو: امی جان۔ آپ بوجھتی کیسا ہوں۔ وہ کسی

سناچہ بھاگ گئی ہیں کوئی جوان چٹا ملیا ہوگا۔ چوکری

تو ہی ہر آگئی دم میں۔

ض: تو اب نمرن کی شکل ہم نہ ڈیکھینگے نازو؟

نازو: امد مالک ہو۔ ہمارے گھرانے کا نام بڑھ گئی

ق: میں تو اب سنبھال کھا کے سو رہو لگا۔

ض: ایک لٹو اسے ملک راستہ دیکھو شاید کوئی پھسل گیا ہو

کون کب ہو۔ مگر نمرن تو اسی تھی نہیں۔

ق: کتنی نہیں ہوئے۔ وہ پڑوس کا جو لٹو ہے وہاں آ

کا لٹو اس سے دن بھر نسی لگی ہو اگر تھی تو لکھنے لکھتے

ایسی تو تھی نہیں۔

ض: اور تو دیکھا کرتا تھا۔ شابش ہو ترے

جگرے کو۔

نازو: اسی کے کرتون تو وہ خراب گئی امی جان۔

ض: ہماری قسمت ہی میں یہ لکھا تھا ہاں۔ ہاے !!!

ق: کیا جانے کہاں چلی اور ہم اس کو کے میں تھے

کہ یہاں ہو دو دن تک مسٹ مارے بیٹھے رہے۔

نازو: اب یہ دریافت کرو کہ جاتی آئی کہاں

تھی اور مردوں میں کس کس سے ملاقات تھی تو شاید

پتا لگ جائے۔

ق: مردوں میں بس ایسی بان والے کے نوڈے سے

ہنسی بولتی تھی۔ کیا جانے کیا ہوا۔

نازو: قادر کو علم دے کرے میں لے گئی اور پوچھا کہ

کیا اُس نوڈے سے۔

قادر نے کہا یہ تو نہیں معلوم مگر سانچہ کاغذ پر تھی ضرور

پوچھا اُس نوٹ سے کی عمر کیا ہو۔ کہا۔ ہو گا یہی کوئی سترہ  
اٹھارہ برس کا۔ پوچھا کیا کچھ خوبصورت ہے۔ کہا ٹیکٹنٹا  
ہو اور ساتھ پاؤں بھی اچھے ہیں۔ نازو نے کہا بھائی پھر کوئی  
صورت سے اسی خوشامد کردار قد مون پرگر کر کہا خدا واسطے  
ہماری بہن کو کہیں سے دھونڈہ نکالو قادر کی آنکھوں  
میں آنسو بھرا گئے اور دکر کہا۔ میری تو آبرو گئی کہیں کا  
نرہ نازو نے کہا بھائی دیکو اب یہاں اس وقت ہم ہیں  
اور تم ہو کوئی غیر نہیں۔ کیا تم سے وہ سچ محض خوش نہی۔  
قادر یہ سنکر اور بھی رویا اور کہا مجھ سے تو وہ کہا کرتی تھی  
کہ میں تمہارے جتنی بہن ہوں میری جان جاتی ہے اور یہاں وہ  
مگر کیا جانے یہ کیا ہو گیا۔ اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ کوئی  
اُسی نوٹ سے کے پھر میں اُس سے بدنام بھی ہو گئی تھی اب  
میں جا کے چوکی پر رہ پٹ لکھا دوں اور دھونڈھوں۔  
آبا سینکے نے کیا حال کر سیکے۔ بڑی بدنامی ہوئی تھی اور  
خاک میں مل گئی۔ مگر ایسی بدلتی نہیں۔ ایک فقط باپ اور  
کے چھو کر سے تو ہنستے ہوئے دیکھا۔ بس باقی اور کسی سے  
نہیں۔ اب میں سوچتا ہوں کہ میں کروں کیا۔ اگر کسی سے  
کتابتوں تو شرم آتی ہے اور میں کتابتوں تو شرم آتی ہے  
اور نہ کہوں تو کیا بات چھی رہی۔ تو یہ کہ بندے محلے بھرتی  
معلوم ہو جائیگا بڑی ڈیوٹی کی ہے بڑا جبر کرتی ہے۔ پھر  
مگر کیا کریں۔ اب کوئی چارہ یہ نہیں۔ امد مالک ہے۔  
اُسپر محلے بھر کا دست تھا۔ مگر دیکھو اسکا پیٹھ چھپا ہے۔  
کسی سے چھنی نہیں۔  
قادر کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے  
اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

نازو نے بڑی بہدری کے ساتھ اپنے ہاتھ  
سے آنسو پونچھے اور سمجھانے لگی کہ بھائی اب یہ فکر

کرنی چاہیے۔ کہ کسی طرح فرما کا پتہ لگے نہیں تمہاری  
عزت جائیگی اور آرمی جان کی جان وہ زہر کھائے گی۔  
مگر لوگوں کے یہ طعنے نہ سہی گئی کہ انکی لڑکی کسی کے  
ساتھ بھاگ گئی بارہ تھی آوارہ تھی۔ تم اُس سے  
بان والے کے نوٹ سے ٹوہ لگاؤ۔

ایک دن مجھ سے بھی کسی تھی کہ باجی ہماری سہیل کے  
سلنے ایک دکان پر اس میں ایک پیرزادہ نوٹا رہتا ہے بڑی  
ہر مگر گھور نے اور چنے کے قابل اور ہم سے اُس سے  
دل ملی ہوا کرتی ہے۔ میں نے رکھائی کے ساتھ ڈسٹ بنائی  
کہ جیل چپ نوٹ اگیا اپنی ایسی سی میں خبر دیا پھر یہ دیکھنا  
مجھے شرم نہیں آتی شرم جیسا سب بھون کھائی۔ بس  
چپ ہو رہی۔ میں جانتی ہوں اسی نوٹ سے کے سب  
کو تو میں اُس پر فرما بہت تر بھی ہوئی تھی اسی  
سے پتہ لگیا۔

قادر نے کہا اچھا جا کر ڈھ لیتا ہوں۔ اگر محلے میں بھی  
تو کہاں چھپ سکتی ہے۔ مگر یہاں آبرو میں اب فرق آگیا  
اب کسی کو صورت دکھانے کے قابل نہ ہے۔ جی چاہتا ہے  
جا کے کہوں میں تو بد مردوں اور جان دے دوں  
ہمارے گھرانے میں بھی ایسا فضا نہ ہوا تھا۔ گراو کی  
مرضی اسکو کوئی کیا کرے۔ واہ فرما واہ۔ اچھا محلے  
کے چل دیں عمر بھر داغ رہیگا۔ یہ لکے رونے لگا۔ نازو نے  
پھر سمجھا نا شروع کیا ابھی دیکھو تو اونٹ کس کوٹ بیٹھا ہے  
سائین کے کوسھیل گھراؤ نہ آتا۔ نہیں تو ہاتھ پیر بھول  
جائینگے۔ پھر کچھ نہ ہو سیکے گا کام انسان وہ کرے  
جس کو طلب حاصل (مائل) ہو۔ اور جو کام ہی بگاڑے  
تو کیا فائدہ نکلا بھلا۔

قادر نے کہا اچھا تو میں اب جا کے تمہارے پر رہ پٹ



کرتا ہوں آگے پھر دیکھا جائیگا جو مرضی خدا کی۔

ناز و بھائی ذری سمجھ بوجھ کے کام کرنا چاہیے تھانے کا معاملہ اور تم ابھی کم سن ہو۔

قادر۔ (آنکھوں میں آنسو بھر کر) ہاے قرن نے بڑی دہی بڑھ کو جب انکی باتیں یاد آتی ہیں تو بے اختیار ہی چاہتا ہوں

کہ چھین مار کر روں۔ ابھی تھوڑے ہی دن کی بات ہے کہ گلے میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگی کہ ہمیں چڑاؤ کرن پھول نوادہ

ہمارا ہر جہتی چاہتا ہے۔ ہاے قرن یا یہ باتیں یاد کیا کی ایسا دل سخت کر لیا۔ اسے ظالم کوئی ایسا بھی کرتا ہے یا

کبھی کہتے کہ وہ نظر آئیگی۔ یہ بلکہ بغیر اس کے کہ وہ نے گنا ناز و بھائی خدا کے واسطے ایسی باتیں نہ کر دیر کچھ

سمجھ کو آتا ہے۔ ہاے میرے والد۔

قادر۔ یا میرے والد یا تو قرن کو مجھ سے ملاوے یا زمین بھٹ جائے اور میں سما جاؤں (بے پروا سے ہاتھ مار کر)

ہاے کیا کروں ناز و بھائی رک کر ہائین ہائین خدا کے لیے یہ کیا بچہ بن کر رہے ہو۔ گھبراؤ نہیں۔ قرن کو خدا تم سے

ملا لے گا۔ وہ ایسی تو نہیں ہے۔ خدا جانے کیا بچہ بچہ ٹرا قادر۔ ہاے میرے والد قرن تو ایسی آنکھوں کے

سینچے سے غائب ہو جائے اور میں زندہ رہوں۔

راؤدی۔ ناز و بھائی مان تو ایک شہتہ تھی اسنے جو دیکھا کہ سقدہ دیر تک فادہ اور ناز و بھائی ہوتین تو کھائی

کہ ایسا منہ ناز و بھائی کے کوئی امر خلاف صحت نکلی ہے تو لینے کے دینے پڑیں۔

بکرا کر کھانا نہ دیا۔ میری تو بڑی حالت ہے اور تم وہاں جا کے بیٹھ رہیں۔ میں اب کسی کو کیا

سمجھ دکھاؤں میرا بڑھاپا جیسا شراب ہوا۔ اسنے

کسی کا ہو۔ لوگوں میں وہ ہیں کہے کہ والد سب کو نصیب کرا کے اور جوانی میں ہاتھی ہمارے

دروازے پر چھوٹا تھا۔ اب اس بڑھاپے میں بھی والد کی غنایت سے روٹی ملی جاتی تھی سو قرن نے

یہ گل کھلایا۔ قادر۔ اماں سینگلی تو بہت بڑا محل کرینگے۔

ناز و بھائی۔ اے ہاے بات ہی تو ایسی۔ ق۔ میں تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں۔

ناز و بھائی۔ قرن یہ کیا کر گئی تو۔ ض۔ ایسی اولاد سے تو نے اولاد ہونا چھیا۔

ناز و بھائی۔ جی اے جان۔ خدا نہ دے اولاد گھر سے تو ہونا دے۔

ق۔ بات چیت شکل صورت سے تو نہ معلوم ہوتا تھا کہ ایسی ہے۔

ناز و بھائی۔ وہ گئی اسی پان دالے کے پھر میں۔ ق۔ مان میں جاتا ہوں نہ اب۔

ناز و بھائی۔ ہر طرح سے یقین ہے کہ اسی مومے کی آستاد دی ہے۔ والد اسکو فارت کرے اور کہیں کا

نہ رکھے بیٹھے بٹھائے نہ ہر کھانے کا وقت پہنچا دیا ق۔ گھر میں سمجھتے ہوئے کہ بیان ہوئی وہ دون

ساتھ ہی ساتھ آئے ہونگے۔ قادر کے دل پر ناز نے حماسی کہ یہ گل کاروائی

اور ساری کارستانی اسی تنہائی کے نوڑے کی ہے۔ نوڑا ہے کھیر اور گوا چٹا اور پٹھا اور ہاتھ پانوں

کا اچھا ہے۔ وہ نوڈیا تو تھی ہی پٹش گئی۔ ناز و بھائی۔ اس طرح پر پٹی بڑھائی اور ایسے ایسے سبز باغ

دکھائے کہ قادر کے دل پر پٹش ہو گیا کھانا ہے

سالے کے پٹے کو پٹے کے پٹیاں شروع کر دنگا۔

نازوں کے کماں بھی تو بیوقوفی ہے۔ پہلے تو وہ خوب اچھی طرح سے دریافت ہو جائے تو جو کی بریٹ لکھاؤ اُسکے گھر کی تلاشی ہو اگر گھر میں ہوگی تو کوئی اور گھر لے گیا ہو تو اُسکے بار دوست ہوں اُسے کو کوہ تلاشی لیں اپنے طور پر پرچھوین اور دریافت کریں کیا بات چھپی ہو سکتی ہے۔ تو یہ کرنبے۔ بات پھولے گی غم اور میری جان میں مرنے کو دم دیا ہے۔ دم جھانے میں اٹھا لیا گیا۔ وہ بیجا ہی ان گنہوں کو کیا جانے پانے کبھی گئی ہوگی ہنسی بولی ہوگی نوٹا کچھ دہر کر تھا کما مان کو بھی عقل سے دشمنی ہو کر۔ لے بھلا اس سن کی چھو کو کی کو اس طرح کوئی چھپے سانہ کی طرح چھو دینا ہو اور پھر ایسی گوری چٹی قبول صورت کیانی چھو کر کی تھے تو اپنے آپ اسکو سکھایا کو تو ایسی بھلا۔ ہاتھ لیس اب چھپانے سے کیا ہوگا بھلا۔ کیا نہ تلاش کر دو اور ہم بھی اور ضرور دھرتی لگا دینے کو شش کرینگے۔

اما۔ اے اما نہری بیان ناؤ۔ بھلا قرن کو کسی سے ہنستے بولتے تھے کبھی دیکھا تھا سر ج بتانا کہ کبھی ہائی یا سسرال میں یا کہیں اور۔ یا بازاری میں۔

ماننے کما میں بیوی ہوتے تو ہمیشہ ہی دیکھا کہ گردن خمی کیے ہوئے چلی جاتی تھیں اور چلی آتی تھیں اُنکا ہاں ایک دن انکی سسرال کے محلے میں جو نواری رہتا ہو وہ انکی دکان پر بیٹھا تھا اور اس سے کچھ اشارے ہو رہے تھے۔

ناز نے کما تھا رہا بیجا میں کبھی تھی کہ اسی نوٹے کے پھر پھر ایسا سب دیکھو دنگا کو تو بلا لیں اما جا کے ذری دنگا کو تو بلا لاؤ کو ذری میرے ساتھ ہی چلی

دنگا نا کہیں تو ناز دے پیچھے جا کر کوئی آدمہ گھٹنے تک لگے لگے اور جب اوپر بھت بردنوں آئیں تو دنگا نے ضعیفہ کو سلام کیا اور پیچھے ہی دو چھا اے قرن کماں میں ذری بلاؤ تو۔ کئی ایک دن سے نظر میں آئیں۔

ناز ہو۔ ہو غم نہ ہو بلا یا کس کام کے لیے ہے۔

دنگا نا۔ کیا کچھ روٹی ہوئی ہیں۔ اے قرن۔ اے قرن۔ ناز۔ آئیں کسی گلی ہو۔ پہلے سن تو ہوئے۔

ض۔ بیٹا غضب ہو گیا۔ اب کیا کریں۔ (رد روکی)

دنگا نا۔ خیر ت تو ہے۔ اے دنگا نا یہ کیا معاملہ ہے۔

ناز۔ پرسوں قرن آئی تھی کل سسرال گئی تھی آئے (تار کی طرف اشارہ کر کے) کہتے ہیں پرسوں سے وہاں نہیں ہے ہاؤن تلے کی مٹی نکل گئی۔

دنگا نا۔ اے تو یہ کیا پتہ ہے نہیں ہو کہیں ہو کیلچا ض۔ (رد کر) بیٹا بڑھوئی وقت کر کھا لگا ہے!

تو در آج تیرے دن کے نہ بیان میں نہ وہاں ہیں۔

دنگا نا۔ تھانے بریٹ لکھا ہے میں تو کسوڑے میں ہوں کوئی نہی دلی تو بیجا میں ہوتی تھی۔ یہ تو سسرال کے لوگوں کو معلوم ہو گیا تم لوگوں کو۔

اما۔ بس اسی فتویٰ کے نوٹے سے سنا چکا تھا تو دنگا نا۔ اسے ج کہا۔ وہ جو تار کے علان کے سامنے رہتا ہو کیا کٹتی آنکھیں ہیں ظالم کی۔ بس بس ہونو دی ہو۔

ناز ہو۔ غم کو کماں سے معلوم ہو گیا یہ۔ کیا تھا لے سامنے کبھی کوئی ایسی بات ہوئی تھی۔

دنگا نا۔ بہن پہلے تو قرن بڑی بولی بھالی سی تھی سادی جو کر یا تھی۔ تین پانچ نمبر میں کچھ جاتی تھی گردن جھکا کر اور راہ راہ چلی گئی۔ مگر تم لوگوں نے

بہت ہی جھوٹی عزمین اسکو نکلنے دیا۔ اب کچھ دن سے  
میں دیکھتی تھی کہ راہ ملتے ہوئی بوٹی پھرتی جاتی تھی  
اور اگر کسی نے آواز نہ کیا تو مجھ کے (حاضر جواب  
تو تھی ہی) جواب دیا اور پھلٹاڑنے لگی۔

امین آباد میں ایک دن کوئی آٹھ دس ملکہ رک کے  
چکی اور پھلٹاڑنے لگی۔ اور ہاتھ پھیلا پھیلا کے کرتی  
آٹھا آٹھا کے تب مجھے معلوم ہوا کہ ایک بنوئی کے ٹوٹے  
اسکا دل تیار ہو ایک دن بن نے اپنی آنکھوں دیکھا کہ  
اُس ٹوٹے نے اشارہ کیا اور اُسے شکار تھے ہی قرن  
کمر کو پھٹاتی ہوئی اسکی دکان پر لگی تو اُسے ایک گلوہی  
سنائی ادھر ادھر دیکھا چھپ سے اپنے ہاتھ سے  
کھلائی اور جب قرن چلنے لگی تو پھر ادھر ادھر دیکھ کے  
گال پر ہاتھ پھیرا اور قرن شوخی کے ساتھ شکاری ہوئی  
چلی آئی۔

ناز و بس اب چاہے کوئی کہے ہو کہ پورا یقین ہو  
کہ اسی سوے کے پیر میں ہر قرن  
وگاتا۔ آئین کیا تاجب (تجرب) کی بات ہو میں نہ  
بسوے تو اسی کے پیر میں ہو۔

قادر تو میں تھا کہ وہ لگاؤ نہ۔ پہلے توہ لگاؤ نہ پھلٹا  
ہم میں اور وہ ہو۔ گھر میں رہنا شکل نہ کروں تو سی  
سارا حملہ میری طرف ہو جائیگا ایسی بات ہو بھلا۔

وگالانہ کی یہ گفتگو سنکر ضیفہ اور ناز و دست ہی خوش  
ہوئیں اور قادر کو کامل یقین ہو گیا کہ قرن اسی بنوئی کے  
ٹوٹے کے ساتھ بھاگ گئی۔ یہاں سے رخصت ہوے  
توسیدہ گھر کے وہاں جا کر اپنی پیارا بی بی مان سے کہا اچھا  
ہوا تم ہو گیا۔ اُنکا چنانچہ ہر سکین کو سرخ نہیں لگتا یہ  
سے کل رخصت ہو گئی۔ خدا جانے یہ عزمین کہاں رہ گئی۔

اسکی مان نے جو سنا وہ اس ہو گئی کہاں کہیں بھاگ گئی  
ارے اب میں کیا کروں۔ ہاے یہ بدنامی بھی قسمت میں لکھی  
ہوئی تھی۔ ارے یہ ہو گیا۔ قادر اور میں تلاش کر رہے  
ہاے قرن وغداسے کہیں۔ قادر نے کہا امان اب وہ  
نہ ملے گی۔ بڑے افسوس کا مقام (مقام) نہ کیا کیا جا  
چھادی تو اجبت (عزت) گئی ہم تو اب کس کو بچھو سین  
لوٹھا سکتے ماما سنا ہو کہ یہ جو سائے بنوئی کا  
نوٹار ہوتا اُس سے پھٹی ہوئی تھی اور اسی کے  
ساتھ بھاگ گئی ہوگی۔ اسکی مان نے بھی اُسکے  
کلام کی تائید کی کہ اسی مرتبہ میں نے بھی اس نوٹے  
سے ہستے ہوئے دیکھا تھا یہی اسی کے پیر میں  
چلے گی۔ اسکے بعد قادر کی مان اُٹھی اور کہا تم مجھ پر  
میں جا کے تہہ لگاتی ہوں۔ یہ لکھوہ متبوی کی کان  
گئی۔ دیکھا تو غنوں اور اسکی لڑکی بیٹھی ہو۔ کہا  
چھ دام کے بنگلے ہاں نووے دو کھو۔ کلونے  
دری کے بنگلے ہاں دیکھو اب تم بڑی کجوس ہو گئی ہو  
دری کے ہاں بے یقین۔ کہا میں اسوقت (اسوقت)  
پیدا نہ تھا۔ اور ہاں کھائے کی لت۔ سنے کہا چھ دام کی  
سی۔ دو گلابان تو بھنگی۔ تمہارا لڑکا آج نہیں نظر آئی  
دیا کلونے کہا کانور گیا ہو۔ بوجھا کہ آئیگا۔ کہا جا  
بارہ دن میں۔ تو پھر کہیں گیا ہو۔ کہا یہی بھلا روگلا  
اسکے دل میں بھٹ گئی کہ میں ہی نوٹار اقرن کوٹے اُٹھا  
ہاں لکھوہ اپنی تو لڑکے سے کہا بیبا بس یہی نوٹار بھلا  
لیکھا اسکی مان نے کہا وہ کانور دیکھا کرنے گیا ہو اور اس  
بارہ دن میں آئیگا اب تم دو دن اپنے مسٹر سے مسٹر سے  
دوسروں کو دیکھو کانور جاؤ اور وہاں اسکو گرتا رکھا  
اگر وہ میں نے کہی مارتے اس چھو کر اسی کو ٹوکا تھا کہ

تو اس لونڈے کے پاس نہ جایا کر مگر اس نے مانا اور پگل کھلایا اور ہماری آمیزشی میں ملا دی اور دو گھنٹہ کی کر دی کسی کو صورت دکھانے کے کال (قابل) نہ تھا۔ غیر قادر نے اپنے دوستوں سے بھی ذکر کیا ان کے افسوس ہوا اور خصوصاً ان دوستوں کو جو دو گھنٹہ کے انکھین سنبھلتے تھے اور قرن سے نہیں بول آتے تھے کسی صلاح ہوئی کہ کانپور جاکے اس لونڈے کو ستر قرن کے گرفتار کریں اور قید کر دیں۔

قادور - یار باب اسوقت بھکوا چھی اچھی صلاح بناؤ۔ دوست - راجی چلو ہم ساتھ ہیں ایسی ٹیسی اسکی۔ قادور - دل ملی ہو جو کچھ اجاڑے یا کرے عمر بھر۔ دوست - کون اسٹوٹی قسم اتنا ٹھو کون کہ نبولی پنا سارا بھول جائے دل ملی سن ہو۔ قادور - یار تم اپنے اکھاڑے کے بھی کچھ لوگ لے چلو۔ دوست - ہاں ہاں لے چلیں گے جتنے کو۔ قادور - تو پھر اب کی ریل پر شام کو چلو۔ دوست - تو دوست ہم جاتے ہیں۔ ریل آٹھ بجے جاتی ہو ہم سر شام کے سن (اسٹیشن) پر ڈھین جاتے ہیں آباد میں گوری ساقی کی دکان پر دم نکلیں گے اور سیدھے گئے سن پر چلیں گے بس تیم بھو وہیں ملنا۔ قادور - مگر جتنے خنکے لے چلنا۔ ساتھ میں آدمی نون ذری آتا کھال (خیال) رہے۔

دوست - بے وہی ہو ہے۔ ہمارے اکھاڑے کے آدمی اور مرچیل۔ ایسے اٹلے ٹکڑے جو ان ہیں۔ اور وہ جیسے دھرے ہوئے ہیں کہ آدمی دیکھ کے ڈر جائے۔ ا۔ داندہ ایک پہاڑیے کی صورت دیکھ کے

تو نبولی کے لونڈے کا دم نکلیا بیگا۔ ۲۔ داندہ بڑا انگڑا جوان اور ٹپن تو اسکی ایسی ہیں کہ اکھاڑے پر ایک کی بھی نہیں ہیں۔ ۳۔ ارے ماہی تو نہیں ہیں جنھوں نے کانپور کے دنگل میں روم گھوم کے ستر سو سمیٹے پر نیٹے پنجابی کو مارا تھا۔

۴۔ ہاں ہاں وہی۔ کیونکہ کشتی بیاری کشتی نکالی ہو۔ اور داؤن (داو) کتنا صاف اور پھرتی کے ساتھ کیا کہ قادور۔ ہاں بس جو ہو سیدی لندھور کا بھائی ہو یا داندہ دوست بڑا احسان ہو گا۔ دوست سیدی لندھور کا بھائی نہیں بلکہ چچا ہے تو دیکھ تو سی کیسا بجا (زرا) ہوتا ہے۔

### کانپور میں تلاش

الغرض قادوری روز ریل پر سواری ہو کر کانپور گیا اور اس کے ساتھ اکھاڑے کے تین ڈنڈیل لڑا بیٹے جو ان بھی گئے یہ تینوں قادر کے دوست اور قرن کے چاہنے والے تھے۔

بگلیا جو بے اور شیدی قاسم اور آغا۔ اور قدو کو کچھ کام ہو گیا اس سے قادر کے ہمراہ نہ گیا۔

بگلیا۔ (ب) وہ نبولی والا تو ڈا کچھ ڈنڈیل ہے۔ شیدی۔ (ش) ارے نہیں ایک جیت کا آدمی ہے۔

ب۔ تو پھر ہماری ایک ڈانڈیل آجائے گا۔ آغا۔ وہ تو ڈنڈیل کا باب ہو تو کیا ڈر ہے۔

ب۔ ایک رگڑ میں بول جائیگا۔ جی۔ آغا۔ سب کے پہلے ہم ہی کو بھڑا دینا۔

ب۔ اچھا جا کمان سکتا ہے۔ کوئی بھڑے۔

شیدی۔ اور جاہے ہماری شکل دکھا دو۔

ب۔ اے بھائی بڑا گنج (غضب) کرگا۔ یہ کس کس

قادر۔ بھوکس کس ہم تو دن بھر لوگ رہتے تھے اور

وہ اس سے بیان ہنسنا بولا کرتی تھی۔ بس کیا جانے

کیونکہ بھٹلا دیا۔ بھائی بڑا ستم کر گیا۔

ش۔ تو بیان تو تو موندھا ہونا عورتی۔

ب۔ اسے ہاں یہ کیا ضرور ہے کہ وہی لگ گیا۔

ق۔ اے بھائی لوگوں نے آن کے بیان کیا ہم کو

تو بھی طرح معلوم بھی نہ تھا سہاری سالی نے ہم سے کہا۔

ب۔ وہ ناجو (نازد) وہ بھی اچھی عورت ہے۔

ق۔ ملے تو بس پھر دل ملی ہے میرا جو تا اور اسکا سر

اور دھڑا دھڑا بھر مار کی بار دھڑا ہو کہ یاد کرے

کبھی کبھی کو جیسا کیا دیا نہ بھگتے۔

ش۔ اچھی بس میرے سر کو دینا سمجھئے۔

ق۔ پہلے تو ہم ہی لگا لگا نیک بھائی صاحب۔

کاندو بھو جیسا ایک سرسبز اترے اور توڑی پر

کے بعد ملاش کو چلے تو ایک اور سرسبز معلوم ہوا کہ

لکھنؤ سے ایک خنولی آن کے لگا ہے اور اکا کر ایہ کر کے

اپنی عورت کو لے کر شہر کی سیر کر گیا ہے۔ اسقدر

پتا ہوتا تو سب کو شک کے عوض یقین ہو گیا کہ وہی ٹٹا

ہو اور یہ عورت قرن ہو بھٹیاری نے پوچھا بیان

یہ لوگ کانا ہو ہی کیون کرتے ہو کیا وہ پور ہو وہ گل

سے بیان آیا ہو اور بڑا اچھا ہے اور ایک عورت سے

ساتھ ہے۔ پوچھا عورت کیسی ہے کہنا گوری گوی ہے اور

ابھی کہہ رہی اور دے ڈے بلے ہاتھ پانوں میں پوچھا اور

لوٹنے کی قطع کیا ہے کہ اس عورت سے بھی عمر میں کم

معلوم ہوتا ہے اور بڑا نکلیں ٹٹا ہے اس پر شیدی نے کہا تم تو

نیند سمجھی ہو اس لوٹنے پر۔ کیا نوٹا بڑا خفے دار ہے۔

بھٹیاری جب کہ لڑکی بیان میں بھی لکھنؤ کی رہنے والی ہو

کیمو کی چھاؤنی کی بین میں اس پر بھی ہونے تو کیا

تم پر بھی ہونے کی نیچر کی سی صورت کیا جانے کہاں پر

غدا بکے گئے تھے جو صورت ہی پر سے چھکارا برستی

ہو سنجہ ہی آمد نے کا لا کر دیا۔

شیدی بہت جھپٹا اور اب باہم ہنڈیا پکے لگی چٹیک

وہ نوٹا نہ آئے تب تک بیان ہی رہنا چاہیے۔

لیلی نے کہا ایک آدمی جا کے چوکی پر پٹ تو لکھا اور

فادر اور شیدی چوکی پر گئے اور دہان رپٹ لکھائی کہ لٹو

مقبولی سا کی لکھنؤ قرن نامے ایک جوڑی والی کو کہ لکھو

زوجہ قادر ہو دم دیکر بھٹلا لایا اور سر میں آکر لگا۔

تھانے سے ایک کانسٹبل سر میں گیا اور لکھا کہ لگا

کا ہے ری بات بڑی ہوئی میں کا پھسلات ہو۔ یہ کہیں

(بد معاش) لگا ہے آئے کے بھٹیاری نے کہا کیا ہو گیا

معلوم کہ بد اس ہو یا نیک ماس۔ دودن سے ٹکڑے میں

تو کوئی بد معاشی نہیں دیکھی ایک عورت البتہ ساتھ ہو

سو یہ کوئی بد معاشی کی بات نہیں ہے۔ ہاں اگر

کوئی واردات ہو جائے تو چالان کر دو۔ ابھی سے

کیون دھمکتا ہے۔

کانسٹبل نے کہا اچھا جیسے ہی آئے دیکھ ہی ہو گا

اطلاع دو لٹو انہوں کی گرفتاری کے لیے اسقدر اسی

سراسر میں جمع تھے تو سب منتظر کہ آئے تو پھر میں

فادر نے کانسٹبل کو دو روپے بھی دیے تھے

کہ بد عورت اس کو گرفتار کرو۔ یہ کانسٹبل سے

بھی وعدہ تھا کہ آپ کو کچھ نذر دینگے اسنے کہا یہ

جو دین پہلوان تھا رہے ساتھ ہیں انکو ہاری

چو کی پریشان ہو۔ بہت بھڑک کر دے تو بلوے میں دھریے جاؤ گے۔ بلکہ ہماری صلاح اگر بنا تو تم سب چو کی ہی پر رہو راستہ تو یہی ہے حایک کہ حصر سے چو کی عین سلسلہ چلا کر تھی لہذا پیدائش کی صلاح کے مطابق یہ سب چو کی پر بیٹھے لیتو آگے آنے کے منتظر تھے۔ قادر دل میں بہت ہی خوش تھا کہ بے محنت شرفت پتا لگ گیا۔ خوب ہی درست ہو گا جاتا کہان ہی ہے۔

**ہیٹھکاسٹیل**۔ اور جو روکسی ہے۔ نھاسی ہے قادر سے مخاطب ہو کر۔

**قادر**۔ جی ہاں میری بہا ہتا جو رہے۔

**ہیٹھ**۔ بھلا اب اسکو رکھ گے یا طلاق دو گے۔

**بلٹلیا**۔ اب جیسی صلاح ہو گی دیا کر لگا۔

**ہیٹھ**۔ ابی عورت کا رکھنا کیا۔ سن کیا ہے۔

**ق**۔ کوئی چودہ پندرہ برس کا ہو گا بس۔

**ہیٹھ**۔ اور وہ ہنسی کا لونڈا کیونکر لے بھاگا۔

**ق**۔ محلے ہی میں اسکی بھی دکان ہے۔ وہاں جایا آیا کرتی تھی ہنسنا بولا کرتی تھی۔ وہ لونڈا ذرا نکلیں ہے۔

عورت ذات اور پھر کمر۔ بس اسکے بس میں آگئی۔ دم دیکر بیان بھگا لایا۔ اصل اس بات یہ ہے۔

**ہیٹھ**۔ بیان دل ماننا عجیب بات ہے۔

جب ملے دو دل نخل بھونکوں ہے

بٹیج جاؤ خود میا اُٹھ جائے گی

لگ جائے کمان ہیں جی دو برس کی ٹونک و بجا دیگی

لیکن یہ یقین ہو کر کہ وہی بھگا لایا ہے۔

**ق**۔ کئی آدمیوں نے ان دونوں کو بہتے بہتے دیکھا تھا اور دو ایک نے یہ بھی کہا کہ وہ بھاگنے والی ہی تھی اسکی مان سے جو چھوٹا تو بٹو بس نے کہا پندرہ گیا ہی بیان لگا

اور ایک عورت سا تھا ہے۔

خیدی اور قادر دونوں تلے ہوئے بیٹھے تھے کہ لیتو تنہولی آگے تو نکلا رہا تھا آگے۔ بلٹلیا اپنے ایک ہلوں سے لکھ کر بازار کی سیر کو لیا اور راستہ میں باہم یہ گفتگو ہوئی۔

**ب**۔ یار وہ کمرن (قرن) تھی بری عورت۔

دوست رو دہری ہوا بجلی مار دہ تنہولی والا ٹوٹا گیا ہے

اگر جسے قرن جان دیتی ہے۔ بس موضع پاکے بھاگائی بھائی

بری محبت میں ہی ہوتا ہے۔ ہمو دیکھو بڑھے لکھے بھی ہیں کچھ کچھ بھلے ناس بھی ہیں مگر محبت بری تھی کلام کے نہ ہے۔

**ب**۔ آج لیتو بیچ دیا جائیگا دو برس کو۔

**د**۔ یہ نہ کہو دہ بڑا کوہ لونڈا ہے۔ ایسا دلیا نہیں ہے۔

**ب**۔ ہمو دس روپے تو ہم اسی کی سی گواہی دیدیں اور مجھے (حزے) سے ڈنڈا پلین اور دو روپے ہیں۔

**د**۔ ہمو پانچ ہی روپے دے تو ہم گواہی دیدیں۔

**ب**۔ جو رستے (راستے) میں لجا لے تو ٹری سیر ہو یار۔

**د**۔ اور وہ روڈ والا بھی ہے دے نکلیگا۔

**ب**۔ پھر ڈنڈا جو بھی کاٹو سے کچھ کم ہی کر کے لیجیں

ارے ہاں اتنی دور آن کے کچھ تو ہاتھ آئے۔

وہ بکڑا گیا تو بس لگا کڈرا پھر نہیں کا نہ رہیگا۔ مگر بکڑا ضرور جائیگا سادہ جو کری بھی ستم ہے جیتا۔

**ب**۔ یہ کڈرا (قادر) بھی اُوں ہی رہا۔

**د**۔ اُوں تو تاتا جو روا کیوں بھاگ جاتی۔

**ب**۔ یار کین چل کے دم تو لگاؤ۔ رہے کوئی دکان۔

**د**۔ ہاں ہاں۔ اتنا بڑا شہر یہ تو جھاؤنی ہے بھائی

مگر وہ لکھنؤ کی سی ساقین بیان کمان۔ وہ بات کمان پلے۔ یار وہ لکھنؤ ہی پر ختم ہے۔ نہ وہ باج پتا

نہ وہ بناؤ چناؤ۔

ایک ساقی کی دکان پر دم لگا کر یہ دونوں سہرا کی چوکی گئے وہاں سنا کہ اچھی تک لہتا تھو لی نہیں آیا کریم تنک بہ سب کے سب اسکا راستہ دیکھا کیے۔ شام کو کانسٹبل نے دو بھٹیاری بلوائی جسکے ہاں لٹو لگا تھا اور بلا کر بوجھا کہ وہ کب باہر جاتا ہے اور کب آتا ہے اسے کہا بیان اب آتا ہی ہو گا۔ شرابی آدمی اسکا کھٹک ہاں۔ مگر پھر رو پی دلا بیان بہت رو پیہ لٹا چکا ہے اور وہ جو عورت اس کے ساتھ ہے۔ وہ اس نوڑے پر جان دیتی ہے وہ اسکو مارتا ہے گالیوں بھی دیتا ہے۔ مگر وہ سب سستی پر قادر نے جو یہ فقرہ سنا تو اسکی آنکھوں میں خون آ کر آیا مگر قہر و دیش بر جانی روش ظلموش چپ چاپ بھٹیا رہا یہیڈ کانسٹبل نے کہا اس عورت کی عمر کیا ہوگی کیا عمر ہوگی برس سترہ اٹھارہ ایک کی۔ مگر اچھی۔ دونوں بیکسین ہیں اور وہ تو بڑی مڑی پٹی ہے۔ سادہ آنکھیں تو اس غضب کی ہیں کہ حضورین کیا عرض کروں۔

قادر دل میں اور بھی کھوکھا۔ کیونکہ قرن کی آنکھیں واقعی ایسی ہی بھینیں۔ بھٹیاری نے کہا کہ شام کو نشے میں تھی ہیں چسپیمچیاں تو اسے اس عورت کی آنکھوں ہی کی ہیں۔ مگر وہ نہیں مہتی ہے۔ قادر کو اب شک کے عوض کی لعین ہو گیا کہ قرن ہی ہر دل ہی دل میں جھلٹا تھا۔ مگر خاموش ماسکا علاج ہی کیا تھا۔ درد دل کے تو کس سے کہے۔

اتنے میں سڑے ایک تھو لی باہر جانے لگا تو بھٹیاری نے کہا یہ اسکا بڑا دوست ہے۔ اس سے ٹوہو۔ یہیڈ کانسٹبل نے اسکو بلا یا اور یوں تحقیقات کی۔

یہیڈ کانسٹبل۔ وہ تمہارا مکان کمان پر بیان تھو لی تھو لی۔ (ت) ہمارا مکان بیان ہی ہے کہ پوچھیں۔ ۵۔ اس وقت بیان کمان آئے تھے سرزمین۔ ۶۔ ہمارا ایک بھائی بیان لگا ہے۔

۵۔ لہتا تھو لی۔ وہ کمان کا رہنے والا ہے۔ ۶۔ وہ لکھنؤ میں رہتا ہے۔ اور آج کل بیان آیا ہوا ہے اور ایک عورت بھی ساتھ ہے۔

۵۔ وہ اس کے ساتھ عورت کون ہے۔

۶۔ (ہنس کر) اب لے کیا جانے کون ہے۔ ہم کو دوست کی دوستی سے کام اور گنج (غرض) ہے کہ اسکی باتوں سے وہ جانے اور اسکا کام جانے۔

۵۔ ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ کوئی مقدمہ تو ہے نہیں تھے کل اس عورت کو دیکھا تھا۔

۶۔ (حضور) وہ بڑے ظلم کی چوکر ہے اور اسی محلے میں رہتی ہے۔ اس پر اسکی بیان جانی ہے۔ اسی کے ساتھ بیان بھی چلی آ رہی تو کھراب (خراب) عورت ہے۔ لکھنؤ بھر اسکو جانتا ہے۔ اور کیا۔

۵۔ تو تمہارا یہ ہے کمان اس وقت۔

کیا چلدا۔

۶۔ نہیں بھور (حضور) ابھی تو کل بابا کی بیان رکھا ہے اسکا کیا اسباب چھوڑ دیا۔

۵۔ جھلائے اور اس سے بار بار لڑا دے۔

۶۔ (ہنس کر) بھور تو دل ملی کرتے ہیں صاحب۔

۵۔ ارے بھئی اہمیں دل ملی کی کون بات ہے۔

۶۔ وہ عورت بھور (حضور) اس نوڑے پر

جان دیتی ہے وہ ناہین لے سکتی ہے۔

<p>ت۔ اور جوہر، ایک حکومت یوں کیا کم ہو  <b>سیدی</b>۔ بیان وہ بات کہان۔ بیان مہربان کہان          وہ لخت (لذت) ہی اور ہے۔          ۵۔ مہر لون کی فکر ہو یا مہنارن کی۔  <b>سیدی</b>۔ مہنارن تو ایک ناکی ہے ہننے والہ بڑی          مزیدار نازو۔</p>	<p>۵۔ اور سنو۔ ارے عورت سے کیا بحث ہے کبھی          ت۔ تو جوہر اب میں جاؤں نہ۔ دیر ہوتی ہے۔          ۵۔ ذرا دیر بیٹھو چلے جانا جلدی کیا پڑی ہو۔ بھی اگلو علم          تو پلاؤ زرا۔          ت۔ جوہر۔ (مضمون) کا بھی کیا مجاز ہے۔          ۵۔ یاری رہ جاؤ گا بس۔ دو گھڑی ہنس بول بے سے</p>
<p>۵۔ ناز و کون ہو بھی۔ اس بچارے قادر کی مان تو ہیں          ہو اب بھی کبھی نہ چوڑو گئے۔</p>	<p>عینست جان اس مل شے سے کو          جدائی کی گھڑی سر پر گھڑی ہے</p>
<p>راوی۔ قادر چپ چاپ بھینان سنا کیا۔          ۵۔ میان قادر یہ تمہارے یار دوست کیسے ہیں۔          قادر۔ تمہانہ دار صاحب۔ امد شکے کہہ پر جبرا          وقت پڑے۔ ساب ہکو سب سنا پڑا ہے۔  <b>سیدی</b>۔ تمہانہ دار صاحب تو لڑا داتے ہیں ہکو          تم کو اور تم تو ہو پاگل۔ ابے دو گھڑی سننے بولتے ہیں۔          ۵۔ اور کیا میان ہی تو دنیا میں ہو یا کچھ اور۔          ق۔ ہمارے تو جان پر ہی ہو اور آپ تو کون کو مل لگی          سو سستی جو اپنے اور پر پڑے تو معلوم ہو۔  <b>سیدی</b>۔ تم تو ہو پاگل۔ ارے۔ ۵</p>	<p>کھلا کیون ہی اس عورت کا میان بھی ہو یا نہیں          یہ بھی کچھ جانتے ہو کہ نہیں۔          ت۔ ان جوہر ہی میان۔ کیا جانے ہو کہ نہیں۔          ۵۔ بھئی یہ کیا پہلے کہا کہ میان ہے۔ اب کہتے ہو کیا          جانے میان ہو کہ نہیں ہے۔          ت۔ جوہر کچھ معلوم نہیں۔ ہم تو بہہ جانتے ہیں کہ تو          لفتو کے پاس ہو بس۔          ۵۔ مگر اچھی صورت ہے۔ ۶          جو وہ بت نازک لودا نازک بنی نازک</p>
<p>دینا دورنگی مکڑہ سراے          کہیں کوپ کوپا کہیں نہ ملے          اتنے میں ایک اکا سر کی جانب جانے لگا۔ اور          قادر اور بھٹیاری نے کیا ہی لفتو ہے۔          بیٹا کاسٹبل نے لکالہ۔ آکار دک لے۔ اگر والے          نے آکار دک لیا۔ بیٹا کاسٹبل گے بٹھے دیکھا کہ وہ          پڑا ہو اور پر دے کے باہر لٹا بیٹھا ہے سفید جھلے          کے پر کی سی دعوتی بہت قیمتی ولایتی ساری۔ اور شرقتی          کا گلابی رنگا ہوا انگر کھا اور جالی لٹ کا کرنا اور کامانی</p>	<p><b>سیدی</b>۔ کیا تبون لون ہو میان یا کوئی اور قوم۔          ت۔ تبون لون ہو کہ کڑن یا شاید مہنارن۔          لوی۔ اس مہنارن کے لفظ پر قادر آگ ہو گیا          اور مارے شرم کے ماتھے پر پسینا آ گیا۔  <b>سیدی</b>۔ بھئی اب ہکو بھی تنولی کی دکان رکھنی          پڑی ہیں لکھتا ہے ہر پان تو سب اپنے پس میں          ہو جاتی ہیں داند گھنٹوں مٹھی بھاجت کی کرتی ہیں۔          اب ہم تنولی کی دکان کھول دینگے جا کے۔          ۵۔ ہسان کان پور میں کھو تو ہوسا رہی          مطلب نکلے۔</p>



کی کٹے دلوں کی اور چھوٹے بچے کا ٹاٹ باقی بوٹ اور  
عطرین ڈوبا ہوا۔ گھوڑی منہ میں دبائے ہوئے۔  
کانشیل نے کہا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو  
للتوا بونڈا تو تھا ہی ڈراگند کہا بھور (خضور) تم غبولی  
ہیں اور گھنٹوں سے آئے ہیں ہمارا کسور (قصور) کیا ہے  
ک۔ یہ تمہارے پاس در کون بیٹھا ہے۔ مرد ہی یا کوئی  
عورت ذات۔

للتوا۔ (گھرا کر) بھور کے پاس یہ ہے باجی بیٹھا ہے۔  
کانشیل نے کہا تو پردہ کیوں پٹا ہے مرد بھور تو پردہ  
اٹھا دے کہا بھور زمین ہے۔

ایک اور کانشیل بولا آؤ اس جھوٹ بولت ہے  
سارے۔ دیکھو اب معلوم ہوت ہے۔

للتوا کانپنے لگا۔ گدول کو قابو میں کر کے کہا۔ تو  
معلوم کیا ہے۔ کیا کچھ کسی کو یا روٹا لا ہے یا ڈاکار کے  
آئے ہیں۔

ہیڈ کانشیل نے مسکرا کر کہا نہیں بھجی گھر و خفا نہ ہو  
گھر گئے کیوں ہوا اتنا بنا دو کہ عورت کون ہے۔

للتوا۔ بھور یہ عورت ہماری آستانہ ہے۔

آستانہ کے لفظ پر ہیڈ کانشیل ہنسنا۔ پوچھا  
اسکا میان کہاں ہے۔ کہا ہم ہی اب تو میان ہیں سکے۔

ہیڈ کانشیل نے کہا اچھا آگادھر پڑھاؤ انکا چالان  
ہو گا اب یہ نہ جانتے جو کسی کے بائیں طرف ایک تخت کے نیچے

آگادھر کیا گیا۔ اور ہیڈ کانشیل نے ایک در کانشیل کو  
تصنیات کیا کہ آگے والا بھاگ نہ جائے اور نہ ساریاں بنے ہیں

کانشیل نے للتوا کو جی پڑھانی شروع کی کہ اب تم  
بہت ہی بُرے پھنسے بیچ دیے جاؤ گے کالے پانی۔

للتوا کے ہاتھ پاؤں پھولے تو پتے ہی خوشامد کر کے لگا

بیٹھا ہلکویا ہوا۔ دور دراز جیب سے نکال کر اسکو دیے۔  
آنکھوں نے ہاتھ کر کے دیکھے شاہی ہائے۔

اب بیٹھے اس عورت نے للتوا کو ڈانٹ کر کہا ڈراگول  
ہر کہ کیوں نہیں دیتا کہ ہمارے ساتھ بھاگ آئی ہے

جو میں جانتی کہ تو اسقدر ڈر لو کہ ہر تو ہرگز ہرگز تیرے  
ساتھ نہ آئی۔ میں ہمیشہ بانگوں کے ساتھ رہی ہوں۔

جوابات بھیجے کرتے پڑ پڑے جلتے ہیں کیا کیا ہے کس کے  
سیان بوری کی۔ ڈاکہ مارا۔ کسکو مار ڈالا کچھ جھل

کر کے بھاگے۔ بھراپ آخر ڈر کا ہے کاسے۔

ہیڈ کانشیل نے للتوا سے آن کے کہا کہ مجھ پرانی  
جو رو آگ بھگالائے ہو عید سے کالے پانی بھیجے جاؤ گے۔

للتوا یا تھ جوڑ کے کہنے لگا۔ صوبہ دار صاحب مالک  
ہیں آپ۔ اب تو میری کھتا (خطا) کو معاف کیجیے

۵۔ تو بھجی ایسین میرا بس کیا ہے۔ یہ ہے  
کسی جو رو۔

۱۔ اجی بھور اب تو ہماری ہے اور کس کی ہے۔

۵۔ اس عورت سے پوچھو اس لوٹے سے خوش ہے۔

عورت۔ (ع) میں خوش میرا خدا خوش۔ یہ مجھے

چاہے جو توں سے مارے میں اس سے خوش ہوں  
اور میرا میان چاہے سونے کا قلمہ کھائے میں اس

کھنڈ منہ کی کالے کی صورت نہ ہو گئی دھما ہر کس من کی کا  
۵۔ واہ بھی کچھ خوب رنگ جلیا ہے تمہارے اور تمہارا

تو بان آ یا بھور کاپور میں ہے۔  
رخ۔ لہ کر کے اسپر کل کی کرے۔ جنازہ نکلے اسکا۔

للتوا۔ بھور ہمارے پاس یہ پانچ روپے ہیں۔  
۵۔ (روٹی لیکر) اس سے کیا ہو گا۔ پانچ تو سا بیوں کی

میں بٹ جائیے اس عورت کے پاس کچھ زیور ہے۔

ع۔ جی ہاں ہے۔ اس نوٹے کے دم کے لیے سب کچھ موجود ہے جان تک حاضر ہے۔

عورت نے پھر لتوا کو ڈانٹ بنائی کہ تو بڑا حق پرے تو آخر ڈرتا کیا ہے۔ میں رو بکاری کرونگی جیسا اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں سے کاہے کا ڈر ہے۔ تمھارے دار کو بلو اسکے میں سمجھا دوں گی۔

ہینڈ کانسٹبل اسکے کے پاس آیا تو ذرا سا پرہہ اٹھا کر اس پر جمل نے اپنا ہمال میں دکھایا کہ میں نے کانسٹبل لوٹ ہو گیا اس حسین نے شہنی کے ساتھ تبکھی چوڑ کر کے کہا کیا کوئی شہر شملہ پر یا کوئی نوہی سقر کیا ہے کیا جیلے تھے میں زبان میں ہے ہم رو بکاری کر لینگے۔ کانسٹبل نے کہا۔ مگر یہ بتاؤ کہ تمھارا میاں آیا ہے۔ اسکو کیونکر مال دین کوئی تدبیر بتاؤ۔

عورت نے گھوڑی دے کر کانسٹبل سے کہا میں ان آجرا کون ہے کہا ایک شخص آیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس شخص کی بیوی کو لتوا بھگالایا ہے۔ آئے کہا (جھوٹا ہوا) لتوا۔ جو ریلے مرتے ہیں مجھ کو بن ناہک (ناحق) عورت۔ ہم رو بکاری کر لینگے جی۔ رواہ۔

ع۔ اور اس نوٹے کے پاس کب سے ہو تم۔ میری اسپر جان جاتی ہے۔ میرا دل آیا کہ اسپر میں نے ساری دنیا کو اسکے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ بھلا اب مجھ سے چھوٹ سکتا ہے چاہے اوہ میری دنیا دھڑھل جائے۔

ع۔ تم۔ سکو کھلاتی ہو کہ تم کو کھلاتا ہے۔ یہ بھڑوا بھلا کیا کھلاتا ہو کہو۔ مجھ تو ہوائے ہلے۔ ہم ہی اسکو کھلاتے ہیں۔

ع۔ تو اب کچھ ماتھے تو گرا میں سپا بچ رو تو فقط رہا ہے۔ لینگے اور ہم۔

للتوا پہلے ہمارا چھپا تو چھوڑاؤ۔

ک۔ تم کو کھلنے کوں جانتا ہے میان۔

ل۔ تو گرفتار تو میں جو رکی طرح۔

ک۔ پرانی ہو بیٹی بھگلاؤ اور اوپر سے غراؤ اچھا انصاف ہو جانتے ہو کیا سنرا ہے۔ سیدھے جہنم کو بھیج دیو جاؤ گے بڑا سنگین جرم ہے۔

ع۔ اب تو کسی طرح لتوا کو بچا دیجئے۔ امد جانتا ہے بڑا احسان مانینگے۔ اگر یہ بچ جائے۔

ک۔ (دھنسکر) کچھ مطلب بھی نکلیگا۔ یا خالی خولی فقط احسان ہی مانو گی۔

ع۔ سیایہ خدا اس مجرا ہٹ کے مدد سے مطلب کی پہلے ہی سے فکر پڑ گئی۔

ک۔ عقدہ تو یہی ہے پہلے سے مجھے مضبوط وعدہ کرو پھر نہ تو ہوا۔

ع۔ (ذرا رورہ) اٹھا کر اور جن گلوں کو سوز دکھا کر) اچھا کھلنے کیوں ہو لتوا کسی طرح بچ جائے۔

### خوشنکھی

ایک روز نواب محمد عسکری صاحب مع زہا و صبا میں کے کوٹھی میں بیٹھے تھے کہ منشی مہراج علی صاحب تشریف لائے اور بانیے ہوئے کمرے میں جا کر کہا یار نواب اسے بھٹی کچھ سن

بھائی صاحب غضب ہو گیا اور تم سنو گے تو کو بھی مریج ہو گا اور عجیب بن کہ تم سچے ہو رہا ہی ستم ہو گیا۔ داد۔ کان میں

کو ٹنگا کان میں۔ یار قمرن ایک سنوئی کے نوٹے کے ساتھ نکل گئی نواب صاحب نے کہا فلتا ہے آپ سے کہنے کہا ابھی بتا رہی

تو منشی ماور سنوئی کے نوٹے کے ساتھ نکلیجئے کی وجہ کیا۔ میان من ذرا بیان آؤ منشی مہراج علی خیر لائے میں کہ قمرن

کسی کے ساتھ نکل گئی میں کو بھی سہجی ہوا اور نہ کسی کے ساتھ

کہا حضور بد تو مٹی ہی۔ مگر خوب ہے کہ حضور سے چاہنے والے کو



مہراج علی اٹھ کھڑے ہوئے کہا بھائی بیان فشاں بگڑا  
جانا ہو مجھے انجمن ہوتی ہو اور کس مردود کی سمجھ میں آیا ہو کہ یہ  
کیا باک رہے ہیں۔

ممن۔ اے حضور صاف تو ہر اس میں مشکل کیا ہے۔

آخر۔ مطلب یہ کہ شب کو خواب کو دیکھا۔ بس۔

مہراج۔ آج تو کیا خواب دیکھا۔ معلوم تو ہو۔

نواب۔ تو بھی کتے کتے کہینگے۔

مسخرہ۔ ہاں بے درشت۔ تو میں کیا کہتا تھا۔ ہاں یاد

آیا۔ میں نے ایک خواب دیکھا اور اُس خواب میں کیا کچھ تھا

ہوں کہ ایک خواب دیکھ رہا ہوں اور وہ خواب یہ تھا۔

آغا۔ آپ ہو گئے ہیں بالکل۔ اور اب میں چتیا جلو نگا دہ

میں دھب نگا نگا۔ اور زنائے کی دھب نگا نگا۔

مسخرہ۔ تو حضور بس۔ میں خواب دیکھ چکا جیسے نہیں

دیکھتے بس خواب دیکھا کہ ایک خواب ہے۔

مہراج۔ (جھلا کر) ارے نوہ خواب کیا ہے۔

خواب کا حال تو کچھ معلوم ہو۔

مسخرہ۔ خواب دیکھا کہ ہم ایک عورت پر عاشق ہیں اور

عاشق کیا سنی بس اس پر تو میں جان دیتے ہیں اس پر اسے

بکدا اپنے ہاں بلو اب اگر دہلیز پر قدم بھی نہ رکھنے پائے تھے

کہ اسے زنائے سے ایک چپٹ جانی۔ اور چٹانے کی آؤ

کوس بھڑک گئی۔ اور حضور ایک دفعہ یار لوگوں نے

اُسی کے دھوکے میں ایک شیدی کے پاس ٹا دیا۔

اب ہم جو جیتے بھی ہیں اور بوس و کنار اور بار بھی کرے

ہیں مگر یہ معلوم ہی نہیں کہ یار لوگوں کا گھر چھیل گیا

اور ہم آؤ بیٹے۔

مہراج علی کا رنگ فن ہو گیا سخت جرت تھی کہ یہ افسوس

کہان سے معلوم ہو گیا مگر اور لوگ نہ سمجھے کہ یہ کس پر ہوتی

نواب محمد عسکری ہوئے۔ یار یہ ملا می کچھ سمجھ میں نہ آئی۔ یہ

چپٹ بازی اور شیدی اسکے معنی۔ مسخرے نے مہراج علی

کی طرف دیکھ کر کہا حضور اسے دریافت کریں۔ کیونکہ شیدی

مہراج علی صاحب آپ کو کچھ اسکی اصلیت معلوم ہو مہراج علی

نے کہا جی نہیں مجھے نہیں معلوم لوگ جنوں سے تارو گئے

کہ یہ انجمن کی سرگزشت ہو نواب صاحب نے بڑا اصرار

کیا اور مسخرے کو علیحدہ لیجا کر کہا کہ صاف صاف بتا دو۔

مسخرے نے اپنی قلمی کھولی تو محمد عسکری کھلکھلا کر

ہنس پڑے اور فوراً درون جنگ اور محمد اطہر اور کل

حاضرین سے کہا۔ اور وہ قہقہہ ٹٹا کر مکان گونج اٹھا۔

ممن۔ لاول و لا فوۃ۔ کیا خاک اڑا ہے۔

مسخرہ۔ حضور دہ شیدی والا لطیفہ خوب ہوا۔

نواب۔ شفی مہراج علی صاحب مزاج اقدس حضور کا۔

مسخرہ۔ میں بھی آداب عرض کرتا ہوں حضور والا۔

مہراج۔ (جھلا کر) آپ جھک رہے ہیں۔ بس اب

زیادہ خزاں اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ ۶۔

اصل بد از خطا خطا گستاخ

مسخرہ۔ سرکار ایک ہوئی۔

مہراج۔ ایاز قدر خود شناس۔ یہ ابھٹائے گستاخ کرو یا

مسخرہ۔ ۶۔

اگر مہائے توانا کرد گستاخ

ممن۔ (ہنس کر) ۵۔

چون پیر شیدی حافظ از میکدہ پیر دن شو

رندی دہو سنائی در عمد شباب ادلی

آغا۔ آخر شیدی والا صفوں کیا ہو بھیجی۔ ہم بھی

توسین یہ معاملہ کیا ہے۔

نواب بھی اسکی اصلیت کیا ہے آخر وہ شیدی کون

اتنے میں بیان آخر آئے اور کہا خداوند آج ایک  
خبر مشہور ہوئی جو خدا کو سہ غلط ہو۔

نواب۔ ارے باختریت تو ہے خدا پر  
کرے آج جو صاحب آتے ہیں ایک نئی بات  
بیان کرتے ہیں۔

مہراج۔ بیان آخر صاحب خدا کا واسطہ جلدی کو  
طبیعت کو دشت ہوتی ہے۔

آخر سنا ہر کہ وہ چوڑی والی کسی کے ساتھ بھاگ  
گئی اور بہت معتبر ذریعہ سے سنا ہے۔

نواب صاحب نے ایک آہ سرد کہنی۔  
انسوس۔ مگر از براے خدا یہ ذکر نہ کرو۔ کچھ شعر

شاعری کا چر جا ہو بھئی۔  
آخر نے کہا حضور نبی کا ایک شعر سناتا ہوں  
خواجه دیر کا شعر یہی شیخ صاحب مرحوم کے نظموں  
سے تھے ذراتے ہیں۔

ترجمی نظموں سے نہ بکھو عاشق و لکیر کو  
کیسے تیر انداز ہو سیدھا کو کر کو تیر کو

اتنے میں حسین علی نے وصف کیا خداوند ایک  
بڑی چوڑی والی آئی جو نواب رونق جنگ بہادر سے  
کچھ عرض کرتا ہے انھوں نے کہا ملاو۔ اُسے سانس کے  
آداب غرض کیا اور کہا خداوند ہم لوگ شہر چھوڑے  
دیتے ہیں۔ حضور کے زیر سایہ پشتینوں سے بہتے  
ہیں کبھی آدمی بات کسوتے نہیں کسی اب ہماری بہ  
بیشیوں پر لوگ ہتھ صاف کرنے لگے وہ جو ہماری دودھ  
شرکت کی ہیں ہر۔ اسی ہی نے پیکل کھلایا کہ میری بہو کو  
اس تنہائی کے نڈے سے امداد اسکے غارت کرے  
ملا کے بگاڑ دیا اب ہر گھاس کو سینگے سارے اور کیا ہو سکتا ہے

تھا اور تعاری آگئیں کمان چلی گئی یقین۔

مہراج۔ ساجی سب نوجوان اور محض جھوٹ۔ آپ بھی  
سفرے کی باتوں پر جاتے ہیں۔

نواب۔ یا تو تم جھپٹے کیوں ہو اسکی وجہ کیا ہے  
آگئیں نہیں ملاتے ہیں شرط لے جاتے ہیں

مسخرہ۔ حضور اتنا بتا دیجیے کہ ناز دے چپت کیوں  
لگائی گیا قصور کیا ہوا تھا۔

نواب۔ ناز تو لٹے ہوٹنے والی نہیں ہے۔ اسکا  
تو مزاج بہت ہی اچھا ہے۔

مسخرہ۔ حضور غالب کہ گئے ہیں۔

وصول دیتا اس سراپا ناز کا شیوہ نہ تھا  
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیشہ سنی ایک دن

نواب صاحب نے مہراج جلی کو ہزار بائیس دین کہ  
صاف صاف بتا دو۔ تمکو ناز دے سر کی قسم۔

مہراج جلی کو مجھ پر ہو کر اصل حال کہتا ہے اور  
اس انداز اور میا خیر پن کے ساتھ بیان کیا کہ سامعین  
نے اختیار انکی حماقت پر ہنس پڑے۔

انھوں نے اپنی پوری سرگزشت کا نقشہ کھینچ دیا  
اور سامعین کو سب سے زیادہ طعنت انکی شوخ آبی میں

آیا کہ شہیدی کے گاون پر ہاتھ پیر کر دیتے تھے یہ  
بھول کر اچھا نہ کے ٹکڑے اور اچھا کبھی

سیرے دیران میں بھی ہو جاتے پھر چاندنی  
اور ایک بار ملی جات یہ کہتا کہ

شب وصال میں کیا وہ منہ چھپانے کی  
جو ساتھ سوئے تو عاشق سے پھر کیا کیا ہے

مہراج جلی نے کہا بھائی صاحب اب جاہے بناؤ  
جاہے آؤ سمجھو ہم تو بنگلے۔

عزت گئی آبرو گئی کہین کے زہر ہے۔

رونق۔ اس لونڈے کو گرفتار کرادو۔

بوڑھی۔ اے تو سرکار کیا توہر کا پنور۔

رونق۔ جھوکی دہ مشیر اور حسین بھی ہو۔

بوڑھی۔ آفت کا پر کاٹہ ہو سرکار مگر ہاری دعوت

آبرو سب خاک میں ملے گی لب ہم زہر کھا کے سو رہینگے۔

حضور رہائی کریں ہمارے حال پر۔

نواب رونق جنگ نے لیتا اتبولی کے باپ کو بلوٹا

اور فرین کی ساس سے کما تم بھجھو ہم ابھی ابھی فیصلہ

کیے دیتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں حسین علی غلہ گارنے

آگے کما حضور دہ اس لونڈے کا باپ آیا ہو۔ کما

ساٹنے بلاؤ۔ دیہی تنولی نے جھک کر سلام کیا اور

کما حضور غلام حاضر ہو۔

رونق۔ ارے تیرا لڑکا لیتا کمان گیا ہو۔

دیہی۔ ہو جو روہ تو کھواب (خراب) ہو گیا۔ ابین

کیا کروں جو ریس وہ اُنکے پیچھے پڑا ہو۔

رونق۔ کیا اسکو کیے بھاگ گیا کہین۔؟

دیہی۔ سرکار وہ اسپر لٹو ہو اور یہ اسپر۔

رونق۔ اور اس چو کری کا میان کمان ہو۔

دیہی۔ اسکا میان کا پنور گیا ہو۔ اور لونڈا بھی بکڑ

جائینگا۔ جو اسکے کرمون کا بندا ہو گا وہ ادا ہو گا۔ ہو جو

(حضور) اب لے اسکو گلام (غلام) کیا کرے بھلا

رونق۔ اچھا اب لیتا ہو کمان سکا پنور میں

دیہی۔ ہو جو کوئی کتا ہو کا پنور کوئی کتا ہو ڈلی۔

اب لے ہم کیا کہین سرکار کچھ بنائے نین بنی۔

رونق۔ کچھ پیاسا مسموم ہو تو ہم تہ ارک کریں

اچھا تم جاؤ محلے میں ایسا ہونا چاہیے۔

دیہی شخصیت ہوا تو رونق جنگ نے قرن کی ساس

کو بلوٹا یا اور کما ٹھٹھا کر کے کھانا اچھا۔ جلدی میں کام

بگڑ جاتا ہو اب میں اسوقت دوستو جوتے اس تنولی پر

پڑا اسکا تھا کمر نادرہ کیا ہکا کیا قصور ہو۔ قادو کر کا پنور

سے آئیے دو۔ اگر کا پنور میں مل گیا تو سبحان اللہ۔

قرن بھی لچائیگی اور وہ بھی گرفتار ہو جائیگا اور اگر

نہ ملا تو پھر کوئی اور تدبیر کی جائیگی۔

قرن کی ساس نے انکو د عائن دین اور خست

ہوئی۔ آغا محمد اطہر نے محمد عسکری سے کیا ہاتھ رار

و گھڑی کا شغل کیا گاڑ دل کا بلجا نا بھی کیا بری ملا جو

لے غضب خدا کا تم ایسے سے ملاقات ہو اور ایک

تنولی کے ساتھ بھاگ جائے۔

نواب محمد عسکری جواب دینے کو فتح کو حسین علی

نے تین بار سلام کر کے عرض کیا سرکار ایک ڈولی

آئی ہو اور وہ عورت کتنی ہو کہ سرکار سے ملنے کو بہت

جی چاہتا ہو اور کچھ عرض کرنا ہو بہت ضرور دی

بات ہے۔

نواب۔ ایک ڈولی آئی ہو کون ہو بھئی۔

ممن۔ خدا کرے قرن ہو۔ یا خدا قرن ہی ہو۔

آخر۔ حضور مبسوں بسو سے قرن ہی ہو گئی۔

آغا۔ اچھا بلوٹا۔ کون شریف لائیے۔

نواب۔ بلوٹو مگر ذرا پردہ کو دو۔ اور اس کمرے

میں لے جاؤ۔ کونو اب صاحب آتے ہیں۔

آغا۔ اجی بیان ہی بلوٹو۔ تم تو داہی ہو۔

حسین علی نے دروازے کے پاس ڈولی لگائی اور

ڈولی سے ایک ہری تری اور چھا جم کی آواز نے کل حاضر

کوا زور دے کر دیا رونق جنگ کے منہ سے یہ کلمہ بیانتہ نکلیگا

(آنے والی) جماعت کو دیکھ کر ذرا چھٹکی تو محمد عسکری نے کہا یہ سب اپنے لکھنؤ دوست اور راز دار ہیں آپ کچھ بھڑکنا نہ کیجیے بلکہ اعلیٰ تشریف لائے۔

یہ ساری پکیر ٹھنڈی ہو گئی تھی اس لیے سب سے چھپائے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے شونہی کے ساتھ ایک کمرے میں چلی گئی اور وہاں جا کر دروازہ بند کر لیا اب سب جہان کو بیا آئی یہ کون ہر حسین علی سے نواب صاحب نے پوچھا ارے یہ کون ہیں۔ اُسے کہا سرکار میں نے صورت بھی دیکھی کیا جانے کون ہیں مگر ہاتھ پاؤں البتہ دیکھے کوئی پری جسم قبول صورت عورت ہو اور ابھی بہت کم سن معلوم ہوتی ہے۔

محمد عسکری کو شوق پیدا کر آیا۔ آغا محمد اہل در و محمد عسکری اُٹھے اور دوسرے راستے سے کمرے میں گئے تو کیا کہتے ہیں کہ ایک چاند کا ٹکڑا جلوہ آگیا۔ نواب کو دیکھ کر کہا کیوں حضور یہ بیٹھی اس قدر کا بے فاضل ہونا آپ کو زیبائش نہیں ہے۔ پان کے لاکے نے ان دونوں کا غول کیا محمد عسکری نے کہا صاحب اس میں ہمارا کیا قصور ہے یہ سب تم لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ وہ رشک پر مٹی کی بس لٹل موش ہے قیل و قال بے سود ہو اپنی اس سمجھ پر رائی نون اتروا ڈالو آپ بھی ماشار امد سے کتے بھڑا ہیں۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ آخر کچھ معلوم بھی تو ہو۔ آغا محمد اہل در کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا گفتگو ہو رہی ہے۔

اور یہ بلا سے بے در مان آفت جان آشوب دروان کوں ہو۔ کان میں کہا نواب یار یہ کون ہے۔ اس کا نام تو بتاؤ۔ انھوں نے کہا یار (ٹھنڈی سانس بھر کر نام نہ پوچھا)

کسی کی محرم آپ روان کی یاد آتی ہے  
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

ہائے کل رات کو کسی مرد وہی کوکل آئی ہوگی۔ و امد  
تمام شب جاگتا اور تر تپنا رہا۔

شب فراق میں مجھ کو سنانے آیا تھا  
جگایا میں نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

آغا محمد اہل در نے اس رشک حور سے پوچھا حضور کا نام کیا ہے اُس نے نیکی جتن کر کے کہا ہم نا محمد سے بات کرنا حرام سمجھتے ہیں نواب کے ملاحظہ سے جینے یہ بھی گوارا کیا کہ آپ یہاں ٹھہریں نہ ہم یہاں کیسے نا محمد کو صورت دکھائے ہیں۔ مگر آپ بھی ماشار امد سے کتہ کر کے ہیاک ہیں کہ جان نہ پہچان خالہ جی سلام۔ یہ خالہ جی کا لفظ سن کر محمد عسکری کے پیٹ میں مارے ہنسی کے بل پڑ گئے آغا محمد اہل در ہنسی چھپے۔

نواب صاحب نے کہا بھئی یہ فقرہ بندہ پورے جلسے کے سامنے کیا گا چاہے آپ بگڑ ہی کیوں نہ جلیے کچھ پرواہ نہیں کیا کسی پرواہ۔

آغا محمد اہل در ہنسی چھپے۔ کہا کیوں بی صاحب بوجہ نے سب کی بھلے ناس پر بھپتی کتنا کونسی بھل نسی ہے رشک حور نے مقدمہ لگا کر جواب دیا جب سے انگریزی ہوئی جسے دیکھ بھلے ناس بنا جانا ہے۔ نائی بھی اپنے آپ کو بھلے ناس کہتا ہے اور چار بھی۔

نواب صاحب نے کہا یہ دوسری ہوئی بھی تم ان سے جیت نہ پاؤ گے یہ ٹری طراز ہیں۔ یہ لوگ جو تک میں کیا جانے کیا کیا کہ جانیگی۔

آغا بھائی صاحب ہم تو اچھی صورت کے عاشق ہیں۔ انکی دو گایاں بھی بہ نیک۔

عورت جی ہاں دو حدی گاسے کی دو لاتین بھی انسان پہ لیتا ہے کہ دو لاتین کھاکے دو دھوپ میں آگیا۔

نواب - (تمغہ لگا کر) واد تیسری ہوئی۔

عورت - اب ذری غاموش ہوئے آپ۔

آغا - بھی وادہ تاقیہ تنگ کر دیا اس عورت نے

نواب - ابھی تھے سناہی کیا ہے۔ یہ بڑی زبان دار

ہیں جواب میں تو کبھی چو کھی سی نہیں ہیں۔

نواب رونق جنگ اور مراج بلی اور حاضرین جلوہ نگ

تھے کہ یہ کون عورت ہے اور بیان کیا کرنے آئی ہے۔ اور یہ

اتنی دیر تک محمد عسکری اور آغا کیا کر رہے ہیں۔

مراج بلی نے دروازے کے پاس جا کر کہا ارے

بیان کیا سو رہے۔ بھلا یہ کون بھل مٹی ہے۔ کہ دو چار

ریٹسوں کو چھوڑ کر چلا جائے۔ ع

حاجت مہمان نداشت خانہ مہمان گاہ

نواب صاحب نے کہا بھی عجیب قسم کے آدمی ہو۔

زنانے میں چلے آتے ہو۔

مراج بلی نے ہنسر جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ

آپ کے بیان کی عورتیں ڈولی پر چڑھ چڑھ کر اس کی زادی

کے ساتھ گھوما کرتی ہیں۔

نواب صاحب نے اس پر پیکرے کہا اب تم گھر میں

چلے گھر میں تھوڑی دیر میں آنا ہوں سائے کان میں

کہا تم بھی کتنے سیدھے آدمی ہو۔ میں بیان اس وقت

کہا تا تم سے چل کر آئی تھی میں اس لیے آئی ہوں کہ

سب کے سامنے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ دیہ

الکھر کچھ کان میں چپکے سے کہا) نواب صاحب نے

کہا میں سمجھ گیا۔ کیوں ہی آغا مراج بلی اور رونق جنگ

سے کیا پردہ ہے بلا بھی۔ آغا محمد اظہر نے ان دونوں

کو بلایا۔ رونق جنگ تو اس قدر طلعت کو دیکھ کر

سکڑانے لگے۔ مگر مراج بلی کا خون خشک ہو گیا۔

نواب - ارے ہاں واد خوب یاد آیا (تمغہ لگا کر) منشی

مراج بلی صاحب حضور انیسے واقف ہیں۔

مراج - جی نہیں مجھ سے اسے کبھی کی ملاقات نہیں ہے۔

میں انکی صورت سے بھی واقف نہیں۔

عورت - کیا متو بلائی بنے بیٹھے ہیں۔ سوا غلامانہ

رونق - بھی یہ تو کچھ اور ہی گفتگو ہونے لگی وادہ

یہ تو کچھ اور ہی معاملہ ہے۔

نواب - ارے میان ذرا گل خرو کو تو بلاؤ۔

آغا - (دروازہ کھول کر) جد اکل خود بیان آؤ

مسخرہ - حاضر ہو ا خداوند۔ آداب غرض کرتا ہوں۔

نواب - بیان اس عورت کو بھی پہچانتے ہو۔ بی زبانہ

یہ ہیں۔

مسخرہ - (زرا غور سے دیکھ کر) آغا ہمارے منشی

مراج بلی صاحب کی زوجہ کمرہ۔

نواب - جی ہاں منشی مراج بلی صاحب

کی بیوی ہیں۔

ناز و۔ میں صدقے کر دین اس کی جو رو کو اپنے

ادب سے۔

راوی - اس فقرے پر محمد عسکری اور آغا محمد اظہر۔

اور رونق جنگ اپنے اپنے دل میں سوچنے لگے کہ ہم

کی آوارگی اس درجہ برٹھی ہوئی ہے کہ یہ بازاری عورتیں

اس گستاخی اور توہین سے ہماری بیوی کی نسبت بہودہ ہوتی

ہیں اور ہم سنتے ہیں بڑی شرم کی بات ہے۔

نازدوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ مجھ کو آنکھوں نے اپنے

سکان پر بلایا تھا اور وہاں ایک بوسے کے عوض میں

مجھے جس روپے کا نوٹ دیا مگر وہ نوٹ بھلی تھا بس

میں جھلائی ہوئی تو جی ہی صیہی یہ دوسرے دن نے میں نے



ٹیپ جمائی کی یاد ہی کرتے ہوئے۔

مہراج ملی انتہا سے زیادہ جیسے مگر چپ تہہ درویش  
برجان درویش۔

اختر نے کہا سرکار حضور کو یاد ہو گا کہ کچھ شعر نشی مہراج ملی  
کی شان میں موزوں کیے گئے تھے۔

ٹیپ لگا کر نازد بولی بیاہ ابلے کچھ کھیل سین  
مین ہوں جوان اور تو ہوں بوڑھا میرا تریرا میں

اب نہ کیسے گا شعر مثلاً مذا الرحمن نہیں ہیں جو کہا دیکھا  
ٹیپ پڑ ہی گئی۔ شعر نے کہا خداوند ٹیپ تک تو  
خیریت ہو شعر ہوا تھا۔

جوتا لیکر نازد بولی بیاہ ابلے کچھ کھیل سین  
مین ہوں جوان اور تو ہوں بوڑھا میرا تریرا میں

مہراج۔ سین۔ ۶۔

اور ہو گئے بوڑھے لکھنؤ میرا تریرا میں

راوی۔ اے سجان امداد امداد بے غیرت ہو تو لیا۔  
اپنے آپ بتاتے ہیں کہاں جانب کی شان میں یہ کہا گیا  
تھا بیوقوفی اور بے خبری کی انتہا ہو گئی۔

روشن جنگ نے مہراج ملی کو بنا ناشر فرمایا کہ ہم تو  
ایسے ہی دوستوں سے خوش ہوتے ہیں جیسے یہ مہراج ملی  
ہیں کہ ان صاف حال بیان کر دیا۔ دوستوں سے  
چھپا کر کیا سنی اب بھولا لازم آیا کہ نازد کو اور انکو  
سیان بیوی کرادیں۔

مہراج ملی نے روشن جنگ کے قدموں پر ٹوپی کھدی  
بار جو کہ فرحین اس سے اتوار نامہ لکھوا لوار ہم بھی  
اتوار نامہ لکھ دینگے کہ عمر بھر ہم بنائینگے۔ یہ ہم سے  
نے وجہ بے سبب ناراض ہیں (نازد کے قدموں پر ٹوپی  
رکھ کر پیار جمائی ذرا تو رسم کر۔ نازد نے ٹوپی

کو ٹھوکر دی جل ہیٹ موا جلیہ میل کرنا بہت آتا ہے۔  
کیا وہ ۱۰۰ پتہ بچوں کی طرح چل گیا۔ روٹی نہ کھاتا  
سینٹ بیٹ کا بھرا۔ بین آئی تھی اپنا درود لکھ کینے  
اس ہندی کاٹنے کو کس نے بلایا۔ نواب صاحب اب ہم  
کیا کریں قرن کو کسی طرح سے ڈھونڈا بیٹے ہماری تنہا  
کٹ گئی عزت آبرو گئی کمین کے ذریعے۔ تمام برادر بھی  
میں بننا ہی ہوئی۔ یہ بھی تقدیر میں ہوا تھا۔

روشن۔ اُس نوٹڈیا جتن ہی سے آدمی مارا جائے  
کہ بد وضع اور خراب ہو۔

نازد و حضور کے کوجا جوی چاہے کے مگر آج تک  
کبھی کسی کو آنکھ ٹھا کر نہیں دیکھا۔ مگر اس جنولی ٹالے  
دھڑے سے امداد سمجھے۔

آغا۔ کیا کچھ خوبصورت نوٹڈا ہے۔ ہو گا  
حسین ضرور۔

نازد و حضور نیکین بہت ہیں۔ اور ابھی گمبھ و مہراج  
آغا۔ تمہاری بھی اُسے نظر پڑی تھی کبھی۔  
کیون نازد۔

نازد۔ (شک کر) آپ تو دل ملی کرتے ہیں۔  
آغا۔ اچھا اس بات کا جواب دیدو تو پھر دل ملی کرینگے  
جو کیا گونگی ہو۔

مہراج۔ ان لوگوں سے کیا ہنسی بولتی ہیں مگر  
ہم سے ہمیشہ فضا ہی رہتی ہیں اسکا کیا سبب ہے۔  
نازد و ستم اسی ذلیل ہو۔ موا جلیا۔

نواب۔ مجھی یہ آخر تھے نوٹڈیل کے کیون دیا۔  
مہراج۔ بھائی صاحب میں انگریزی دانگریزی  
تو جانتا نہیں بس دھوکا کھا گیا۔

نواب۔ ایسا دانگریز نہیں ہو بھوٹا کیا مہنی۔

مہراج۔ بھٹی والہ بھولے سے اور دھوکے سے  
دے دیا۔ الہ ہی کے سر کی قسم۔

نازو۔ اوعل جھوٹے سوئے جھیلے۔ ایسے ننھے ہین  
بھولے سے سوکانہ دیدیا۔ ہم سے اڑتے ہو۔  
نواب۔ تریا جلتہ سنتے تھے۔ مگر یہ مردوں کا  
چلتہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ ۶

ازنان را کید یاے بس عظیم ست

مسخرہ۔ خداوند یہ نازدہی سی سیہ می سادی غورت  
تخل کر سکتی ہو در نہ دوسری ہوتی تو معاذ اللہ تو بہی  
بھلی یکے جتا ایک بس لگاتی۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نازد کی آنکھوں میں آنسو  
بھرائے نواب محمد عسکری نے آنسو پوچھے اور کہا گھڑ  
نہیں ہم کوئی ایسی تدبیر بتا دیجئے کہ تیر بہت ہوگی  
قرن کے بھاگ جانے اور نکل جانے کا ہم کو بھی بڑا رنج  
ہو۔ قادار کا پور سے آجائے تو پھر ہم اپنے طور پر  
اکوشش کریں۔ بڑا غضب کر گیا ظالم۔ اور قرن  
کی عقل پر یہ کیا پتھر طے گئے کہ تیر کی سے کوٹھ سے بیج  
قوم بڑ بھی اور ایسا بھی کہ گھر بار عزیز اقارب یا تک  
کو چھوڑا اور دھتا بولا یا۔ عورت کی عقل کیا۔ جھانے  
میں آگئی۔ ہم تو اس فکر میں تھے کہ اسکے واسطے کوئی  
عدہ فکر کریں سنتے ہیں کہ آپ جلدین دشمن عقل چھا  
تم جاؤ ہم فکر سے غافل نہیں ہیں۔ مگر ایک شرط سے  
جانے دیجئے ہین مہراج بی سے ذرا ہنس بول نازد  
نے انگوٹھا دکھایا اور دہلی بلوا کے سوار ہو گئی تھی

مسخرہ فریز اور مسخری

اس سیدن کو سیاں ہی پر چھوڑ دئے اب نیسے نواب  
قر کا پ محمد عسکری صاحب بہادر صولت جگن علی

خاؤ باغ میں صبح کے وقت ٹہلے تھے اور صاحبون میں  
صرف دار و درخت ساتھ تھا اور کوئی نہ تھا۔

اتنے میں من آیا۔ آداب غرض کیا کہا حضور نبی قاتل سے  
میرے ایک دوست آئے ہین انکی زبانی معلوم ہوا کہ مسٹر  
فریز صاحب نے حضور کے دشمنوں کا بڑا خاکہ مڑا یا ہر دم  
سب صاحب لوگوں سے ہجو کرتے تھے اور کئی ہندوستان  
سے آپ کا نام لیکر شکایت کی۔

حضور غلام کو بڑا رنج بلکہ صدمہ ہوا خداوند۔ مگر  
قہر درویش برجان درویش۔ ان لوگوں کے سامنے  
کسی کی کاہے کو چلنے پاوگی یہ تو بڑے غضب کی بات تھی  
نواب صاحب کو یہ خبر سنا کر بڑا رنج ہوا۔ کیا اپنے دوست  
کو ذرا ایمان لاسکتے ہو ہم ان سے کچھ پوچھیں گے۔

ممن۔ حضور ابھی بڑے مقبول آدمی ہیں۔  
یہ لکھ کر من جا کے اپنے دوست شیخ مبارک علی کو بلا لایا۔  
انھوں نے نواب صاحب کو سلام کیا اور کہا حضور کے  
دیکھئے کو بہت جی چاہتا تھا۔ نبی نال میں حضور کا نام سنا  
تھا اور حضور کے گھوڑوں پر فریز صاحب کو سوار دیکھا تھا  
مگر بڑا خاکہ اڑاتے ہیں۔ تو بہی بھلی ہو۔

ایک اخبار نے بھی حضور کے خلاف مضمون لکھا تھا  
وہ اخبار بندہ لیتا آیا ہو (اخبار نکال کر دیا۔  
نواب صاحب نے اداغہ کو دیا اور کہا پھر حکمران ساؤ۔  
مضمون اخبار سننے کے قابل ہو۔ ہونا۔

ہندوستان اور یورپ

چرا تو سے یکے بیداشی کرد  
نمی بینی کہ گادی در غلف نار  
یہ سچ مگر انسان کو انراط و تفریط کا خیال رکھنا چاہیے

ماحصل اس تمہید کا یہ ہے کہ آج کل سطر فریز صاحب ایک یورپین تنظیم میں شرفیت لانے ہوئے ہیں اور وہ علاقہ میں فراتے ہیں کہ انکو اب ہندوؤں کے قول و فعل اور وعدے اور اقرار اور غم و جان کا بالکل اعتبار نہیں ہو سکا سبب صاحب بہادر یہ بتاتے ہیں کہ محمد عسکری نامی کسی نواب صاحب نے اپنے وعدہ کیا تھا کہ صاحب کے ہمراہ نینتی تالی آئیگی اور یہی وعدہ کیا تھا کہ اپنے دوست کی کوٹھی صاحب بہادر کے لیے بھرا دینگے چنانچہ اسی قول پر بھروسہ کر کے صاحب بہادر نے اپنے تمام نینتی تالی کا بندوبست نہیں کیا کہ گرج شام کو روانہ ہوئے تو نواب صاحب سطر فریز صاحب سے نہ ملے اور نہ مکان کا کچھ انتظام کیا اس سے صاحب بہادر کو نینتی تالی میں پہلے روز راز تکلیف ہوئی اسی بنا پر صاحب بہادر کو کل ہندوستان کے قول کا بھروسہ جاتا رہا ہمیں نینت معلوم کہ یہ کونسا صحیح ہے کہ نواب صاحب نے انکو دھوکا دیا۔ مگر کیا ممکن نہیں ہے کہ نواب صاحب اس ذرا غلیل ہو گئے ہوں یا کوئی خاص سبب مانع رہا ہو اور اگر واقعی اُن نے غلیل بھی ہوئی تو کیا اس سے کل ہندوستانوں کے حال چین پر دھبہ لگتا ہے جسے ناک نینتی تالی کے ایک ہول میں سطر فریز صاحب جیسے کھانا کھا رہے تھے اتفاق سے ایک بنگالی باجو صاحب بھی وہاں پہنچے اور حکم فرمایا کہ ہمارے واسطے مرغ کے ٹکٹس تیار ہوں اور پھر صاحب مدد دے ہول کے مہجور کو کہ وہ بھی یورپین میں بلوایا اور کہا کہ اگر ہر جگہ کہ اس ہول میں ہندوستانی بھی آتے ہیں تو ہم ہرگز بیان نہ آتے یا تو انکو اٹھا دو یا ہمکو بیچو گے کیا آپ خود انصاف فرمائیے کہ ہم دکاندار آدمی بھلا کیونکر ممکن ہے کہ ایک شریفیہ تنظیم میں آئے اور ہم کو کہیں تو کیا

سے نکلی۔ یہ غیر ممکن ہے ہمارے نزدیک آپ اور وہ دونوں برابر ہیں۔ یہ باجوڑ انامی وکیل ہے۔ اور ہزار بارہ سو روپیہ کی آمدنی ہے۔ ہمکو جو شخص روپیہ دینگا اسکو ہر گھانا پینا شراب برت جو مانگے گا وہ دینے مگر ان کو پینے کیلئے آدمی کو نہیں آنے دے سکتے دوسرے کسی اور فاحشہ بازاری عورت کو۔

بگتنگلو صاحب نے سنی اور شیوہ سے مکر کر کہا کہ میں کلکتہ میں بلبر ہولوں میں کھانا ہوں۔ کہہ نہ کہ ہول اور ہول دی ہول اور گریٹ ایٹرین ہول اور نرج ہول بڑے بڑے ناچ ہول میں ٹکا ہوں اور کھانا کھا یا ہے اور بڑے بڑے جلیل اقدار عدلہ داروں کے ساتھ کھانا کھا یا ہے مگر یہ سب کچھ نینت یا تھا فریز صاحب نے کہا دل باجو ہم ہندوستانوں کا بہت بڑا دوست تھا اور اُن سے ملتا جلتا بہت تھا۔ مگر اب کو معلوم ہو گیا کہ ہندوستانی اس قابل نہیں ہے کہ ہم اُن سے ملے ہم نے بڑا دھوکا کھایا ہے۔ باجو۔ میں جانتا ہوں آپ کو تربیت یافتہ ہندوؤں سے سابقہ نہیں چڑا ہے۔

ف۔ ہمیں خود نہیں منظور ہے کہ واسطے کہ تربیت یافتہ ہندی ذرا کرشمہ ہوتے ہیں۔  
ب۔ کیا آپ بھی اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے خلاف ہیں۔

ف۔ بالکل آپ لوگ تعلیم پا کر گامیان دینے لگتے ہیں۔ البتہ بل اور لوکل سلف گورنمنٹ کے لیے جھگڑاتے ہیں۔

ب۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کنزرویٹو ہیں۔ اسوج سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم نہیں پسند کرتے۔

ف۔ جیک ہم گلیڈ اسٹون کی جماعت کے نہیں ہیں ہم

بسرل فرقہ کو بہت برا سمجھتے ہیں۔

ب۔ میں گلستانوں میں ہوں وہ ہمارے ہندوستان کے بڑے ہی خواہ ہیں۔

ف۔ ہندوستان کا نام بھی ہم لوگ کبھی پارلیمنٹ میں نہیں لیتے تھے مگر اس پورے براعظم اور فاسٹ نے ہندوستان ہندوستان ہندوستان کا نام شروع کیا۔

ب۔ اب تو سرگھوس پارلیمنٹ کی بھری کی کوشش کر رہے ہیں۔

ف۔ یہ بالکل پناہ کی کبھی نہیں ہو سکتا۔

ب۔ ہاں ابھی تو نہیں ممکن ہے۔ مگر ہو گا ضرور۔

ف۔ ہزار برس تک نہیں ممکن ہے ہرگز نہیں۔

ب۔ راجہ رام مال سنگھ صاحب کا لے کر نکلا دے بھی کوشش کرنے ہیں اور سرگھوس بھی کوشش کرتے ہیں۔

ب۔ جب آپ جلال الدین اکبر شاہ ہونے کی درخواست دینگے تب ہم بھی پارلیمنٹ کے ممبر ہونے کی کوشش کریں گے۔  
ف۔ دیکھو صاحب یہ کہ آپ نے بہت سخت کہا لیکن اگر انگریزی خوان نہ ہوتے تو کبھی آپ کو اسقدر جرأت نہوتی۔ آپ ایم۔ اے ہیں۔

ب۔ میں۔ بی۔ اے۔ بی۔ اے۔ ال ہوں لکھتے یونیورسٹی کا۔

ف۔ ہم سمجھ گئے تھے۔ جو اعلیٰ تعلیم آپ نے نہ پائی ہوتی تو ہرگز آپ اسقدر سخت جواب نہ دیتے۔

ب۔ تو اسی سبب سے آپ نے یہ رائے قائم کی کہ ہندوستانیوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم نہ دی جائے۔

ف۔ بیشک بس آپ لوگوں کو رڈ رنبر۔ تک پڑھنا کافی ہو زیادہ کی ضرورت نہیں ہے بس کرائی خانے کا کام۔

ب۔ اگر آپ کا اختیار ہو تو ہندوستانیوں کے ساتھ یہی برتاؤ کریں۔ افسوس۔

ف۔ بھلا آپ ریل کے کس درجہ میں سفر کرتے ہیں۔  
ب۔ فرسٹ کلاس میں۔ یہ کیوں پوچھا آپ نے۔

ف۔ اچھا آپ ہی انصاف سے کہیں کہ یورپین اگر آپ کے درجہ میں بیٹھا ہو تو آپ کو کس قدر تکلیف ہو۔

ب۔ میں اس درجے سے بھاگ جاؤں۔ مجھے تو ہوا کہ ایسا نہ کہ میں شراب پی کے بگڑ جائے۔

ف۔ (ہنسر) آپ لوگ ڈرپوک ہوتے ہیں۔

ب۔ ڈرپوک نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ درجہ ہے کہ حرا خراسے سے سب ڈرتے ہیں۔

ف۔ (تمسک لگا کر) اردو خوان آدمی یا پڑانے فشن کا آدمی کبھی اس بے تکلفی سے بات نہ کرتا۔

ب۔ مجھے ہمیشہ انگریزوں ہی سے صحبت رہی ہے اور میں بالکل شل یورپین کے بسر کرتا ہوں۔

سر فریڈ نے اور بھی کئی باتیں ہندوستانیوں کے خلاف بیان کیں اور کہا ہمارے ان جواب کی رائے

داخلی صحیح تھی جنہوں نے ہم سے کہا تھا کہ ہندی اور اہل یورپین کا میل جول ہرگز نہیں ہو سکتا لیکن

نہیں کہ ہندوستانی آدمی اور یورپین باہم ملکر رہ سکتے ہیں لیکن جس جگہ یا کوئی میں انگریز رہتا ہوں میں

ہندی رہے اور یورپین کے خلاف نہ گذرے آپ لوگوں کا قاعدہ ہے کہ ایک شخص اخبار خرید لگا تو

آدمی اسکو پڑھیں گے اور ہم اگر تین انگریز ایک کو ٹھکانا رہتے ہو گئے تو تینوں کے پاس علاحدہ علاحدہ

پرچہ لیاں گے۔  
بابو صاحب نے جواب دیا ہم لوگوں کو انجیل یعنی کلاسٹر

اچھا بوئین آیا۔

ب۔ آپ انہی قوت شامہ کا علاج کریں۔

ف۔ دل ہم نہیں جانتے کہ عطر کا قصور ہے یا ہماری قوت شامہ کا قصور ہے۔

ب۔ نہیں عطر ہی کا قصور ہے۔ افسوس کہ آپ لوگوں کی قوت شامہ ہم لوگوں کی قوت شامہ سے بالکل مختلف ہے ہم جب کبھی اپنے یہاں کا عطر سونگھتے ہیں تو جی خوش ہو جاتا ہے اور طبیعت بشاش ہوجاتی ہے۔

ف۔ بالوصاحب ہمد اگر کوئی لاکھ روپے بھی دے تو بھی ہم نہیں سونگھ سکتے۔

ب۔ (دل میں ہنسر) بھوے سے بھی نہ سونگھیں گے بدبودار چیز ہے۔

ف۔ آپ نے کبھی نیپرا کا استعمال کیا ہے کس قدر عمدہ اور خوشبودار شے ہے۔

ب۔ ای ہو۔ اس سے بڑھکر بدبو کی چیز کوئی نہیں ہم ہونٹوں میں برسوں سے کھاتے آئے ہیں۔ مگر نیپرا بھی بدبودار شے کبھی نہیں دیکھی۔

ف۔ نیپرا اور بدبودار شے بس انتہا ہے۔ آپ کے حسی خوشبو کتنی اچھی ہوتی ہے۔

ب۔ ہاں !!! اب آپ کو حق پر بھی اعتراف ہے آپ کے چرٹ میں خوشبو آتی ہے۔ اور ہمارا حق بدبودار چیز ہے آپ نے یہاں کا تمباکو سونگھا ہی نہیں ٹپکے علمایا سے ہے کونسا کوئی نفسہ سنکھیا ہے مگر استعمال کے سبب سے نہیں معلوم ہوتا اور چرٹ کو حق پر ترجیح ہے۔

ف۔ ہم اس گھٹک کو ہر گز نہیں سمجھ سکتے نہیں معلوم آپ یہ کونسی قدر کر رہے ہیں۔

شوق نہیں ہے جتنے آپ لوگوں کو ہے لیکن تربیت یافتہ ہندوؤں میں البتہ مطالعہ اخبار کا چرچا اور شوق ہے کوئی ہندوستانی ایسا نہیں جو اخبار نہ پڑھتا ہو۔ ہر شہر اور اکثر قصوبوں میں ایسے ایسے جلسے قائم ہوئے ہیں جن میں اخبار آنے میں اور لوگ جمع ہوتے ہیں ادھر بڑے شوق سے پڑھتے ہیں ان لوگوں میں ابھی بہت چرائین ہیں جو گدڑی نہیں پڑھتے ہیں۔ ورنہ اگر گدڑی خوان جتنے ہیں وہ سب پڑھتے ہیں۔ شاید ہی ایسے ہونگے جو نہ پڑھ سکیں۔ مگر آپ نے تو ایک نواب صاحب کی حرکات پر سب کو قیاس کر لیا اور یہ بھی نہیں ہر لکڑی بلی کو بھی بدبو نہ تو آپ کا ذرا فرق نہ معلوم ہو کہ ہندی رہتا ہے یا انگریز جس میں اگر تیز یافتہ ہندوؤں سے ملاقات ہوتو یہ خیال دور ہو جائے۔

مسطر فریاد صاحب نے کہا ایک روز قیستی سے ہمارا اور ایک ہندو کاریل گاڑی میں ساتھ ہوا الیہر آدمی تھا مگر ہمارا جی چاہتا تھا کہ ہم گاڑی سے بھانڈ پڑے۔ اس کے کپڑوں سے بو آتی تھی اس نے عطر لگایا تھا۔

مگر چھوٹکی سی بو آتی تھی شاید خدا کا عطر تھا۔ ہماری طبیعت بہت گھرائی۔ بالوصاحب اس فقرے پر

بہت ہنسے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ لوگ ہندوستانی عطر کو اس قدر برا کیوں سمجھتے ہیں۔ آپ کے عطر

کی بھلا اس عطر کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ مگر کیا معلوم کیا سبب ہے کہ آپ لوگ عطر اس عطر سے نفرت کرتے ہیں

ف۔ اور کھٹل کا لواتی ہے سر کوٹھنے لگتا ہے۔ بڑی بُری چیز ہے بالکل خراب۔ چکنائی ہوتی ہے۔

ب۔ جی ہاں کھٹل سے بھی بُری بو آتی ہے۔

ف۔ بالہو سنے جیسی اور خدا اور برگ خدا اور سوتے کا عطر سونگھا کوئی عطر اپنی نہیں رہا مگر سب بدبودار چیزیں

مگر یہ سب اداسیات بات ہی فقط ہندوستانی ہیں ہر بالکل  
ہندوستانی ہیں صاحب آپ لوگ لاکھ پڑھ لکھ جائیں پھر  
ہندوستانی ہیں۔ آپ ابھی وہ طرز معاشرت سیکھے ہی ہیں  
جوانانی کو سیکھنا چاہیے۔

ب۔ ہم لوگ آپ کے نزدیک مثل جانور دن کے ہیں۔  
مگر!۔ افسوس ہزار افسوس۔

ف۔ آپ لوگوں نے۔ آپ لوگوں سے میرا مطلب  
صرف بنگالیوں سے ہے۔ آپ لوگوں نے بیشک بڑی  
ترقی کی ہے۔ واقعی آپ لوگ بہت اچھی اچھی سمجھتی ہیں  
ہیں۔ مگر خط لکھنا نہیں جانتے امین بالکل کورے۔

ب۔ وجہ یہ کہ انگریزی غیر زبان ہے۔  
ف۔ آپ کا نظم خط میں ذرا بھی نہیں چل سکتا۔

ب۔ عرض کیا کہ غیر زبان ہے۔ اصل زبان اور ہم میں  
خود فرق ہوگا۔ آپ اردو کیسے بولتے ہیں کڑا یہ

لے ہیں جو برسوں سے اس ملک میں رہتے ہیں اور اس  
ملک کی زبان میں بول سکتے۔

ف۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کا طرز معاشرت  
بہت ہی خراب ہے۔

ب۔ سگریٹ پین جانے کہ تربیت یافتہ ہندوستانی اس سے  
بالکل بری ہیں۔

ف۔ تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ دونوں کیساں  
ہیں غیر ہر نوکری نہیں اور کسی پر تو میسر نہیں اور کلاں  
ایسا کہ شاید ہم اپنا بادچی خانہ بھی نہ بنائیں۔ کراہیہ  
تو آپ لوگ کبھی پانچ چور پیہ سے زیادہ نہیں کہتے آپ  
غور کریں ہم شاید نو سو اسی سو پیہ سب ملا کر پاتے  
ہیں اور ایک سو روپیہ کو کھٹی میں رہتے ہیں مطلب  
یہ کہ ہم جس کو کھٹی میں رہتے ہیں اس کا کراہیہ سو روپیہ

باید صاحب نے کہا افسوس ہے کہ کچھ کرسی سمیت یافتہ  
ہندوستانی کی محبت نہیں ہوئی ورنہ آپ ہم لوگوں کو  
استقدر ذیل دوا ہرگز ہرگز نہ سمجھتے۔ آپ کے نزدیک  
تو نر ویک نوکری ہندی اعتبار کے قابل نہیں ہو مگر  
یہ آپ کی غلطی ہے۔ ہندوستانیوں میں ایسے آدمی بھی ہیں  
پائے گا ہوا انگریزی داب واداب سے بخوبی واقف ہیں  
فرد صاحب مسکراتے اور منہ بنا کر بولے۔ دل  
ہمے اور نواب محمد عسکری سے بہت دن کی ملاقات ہے  
اور ہم اس کو بہت اچھا سمجھتے تھے۔ مگر اب مجھے اپنی  
راسے بدل دی۔ ہندوستانی اپنے صاحب کو کوئی چیز  
نہیں سمجھتے ہم سے وعدہ کیا کہ ہم ساتھ چلیں گے اور اظہار  
کیا کہ ہمارے دوست ہی کو بھی یہ نہ لکھا ہے دیکھا  
نہجے دریافت کیا کہ آپ کی موت جائے گی۔ آپ ہمارے  
یمان آئیں گے یا ہم آپ سے ملین یا ریل کے اسٹیشن پر  
ملاقات ہوگی۔ کھلا بھیجا کہ راستہ اسی طرف سے ہے  
آپ آئیے تو ہم اور آپ دونوں ساتھ چلیں ہم غنیمت  
کئے بلکہ وقت کے آدھ ٹکٹ پہلے کیونکہ ہم خوب  
جانتے تھے کہ ہندوستانی آدمی کا ساتھ ہے۔ وہ بالکل  
نے کہا کہ نواب صاحب نے آج کھانا دیر میں کھایا  
اس سبب سے طبیعت ذرا سست ہو گئی ہے حکم ہے  
کہ ہمکو ہرگز ہرگز نہ چکاؤ۔ ہم آگ سمجھو کاہو گئے  
اور ان کے آدمیوں نے ان کے ہمکو گھیر لیا۔ سوقت ہمارا  
مزاج میں بڑا غصہ تھا مگر مجھے غرضاً کیا۔ نہیں تو ہم  
دو چار کو مار بیٹھتے تھے کما وہ نواح جاننا لے تھے۔  
اگر فائدہ تو نبی تال جائیگا تھا کما حضور سامان تو سنبلا  
ہو مگر سڑا کی طبیعت بے لطف ہے۔ مجھے پوچھا کیا بیماری ہے  
ہیضہ ہوا ہے۔ کما کھانا دیر کر کے کھایا تھا اس سبب سے بیمار ہو گئے

ہو بھلا کبھی ہندوستانی جس کی آمدنی آٹھ سو روپیہ ہو  
سورور کے کالے کی کوٹھی میں رہ گیا۔

ب۔ ہرگز نہ بیگیا سو کیا پیاس بھی نہ دگلا گزرتی  
یا ہندوستانی اگر بیچ بھجائے یا سٹنٹ کشتہ  
تو ضرور عمدہ سے عمدہ کوٹھی میں رہ گیا۔ ہم لوگ بھی اب  
آدمی بنتے جاتے ہیں آپ کیا فرماتے ہیں۔

ف۔ صاحب انگریزی لباس سے آدمی نہیں بچتا ہے  
انگریزی کپڑے پہن لیے تو وہ بات کمان۔

ب۔ میں تو خود تسلیم کرتا ہوں۔ مجھے کب انکار ہو۔

ف۔ پھر بھلا آپ لوگ اپنے ملک کا انتظام اپنے آپ  
کیا کر سکتے ہیں اور اسی پر لڑتے ہو کہ ہم کو مل سلطنت کو غرض  
ہوں اور ہم مینٹننسل کا انتظام اپنے آپ کریں کچھ  
نہیں کر سکتے۔

سے دیر لے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

دوسرے روز نواب فرما کر اب محمد عسکری صاحب بھلا  
صورت جنگ اور انکے رفقاء مصاحبین چاندنی کے محل سے  
خارج ہو کر خوش گیلیاں اڑا رہے تھے کہ نواب جھپٹن صاحب  
اور رونق جنگ اور آغا محمد اٹھائے اور نواب صاحب  
سے کہا کہ منشی مہراج علی کو بلو ایسے۔ اتفاق منشی مہراج علی  
بھی آگے پر لڑے ہوئے تشریف لائے آغا محمد اٹھائے  
انکو اسکے سپرد کیا تو منشی کما (لدا ہر) اس فقرے پر  
رونق جنگ اور نواب محمد عسکری نے جہانگ کرد کیا تو  
منشی مہراج علی سے جلیک سلیک ہوئی۔ آپ کو کچھ  
جہان لواب صاحب مجھے تھے تشریف لائے اور لکھا  
سے دھڑا آئے انکے والے کے لیے طلب کیا اور اذخہ  
فوراً طرہ آئے دے دیا۔

منشی مہراج علی نے بیٹھے ہی قسم لگایا اور کہا یا قہر  
خواہ خواہ کھو دو حق کرتے ہو سب بھائی ہوتے آخر تمہارا کیا لگا  
ہو اسے یارین لڑا کہن سے تیر دوست ہوں۔ نواب  
مگر وادہ تو مجھے ذلیل کرتا ہے محمد عسکری نہیں سمجھے کہ انکا طلب  
کیا ہے جو بوجھا آخر آپ فرماتے کیا ہیں مجھ سے کون سی خطا  
سرزد ہوئی کیا یا راب اڑو نہ بہت۔ یہ کیا حرکت تھی کچی  
ایک دفعہ تو ہم جیت پڑا ائی۔ شیر زمین تو کچھ ہرج مہرج نہیں کر  
دوسری دفعہ اس شیدی سے ڈھ بھڑھائی۔ ابکی اپنے آپ  
اور گل کھلایا محمد عسکری واقعی نہیں سمجھے کہ اس شخص کا کیا  
مطلب ہو کما بھائی کے سر کی قسم (سر پر ہاتھ رکھ کر)  
واعدہ جو میں دروغی سمجھا ہوں کہ تم کہتے کیا ہو۔ مجھ کو  
معلوم ہو کہ نازو نے آپ کو جیت لگا تھی یا شیدی کے  
پاس آپ آرام کرنے گئے تھے اگر آپ کو میری بات کا  
نہیں آتا تو مجبوری پر بس اب میں اور زیادہ نہ کہو لگا  
مہراج علی نواب صاحب کی خوشامد کرنے لگے۔ یا رکھے  
اب یقین آگیا مگر یہ کل کسی شرارت تھی میں آپ سے  
صاف صاف عرض کر دو لگا میرے پاس ایک عورت کی  
اسنے کہا آپ مجھے جلنے میں میں نے کہا ہاں جانتا ہوں  
کیونکہ کما حضور میرے گھر تک چلے جلیں۔ میں نازو  
بٹاؤ لائی اور اس سے کہو ٹکی کہ ایک بگم کو مل کے  
جوڑیاں بٹھا دے مگر وہ اسقدر بد نشین میں کو عورت  
تک کو بے جانے بوجھے اندر نہیں جانے دیتیں میں  
بھئی راضی ہو گیا اور اسے گھر گیا۔ وہاں ایک کوٹھی  
میں بیٹھا تو عورتی والی آئی اور مجھ سے سوس عورت نے  
کہا بیٹھے بیٹھے آئی نازو انگین (پانی نازو) اس فقرے نے وہ مرد  
دل میں اندوہن داغ و اندوہل من  
پھر ملک گیا۔ ہاں آپ کی نازو۔

نواب۔ ہاے رفیعہ علی ہو گئے مہراج بلی۔

آغا۔ یہ کیا گفتگو ہو رہی ہے نواب صاحب۔

مہراج۔ دیکھو نواب یار کسی سے ذکر نہ کرنا بھائی جان۔

نواب۔ آپ باگل ہین میں کچھ بیوقوف ہوں۔

مہراج۔ بس بھائی صاحب مجھے ایک کوٹھری میں بٹھایا

اور کہا سیکم صاحب کے واسطے چوریاں نکالو اور مجھ سے

کما حضور تا تم نکالے۔

نازرو بلی حضور میں تو عورت ہوں مجھ سے آپ کیوں

پرہیز کرتی ہیں مگر اس عورت نے اشارہ کیا کہ ہرگز ہرگز

باہر نہ جانا خبردار اب میں کیونکر باہر جا سکوں۔ میں

دروازے کے پاس جا کر بیٹھا اور ہاتھ باہر نکال دیا نا زرو

نے چوڑیاں نکال کر ہینا میں میں نے ایک روپیہ اس

کو دیا اور آہستہ سے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کر دکھا کہ ہم اور

نازرو باقی تھیں اور نہ میں بولیں اسے کہا جب سبھی کی

آواز اٹھائی تو آپ باہر نکل آئے گا کوٹھری دیر میں کسی

سینٹی بجائی اور بندہ فوراً باہر آیا تو کیا دیکھتا ہوں

کہ ایک بوڑھی عورت آصف الدولہ کے قتل کی چوڑیوں

کا ٹوکہ لینے بیٹھی ہے۔ ارے لاول ولاقوہ !!!

اور اس پر طرہ یہ کہ کافی۔ پوچھا کہ تم ہی نے

چوڑیاں بٹھائی تھیں اس نے بولے منہ سے کس

بی جان ابھی دام بھی نہیں ملے اور اس عورت کا

کیس چہ نہیں گھر بھر میں کین نہیں میں نے جوتا پسنا

اور چلا۔ چلا کیا معنی بھائی گا۔

نواب۔ سبھی والدہ جو مجھے اس امر کا ذرا بھی علم ہو۔ یہ

اتھو کوئی شخص آپ کے پیچھے پڑا ہے۔

آغا۔ ارے بار بار یہ بحث ختم بھی ہو گیا بائین۔

نواب۔ ابھی آئے ذرا تھیلے میں ان سے باتیں ہوں۔

مہراج۔ ابھی سنے تو اس سے بڑھ کر دل لگی ہوئی رہا

وہ یہ کہ ہم بگ ٹیٹ بھاگے تو بوجھلائے ہوئے گلی سے نکل کر

جب بازار میںی سڑک پر پہنچے تو داروغہ پرست ملے۔ آغا

نشی مہراج بلی صاحب ہیں۔ مزاج اقدس۔ آئین ہمارے

میان یہ کیا بات ہے۔

مہراج۔ بات کیسی۔ کیا بات کیا۔ میں کچھ نہیں۔

داروغہ۔ آپ اس وقت اپنے ہوش میں ہیں کبھی واہ۔

مہراج۔ یہ کیوں کیا سیوش کی کیا بات ہے۔

داروغہ۔ تم بالکل مسخ ہو گئے۔ واسطہ مسخ ہو گئے۔

بڑے افسوس کی بات ہے۔

مہراج۔ آخر یہ کاہے سے کچھ کہو گے بھی۔

داروغہ۔ بس اب کیا کہیں۔ بڑے سچ کا مقام ہے

تمکو آخر یہ ہو کیا گیا ہے۔

مہراج۔ ارے بھئی کیا ہوا کیا یہ سچ کاہے کا ہے۔

داروغہ۔ ارے کبھی تجھ کو یہ ہو کیا گیا ہے۔ یہ آپ

کے ہاتھوں میں کیا ہے۔

مہراج۔ ہاتھوں میں۔ ارے لاول ولاقوہ۔

مہراج بلی نے اپنی یہ سرگزشت اپنے آپ بیان کی

کہ چوڑیاں پتھر مکان کے باہر نکل آئے۔ یہ ہوش نہیں

کہ چوڑیاں ہاتھ میں پھنپھن ہوئے ہیں۔

نواب صاحب کو اس قدر ہنسی آئی کہ کوٹنے لگے۔

آغا محمد اطہر اور رونق جگ اور کل حاضرین جلسہ سے

کہنڈیا اور سب کی ٹوٹن کو تھری سی حالت ہو گئی مگر

یہ کسی کو نہیں معلوم تھا کہ یہ کن حضرات کی کارستانی

تھی۔ مہراج بلی نے کہا بھی میں واعدہ یہ سمجھ ہوئے تھا

کہ نازو ہی ہے اور میں اس قدر خوش تھا کہ میان سے

باہر نکل باہر آتا ہوں تو بوڑھی کھپٹ عورت اور لڑکی



میرے دیرانے میں بھی ہو جائے ہر چہ چاندنی	<p>طرہ ہوا کہ دی چڑیاں پنہے ہوئے باہر نکل آیا اب سنئے کہ میں داروغہ پوٹ سے باتیں کر رہی رہا تھا کہ پیشکار صاحب اور مولوی محمد نور صاحب اور لالہ گور سہاے اور دہ کپل نام لیجئے انکا خیر۔ یہ گاڑی پر سوارا دھرے جاتے تھے اسنوں نے گاڑی رد کی اور اترے اور کہا ابن ! یہ رنگ بد لا اب آپ سکھی بنے ہین۔ بیان یہ چڑیاں کیسی کیا معاملہ کیا ہو۔</p> <p>پیشکار بھی کمال کیا والدہ۔</p>
<p>آخر نے کہا حضور۔ یہ خواجہ صاحب کا شعر ہو۔ اے آتش دے آتش خواجہ صاحب خداے سخن تھے غیر سخن مین۔ خداے سخن۔ یہ انھین کا شعر ہو۔</p>	<p>ہو حکم شمشہ کوئی تلوار نہ باندھے سب اور جی اور حسین کوئی تیار نہ ہونے</p> <p>مولوی۔ والد اس شخص کو خط ہو گیا اور خدا کی قسم لالہ۔ اب اس سے بڑھ کر خطا اور کیا ہو گا۔ آپ ملاحظہ فرمایا ہین۔ لالہ دلالتو۔</p> <p>مولوی۔ اسے آخر یہ کیا جنوں ہو۔ چڑیاں پنہے ہین بازار میں کھڑے ہو یہ تمکو ہو گیا ہو۔</p> <p>پیشکار۔ میری سمجھ میں نہیں آتا ہو کہ یہ معاملہ کیا ہو۔ اتنے میں ایک چوہا رنے آنکر عرض کیا کہ خداوند ہا پار سے ایک نشی جی تشریف لائے ہین گاڑی پر سوار ہین۔</p>
<p>ہو کر راجہ چاند کے ٹکڑے ادھر آ جا بھی میرے دیرانے میں بھی ہو جائے ہر چہ چاندنی</p>	<p>نواب صاحب نے من سے کہا ہا کے لاؤ۔ من کے ساتھ منشی فیض صاحب تشریف لائے شاعر غرا آنکر دیکھانے انصاف نے بڑے تباک سے استقبال کیا اور کہا آئیے نشی صاحب حضرت یہ آپ کمان غائب ہو جایا کرتے ہین کوئی ایک صدی کے بعد آج دیدار نصیب ہوئے۔ کہا حضرت مجھ سے اور آپ سے بگا کہن کے نیلام ہین ملاقات ہونی تھی اسکو کوئی وارضائی مینے ہوئے۔ ہا۔ تاریخ کو میرے ان شاعر ہو نہیو الا اور طرح کا مصرع ہو۔</p>
<p>نواب۔ اہا یا ہا۔ نور کے مصرعے ہین بجان ادر۔</p> <p>اختر۔ حضور کوئی کہ تو مے بھلا کیا بجال۔</p> <p>مسخرہ۔ حضور آپ لوگ نام کی قدر کرتے ہین کلام کی قدر نہیں کرتے۔ سن لیا کہ خواجہ صاحب کا شعر ہو لبس تعریف کے بل باندھ دیے۔</p> <p>ممن۔ ہاں تو کیا آپ کو خواجہ صاحب کے خداے سخن ہوئے میں شک ہو۔ آپ پاگل ہین۔</p> <p>مسخرہ۔ مجھے مسلم ہو گا آپ کے والد بھی شاعر تھے اور جہاں صاحب تخلص کرتے تھے۔</p> <p>ممن۔ چپ۔ تمھارے والد ہو گئے ماستقول۔</p> <p>نواب۔ (ہنس کر) اخا تو آپ بڑے شخص کے لڑکے ہین ممن حضور یہ سچے ہین گایا ہا بکنا ہر لالہ لبس اور کیا کہوں۔ بہودہ ہو۔</p> <p>مسخرہ حضور ایک مطلق غلام نے بھی عرض کیا ہو بڑے معرکہ کا مطلع ہو۔</p> <p>نواب۔ فرمائے فرمائے مگر آتش کے مطلع سے کم نہو۔</p> <p>مسخرہ حضور بس اب نہ پڑھو گا آتش اور یہ مقابلہ کہنے لگے۔</p>	<p>جہاں آسا من دم بہتر ہا ہون تیری شادی کا نہایت غم جو اس قدر کہ دور رانی جلدی کا</p>

<p>نہیں بالکل الگ کوئی بحث ہو نہیں اور شعر سنئے گا۔          اختر فرمائے فرمائے۔          مسخرہ سنئے کہتے ہیں۔</p>	<p>اختر۔ بارگ امد و سر اشعر ہوا ہی نہیں الیا۔          مسخرہ۔ ہاں اپنی اپنی راے ہو ورنہ اس شعر میں غلطی ہو          رونق۔ یعنی وہ اپنا مطلع تو سننا تو اس جھگڑے          سے کیا فائدہ ہو بھلا۔          مسخرہ۔ حضور ذرا غور سے سنئے گا سب صاحبیری          حرف حوجہ ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہے۔</p>
<p>جھپ جھپ جانے دن میں گر ہو سائے اٹھ سکے          رات کو آئی تو کیا آئی نکھر کر چاندنی</p>	<p>سہول کر اچھا جانے کے ٹکڑے اور آج بھی          یہ سہل دیرانے میں ہی ہو جائے دم بھر چاندنی          اور غلام نے عرض کیا ہے۔</p>
<p>اختر بھی اس شعر نے تو دلطف دیا تو کچھ نہیں          ضرورت ہے۔ مگر۔          راوی۔ مگر کے بعد کچھ کہنے کو تھے کہ مسخرہ بگڑ گیا          اور کہا اگر دنیا میں کوئی اس شعر کا جواب دے سکے          تو ٹانگ کی راہ نکلا جان دل لگی اس کو چے میں کوئی          قدم دھر سکتا ہو دن کو چاندنی میں ہو سکتی ہو یہ ظاہر          ہے۔ اچھا اور مرہ یعنی آفتاب یعنی ہی (ما تھ کے اشارے          سے) آفتاب دن ہی کو نکلتا ہے اچھا چاندنی اگر رات کو          نکھر کر کوئی تو کیا۔ قاعدہ ہو کہ صورت اور حسن کا          اصلی حال دن کو معلوم ہوتا ہے۔ چاندنی کو خوب معلوم ہے          کہ دن کو اس میں کوئی مشرق کا مقابلہ نہیں کر سکتی          لہذا رات کو آتی ہے۔ اور چاندنی کا نکھرنا خاص محاورہ          ہے۔ خداوند عرض کیا ہے۔</p>	<p>یہ عجب اندھیرا جیتی سے مر کر چاندنی          ہو کوئی سبب نہج کوئی ڈھٹی کلکٹر چاندنی          کل حاضرین دربار کو سننے لگے محفل لٹ گیا۔ پورے          ایک گھنٹہ تک قہقہہ رہا۔ ڈھٹی کلکٹر چاندنی کیا فائدہ          چمکا ہے۔ خواجہ صاحب ڈھٹی کلکٹر کا لفظ کمان سے          لاتے ان کے وقت میں ڈھٹی کلکٹر تھے کمان اور (جیتی ہو          مر کر چاندنی) اس تلاش کو تو لفظ فرمائیے۔ یعنی          ایک رات چاندنی ہو کل اندھیری رات ہو تو چاندنی          مرگئی اور در کے پھر زندہ۔ مسخرے نے کہا خداوند          انصاف شرط ہے سبب نہج اور ڈھٹی کلکٹر دونوں          ایک ہی مصرعے میں آگئے۔</p>
<p>اس پری کو کیا غرض ہو آجین اور صاحبوں سے          بھونڈی صورت ہو چھیلتی ہو پور چاندنی</p>	<p>اختر۔ اور حضور ر دلیت اور قافیے میں کشف          مناسب ہے ذرا یہ تو لحاظ فرمائیے۔</p>
<p>Powder          مومن۔ یہ پوڈر کیا شے ہے۔ یہ نہایتا ہے کوئی۔          نواب۔ پوڈر میں لگاتی ہیں۔ مشور لفظ ہے۔          مومن۔ او۔ ہم سمجھتے تو خداوند پوڈر لگانا چاہتا          ہے۔ پوڈر ملنا محاورہ نہیں ہے۔</p>	<p>ہو کوئی سبب نہج کوئی ڈھٹی کلکٹر چاندنی          کوئی سبب نہج ہو اور کوئی ڈھٹی کلکٹر اس کے بعد          چاندنی کا لفظ غیر سے کشف و موزون ہے۔</p>
<p>مسخرہ۔ (بہت بگڑا کر) آپ کی ایسی سی          محاورہ ہو۔ تو کیا چاندنی محاورہ۔ تو چا خدا بازار</p>	<p>مسخرہ۔ بس قابلیت عالم بالا معلوم شدہ۔          بیان وہ شعر کیا جہیں ر دلیت اور تالیف میں لگا دو</p>

<p>مین۔ اٹھ سے بیچ۔ حضور غلام نے ایک شعر عرض کیا ہے (اٹھ کے بھیر چاندنی) کہ بہت مشکل ہے۔          نواب۔ آئین اکبری۔ اٹھ کے بھیر چاندنی؟          مسخرہ۔ جی حضور کوئی کسے تو غن تو کئے تھے۔          رونق۔ اٹھ کے بھیر چاندنی۔ (ہنسکر) مقول۔          مسخرہ۔ حضور سنیں تو ابھی سے اعراض چڑنے لگے۔</p>	<p>اس جیسے کہ لفظ کے پھر کا دیا۔ عالی دماغ کا ثبوت کتنا اچھا ہے۔ چاندنی ہندی سے آتی ہوتا۔ بھڑاٹی مانگا کا اور کیا ثبوت ہوگا۔          مسخرہ۔ ہاں یہ کیا شعر عرض کیا ہے۔ نہ کیسے کا خدا نہ ہے۔          چودھویں کا چاند بھی جو ماند کیا صورت ہو؟          اس کے کھڑے کے مقابل ہو؟ دلد چاندنی</p>
<p>ساتھ زردی کے سفیدی بھی ہو بہن جلوہ گر          با خدا کیونکر گھسی اٹھ کے بھیر چاندنی          آدھ کھنڈ تک بھیر تنقہ ہا۔ بھی یہ کمال کیا ہے اٹھ کے          کے بھیر چاندنی۔ بڑی اوج کی۔ لینے لگے اور ثبوت          کیا اچھا ہے۔          نواب۔ بھی کمان جل کے چاندنی کو گھسا دیا۔          مین۔ اٹھ کے بھیر چاندنی۔ واہ استاد واہ۔          رونق۔ دامد نمبر اول کا مسخرہ ہر فرست کلاس۔          مسخرہ۔ غلام تو تنگ خاندان پیدا ہوا ہے چچا صاحب          جس مشکوک میں گئے اٹھ دیا۔ محفل کی محفل اٹھ گئی          لوگ اس قدر ہنسے کہ دو دو دن تک پیٹ مین دور رہا          اور ایک شاعر کے پیٹ میں حل رہ گیا۔          اسپر اور بھی زور سے توجہ پڑا اور نواب صاحب          ہنستے ہنستے کٹھ کھڑے ہوئے مسخرے نے کہا          حضور عرض کیا ہے۔</p>	<p>اور حضور ملاحظہ فرمائیے گا۔          ایک بھی چلنے نہیں پائی کیسے لاکھون جن          گوہر اردن سال سے آئی ہے لنگر چاندنی          مین۔ یہ لنگر کیا معنی یہ کون نشت کر۔          اختر۔ ہاں ہاں لفظ صحیح ہے۔ بن گیا چاند مشہور ہے          انکھروں میں جس طرح کہ لنگر رہا اور چھوٹے          مین۔ احاد۔ مین سے چھٹے سے مراد ہے۔          اختر۔ بیان مین کا نام بھی فرست میں داخل          کرتے ہیں حقا کی فرست میں انکو بھی دیکھ کر بیچے۔          رونق۔ شال! پہلا نمبر انکا ہونا چاہیے۔          نواب۔ جی ہاں۔ آپ شاعر اند          اعراض کرتے ہیں۔          دار و قہ۔ حضور کوئی ناری شعر نہیں ڈالیا انھوں نے          مسخرہ۔ دو ہزار کون دو ہزار ادھیکون          مین نے نیٹے گا۔</p>
<p>دہری خواجہ ہے اور یہ ہے غلامان غلام          اٹھ کے گھر کی ہے کینزک اور تیر چاندنی          اور خداوند ایک شہر اور عرض کر دنگ۔ دیوان نش          اور کلیات عزرا نوٹہ اسپر شمار کر دینے۔          اس میں سوتا نہیں ہرگز ہونہ عالی دماغ          میری جرت پر جی رہتی ہے جو چھپ چاندنی</p>	<p>ساقیا برست دہرتے جلوہ گر شدہ واہ واہ          جام آور جام آور جام۔ و خیر چاندنی          اس تذکرار نے اس شعر میں جان ڈال دی جام آور          جام آور جام۔ یہ بیانی لا شراب۔ جام۔ کیمنی۔          دار و قہ۔ واہ وا۔ خاص ایرانی محاصرہ ہے۔          نواب۔ جی ہاں تا آئی کے ہاں بھی آیا ہے۔</p>

بعض مستند شود۔ زیادہ چہ برطر اردو چہ تہند نمودہ آیہ فقط  
راقمہ۔ منشی مہراج بی متوطن کچوری دسلے کی دوکان کے  
پاس۔ اندرون جوہری ٹولہ۔ غنی عمدہ۔ فقط۔

اہو ہو ہو۔ کیا فارسی لکھی ہے خط کیا لکھا کہ منشی مہراج  
کی روح کو شرمادہا۔ گلستان بوستان دو تون گو۔ اول تو  
تخردی کے بعد لفظ (بندہ) کس قدر با محاورہ ہے۔ اور کلا  
کے بعد باشند کی شد ضرورت تھی اور دعل کے بعد ہجو اور  
یہ ایجاد بندہ کی مرکان سب سے بے نقہ بڑھ گیا خیر است  
اور باد (اور) کا لفظ بھی فارسی ہے یہ سب صاحب یاد  
اکھین۔ اور دیوان کے لیے لفظ مختہم الیرت کیا جو بن یا  
ہر اور زردو زدو کیا کیا لکھا گیا ہے منشی بہت ہی جلد بختند  
کے بعد خود خاص محاورہ غیر نری ہے۔ متوطن کچوری دسلے  
کی دوکان کے پاس) الاسمان العرب اور عو و دیوان  
کو اسے صدے کردے یہ کوری دسلے کی دوکان بھی لکھا  
ہو جہاں ایسے ایسے بلخاؤن رہتے ہیں۔

غرض کہ خط کا خط مصرع ہے۔ خط کیا زعفران زار ہے۔  
ہم تو منشی مہراج بی کے انکار کے قائل ہیں کہ وہ جو کہ  
اپنے کو عدت ہی سمجھتے ہیں۔ جب لکھینگے راقمہ۔ راقمین  
راقمہ۔ اور اپنے آپ میان ٹھو بیٹے ہیں مہراج بی کے منشا  
منشی نہر لکھینگے۔ خالی مہراج بی کیا معنی۔ مہراج بی  
کون کھکوا ہے۔ منین منشی مہراج بی والدہ حضرت کا۔ بھی  
مجیب دم ہے۔

نواب۔ یہ کیا لکھ رہے ہو یعنی۔ نازک کے نام خطا۔  
مہراج۔ خدا کرے وہ دن بھی آئے انہیں چہ بہتر بار  
اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد وہ دن آیا ہی چاہتا ہے کیا دوا  
یہ خط مہراج بی نے نواب صاحب کے آدمی کو دیا اور چیکے سے  
کہا منشی لو لکھو صاحب کے مطلع جاؤ اور یہ دو روپے رو جو کتا کچے

انصر۔ یہ درسی زبان کا لفظ ہے خداوند (مسکر کر)۔  
مسخرہ۔ درسی نہیں پہلوی کہو چلے وہاں سے درسی  
زبان ہو تمھاری دم میں خدا۔ باندھ دیا کہ نہیں۔  
ممن۔ بھی یہ درسی کے لیے خدا اچھا لائے۔  
رو فلق۔ اور دھڑکا لفظ کس ستم کا ہے اور بالکل بے  
شعر کے الفاظ سے کوئی سروکار ہی نہیں۔  
ممن۔ الفاظ بھی موزونیت میں بے مثل میں۔ سگر  
کس قدر جلد فراتے ہیں اس صنعت مہملہ میں تو انکا جواب  
نہیں ہے حضور۔

مسخرہ۔ جواب کیا میں اپنے وقت کا کندے ہوا ہوں  
نواب۔ یہ کیا خوب۔ آپ اپنے وقت کے کندے  
ہو این بلکہ اُنکے بھی بڑھ گئے

مہراج۔ کون؟ کندے سے ہا کوئی آدمی تھے۔  
مسخرہ۔ اور سننے گا۔ اور اپنے منہ کی ہر کہ میں فارسی  
بولتا ہوں منشی شخص کو خواجہ کندے ہوا کا نام منین  
معلوم رہے شعر کیا جھجکا خاک۔

مہراج۔ خواجہ کندے ہوا۔!! کیا کوئی شاعر تھے  
نواب۔ کوئی کی ایک ہی کمی۔ ارے بیان پر کہ  
نامی شاعر تھے۔ دیوان کندے ہوا چھپ گیا ہے۔  
منشی نو لکشر صاحب کے مطبع سے منگو ایچے جنا  
مہراج بی گول آدمی تو تھے ہی سوچے کہ یہ دیوان  
ضرور منگوایا جائیے۔

نذر واث کا غنڈ منگو اگر مطبع کے نام خط لکھا  
جنا کہ مخدومی بندہ سلامت باشند۔ دعا ہے  
ست اور باد ازراہ مہراج بی قدیم دیوان خواجہ  
کندے ہوا اہمیت ہر انچہ کہ منشی بھی باشند از خام  
گرفتہ نمودہ آید۔ اور دیوان منشی ایدہ زردو

خواجہ صاحب کا رنگ فق ہو گیا۔

اب بیٹے کے جواب صاحب کا خدنگار تو حلیہ کے طبع نہیں  
دیوان دفتر میں جو لوگوں نے پڑھا تو مقدمہ لگایا بھی یہ  
دیوان کندے ہوا کمان چھپا ہوا سب تھکے دیوان کئے  
جس معنی دار اور خالی کندے ہوا بھی نہیں خواجہ کندے  
ایک ظریف نے اس کا جواب لکھ کر خدنگار کو دیا۔ جب  
خدنگار جواب صاحب کی کوئی میں داخل ہوا تو منشی علی  
صاحب کو خط دینے ہی کو تھا کہ جواب محمد عسکری نے اس  
خط چھین لیا اور پڑھا تو ٹھکڑا کر کہنے لگا بھی کچھ اور  
بھی سنا منشی علی صاحب نے دیوان خواجہ کندے  
منشی نوکشا صاحب کے طبع سے منگوا یا تھا اسپر ہوا  
آیا ہے۔ جواب سننے کے قابل ہے لوگوں نے مقدمہ لگایا  
اور منشی علی صاحب جیسے جواب خط سینے۔

مکرم خاکسار تسلیم دیوان خواجہ کندے ہوا طبع کٹائی  
واقعہ نوچکر نگین طبع ہوا ہے۔ وہاں سے صاحب فرمائے۔  
مسخرہ۔ محضی والدہ کوئی ظریف آدمی معلوم ہوتے ہیں  
جی خوش ہو گیا اس وقت۔

نواب۔ طبع کریمائی نے پھڑکا دیا اور محلے کا نام  
بھی خوب لکھا ہے تو اب طبع کریمائی کی تلاش کیجئے اور  
یہ رونچکر نگین کمان پر ہے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیے۔  
ممکن حضور زفر و بازار کے پچھو اڑے ہے۔

مسخرہ۔ ہاں ہاں جی۔ رونچکر نگین من تو جانے  
گڑی ہے۔ انجانہ کی پیدائش وہیں کی ہے۔

منشی مزاج علی پہلے تو ان لوگوں کے مقدمہ نظر سے  
گھبھے تھے کہ انکو دھوکا ہوا انکے اب انکو یقین ہو گیا  
کہ میں اسکی کچھ اہلیت ہے۔ رونچکر نگین من طبع

کریمائی کوئی ضرور ہے اور زفر و بازار کا نام بھی انون

وام ہوں وہ دو اور کتاب لے آؤں ہے کتاب کا نام گدیا  
ہو خدنگار نے ایک سپاہی کو خط دیا۔

ادھر سفر کے اپنے چچی کی تعریف کرنی شروع کر دی  
کہ جناب چچا صاحب فن شعر کوئی من بے بدل تھے اور جس  
مشاعرے میں گئے وہاں محفل کو آگیا دیا۔

ایک مرتبہ راسے دارا رام کی بارہری میں مشاعرہ  
ہوا تھا اور بڑے سر کے کا مشاعرہ تھا تمام شہر کے نامی  
استادہ موجود تھے۔ اور طرح تھی۔ تو اسانپ کا۔ اور  
جوڑا سانپ کا حضور سنگ لانچ ہوا والدہ کوئی کہنے تو  
بھلا۔ خواجہ صاحب کا دعوم دھما می شعر مجھے یاد ہے۔  
فرماتے ہیں۔

دو نون زلفین کئی ہتی میں مے نالون پانچ  
بوجہ کرتا ہر مدائے زور جوڑا سانپ کا  
سحر اولی اچھی طرح نہیں یاد ہے۔ گر کیا کہا ہے لیکن  
جناب چچا صاحب کا اس سے بدرجہ باڑھا ہوا ہوا  
زلف کو کسی بنایا ہے کوڑا سانپ کا  
ہر سپستان فارسی ہندی سوزا سانپ کا

نواب۔ کیا خوب روایت اور قافیے میں کس قدر  
مشابہت ہے وہاں ہر سپستان فارسی ہندی سوزا  
اسکے بوجہ سانپ کا۔

ممکن۔ وہ انکے بھی چچا تھے حضور کیا لفظ ہوا ہے۔  
روایت۔ بھئی خوب کہا ہوا والدہ اور بے ساختہ۔

آخر۔ وہ انکے بھی چچا تھے خوب سمجھی۔  
مسخرہ۔ خداوند بشتی شاعر اور استاد و رئیس  
ایسا دیبا نہیں ہوں۔ جی دل لگی ہے مجھ سے مقابلہ  
کرنا کیا کہا کے کوئی مقابلہ کر لگا۔

ہر سپستان فارسی ہندی سوزا سانپ کا

نے باد رکھا۔

مسخرہ۔ یہ بہت چرائی کتاب ہے۔ مگر کیا دیوان ہے۔

مہراج۔ سمجھئے تو آج تک نام بھی نہ سنا تھا والدہ۔

مسخرہ۔ آپ نے ابھی سنا ہی کیا ہے۔ ۶

۱۰۔ بسیار سفر باید تا بجہ نشود خامے

ابھی آپ کی عمر ہی کیا ہے۔ کئی آدمی دو کچر بندی بیویاں  
کندے ہو پڑ چکے تو تیسرا ہوا گیا۔ یہ بڑے مرتبہ کا  
آدمی تھا شعرا کا پکڑنے میں اس کا نام سنکر۔

منشی مہراج بلی صاحب اپنے دل میں سوچے کہ ان گون  
سے کتنا تو کیا ہے۔ مگر رنوجکے رنگ کا پتلا کا کر طبع کر مائی

سے خواجہ کندے ہوا کا دیوان ضرور لینا چاہیے تو بلی صاحب  
سے رخصت ہو کر کاب گنج ہوئے اور وہاں دکانداروں

سے پوچھنے لگے کہ رنوجکے رنگ کہاں ہے۔ ان سب کو  
ایک دل لگی ہاتھ آئی۔ بوڑھے اور تین اور سیدھے

سادے کا نثاروں نے تو کہا ہر کہ نہیں معلوم مگر ان طبع  
دکانداروں کو گول آدمی سمجھ کر دل ملی کرنے لگے۔ رنوجکے

نو گھیا ری شہی کے پاس ہر تین تین سے پوچھتے  
گھیا ری شہی کے پاس نہیں ہے نو بے کے پل کے پاس

ہے۔ منشی مہراج بلی نے بیان سے نو بے کی راہ لی اور دل میں  
سوچتے جاتے تھے کہ اب چلے نواب صاحب کے سامنے

دیوان خواجہ کندے ہوا کے اشعار پڑھوں گا تو یکے سب  
جھیب جلتے۔ نو بے ایک شہور محلہ ہے۔ ۶

پل نو بے تہ زیر قدم پاک محل

کسی نے نو بے کے پل کی ابھی تاریخ کسی  
حضرات ناظرین اس مصرعے کا تلف صرف

اہل لکھنؤ ہی کو حاصل ہوتا لہذا یہ عرض کرنا لازم آیا  
کہ نو بے لکھنؤ کے ایک محلے کا نام ہے جو اشرف آباد

کے پاس ہے۔ اس محلے میں ایک پل بنایا گیا تھا اور  
پل کے قریب قدم رسول میں ایک شاعر نے اس کی تاریخ  
کئی ہے۔ ۶

پل نو بے تہ زیر قدم پاک محل

ابھی یہ تاریخ اسی شاعر کی ہے جس نے میان ٹھوٹا  
ایک شخص کی وفات کی یہ تاریخ کئی تھی۔ ۷

میان ٹھوٹا جو ذکر حق تھے رات دن نام حق رانگار تھے  
گروہ موت نے جو آدایا کچھ نہ بوسے بوسے لے لے

لے لے تاریخ ہے۔ ۱۲۳۰ ہجری۔  
منشی مہراج بلی صاحب اپنے دل میں بڑے خوش

تھے کہ نو بے میں رنوجکے رنگ کا پتہ پوچھ کر دیوان خواجہ  
کندے ہوا لینگے اور اس کے اشعار نواب صاحب کے

در بار میں پڑھینگے اور سب کو جھپانیکے کہ آپ کو گول لگی  
کرتے تھے اور ہر دیوان مل گیا۔ خدا خدا کر کے نو بے

ہوئے۔ اب ایک ایک سے پوچھتے ہیں کہ رنوجکے رنگ  
کون محلہ ہے اور فقرو بازار کہاں ہے۔ فقرو بازار فقرو گ

نہ سمجھتے مگر رنوجکے رنگ سن کر اپنے دل میں سب  
سمجھ گئے کہ یہ سیدھے اور گول آدمی ہیں اور کسی نے

انکو بکا دیا ہے ایک لالہ نے انکو بلایا اور کہا آپ کسی  
تلاش میں ہیں انھوں نے کہا میں کسی کی تلاش میں نہیں

ہوں مجھے آپ صرف اتنا بتا دیجئے کہ رنوجکے رنگ کون  
محلہ ہے اور کہاں ہے پوچھا آپ وہاں چلے کیا سمجھ

کہا مجھے ایک دیوان طبع سے فرمایا ہے۔  
لالہ۔ کون طبع؟ طبع کر مائی!!!

مہراج۔ ہرے لوگوں نے نوابش کی ہر دیوان  
خواجہ کندے ہوا جو طبع کر مائی واضح رنوجکے رنگ

میں طبع ہوا ہے۔ اس کے اشعار سننا نہیں جا کر

آپ کی مہربانی سے بلجائے تو سبحان اللہ۔  
 راوی۔ لالا صاحب سمجھ گئے کہ یہ کوئی پاگل آدمی نہیں  
 عقل سے انکو بہرہ نہیں ہو سکا کہ وہ کادویان اور  
 محلے کا نام رفوچکر نگر بولے حضرت شہین کریمانی تورہن  
 ہو گیا اور رفوچکر نگر رفوچکر ہو گیا۔  
 مہراج۔ رفوچکر نگر رفوچکر ہو گیا ماسکے کی مانی۔ مین  
 سمجھا نہیں بتائیے تو۔

لالہ۔ اب اس کے سہی بن گیا کھاؤں۔ آپ فقلندہ اسی ہیں  
 خود ہی سمجھ گئے ہونگے۔  
 مہراج۔ خدا کے واسطے بتا دیجیے۔ مین آپ کا نام تہ  
 درجہ ممنون اور شکر گزار ہونگا۔  
 راوی۔ آپ کی سمجھ کے قربان کئے مین سمجھا نہیں۔  
 مہراج۔ سنا دیوان خواجہ کنتہ سے ہوا کے کچھ شہرہ  
 یاد ہیں۔ یاد ہوں تو بتاؤ۔

لالہ۔ ایک شعر یاد ہو گیا ہوا اللہ۔ ۵

اٹھامہ ما کسی ہر خالہ یزید کی  
 پہنچی جو کر بلایم تو ہجری شہید کی

مہراج ملی یہ شعر سنکر بھڑک گئے کہنا اگر تکلیف  
 نہ ہو تو قلم اور دوات کاغذ دیجیے مین اسکو مانگے گا۔  
 لالہ۔ (مسکرا کر) ٹانگک شیعے گا۔ ٹانکا تو جوتا  
 جاتا ہے۔ شعر کا ٹانگنا نیا بات ہر قسم دوات  
 کاغذ حاضر ہو۔

مہراج ملی نے دفتر لکھ کر جیب میں رکھ لیا  
 اور راستے بھر مین بار بار جیب سے کاغذ کا کر پڑھتے  
 جاتے تھے دل میں بہت خوش کہ بالاجیت گئے سائب  
 چل کے نواب صاحب کو خوب بنائے گئے کہ خواجہ کنتہ سے  
 کادویان لگ گیا اور شہر بھی چڑھ دینگے مگر شام ہو گئی تھی

اور نواب صاحب کا مکان دور تھا جی کرنا کر کے انھوں  
 نے اکا کر لیا اور اسپر سوار ہو کر چلے۔ تو دو چار  
 نوٹوں نے جو کھیل رہے تھے آراہ کسا دلدیا پھنچی لدا  
 ہوئے نواب صاحب کے مکان پر جا کر گئے خدنگار سے  
 دو آنے پیسے اکے دالے کو دوائے اور کوٹھ میں داخل  
 ہوئے۔

نواب۔ ہیلو۔ کہان گئے کہان تھے یار۔

آغا۔ ارے بیان تم بڑے دجشی ہو۔

مہمن۔ حضور گئے کیا اور آئے کیا۔ بی ناز و بلائی تعجب  
 آغا۔ آقا۔ یہ شوق چڑا ہوا ہر خدا خیر کرے۔

مہراج۔ سب لوگ تو بھکے سمجھتے ہیں پاگل اور ہم لوگ  
 پاگل سمجھتے ہیں۔ دیوان خواجہ کنتہ سے ہوا ہکول کیا  
 اور سنے پڑھا بھی نے نظیر شہرہ مین جو غزل  
 ہر مرتبہ ہے۔

مسخرہ۔ جی کہین ملانہ ہو۔ دل لگی نہیں ہو ذرا دیوان  
 کنتہ سے ہوا کلتا آسان نہیں ہے۔

مہراج۔ ارے مین بڑا کجی ہوں بڑا ٹوپی۔

مسخرہ۔ رہ دیوان تو ٹوپی کے باپ کو بھی نہیں ملیگا۔  
 آپ ہن کس خیال مین۔ پونجہ۔

مہراج۔ (ہنسکر) اور اگر شعر پڑھ دوں بھی تمکو  
 معلوم نہیں ہو کہ مین کس قماش کا آدمی ہوں مین بہت

دور ہوں مجھ سے سیانا سودا ناجی۔ بندہ پہلان سے پیدا  
 رکاب گنج کیا دیوان دکانداروں سے پوچھا کہ رفوچکر کہان

ہی معلوم ہوا نو لیسے کے پاس ہے۔ نو لیسے گیا دیوان ایک  
 لالہ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ رفوچکر نگاپ کوئی محلہ تاقی

ہندو ہے اور مطلع کریمانی کا نام و نشان باقی نہیں۔ مگر وہ  
 خواجہ کنتہ سے ہوا کتب و مشنوں کے پاس ہر تلاش کی گئی

قرن کا نام بھی نہ لیجئے۔ بس آئندہ آپ کو اختیار ہو  
والہ میرے دل پر عجیب صدمہ گذرنا ہے۔

چھٹن صاحب نے انکو سمجھا ناشر کیا کما بھائی ہسم  
اس نکلون میں کہ وہ تمہارے گھر پر جائے اور تم سے  
بگڑنے ہو خواہ خواہ۔

نواب محمد عسکری نے آہ سر دہنچی اور کما بھائی جان  
ہملوگ آوارہ اور بدکار ہیں ورنہ خیال تو کر دو کہ بیزار کی  
عورتیں اور ہماری بیویوں کو ہمارے درو برابرا بھلا کین

اور ہم سینن یہ ہمارے اہل کی دلیل ہر عین دلیل  
والہ۔ لے خیال تو کر دو کہ جو محبت اور دلی محبت

بیما ہوتا جو رو ہوگی وہ ان مالزادیوں کو ہو سکتی  
ہو۔ ممکن نہیں جی۔ یہ تو ٹسنا جاتی ہیں۔ انکو محبت سے

کیا سرکار ہو۔ اس دن باز نے یہ کلمہ کہا کہ والہ بھرت  
ہوئی ہو بڑے افوس کی بات ہو۔ چھٹن صاحب

نے کما فشی مہراج ملی صاحب یاد ہو آپ کو وہ کلید میں  
عمر بھر نہ بھولونگا۔

مہراج ملی نے بھی آہ سرد کر کہا نواب میرے دل پر  
وہ فقر نقش ہو گیا ہو کس حقارت کے ساتھ کہا ہو کین کیا

گھر کی جو ردا ہوں۔ ہر ہر واقعی ہملوگ بڑے نالائق ہیں  
کہ ان بازاری عورتوں کے ایسے ایسے کلمے سنتے اور سنتے

ہیں۔ اب ملاحظہ فرمائے کہ ناز نے صحت اس خطا فرسٹ  
دھوئے سے بدل گیا تھا کس میر جی کے ساتھ چپ سڑکی

کہ میری کھوپڑی جاتی ہو سدا بھٹا گئی۔ اچھا اب سنئے کہ  
کل میں حقہ فی رہا تھا اور بیوی سائے بیٹی کچھ ہی نہیں

کوٹے چٹے کھجے کوٹے تھے اور ایک چنگاری میرے انگوٹھے پر  
گری ہو گئے فوراً اپنے ہاتھ سے بھائی اور اصرار کر کے

مجھ سے انگوٹھا اڑوا کہ کہیں کرتے پر وہ چنگاری نہ پونجی ہو

ایک شعر انھوں نے سنایا۔  
نواب۔ مان وہ شعر ہم بھی سینکے جیتی ضرور سناؤ

رونیق۔ ہم شقاق میں دیوان خواجہ کدے سے ہوا اب  
چھٹن نہیں ورنہ ہم ضرور خرید لیتے۔

محسن۔ مان حضور وہ شعر تو سنائیے۔ ہم بھی شائق ہیں  
بس اب دیر نہ دیجئے مان بسم اللہ۔

مہراج۔ بھی والہ شعر کیا کچھ عجیب دل لگی کا شعر ہو  
خواجہ کدے سے ہوا فرماتے ہیں۔

قطعا نہ مانا کیسی ہو خالہ نرید کی  
بہنچی جو کہ بلالین تو چھٹی سہدی

نواب۔ ان واہ ہستے ہستے اٹھ کھڑے ہوئے  
مسخرہ۔ حضور کیا مطلع ہوا ہر کوئی کہ تو دے۔

گھر کی مرغی وال برابر

ایک روز نواب محمد عسکری اور رونیق جنگ مہراج ملی  
اور آغا محمد اطہر کو ساتھ لیکر نواب چھٹن صاحب کے ہاں گئے

اور دھڑا دھڑکی باتیں ہونے لگیں۔ قرن کا بھی تذکرہ آیا۔  
چھٹن صاحب نے پوچھا آخروہ چھو کر غائب

کمان ہو گئی اور اس قبولی والے لوٹے کا کیا خبر ہوا  
محمد عسکری نے کہا کھٹی تم لوگ بھی بڑے بچھو ہر جا ہو

تمکو خوب معلوم ہو کہ میری اسپر جان جاتی ہو اور وہ اس  
لوٹے کے ساتھ کھجا گئی اور آپ لوگ میرے

سائے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مجھے رنج ہو یاد ہو۔  
میں چاہتا ہوں کہ قرن کو دلی سے بھلا دوں بالکل

اور آپ لوگوں کے نزدیک ایک دل لگی ہو۔ اور  
میاں جان برنی ہوئی ہے۔ بھائی صاحب جسے

سب صاحب کہ خدمت میں یہ عرض ہو کہ کچھ سامنے



ع	۶
<p>نواب صاحب چاہیے کہ ہماری حالت کی بکثرت تھی کہ سکتی ہو۔ آداری مزاج میں مبرمی ہوئی۔ چوری الٹی ہو گیا اسی پر لٹو ہو گئے گھسیادی آئی ذرا جوان کی گدی اسی پر ڈورے ڈالنے لگے مہری کوئی طارسی آئی اسی پر عاشق ہو گئے یہ ہمساری داری اور طاقت ہو ملکہ پھر زبان چھٹیں۔ پھر زبان اندھ بھڑا بن کر مگر کم بخت بن سکتے اور جو رو کو گھر کی مرغی کے برابر بھی نہیں سمجھتے افسوس افسوس رونق۔ وہ بہر جان دیتی ہو جان شمار ہو۔</p> <p>مہراج۔ وہ چاہے مرحلے اسکو اپنے رنے کا رنج اس قدر نواگ جقدر میان کے عملے کا حد رہے گا۔</p> <p>نواب۔ اور ادھر ہلو گون کی یہ حالت ہو۔</p> <p>مہراج۔ ہمارے رشتے کی ایک بین وہ اتفاق سے بلوانی ہو گئیں کوئی علاج کارگر نہ اور داک کے نام سے نفرت تھی کیسے طرح بیٹی ہی نہ تھیں۔ ڈاکٹر پوٹیا را دی تھا اسے کہا میان کا پلنگ بھی میان ہی بچو اور اور ان کے میان سے کہا کہ تم جابر تھو اور یہ ظاہر کرو کہ مر سے بانوں تک چھلکتا ہیں مارے بخار کے۔ وہ اس عجز نہ کی یہ کیفیت تھی کہ اٹھ کر ہاتھ پاؤں دبا تھی اور بوت کے ٹکڑے سر پر چھتی تھی اور چونکہ دماغ میں غل ہو گیا تھا شرم وغیرہ کچھ سمجھنا نہ لیتی تھی اور جب میان بفرار ہوتے تو وہ بھی بچیں مہر جاتی گھنٹوں اسی نکر اور نشوون میں بھی رہتی اور میان کی صورت دیکھا کرتی تھی اور میان کی تیار کر اس طرح کرتی تھی گویا وہ دیوانی ہی نہ تھی جب میان ہمارے کے صدمہ اور درد اور تکلیف سے کراہتے تھے تو روتی تھی۔ دوسرے روز ڈاکٹر صاحب نے اسی حالت میں پایا کہا ان کے میان سے کہو کہ وہ آپ کا</p>	<p>اب اس محبت کو دیکھئے۔ بھائی ہلوگ والد بڑے ناشکسے بین ناز و صفت روٹی کی طالب ہو اگر اسکو یہ معلوم ہو جائے کہ ایک چار مجھے ہزار روپیہ دیگا تو جاہی مہر بلجی ہون چاہے مجھ عسکری وہ اسی کو تنہ لگائی ہو اور آپ کو دونوں کو دھتا بنائیگی۔</p> <p>چھٹیں صاحب نے مزاج بلجی کی رائے سے اتفاق کیا کہ واقع میں ہلو گون کی عورتوں کی حالت افسوس ملکہ ہم کے قابل ہو کہ ہم لوگ انکی ذرا قد نہیں کرتے اور با انہم وہ ہماری اطاعت کرتی ہیں میرا ایک یار ہو۔ ٹھاکر کی بی بی بھائی آدمی ہو۔ اور ان پڑھ۔ بالکل لٹ۔ وہ ایک عورت پر عاشق ہوا لکھو ٹرے دن کے بعد ان میں ان میں ٹھٹ پٹ ہو گئی۔ ایک روز مجھ سے ٹھاکر صاحب نے کہا کہ بھی ایک جملے میں وہ بھی ہو ذرا اسکو سناؤ میں نے اس سے کہا تم تو بڑی ظالم ہو کہ ایک شخص تو تنک چاہتا ہو اور یا پھر کرتا ہو اور تم اسے ظلم ڈھاتی ہو۔ میرا کتنا ناٹھا کرتے پاس جا کر بیٹھ جاؤ اور اسے ظلم ڈھاتی ہو۔ میرا کتنا ناٹھا کرتے پاس جا کر بیٹھ جاؤ اور اسکو سناؤ میں نے یہ سنتی ہو گئی اور صاحب جواب دیا کہ منائے میری پیرا سنا سکی گھر کی جو رو اٹکی۔ جو رو اٹکی۔ پابند ہو۔ میری جوتی کو کیا غرض ہو جو میں سنانے جاؤں۔ گھر کی جو رو داکو تو وہی وہ ہیں اور میرے ہاں ان کے سے سیکڑوں روز بھک مارا کرتے ہیں۔ یہ بکڑے سہا پتا جو رہا ہی کی ہو کیا غرض ہو کہ ہم کی اصل حقیقت کیا سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں اور یہ ہیں کیا بچا رہے (بچا رہے) یہ فقرہ بھائی صاحب بن تو غصہ ہو گیا۔ وہ داد اسکا غلش میرے دل پر رہا ہو گیا۔</p> <p>میں نے کہو کہ کیا غصہ کا فقرہ کہا ہو سمجھنے کے قابل ہو رونق ہو حضرت اسی جیسے اس نے سے لگا لگا ہتھ ہیں۔</p>

تجارت

پلاٹین اور انکی کیفیت یہ کہ دو اکا نام لیا اور بکر ٹکڑی ہوئیں  
میں انکے میان کے دو انگلاں میں انڈیل کر اپنی طرف  
اشارے سے بلایا فوراً پئی۔

ممن۔ جی خوش ہو گیا وادہ کیا بات ہے۔

رونیق۔ یارب پہلو گون کو راہ راست پر آنا چاہیے۔  
نواب۔ سآجکے۔ وادہ اگر کچھ ادھر کوئی جان اور پری چشم  
دھون بھی نکل جائے تو ضرور جی چاہے کہ دو گال ہنس بول  
لیں۔ بھر کسی بات کا خیال نہ رہے۔

رونیق۔ اور کچھ نہیں تو بھی ہی لے لین ہاے ستم۔  
نواب۔ اب یہ باجی پناہین تو کیا ہے۔

مہر لج۔ باجی پنا۔ اسے آمل باجی پنا اسکا نام ہے۔  
چھٹن صاحب نے کہا یارب اس وقت سے عہد کرو  
سکے سب کو اب آج سے ان باتوں سے اجتناب کرینگے۔  
سننے تو تم کھائی بس۔ اب آپ لوگوں کو اپنے فضل کا  
اختیار ہے۔

ممن۔ خداوند اول تو حضور اس پاکیزہ کبھی آئے نہیں۔  
دوسرے اس کو بچے کی ہوا نہیں لگی۔ میں سروکار سے کیا  
عرض کروں میرے ایک دوست ہیں انکے رطکے کی پارساں  
شادی ہوئی تھی وطن اندر ہی چاند کا ٹکڑا۔ ۴۔  
اسکھڑا چوچاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا

وادہ گورنٹے کے قابل بن دن قد قامت بات چیت  
چال و حال بانگین اور اسکے ساتھ ہی بھولا پند کردوں  
میں ایک لاکھوں میں ایک اسکے میان کا حال سینے  
دہ بھی کم سہن آدمی جوان مگر بوی کے نام سے۔  
نفرت۔ محلے میں ایک چڑیل تھی ہر کچھ پر عاشق ہوئے  
اور بیوی کو یہ کہتا تھا ہیے کہ طلاق دے دیا بیوی  
سے کوئی بحث کوئی سروکار ہی نہیں وادہ چاند کا ٹکڑا

ہے۔ وہ پنڈلی ہر کہ باید و شاید زبان نہیں کہ تو نصیحت  
کی جلتے۔ ۵

ہوا ہر جب سے کہ سابقین یارب کا سودا  
زیادہ تر مجھے ہی رہے ہے ہر بلور پسند

ہاے حضور دنیا میں ایک ہی عورت تار و عنق کا تو اکسیر  
خاتمہ ہو گیا ہر اور نیک پار سا جسے عورتیں کہتی ہیں۔ اگر  
ایک دفعہ صورت دیکھ لیجئے تو نازد اور قمر کو بھول جائیے  
ہاے کیا کروں ہر قدرت خدا نظر آتی ہے۔ ۵

کیونکر نہ تھکے آگے ترے حور کی گردن  
انجلی کی کر شعلہ کا ٹکڑہ نور کی گردن

اور وادہ ہونٹ ہاے میں کیا عرض کروں۔ ۵

لب میں تھارے وسطا سخی لا جواب میں  
دو دمل میں بندھے کمر آفتاب میں

اور ملیں میں کیا عرض کروں حضور۔ پری کی کیا اہل  
اور حقیقت ہر وہ صورت پائی ہے۔ ۵

کب کسی کے قتل کو نکلی نری تیغ لگا ہ  
ایک جنبش دی اگر بلیوں کو سوخا خیر چلے

میرے محلے کی جو کوری ہے مگر غضب کی دندیا  
ہے۔ وادہ میں قسیم کت ہوں کہ میں نے ایسی پری چکی  
اپنے ہوش میں نہیں دیکھی اور مجھے اس سے ایک  
قسم کا عشق ہو میں اسکی صورت دیکھنے کے لیے بغیر  
رہتا ہوں اور سچا اور پاک عشق ہے وہی کا سلق  
خیال نہیں وہ پہنچنے سے میرے ہاں آتی تھی  
اور میری لڑائیوں سے کھیلتی تھی اب انہی سہرا ل  
کے ڈر سے علانیہ سانسے نہیں ہوتی۔ مگر مجھے شل  
اپنے بزرگوں کے سمجھتی ہے ہاے ہاے کیا  
شکل ہے۔ ۵

<p>قابل دید پر سوترے رخسار سے بین چتر آنکھوں کو بین سینکوں میں لگے بین</p>	<p><b>نواب</b>۔ اجمی جناب پہلے کچھ کمبخت کوتو دیکھ لینے دیجیے پھر آپ سب صاحب نو دیکھا ہی کر گئے۔</p>
<p>اور خداوند گال پر ایک خال ہے۔ میں کیا عرض کروں کہ وہ خال کیا مزہ دیتا ہے۔</p>	<p><b>ممن</b>۔ خداوند میں نہ دکھاؤ لگا۔ یاد آگیا۔ <b>نواب</b>۔ کیا یاد آگیا۔ یاد کیا آگیا؟ تم تو مجھ پر کی سی باتیں کرتے ہو۔</p>
<p>چہرہ مجھ پر بچکا ہے جو خال اس میں نہ ہو خواب نخست پر مقرر اک نمکدان چاہیے</p>	<p><b>ممن</b>۔ حضور وہ بیان آئینہ سکتی اور آپ جا نہیں سکتے اور بازاری حورت وہ ہر بین پھر بھلا کیونکر ملاقات ممکن ہے ہاں ایک بات ہے خداوند۔</p>
<p>جب مجھے اس کا بیان یاد آتا ہے خود امدہ جی چاہتا ہے کہ چور ملک کروں جیتے جی چنوا دے۔ ایسی ہر سی بیکر ہوئی پاکار دیر بے اغنا فی پری بھی اگر دیکھ جائے تو قربان ہو جائے حوریں گوریں۔ دالہ اندر کے اٹھا لے کی پر یان اس کے حسن کی تعریف کریں اور پاس پاس زلت چلیا میں کیا عرض کروں خداوند۔</p>	<p><b>نواب</b>۔ وہ کیا۔ بھی خرچے کو تو ہم تیار ہیں۔ <b>ممن</b>۔ سہ کار خرچے کا کیا ذکر ہے حضور کا سا قاض آدمی اب شہر میں دو سہرا نہیں ہے۔ فرد ہیں حضور۔</p>
<p>وہ زلفت ہوا سے مجھے بہر نظر آئی اُڑتی ہوئی ناگن ست آدم نظر آئی</p>	<p><b>اختر</b>۔ اس میں کیا فرق ہے۔ ہر کہ شک آر دکان گرد۔ دالہ ثانی نہیں رکھتے۔ <b>ممن</b>۔ خداوند حضور کی فیاضی روم دروس تک شہور ہے۔</p>
<p>اور حضور افشان کی جڑی شائق ہے۔ حالہ افشان کے باب کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ کھڑا پایا ہے۔</p>	<p><b>نواب</b>۔ اسے میان جرم گندنا ہر غیرت ہے۔ <b>اختر</b>۔ حق ہے۔</p>
<p>میں بھی تو دیکھوں چاند میں تارے جیسے ہیں افشان چھڑک کے یار دکھاتا جہین مجھے</p>	<p>ہر وقت خوش گد دست و ہنر شمار کس را تو نیست کہ انجام کار جہیت</p>
<p><b>نواب</b>۔ یار میں جتنی صورت تو دکھا وہ خدا کے لیے دالہ مجھے تو اس وقت طبیعت چین کر دی۔ <b>ممن</b>۔ حضور یہ بڑھی کھیر ہے ہو بیٹوں کی حرمت اور ہر وہ محلے کی چھو کر ہے۔</p>	<p><b>نواب</b>۔ اب میں کیا کموں یار۔ رہا نہایت بلنگی ہماری رو پیہ ہمارے پاس نہیں۔ مگر ابھی دالہ وہ دل ہے کہ اچھے اچھے دالہان ملک کا ہو گا۔ <b>اختر</b>۔ حق ہے وہ اچھے ہے۔ اچھے اچھے بادشاہ تھا بہن کر سکتے حضور کے سامنے۔</p>
<p><b>اختر</b>۔ اسے تو صورت دکھانے میں کیا خیب ہے یا مجب طرح کے آدمی ہو۔ آغا۔ جتنی ہم بھی دیکھیں گے۔ تنہا خوری اچھی نہیں۔ <b>اختر</b>۔ لیجئے اور سنئے۔ بھینس نہ کووے کووے گوں۔ یہ تماشا دیکھئے کون۔</p>	

آغا۔ میں کہتا ہوں یہ محلو ہو گیا ہے تمھارا تو شوق دیدہ ہم سب سے بڑھ گیا۔

رونق جنگ نے ہنس کر چھٹن صاحب کے ڈنڈ ملے اور کہا ماشاء اللہ ہمت مردان مدد خدا۔

چھٹن صاحب نے کہا بھئی یہ ڈنڈ ملنا کیا معنی ہم سے کونسا ایسا کار نمایاں سرزد ہو کر تمھیں ہمارے ڈنڈ مل دیے۔

رونق جنگ نے کہا یا تم ہی تو سب کے سب رونق بنے تھے اور تم ہی نے وہ ذکر پھر پھر بڑے بھلے ہن آدی ہو اور اللہ ارے ظالم ابھی تو نصیحت کر رہا تھا کہ ہم لوگ بڑے پاجی ہیں کہ میوی کے ہوتے سافعی مدد معاشان کرتے ہیں اور ابھی یہ حضور ہرگز نہ چھوڑ دیکھتے ہیں ہائے۔

چھٹن۔ ہائے ارے بھئی اس دل کو کیا کرین تم ہی بتاؤ کہ دل پر کسکا اختیار ہے۔

رونق۔ جاؤ بھئی۔ ناصح بنے ہیں چوڑے زمانے بھر کے۔

نواب۔ سبھی ہاں تہذیب کا بڑا دعویٰ تھا آپ کو۔

چھٹن۔ ارے نواب زبانی داخلے سے بھی گئے گذرے بڑے بیوقوف آدی ہو اللہ۔

مہراج۔ تو حضرت سنے یہ ہر دلی چھپا ہوا ٹھیکہ نہیں یا تو قرن کو پیار بیچھے یا ناز کو یا رسل من ملی نو نہ یا کو۔

مسخرہ۔ (نہ تہہ لگا کر) یہ من ملی نو نہ یا کی کیا کہی ہے۔

ممن۔ میں ایک نکتی بناؤ لگا اب اور نیسے گا ہم سے اور مسخرہ پن کشی مہر بنی صاحب نے جو کہا وہ ہمارے ہنر کی وہ مالک میں جیسے سر کر دیسے وہ مگر اپنی باتیں ہم نہ سہیلے۔

ممن۔ بھئی یہ بھی تو شہنشاہ ہیں۔ ہائے یوں کہاں نواب۔ میان ہم کس قابل ہیں یہ سب

تم لوگوں کی عنایت اور میرانی ہے۔ دوست ہو جائے۔

رونق۔ اس میں شک نہیں کہ نواب بڑے حوصلے کے آدمی ہیں اور بڑے فیاض۔

چھٹن۔ یہ تو سب کچھ مگر بھائی صاحب اب یہ بتائیے کہ وہ چھو کر کی کب دکھائیے گا میان من صاحب۔

ممن۔ حضور اب ایک چھو کر اور دس گاہک بات بنے نو کیوں کر بنے۔ وہ بازاری عورت تو ہر نہیں۔

نواب۔ یہ سب کہتے ہیں تم مجھ کو دکھا دو پس۔

ممن۔ حضور اب اس امر کی نسبت غلام پھر عرض لگا اب اس وقت اس تذکرے کو تہہ کر رکھئے۔

رونق۔ بھائی ہاں ابھی ایک جھلکی دکھا دینا ہم بھی مشتاق ہیں واللہ بڑا احسان آئیے۔

نواب۔ جی بھائی۔ یہ بھی خوب ہوئی۔ آپاگل ہو گئے ہیں۔ انکو بھی دکھا دینا کیا خوب۔

چھٹن۔ بھئی وہ چھو کر کی نہیں نہ دکھائی تو دوسرا عمر پھر شکایت رہی۔

ممن۔ خداوند سب پہلے۔ ایسی بات ہے مجھ کو کہ حضور ہی نہ دیکھیں مگر۔

چھٹن۔ یہ اگر مگر میں نہیں جانتا اب کو وہ چھو کر دکھائی پڑی۔ ارے یا ایسی تعریف کی کہ نہ فریختے دل ہاتھ سے کھینچے اور آنکھوں کی تعریف جسے

سنی ہر دل بقیراں ہو رہا ہے۔ کیوں میان ممن وہ کون دن ہلکا اور کب آئیگا کہ ہم بھی اُن آنکھوں کو دیکھیں گے اور کہیں گے۔

ممن۔ سنے تیری آنکھوں پر ابھی ہاں تیرے گزشتہ لیل و نہار ہم بھی

مسخرہ۔ درست۔ آپ اور سچنی بتائیں شانِ خدا۔  
ممن۔ اٹھن پھر۔

مسخرہ۔ ہاں اگر شامت آئی ہو تو بسم اللہ۔  
چھٹن۔ کون من تم سے کرا رہا ہے بھی گلِ خیز۔

مسخرہ۔ لڑو ا کے دیکھ لیجئے نا۔ بسا دیجے ایک شرنی  
نواب۔ اچھا ہم من کی طرف سے بنائے ہیں۔

چھٹن۔ ہم بھی من کی طرف ہیں۔  
مہراج۔ ہم گلیز کی جانب ہیں۔ برے مار لگا۔

نواب۔ اچھا آئیے ہاتھ پر ہاتھ مار لے۔  
مہراج۔ اٹھو میانِ جدِ اکبر۔ بس اب اٹھئے۔

راوی۔ من اٹھ کھڑا ہوا تو گلیز کیا کہتے ہیں۔  
مسخرہ۔ اے جا کیوں نصا کے منجھ میں جا لگا

ایک پوئے میں تو تیرا کام تمام ہو گیا لگا چلا ہے  
لڑنے جوڑ اٹھائی گیا۔

نواب۔ وہ مارا۔ (مہراج بلی سے) بس ہار گئے۔  
مہراج۔ اٹھو میانِ خیم ٹھوک کے سامنے کھڑے ہو

مسخرہ۔ حضور یہ بالائی راہ اور دو وہ اور اٹھ سے  
کھا کھا کے ایسے ڈرنا نہیں تیار کیے تھے۔ جی اور

من تو کیا شہرِ ممن کے باپ سے لڑ پڑن گار  
بیرے بچے کے برابر ہر ممن اس سے کیا لڑوں۔

نواب۔ اے جا۔ بس۔ رہ گیا لڑنے چلے ہیں۔  
مسخرہ۔ حضور اگر حکم دین تو ایک پوئے میں اپنی

کو بٹھا دوں کیا کوئی وہ سمجھاؤ۔  
نواب۔ اچھی وہ ہاتھی تو درکنار رہا میں کیونہیں

مسخرہ۔ تو حضور کوئی برابر الالہ تو اس سے لڑ پڑن  
ان پنج دوم زمینوں جلاہوں کے منجھ کون لے۔

نواب۔ محمد مسکری نے ٹھنڈی سائیں بھر کر کہا حضرت

یہ باتیں تو ہوا ہی کر نیکی اب کوئی معلول کی بات کیجیو وہ کیا  
کہ آج سے ہی اور آپ سب صاحب یہ عند کر لیں کہ چاہے  
ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے ہم لوگ کبھی ہوسے سے بھی  
کسی عورت سے نہ من نہ کر نیکی۔ سو اپنی منگو کو بیوی  
کے۔ اے وہ ہمارے بیچ اور غم اور افلاس اور بیماری  
سب میں شریک ہیں۔ بزاری عورت مرد آج آج کی غفل  
میں جو کل دوسرے کی نسل میں ہوگی۔ جو دوپٹے زادہ  
دیگا ایک نسل میں ہوگی۔ اگر دیکھ تو آپ کی ہر روز متاثر ہو

چون دربر دیگے نشیند

خواہد کہ ترا دگر نہ بیند

ہملوگون کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پر ہے  
میں اسے غضبِ خدا کا چروا کو برسوں صورت دینے  
کو ترسائیں اور ان مال زادوں پر لٹو ہو جائیں مگر صبر  
اسکے بنائیں یہ نہیں۔ اے صاحبِ جہت ہی جو ہی جہت کی کہ

زلزل کو سن اور درست رہ ہمار  
کہ تقویم پارینہ نا بد بکار

نت نئی ہو۔ اور گھر کی چروا کو طلاق۔ اور دیکھتے  
جلتے ہیں اور تجوہ کرتے جلتے ہیں کہ اس پلید فرتے

سے دنیا کی ایندِ فضول جو مگر کھیر بھی کچھ نہیں۔ استے میں  
چدا گلیز کو باہر کی کام کے لیے گئے تھے شعلہ لائے

اور فرمایا خداوند تعالیٰ کلام تو ہو گا لیکن (چندر چاندنی)  
بھی لگے ہاتھوں میں لیجئے کہاں کا جھوڑا۔ ع۔

انکسی رہی اور رہے گی انکی

لوگوں نے فقہہ لگایا کہ چندر چاندنی  
خوب دھو نہ کے لگا لاجھی بندر نور محمد زور اور

جلندھر نور جو چلے قافیہ۔ بس چندر بانی رہ گیا تھا  
مسخرے نے کہا۔

جب مزہ کھانے کا حاصل ہو کر اپنے ہاتھ سے  
کھیت میں مناب کے ٹوڑے چھند چاندنی

نواب - وہ بھی راہ چھند چاندنی لے اور بھی تانیہ  
کو چکا دیا۔ کیا غوب۔ کیا غوب۔ سبحان امد۔

ممن - حضور چھند ر ٹوڑے نہیں جانے چھند رکھوں  
جانے ہیں۔ چھند ر ٹوڑنا محاورہ نہیں ہے۔

رونق - ہاں بھی اعتراض تو صحیح ہے کہ یوں کلخورد۔  
مسخرہ - حضور میں شاخ آدمی شکر کتنا جانوں۔ گریبا

نہ کر پٹے کا پڑوسی۔ اب مجھے کیا معلوم کہ چھند ر ٹوڑے  
ہیں یا کھو دتے ہیں۔

نواب - کبھی یہ جواب بہت ہی بڑا گیا کڑیے کی ایک  
کسی۔ بیچھے میان من کہ نہیں۔

ممن - حضور یہ کڑیا کھو لا کھ دفرہ کہ میں ہم کڑیے کے  
سے کابر نہیں آتے۔

وار وغرہ - گلی کو تر چاندنی ابھی باقی ہے۔ حضرت۔  
مسخرہ - ابھی تو کیا کہیں ڈھونڈھتے یا

لینے جاتا ہے۔

آرتی مہرتی ہو درودوار وسعت و بام پر  
نگلی ہو کب سے یہ جھگی کو تر چاندنی

رونق - اچھا ہر چاندنی تو لاؤ مگر ثبوت ہو۔  
مسخرہ - ہاں ہاں ابھی آپ لوگوں نے مجھے سچا نا

نہیں ہر بڑا باب بیٹھے۔ لبر چاندنی۔ لبر طوطا ہوتا ہے۔  
نواب - داد کیا ہے جی ہو لبر کا حفظ بہت دور کی

سوچی تو سنان کا بھائی لبر۔  
مسخرہ - لاکہ طبیعت پانی پر چھ شخص نے سینے۔

داغ دل ہو بچا گیا ہم کو در و لدا رنگ  
ہر مسافر کی شب غریب میں رہر چاندنی

اور اب لے ہاتھوں لبر بھی سن لیجیے۔

آغا - بھی اب دوسری طرح ہونی چاہیے چاندنی کو تو نویہ  
چکایا آپ نے اب بہت سے خافون کا قافیہ تنگ کر چکے  
کمان تک زور طبع دکھائیے گا۔

اتنے میں داروغہ نے غرض کیا حضور جمال الدین  
کی ایک عرضداشت آئی کہ بڑا غضب ہو گیا اسکے جوان

بھائی کو کشتی شخص نے زہر دیدیا اور کل شب کو وہ نوجوان  
چل بسا نواب صاحب نے اناامد وانا الیہ راجعون

کھنکھڑا افسوس ظاہر کیا نواب چھٹیں صاحب اور  
رونق جنگ اور مہرج ملی کو بھی بڑا رنج ہوا حکم ہوا

کہ جو آدمی عرضداشت لایا ہو اسکو بلاؤ اس نے  
جھک کر آداب عرض کیا کہما سپر دم شد غلام سپر

اور میان جمال الدین کے مکان میں رہتا ہے یہ بڑا سادہ  
ہو گیا اور رفت میں اس جیلے کی جان گئی نواب صاحب

نے کہا آخر نہ ہر دینے کا سبب کیا کوئی کسی کو جو تہوار  
نہیں ڈانٹا کہما خداوند اس نوجوان کو بھڑکوا ایک عیاق

بیاہر کوئی تھی اور بھی کئی آدمیوں سے اس سے رسم  
تھا انکو ناگوار گذرتا تھا اور ایک ہی شہر کے رہنے والا

میں کل کوئی دوتھے اس جارے نے نہا کے کڑے  
پینے اور اس عورت کے ہاں گیا وہاں خدا جانے کیا ہوا

میں یہ ہوش ہو گیا۔ ڈولی پر لا دے اس کے گھولائے  
زہر کی سب علالتیں پانی کیوں اسکے ہاں کوئی دوتے

دھونے والا نہ تھا جمال الدین نواب صاحب کے ہاں  
تھے جینک نکو خبر ہو اور وہ آئین آئین بیان اس پچار

کا کام تمام ہو گیا۔  
نواب - داروغہ ان کے (کافین) کچھ کہنا اور میں

تر بھی جاؤ اور کیسے تک ساتھ جاؤ۔

بجورم عشق تو ام میکشند و غوغا میکشند  
تو نیز بر سر بام آگ خوش تماشا میکش

اور دل لگی آئین میں یہ ہے کہ اگر وہ عورت بھگتی اور اس کو  
کوئی آئین نہ لگی تو وہ مشہور ہو جائیگی۔ ایک شخص کی  
جان لگی اور اس کی شہرت ہوئی۔

نواب صاحب نے کہا بھیجی اب اس بارے میں  
ایک کہانی ہونی چاہیے کہ اس کا تدارک کیا جائے۔ اب یہ  
ضروری اور لازمی ہے۔ دو چیزوں کا تدارک چاہیے۔  
ایک بادہ خوار کی کہ جسے کہیں تو خیر اس کی بدولت ہے

ہیں اور یہ مردانہ خیر کیا کیا ستم دھا رہی ہے کہ تو یہ ہی  
بھلی۔ اور دوسرے یہ آؤ گی۔ اس سے بڑھ کر  
لٹاؤ اور کیا ہو گا کہ میری کہے ہوتے ہم لوگ اس کی

جھاتی پر کو دن دین اور اس کو علما میں۔ اور پھر  
فخر یہ کہتے پھر میں کہ ہم کچھ جو رو کے غلام نہیں ہیں  
بات تو انگریزوں میں خوب ہے کہ اگر کسی تملی انگریز

سے کوئی اس قسم کا عیب سرزد ہوتا تو وہ ہوسا سکی  
سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ دیکھو میر صاحب جو اب  
پشن پائے ہیں۔ انھوں نے بیوی کو ولایت بھیج ڈالا

اور بیان ایک عورت کو نوکر کہ لیا۔ بس ایک ہی صفا  
لوگ کے ہاں کھائے اور دعوت میں شریک نہیں  
ہونے پائے کوئی لے لیتا ہی نہیں بالکل علحدہ کر دیے

کئے اب ہم لوگوں میں فخر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنگلان  
نواب صاحب اور فلان عورت سے رسم ہے اور ان کے س  
آشنائی ہو یہ انہا کی بیویائی ہے اور ہر ملک جو مل کے کہا

ممن۔ بہت خوب حضور۔ کہاں دفنائے جائیگا  
کیون ۹۰۔

میر صاحب۔ حضرت حاجی نصرت کے نیکے چائے  
چھٹن۔ والہ صبر کا مقام پر ہم لوگ عیاشی  
کے بچھے کیسی کیسی زمین اٹھاتے ہیں مگر زمین چھوڑتے

اگر وہ عیاش نہ ہوتا تو اس درجے کو کالہے کو ہو جیتا۔  
نواب۔ والہ صبر کہتے ہو کیا غضب کا پردہ ہوا کہ  
کوئی اس کھفت تماشا بینی کے پیچھے اپنی جان اور عزت

کا بھی خیال نہیں کرتا۔ افسوس ہزار افسوس۔  
آغا۔ اس کا انجام ہی یہ ہے۔ بڑا کام ہونا۔  
نواب۔ بھئی کان پکڑے اب سے آئے گھر سے

آئے اب کبھی نام بھی نہ لینے  
آغا۔ جی یہ سب باتیں ہیں۔ تھوڑی دیر تو جبرت  
ہوتی ہے اور بس اس کے بعد سناٹا۔

اختر۔ گھر کی مرغی دال برابر سگڑا المہم لوگ لال برابر  
بھی گھر کی جو رو کو نہیں سمجھتے۔  
چھٹن۔ بھلا کبھی کسی نے یہ بھی سنا ہے کہ جبر کے

سبب سے زبردیا گیا جو رو کی کیا بات لیکن ابھی کوئی  
شخص اپنی بیہوشا ہوئی کا کٹا لے اور جو در اندیشی  
کی بات وہ سکھائے اس کا نتیجہ کرے تو زن مرد کلائے

اختر۔ میں کہنے ہی کو تھا یہ تو عقل  
کا مال ہے۔

نواب پھل کمال کیا بس مخ ہو گئے ہم لوگ۔  
چھٹن۔ بیچے اک ذرا سی در میں کسی قیب نے زہر  
زہر دہ نکل گیا اب چاہے اس عورت کو گر خوار کر دیا ہے

نہروں دور دراز گرو کر کے دیکھتے تو ہوسے بڑھکر اور  
 کون عریزہ کو کوئی نہیں مگر باتیں کرتے کو کیسے ساری خدائی کی  
 باتیں کر دلائل اور اصل میں کرنا کرنا کچھ نہیں زبانی داخلے  
 سے بھلا کیا مطلب نکالنا تھا کہ نہیں ایک کٹی ہوئی چاہیے اور  
 اس میں سب سے حلفت لینا چاہیے اور جو اس میں شریک ہیں  
 ان کو مجبور کرنا چاہیے اُنکے چالیں پر غور کرنا چاہیے اگر  
 خلاف معاہدہ اُن سے کوئی کارروائی ظہور پذیر ہو تو  
 مرز نش کرنی چاہیے سو ساسی شرف نفس ہو کہ اُنکو تنبیہ کرے  
 اور مجھادے اگر نیا ایک جلسہ گزار پائے تو فوج المراد  
 ازین جہت تیر پہلے واحد ادیب اور اتالیق کا کام ہے  
 حضرت ناظرین! نواب محمد عسکری صاحب کے  
 خیالات فی نفسہ بڑے نہیں مگر صحبت بری پائی اور لوگوں  
 سے خراب صحبت میں ہے کہ ترقی دماغی کے عوض اور  
 دماغ خراب ہو گیا اور اکثر حضرات نے اُنکو ایسا شیخ  
 میں کیا تھا کہ اُنکے قابو میں ہو گئے اب جدھر کل پڑتے ہیں  
 اسی طرف پڑ جاتے ہیں تو لعنت کر دی کہ حضور کا سا خضر  
 کوئی نہیں اب نواب صاحب پھول گئے کہ حاتم کے بعد اب ہم  
 صد مائیں پیدا ہوئے اور چار نے اُنکے کہدیا کہ خداوند فلان  
 نواب صاحب کا کوئی صحیح کو نام نہیں لیتا وہ بڑے کئے تجوس میں  
 چلے نواب صاحب اکوٹے کے ہم شہر میں فیاض اور  
 حاتم مشہور ہیں اگر ایک شخص کو ایک روپیہ دینا ہوگا  
 تو انکے بندہ کے دس دینگے ورنہ فیاضی میں تباہ لگتا ہے  
 یہ نہیں سوچتے کہ یہ لوگ اپنے مطلب کے بایں کھانا  
 پیا اور انگلی آج آپ کے دسترخوان پر کھاتے ہیں ہاکی  
 کہتے ہیں کل اور کے ہاں گئے سبکے پہلے آپ ہی کی  
 ہجو کرنے لگے اُنہی بڑھکر دشمن اور کون ہو گا اگر محمد کرنا  
 اچھے لوگوں کی صحبت ہوئی ہوئی تو جان اندہ بھی ہوگا

ابھی تک تو نواب صاحب تہذیب شائستگی اور صلاحیت  
 باتیں کرتے تھے اب تک فوج کچھ خیال آیا تو حسین علی کو بلایا اور  
 حکم دیا کہ جا کر دیکھو تو کہ قرن کامیان وہ نوٹا جو کہ را کہ را (قدیم  
 مشہور ہے آیا ہے کہ نہیں اور قرن کمان ہے اسکا کچھ بتا لگا  
 کہ نہیں حسین علی حکم کے مطابق گیا اور واپس آئے عرض کیا  
 خداوند قرن اور کہ را را راتہ کا تواجی کچھ حال نہیں معلوم  
 ہوا مگر اتنا سننے میں آیا ہے کہ لکھتے کو کا پونہ میں کہ را اور اس کے  
 اکٹھا رے کے لوگوں نے بڑی بڑی مادی و رد و لا (لاہور)  
 صاحب کے آس پاس دی کے گھرن کوئی آیا ہوا اسکو بلا کے  
 دریافت کریں حضور اسی وقت داروغہ صاحب کا آدمی آیا  
 اور یوں نواب صاحب نے حال دریافت کیا۔  
 نواب - کیا تم کا پونہ سے آئے ہو۔ کب آئے وہاں سے  
 کچھ کیفیت کہہ سکتے ہو۔  
 آدمی - جود (حضور) کل آیا وہاں تو بڑے گجب  
 (غضب) کیا ماریٹ ہوئی۔  
 نواب - ہاں ہاں حال تو میان کو کون کون تھا۔  
 آدمی - سہ کار کہ را کو لوگوں نے ہلا دیا کہ تیری  
 عورت کو لٹو اچھا لینگا اور تو کوٹا دیکھتا ہے ہم ایسے  
 ہوتے تو آؤ دیکھتے نہ تاؤ ٹھنک جاتے بلا سے جیسے علیہ  
 (جرمانہ) ہو جاتا۔ بس جود کہ را کو بھی گستا (غضب) آگیا  
 ایک تو لڑھکیا۔ دوسرے جوان آدمی تیسرے  
 یہ آج بڑی ہوئی ہے۔ بس کہ را نے ہیک کے ایک  
 پوٹا جیادہ نوٹا بھلا ہسلوان کا کابلہ (مفت بلہ)  
 کیا کر سکتا مگر جھٹلے کے وہ بھی جھٹ گیا۔ کہ را نے  
 اُنھما کے دے مارا پس دالوں نے دونوں کو دنا  
 مگر جود وہ عورت اسپر ایسی ٹوٹ کر کچھ بوجھے نہیں  
 جان دیتی ہے۔ حال - اُنکے میں سے دھارون دھارونی



عورت ہنسی دل لگی میں دہاوا ہو۔ مگر ہم سمجھ سکتے ہیں  
کہ انکی بات چیت اور چھوڑے سن سے پایا جاتا کہ کب کوئی  
بیخ قوم کی چھوڑی کرے۔ اول تو گفتگو کی طبعی شکل خانی کی  
نہیں اور پھر آتا ہے چھوڑا بنا بھی اچھا نہیں ہوتا ہر شے  
کی کوئی حد ہوتی ہے۔

ادھر تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر قانون ہم میں نے  
ایک فرقہ جو بھری تو دونوں ہاتھ دیوار پر اور گردن کھینچی  
باہر نکل گئی تھی۔ غلامیان جو ہمیں غل جمانے لگیں۔ آہن  
اور حقدور یہ کیا اندھیرا دیکھ کر سن لینے تو منہ اٹھ چکے  
یہ بے پردگی کی خاتون عین ساق نے زور سے تھپتھپایا  
اور ان سب کو جھکیوں پر اڑایا۔

اب سینے کا اس مجلس کے بھوارے ایک تکیہ تھا  
آصف اللہ کے وقت سے بھی پیشتر کا پندرہ بیس قبرین  
آسمین باقی رہ گئی تھیں باقی اللہ اللہ خیر صلاح اور دھرم  
بوسیدہ اور دھرمی ہونے اور ٹوٹی بھوٹی۔ اس تکیے میں باغ  
کی دیواروں سے ایسا لسی آواز گونجی تھی کہ مجھے خود  
ایک قلعہ بن گیا تھا اور آسمین جو اری مجھ کے جا کھینچا  
کرتے تھے ان جواروں بن شدے زیادہ تر تھے اور دھما  
چوڑا اور نامی ڈاکو بھی کھینچا کرتے تھے ایک شخص شہازی  
جو ہم بھی تھا ایک قد خاندے سے بلا اختتام میعاد بھاگ گیا  
تھا اور کیلس درجہ بانی کار کھانے پانی سے بھاگ نکلا تھا  
ہوئے بڑھا شولہ و زخونوں درجہ اور یوں درشدوں کا تو جمع  
ہوئے تھکے ہوئے کھڑے ہوئے کھڑے ہوئے اور چونکہ کالی کالی گھٹا  
خوب گھر کے آتی تھی اور طبیعت لہاس تھی تو منہ لڑکے کا لہاس  
مردان دن برطحت سہاگ سیاہ نہیں آئے رے

ان لوگوں نے پہلے تو ہمت کی آواز سنی پھر دن دن  
برطحت سہاگ کی آواز آتی بس لڑ ہو گئے۔ چند

اور اس سے کہتی جاتی تھی کہ تو جلدی سے آگے نہیں چھٹکے  
آج اس کی سبب سے فرقہ ازدن نے کرا کو لاکھا  
اور کما ہم چالان کر دیئے تیرا سر  
ہو سویرے سے مرے جی میں گندیری کھانی  
مر گئے کیا یہ موسے آج گندیری دے

ایک مجلس اسے فلک رفت پہلے اتان میں بیٹھا دن  
مر لقا اور محبوب پر ہر لب بام کھڑی اس کے لکون کی سیر  
گر بہی تھیں اور ٹھٹھٹے ٹھٹے ہوا کے جھونکے چل رہے  
تھے اور درختوں کے پتے قدرتی پتکھا جھل رہے  
تھے جل میں کیناز قمر طلعت رشک جو ہر شہزادہ  
نشہ جانی سے سمور غلامیان طردار مہربان حاضر خوا  
و طرار۔ خواصین گلبن ریاض حسن و جمال قلم نہیں  
ہری مثال۔ ۵

خلد گوہندوستان سے دور ہو  
لیکن آسمین شک نہیں تم جو ہو

اور لطف یہ کہ سب کم سن جوانین خوش گلو خوش آ  
مجھ غبی سر باناز گو سب مہر سہر جن اور ہری سہر جن  
جھین مگر خاتون یا قوت لب ان سب میں کا لہری فی نجوم  
تھیں اور اس پاس ارد گرد ادھر ادھر دھننے بائیں  
جو یہ کھڑی تھیں بعدینہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ چاند  
اور یہ ستارے ہیں۔

خاتون طلعت سے کسی قدر درناصلے ہو کر ٹوٹتی  
مغلانی نے ایک اوجھ مہری کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔  
مہری اس سب ناوا بھی کم سن جن جوانین میں انکو کیا معلوم  
کہ جھانکے تھے میں اور بڑا کسکے تھے میں اگلے نزدیک  
دی نیک ہو جو انے پہنچے ہوئے۔ اس طرح پراگنے ساتھ  
چلے کہ انکو معلوم ہو جیسے گرا پڑا ہو۔ چاہے وہ ہر جا ہے

نہیں ملین اچھا تو ہر کام کاج نہ کرنا پڑ گیا۔  
 مہری جب یہ ڈیوڑھی پر کی کام کو گئی تو وہاں پہرے والے  
 اور چوہدار اور آدمی بھی ہی باتیں کرتے تھے۔ چوہدار نے  
 ہنستے ہوئے پوچھا۔ مہری یہ کون ہیں ہم لوگ سب  
 کٹ گئے چم چم چم کر رہی ہوئی بازار تک لپک لپک کر  
 گنڈیری والے کو کس مزے سے دکھارے۔ او گنڈیری والے  
 او گنڈیری والے۔ ڈیوڑھی پر بڑ (مقمہ پڑا۔  
 مہری نے کہا اور گنڈیریان کم کھاتی ہیں گانٹھیں چکن  
 بہت کھاتی ہیں۔ نہ حلیم کون ہیں۔  
 سب اہی بولا گانٹھیں تو بہت سی لے گئیں یقیناً جب  
 مہری نے پیشتر کے واقعے سے اطلاع دی کہ دیوار پر ہاتھ  
 رکھ کے نیچے کی طرف جھانکنے لگیں اور لہر لہر کر  
 گاتی تھیں۔

(مورا دن طرحت سراگ سیان نہیں آئے رہے)

اس پر اور بھی زبرد سے مقمہ پڑا۔  
 مہری اندرائی تو اس خاتون ماہر مشن نے حکم دیا کہ باہر  
 جو کھانا ہے اسیں ہمارے واسطے لگجی کی روٹی اور دھوئی  
 ماش کی دال مصلیٰ اور ضرور کے اور بانٹھا منگو اور  
 اور سالن میں چھینٹے کی کرکڑی ہو۔ جتنی خامدانی بان  
 اس وقت موجود تھیں بے اختیار مسکرا دیں کہ پلاؤ  
 زردے شریال اور بازقانی کانام ہی نہیں یاد ہے  
 لگجی کی روٹی اور سمیعی ایک ہی کمی۔ ماشار احمد  
 احمد انھوں نے مغلائی کو حکم دیا کہ آڑی پیل  
 کے نینو کے دو دو پٹے ہمیں کل تک تیار کرو دیو سب  
 جیسہ ان تھیں کہ کیا آمد یہ کون ہیں خشک صورت تو  
 آمد نے ایسی دی ہے کہ داودہ سراپا سانچے میں  
 ڈھلا ہوا مگر حرکتیں ایسی اور گنڈیری کی خریداری

کال جوار بون کے سوا کہ انھوں نے سرٹھا کر بھی نہ دیکھا  
 اور سب کے سب گھوڑے لگے۔ ادھر گھر کی خوامین اور  
 عورتیں سرٹھتی تھیں کہ یہ حضور کیا غضب دھار ہی ہیں ہو  
 بیٹی کے لیے یہ بڑا عیب ہے۔ سرکار۔

اتنے میں آدائائی (گنڈیریان پونڈے کی یہ صدا  
 سنتے ہی مہی خاتون لاکر اسد راجہ بھیرا ہو گئی کہ کون  
 سے دم دم کرتی ہوئی دوڑی اور زمین پر سے اچھلتی  
 اور دو دوڑنے پھانسی ہوئی تھیں آئی اور بیان سے  
 طرا بھرا تو ڈیوڑھی میں داخل ڈیوڑھی سے ذوق بھرتی  
 ہو کر بازار میں پہنچی اور غل جاتی جاتی تھی کہ گنڈیریان  
 او گنڈیری والے مواسنٹا ہی نہیں۔

گنڈیری والے نے پیچھے پھر کر دیکھا اور آیا۔ انھوں نے  
 ڈیوڑھی پر گنڈیریان خرمین اور مہری سے کہا ہے  
 گنڈیری والے نے دل لگی سے گنڈیریون کے ساتھ  
 گانٹھیں بھی تول دیں۔

اب سنیے کہ گنڈیریان کو کم کھاتی ہیں گانٹھیں چکن  
 زیادہ کھاتی ہیں۔ اور مہری نہیں جانتی ہے۔ ڈیوڑھی مغلائی  
 اور ایک مہری میں باہم بون گفتگو ہونے لگی۔

مغلائی۔ یہ تو بہن کوئی ساقن یا کپڑا ہے۔  
 دیکھو تو کس قسم کی حرکتیں ہیں۔

مہری۔ باتیں تو بالکل مجھنا ٹیڑھ کی سی ہیں۔  
 مغلائی۔ پہرے والے کہہ دے خوش  
 ہوئے ہونگے۔

مہری۔ ہم تو نواب صاحب سے آج  
 کینے گئے ہیں۔

مغلائی ساو بان (ہنس کر) جیسی انکی دنیا ہی ویسی  
 ہماری دنیا ہی بہت سی نوکرانہ کین مگر بی بی صاحب

سے تو یہ اور بھی نظروں سے گر گئیں یہ تو انجیفیت حرکت سرزد ہوتی کہ تو یہ ہی بجلی۔

اتنے میں پہرے کے سپاہی نے مہری کو آواز دی اور کہا سرکار نے بھیجا کہ جہلے خیر صلا (خیر صلاح) پر چھو آؤ۔

مہری نے ادھر چاکے غرض کیا۔ حضور سرکار نے آدی بھیجا کہ کیا ہو خیر صلاح دریافت کراؤ۔

بگم صاحب نے کہا آدی کو بلاؤ۔

مہری۔ حضور کمان بلاؤن محل خانے میں۔

مغلانی۔ حضور کیا فرمائی ہیں سرکار سینگے تو کیا سینگے وہ بھلا بیان آکستا ہے۔

خاتون۔ (خ) اچھا اچھا تو ہم خود آتے ہیں نیچے۔

مہری۔ اونی یہ ہو کیا گیا ہے حضور۔

خ۔ اس کوڑے پر دے سے تو میٹھاں (میشم) سے میں نفرت رہی ہے۔ اچھا کہدو کہ نواب صاحب کے بلایا ہو کہا ہے جو نہ آئینگے تو ہم خفا ہو جائینگے۔

مہری نے جا کے کہا بیان سرکار سے غرض کر دیا کہ آپ کو اسی وقت بلایا ہو اور کہا ہے کہ ہمارا بہت جی چاہتا ہے کہ آپ کو دیکھیں انکھیں ترستی ہیں۔ ضرور ضرور آئیے۔

آدی نے جا کر غرض کیا کہ پیر دوم شد حضور کو یاد کیا ہے اور کہا ہے میں بہت ترپتی ہوں جلد آئیے۔

جھٹنے وقت نواب صاحب جلے مجھے خدمتگار آگے

دستی روشن۔ ڈیوڑھی پر پہنچے رنگ ٹھٹھے ہو گئے اور

جھٹک جھٹک کر آداب غرض کیا۔ اور نواب کھڑے رہے

نواب صاحب محلہ امین تشریف لے گئے اب مہریان اور

مغلانیان وغیرہ آپس میں کہنے لگیں کہ بگم صاحب کو

ذرا بیٹھنے تک کا سلیقہ نہیں ہے۔

مہری۔ اسی بالکل چھوٹے ہیں۔ ذرا بگم صاحب کی تعریف (قطع) تو دیکھیے۔ اتنے میں خاتون نے ہانی انگا ایک خادومہ نے پانی دیا۔

مغلانی۔ اب یہ کل تک پانی ہی پیا کرینگے۔

راوی۔ پانی ہی کر بگم صاحب یوں غائب ہوئیں۔

خ۔ (ہنس کر) یہ اب تک تم غائب کمان رہے کیا کہیں اور دل لگایا۔

نواب۔ ہم آ رہے تھے کہ تم کو ہماری محبت ہو یا نہیں دالہ اور کہیں دل لگانے کی ایک ہوئی۔

خ۔ اسی سٹا لٹو کی بڑی لے دے ہوئی بچاے کی تھے بھی کچھ سٹا کیا یہ خبر ٹھیک ہے۔

ان۔ اب تم اس تذکرے کو جانے دو مشہور نمونے لائے۔

خ۔ اور اس مے کا کیا حشر ہوا۔ اس مے کی بخت قدر کا خدا غارت کرے مے کو۔

ان۔ خدائی غور کو لوگوں نے کانپور درڑا دیا۔

خ۔ اب تم اس زندے کو نوکر رکھو ملتو کو۔

ان۔ (چہرہ سرخ ہو گیا) یہ کیوں ملتو کیا کر لیا۔

خ۔ (مسکرا کر) ہمارے محلے کا ہے ساتھ کھلا ہوا ہے۔

چھو کر۔ جانا بوجھا۔

ان۔ بھلا تھارے محلے والوں پر ہم یہ ظاہر کر سکتے ہیں کہ تم بیان ہو۔ سچی نہیں۔

خ۔ اے تو وہ کیا کتا بھر لگا پیر ہمارا ذمہ۔

ان۔ تو اسے نوکر رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

خ۔ اچھا ہماری ڈیوڑھی کا دروغہ (داروغہ) کر دو اسکو میرے اچھے نواب۔

ان۔ واہ! ہندو اتنی بولی اور داروغہ! ! !

خ کیا!۔ آج شب کو!۔۔۔ اب میں جانے بھی دوں گی  
ذرا مجھ سے غصے کی نہ لینا (ران کو ران سے دبا کر دیا)  
اب میں نہ جانے دوں گی۔  
نواب۔ ہاے اس وقت کا مزہ عمر بھر یاد رہیگا نہ  
بھونو لگا۔ جانی سچ کتا ہون تر پٹیا تھا۔  
راوی۔ اتنے میں وہ شوخ مر لقا ران ہٹا کر اٹھ گئی  
دوسری چھت پر ہو رہی اور نواب صاحب نے  
ہنسر کر کہا۔

اور کدو سونچی نذاری ہمسرے

می غائی ہر دے از منظر ہے

اب سینے۔ بیکر صاحب چھت پر سے نیچے اتریں۔  
نواب صاحب بیکار تے جاتے ہیں۔ ہم اتنے دن کے بعد  
ملے ہیں تم یہ بھائی کمان جانی ہو بیان آکے بیٹھو۔ وہ  
ڈیوڑھی پر بچپن اور خاص ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر  
پہرے کے سپاہی سے کہا جا کے فالو دے والے کو ٹوٹا  
اٹنے کہا سرکار اب شام ہوئی اس وقت نہ ملے گا۔ جھل کو  
کہا (تو جاتو) اُس نے کہا سرکار اس وقت کوئی اور آدمی  
نہیں ہے اور میں پہرے پر ہوں۔

اتنے میں ایک مہری اور ایک خواص حسبِ حکم  
نواب صاحب ڈیوڑھی میں آن کر کھڑی ہو گئیں جیسے ہی سپاہی  
نے کہا کہ میں ڈیوڑھی پر پڑا ہوں۔ خاؤن مر قتلے  
کہا۔ (اچھا تو جا ہم پر آدینکے) سپاہی دنگ ہو گیا  
اور مہری اور خواص نے گولا ضبط کیا مگر ہنسی اُسی گئی  
نہ ضبط ہو سکی اسپر یہ بدماغ ہو کر کھٹے پر گئیں اور کہا نواب  
اس پہرے والے سپاہی کو نکال دو نہیں تو ہم کھانا  
نہیں کھا سکتے چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے  
نواب صاحب نے سبب غفلت دریافت کیا کہ اس کی

رخ۔ مجاز تو اچھا آپ کا یہ روز روز غرہ دے جا گیا  
منی اسی لئے لائے تھے۔

نواب۔ (گلے میں ہاتھ ڈال کے) کیا مجال تم کو بیان  
رہا کر نیگے غرہ کرنا کیا منی۔

رخ۔ ہاں اچھوٹے ایڑاتے (اتنے) دن تک کیوں  
غائب رہے بھوٹوں کے بادشاہ۔

ن۔ تباہی دون ملک رکھو کسی سے کہنا نہ خبردار دو  
باتیں یاد رکھو جانی۔ ایک یہ کہ کوئی دھوکے سے بھی نہ  
دیکھنے نہ پائے یہ بات پھوٹنے۔ دوسرے یہ کہ ان لوگوں

میں کسی کو نہ بتا کر تم کوں ہو خبر دار نہیں تو وہ ناش  
معاثر ڈیگیا پھر تم کو اسی کے پاس رہنا ہو گا۔ اور

ہجاری عزت میں فرق آئیگا اور فوراً سپر جرم نہ ہو جائیگا  
رخ۔ جرمیانہ ہو جائیگا۔ یہ کاہے سے ہم کدے نیگے

اُس گلوڑے سے راضی نہیں ہیں۔ بس۔

نواب۔ (دسکر اکرم) ارے نہیں تم سمجھتی تو ہو میں کچھ  
اور خواہی تو اہی جیتی ہو۔

رخ۔ اچھا اچھا جو کو کے وہ کر نیگے مگر تے (اتنے)  
دن تک کیوں غائب رہے۔

ن۔ اب ہم تم سے کلبہ تم کو چھپائیں۔ سنے گونے  
کہا کہ ابھی ذرا الگ رہو نہ کھو اونٹ کس کر وٹ

بیٹھتا ہے۔ بس یہ بات ہر اور کچھ نہیں۔

رخ۔ ادنیٰ نواب ایسا کیا ٹکڑا ڈر پڑا ہے۔

ن۔ بہت نبھل کے چلنا چاہیے۔ مجھ سے  
تو لوگوں نے کہا تھا کہ ایک جیتے تک خاموش

رہنا چاہیے (بوسہ لیکر) جسے نہ رہا گیا اب  
آج شب کو بیان نہیں رہیں گے۔ ابھی ذرا بہت  
سمجھ کے کام کرنا چاہیے۔

نہیں۔ موسے سے میں نے کہا ذری فالدوسے والے کو جا کر بلا۔ پہلے تو یوں ملا کہ اس وقت شام ہو گئی ہے اب نہ لگا میں نے کہا تو جا تو آگا دکا شام کو بھی پھیری دینے نکلے ہیں کہنے لگا میں پہرے پر ہوں میں نے کہا اچھا تو جا میں پہرا دوں گی۔

یہ فقرہ سنتے ہی نواب اور عری اور نواس کے سینے زور سے تھکے لگا یا اور نواب صاحب نے علیحدہ لیجا کر کہا قرن تم ہماری ہنسی کر ادنی۔ اسے غضب خدا کا تم کو تم کو رئیس زادی اور بیو بیٹی بنا کر رکھنا چاہتے ہیں اور تم کوستی ہو کہ تم نے جا کے سپاری سے کہا کہ ہر ہم دینگے تو جا کے گلاب فالدوسے والے کو بلا لا۔ اسے سچاں اللہ اول تو یہ شام کے وقت گلاب فالدوسے کھانے کے کیا منی۔ یوں ہی تنگی ہوتی ہے اور پھر تھارا جا کو ہرا دینا (ہنسی کو ضبط کر کے) آخر ہونے سنارنی وہ چوری والی کی بو کھان جائے۔ قرن نواب کی اس تقریر پر بہت ہی تنگی۔ کہا اچھا امی جان کو بلو اور ذری لے لے لے تو خود ہی جاتے تھے کراچی والدہ مکرمان کے اپنی ہونمار لوٹ کی حرکتیں دیکھیں کہا اچھا منظور۔

ہم جو کہتے ہیں دنیا تمھارے ہی بھلے کے لیے کہتے ہیں اول تو ان سب کے رد پر دم خفیت ہو میں دوسرے اگر کوئی بچاں جائے تو تمھارا سیان ہم سرپاش داغ دے اور ہمو خود ہو کہ تم سے جدا ہونا پڑے ہمارا کچھ نہ ہوگا اور تم بھگتے ہو بے طبعانہ کی ابی وہ اور اسکی مان نکو سخت قید میں رکھیں اور محلے والے نام رکھیں کہ کسی خراب عورت پر یہ کہہ کر نواب صاحب نے حسین علی کو بلوایا اور حکم دیا کہ کراؤ داد و قرن کی مانگو بلا۔ مگر سمجھا دینا کہ چڑی والیان بنے نہ آتا۔

حسین علی نے جبکہ سے نواب صاحب کے کان میں کہا کہ ایک بات علام قرض نہیں کر سکتا مگر نے عرض کیے کہ نہیں جاتا سا حضور قرن بازار میں نکل کے کھڑی ہوتی ہیں اور گندہری والوں سے گندہریاں چکاتی ہیں حسین تو حضور بد نام ہو جائیگا۔ نیکی بر باد گناہ لازم نہ لگنا نے سر پیچ لگایا کہا بھی اسکی صورت ایسی قیامت کی اور وہ جن بابا ہو کہ میں اس پر واقعی لٹو ہوں اور اب تمہا کیا کہوں کچھ تو جی چاہتا ہوں اور کچھ افسوس ہوتا ہے۔ ابھی ابھی ڈیوٹری میں جا کر پہرے والے سپاری حکم دیا کہ گلاب فالدوسے والے کو بلا لا تو جا ہر ہم پہرے دے لینگے حسین تنی پیچھیر کر مسکرانے لگا اور آداب عرض کر کے خضعت ہوا۔ تھوڑی دیر میں دو دیوان آئیں نواب صاحب نے اور سب عورتوں کو مٹا دیا اور نواب اور ضیفہ کو علی لے لے کر گشت میان کی فیض خانہ سننی جاتی تھی اور دانت ٹکٹائی تھی اور اکثر ٹھٹھکی کہ ہاسے چھ بھون کی جلی کے گرم نہ چھوٹ جائے تو یہ دن کاہے کو دیکھتی بلاؤ تو قرن کو۔

قرن۔ (ق) او کیا اتی دیر سے کانا پھوسی ہو رہی ہے۔ ضیفہ۔ (ض) تیرا سر۔ مردار پٹی۔ اور حزنو آ۔ ق۔ امی جان تو بن ناتی کو کو سننے کاٹنے لگتی ہو۔ بڑی کانوں کی کچی ہوا اللہ جاننا ہو۔

ض۔ اور او سے آنکھیں دکھاتی ہے شرفی نہیں۔ ق۔ شرفی نہیں کہوں کیا کسی لاپ مارا ہر یا مال مارا ہو کہو کا۔ تم بھی آئیں تو میں دانٹتی ہوتی۔

ض۔ یہ جو کیری ایسی ہی حمار کا کانا ہے۔ ہر ہر۔ ق۔ (پاس جا کر) لوائی۔ جانو کھا ہی تو جائیگی۔ ض۔ کان میں کچھ بھاکر بڑے شرک کی بات ہو قرن۔

ق۔ امی جان یہ سب جو بچہ ہے۔ اس گھر کی نوکری  
بڑی اُتری ہیں۔ ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر لگا بیٹھا  
میں اُستاد۔

یہ بڑی بات ہے (نواب کی طرف بھر کر منہ کر کے  
پہنچے کچھ مین اسکو دانتے دیتی ہوں تم انکو دانتے  
دو یہ حرکتیں بڑی ہیں۔

ن۔ مین نے تو اپنی آنکھوں دیکھا مجھ سے خود اُنھوں نے  
کہا کہ سپاہی سے پہنے کہا تھا کہ تو جا ہم پر اسے بیٹھا

ق۔ اے تو پہنے یہ کہا تھا اسی جان کہ پہرے پر مہری  
کو بچا دینے اچھا الزام ہے۔

ن۔ یہ بیٹھے اور بیٹھے پہرے پر مین مہریان بھی بیٹھی ہیں  
اور پھر محل میں مین دیوڑھی پر۔ جو کوئی گورائے کی گھنٹ  
آئے تو مہری کیا بنا لیکر سوائے بیچ کے بھاگنے کے۔

ق۔ گورائیں ایک دھڑلے لگا (گھڑی ہو کر اور چاکر کے  
اچھا ہلکے پہرے پر بچا دو۔ دیکھیں تو گورائے کیسے گھنٹے ناہم  
مجال ہے منڈی کا لے کے۔

ض۔ محل میں بیٹھو ادھر۔ رتی بڑی ہونے آئی سلیقے  
کی بات دیکھتی تھی جن گورے سے کشتی لڑنے۔  
بھینس نہ کوڑے کوڑے کون۔ یہ تماشہ دیکھ کون

سندھانی ہوا ہے تین۔

ق۔ امی جان سنا مین آپ نے کہ ہنستے ہی گھر بیٹے  
ہیں۔ (زرا چک کر) اور کیا۔

ض۔ اے کہہ کرے تم آباؤ رہو سلامت رہو بچو پورو

ق۔ یہ جتنی ہوتی چہرے تانیاں ایک ایک مہری ہیں  
سب آخو کی بھرتی۔ مین دغا مین فرید جھپٹی  
سے لے کے بڑی تک حقائقہ دتا تو۔

ضعیف نے نواب صاحب کو علیحدہ لجا کر کہا بیٹا تم کو

طرح دینی چاہیے بن مان کی لڑکی ہوا سپر س کھاؤ مین  
اسکو سمجھا دو گئی۔ مگر تم اپنے گھر کی کسی بوڑھی جہانزادہ  
عورت کو بلاؤ تو مین اسکو سمجھا دوں۔ نواب صاحب نے

مغلانی کو بلوایا اور کہا یہ ہماری خوشداسن ہیں مغلانی ذات  
دیکھے ہوئے بہت جھک کے آداب عرض کیا تو ضعیف نے کہا

بی مغلانی ہماری لڑکی بڑے ناز و نوا کی بی بی ہے۔ اسکو  
آج تک کسو نے آدمی بات نہیں کہی کچھلے ہرے محل

گئی کہ مہنگ کے لڈو کھاؤ گئی اسی رخت مہنگ کے  
لڈو دلائی کو بنگا کے بنائے گئے اور ابھی بچہ ہوا ہے  
عقل تو اُسے ہی آئے اسی کوئی مان کے پیش سے تو

لے کر آتا مین ہے۔ اور ہمارے لڈو کا یہ سب قصور  
نہ ہم لڈو کرتے نہ یہ لڈو بے ادب ہوتی۔ مگر مہری یا دھڑلے  
کبھت کی ہے۔ مین بچوں کو گھر لیتی جھرتی نہیں ہوں۔

بس یہی لڈو کا منہ ٹھہرا۔  
نواب۔ بی مغلانی لڈو پر لون والا حال تو کہہ چلو۔  
مغلانی۔ اے حضور اب اس کے دہرائے سے کیا فرادہ

بچہ دیوڑھی بات۔

ض۔ مین بہن ضرور کہو جیہانے کی کوئی ضرورت  
میں ہر تم کو ہمارے نمک کی قسم۔

مغلانی۔ اے حضور لونڈے کی گندیری کا نام سنکے  
زینے پر سے بچاندی بڑی تھیں۔

نواب یہ بچاندی کیا خوب ضلع جگت میں آج تمھارا  
بھی نام ہے جو اب مین رکھتی ہے۔

مغلانی۔ (جھک کر آداب عرض کر کے) حضور کی  
قدر دانی فرادہ حضور زور سے گوندی کی طرح ہلکے جتنا  
ماشاہد اعلیٰ ہوتی۔ حق تعالیٰ اور اس سے

فریاد ہوئے دشمنوں کی آنکھوں میں خاک۔ جو انکی

ملوث دیکھ نہ سکیں اور پور پور چھلے اور گنڈ پریان  
چکائے گئیں۔

راوی۔ نواب صاحب پھر لڑکے اٹھے داملاس پور  
کی نظر لے کر گنڈ دیا ہوا۔ پونڈے کے لیے پور۔

مغلانی۔ (پھر آداب عرض کر کے) یہ حضور ہی کی  
جویتوں کا مدد تھا ہر کہ دو باتیں کرنا سیکھ گئی۔

نص۔ بینین بی مغلانی تو بادشاہوں اور بادشاہ زادوں  
کی صحبت اٹھائے معلوم ہوتی ہیں۔

مغلانی۔ نوٹڈی نے تو حضور سے بھی اسکا ذکر نہیں  
کیا تھا مگر یہ میری ایک ہی بس کی گانٹھ ہے۔

نواب۔ انا یا با۔ پونڈے کے لیے گانٹھ اور  
سبحان اللہ۔

مغلانی۔ یہ تجھی (مثنوی) خدمتی عورتیں بیان ہیں  
مجھ چھٹ سب جربانک ہیں۔

نواب۔ (کھڑے ہو کر) واہ واہ واہ۔  
بانک جربانک !!!

راوی۔ گنڈیری والے چاقو سے پونڈا نہیں  
چھیلتے بانک سے چھیلتے ہیں۔ جربانک کا تلامذہ قابل

تعریف ہو جاکت لڑنے میں مغلانی جاکت آتا ہے۔  
نواب۔ تنے نواس وقت فلم توڑ دیے

دامہ جی خوش ہو گیا۔  
قرن۔ اراچی جان اراچی جان لے اب بیان آؤ

کبتک وہاں مچھی رہو گی۔  
نص۔ آئی بیٹا آئی۔ ذری دو دو باتیں کہیں۔

قرن۔ اراٹے دنون پیچھے تو ملی ہو۔ اور جاکے  
بیٹھ رہیں ذری بیان تو آؤ۔

ن۔ آتی ہیں۔ آتی ہیں۔ یا آتی۔ یہ بگڑا ہوا تو بہ

میرے امہ !۔

ق۔ اب تمہارے مارے کوئی اپنے ان باپوں کو چھوڑ  
یہ نئی زبردستی ہے۔

مغلانی حضور نوٹڈی کی طرف سے نشان خاطر رہے  
نص۔ آؤ مجھ سے کیا کہتی ہو بڑی بڑی ہو تو مجھے

تمہارا بڑا اعتبار ہے۔  
نواب۔ اپنی ہر کو بڑا بھروسہ ہے دامہ۔

نص۔ کیوں نہیں کیوں نہیں حضور ہو نا چاہیے۔  
مغلانی۔ میری گودوں کے کھلائے ہوئے ہیں۔

نص۔ کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ بچے ہیں ابھی اندر رکھے  
مغلانی۔ میں نے بڑے نواب صاحب سرکار کے

باپ کو گود میں کھلایا ہے۔  
نص۔ کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ گھر گھر تمہارا تم بڑی

نیک ہو اور دیرینہ عورت۔  
قرن۔ صغیفہ نے تجھ میں کہا بیٹا تم سے بڑھ کر بڑی

کوئی نہو گا۔ ایسے گھر میں پہونچو مجھ سے چلتے نہیں پڑے  
تو میں مدد ہو گئی۔ اہا! بڑی شرم کی بات ہے۔ پونڈے

کی گنڈیران لینے کے لیے بازار میں نکل جانا اس سے  
بڑے کے چھو راہن اور کیا ہو گا بچنے سے محلوں میں جاتی ہے

کبھی کسی سلیم باشریف زادی کو سر بازار نکلتے دیکھا تھا  
اور تو اتنا نہ سوچی کہ اس مجلس کی تو میں مالک ہوں

اور اتی عورتیں میری خدمت کو ہیں اور دروازے پر  
پہل اور سپاہی اور چوہار میوں کی ڈیوڑھی جو مجھے

پر ڈیجا ہو بھلا کہ میں باہر نگہوں وہی اپنی اصلیت پر  
آگئی اور گنڈیری ایسی کوئی نعمت ہے پھر اگر جی جانتا

تھا تو میری سے کہنا تھا۔ اپنے آپ جانا کیا معنی  
تجھے عقل نہ آئیگی۔ ایسی تو تو مثنوی بین گودوں میں

تھی

تو اسے آپکو بھول گئی ہم سمجھے تھے کہ بڑھوتی دقت سے  
کھل گئی تو اب تجھے کوڑا لے لینگے مگر قیمت کمان چوہی ہی  
جو تین ہین تو بس روتی پٹ کے سوا اور کچھ نہ دیتے  
بسم اللہ ہی غلط ہوئی نا۔ اور میں نے سمجھا دیا تھا کہ دیکھ  
قرن اسے اچھے گھر میں بہو چکروری دیکھ بھال کے اور  
سنبھل کے چلنا مگر قرن کھسکی سنتی ہے۔ لے اب ایک کام  
کو ناز کا بیان تو کیا کھلتے اور ناز دی ساس آج گھنٹی  
جاتی ہے۔ وہاں سے کوئی عینے سوا میں میں ایک تہ تک  
ناز و بیان ہی رہی گی۔ قرن بڑی خوش ہوئی کہ باقی  
بہان ہی رہی گی ضعیف تو ڈولی پر سوار ہو کر چلی گئی مگر ناز و  
کوبیان ہی چوڑ گئی کہ قرن کو ڈانٹتی رہے۔

نواب صاحب نے ناز کو پاس بلا کر بٹھایا اور کہا خدا  
کے لیے انکو سمجھا دے کہ وہ کیا گیا ہے پھر دالے سے  
کتنی ہین کہ تو جا ہم پر دے لینے غریبیاں تنگ بھی خیر  
تھی۔ گھر ہی میں مات رہی۔ گنڈیری وار کے پیچھے بچے ناز  
تنگ و دراجا نا سب سے بڑھ گیا مجھے رو رہے خیال تھا کہ  
کہ با ناز و الون نے کیا کہا ہو گا کہ یہ کون پھر ملی ہے۔

قرن نے کہا تو اب اب بسم بکر چاہیے جس  
ایک بات آئی گئی ہو گئی۔ تنگو تو ٹنگ گئی ہے جس  
اور با ناز و الون نے دیکھا تو چو کیا۔ ان ناوڑوں کی  
بہوشیاں نہیں ہین وہ کوڑے تلے ہیں۔ ایک بات  
کے پیچھے پڑ گئے کہ تو دبا کر خطا ہوئی قصہ ہوئی۔ گناہ  
ہوا۔ اب ایسا نہ ہوگا۔ اب ہمارا سائے تنگ ہم کو نہ کچھ  
سکایگا۔ جس اب کیوں تک بک لگائی ہے حق ناحق  
کو اور میں تو کیا ٹر ٹر ٹر

نواب کو یہ اولیٰ آئی جس لمحہ گئی دل میں۔ کہلے اچھے  
ذرا دھر ٹھک آؤ۔ اور بڑی گرا گئی کے ساتھ سپا کیا

کہا از بڑے خدا ایک بھی دو اور ایک نو۔  
قرن نے کہہ قدر کاوٹ کے ساتھ کہلے بس ایک  
رہے گا یہ دکھانے کی محبت ہمیں نہیں بھائی یہ ٹھنڈی ہڈیاں  
رہنے دو۔

نواب صاحب نے اپنے ہاتھ سے ایک گلوڑی قرن کو  
کھلائی تو ایک ناز کو۔ اور خزا زباں کا لوسہ لیکر کہا  
خفا نہ چاہا کہ وہ تم تو تم پر جان ہیں اور تم ہم سے کشیدہ  
رہو۔ یہ کیا۔

ق۔ اور تم باقی کے سامنے چھپان لیتے ہو۔ ذرا شرم  
نہیں آتی بڑے وہ ہو۔

نواب۔ شرم کا ہے کی۔ ناز کو تو خود چھپان لینے ہم  
یہ عیب نہیں ہے۔

نازو۔ بڑے میں آئے ایک ہین تو تمہارے  
پھر دکر دی ہے ہم نے۔

نواب۔ اے تو آدمی جو تو تم بھی ہو صاحب گزین  
یا امین کچھ انکار ہے۔

ق۔ تو اس وقت تمہاری اعلیٰ ٹیٹھ جو روٹی ہے۔  
نواب۔ امین کیا تنگ ہے۔ ایک تم اور آدمی یہ (نازو)  
کی طرف اشارہ کر کے)۔ کیوں نازو۔

نازو۔ اچھی تم ہم دونوں بنوں کو گھوڑا لوبس۔  
نواب۔ شرم کی رو سے حرام ہے۔ ہمیں سکنا اور نہ پھر  
کیا تھا چوڑی اور دو۔

نازو۔ (تمہارے گھر) ہان ہان (بہان کو بٹھا کر) اور  
کسی کی بیابان جو رو کر بھلا لانا یہ تو حلال ہے۔ کیوں بولو اب  
یہ جواب دو گے۔

نواب۔ (سکڑا کر) اسکا تو کہیں شرع میں ذکر نہیں ہے۔  
نازو۔ (گال میں کھسکے چلی لیکر) ہان کیا سنائی تا میں نہیں



نواب اس وقت اس چٹکی نے کیا مزہ دیا ہے۔ والدہ جلا لیا مرن کی سیکی چٹون نے تو ماہی ڈالا تھا مگر انکی اس اداسی میں نے جلا لیا۔  
نازو۔ تو ایک بن ملک الموت ہے دوسری سیما۔  
نواب۔ نہیں دونوں ملک الموت اور دونوں سیما۔  
نازو۔ یہ تمہارے ہاں کی عورتیں تو ہم سے جتنی ہوئی۔  
ق۔ ساو باجی بڑی دقا تو ہیں اور میں چاہتی تھیں کچھ کھانے پر اڑائیں۔ بھلا یہ ہم کب انکی باتوں میں آنے والے تھے۔  
ہمیں بنانا کیا دل لگی ہے۔ ہم خود دیکھ لیں اور ہزاروں کو بنا ڈالیں۔

نازو۔ نہیں بنیں مگر تم نے بڑی زیادتی کیا کہیں یہاں گنڈیری لینے باہر روڑی تھیں۔ تو یہ تو بہہ!!!!۔  
ق۔ اب آج سے لڈیریاں کھلانی چھوڑیں جہاں کھانی کھا لیں گے۔  
نواب صاحب کے ساتھ جی نازہ اور مرن کھانا کھاتے تھیں تو مہر لال ہی دل میں جتنی ان بھاری سنہاروں کو یہ کیا معلوم تھا کہ امیر زادوں کے کھانے کا کیا طریقہ ہے جب تھا دس ترخان پر آیا تو نواب صاحب نے گھر کی ماما اور خواہدوں کی جانب نظر فرسے دیکھا مگر انکے خاموش کھنے رہنے سے اور انکے کھانے سے سمجھ کے کئی قرون کی فزائش ہوئی تو یہی مغلانی کہ جہاں دیدہ اور خراست ماضی تاریکی کو دھکا بدولت ہو گئے تو ان کا دل خوش کرنے کے لیے دوسری سے کہتی کہا کہ مضمود جب میں میا براج میں تھی تو ایک چٹا چٹا ٹپٹے ٹپٹے پری منزل کے قریب جو ہوئے تو ایک سپاہی اس وقت ماش کی دال بکھار رہا تھا اسکی خوشبو سے بادشاہ ایسے خوش ہوئے کہ فوراً حکم دیا کہ دس ترخان پر یہ سٹیڈ بھی جن دی جائے جب طعنا متبادل نہ ملے اور خاصہ چٹا کیا تو حکم ہوا کہ اس سپاہی کو پلاؤ کی

یہ قباب دود سپاہی اپنے دل میں دعا مانگے لگا کر خدا کرے روز جہاں پناہ کی سراری اور اسے اسوقت نکلے جب میں دال بکھار رہا ہوں تو چین چین میں لکھتا ہے حضور کھانا طبیعت پر ہے۔ اگر نہیں کو کھنے دیکھا ہے کہ کھلاؤ گے دو ایک نوالے کھائے مگر مٹی اوروں پر جان دیتے ہیں یہ ہم کینج کھانے کا عشق ہے۔ کھانے میں بجاتا اور پیسے جگ بجاتا۔ نواب صاحب کو اس سے دھارس ہوئی اور ناز دہی سر ہو گئی۔ کیونکہ قرون ٹٹھے ہی کی طرف زیادہ جھکتی تھیں کھانا کھانے کے بعد نواب صاحب اپنے آگاہانہ میں تشریف لے گئے اور ناز دہی سے کہے میں نہیں۔  
ادھر مہر لال وغیرہ نے میراں خالی پا کر قلعے لگانے شروع کیے۔

مہری۔ وہ تو کیسے گئی کی روٹی میں پکوانی تھی۔  
مغلانی۔ یہ ساری شہزادت اسکی تھی۔ (ہنسکر)  
ماما میرا کیا قصور ہے کہ میں باہر سے چکھنا ایک کے آیا اس میں مٹھا بھی تھا اب میں کھنے اور سوکھنے تو بیٹھی نہیں ہوں جو پک کے آیا چن دیا۔ مگر میں پکا ہوا خواہ باہر۔  
مہری۔ نواب صاحب کو سبت ہی بڑا معلوم ہوا  
مغلانی۔ مگر سچ کہنا ہنسنے کسی بات مائی اور کیوں۔ نہ کہو گی۔

خواص۔ ہاں امد گواہ ہے۔ تو وہ کیا سرکار کو اب اگر خیال ہے تو یہ خیال ہے کہ ہم لوگ ہنس گئے۔

مغلانی۔ بس بس۔ بس تم سمجھ لیں۔ اب تنہا میں جاہے بیگم صاحب جھارو دین چاہتے ہیں مہر لال۔  
مہری۔ او آخر میں ہیں کوئی۔ مگر میں جانتی ہوں شہر میں میں تو ابی عورت دوسری سنو گی۔ کیا مشکل باقی ہے۔

مغلانی جب ہی تو سرکار مجھے جانے کا لکھا ہے۔

مہری یعنی کئی اچھی ہے۔ نواب پٹن صاحب نے جو رحمت گھر میں ڈال لی تھی۔ نام لو۔ یہی پٹن صاحب نو بیٹے دارے سر کے پاس جنگی ڈروڑی ہے۔ یا انکی ہنسی بھی یا اسکی۔ مگر وہ انکی گوری تھی نہیں ہیں۔ ہر جھمورت (خوبصورت) وہ بھی مگر یہ بات کہان۔ یہ چیز ہی اور ہے۔

مغلانی۔ اور کہتا چاہتا ہوں کہ انوہ۔ بجلی تو پٹن ہی نہیں ایک جگہ۔ اور سی کا نام مشوق پناہ کر بس۔

خواص۔ گات کئی پیاری ہے۔ کلا بیان کئی گوری ہیں۔ ہنسنے تو انکی عورتیں ایسی عورت نہیں دیکھی۔

مغلانی۔ ہنسنے بھی نہیں دیکھی۔ دیکھو ہم جو پٹن کیوں لیں۔ ادھر یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ کس خدمت میں اور

آغا محمد اطہر اور رونق جنگ اور چٹن صاحب نے باہم صلاح کی کہ نواب محمد شکر کی کا حال دریافت کرنا چاہیے۔

داروغہ اور من کو بلا کر سمجھایا کہ دیکھو مانہ بیٹا صاحب جو اڑا اسکے بیان نے ناش کر دی تو غضب ہو جائیگا محمد شکر کے کھانا

اچھا ہوتا ہے۔ محمد شکر کو سمجھا دو کہ ہاتھ پاؤں چلے رہے ہیں۔ ہم دوست ہیں انکے حق دوستی کا ادا کر دیا۔ آئندہ انکو ختم

ہو انکو لازم تھا کہ بالکل الگ رہتے۔ آخر سوچو تو کہ وہ اسکا نتیجہ کیا سمجھے ہیں اور ہم سے بد غضب خدا کا مارے ہیں کیا

نہیں مسلم ہر آوارگی بتوں کی دیکھی مگر یاد رکھی گئی تھی آوارگی ہر انکو غروب سمجھا دو کہ ظالم آئین بدنامی کے

سوا ہتک عزت بھی ہے۔

من اور داروغہ چپ چاپ سننے لگے اور دونوں اشارے میں سوچتے تھے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہ

دونوں صاحب یہاں نہ آنے پائیں۔ اگر یہ آئے تو ہماری دال انکے سامنے نہ لگنے پائیگی اور ہمارے رنگ

پھیکا پڑ جائیگا۔ آغا محمد اطہر نے کہا بھی رونق جنگ تم تو ابھی ابھی آئے ہو ہم اور چٹن صاحب گھنٹوں سے یہاں ایڑیاں رگڑ رہے ہیں مگر ہم دونوں سے زیادہ تمکو فکر ہوئی چاہیے۔ والہ نواب ہاتھ سے جاتا ہے اسکی فکر کیجئے۔

حضرت ناظرین اچٹن صاحب اور آغا محمد اطہر اور رونق جنگ کو سب آوارہ مزاج تھے۔ مگر محمد شکر کی ان

سب کے گرد گھنٹال نکلے مہرج بلی نے جو ان لوگوں کی تقریریں تو جھٹلا اٹھے۔ کہا خدا جانے تم لوگ کیوں اسقدر

نواب کے خلاف ہو رہے ہو۔ میں کیا جو مردہ دل ہو۔ ریاست کے معنی ہی یہ ہیں کہ کھائے پچھا۔ پیئے اچھا۔ اور مشوق اچھے

ہوں اگر گھر میں گھس کے دال چباتی کھاتی نور میں کیا ہمارے نزدیک سائیس ہے۔ میں وہ جو دل چلا ہو۔ ع

اسکی رہی اور رہے گی کسی

آغا محمد اطہر نے بہت ہی جھلائے۔ آپ تو اپنی نعت لکھوائیے آپ کو ہو گیا جو خط۔ آپ باگل میں۔ ریاست

کے یہی معنی ہیں کہ دو دو دن گھر سے غائب رہے۔ واہ اچھی ریاست ہے۔ ایسے میں کی ایسی ہی ہم میں جتن بھیجئے

ہیں ایسے میں ہے۔ رونق۔ تم نے اچھے کیوں ہو آغا صاحب۔

آغا۔ اسنے باگل پنے کی گفتگو سنی آپ نے۔ رونق۔ جی خوب سنی ہے تو لاعلاج ہیں بھائی۔

چٹن صاحب لاعلاج کیا معنی۔ مسخ ہو گئے ہیں یہ۔ مہرج۔ جب دل آتا ہے بھائی صاحب تو پھر کچھ قابو نہیں

چلتا۔ آپ لوگ کیا جانتے۔

لیجھتا ہے دل کو سے بتان میں مہری نعت یہ میں ہر اعراض کیا

آغا۔ آپکی تقدیر میں ناز کی جوتیان کھانا ہو۔

اسپیشون آدھی ہنس ٹپے اور شنون نے مہراج بلی کو  
بنانا شروع کیا اس نسل کے جعفر زلی جان مہراج بلی  
جعفر زلی شنون بھی یہ اپنے وقت کے جیون بین نازو پلاشن  
ہوے میں نور و انکو جھولی نوگس کے برابر جی میں سمجھتی۔  
مہراج بلی نے کہا ہے۔ ۵

اور دم عشق زلی کافی ست  
خواہش وصل زنا انصافی ست

آغا۔ جی۔ خواہش وصل زنا انصافی ست مگر بڑے  
نہوے نویشہ بڑے مگر۔ ۶

از شلاح کند میوہ نور سے غنیمت ست

داروغہ نے کہ نمیدہ اور شالست آدی تھا آغا صاحب کی  
بڑی تعریف کی حضور آپ نواب صاحب کے بڑے دوست  
میں والد اور خنے آئے ہیں سب مگر بڑے ایک آپ اور  
دو صاحب یہ تو آئے دوست میں باقی یاران نامی میں۔  
روٹی کے ٹکڑے کے لیے خوشامد کہ میں نے مگر حضور  
پوچھوں کے میں میں ناز و نعم پروردہ۔ آپ کا کیا کتنا۔  
نواب صاحب نے بیشک بڑا کیا کوئی اس طرح کھل چکنا ہوا  
کچھ تو بدنامی کھانی کا پاس چاہیے۔ اسلئے شہر میں بکام ہو گئے۔  
ایسا نفل کیلچہ کوئی ناچی بات ہو۔ اول و لا قوت۔  
مگر ہر دوگون کے کھانے سے سمجھ سکتے ہیں بھلا۔

یہ گفتگو ہوتی ہی تھی کہ ایک رونا آیا اور سلام  
کے کے داروغہ کو ایک رقعہ دیا۔ داروغہ نے  
پڑھا اور پڑھ کر چھٹن صاحب کو دیدیا۔ رنے کا  
مطلب یہ تھا۔

داروغہ صاحب۔ دو میڈ سے کا پندر سے کہنے  
آئے میں گھوڑے کے سودا اگر کے پاس ہیں جو آغا

کی سڑے میں لگا ہو۔ اس سے دو نوں میڈ سے  
خرید لو۔ یہ بڑے نامی میڈ سے میں جودام لکھے دیے۔  
عکری۔

چھٹن۔ (روٹی جنگ سے) خوش ہوئے آپ۔  
روٹی۔ (رقم لیکر) این۔ ۱۰۔ اب یہ مشوق چرایا  
ہو۔ یعنی جو سوجھتی ہو انو ملی۔

آغا۔ کیا۔ کیا مشوق چرایا ہو۔ مگو تو بتاؤ۔  
چھٹن۔ جی میڈ سے لڑانے کا مشوق ہو۔

آغا۔ این۔ اینیں نہیں۔ کچی کچی بتاؤ بھی۔  
چھٹن۔ یہ رقعہ پڑھ ونا۔ موجود ہی ہو۔

آغا۔ (پڑھا) اب انے کیے کہ اندے لڑائیں۔  
چھٹن۔ کچی یہ سب کچھ کیلچہ خبر پڑ گیا۔ انکا۔ یہ  
سب سے بڑھ گئے بھائی۔

آغا۔ میڈ سے لڑانے کی کیا دور کی صوبی ہو داروغہ صاحب  
تلم دوات کا غدہ گنگواؤ۔

راوی۔ آغا محمد اہل نے نواب صاحب کے  
نام خط لکھا۔

ابے نام مقول تیری ایسی تہی کردن مردک تجھے خط  
ہو گیا ہو جنوں ہو گیا ہو۔ دو دن سے آپ غائب کمان میں  
بڑے باجی ہوا دراب آپ جوئے کھائیں گے۔ ان لوگوں نے  
تم کو بالکل خراب کر دیا ہو۔ افسوس ہو والد افسوس کا  
مقام ہو گریہ وہی شہر کو بارہ برس کو ہو کیا اور اٹھارہ  
برس کے قویہ کیا۔ مگو کچھ کے کون۔ ارے کھفت جھک  
نہ کیا ہوا ہم دوگون سے صلاح تو لے لیا کہ بھائی یہ یاد  
رکھو چھین ڈکے اور اگر ایسی ہی آوارگی رہی تو بچ  
خواب ہو جاؤ گے۔ اور ہر جاؤ گے کیا معنی اب  
تم ہاڑے ہاتھ سے گئے۔ ۷

<p>رولق - ہرکو بھی خط سنا دو کیا لکھا ہی بھئی۔  آغا - آپ کوئی قاضی ہیں جو جی جاہاد لکھا۔  رولق - (خط چھینکر) آپ کو آجھانہ سناؤ۔  آغا - بھی جھینا جھیں اچھی نہیں۔ دیکھو استاد۔  رولق - (خط پڑھکر) ہاں!!! یہ کیسے۔ ۴۔</p>	<p>ہر اکے جسے عالم اُسے برا سمجھو  زبان خلق کو نفا رہ خدا سمجھو</p>
<p>خوب گذریگی جو مل جھینا دیکھانے دو  چھٹن - یار ہم بھی دیکھیں۔ یہ خوب گذریگی کیا  سنی کیا آغا بھی لکھو ہے کیا پر۔  رولق - د خط دیکر پڑھیں تو بے رہنے لگے۔  چھٹن بہت ہی خامس۔ اچھے نام لے کر بند ہوئے۔  داروغہ - حضور یہ خط بھیجیے لاکس طرح۔ تپا تو ہی نہیں</p>	<p>ملو جی کا سا گول آدمی اگر ایسا ہو جیسے تم ایسا گئے  ہو تو مقام جیت نہیں۔ مگر تم کو ایسا نہونا چاہیے یہ بڑے  عیب کی بات ہے بھائی۔ ارے تم میں کچھ بھی انسانیّت  باقی ہو تو ہم سے ملو اور قسم لے لو کہ تمہارے منہ پر بالی اور  کاند کرہ بھی نہ کر گئے کیونکہ بھائی نامح کو لوگ پناہ نہیں  دیکھتے ہیں ایسے بڑے آنکھوں پر پڑھتے ہیں کہ دوست  کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھنے لگتا ہے انسان۔ ہی ہو</p>
<p>داروغہ - حضور یہ خط بھیجیے لاکس طرح۔ تپا تو ہی نہیں  رولق (جھلا کر) میان بوڑھے ہونے آئے  اور جوٹ بولنا نہیں چھوڑے لکھیری ہونہ آخر۔  داروغہ - حضور جو چاہیں سو کہہ لیکن مگر کشمیری ہونا  بھی اگر کوئی عیب ہے تو مجبوری ہے۔ خدا گواہ ہے جو مجھ کو  یہ معلوم ہو کہ اس وقت نواب صاحب کمان ہیں۔</p>	<p>والہہ ستم کا سامنا ہے۔  اب اگر آج تم سے نہ لو گے تو دارالہم لوگ بھاری  صورت پھر نہ دیکھیں گے بس اسکو یاد رکھنا۔ اب تم کو تیار  ہو بھائی۔ ارے ہم تیرے بھلے کے لیے کہتے ہیں۔ سارے  تو مجھے دود اور دیر میں ہر سب یہ بتاؤ کہ کئی قرن کمان  ہیں۔ یار صورت تو دکھاؤ دے ظالم ہم تو ترس گئے  والہہ قرن ہائے قرن۔ ارے قرن دیکھائی گئے ہیں  تدہرین پر پوئی رکھوں۔ ایک دفعہ تو صورت دکھاؤ  والہہ تم کو نصیحت کرتے کرتے خود ہی مبتلا رہے ہوں گے</p>
<p>رولق - پھر کشمیری ہیچ چلا۔ اس وقت کی  ایک ہی کمی۔  داروغہ - حضور تو نہ باری مانع ہیں نہ جیتی۔  رولق - ارے کاشو۔ میں خوب  دیکھتا ہوں۔ ۴۔</p>	<p>تو بھی ای نامح کسی پر جان دے  باتھلا استاد کیوں کسی کمی</p>
<p>کاشو براے پختن شلم کر بخیت کاشو  یا یون کیسے کہہ۔ ۴۔  کاشو براے پختن شلم کر بخیت  داروغہ - حضور شلم تو مست ہے۔ والہہ۔ ۴۔  شلم بخیت کہہ کہ نف و خاتم  شلم تو وہ تھکاری ہے کہ گوشت کی اس کے سامنے کئی تعقیقت</p>	<p>یہ داغ کا شعر ہے مگر میرے حسب حال بڑے  نامح بنے تھے مجھے قرن اس وقت یاد آئی صرف  دور دور کی بات جیت چاہتا ہوں اور بس۔ دل  تا یون نہیں ہے۔ ۵۔  سینہ لٹا کر نہیں لی کو سہا  نٹے آزار کا جس سا سناؤ  مرغین عشق کو ہو گئی شفا کیا  راق محمد طہر معنی غنہ</p>

نہیں ہر شہید ایک سے بڑھ کر اور کیا ہو۔  
 داروغہ۔ بھی دامن بند ہی تو ہننے ایک دفعہ کھائی تھی  
 باریک استعمال چادروں کے ساتھ ہمارے ایک دست  
 بہن عبدالستار کشمیری ہیں اور نئی نالی میں رہتے ہیں  
 پہاڑی جوتی پہلے تھا۔ میں کیا کہوں۔ حضور ہم لوگوں  
 سے بڑھ کر شہید ہی نہیں پک سکتی۔ کوئی پکا تو دے۔  
 چھٹن۔ یہ تو بھیج ہو بھی کشمیری ہوتے خوش خور ہیں۔  
 داروغہ۔ خوش خور جو غذا کشمیری کھاتے ہیں وہ آپ  
 کمان سے لاسکتے ہیں وہ کمان پائے۔ غفران بیان کمان  
 بکری کے گوشت میں نہ لطف بجا جو دینے کے گوشت میں ہوتا ہے  
 یہ خطا آغا محمد اظہر نے داروغہ کو دیا اور کہا کئی کشمیری  
 بنے کی تو ہمے لوہین۔ داروغہ ہنسنا حضور تو ہر بات میں  
 کشمیری بنے ہی کی صحبت ان کہتے ہیں عالمگیر تمام عمر اسی  
 فکر اور تلاش میں رہا کہ اچھا آجی اسکو ملے لاف آدمی  
 مگر نہ ملا۔ اگر کسی قوم کو ماننا تھا تو کشمیریوں کو۔ آدم تو  
 بہت نئی آید کشمیری دریں ہو بہت کہ ماسٹر سیکریم حضور  
 ہیں کس گھنڈ میں کشمیر کا سالک دے زمین پر نہیں ہو۔  
 طغواے کشمیری نے جو تعریف کی ہزار ہر تپا یا شمع ہو۔  
 حافظ کہ گیا ہو۔

کشمیری شہان شہزادہ کا سرگرمی

حسن اب دہوا۔ نقشا۔ سبزہ زار چشمہ سار حضرت۔  
 اخلاق کشمیریوں پر فخر ہو۔ کیسے کیسے خوش دروان ہوئے ہیں۔  
 دیدار کو دوا دوا۔ آپ کشمیریوں کے خلاف کیوں ہیں۔  
 آغا نے کہا میں دل لگی کرتا تھا درنہ اگر کشمیری میرے  
 دوست ہیں اور ملی دوست۔ یا رتم لوگ گھنڈ کی تو فرما  
 لیتے ہو۔ داروغہ نے کہا آجی وہ ہم دنیا بھر سے بڑی  
 اک دو ہزار ہندوستانی جمل کی ملت۔ میں

اگلے پانی بھیج دیے گئے کسی کشمیری کا تو نام تپا ہے اور  
 یوں زبردستی کی ادب بات ہو۔  
 استے میں داروغہ کو ایک شخص نے رقعہ دیا اور  
 انھوں نے مسکرا کر نواب رونق جنگ کو وہ رقعہ  
 دے دیا۔

رقعہ۔ بھائی صاحب آپ لوگ تو ہو گئے ہیں بالکل  
 اس وجہ (وجہ) سے کہ (کہ) آپ لوگ سمجھتے ہیں  
 کہ کشمیری قرن پر لٹو ہو۔ قرن تو لٹو اتنی لی کے ساتھ  
 بھاگ گئی اور آپ لوگوں کو یقین (یقین) ہی نہیں آتا  
 بھرے اسکو کوئی کیا کرے بھی اگر قرن کا پتا لگے تو پتہ  
 ضرور اطلاع دینا ہم اس کے حال کے مشتاق ہیں۔ غضب  
 اکی جاں پر کبک دسی کی کیا محال ہو کہ اسکا مقابلہ  
 کر سکے دل ملی ہو۔ سارے لشکر کی ناک ہو۔  
 کیسے بی نا زور و مزاج ملی میں سیل ہوا یا نہیں  
 داروغہ بڑا خوش نصیب آدمی ہو۔ بھی میرا حال  
 کیا پوچھتے ہو۔

وہ بری ساتھ چلے سوتا ہوں

اور جبکا پلنگ کستی ہے

میں نے جلد پہنچا ہی جا لیس دن کے بعد لوٹا۔  
 آغا صاحب اور مزاج ملی اور انکی والدہ مکرملی نا زوار  
 رونق جنگ اور سب کو سلام۔ محمد کشمیری غنی حضور دھرم  
 رونق۔ اسکو بھی لکھنا کھی نہ آئیگا والدہ غنی نہ کو نون  
 اور وادے لکھتے ہیں۔  
 چھٹن۔ دیکھو لاجل ولاقہ۔ پاگلی رہا۔  
 آغا۔ لا رونق جنگی کے ام خطا اور اٹھیں کو سلام۔  
 رونق۔ جی ان اس سے کیا بحث ہو یقین کو آپ  
 یقین لکھتے ہیں۔ عین سے۔

نہیں کی۔ جب کی اونچے گھر بن۔ ۶

خاک از خودہ کلان بردار

اپنی سوکھی حیاتی نمک کے ساتھ کھاکے سو رہنا اچھا ہے  
اور بیخ قوم کی بات سننا نہیں اچھا۔ آبرودار کے ساتھ بیخ  
کی روٹی ملے جائے۔ بلو اور جگہ جو جائیں اپنی ایسی ہی بیخ  
قرن کی بڑی خواہش تھی کہ ان کی دو گانا لکے ہاں بیخ  
اور اس کے ٹھکانے دیکھیں مگر ناز و جو کہ اسے سن میں زیادہ  
تھیں سمجھاتی جاتی تھیں کہ درمیان قرن ایسی کوئی حرکت  
نہ کر چھینا کہ یہ گھر جو بڑے چھوڑی ہوئی چوری والی۔ سوچی کی  
سوچی بناد۔ انھوں نے ناز و جو سے مغلانی سے  
کہا۔ بی مغلانی ایک بات کہیں کو سے کہو گی تو نہیں  
ہماری دکانا کوڑی بلڈ یا بلو اسے انھوں نے  
دوہر یا ادا م توڑ کر ایک انھوں نے ایک ہنسنے کھایا  
ہے۔ اُسے دیکھنے کو ہمارا بہت جی چاہتا ہے۔ اس  
اُپرے پردے کو خدا غارت کو سے پردہ کیا فیضان  
کہیں جاؤ نہیں کہیں آؤ نہیں۔ وہ قیدی بنے ہو۔  
جیسے اچھے خاصے بندھوے ہوتے ہیں۔ اُس کے دیکھنے  
جی نہ ٹھال رہتا ہے۔ حاجی آج گھر چائیکلی۔ یہاں میدان  
خالی ہوگا۔ تم ڈولی پر چڑھ کے چلی ملانا۔ ہم تپتا دیکھتے  
مغلانی۔ اے حضور دم مارنے کی تو ملت نہیں ملتی۔  
قرن۔ اچھا جاؤ سنے جی دی رہی۔ بس۔  
مغلانی۔ حضور تو سلی سلائی کو اُدھر ڈالتی ہیں۔  
مسر۔ اور جو ہمارے بدن پر ٹھیک  
نہ ہو تو کیا کریں۔  
مغلانی۔ کیسے ٹھیک نہ حضور۔ مجال ہو ٹھیک نہو۔  
قرن۔ اونی تو اچھا آئین کیا نکلا ہے اُدھر ڈالا  
اُدھر ڈالا جی کی خوشی ہمارے سے تمہارا کیا حرج ہے۔

آغا۔ لاول ولاقوہ۔ بداملا بھی ہوتا مستدرہ و اللہ۔  
چھٹن (فقہ لکھ کر) لوگ ان بنائے یعنی (کہ) کو پ کی کھینچ  
آغا۔ اور شاعری کا دعویٰ دلخ اور آہر کہ مصلحتیت  
ہیں جو ذوق اور آہر کے سرمایہ ناز ہیں۔  
روفت۔ تو اب اس سے ثابت ہو گیا کہ کہیں قریب ہی  
چھپے ہوئے ہیں یا تلاش کرنی چاہیے بیان مہراج جی آپ  
بھی والدہ کہیں کے کہیں بھی آدمی ہوں۔ مینو پل کے کشتہ  
نہ ہیں۔ ایسا بلے کشتہ بہت دیکھے ہیں۔ ذرا پتا نہیں  
لگا سکتے کہ نواب صاحب کہاں ہیں۔

مہراج۔ یہ کون پڑی بات ہے۔ ابھی ابھی لو۔  
آغا۔ آپ کا رعب نہیں کر کچھ۔ والدہ ذرا رعب نہیں  
مہراج۔ کون۔ چالان کرادوں آپ کا۔؟  
آغا۔ جی چالان کرادوں لگا۔ بس دوستوں ہی پر شیر  
ہیں ناز سے ایک نہ چلی۔

برف کے کوئے جو شب انشا کو بھیجے یار نے  
اسکے یہ معنی کہ لوفتہ تمہارا راجم گیا

ایک روز شام مشوق گلبدن بی قرن صاحب نام  
مسلحہ بری منزل پر ٹھکرا رہے تھیں۔ اور بی مغلانی کوتاہی  
جاتی تھیں کہ دیکھو ہم کو فوجی آستینوں کی کرتی سے نفرت کر  
پھنسی آستینوں کی کرتی سیو اور چکے اور کوئے اوزنیت  
اور پیچے سے لہر نہ کر دیا کر و سا دیکھتے ہیں مغلانی مغلانی  
ہاں میں ہاں ملاتی جاتی تھی۔ اے حضور جو لطف سا دگی  
میں ہو وہ اس لہر میں ہیں بھلا کہاں ہو سکتا ہے تو یہ کہجے  
جو بن سا دگی ہی ہیں ہے۔ حضور نوٹدی سات پیر میں  
سے یہ کام کرتی ہے اور ایسی ویسی کہیں بھولے سے بھی نوکری

مغلانی۔ کس مخے میں رہتی ہیں وہ حضور کی دو گانا۔  
 قرن۔ ارج خان کے میدان میں۔ ای۔ ارج خان کون ہیں  
 مغلانی۔ حضور بادشاہی میں رسالدار تھے بڑی  
 نمود کے آدمی۔

قرن۔ کھنڈ کے بعض بعض محلے بھی اُچھے سے نام کے ہیں  
 گانا کا پل۔ سرگنانا۔ ارج خان کا میدان کھنڈاٹیک کی  
 گڑھا تھا۔ دو گوان۔ اٹکی تھی۔ دھینا مہری کا پل توبہ۔  
 مغلانی۔ سرکار دھینا مہری نے بڑے لطف بڑے میں  
 کیے ہیں۔ بادشاہ کے مزاج میں بڑا دخل تھا اور اب تک  
 اسکا نام مشہور ہے۔ اور راجہ ہرا۔ مہرا کو بادشاہ نے  
 خطاب دیا تھا۔ قسمت ہر اپنی۔ بہت سے مر گئے۔ کوئی بچا  
 بھی نہیں کہ کون تھے کون نہ تھے۔ دھینا مہری کا نام تیلک  
 رہ گیا جب تلک کھنڈ باقی رہ گیا۔

قرن۔ اس شہر کا نام کھنڈ ہے یا کھنڈ۔  
 مغلانی۔ (ہنسکر) کھنڈ حضور کھنڈ گنوار کہتے ہیں  
 قرن۔ امہ کرے باجی جلدی جا میں کہیں تو دو گانا کو  
 بلو آئیں ہم اور جرن رہے۔ آج کھانا اچھا پکواتا ابھی سے  
 حکمرانے دو کہ جہیں پک کر تیار رہے۔

کوئی باغ کے محل میں ناز و دلی پر سار ہو کر بنے میکے  
 گئی تو قرن نے دوسری دلی سنگو اکری مغلانی کو اپنی دو گانا  
 کے ہاں بھیجا اور کہا سا سہی سوار کر لاؤ ارج خان کے  
 میدان میں اسکی دکان ہو۔ دو گان کی لفظ پر مغلانی  
 کو حیرت ہوئی۔ پوچھا کہ اسکی دکان ہے۔ کہا بٹرن کی  
 مغلانی مسکرائی حضور کیٹن اور حضور کی دو گانا۔  
 یہاں اگر میں اسکو لاؤں گی تو سب حضور کا منہ نیگے۔  
 ایک لاکھ میں اسکو بلوائے دیتی ہوں مگر اسکے  
 اکان میں کہہ چکا کہ سب کے سامنے برا بھلا ہوگی

نہ کرے کھنڈ حضور یہ کہ مگر مغلانی نے محل کی ایک عورت  
 کو جسے اسکو بڑا اعتبار تھا بلکرا یا اور کہا کہ تم ارج خان  
 کے میدان میں جا کے کو بٹرن کا مکان پر چھو مغان پر  
 نہو گی تو دکان پر ہو گی کہنا کتا پکی دو گانے بلایا ہر دلی پر  
 سوار کر لاؤ مگر بیان کسی سے ذکر نہ کرنا خبر دار تھوڑی  
 دیر کے بعد دلی آئی تو قرن نے مہرون وغیرہ کو بازار  
 کام کو بھیج دیا اور خا صوں کو بچے بیٹھے کا حکم دیا۔ کلو  
 کہ بٹرن آئی۔ تو دو گان عالی شان مکان کرے آراستہ۔  
 خدمت کے لیے خوا میں بخین من۔ کام کاج کے لیے صراہ  
 اور قرن فوق لکھ کر کپڑے پہنے ہوئے کھڑی ہیں  
 اور زور سے پانوں تک اسکو دیکھتے ہی نمبرن  
 بیٹ گئی۔

قرن۔ دو گانا نکلیں ڈھو ڈھو جی مقین تمکو۔  
 دو گانا۔ میں تمہارے بھاگنے کا ہلکا ہوا ہے۔  
 قرن۔ اچھا بتا دیجئے اچھا کیا یا برا کیا۔  
 دو گانا۔ خوب کیا۔ برا وہ جو بڑا کرے۔  
 قرن۔ وہاں اچھے تھے یا میان ہے۔  
 دو گانا۔ تو بہر میں وہاں وہاں لکھی چوڑیاں۔

قرن۔ اور بیان اچھے سے اچھا کھانا اچھے سے  
 اچھا کھانا اچھے سے اچھا بڑا۔ خدمت کے لیے آدمی۔  
 دو گانا۔ بڑی خوش نصیب جو نہیں۔ اچھے  
 گھر آئیں۔

قرن۔ اور نواب ہم پر جان دیتا ہے۔ دو گانا۔  
 دو گانا۔ تمہاری صورت ہی ایسی ہی میں تم بادشاہوں  
 وزیروں کے محل کے قافل ہی تھیں۔ چوڑی دالے  
 ہوئے کایہ کمان۔

قرن۔ روز ہمارے ہاتھ چوڑا ہو اور غلام بنا ہوا ہے۔

وگنانا۔ ٹو ٹو ٹو۔ دونوں ہاتھوں سے ٹوٹ جانے پائے  
 قمرن۔ ٹو ٹو کیا سب میری مال ہو گیا کسی دنگا۔  
 وگنانا۔ ہاں ہاں تمھارا تو ہی ہے۔ نہ کہ دوس۔  
 قمرن۔ میں تڑپتی تھی تمھارے دیکھنے کو گنانا۔  
 وگنانا۔ جب سننے خبر مانی کہ قمرن بھاگ گئیں تو بڑبڑ  
 ہو اسیان تو خبر تھی کہ اللتوا تنبولی بھاگ گیا مجھے فوس  
 ہوتا تھا کہ یہ کیا سوچھی۔ مگر اب کچھ میں ٹھنڈک  
 پڑی کہ اچھے گھر آئی ہو۔ یہ چین کہاں نصیب ہو سکتے  
 ہیں کیا تمھاری ماں کو بھی معلوم ہو گیا ہو کہ بیان ہو۔  
 قمرن۔ اے اے ابھی ابھی تو باجی کی بین بیان سے۔  
 وگنانا۔ شہر بھر میں ہڑو ہو گیا کہ قمرن چوڑی والی کو  
 اللتوا تنبولی بھاگ گیا۔ اور اسکا بیان اب کانپور گیا ہے  
 یہ خبر کیونکر مشہور ہوئی۔

قمرن۔ اے جتے (جتنے) صفحہ آئی (آئی) باتیں۔  
 اتنے میں ایک ملائی کی برف والے نے آوازی  
 اور قمرن نے فوراً مہری کو دو ٹرایا کہ جا کے ملائی کی برف  
 والے کو بلا لے۔ وہ دو کٹورہ میں دو توغلیاں ملائی  
 اور کہا حضور یہ فضلے برف والا ہے۔ شہر بھر میں اسکی برف  
 کی دعوم ہو یہیک صاحب نے برف کھائی اور اپنی وگنا

کھلائی اسے کہا میں تم اسکو جانتی نہیں۔

جانتی ہوں اگر اسکی صورت دیکھ

قمرن کو اس برف والے کے

پوچھا کیا اللتوا سے اچھا

اصل و حقیقت ہے اے

ہر کی سی آنکھیں

تو کوئی پردہ نہیں ہو

قرن نے کہا۔ آقا۔

کیا بہت خوبصورت ہو گئی وگنانے اس برف والے کی  
 اسقدر تعریف کی کہ قمرن اس کے دیکھنے کے لیے ٹپٹپ لگی کیا  
 بہن ہم کو نہ دیکھیں اسے صلاح دی کہ تم ایک لمبی عورت  
 تو کر رکھو حور ازاد ہو۔ اسوقت یہ جوانی عورتیں بھری ہیں  
 انہیں سے ایک کو رازدان کہ قمرن نے ایک جوانی مہری  
 کو اشارے سے بلایا اور غلطہ لگیٹی اور وعدہ کیا کہ اگر تم  
 کسی ترکیب سے اس برف والے کو بیان بلا دو تو ہم تم کو  
 بہت کچھ انعام دیں وہ بولی بیگم صاحب بیان آنا دستار  
 ہو سب پر بات ٹھل جائیگی۔ ایک کام کچھ بچھو اڑے  
 اے دروازے کی طرف اسکو بلا لے جیتی ہوں اور صر  
 نکیہ ہو اور گلی ہو۔ راستہ بھی نہیں چلتا۔ کوئی کانوں کان  
 خبر بھی نہگا۔ قمرن نے بڑی خوشی سے یہ بات منظور کر لی  
 مہری نے برف والے کو تفلین کے دام دے دیے اور  
 رخصت کیا اور خود بھی کسی بہانے سے بازار گئی۔ توڑی ہی  
 دوڑ گیا ہوگا کہ مہری نے اشارہ کیا۔ برف والا رک گیا۔  
 مہری۔ تمھارا کیا نام ہو بیان بھرو۔  
 برف والا۔ ہمارا نام فضلے ہو۔ کیوں۔  
 مہری۔ یوں ہی پوچھا۔ چلو ہم تمھاری برف مکر اور



دوست دوسرے جوان بھی بڑی ہی جوانی -

قہری - این باڑے مڑے میں آگئے - ہم جون  
ہیں خواہ بڑیا - اپنے میان کے لیے - تم کون ہو -  
برف والا - در در دوسرے جون کوٹے والے  
ہم بھی ہیں -

قہری - ایسے مفت خور ہے جون کوٹے والے  
ہستہ سے داسے مارے پھرتے ہیں -

قہری نے بچو اڑے کے دروازے کے پاس ملائی  
کی برف والے کو رکاوڑ کماٹھ چا میں آتی ہوں -  
محکمہ میں جا کر دیکھا تو مغلانی اور دو مہر لیاں بنچے  
باور چینی نے کے پاس بھی بائیں کر رہی ہیں اور جھون  
کو قرن نے کچھ حکم دیا ہر دہ اُسے بجالانے میں برف  
ہیں - جب پکڑے پر گئی اور قرن کو دوسرے زینے  
سے اس دروازے کی جانب لگی اور کہا آپ  
بے شک رہیں اور کوئی نہ آئیگا بچو اڑے کا دروازہ  
کھولا اس دروازے میں بوسے کی سلاخیں ملی ہوئی  
تھیں - شمع لائی اور کھالے اب آپ برف والے سے  
بائیں کیجیے -

در کد -

برف والا - ہاں سرکار ہر نکاحوں -

قرن - اچھا ولفیایا نکاح - مگر شربت کی ہوں -

برف والا - جو رہا ہے پاس کھچی (قلبی نہیں کھچے ہیں)  
قرن - قلمی قلمی کیسے - دل لگی کرنا ہر مڑے شایستہ کی ہیں  
قہری - میں حضور دل لگی نہیں کرتا دل لگی کیا کر لگا - جمال - جو  
اسکی - یہ سچ کہتا ہر قلمی چھوٹی ہوتی ہر اور قلفا بڑا ہوتا ہر  
برف والا - جو یہ دیکھے - یہ لگے کی کھچی ہر اور یہ اس سے  
بہت بڑی ہر - یہ دوائے کا کھچا ہر -

قرن - اسی میں سے دیرے ایک ایک ایک لگ -  
برف والا - میرے تو ہوں اڑے جو رنے کا نہ تیلی  
میں نے کہا امیروں کی ڈیوڑھی ہر کہیں پہن نہ جاؤں - اور  
لینے کے دینے پڑیں -

قرن - اسے برف والے تیری منحوسین نکلیں ابھی -

برف والا - حضور ابھی کہاں سے نکلیں کہ پوچھ لگی ہیں

قرن - اور تیری شادی ہو گئی ہر جو رکمان ہر -

برف والا - حضور کئی لڑکیاں تھے پیار کرتی ہیں گزرتے  
کوئی چنتی نہیں -

راوی - داد میان برف والے کیوں نہ رہے

جانی خضر کی بی قرن کی گفتار سے سمجھا گیا کہ کھچیت

مسی اسی دھڑے پر چلے لگا -

پیار کرتی ہیں بھلا کھچی ہر پیار کیا

حضور سے بشتا تو ہوتی ہیں - ہاں -

نود کھاتہ شے شہر بھرے ہیں -

کھمنا -

پہری جینے کے اندر دو

ہیں - کھچو کھچان -

مہری۔ اور جو کین گھر کی ان عورتوں کو خبر ہو گئی تو بس  
کیا کرایا سب برباد ہو جائیگا۔

مہری نے کہ جالاک عورت تھی کہا اچھا اب ادھر آئیے  
یہ کھمکھو کا ہاتھ پکڑا اور کیا کیا انگوٹھ بیان سے نکلا ڈنگی۔  
اگر اس برف دہنے نے تھیں چل دیا تو ہم اسکی صورت  
نہ دیکھو باتیں کرتی ہوئی اسکو کھٹے پر لکھی۔ پورے غلام  
نے کہا سرکار کمان میں رکھنے کا کہہ کرے میں دروازے  
اندر سے بند کر کے قطعہ چڑھ رہی ہوں۔

اب ادھر کمال سینے۔ مہری اور کھو کا جانا تھا کہ قرن  
نے سلاخون میں سے ہاتھ ڈال کر برف دہنے کو انی طرف  
گھسیٹا اور کمال اپنے شرمع کیے۔ وٹہ سے لے جیٹے غیبت  
دیکھی تو وہ بھی شیر ہو گیا سب قرن کی بقاری کا یہ حال  
تھا کہ وہ ہے کی سلاخون کو توڑے ڈالتی تھی اور اگر قابو نہ  
اور بس چلتا تو توڑی ڈالتی۔ کہا اے تو چاہے مجھ سے  
آٹا پسوا لے کر کسی ترکیب سے مجھے بھلے اب تیرے بغیر میری زندگی  
تلا ہو جائیگی دکانے بیٹھے بٹھائے میری جان کس منابین  
بتلا کر دی۔ مجھے کہیں کا نہیں رکھا۔ برف دہنے کے  
گالوں پر ہاتھ پھیر کر کہا اب تو ایک کام کرو نہ بے جا ہے  
ہم ہوں چاہے نہ ہوں تو ایک پھر روز کر دیا کہ۔ اور بس  
اسی جگہ پر چپکے کھڑا کر تو ہم کسی ہمارے سے آجا کر نکلے  
آئے جواب دیا کہ روز روز کا آنا تو مشکل ہے کہ جو نہ کہ اور  
بست سی عورتیں ایسی ہیں جو مجھ پر جان دیتی ہیں باری باری  
آیا کر دنگا۔ کیا باری۔ اے تو کیا انہی عورتیں۔ تجھ سے  
فریفتہ ہیں کہ تو ہماری باری آئے گا۔ اونی اللہ سب کو  
تو نے چیل کر دیا ہے۔ تو سلامت رہ مری جان۔  
مگر ایک دفعہ ہر روز پھر آکر چایا کر۔ ملا۔

اس نوٹہ سے کچھ بار دست اندازی کی اور

برف والا۔ گنگیان سکھ گنگیان نہیں۔ وہ کہوں موت  
کی آدمی کی بھوک پیاس بند ہو جائے۔

قرن۔ (قریب آن کر) ذری ادھر سائے آ۔

برف والا۔ (قریب جا کر) اللہ کرے خود بھی آسک

(عاشق) ہو جائیں سارے میرے اللہ میری سن لے۔

قرن۔ (سلاخون میں سے ہاتھ نکال کر اور برف دہنے  
کے گال پر آہستہ سے پھیر لگا کر) مرنے ہی کا ٹا۔

برف والا۔ ایک اور اور بھی جانی مار ڈالو۔

قرن۔ آئیے! اب تو بیان سے کچھ بیکے جائیگا۔

برف والا۔ بے کھ بیکے جاؤ لگا سار اللہ نے چاہا تو  
تجھیں کو بیکے جاؤ لگا۔

قرن۔ منہ دھو کر طبعاً بن بھلا۔ اسکو بھی بچا تھا ہو۔

برف والا۔ (خوسے دیکھ کر) کون۔ اسے کٹو۔

بہ کبرن بیان کمان۔

کھو۔ اللہ تجھے گارت کرے۔ اللہ کرے یہاں میرے

قرن۔ نہ نہیں۔ کہیں کسی کو کوستی ہو۔ کوسا نہ کرو۔

کھو۔ جیسا اسنے مجھے کھرا کیا ویسا ہی یہ بھی کھرا ہے۔

قرن۔ (اپنے دل میں) اللہ کرے خراب ہو جائے

دشمن۔ اسے بڑا چاہئے واسے۔

کھو۔ اللہ کرے اس پر بھلی گر پڑے۔ یہ جل نہیں کے

خاک ہو جائے۔

قرن۔ (کھو کے منہ پر ہاتھ رکھ کر) کہیں کوستی نہیں

کھو۔ جو میں جانتی کہ انکی برف تو ہرگز ہرگز نہ چھٹی

قرن۔ (ہنس کر) چلو اچھا ہوا دھوکے میں نہ کھائی۔

برف والا۔ پاجی اور بھلائی میں یہی ہی فرق ہو۔

کھو۔ پاجی تو میری سات بیڑی ہے۔ اب کچھ سنو لگا تو۔

قرن۔ سارے کا ہے کہ لڑی پڑتی ہوں ناق۔

دل میں سوچا کہ آج قسمت کھل گئی سو نے کی چڑیا ہاتھ پائی  
 خوب لکھنے کے اڑاؤ لگا سا جس چوڑی کی دل اس قدر آیا  
 ہوا کہ کہ یہ میرے ساتھ نکل آئیگی اور اسکا ساز و نور  
 ہتھ چڑھ گیا چہن لکھا ہے۔ قرن نے کچھ سوچ کر کہا اجتا  
 ایک بات سن۔ کلاون پر ہاتھ پیر کر، جسے تیرے دوڑ پڑ  
 روز مقرر کر دیے جس ذرا لنگاس روز و روز پڑ پائے گا۔  
 باسے میں اس وقت اس موے جنگل کو کہہ کر تھاؤں سا ب  
 کل اسکی تدبیر کر دینی نواب سے کوئی کہ یہ دوسے کی نہیں  
 بد قطع معلوم ہوتی ہیں انکی جگر درد و داہ ہی دوا نہ رہے  
 تو تیرے مولا۔ میری بات کو وہ دیکھنے لگے۔ میں۔ بس اپنا مطلب  
 نکل آئیگا بے گھر۔

مہری۔ سرکار۔ بس اب چلیے نہیں بات چھوٹ گئی۔

قرن۔ مہری میں تو چھوڑ کرے پر جان دیتی ہوں۔  
 مہری۔ (دسکال کی کس کلام کا ہے مولا۔)

برف والا۔ ہاں ہاں اور ابی تو کہہ رہی تھی کہ ہکو برف  
 مفت کھلا پاکر تو یہ جودہ ہو۔

مہری۔ اٹھ اٹھ۔ آئے بڑے وہ بن کے۔

قرن۔ سٹھ دھری نہ کر دھری سٹھ دھری اچھی نہیں  
 ہوتی ایمان سے کوئی ایسی صورت کا کوئی ٹونڈا اور بھی لکھنؤ

میں ہے غور سے کا صحن بھی گزری اسکے سامنے۔

مہری۔ حضور تو اسکا دماغ اور آسمان پر چڑھائے  
 دیتی ہیں۔

قرن۔ ارے میری تو جان اسپر سے مہلتے ہو جائے  
 تو کوئی مردار دینے کرے۔

مہری۔ سلسلے حضور یہ کیا کہ رہی ہیں  
 -

ماتما پر جان تک تو حاضر ہو۔

برف والا مہری کو ایک کھانا بھی کھلانے سے پہلے  
 مہری۔ صاحب ہم قنلا دلائل میں کھاتے۔ آپ اپنا  
 قنلا اپنی ہنڈیا میں رہنے دیں۔

قرن۔ سو تو چار (دچارہ) چینی کرنا ہے۔ اور مہری بھی  
 بکھتی بڑ کیا ہرج کیا ہے۔

مہری۔ سارے حضور ہم اس موے کا کوئی احسان نہیں لگے  
 ہکو تو آتش ہوگی تو آپ سے نہ انگ لینگے۔

رف۔ دالے کو قرن نے زبردستی خدمت کیا کہا ایسا ہو  
 کوئی دیکھ لے۔ اب تو کل آنا۔ جب وہ ٹونڈا چلا گیا تو اوپر

جا کے مہری سے کہا ہے ایسی صورت دیکھی ہی نہیں تھی۔

### قرن جان

نواب محمد عسکری صاحب کے بار دست اجابا شتا  
 رفقا ملاقاتی غلے والے صبح سے اسنے اپنے معمول کے

وقت آنے لگے مگر جوتا جڑی شتا پر کہ نواب صاحب  
 تو سوار ہو گئے اسے بھی کمان لگے قرن صاحب ہکو نہیں

معلوم سب کے پہلے داروند نے پہرے کے سپاہی سے  
 جو حاشیر محمد خان۔ سرکار برآمد ہوئے۔ اسنے کہا حضور سوار

ہو گئے سوار ہو گئے۔ یہ آج خلافت مول سوار ہو گیا کہ  
 ”ابے یہ تو انھیں سے چھپے ہم پیالے سے

آدی کیا جانیں او باؤں اس وقت تو وہ بھی سوار  
 ہوتے ہی نہیں۔“ آج کچھ دل میں آگئی۔ رئیس

آدی تو ہیں ہی۔  
 انکے بعد میان میں آئے۔ داروغہ صاحب بندگی۔

داروغہ صاحب نے کہا بندگی میں کوڑھاکر آج تو بار  
 کھانا ہو تو میرے ہمپہ روزی کھانا رہتا ہے۔ جوان آدی ہیں

کو نہیں۔ یا کچھ تھارے سے بڑھے ہیں کہ مگر کمان میں۔

گیارہ بجے گیارہ بجے۔ بارہ بجے منشی مہراج بلی کمانی دوار  
آگے پر آئے۔ کانکھتے ہوئے آتے۔ داروغہ اور مہن آپ  
بجلا لئے کیا کرتے ہیں آپ کے نواب صاحب شغل کر چکے  
یا ابھی جیتے ہی آرہے ہیں۔

ممن۔ حضور وہ تو سوار ہو گئے۔

مہراج۔ سوار ہو گئے۔ وہ مہین آدمی ادھر یہ کراٹے  
کی دھوپ۔ بتاؤ تو آخر کیا ہو رہا ہے۔

ممن۔ اے حضور اللہ جانتا ہے نہیں ہیں۔

داروغہ۔ آپ جل کے خود دیکھ لیں نارغ۔

ہاتھ لگائیں کو آرسی کیا ہے۔

مہراج بی کو بڑی مایوسی ہوئی۔ لا حول و لا قوۃ۔ اچھا  
پھر کوئی کھلاؤ۔ دو گھڑی گپ مشپ ہی سی آپ تیس  
دھوپ میں داپس نہ جایا جائیگا۔

داروغہ نے خدشہ کو حکم دیا کہ کوئی کھول دو سب  
صاحب وہاں جا کے بیٹھتے تو مہن نے پوچھا کہ کچھ کھانے  
کی بھی فکر ہے یا سرکار جو سوار ہو گئے تو اب سب بھوکے ہی  
پڑے رہیں۔ داروغہ نے اسی وقت کھانا نکالوایا مہن اور  
اختر اور داروغہ نے مزے سے کھینچا۔ جب کھانا چڑھایا  
گیا تو اب دور کی سوچھی اور باہم زل قافیہ اڑانے لگے  
داروغہ۔ بھئی یہ کیا سبب ہے کہ جو آج دیر  
کر دی سرکار نے۔

ممن۔ ہم جانتے ہیں کسی دوست کے ہاں کھانا  
کھا لیا۔

داروغہ۔ ہاں ہر کچھ ایسا ہی۔ ورنہ بڑی دیر ہو گئی۔

مہراج۔ مہن میں سے نہ اڑو۔ اتنا بھی سمجھتے ہیں۔

اختر۔ بیوہ نہیں ہر کوئی سبب ضرور ہے۔

داروغہ جیسے علی ارے بیان سرکار کمان ہیں۔

سرکار تو سنستنا ہوں سوار ہو گئے ہیں یہ کیا اسوا ہو گئے  
اجی نہیں سنتے ہو۔ بھلا اسوقت اور وہ سوار ہوں نہیں  
کوئی اردوہ کی بادشاہت بھی دے تو بے جا نہ دیتے ہیں  
وہ گھر سے باہر نکلیں گے۔ آپ دل لگی کرتے ہیں کمان ہیں  
کمان بتاؤ میان یہ جانا میری قسم سپاہی کتا ہو سوار  
ہو گئے۔ ممن نے سپاہی سے پوچھا شیرخان سرکار کمان  
ہیں۔ جی وہ تو ابھی ابھی سوار ہو گئے۔ ہاں کس شہری پر  
گئے بھی کما حضور علی پر گئے ہیں۔ داروغہ کو یقین نہ آیا  
اسخون نے جا کے اسخون میں دیکھا تو واقعی خربہ نہیں تھا  
سباؤن سے دریافت کیا۔ ارے اس خربہ پر سوار ہو کر  
کس وقت گئے تھے کما بھو ریتو کال سے ناہین ہر تب تو  
داروغہ بھی چکرائے کما بھی کچھ دال میں کالا کلاہ جو مہن نے  
کما ہو گا آتے ہوں گے۔

خوڑی دیر میں میان اختران موجود ہوئے کوئی کیوں  
بھی بیان کیوں جلاؤ میں یہ سرکار کمان سوار ہو گئے  
اخترنا۔ ہاں ضرور سوار ہو گئے ہوں گے۔ آپ نے کما اور  
مہن یقین آیا مجھ سے اڑتے ہو۔ نکلے گئے ہوتے وہ نکل  
آج جب ہی۔ میں بھی کون یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے اڑتے  
نے اختر کو یقین دلایا کہ نواب صاحب کا واقعی کمان تپا نہیں  
ہے۔ ہاں کمان چل دے۔ آج سویرے سویرے۔ آگین  
یا کچھ بھوک ہو ضرور۔ دیکھو ہم کھوج لگائیں گے۔ ارے  
میں بڑا کھوئی ہوں جتنا پیچے ہوں اتنا ہی اوپر ہوں  
یہ کسی خبر میں ہیں۔ میان ہاں خوب یاد آیا میں سنو  
تو وہ جن دو بھوکہ بون کو ختم کہتے تھے وہ دراصل صبح آتا  
ہر بادل کی بازی تھی۔ وہ دل لگی بازی تھی۔ آپ  
واہی میں یہ وہ صبر ترین ہیں کہ بھوک پیاس نہ سمجھ  
آوی کی جی۔ دل لگی نہیں ہر قبلہ اتنے میں سن چکے

حسین علی را مد جانے ہم تو حلو ان فرید نے گئے تھے۔  
 اختر پھر کس سے پوچھیں آخر نہ تم جا تو نہیر جانیں پھر  
 کس سے دریافت کریں۔  
 مہراج۔ ایک کام کرو جی کسی سائیس کو بلاؤ مگر تمیز دار  
 ہو مگر تمیز نہو کہ دریافت کچھ کریں اور جواب کچھ ملے۔  
 سائیس۔ سلام، بھور۔ ہاں گریب پرور کا ہے  
 طلبی بھی۔  
 مہراج۔ اسے نواب صاحب کمان میں کہہ دو اور ہو گئے  
 سائیس۔ اسوار تو ناہیں مجھے مداحکم آؤ اگر غری گھوڑا  
 اور دو سائیس بھیجے دیو۔  
 مہراج۔ تو کمان بچے دیو۔ کوئی ٹھکانا بھی ہو۔  
 سائیس۔ یہ حال ناہیں معلوم ہو صاحب۔  
 مہراج۔ ہو بڑھا مسخرہ۔ مسخرہ ہو تم۔  
 سائیس۔ اسے پھر میں تو یہ بولی گا ہاں نہ بھلا۔  
 مہراج۔ سچا اور سائیس کو بلاؤ اس سے ہم  
 دریافت کریں گے۔

سائیس۔ (سلام کر کے چپ چاپ کھڑا ہوا)۔  
 مہراج۔ اسے اسرار سوار سے کہہ دو کہ گھوڑے ہیں۔  
 سائیس۔ کا بھور ناہیں جانت ہیں۔  
 مہراج۔ نواب صاحب کے ساتھ کون گھوڑا گیا ہو۔  
 سائیس۔ بھور نکل سام سے گیا ہو۔ ما  
 سرکار سوار ناہیں مجھے تھے منگو اتنے کے تو نہ کہیں  
 بندہ عوامی دہن رہا ہے۔  
 مہراج۔ بس دھن گیا نا معلوم یہ ہوتا تو کل شام سے  
 غائب ہو گئے اور ہم لوگوں کو جھانسا نا کہ طبیعت کسلندہ  
 طبیعت کا ہونا ہی سادہ تھا کل شب کو کہیں ہوئے نہ ہو  
 یا شاہد آغا محمد اطہر اور رونق جنگ کی سانچہ لگا تھیں کہیں

الگ ہی الگ جنی ہوئے ہوں۔ ہر کچھ ضرور۔  
 مہمن نہیں ضرور گھوڑا لگا دیا ہو تو سمجھ جائیے کہ کہیں  
 لیے گئے۔ دور کا سفر کیا ہو۔  
 داروغہ۔ سان در نہ گھوڑا کیوں خواہ منگواتے۔  
 اختر۔ تو بھی ہم لوگوں سے چھپائے اور اخفا کرنے کی کیا  
 ضرورت تھی۔ ہم بھی خواہ ہیں ہر خواہ نہیں ہیں۔  
 داروغہ۔ پاگل ہو۔ رئیس ہیں یا آپ کے باپ کے ذکر  
 یہ سنتے کیا ہو۔

مہمن۔ اسے بیان ہاں کہیں گئے تم کون ہو۔  
 اختر۔ اچھا صاحب ہرگز اب نہ بولیں گے ہم۔  
 مہراج۔ اچھا جی اس جھگڑے کو اب طو کر رکھو۔ کچھ  
 اشعار سنناؤ دو گھڑی غم غلط ہو۔  
 اختر۔ بہت دلی ہوئے کہ مجھے اور ہمارے  
 ایک دوست سے جو نواز گنج میں رہتے تھے ملاقات  
 کا اتفاق نہیں ہوا تو ایک اور انکاظ آیا جس میں مرث  
 یہ مشو تھا۔

خدا کی شان ہم تم ایک ہی لٹی میں بستے ہیں  
 ستم یہ ہو کہ صورت دیکھنے کو بھی ترستے ہیں  
 غریب کے اسکا جواب لکھ کر بھیج دیا دوسرے روز  
 میں انکے ہاں گیا تو ایک مشرق کے ساتھ بیٹھے شرب  
 لی رہے تھے جب ذرا نشہ نہ تو اوردے کے طالب ہو کر  
 مگر اس نے مجھ کو اجنبی اور غرا دی مجھ کا ہاتھ سے  
 تھکی دی اور ذرا الگ ہو بیٹھا تو میرے شفیق نے  
 ایک مصرع پڑھا۔

سال وصل پر ہر مرتبہ کہوں آپ ہستے ہیں  
 میں نے جنت تیرا اس عرض کیا۔ م  
 شل مشور ہو دنیا میں کھر ہستے ہی ہستے ہیں

ممن۔ بھلا جان صاحب کے بھی کچھ شمار یا ہیں۔  
اختر۔ جی ہاں۔ مگر صاحب وہ بھی اپنے  
فن کا ایک تھا۔

ممن۔ انکی دوسو تین تو اب بھی ہیں۔ ہدایت اور ہمت  
اختر۔ جی ہاں مجھ سے ملاقات ہوا مجھے ہیں۔

ممن۔ حضور دربار جان صاحب کی وضع بڑی منفعت  
تھی اور قطع۔ مگر شعر پڑھنے کے لیے تیار ہوئے اور پس  
پھر کیا تھا۔

اختر۔ جس شاعرے میں پڑھتے تھے اس میں منہذب  
لوگوں اور شاعروں کو ان کا پڑھنا اچھا نہیں معلوم تھا  
لگو امد جس شاعرے میں گیا بالائے اسی کے ہاتھ رہا اور  
شعر اچھلائے تھے۔ کہ ہم تو خون جگر کھاکے غزل کہا  
لاتے ہیں۔ اور اہل شاعرہ اسی کے منتظر رہتے ہیں کہ  
جان صاحب کی غزل سنیں جو فقہائے کلام پر پڑتا ہو  
وہم لوگوں کی غزل سن کر کمان۔

اتنے میں بارہ بج گئے۔ آئین ہارے یار پاغ گئے۔  
مہرج بی نے کھڑی دیکھا کھارے یہاں دوشک زیادہ  
آئے ہیں۔ وہ ایک ہی بات ہو۔ باتوں میں معلوم نہ اور  
شام ہو گئی۔ مہرج بی گھر جانے ہی کہتے کہ تو اب چھین مٹا  
اور آغا محمد اطر صاحب یک فن پر تشریف لائے یہ مہرج بی  
دل مہرج بی تم چھو ہو۔ اچھا اور بر اعرض کیا گیا  
یہ فرمایے کہ نواب محمد فکری کو کمان کم کر دیا۔ یار تم لوگ  
چاہو سو کر دل سے انکا پتا نہیں ہے کل سے۔ اچھا نہیں  
دل ملی کرتے ہو کل تو شام تک بیٹھے تھے طبیعت دگر  
تھی۔ دربار علی فرماست ہو گیا۔ تو بندہ آپ جان سے  
موقوف کرنا ہو۔ بخدا انکاس سے پتا ہی نہیں ہو بھلا  
ممن کا پتا ہو یا اسکا بھی پتا نہیں۔ وہ بھی غائب ہو۔

ممن۔ سبحان اللہ وہ دنوں مصرعوں کو ملا کر پڑھیں

سوال واصل چہرہ تر تہ کنوں آپ ہنسنے میں  
شل مشہور ہو دنیا میں گھرہ سننے ہی لیتے ہیں

داروغہ۔ کیا پوری مثال ایک مصرع میں آئی ہو۔

ممن۔ کیا اچھا کلام ہو۔ واللہ کیا شہرہ ہو۔

اختر۔ اب شعر شاعری کا چرچا نہیں ہو۔

ممن۔ یاد ہو جب وہ شاعرے ہو کرتے تھے

دھڑکے کے اللہ اللہ کیسے کیسے اسانہ جمع ہو کرتے تھے

داروغہ۔ وہ بات اب کمان۔ قرسا کا ہو اور کھار کا ہو

طرح ہوتی تھی۔ اسپر ایک کم سن سے آدمی نے کیا کھاتا

کھا تھا۔

سینہ اسکا ہو دل اسکا ہو کھار اسکا ہو

تیر مژگان نے جدھر رخ کیا کھار اسکا ہو

روح کو فرحت حاصل ہوئی واللہ۔

ممن۔ اسمین کیا کلام ہو خداوند استاد تھے۔

اختر۔ اب وہ لوگ بدہا ہو سکتے ہیں بھلا خواجہ حیدر علی

آتش اور شیخ آتش اور شیخ غفر علی امیر امیر وزیر علی صاحب

اور خواجہ وزیر اور دست علی خان خلیل اور مرزا عباس علی

اور نواب زند اور نسیم لکھنوی اور مرزا کوشک و شہ

وہ زمانہ جب یاد آتا ہو کہ شاعری کا فن کس زور و زلف تھا

تور و نا آتا ہو۔ اتہو واللہ ابے یوح کو پڑھتے جاتے

ہیں کہ تو یہ ہی بھلی اختر کے قافیے کے ساتھ باہر اور ظاہر لفظ

لاتے ہیں اب اس اندھ کو ملاحظہ فرمائے اور ابھی کیا ہو

اس سے بدتر زمانہ آئے واللہ ہو کہ جب ہم سب بیٹھی کلاک تیار

کی سی بولی بولنے لگیں گے۔

کھلتے والے جب زمانہ کی لیتے ہیں تو وہ اعلیٰ آتا ہو

پوچھیں آپ بنگالی آدمی اردو سے آپ کو کیا سرکار

داروغہ تلخو داوند ہم لوگ کیا کریں۔ جو بات معلوم ہی نہیں اُسکو کیونکر بتائیں۔

آغا محمد اطہر در روتق جنگ سواری ہوئے کو تھے کہ ایک شخص لہڑا ہوا گا تاجا تا تھا۔ ۵

بے ادب پانڈا نیجا کہ عجب درگاہ است

سجدہ گاہ ملک دروغہ شاہنشاہ است

روتق جنگ نے کہا بھی ذرا اسکو بلاتا کیا خوش گلو آدمی ہو دو بیٹھ کے گانے گا۔ ۵

تا برشل زرارین فضا کی راہ است  
بورشش ملک سجدہ روتق خواہ است

بے ادب پانڈا نیجا کہ عجب درگاہ است

سجدہ گاہ ملک دروغہ شاہنشاہ است

روتق۔ داند کیا مصرعے لگائے ہیں اور کس دیہے کے شعر ہیں۔ اسو سچاں اند۔

چھٹسٹن۔ بھی یہ تو لکھ لینے کے قابل ہیں۔ داروغہ۔

داروغہ۔ حضور مجھے یاد ہیں میں لکھے دیتا ہوں۔

قوال۔ خداوند آگے چلے اس سے اچھا کہا ہو کہتے ہیں۔ ۵

موسیٰ نیجا ایسا اندرونی کرد  
چشم مقبول زین تہوہ زواری کرد

بے ادب پانڈا نیجا کہ عجب درگاہ است

سجدہ گاہ ملک دروغہ شاہنشاہ است

آغا سائو اڑا کر تعظیم شافوا کی کرد  
روتق۔ جیسی اڑ پور خود درجہ نیانی کرد۔

داروغہ لب اس سے بڑھ کر دبیر کیا ہو گا موسیٰ

ممن نے آداب عرض کیا سرکار غلام تو حاضر ہو۔ اور نواب صاحب۔ آگاہ حال غلام کیا معلوم۔ دو کمین بس جھوٹ کر ہی پر تو میں لٹو ہوے جس کی تعریف کے آپ نے پل باندھ دیے تھے۔ یہی کچھ پھیرا ستاد۔ والدہ میں نہا نوگاہ۔ خداوند جیسی چاہیے قسم ہے لیجئے جو غلام کو ذرا بھی معلوم ہو کہ نواب صاحب کمان ہیں۔ میں خود صبح سے ڈھونڈ رہا ہوں کہ کمان ہیں۔

آغا محمد اطہر نے فور کر کے یہ بات پیدا کی کہ یار ملتو اتقونلی والا تقوہ محض فزای ہو اور (کمان میں) متسرن ہو نواب صاحب ہی کے پھیر ہیں۔ مگر اندہ اس کہ راکو

اجھاوڑا دیا اور سنا ملتو کی اسے مرست خوب کر دی ہو من سیکو کر خاموش ہو رہا۔ سرکار میں جیسا حضور کا آداب

دیا نواب صاحب کا۔ محمد اطہر اور چھٹسٹن صاحب گارٹی پر سے اتر پڑے اور من کو ہاتھ کر بلوغ کی طعن کیلئے اب سچ

سچ بتاؤ۔ یہ تو مکمل ہی گیا کفرن بارغ سے بدھی اچھا کے ہاں داخل ہوئیں مگر اپنے مکان میں بن لیکن نواب صاحب

نے کسی اور کٹھی یا اور مکان میں اتارا ہو۔ ممن نے فتوہ لگایا حضور میں اور چھٹسٹن فرق پی ہو کہ حضور نواب صاحب کے

دست میں اور ہندی ملازم جب حضور ہی کو اطلاع نہ کی تو یہ کس حکیت کی مثل ہوں ہاں داروغہ صاحب سے دریافت

کیجئے یہ تو داروغہ میں اُسے بڑھ کر اور کون نفس ناطق ہو۔ داروغہ۔ مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ حضور کس در

تشریف لے گئے۔ آغا۔ ارے یار تم دونوں کی ملی جھگت ہو۔

داروغہ۔ ملی جھگت! حضور سے جھوٹ بولنا۔ آغا۔ اچھا نیز نہ بتاؤ کچھ برداشتیں ہو۔ ہم بھی

آج سے یہاں آنے والے کو کچھ کہتے ہیں بس۔

عصا لیکر آگے اور درباری کی جبریل نے پردن کو مڑھیں  
سنار یا یعقوب کی آنکھیں اس مقبرے کے نور سے منور  
ہو گئیں خدانے آیت تظہیر کی شان میں نازل کی۔ یہ مزار  
دیر صاحب کا قصہ بہ خوب فرمایا ہے۔

رواق۔ اے سبحان اللہ پھر کیوں نہ اس قدر بلاغت ہو  
بجف افرت میں کسی خوش خط نے بڑے کمال کے ساتھ یہ  
شعر ایک وصلی پر لکھا ہے اور سختی لگا دی گئی ہے۔ جیسا  
شعر ہو ویسا ہی لکھا ہوا بھی ہے۔ اور ادب کی بے لوثی  
عمر بھر کی لکھی ہوئی کہیں نہیں دیکھی۔

اسٹین ایک ساڈنی سوار آیا اور اسے حاضرین  
کی طرف سلام کر کے ایک خط داروغہ کو دیا۔ اور کہا کہ  
کے صاحب نے دیا ہے اور جواب مانگا ہے۔

آغا محمد اہل درونق جنگ میں صلاح ہوئی کہ یہی  
موقع اچھا ہے ایک سائیس سے کسود کی خط لیکو جان  
داروغہ جلتے دھجی بچھتے پیچھے جانے۔ یہ سب تو سوار  
ہو گئے اور داروغہ نواب صاحب کے پاس وہ خط  
لے کر گئے اور کسی انگریزی خوان سے اُس کا ترجمہ  
مجھ کو کرانے لگے۔

سائیس نے مکان دیکھ لیا اور گھر واپس گیا  
شام کو درونق جنگ اور چٹن صاحب اور آغا محمد اہل  
اور مولاج علی قول کا غول بی قریں کے در دولت پڑا  
ہوا۔ دربان ان سب کو سنا تھا کہ خداوند زندہ ہے۔  
ایک حضور وہاں عزمین میں۔ خداوند۔ یہ کیا غضب  
کر رہے ہیں آپ۔ سستا کون ہے۔ یہ لکھا ہی کیا اور  
سب کے سب بھڑکھڑا کر اندر محسّس گئے قریں  
تو جگ کر جلدی سے کمرے میں ہو گئی۔

نواب سائیس!۔ اسے یاد دہرایا انگریز لکھو جان

رواق۔ کیوں بچہ چھپے تھے یہاں آگے۔ روپوش ہوئے  
تھے بڑے خراب آدمی ہو۔

نواب۔ یہ بتا کس نے بتایا۔ دیکھو ایک ایک کو تو  
کوڑنگا یہ سب لوگ نالائق ہیں کجبت۔

مہراج۔ بی نازو جان صاحب۔ اللہ اللہ مزاج شریف  
حضور کے۔ اب کیوں مزاج ملنے لگے۔

نازو۔ جو مجھے بھاڑ میں جا موڈی کاٹے مواجیسا  
زلمے نے بھڑکاتے تیری صورت دیکھ کے غصہ آتا ہے۔

مہراج۔ یا اتنی تو اب بڑھنے تک دیا کر دی۔  
نازو۔ جب تک تیری کھٹیا بچاتی نہ لکھلی۔ مرنو۔

نواب۔ کیوں اس ہرجی سے کوئی ہو ہمارے دوست کو  
نازو۔ یہ مواجیسا اسی قابل (قابل) ہے۔

نواب۔ سب آپ لوگ جاتے ہیں کہ میں پولیسٹون  
کو بلاؤں پھر۔ اس شہدین کے کیا معنی کیا کہ ہو بیٹون

میں دڑا سے ہوئے محسّس آئے۔ واہ۔ آئین انسان  
جو تباہ کھاتا ہے۔ قرن تم بڑی ڈھیسٹ ہو گئی ہو۔ کہ

جھانپتی ہو کر میں سے۔

آغا۔ آغا اب بی قریں پردہ کرتی ہیں۔

نواب۔ ضرور۔ باہر نہ لکھنا۔ ان شہدوں سے رلو  
رسم بڑھانا اچھا نہیں ہے۔ انکا اعتبار کیا۔

آغا۔ اب آپ بیٹینگے۔ ذرا سنبھلے ہوئے رہیے گا۔

نواب۔ ارے پہرے پہرے پر کون ہے۔ پہرے دالے کو  
نگال دو۔ ان شہدوں کو کیوں آنے دیا۔

مہری۔ (پہرے دالے سے) دل ملی کرتے ہیں۔  
مگر یہ دوک بھی بڑے بیباک ہیں واقعی زنانہ عزمین  
محسّس بڑے بھلا یہ کام اخلاف مرد آدمیوں  
کے ہیں۔



**سپاہی** - کچھ کھانا نہیں کہ یہ کون ہیں۔  
**مہری** - مجاز کی بہت اچھی ہیں کچھ کھانا نہیں۔  
 اور شاہ خراج بھی ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ نفوس ہوں نہیں۔  
 بہت بڑی خراج۔ اور فیاض۔

**سپاہی** - میں نے اس دن دیکھا صورت مشکل سے  
 ریاست برقی ہو گیا ہے دھڑک چم چم کرتی ہوئی آئی  
 ہیں۔ پہلے تو میں دنگ ہو گیا کہ یہ کون ہیں اور بڑی ہنسی  
 آئی کہ باز انک دھڑکی جاتی ہیں۔ گتہ بری والے  
 او گتہ بری والے وہ بھی جو چکا ہو گیا کہ یہ کون ہیں۔

اب سینے کی بقیہ قمر کے چھینے سے سب کے سب  
 بھڑا اٹھے آغا محمد اطہر نے کہا یا قمر کو بلایے یہ غزے  
 کبے باروں سے پردہ کیا۔ رزق جنگ نے بھی اینٹیں  
 کی سی کئی۔ یہ وہ جگہ کہ وہ چمک کے کمرے میں چلی گئیں  
 اور دروازے بند کر لے۔

مہراج علی ہنگاموں نے گرد بھیجے ہماری ناز و کینہی ناخا  
 ہن کہ ڈیٹی بھی ہیں۔

ناخو۔ آخا۔ ہو چا دیتے ہی ہاتھ پکڑ لیا۔ ہماری  
 ناز و سٹہ بنواؤ جاکے پہلے۔

**مہراج** - (ہاتھ جوڑ کر) میں صدقہ ذرا  
 تو شیرین کلامی سے بدور۔

اپنے عاشق پر ترس کھانا سنگھار ہے

نازو۔ اچھا بس الگ ہی بیٹھے رہو مجھے دور۔  
**مہراج** کیا مصیبت ہو والدہ رائے عشق میں جو جو  
 آئینہ ہم نے پائیں خدا کسی کو نہ دکھائے تو کون جاکر دن  
 کے سامنے ذلیل ہوے سیاروں۔ دوستوں میں غوار  
 ہوے پیوی نے الگ منہ پھلایا۔

نازو۔ منہ پھلایا کہ میٹ پھلایا۔

راوی۔ اس طیفے پر قمر ٹپڑا اور آغا محمد اطہر نے کہا ایک  
 لفظ پر آپ لوگوں نے قمر نہیں کیا۔ فشی مہراج علی صاحب  
 فرماتے ہیں کہ (آئینہ پائیں) کیا محاورہ ہے۔  
**مہراج**۔ آپ لوگ بڑے کلمتہ چین ہیں۔  
 آغا۔ غیر یہ تو ہوا ہی کر گیا مجھے نواب قمر کو بلاؤ۔  
 والدہ ہم دروازے توڑ ڈالیں گے۔

قمرن۔ بڑے دروازے توڑنے والے۔ یہ کون  
 بھل سی کی بات کہ کسی کے زلنے میں جلا جائے پردے  
 والیوں میں اس طرح جس جانا کوئی بھل سی ہے۔

آغا۔ اچھا۔ اب آپ پردے والی ہوئیں۔  
**نواب**۔ ارے چپ بے غورین سینٹی تو کیا۔ گئی۔  
 آغا۔ بی قمرن صاحب تشریف لائے میں ایک  
 نہ مانو نکلا۔

قمرن۔ جو کین کا یہ دستور ہو تو ہم بھی آئیں۔  
**نواب**۔ تو تم بائیں کیوں کرتی ہو نا محرم سے۔  
 آغا۔ نا محرم تیری ایسی ہی کروں۔

یہ مکمل نواب محمد عسکری صاحب نے قمرن سے کہا اچھا  
 اب لوگوں کی ہی مرضی ہے تو دروازہ کھلو۔ مگر دروازہ  
 رہے گا حضرت۔ قمرن بولی اعدا۔ انکے بھون میں  
 آگئے آپ بھی یہ دروازہ کھلو لہا کیا معنی۔ کیوں کھولیں  
 دروازہ کسی بو بیٹی سے آجک کی نے یہ کہا ہے نہ کو چاہیے  
 کہ تم لوگوں کو کہہ دو کہ میان کیوں چلے آئے یہ سسٹے  
 درکنار اور اٹھا ہم ہی کو یہ قوت بناتے ہو کھٹے لگے  
 دروازہ کھلو۔

آغا محمد اطہر ہنس پڑے بھی والدہ بڑی طرار اور حاضر ہوا  
 چھو کر ہی ہر اگر ہم بیجانتے تو (دروازے کے پاس جا کر ہرگز  
 ہرگز نہ کھولتے بغیر توڑتے فضل ہو ہوا وہ ہوا شے کہ

بعد از جنگ با دایا کا نقشہ ہو۔ اب ہم ایسے گئے گذرے  
ہوئے اور سب کے پیچھے ہم ہی سے گھٹا ہوئی تھی شیکری  
ہمارے ہی لیے جو بڑی لگی تھی۔ اور اب ہم سے پردہ کرتی ہیں  
یہ ساری شرارت نواب کی ہو۔ ہمکو رنج ہوا انکی طرف  
سے اور تم تو خیر غزہ کیا ہی چاہو۔ مگر جو عسکری کی عقل کو  
کیا ہو گیا۔ ہمیں یہ حیرت ہر یاروں کا دل دکھانا کیا مسمیٰ  
بالکل یہ غلط عقل ہو۔

قرن لگی تھری رہ سنا کی جب یہ خاموش ہوئے  
کہا اچھا ہم کنواری کے دیتے ہیں مگر ایک شرط سے  
قسم کھا لو کہ ہم اندر نہ آسکے۔ دیکھو اب ہم علانیہ ہر ایک کے  
آگے نہیں آسکتے یہ لکھو دروازہ کھولا تو محمد اچرون سے  
کہے کے اندر۔ رونق جنگ اور محمد عسکری بھی پہنچے  
میدان خالی باکر مہراج بلی نازو کی خوشامد کرنے گئے  
دیکھو تم کس قدر ظلم ہو پڑو حاتی ہو۔ اور ہماری ہر سرمان جاتی ہے  
اور نصیب اسکی ذرا سرم نہیں آتی ہے۔ یہ کیا کچھ اچھی بات  
ہو مگر تمھاری سمجھ ہو۔

سبحانی اچھی ہو جو بھرا بھرا

راوی۔ دایا کا مصراع تعین کیا ہو کہ دایا وہ  
اور لکھندی تو ابلا ہو۔

نازو۔ شوق بھی جرایا ہو اور کجوسی بھی نہیں چھوڑتا۔  
عشق بازی کو کجوسی سے کیا سرکار۔

مہراج۔ اچھا اب تم یہ انصاف کو کہہ اگر ہو کجوسی کا  
خیال ہوتا تو ہم کلمہ سے کہتے دل لگاتے اور نوٹ۔ جو  
ہم نہ دیا تھا خدا کو اگر ہو کہ دھوکے سے دیا تھا جان دھوکہ  
نہیں دیا تھا اگر تم کو یقین نہیں آتا تو مجھیری جو غم نامی  
ہم سے بگاڑتی ہو ہم بڑے کام کے آدمی ہیں۔ جس طرح  
فہم ان اس ٹھاطے سے رہتی ہیں اسی طرح تم بھی

رہو گی اور میں کرو گی۔ مگر خدا جانے تم ہم سے اس قدر  
کیوں خلاف ہو اور بے وجہ اور بے سبب لینا ایک  
نہ دینا دو۔ افسوس کا مقام ہے۔ یہ بھی ہماری قسمت کی خرابی  
ہو اور کیا کہیں اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم راضی ہو کر ہو گی  
کوئی صورت بناؤ گی ہو یا کسی صورت سے بھی نہ وقت  
نہیں ہو سکتی۔

نازو۔ ہم ایک دفعہ تم سے بھڑک کھا گئے اب ہم  
کسی طرح کی بات چیت سے نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ جو  
تم نے اس دفعہ ہمیں جل نہ دیا ہوتا۔ تو ہم تم کو خود  
چاٹنے لگتے۔ اب ہمیں اب کسی طرح نہیں ہو سکتا  
چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے تم بڑے حیلے  
ہو تمھے خدا بچائے۔

مہراج۔ اچھا نواب سے ضمانت دو اور  
نازو۔ ضمانت کیسی۔ ہم سے اب مت بک بک کو۔  
مہراج۔ ہماری بھی کیا قسمت ہے۔ ہم جان دیتے ہیں  
تم پر نازو اور تم جلاتی ہو ہو۔

نازو۔ تو اسی قابل ہو۔ تو باتوں کا آدمی نہیں ہو لڑائی  
کا آدمی باتوں سے نہیں ناشا۔

مہراج۔ اب لائیں ہی تو بان باقی رہ گئی ہیں۔ ہاتھ  
سے تو تم کھو پڑی سہلا چکی ہو۔

نازو۔ (مسکرا کر) اے میں دن تو تو بچ گیا نہیں تو  
قسم خدا کی عمر بھر یاد کرتا۔

مہراج۔ اور اب بھی عمر بھر یاد کرونگا۔ میں بھولنے والا  
نہیں ہوں اور بھرا ایسی بات۔

نازو۔ اب بک بک کے جان نہ کھاؤ ہماری غزہ کھاؤ  
جانا ہو اور سب وہ خرافات کہتا ہے۔

مہراج۔ ہم تو درد دل کہتے ہیں وہ بک بک کہتے ہیں

کس مصیبت میں جان ہو۔

نازو۔ ایسوں کی ہی سزا ہے۔ سوے پر سو درے۔  
ادھر یہ گفتگو ہوتی تھی اور ادھر ہی قرن سے چل  
ہو رہی تھی رونق جنگ دل لگی کر رہے تھے کہ تم ہار گئی  
ہیں تمہے دل لگی کا رشتہ ہے قریب آ کے بیٹھو ہم چھڑینگے  
ہیں نواب کے سامنے محمد عسکری نے منہ بنا کر کہا  
جو خوش بھائی صاحب اس اب آپ شریفیت لجا ہیے  
ٹھنڈے ٹھنڈے سدا تھارے کہنے لگے قریب آن کے  
بیٹھو۔ جا۔ اور طرہ اسپر یہ کہ نواب کے سامنے نہیں  
چھڑینگے۔ نواب اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نواب  
کی نسبت میں چھڑینگے ایسے بدعا شوں کے آنے جانے  
کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آج سے ڈیوڑھی پر دل پھر لگا۔  
قرن نواب رونق جنگ کے پاس جاکے بیٹھی اور  
محمد عسکری نے لٹکارنا شروع کیا خبر دار۔ ارے یہ کیا  
ظلم ڈھاتی ہو سستی ہی نہیں۔

قرن نے کہا کہ ایک روز ہم سیکو صاحب کو چڑیان  
پنھانے گئے تھے تو نواب رونق جنگ نے ہم پر ایک کنگری  
بھینکی تھی اور اشد سے سے نشین کی طرٹ پلاتے تھے  
جو زوری اور مجاہد خانی کرتے تو ہم سیکو صاحب سے کہتے  
لگے میں نے جو خفا ہر کے آئیں میں کھائیں تو دیک رہے  
گھر سے ڈیوڑھی تک کوئی پانچ ساٹھ آدمی سنا کرتے  
تھے اور آواز سے کہتے تھے۔ اور میں اس طرح جاتی تھی  
جیسے تیرا تیرا دن سے نکل گئی۔ سنا زور ادا کی کیفیت  
کہ کچھ برس سا نپوٹنا تھا تھلا تے تھے بدلنے سے مجھے ٹوٹا  
پھوٹے تھے مگر میں تار جاتی تھی اور ارمی جان کو چڑیان  
بھجوادی تھی۔ ہاں نواب صاحب کے بیان اور بتی جاتی تھی اور  
جو گئی ہوں تو کوئی بتا تو دے بھلا سیکو صاحب جیتا ہو گا کہ

قرن بھاگ گئی تو بڑا افسوس کیا ہو گا کہ تو بہت چاہتی ہیں  
کچھ ذکر ہو اتھنا وصلیہ رونق جنگ نے کہا کچھ بھی چاہو  
مگر جنگلے کون کو نہیں معلوم ہے کہ نواب محمد عسکری کے گھر  
بڑ گئی ہیں۔

انغرض تھوڑی دیر چل کر کے یہ صدمہ دانہ ہوے اور کہ گئے  
کہ کل شب کو نہیں نشست ہو گی سراج بی بی نے ناز سے جانا  
چاہی کہ اگر حکم ہو تو روانہ ہوں۔ رونق جنگ نے کہا یا رے  
بہت دن کی ہو مگر بات کرنے کا سلیقہ نہ آیا روانہ ہوں  
کیا معنی فصاحت ہوں یا دانہ ہوں ناز و جھجک کر بولی تھے  
بلایا کہن نے تھا کہ پوچھتا ہے میں تو بری صورت سے نفرت  
ہو۔ شکل ایسی جیسے چڑی مار صورت پھینکا رہی ہے سراج بی  
ہاتھ جوڑ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور نواب یہ سب دیکھنا  
ہم ہی ہو رہی ہیں ساک دھ ادھی سونق جنگ ہو جاؤ۔  
ایک دھ بھٹی آغا محمد لہر پر کوٹے کہا کا بے کو کسی پراو لھی  
آئیں لہر رونق جنگ دروہارے مالک میں جنگی بد دلعت  
روٹیاں کھاتے ہیں آپ کو ن دھکی آیا کرتا ہے اور آغا صاحب  
کہا دگاڑا ہے ہارا۔ تو جو جلیا ہے مواد غایا ز سارے زمانے  
اٹھائی لکڑی بڑا لکڑی آدمی ہے جو نہ اعتبار کرے وہ خود  
ذلیل ہو سا کھ جاتی رہی تیری۔ ایک دفعہ بھڑک کھا گئی  
میں بس۔ اب بار بار نہیں سب سے آئے گھر سے آئے  
مہراج بی نے لاکھ لاکھ خوشامدی کہنے کو دو کر دیا  
بسے بسے لٹا ہے کہ کت نہر نہر ہو گئی اسے ایک نہ مانی  
کہا تیری کئی کھیتی ہوں تو لگ بھٹی تیرا کچھ ہو گا تو  
(دانت کلکاٹا) یہی چاہتا ہے کہ بوٹیاں نوچوں  
مہراج بی اور بھی قریب جا کھڑے ہوے او ہوئے۔  
جانی یہ تو ہم جانتے ہی تھے کہ تم بوٹیاں نوچو۔ ناز و  
مہانی کے لفظ پر آگ ہو گئی۔ جانی تیری جانی پر لگے

یہ کرکٹ ہو۔ یہ جالا کا ہے واسطے جو سور لوگ حم دروغہ کو سلام دو اور یوں اچھی حاضر ہو۔ اور میں بائیس قلی جمع کر کے اسکا انتظام کرو اور گلی کو بالکل صاف کرو کہ سونا آجاتا آدمی جلا جاتے اگر کوئی صاحب ادھر سے نکلے گا تو کیا کیسا کہ شہر کی منہ سپاہی کا انتظام خراب ہو اور جس منہ سپاہی میں ہم شریک ہو اسکو ایسا نہیں ہونے مانگتا۔

اتنے میں داروغہ صفائی ایک ڈگے اور مرلی گھوڑے سوار آئے گھوڑے کی ہڈی ہڈی گن لیجھے۔

لیکن مجھے نزد سے تو راج یاد ہو  
شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے تورا

گھوڑے سے اترے اور صاحب سلامت ہوئی  
داروغہ اس پر یہ گلی اتنی سیلے رکھتے ہو اچھی صاف کر  
”این بزن بسیار گندیہ کی میاں اگر اچھا نا کسی صفا  
لوگ از سر دو لایچی ز آمدن کند وید کہ این گندیہ کی  
اویخیلے ناراض نمود و شود و خیلے۔ (اون) و خیلے  
(اون) و اچھا ٹونک کر فکندا لازمہ سعادت است  
کہ این گلی کو چیک را صفائی نمودہ آید۔ ۶

بر کر میان کار بادشہ از نیست

داروغہ۔ جی اچھی صفائی ہوئی جانی ہو چکسیر میں۔  
”در زبان آن ملک کہ سعدی تولد گاہ است خرم خفا  
نمودہ نمی شود۔ بعد اواسے کو دوں خوندن کردہ۔  
راوی۔ اوہو ہو۔ بعد اواسے کو دوں خوندن کردہ  
ناظرین اس کا مطلب بخوبی سمجھ گئے ہونگے میں کیا کوئی  
دے کے پڑے ہو۔ اور در زبان آن ملک کہ سعدی  
تولد گاہ است) اسکو بھی شاذ ہی لوگ سمجھ ہی گئے۔  
مطلب یہ کہ جس ملک میں کہ شیخ سعدی پیدا ہوئے

جو ردا کو جانی نیا جا کے تیری جانی گھوڑی ابلے  
پانچھی ہونگی تو جا کے کٹنے نہچ اسپر ترقہ پڑا۔  
رواق جنگ اور آغا محمد اطہر اور نواب محمد سکری نے  
ناز کو زبردستی گود میں اٹھایا تو وہ مارے گد گدی کے  
وٹنے لگی کہ نواب اصرار تھا ہو مارے گد گدی کے  
پیرا حال ہو۔ کہا کچھ برادینین۔ مہراجہ بی ارے بیٹھ جا  
عالم۔ تو بیٹھ تو ہم لوگ انکو تیری گود میں بٹھا دین۔  
مہراجہ بی ان لوگوں کے ہاتھ جوڑ کے کہتے تھے کہ یار  
انکی تکلیف ہوگو گوارا نہیں ہوا زبر اسے خدا اب  
ان کو دق نکرو۔ ہم ایسے ملنے سے در گذرے  
لوگوں نے ناز کو زبردستی انکی گود میں بٹھا دیا مگر ہاتھ  
سے جھوٹے ہی کی دیر تھی کہ معاذ بھلا کی اور گود سے  
اس طرح دوڑ کے دور چلی گئی جسے گود تو پ سے نکلتا  
رواق۔ لالہ دلا تو وہ آپ بھی کینے ہم در دے ہیں  
آغا۔ اسے میان اس دھان پان نازک عورت  
سے نہ جیت سکے۔

مہراج۔ بھائی مجھے انکی تکلیف کا خیال تھا۔

در دلم در در زبیلی کافی مست

خواہش وصل زنا انصافی مست

اپنی اپنی طبیعت ہے حضرت۔  
رواق۔ بس ایک شعر یاد کر لیا۔  
الغرض خورٹری دیر بدیدہ سب اپنے اپنے  
گھر رخصت ہوئے۔

سیان بھنے کتوال اب ڈر کا سے کا

دیکھو اگر یہ کل قلی آج ہی صاف ہو جائی تو ہم لوگوں  
کو پھانسی لادنے کا خبر دار بڑے شرم کی بات ہے تم سورو  
کچھ نہیں کرتا۔ کلہ ہے واسطے یہ کوڑا پڑا ہے کلہ ہے واسطے

تھے یعنی ایران اس ملک کی زبان میں کیوں گفتگو نہیں کرتے۔

دیکھو یہ مہتر لوگ۔ فول۔ ڈیم۔ تم لوگ نے اگر آج صفائی نہ کیا تو ہم تم کو پھانسی دے دیگا۔ اور یہ سورا کا شہجے کا پتھر چار آنہ جرمانہ۔ یہ سوسرست آدمی۔ کام چور نوالہ حاضر اچھا کچہ ہمارے بیٹھنے کے لیے لاؤ۔ ایک بوڑھی ماماں کے بیٹھنے کے لیے ایک کھٹیا لائی اور کہا چور (مفسور) ہمارے محلے میں آئے ہیں ہم کو چور کی کھاتر (خاطر) کرنی چاہیے۔ یہ صاحب ایک مکان کے دروازے پر کھٹیا بیٹھے۔ مہتروں کو جو جبے سبب استقدر ڈپٹے تھے کہ الامان ماماں زار گئی اور ایک ہندو متولی کے ہاتھ سے ایک پیسے کی چار گلدہاں بنوا لائی غلیم مدد خانی تعد لائی برہمن سے انھیں کے سامنے تازہ کوایا چلم بھر لائی کہ مزے سے حق پیتے جاتے تھے اور مہتروں کو ڈاٹھتے جاتے تھے۔

داروغہ۔ حضور اب کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ ڈکی۔ آپ اب دوسری سڑک پر جائیں۔ ہم بیان ہی بیٹھیں گے اور صفائی کر کے جائیں گے۔

داروغہ۔ تو آداب عرض کرتا ہوں پھر حاضر ہوں گا۔ یہ گلی اگر صاحب لوگ دیکھ لیتے تو ستم ڈھلتے۔ داروغہ حضور پھر اب کہاں تک دوڑیں۔ فرمائیے۔ یہ ان مجبور اردن کا قصور ہر کا ہل آدمی۔

داروغہ۔ دیکھو وہ برہمن یہ گلی صاف ہو جائے اور سڑک کی صفائی اسکے مقابل میں شرما جائے۔

جمعہ داروغہ حضور نشان خاطر برہمن سب ہو جائیگا۔ کاہے کے واسطے ابھی تک نہیں ہوا۔ شتران سلخو

می گئے کسی این بگو کہ این ہم چہ شترست۔ راوی۔ کیا بر جتہ پھینچی کمی ہو کر داو۔ جی خوش ہو گیا اسمین حضور برقی میں دامہ۔

دو پہر کے وقت مہتروں نے جمع ہو کر کہا حضور نے تو پدغ لکھی۔ اک دو گھنٹے کی صلت ملتی تو کھائی ملے قیدیوں تک کو چھی لٹی ہو۔ حکم ہوا کہ اچھا بکل آؤ آج کھانا دانا کھا کر اپنے کام کو جاؤ مگر اس کالے سور کو بلاؤ تو برابر حاضر رہ۔ یو کالا سور۔

ایک کالے کالے مہتر سرائکا بڑا اعتبار تھا اور غتاب جو بڑھا آئے کہا چور سیر سے ایک دانہ ملک پیٹ میں نہیں گیا ایسی جبر دتی (زبردستی) حاکم لوگوں کو نہ چھیے (چاہیے)۔

اتنے میں ماماں دروازے کے پاس آنکر کچھ اشارہ کیا اور یہ بزرگوار مکان کے اندر داخل ہوئے تو ایک بوڑھی عورت نے کہا بیٹاب اسکی فطاحات کرو۔ اپنے کیکے کو پونچ گیا بیٹ کی مار بڑی بڑی مار ہوتی ہو۔ اس ضعیفہ نے تو ترس کھا کر اس مہتر کی سفارش کی مگر ایک کم سن نازنین اور خوب وزن جادو جال جو اسکے قریب بیٹھی تھی وہ اس مہتر کی بڑی دشمن تھی کہا ہمارے موکی قسم جو تم اس موے کاوے پر رحم کرو۔ کوٹھکی طرح جرتو۔ یاد تو کرے ہوا کہ کسی سے بڑا بانی کو تکیسا ہوتا ہو ضعیفہ چوڑی دیر بیٹھ کر کہیں چلی گئی اور کہہ گی کہ اب ہم شام کو آئیں گے۔ ہماری ایک ٹھہر ہوئی ہے کہ ہاں پو ہوا تھا اسکی کھیر چٹائی ہو۔ یہ ایک ضعیفہ خست ہوئی۔ فوان بزرگوار داد اس نوجوان عورت میں یوں بیٹھی تھی باتیں ہونے لگیں۔

عورت۔ میرے بیٹے میں اس وقت ٹھنڈا ک پڑی کہ

موسے مہتر کو تنے اسقدر ذلیل کیا۔

”جان من تمھارے لیے جان تک حاضر ہو۔ مگر تم کو ایسی کچھ نفرت اور دشمنی ہے کہ جبکی انتہا نہیں۔“ عورت۔ (گلے لگا کر مینن اللہ جانتا ہو۔ یہ سب ہمارے غمزدہ اور خربے تھے۔

”اس وقت اگر تارون کا خزانہ بھی ملتا تو واسقہ خوشی نہ ہوتی۔ تنے جلا لیا نازو“

نازو۔ اب دیکھو مہراج بلی ایک بات یاد رکھو ہم کو تین پانچ مینن آتا جو کوہودہ کر دکھاؤ بس۔ ان۔

مہراج۔ دیکھو جیسے ہی تمھارے آدمی نے آواز دی اور کان مینن کما کما نازو نے بلوایا ہر ویسے ہی مینن لپکا۔

نازو۔ نواب صاحب کے سامنے تمھاری وہ بیگمیں گروں کو خوش ہو جاؤ۔ اب آج ہم تم کو جانے نہ دینگے۔

مہراج۔ اور سنے گا اسکے بیٹی کباب ٹھنڈے ٹھنڈے راہ لیجیے۔ پھر خوش چرا بننا شد اور بندہ جانے والے کو کچھ کہتا ہو۔

نازو۔ ایک دن اپنی جو رو کو دکھا دو۔

مہراج۔ مینن جو روسے ڈرتا ہوں صاف تو یوں ہو نازو۔ اے ہو۔ کیا وہ بھی چیتا کی مینن چل جاتی

خوسے۔ مہتر دن کے ساتھ خوب بڑھ بڑھ کے باتیں بناتا ہو۔

مہراج۔ کیوں صاحب یہ مینن اختلاط میں گلی گلوں۔ نازو۔ (گال پر آہستہ سے بڑھ لگا کر) تیری ایسی بیسی

چلا ہو جسے بھی باتیں بنانے۔

مہراج۔ آج کا دن بھی کیا مبارک دن ہو کما نازو اور ہم کو خود بلوایا مینن۔

نازو۔ ہم مے اس منڈی کاٹے مہتر سے آتا ہی لکھا

کہ تو سارے محلے کا کوڑا چارے دروازے پر لگا دیتا ہو الگ ہٹلے کیوں مینن رکھتا۔ بس اتنی سی بات پر اما سے اُجھ پڑا تم کیا کوئی حاکم ہو کون ہو کون تم یہ یہ کہو تو مانے بتایا کما نکلو اڑھ صفا انھیں سے ہو۔ جب ہٹے تم کو بلایا اب محلے بھر مینن کوئی چرن تو کی نہیں سکتا۔

اما۔ سیتان بھٹے کتوال اب ڈرکا ہے لا۔

نازو۔ ہر ہی۔ اب اتنے کام کے بھی مینن تو کیا محلے مینن کوئی جھوٹے انکو۔

مہراج۔ اے اور سنو۔ کمان تو محبت کی باتیں ہوتی تھیں کمان جو ملے مینن جھوٹے لگیں۔

نازو۔ ہمارا کام ہی ہے۔ مشوق مینن کی نہیں۔

مانے الا بچان دے کر کیا کیوں حضور یہ خبہ تو گھر گھر مشہور ہو گئی۔ بڑا کفرن بھاگ گئیں تیجولی داسے دے

کا حال تو اب سب کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے محلے کی ایک خراب عورت کو بھگایا تھا۔ قرن کا دھوکا ہی دھوکا تھا۔

مگر اب کیا ہو گا۔ جو یہ محل لگیا کہ نواب صاحب کے ہاں مینن۔

تو اسکا میان ناشل جڑو لگا کہ مینن جڑو لگا۔ یہ تو سوچو کہ

آپ سے کتنی ہولن کی سے ذکر نہ کیجے گا۔ بات بھیل چلی ہو اللہ

نواب صاحب نے یہ بڑا کیا کاسی شہر مینن رکھا انکو چاہیے تھا کہ کسی

کالان کا لہجہ نہ کرتے اور چھپاتے کا پور یا فیض آباد میں ایک

مکان کو ایسے کاٹتے اور کسی کے نام سے اسے میان سے نقلی (فادہ غلطی) دلوادیتے۔ اب جو وہ ناشل کر دے تو نواب صاحب بندہ جائیں۔ کہ مینن بندہ جائیں پھر یہ کام کیوں کرے انسان کو سوچ۔ کچھ کو کام کرنا چاہیے ابھی وہ گتہیری والا کل ہم سے کہتا تھا کہ کتال محل سے ایک عورت آج نکل باکل تمھاری قسمر کی کسی صدمت ہے وہ تو کو اسنے اچھی طرح پچھانیں

ابو نے کچھ ایسا کیا کہ وہ سبھی سمجھا کہ قرن کی اور اسکی صورت  
بجھلنے سے ٹھیک پڑی ہے کئے لئے نکلی تھی بالکل ہی ملتی  
ہو۔ برا فیصلہ ہوا گند پڑی دالے کی طرح اور لوگوں  
کے بھی دیکھا ہو گا۔ اور وہ لونڈیا ایسی چلی ہو کہ کچھ نہ چھپ  
کرتو تیرے محل میں مہر مان مالا میں تو کو جا کر سب ہی ہیں  
تو اب اپنے آپ بازار میں نکل کر سودا کیوں خریدتی ہو۔  
تم تو کبھی کبھی جاتی ہو بی بی زری سمجھا دیا کرو۔ یہ جو بات  
کھل گئی تو سب سے بڑا اثر اخصی کے حق میں ہو گا  
ہم جتانے دیتے ہیں۔

ناز و سب سے گھر لگتی۔ کہا تم جا کے کھانا  
لگا دو تم کو اس سے کیا مطلب ہو تم ہی ایک بڑی  
عقل مند ہو بڑی وہ بننے آتی ہیں۔ اما کو بر اسلام ہوا  
اور چل دی۔

ناز و سب بتاؤ تمہاری کیا خاطر کریں مہراج بی  
مہراج۔ بس ہکو پیار کر بی جاؤ اور کچھ شین لے لیں  
بڑھ کر ہماری خاطر اور کیا ہوگی۔

ناز و سب پیار کرنے میں دام صرف ہوتے ہیں۔  
مہراج کیا پر ادھر جان تک حاضر ہو جانی۔

ناز و سب سب زبانی داخلہ نہ فرموا۔

مہراج۔ اچھا تمکو کیا چاہیے کیا لے بنا چلو۔

راوی۔ معلوم ہوتا ہے کچھ بھر دینگے اور لینا دینا

خیر صلاح سب زبانی جمع خرچ۔

مہراج۔ بو بکھ کھانے کو منگوا لیں۔ کیا کھاؤ گی۔

پوریا لانا اور نکلنے منگوا لو۔ بس۔ اور تمہیں میٹھا کرنے

کرنے کے لئے مار بڑی بروہ جانی کیا خفا ہو گئیں۔

ناز و سب اپنی صلیت برا کیا۔ کیا دو چار آنے میں

ٹپٹے چلا ہو۔ مگر ہم کب نہ دالے میں نے دہن پڑا لٹا

تو لاؤ۔

مہراج (گلے میں ہاتھ ڈال کر) آج مجھ سے

ناز و سب بھیج دینگے اب بادا رہینگے۔ تب بیل ٹینگے۔

ابھی ابھی لاؤ جان سے بنے۔

مہراج سنو کیا میں نوٹ باندھے چھڑا ہوں۔

ناز و سب جھاگھر سے منگوا دو۔ ہم ایکٹا مینگے منگوا دو

ہمیں ہم ہر گز ہر گز تو مینگے نہیں۔

مہراج۔ اچھا ہم خود جا کے لے آئینگے۔ ذرا تال کر

تم تو جان مارے ڈالتی ہو۔

ناز و سب کون واہ۔ یہ کھانے پانی۔ پھر حکم کیا جانے کون

دیتا ہے یہ ہم نہ جانے دینگے کسی مہاجن دوست آشنا

کسی کے ہاں سے منگوا لو۔ کیا میں دلی کے لیے تم منگے ہو

اتے امیر۔ ہمارا بی جا ہوتا ہے عمدہ بنی ہوئی برنی کھاتین

جس جاندی کے ورق لگے ہوں۔ ایک روٹی کی برنی کھیں

رکھیں گے اور ایک روٹی کی اپنی دکانا کو ضرور ضرور بھیجے

ہمیں اسکی بڑی چاہ ہے۔ اور وہ ہکو دل سے چاہتی ہو

بڑی محنت کی ہماری دکانا ہو اور پھر جوان اور

خوبصورت۔

مہراج بی کو گدگدا وال نہ تھے مگر ناز دے اسقدر

عاجز کیا کہ مجبور ہو کر انھوں نے صفائی کے بعد اور کھانا

اور کھانا ایک روٹی کی نازی نازی برنی جلد نہوا کر لاؤ۔ مگر

چاندی کے ورق ضرور لگے ہوں ناز دے کہا اور سناٹے

چاکر گڑا کھانے منگوا دو پھر لدا اور اٹھیں ہم دکانا لے گئے۔

مہراج بی نے کھانا کرا اور سناٹے چاکر گڑا کھانے

لینے تمام گھر گھر سے کھانا کھانا۔ ناز و سب کا

اشارہ دیکھا اور باہر کر چلنے سے ایک چپٹ جھانکے کھوس

کھوس چپٹاں مٹی کر کے چلا ہو اور چرتے ہوئے ہم نکلتے ہوئے

سلانے آنکھ کا اشارہ کیا پس جل دور ہو کر سے سامنے  
سے تیری صورت نہ دیکھو گی اگر کسی مجھے جو وہ گھڑی کی بجلی  
حکومت ہو جاتی تو کھڑا ہوا دیتی تھکوبہ دوا بلے یاں کی کل  
مہراجی نے فوراً جھک کر پکارا لیکن مرزا کام چھوڑ کر تم پہلے  
سارے چار گز طلش لڑ پکستے ہماؤ اور لپکتے آؤ۔ دیکھو ناز  
تم بیکار کے لیے مجھ سے جھگڑتی ہو۔ حق ناحی کو خدا موالی ہی  
ہمیں بڑا رنج ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اور تمھاری سمجھ ہی نہیں  
آتا بھلا میں اشارہ کیوں کرتا آخر مجھے کیا ملتا اور سارے  
چار گز طلش کی کیا حقیقت ہو تم پر سے بڑا سے کا بڑا  
صدے کر دن تم تو کچھ میں رکھنے کے قابل ہو سنا زو  
مسکراتی۔ اس طرح کی باتیں کرتا ہے کہ کوئی جانے گھری  
تو بھر دیکھا۔

مہراج۔ کیا تقریر ہو رہی ہے۔ اس طرح کی باتیں کرتا ہے۔  
(کرتا ہے) کیا معنی میں چار یا بھنگی ہوں یا کوئی نفرا  
مجھے مقرر کیا ہے (باتیں کرنے میں) کتنا چاہیے۔  
نازو۔ (آہستہ سے چپ جاکر) باتیں کرتے ہیں تو  
کیا آپ میرے بابا جان ہیں۔

ماما۔ (ہنس کر) نا۔ نا میری گامیان کبھی ہو۔

نازو۔ سارے بان کیا کچھ جھوٹ کہتی ہیں۔

مہراج۔ ہماری محبت کو دیکھو۔ فوراً  
طلش نگا دی۔ فوراً برنی کو حکم دے دیا اور تم  
تلخی اور خفا ہی ہوتی ہو۔

نازو کی مان نے ایک شخص سے جھوٹ مر خط لکھا  
رکھا تھا تاکہ مہراج بلجی نہیں کہ ناز دانی جان کی چوری سے  
اپنے ملحق ہر مال سے کہا حاج خطے جاؤ۔ ماما اور چھلانی  
اور مہراج کی کو ریا کہ پڑھو۔

لفافہ۔ یا خدا یہ لافہ نثار بلکہ کھوہو دیکھو نسل اور

وران شہر رسید و پاس ساس صاحب ساس چوکی جو رہو صاحب  
کے پاس برسد۔ مرا سدا زبر گڑھ نھیل پور مقام خدو۔  
لفافہ کھولا۔ تو جوتے باندھنے کے کاغذ پڑھ لکھا ہوا تھا  
خط۔ ساس صاحب شفق میں سلامت۔ بعد دعا و اماں  
ارض (عرض) حال کمترین کا یہ ہر کفرن کا کچھ حال سناتا ہوں  
تو مرزا (طلش) کرو اور انکی مینی ہماری قبیلہ یعنی ناز کی  
ذرا دیکھ بھال رکھو کہ وہ ہرگز دوسرے کے ساتھ بھاگ جانے  
پائیں ہماری جہتی سے آگے دونوں لڑکیاں ایسی ہی نکلی  
ہیں گی۔ اور ہم ایک مینے کے واسطے بیان پر آئے ہیں اور  
تم ناز پر دیکھ بھال رکھنا اور انکو مینی ناز کو ہماری دوا  
(دعا) کتنا۔

راقم۔ خدو۔ نہ برگراہے بھیجا مہیگا۔

نازو۔ ہو اور گور خدو پیر دلور۔

مہراج۔ یہ خدو کو شخص ہیں۔ میان تمھارے رگوال  
معلوم ہوتے ہیں۔

نازو۔ میں اپنے میان پر سے صدقے کر دن اس سے کہ  
ہمارے میان تو تم ہو۔ ہو کہ نہیں۔

مہراج۔ دل دھان سے جانی۔ مگر جو رو

کو دعا لکھتے داد آج ہی دیکھا۔ دعا کی

بھی ایک ہی ہوتی۔

نازو۔ سارے کیا کچھ بڑا لکھا تھا رہی ہو کیسے  
(کسی سے) لکھا لیا ہوگا۔

مہراج۔ مگر وہ لکھنے والا بھی عجیب چوب خ تھا کہ جو  
اُسے بتایا وہی لکھ دیا کوئی احسن ہوگا۔

نازو۔ اگر حق نہ تو تو خود کو دعا لکھواتا۔

مہراج۔ اسے صاحب بن لکھنے والے کو کتنا ہوں اور تم  
بجھتی ہو اور خدو نون کی غفلت کی گدی سے کچھ ہوتی ہے۔



بزرگوں کا کتنا خلاف قہوڑی ہو سکتا ہے۔

اتنے میں جمدار نے آد اڑی میں حاضر ہوئی نازو نے جھانک کے دیکھا کہ اٹلس لایا ہو یا نہیں لایا ہے۔ ماما دھم دھم کرتی ہوئی باہر گئی۔ اور اٹلس لیکر لو پر آئی۔

نازو۔ ہاں ایسی ہی چاہئے تھی۔ یہی کی تھی۔  
مہراج۔ تمہارے دم کے لیے سب ہی کچھ حاضر ہو  
نازو۔ جو تم جاری بات مانو تو ہم تمہاری بات نہیں  
ہر کہ نہیں۔ برو۔

مہراج۔ واہی بات ہے۔ ہنسنے اس سے انکار کب  
کیا تھے ذرا اشارہ کیا اور ہنسنے فوراً اٹلس ننگا دی۔  
نازو۔ اب اسکی گوٹ اور استر نو ننگاؤ۔

مہراج۔ ہاں ہاں ننگاؤ دیتے ہیں دیکھو ذرا سے  
اشارے میں اٹلس ننگا دی کہ نہیں۔  
نازو۔ گر تھکی گوٹ ننگاؤ اور شاہان کا استر

مہراج۔ سب آجایگا۔ تمہارے  
کنے کی دیر تھی کہ اٹلس فوراً ننگا دی تمہارے  
داسے جان حاضر ہے۔

نازو۔ اور وہ برنی کمان ہے پوچھو تو۔  
مہراج۔ جمدار ارے وہ برنی کمان ہے۔  
نازو۔ اے وہ وہ چپت ہوا اسے کھائے پڑھائے آدی

ہن ارے میں تیری باتیں خوب سمجھتی ہوں۔  
مہراج۔ نہیں نہیں۔ جاسکتا ہے بھلا۔ کیا جمال۔  
ماما۔ اے حضور کہ گیا ہے کہ برنی کے ابھی بھی آتے ہیں

نازو۔ ماما جی محلے والے کچھ آج کتے تو نہیں تھے۔  
ماما۔ مجھ سے دو ایک آدمیوں نے پوچھا کہ  
یہ کون ہیں میں نے کہا ان سے اور ہماری بیوی کے  
بیان سے بار بار تھا۔

نازو۔ تب تو چونکے ہو گئے۔

ماما۔ حضور آج محلے بھر سر رعبا (عجب) جم گیا۔  
مہراج۔ ابی کہ تو دیکھا کہ جہان ہم ہو گئے شہر بھر  
تمہارا غلام ہے اک ذرا سی بات پر ہنسنے ننگا اٹلس  
ننگا دی۔

نازو۔ اب ذری لوگ مانینگے نہیں۔  
ماما۔ سیان بھٹے کتوال اب در کا ہے کا۔  
نازو۔ (مسکرا کر) چلو آج رات تمہارے بیان میں

مہراج۔ ہاں ہاں چشم مار دین دل ناشاد۔  
نازو۔ مگر جو رو اتو نہیں چیتا بیک کہ موے یہ کسکو  
لایا چھاتی پر کو دو دن تھا ہے۔

مہراج۔ کیا کچھ جو دراکے غلام ہیں ہم۔  
نازو۔ کیا عمر ہے تیری جو روا کی۔ بتا۔  
مہراج۔ تم کوئی خاصی ہو چاہے جو ہو۔

مہراج۔ ملی نے کہا تمکو جاری جو رو کی عمر سے کیا  
غرض ہے مگر اتنا تو ہم ضرور کہینگے کہ ہنگو نیکیت ہوئی  
ملی میں اور یہ ہزار قیمت ہے۔ آج اگر تم کو ہمارے ساتھ

چلنا ہے تو ایک کام کرو ہم اپنا باغ تمکو دکھا دیں بلنے ہی  
میں ہم تم میں۔ تڑکے تم اپنے گھر آ جاؤ ہم اپنے گھر  
نازو نے پوچھا باغ کتنی دور ہے اس میں کچھ اٹلاک بھی ہے

کہا اب اس سے کیا مطلب چل کے دیکھ ہی لوگی۔ اور  
کچھ دور بھی نہیں ہے کوئی بہت ہو گا تو ذیل بس اس سے  
زیادہ نہیں ہے۔

نازو کو تو بل کا چسکا ٹاپڑی تھا سوچی کہ آج مہراج ملی  
کا بھی کتنا لڑو دجانے سب کتے کرے اسے کتا سب کتے  
کرنی چاہیے نوٹ دھوکے سے بدل گیا ہو گا کسا اچھا ہم  
آج تمہارے ساتھ چلیں گے۔ تو اب تم شام تک بیان پڑھو

مہراج ہلی کو اسکی اس سادگی پسندی آئی کہ تم تو چاہتے  
ہیں تمام عمر ساتھ نہ بھولے یہ کتنی میں شام نکٹ بھو اور  
بھاگا کون جاتا ہر جسے کو ہم شام کیا منی تمام غم  
نیٹھے رہیں۔

ناز نے اپنے فراموشی کی کچھ گاؤ۔ بیگانا کیا جانیں  
صاف صاف کہہ دیا کہ گلے کے حق میں ہم بالکل کوٹھنڑ  
میں ہاں تم گاؤ تو ہم بڑی خوشی سے سنیں۔  
نازو۔ اچھا تم بھی کیا یاد کرو گے کہ ہمارا کستانہ کیا  
کوئی عمرہ چیز گائیں۔ کیا گائیں۔

مہراج۔ جو جی چاہے۔ کوئی چوتالا ہو۔  
نازو۔ اٹھا۔ یہ کون تو میں سیکا تھا۔

مہراج۔ سنیں اتنا جانتے ہیں۔ ہم فارسی خوب  
بولتے ہیں ورین شہر کہ اوپرے تام لکھنؤ مردان  
منت مہر خدائے راز و جہل کہ طاعتش موجب توبت  
ست و بشکر از درش مزید نعمت ہر نفس کہ فرد میرود

عہد حیات مست و چون برے آید مفرح ذات۔  
اگر کوئی کہ از خواہ غیب

دوستان را کجا کنی محروم | تو کہ یاد شمنان نظر داری  
راوی مناظرن مجھے ہو گئے کہ منی مہراج کی کے دماغ  
میں خلل ہو گیا۔ مگر یہ غلطی ہو۔

ادوانہ بکار خوشین بیار  
نازو سے فارسی بولنے لگے تو ایک مقام پر آگے  
اگر بھر یاد آ گیا کہ نازو فارسی کیا جملے نے لکھا شمسعدی  
کی روح پر حضرت نے احسان کیا۔

جب فارسی دل چکے تو نازو کو بغل میں بٹھا کر  
کہا کہ اب آج ہمیں معلوم ہوا کہ دعا میں اثر ضرور  
ہوتا ہے دیکھ رہا رہی دعا نے اثر دکھایا کہ ہمیں سمجھ

مہراج۔ اچھا تم مار لیا کرو گالین دے لیا کو کو مگر بڑا  
نکدہ ذرا ہی سے میں ترے کی طرح آنکھیں پھیر رہی تھی۔  
نازو۔ انسان جو کسی کو کچھ دیتا ہے اس کے سامنے بھروسہ  
نام نہیں لیتا سارے آشنائی میں تو لوگوں نے سلطنتیں بخشی

میں تو اس کو ٹھری چار گواہیں پرا ترا تا ہے۔  
مہراج۔ اچھا گوٹ کس نگ کی لوگی۔ بواب۔

عشق وہ شکر کہ انسان کو کرے ہوا انھما  
ملک سمجھ پیارے کہ آدم کا نتیجہ ہر دم

راوی۔ ایسا سبحان اللہ عیسو ہمارا جھگڑا لگا  
مہراج عشق صادق ہو ہمیں جب تو اطلس فرما رہی  
منگوادی بس حکم کی دیر تھی۔

نازو۔ (اٹلس کو دو روٹھینیک کر) جو طے میں گئی  
تیری اطلس ہوا اچھا جب سے سنوئی وفان (دفعہ) تو  
کچھ کا ہو گا کہ اطلس دی اطلس منگوادی۔ فوراً ہی  
تو اطلس منگوادی۔ ایسے تیرے دینے پر نالت (خست)

خدا ایسے اوچھے سے کوئی چیز نہ لوائے۔  
مہراج۔ تمھاری دوستی شہر کی دوستی جو بس۔  
نازو۔ اچھا کوئی دے کے دگستاخ بھلا۔

مہراج۔ جب دل مل گیا تو بھر کیا فعلی۔  
نازو۔ دل مل گیا تو ہمارا تمھارا مال اسباب ایک لگ گیا  
جب دل ہی ایک ہو تو مال کی کیا حقیقت ہے۔

مہراج۔ خدا تم کو نیکی دے نازو جانی خفا نہ ہوا اور  
بس تمھارا خفا ہو ناغضب ہو۔  
نازو۔ تو تو بائین ایسی کیوں کرتا ہے۔

مردہ می کائے۔  
مہراج۔ اچھا تم مار لیا کرو گالین دے لیا کو کو مگر بڑا  
نکدہ ذرا ہی سے میں ترے کی طرح آنکھیں پھیر رہی تھی۔

نازو۔ انسان جو کسی کو کچھ دیتا ہے اس کے سامنے بھروسہ  
نام نہیں لیتا سارے آشنائی میں تو لوگوں نے سلطنتیں بخشی  
میں تو اس کو ٹھری چار گواہیں پرا ترا تا ہے۔

مہراج۔ اچھا گوٹ کس نگ کی لوگی۔ بواب۔

ناز و۔ بس معات فرمایے بندی درگذری مجھے گھٹ  
موٹ نہیں چاہیے۔

مہراج۔ (پانوں دبا کر) میں صدے میں فرمان  
تفانہ ہو باے کسی پر دل کا آنا بھی بُری بلا ہو۔

ناز و۔ ظاہر داری بہت آتی ہو دنیا سازا۔

مہراج۔ یہ مانا۔ گالیان دے۔ بڑا بھلا کہ دوسرے

عشوق جو گالی بھی بہن دے تو مزہ ہو

کیا جلے کوئی ذالۃ اسکی لیا گیا ہو۔

گالی بھی سہائی ہو مگر بس یہ تمہارا خفا ہو جانا اور  
بیوقوفی کو تباہ بس کیجئے یہ تیرے کلام کرتا ہو۔

اتنے میں معذرتے آداری حضور برنی لایا ہوں۔

اما دوڑی ہوئی گئی اور برنی لیکر کھٹے پر آئی۔ کہا

اوتی بیکڑا کن نے پھینک دیا ہو۔ ای بیوی نمک تو چیز

کی بالکل قدر ہی نہیں جو بویہ تھی جزا اور کس طرح خاک

درجوں میں ڈال دیا (اطلس کو اٹھا کر اور بھاڑ کر)

لے اب نہ پھینک دینا نہیں تو اسکا رنگ روپ سب

ہمارا رنگ۔ مگر برنی اچھی بنوا کے لایا ہو۔

مہراج بلی لے ایک برنی کی ڈلی اٹھا کر ناند کو دی

ناز و نے مسکرا کر لے لی۔ اب ناز و اصرار کرتے لگے کہ

بھلے خدا تم بھی کھاؤ اور انکی جان خدا ہیں کہ ہندو آدمی

ہوں برنی کیونکر کھاؤں۔ اول تو حیدار لایا ہو۔ پھر اما

دوان سے ہانک لائی لیکن اب کرین تو کیا کرین۔

ناز و نے کہا ہم ایک نہ مانینگے۔ ادھر کی دنیا

چاہے ادھر ہو جائے برنی کھاتی پڑگی۔ سین مانوگی

نہیں وادہ۔ بس یہی کہتے تھے کہ دل لگیسا

دل ملتا تو فوراً برنی کھا لیتے یہ انکار کرنا کیا

منفی۔

مہراج۔ ارے ظالم یہ کوئی مہٹا ہو۔

ناز و۔ ارے آخر گلہ داری کھاتے ہو کہ نہیں

کھاتے ہو پھر برنی کھانے میں کیا بات ہو۔

مہراج۔ پاگل ہو سگداری کھا سکتے

ہیں بھلا۔

ناز و۔ (چپٹ لگا کر) پاگل تو تیرا کتنا بھر ہو۔

مہراج۔ یہ تو اب ہم سر گئے چپٹ تو بات بات پر

پڑنے لگی۔ عشق بھی کیا بری بلا ہو۔

ناز و۔ اب بات کو مانو نہیں۔ کھاؤ۔ کھاؤ کہ نہیں

یا زبردستی کھلا دوں۔

مہراج۔ جانی تم سوچو تو کہ یہ کیا تم دھار پٹی

ناز و۔ اچھا چاہے جو ہو میں کھڑے کھڑے نکلا دوںگی

لے اب کھاؤ۔ ہمارے سر کی قسم۔

مہراج۔ ساجی۔ ذری تم ہی کھاؤ۔

ناز و۔ اما۔ میری اچھی اما۔ امد کا واسطہ انکو اک

دو کھلاؤ ہمارے خاطر سے۔

اما۔ اے بیوی یہ کیونکر کھا سکتے ہیں۔

ناز و۔ تم بھی انہیں کی طرف ہو گئیں۔ جاؤ نہیں ملنے

اما۔ کسی کو اپنا ارمان دینا ہو کہ جھوٹ بولے ہمیں ہرگز

ہرگز جھوٹ نہ بولا جائیگا۔

ناز و۔ اچھا امد چلتا تھا جو ہم اب تم سے بولیں۔

ناز و۔ چھٹھٹھلا کر اور جو میں چڑھا کر بھی اور جلی

کی طرف پیٹھ کر کے کہا اب ہم سے بولیکا تو تو ہی جانیگا

ہم ابے میری دونوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتے

مہراج۔ بلی ہیں کہ کچھ بھی جوڑنے ہیں پاؤں بھی

پڑنے ہیں ٹوپی بھی مندھون پر رکھتے ہیں۔

پاؤں بھی دباتے ہیں ہزار ہزار طرح سے خوشامد

کرتے ہیں مگر ناز و ایک نہیں مانتی۔ انھوں نے ٹولی  
تدبیر پر کھی اور اسنے اٹھا کر وہ ٹھیک دی پاؤں  
کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسنے ایک جھٹکا دیا۔ جب  
انھوں نے بہت دق کیا تو نازو جھٹکا کھائی اور سامنے  
پانی کی چھری جو رکھی تھی اسکو اٹھا کر سب پانی اپنے منہ  
یا یہ لاکھ نقل پچاتے ہیں بائیں بائیں۔ اسے یہ کیا  
غضب ہے سنا کون ہے از مریا پاتر۔ کپڑے اٹارے  
لنگی پہنی۔ انکو کھلایا مگر تار مال تو پٹی دھوپ میں  
سو کھنے کو رکھا۔ اور نازو کو سمجھانے لے۔ دیکھو نازم  
تمھارے بھلے کے لیے کتے میں اور تم ذرا نہیں سمجھتے  
نیچھو رہے پنے کی باتیں کہلاتی ہیں۔ نازو اس وقت  
ڈلی کتر ہی تھی غصے میں بھری ہوئی تو مٹی ہی سردہ  
زور سے ہاتھ پرارا تو مہراج بی بندرہ منٹ نک  
ہائے ہائے کیا کیے۔

ماما۔ ای بیوی یہ بڑو نکا بن اچھا نہیں ہوتا۔

نازو۔ تو چ رہ تو کون ہے۔ مرنی ہو بسنے والی۔

ماما۔ میں آپ ہی کے بھلے کے لیے کتے ہوں۔

نازو۔ تمھاری بلا سے ہم اپنا فائدہ نہیں چاہتے۔

مہراج۔ بچتا دوگی نازو بہت بچتا دوگی۔

نازو۔ تو چہرہ لولا بھیجا مے بے شرم۔

مہراج۔ میں ہر نفور باعث اصل ست کو گفتہ از مہ

عاقبت گرگ زاہد گرگ شد اگرچہ با آدمی بزرگ شود

اکیس برتے پرستیا پانی

جاننی مات ہی اور جرات ہیون کی کر مات ہیون کی

پرنے فتن کی چھوئی چرسین دو ناگوری بل جتے مے تے

عاشق و مشوق گلے میں ہاتھ ڈالے مے مے بائیں

اد چل کرتے اور چھپان بیتے چلے چلتے ہیں چلتے چلتے

گاڑی بان نے ایک دفعہ گاڑی مدک کی تو اسکے آقا  
نے پوچھا ہر مہین یہ گاڑی کیوں روک لی۔ کہا مہراج  
فوج آتی ہے۔ میں نے کہا ایک کونے میں روک لوں فوج کا  
نام سن کر ایک بڑو گارڈی پر سے اترے اور ایک زلہ  
جا دو جال سے کہ اسکے ساتھ بھولی میں سوار آتی تھی کہا  
جان میں مگر دن کار سالہ جو ذرا تھک چکا تھا مگر تار یہ  
بڑے ظالم ہوتے ہیں اسنے اصرار کیا کہ ہر کو بھی دکھا دو  
ادھر رسالہ قریب آیا اور گھوڑوں کی پاؤں کی آواز کانوں  
میں آنے لگی۔ اور ادھر قریب تھا کہ یہ مزاجو ہاتھ پھرا کر  
گر پڑیں۔ مگر وہ ری عورت اسنے بھولی کا پردہ اٹھ  
دیا اور ڈٹی بیٹھی رہی اور سیر دیکھا کی جبر رسالہ بھولی  
کے قریب سے نکلا تو سواروں نے اس رشک بڑو پر  
کو گھورنا شروع کیا تب تو یہ چلائے کہ ہمارا مشرقی ہوں  
پردے کے اندر بیٹھا ہے یہ لوگ خواہ خواہ کے لیے سکھ

گھور رہے ہیں بھولی کی جانب جو نظر ڈالتے ہیں تو پردہ

نڈا اور دروہ حجاب تہی ہوئی بیٹھی ہیں۔ دیکھتے ہی ہوش

اڑ گئے تو اس باختہ ہو گئے ہاتھ پاؤں بھول گئے ہاتھ

پاؤں میں کس قدر کینکنا پھٹا یا اسی بڑے غضب کا سانس

ہو۔ یہ بدعجب ہوئی مشوق ہاتھ سے گیا سیا خدا اگر آج

پچکے تو میں کے لڈو تقسیم کرینگے اب عورت تیر سے ہی

ہاتھ جو یا محمود ایک سوار نے ذرا زیادہ گھور کر دیکھا

تو انکی جان نکل گئی مگر دواہری عورت عثمان کہا کہ آنکھ

جھکے جب رسالہ نکل گیا تو انھوں نے پہلے گاڑی بان کو

ڈانٹتے تھائی کہ جان دو ج کے شرک کے اسقدر کیوں قریب

کھڑا ہو گیا اور جو کوئی گوارا ایک گھونسا گا بیٹھتا تو کسی ہوتی

بھڑھڑنے بیٹھتا اس سے گاڑی بان بولا اچھی طرح جی آپ

بھی کسی کتے ہیں سن کی عمر میں کسرت کی نوکری کی۔

اچھی دلیکری جوڑی یہ جاوہ جا۔ راستہ میں ایک اڈیشنل نے  
ٹرانسپورٹ بنائی روک لے روک لے اڈو گاڑی والے  
روک لے۔

گاڑی بان نے اپنے مالک سے پوچھا حضور روک لیں  
کہا روک لے کچھ پروا نہیں۔ سنے گاڑی روک لیں گاڑی  
نے کہا یہ کیسی گاڑی ہے۔ اسکا چالان ہوگا۔ یہ سننے پر کچھ  
سے ایک صاحب اتر پڑے۔ دل کیا ہے۔ کاہنے واسطے  
تم گاڑی روکنے مانگتا ہے تم تمہارا چالان ہو لگا۔ تم کون  
ہو لگا۔ کانسٹیبل نے عرض کیا خداوند اب یہ ہلکوکیا معلوم  
تھا کہ حضور ہیں۔ گاڑی بان گاڑی بانک دے اللہ عرض  
خدا خدا کرے گا گاڑی بان نے کہا ہجو راب ہو چکے۔ کہا  
بھی جان میں جان آئی۔ دو تین منٹ میں پھولی باغ میں  
داخل ہو گئی وہ باغ شہر سے کوئی دو میل کے فاصلے پر

ایک نسان میدان میں واقع تھا سارے درگاہ کو جی کا نام  
ہو کا عالم۔ چوہڑے ساٹھ ماہن لوگوں نے اس قسم کی طبیعت  
پائی کہ کہ بنی نوع انسان سے دور دور رہنا چاہتے ہیں  
انکو یہ مقام رشک شہت معلوم ہوتا تھا وہ میل تک  
اُدھر اُدھر کوئی پورا ایک تھا صرف باغوں کی نظار تھی  
چلی گئی تھی اور باغ بھی سرسبز و شاداب نہیں میدان میں پھول  
گلزں گلے گلے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کئی بچے  
بہ خرام بھی پہنے کے تابل ہوگا اور یہ باغ جواب لڑائی لڑائی  
پڑے ہوئے ہیں ان میں بڑی دل لگی تھی ہوگی اور ان کے مالک  
بڑے متوال دھی ہونے لگے زمانے کے انقلاب سے اب بچے نہ  
تباہ حال اور پریشان روئے ہو گئے اس باغ کے محاذی  
ایک جھیل تھی یہ جھیل عہد شاہی میں بڑی شہر جھیل تھی۔ اور  
خود جہاں پہاڑ ہے پر سوار ہو کر اور کسی خوب رو توں پر  
بیکر کو ساتھ لے کر اس میں اٹھنا یا کرتے تھے اس زمانے میں جھیل

بھروسہ لال کرتی ہیں رہا۔ سڑکی چھاؤنی میں رہا۔ گورنگھائی  
پل میں رہا۔ گورنگھائی میں بھی ایک جاتا۔ اس پر بہت  
پکڑے سوار کچھ باجی بدبخت ٹراپٹن کا سا لالباہر جتنا  
تو بڑا تھا ہوتا تھا ہر اتنا ہی بیوقوف ہوتا جاتا ہے۔

گاڑی بان کو ڈپٹی کو آپ سمجھو یہ پرسوار ہے اور  
اسے عشق کا بوسہ دیکر کہا۔ جانی آج تو مجھے ستم ہی چلایا  
تھا غرض کیا تھا۔ اور جو وہ بگڑا تھے تو میں کیا بنا لیتا۔  
آئیے کہا واہ۔ بگڑ جانے کی ایک ہی کمی۔ بگڑ جانا کیا  
دل لگی ہو مگر سچ کہنا کیسے کیسے خوبصورت جوان تھے۔  
ہاتھ پاؤں کتنے خوبصورت اور سڈل۔ دیدا رو جان  
جسے کہتے ہیں اور دو تو بس ہاے کیلچ پر سانپ لے گئے  
اور فون پر مین ہو گئی اگر پرستان میں چھوڑ دو تو پرستان  
اس کے قدم لیں۔

یہ تو ان دونوں سواروں کی تعریف کرتی تھی اور  
اُدھر ان کے عاشق زار چٹیل میں بیٹھائے لیے جاتے  
تھے جلی بھین کے چاک ہونگے کہ عجب دیدار عورت ہے  
ہماری جلی میں تو بھی ہر اور ان سواروں کی تعریف  
کرا رہی ہے۔ مگر انسا ہم سمجھ گئے کہ یہ ایک جوان اور  
مست عورت ہے۔

عورت۔ اب ایمان سے کتنی دور چوڑی۔

مرو۔ وہ سامنے میں اب مار دیا ہے۔ جھڑپ کیوں ہو  
کیا کسی کا ڈر پڑا ہے۔

عورت۔ یہ مونی بھولی ہو کہ جھکڑا ہے۔ ہرے چکوں  
کے کر ٹوٹ گئی۔

مرو گاڑی بان تیز مانگو جاوہ جلد۔

راوی۔ گاڑی بان نے جوابے مالک کی یہ شبہ بانی تو  
بیلوں کی دم دانی۔ ناگوری بیل اس طرح سے جھک رہی ہے

ساقن کا وہاں ہی مکان تھا جو کیوں پر جا بجا تھو لیتا  
سنگار کے بیٹھی تھیں انہر بھی عالم تھا۔

کھینچے کا منہ کالا۔ موبار گرد والا عشاق زار کا ہر دم جو

اور بی تھو لیں کی یہ کیفیت کہ غرور حسن سے کسی طرف آنکھ

بھر کر نہیں دیکھتیں۔ ابرو کے اشارے سے بائیں کرتی تھیں

درختوں میں جا بجا جھولے پڑے رہتے تھے۔ اپنے

اپنے منہ قون کو پاس بٹھا کر بے فکرے بگڑے دل

وہ دن بھر جھولے سے اترتے ہی نہ تھے۔ آکا بھائی

ادھر ادھر اڑتے بھرتے تھے ہر وقت اسی فکر میں کہ کسی

لڑائی پر کیوں خانہ جنگی ہو تو جو ہر دیکھیں ہر سیکے میں

تلوار وہ ایک جگہ ضرور ٹھہرتی تھی اسی بات ہوئی اور

میان سے دو انگلی باہر دو ایک کے خون ضرور دھو تھے

اب اس بلغمین الگ وقت کی نشانی اور یادگار

صرف بندر ہی بندر رہ گئے تھے۔ وہ چل چل نکلتا

بلغم کے جس مقام پر یہ دونوں عاشق و معشوق جا کے

بیٹھے یہ وہ مقام ہو جہاں جہاں پناہ اور بادشاہ یکساں

جاننی رات میں باجمین یا تھوڑے کر چل تھی کیا کرتے

تھے اور جس مقام پر یہ بھجوتی سے اترے تھے وہاں

خوہن زرق برق لباس سے آراستہ ہو کر بڑے حصے

سے خاصان لیے کھڑی رہتی تھیں۔

اب زمانے کے انقلاب سے جہاں پناہ کے

عوض نئی مہر لی صاحب اور بادشاہ بیگم کی خواہش

بی ناز و اور خواہشوں کی جگہ پر گاڑی بان اور

خدیگہ راہ اور دو ناگوری بہل اور خاوندان کی جگہ پر

بیلوں کا گرجا ہے۔ دامدھرت کا مقام ہے۔

خانہ۔ اے یہ کس ہو کے عالم میں آتے ہیں جس سے

کلیں میں ہو کر اٹھتی ہے۔ چوڑے سننا ہی پڑا ہے۔

پانی اس قدر صاف مشغاف تھا کہ اگر سو فی بھی اسی تہ پر

ہوتی تو نصف الہی بجز کو صاف نظر آتی مگر اب یہ نہیں

ہوتی ہے۔ آگے آگے ایک ٹیلہ تھا بعد میں پاڑی کے طرز کا

جہاں پناہ کے خاص اسی غرض سے بنوایا تھا کہ ہاؤس کا

بھی اس میں رہے۔ اس زمانے میں مینے میں ایکبار

خاندان شاہی کی بیان عورت سرکاری تھی اور محل سوانی خود

بنفس نفیس قدم رنجہ فرماتے تھے کل بلیات اور کل محل اور

شہزادیوں اور شہزادے جتنے تھے وہاں بڑی چل بہل رہتی تھی

اب وہاں بھٹی جو اور شہر بھر کی شہزادہاں کینہ ہوتی ہے۔

بیشتر عطر و عبق کی خوشبو دور تک ملکتی تھی اب دور ہی

موسے اور دیسی شراب کی بڑا آتی جو باغ کے اترتی

جاننا ایک بست بڑا اور وسیع باغ تھا بعد شاہی میں تین

میں برابر اکین میلا ہوتا تھا۔ ہر جمعہ اور جمعرات کے

دن میلا جتا تھا اور شہر بھر کی ساتین اور طوائف اور

رقاصہ اور حینان بے بدل بناؤ چناؤ کر کے آتی تھیں۔

جس شامیانہ میں جلیے ایک پری جسم ساتن بیٹھی تھیں

بلا ہی ہر ستار شامینوں کے ٹھٹھکے ٹھٹھکے تھے

ابی بی ساقن و مومن کی خیر سے

خصوصاً اچھے صاحب نامے ایک گوری گوری ساقن

کی دن پر تو وہ بھڑکتی تھی اور اس قدر دمک دمک ہاتھ

کہ الامان۔ آدھا شمس قنار عالم جہاں دنیا تھا اپنے

اپنے شامیانے کے پاس ایک نئی لٹکا تھی اور اہر

یہ شعر کندہ کرا تھا۔

ہر گھڑی سرشار رہتی ہوں بڑی مبارک

ساقونین میں امین آباد بھر کی ناک میں

امین آباد کھنڈ کے ایک محلے کا نام ہے

محمد شاہی میں یہ محلہ شہر رحلون جن نہ تھا۔ مگر اس

نہا جانے کس شغل میں لاکے ڈال دیا۔

**مہراج۔** وہ انہی شغل کی ایک ہوئی۔ جانی یہ وہ جگہ ہے جہاں پرندہ پرنیوں میں مار سکتا تھا۔

ناز و سدہ جب کیا میرے نزدیک تو اب بھی پرندہ پر نہیں مارتا بیان کیسا سنا تھا ہے۔ اُنٹ۔

**مہراج۔** بیان بادشاہ رہا کرتے تھے اُس زمانے میں اس پر بھی ایک عالم تھا اس وقت کم سے کم

دو سو خالصین تو خاصہ ان کے کھڑی ہو تین عطر اور ہوں کے گئے میں بھی ہوئی بڑی، ورنہ کچھ شہزادی تھی

و ادھر تھا ہے سر کی قسم آدھا شہر بن جاتا تھا۔

ناز و۔ مگر اس وقت تو کچھ عجیب طرح کی برآتی ہو کہ دماغ چھٹا جاتا ہے اتنی توبہ۔

**مہراج۔** اب بکاری بیان سے پاس پر آئی ہو آتی ہے۔

ناز و۔ اب بکاری کیا چیز ہے۔ اور عجیب طرح کی بو ہے۔

**مہراج۔** اب بکاری اُسے کہتے ہیں جہاں شراب کھینچی جاتی ہو۔ سڑائی جاتی ہو۔ اسی سے بو آتی ہو۔

ناز و۔ اسی کا نام دنیا ہے جہاں بادشاہ لڑائیوں کے سرا کوئی ٹھکنے نہیں پاتا تھا وہاں چڑی لڑکی لاکھ بٹی تھی

ہو کیا قدرت خدا کی ہے۔

**مہراج۔** چڑی لڑکی کون چڑی کون تھے۔

ناز و۔ اور تمہارے سر ہمارے آتا تھے۔

**مہراج۔** دیکھ لگے کہ جانی دیکھو جو کہا ہے اسکو یاد رکھنا ہمارے خسر تمہارے آبا۔ تو تمہاری کون ہو تین۔

ناز و۔ ہم۔ ہم۔ تمہاری جو رو۔ گھر والی۔

**مہراج۔** (زور سے گلہ لگا کر) میں صدقے سے اس وقت دل ہاتھوں بڑھ گیا۔

مہراج بی نے مایوں کے بعد کو بلایا۔ پوچھا کوئی تیار ہو کہا ہجو ر لکھوٹا ہے۔ کیلا ہے۔ کولا ہے۔

زنگار ہے۔ حکم دیا کہ ڈالی بنا لاؤ۔ کھوڑی دیر میں بعد اڑالی لایا۔

ناز و نے ایک زنگار چھیدا اور کھانے لگی مہراج بی نے لکھوٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ناز و بولی ٹھنڈی ہوا

کے چھوٹے اسوقت کی از رو سے رہے ہیں۔ تو تم زور دیا بیان آؤ تو ادھر جانا ہے ہم بھی آیا رہیں۔ مارجب وہ ہوا

تھوڑا جانا تو بڑی شکل پڑی۔ ہم اب اسکو چھوڑ دینے لگے۔ آدی جو کچھ مال نہیں۔ اب ہم مکھنہ چھوڑ دینے۔

مہراج بی تو یہ چاہتے ہی تھے۔ کہا اب بار بار کیوں کہتی ہو۔ یہ تو ہم سے قول قرار ہو ہی چکا ہے کہ تمہاری

ہوا اور ہم تمہارے ہم تو مرے دم تک بننا ہینے مگر تم بناہ سکونی کہ نہیں ناز و نے جواب دیا۔ ۴

ہاتھ لنگن کو آرسی کیا ہے

دیکھ لینا گھر کی جو رو اتنی خاطر نہ کر لی جتنی ہم کرینگے۔

**راوی۔** بینک بینک اسکا ہکو بھی یقین ہو آپ ایسی ہی وفادار ہیں۔ کچھ میان کی سی ہو کہ میں اور

کچھ اب منشی مہراج بی کی سی ہو کہ رہو گی۔

اتنے میں گاڑی بان نے پوچھا۔ سرکار بیلوں کو کھول دوں یا چلیے گا مہراج بی نے ایک ڈانٹ بتائی تھوڑی سا

سکھم ہوتا ہے۔ اے سنے آئے ہیں کہ چلے آدی ہو کھٹا ہوا بیلوں کو کھول ڈال۔ گاڑی بان بڑبڑاتا ہوا اچلا گیا

پوچھا کیا ہوا چودھری سنے کہا اچھی کیا بتائیں جیسے

پاکمری میں ٹیٹی بن جانے لگے ہیں تب سے جین (زین) کدم (قدم) نہیں رکھتے۔ بات کرتے ٹیٹو لیتے ہیں پھاڑ کھاتے ہیں۔ سیدھی بات تو بولتے ہی نہیں۔ اب ہمس نوکری ہی نہ کرینگے۔

ادھر مہراج جلی نے گھڑی جو دیکھی تو ایک پرسترو منٹ آگے ارے۔ انا زونے کما۔ اب پل کے سو رہو غینہ معلوم ہوتی ہے اتنے میں مہراج جلی نے ایک قصہ چھڑ دیا۔ نیو پلسٹی میں صاحب ہرے ہماری ہی طرف مخاطب ہوتے ہیں۔ کوئی کام ہو مہراج جلی کے سپرد۔ آج کل ہم جم پولیس بنوا رہے ہیں۔ برسوں دن بھر ہم باگخانے میں ہے۔ نازو نے مسکرائے کما (ہو تو اسی قابل) ذرا گوشہ بھر میں کوئی فٹنر کھڑا کھائے تو ویسے۔ ہماری طرف آنکھیں نکال لوں۔ نازو تمھارے سر کی قسم جو ذرا اچھی ہیں جھوٹ ہو۔ نازو نے پھر بھتیگی۔ اے کیوں نہ مہراج کے سردار۔ سب شہر بھر کی صفائی اور پرگنے بھرا استقامت اس اسی وقت ہو گا اور کوئی وقت نہیں ہے۔ اب چلے سو رہو ذرا طبیعت اکسانا ہی جو تمام ملک کی صفائی کا بندوبست کیا آج ہی پر تھم ہے۔ اور کسی دن برا ٹھار کھو۔ اے ایک سننے۔ انھوں نے ڈرٹیلینے شروع کر دیے۔ ڈرٹو کیا پیلے تھے تھے خڑتے تھے اتنے میں دو بنگلے۔ اب اپنے آپ دھت کی ٹیٹی لیکر تیرے بدل بدل کر چکی دیکھانی شروع کی یہ طمانچہ جو لوریہ کوک۔ اور یہ پاٹ۔ اور یہ کٹی۔ یہ پتیرے بدل ہی ہے تھے کہ جیسے ہی انھوں نے کما (دیکھی) نازو نے ہلکے بخوجہ جی حالہ کی سے ایک ٹیٹو جاتی لڑا کما اسکا نام نہیں جانتے یہ سر کٹی ہے۔ اب یہ پر کٹی اٹا لیا۔ رات بھر باسویگا بھی۔ اتنے میں دن بج گئے۔ تین بجے سے چار بجے تک غشی مہراج جلی مناجات پڑھائے اور بی نازو

تھلا تھلا کر بچاتی تھیں۔ میں ہی دھوٹکا ہو گا سا گودہ اپنی دھن میں تھے۔ انھوں نے جب تک پوری مناجات ختم نہیں کر لی خاموش نہ ہوئے اور صرف ایک ہی مناجات نہیں کئی مناجاتیں۔

اتنے میں نازو اٹھ کر پلنگ پلٹین اور بیٹے ہی انکلم لگ گئی مہراج جلی فروش ہی پرسو گئے۔ چہ بچے انکی آنکھ کھلی تو انھوں نے نازو کو جگایا۔ نازو اٹھا اٹھی لیتی ہوئی اٹھی۔ تڑپکا ہو گیا۔ آخر تم نے ابھی سے کیوں جگا دیا۔ رات بھر تو تونے سوئے نہیں دیا۔ اور تڑکے تڑکے جگا دیا۔ مہراج جلی نے کما لے کھ دھو ڈالو۔ نازو نے کھ دھو دیا اور کما اب ہم جاتے ہیں بھولی تیار کر دو۔ بھولی کی تیاری کا حکم دیا ایک مہراج جلی نے کہا اب ہم شام کو کہاں سے جائینگے تم جاؤ۔ نازو یہ بیان اکیلے کیا کر دگے کیا دن کو اور کسی کو بلا دگے مہراج۔ تمھارے سر کی قسم تمھارے سوا اگر کسی اور کو بیڑا طعی نگاہ سے دیکھوں تو آنکھیں پھوٹیں۔

خدا شاہد کسی سے اور لغت ہو گا کا رہو

تھیں برجان جاتی جو تھیں پردم نکلتا ہے

نازو وہ سب مردوں کی بھولی بائیں ہیں۔

القصد بھولی بر سواریہ ہیں۔ تو مہراج جلی نے غم نگار کو حکم دیا کہ (بابی گڑم کو) تو نازو بھولی میں سے بولی۔ (اگر میان کس برے پر تپا پانی۔)

یہ مرد ار بھی شریک حجت ہوتی

معتوق مرہ نقا ہو شب اہتا ہو

مورا ہو چشمہ سار ہو جام شراب ہو

حضرات ناظرین۔ نواب محمد عسکری صاحب کی بر بادی کے دن اب قریب آ گئے۔ اب انکے رابر



میں اس مردار نے بار بار باوجود انداز جمعیت خاطر کر۔  
یہ وہ سب قدم ہر بننے لاکھوں گھر پر باد کو دیے۔ کورن  
آرمین کو خاک میں ملا۔ اس ناپاک مردار کی بدولت  
بیشمار آدمی بیونہ خاک ہوئے۔ اب بچنے کو ایک  
روز کوئی دو گھنٹی رات گئے۔ لی قرن کی مجلس اعلیٰ اہل  
اور ان کے ہم رفق نواب رونق جنگ اور منشی مہرج بلی  
اور من اور اختر جمعیت پر بیٹھے گین اڑا رہے تھے کہ ان  
میں نواب چھٹن صاحب تشریف لائے محن میں آن کر کھلا  
(ارے میان ہو۔ ہو کو نہیں ہو۔ اور ہو تو کمان ہو جاگو  
جاگو رات کے سونے والو۔ ہاتھ رہو کھنکھارو جاگو۔  
نواب چھٹن صاحب کو کسی قدر نگیں مزاج آ رہی تھے  
مگر مہذب سب کے سب بیچ کر یا الٹی آنکھ یہ آج کیا  
سنوئی۔ ارے میان ہو اور ہو تو کمان ہو اور جاگو۔ یہ  
کیا حرکتیں ہیں نواب چھٹن صاحب کو ٹپے پر ڈراتے ہو  
چلے آئے یہ بیچو محمد عسکری۔ سیلو۔ کہ صہرین۔ لی قرن جان  
صاحب خاں بیچو ہیں۔ اور وٹو جانی محمد عسکری کی  
ایسی می ادھر آؤ اچھا اور کچھ نہیں۔ ایک بوسہ دے دو۔  
ایک بوسہ ضرور لینے چاہے کچھ ہو۔

بوسہ بہ بوسہ بہ جان میں

بوسہ لب و لہر جان میں

رونق جنگ نے لگے ہاتھ میں ہاتھ اور ہاتھ لگت  
بٹھا اور باتیں کرنے لگے۔ بھی چھٹن صاحب مزاج  
ماجو کیا ہو۔ ارے میان قرن کون ہیں وہ تو نواب  
کے گھر بڑ گین ہیں۔ سادتم یہ کیا گفتگو کر رہے ہو۔  
بوسہ اور جانی اور یہ سب کیا اول جلول یک ہے ہو  
چھٹن صاحب جملائے اول جلول ہرسم اول جلول  
کچھتے ہیں (ہنکھ) اچھا ذرا قرن کو بلاتو۔

اگر یہ جرح چہری اور آسمان برین ہزار بار بھی  
چکر کھائے اور گردوں دون سفلہ پرور ہو جائے تو قرن  
کی سی بری پیدا نہیں ہو سکتی۔

یہ کہتے کہتے اٹھ کھڑے ہوئے اور نواب  
محمد عسکری کے قدموں پر ٹوپی رکھ کر بھائی نواب  
میں تیرے صہرے یار ذرا قرن کی صورت نو دکھائے

اپنی صورت دکھا دے اے اے قرن

جانی برسوں سے ہم ترستے ہیں

محمد عسکری دنک کے بالائی یہ آج آنکھ ہوا کیا ہو  
سکر اکر اھر اکر کیا کہ بیٹھو اور اپنا حال تو کہو۔ یہ باجو  
کیا ہو یا یہ من نے نواب صاحب کے کان میں چپکے  
سے کچھ کہا تو محمد عسکری کے چہرے کا رنگ بدل گیا  
رونق جنگ من کو غلغلہ لے گئے۔

رونق۔ کیا کہا بتاؤ تو آج انکی کیفیت کیا ہو۔  
ممن۔ حضور کوئی شک نہیں۔ کہ انھوں  
نے آج پی ہو۔

رونق۔ ایئن۔ لاول ولاقوہ۔ لنت خدا۔  
ممن۔ خداوند اب اس دت اس بات کو  
پی جائے۔

رونق۔ لاول ولاقوہ۔ اے میان سوچو تو۔ ہو ہو۔  
ممن حضور وہ لڑ پڑینگے اس دت ضبط کیجیے۔  
رونق۔ وہ لاکھ لڑ پڑیں۔ میں ک لڑاؤ لگا۔

ممن۔ باجو۔ وہ پیے ہو ہیں۔ حضور تو نہیں  
پیے ہیں مگر کیا بڑی شہزادہ۔ ہو ہو۔  
رونق۔ انکی ببت تو بھی سننا نہیں تھا۔

ممن حضور اتفاق نہیں گئے کیس۔ ہائے نہیں  
اتنے میں منشی مہرج بلی صاحب تشریف لائے۔ اے بیچو کو

رونیقی۔ بھی تم اس وقت آئے کمان سے ہو۔  
چھٹن۔ ارے بایں اس وقت اپنے قابو میں تھا  
مگر اتفاقاً بار تم بھی شریک ہو۔ والہ شریک ہو۔ مگر  
بھائی قرن کو تو بلاؤ۔ ہاے میری قرن۔

اب رونقی جنگ اور فنی مہراج ملی انکو بھار چھٹن  
بار تم اس وقت والہ اپنے ہوش میں نہیں ہو۔ لا چھٹن صفا  
بگڑ رہے ہیں کہ تم لوگ جھک مارے ہو ہوش میں  
منو ناکیا سمی تم خود اپنے ہوش میں نہیں ہو۔ مگر کڑی  
نے کہا بھائی تم اس وقت کیا چاہتے ہو۔ کیا نقطہ قرن  
انہوں نے کہا (تو بھی قرن اس تکیاں سے آسکتی ہو)  
رونقی۔ اچھا بھئی تم اب سوار ہو چھٹن صاحب۔  
چھٹن۔ اچھا۔ مگر قرن کو بلاؤ عسکری کون چیز ہو۔  
کچھ پڑائیں۔ مگر قرن۔ ہاے قرن۔

تھوڑی دیر کے بعد چھٹن صاحب کا نشہ اتر گیا  
تو انہوں نے پانی ملا۔ دو گھر سے بھر کے پانی کا پانی پیا  
اور کہا بھئی آج تڑے تڑے پھٹے تھے۔ مگر خدا کی قسم  
عجب شے ہو۔ میں کیا کموں ایک شخص سے بحث ہو گئی  
ہے۔ کہا شرباب میں بوضو رہتی ہو اور وہ کہتے تھے کہ  
میں تو قسم کی دلائی شرباب میں ایسی ہیں کہ زمین  
بولا نام نہیں۔ اب اسکا فیصلہ کیونکر ہو انہوں نے  
قسم کھائی کہ تین چار قسم کی شرباب بھی ہوتی ہو جس میں  
ہوتا ہو وی آدھی اور زمین میں نے کہا آزاؤن تو بلیں  
انہوں نے منگوئی غور بھی پئی اور بھی بھئی پلائی نیایت ہی  
خوش لائق اور بولا کہ تم نہیں اور نشہ بھی نہیں سا کٹا  
یوں ہی سا سرور جسے گرا کر م کافی لی مگر بھائی کھانا  
کھانے جو بیٹھا تو وہ فی بھوک اور ڈکاہین جو آتی ہیں  
تو خوش ہو۔

بھئی۔ اب ہم ٹھیک ٹھیک شہر دیکھ تو کہ نہیں سکتے مگر  
بھئی انہوں نے جو ایک ایک کے تقریبی تو رونقی جنگ  
جھلا گئے تھے ابھی یہ آخر تم اس قدر جھکتے کیون ہو کچھ کھانا  
توصات صاف بیان کرو و مہراج ملی نے کچھ سوچ کر کہا۔  
بھئی ہماری تو یہ لاسے ہو کہ یہ پیے ہوے ہیں۔  
رونقی جنگ نے سر کے اشارے سے انکی راس سے  
اتفاق کیا بھئی مہراج ملی افسوس کا مقام ہو کہ ایسا لائق  
دوست اور آج اسکو ہم اس کیفیت سے دیکھیں گے

ہو والہ۔  
اُدھر یہ لنگھو ہو رہی تھی اُدھر نواب چھٹن صاحب  
محمد عسکری کے تہ مون پر بار بار ٹوپی رکھ رہے تھے کہ  
یار خدا کے لیے قرن کو بلاؤ۔ اور لطف یہ کہ بی قرن سائے کی  
بیٹھی ہیں مگر انکو نظر نہیں آتیں قرن کو بھی یقین ہو گیا  
تھا کہ یہ اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہیں۔ من  
اور مہراج ملی تانکی باتوں ہی سے مار گئے تھے کہ یہ  
پیے ہوے ہیں۔ اور رونقی جنگ سے ان دونوں نے  
کہا تھا مگر محمد عسکری اور قرن اور ناز و غیرہ خاک  
نہیں سمجھے کہ نواب چھٹن صاحب اس قدر نے کیوں کیوں  
جب نواب محمد عسکری نے دیکھا کہ چھٹن صاحب کسی طرح  
نہیں لڑتے اور قرن سائے بھی ہو مگر وہ یہی کہ جاتے ہیں  
کہ قرن کو بلاؤ تو انکو یقین ہو گیا کہ چھٹن صاحب کے دماغ  
میں خلل ہو گیا ہو اور ناز و اور قرن کو بھی یہی یقین تھا  
مگر فنی اخر صاحب سب سے زیادہ متحیر تھے یہ کیا ہو  
رونقی۔ بھائی چھٹن صاحب ذرا اور تردد نہ ہو مارچے  
چھٹن۔ کہوئی کہیں نہیں سمجھتے قرن کو بلاؤ۔  
نواب قرن بھی آتی ہیں تم با تین نو کرو۔  
چھٹن۔ یا لاس وقت طبیعت میں نے ہو۔ والہ۔

**قرن** - سرکار جتوے سے جتوڑا لائینگے بس۔  
**نواب** - اقوہ بہت دنوں کے بعد ہمیں بھی یاد آیا  
 یہ لڑکھن میں ہنسنے بھی چا توڑا ائے ہیں۔  
**قرن** - کچھ بوجھا تو نہیں ہے۔ ٹوٹا تو نہ جانیگا۔ بولو۔  
**نواب** - کس سے لڑاؤ گی کس سے۔  
**قرن** - اپنی دکان سے۔ ماروا نکالنا ہے۔ بٹین چینی  
 گمروہ کاراب چھوڑ دیا۔

**نواب** - ایسی خاشعہ غورین کو نہ ملوایا کرو۔  
**قرن** - اے حضور وہ کیا آئنگی خانی تھوڑا ہی ہے۔  
**ممن** - سارنیں تو ہر کون۔ تمہارے سر کی قسم  
**قرن** - اے چپ رہو کیا مفت کا سر پایا ہے۔ کوئی فائز  
 بن ہم اپنے سر کی قسم نہ کھاؤ چلے قسم کھائے۔  
 رات جگ نے چھین صاحب کے کان میں کہا استاد  
 کیا شہر ہے شراب بھی پیتے ہی اپنی صلیت پڑا کین کلچر کی  
 میں اور حضور بھی کسی میں اور حضور انا بھی یاد کیا اور  
 حقہ چھوڑ کے حلیم بھی پئے لیکن چھین صاحب نے کہا میں  
 کتنے ہی کو تھا اور میں مسوئی میں نہ کر دو کے سے باجھ  
 سے پی لی ہو۔ بلکہ اسے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا کہ حق میں  
 جی گھبراتا ہے۔ سنئے جائے ابھی کیا ہے۔

استے میں ایک مہری نے کہا بیگ صاحب  
 (جی! اس کمرے میں ایک چڑیا کا بچہ جو مجھ سے  
 گھر بڑا ہے۔ چون چون کر رہا ہے) فوراً قرن  
 اور نازو دو فون لیکن سارونچے کو کھٹا لائیں۔  
 نازو نے کہا۔ اتنی دور سے جو مجھ سے گرا اور  
 جیتا جاگتا ہے۔ قرن بولی باجی اصر کے  
 کھیل اصر ہی جانے۔ اے اصر تیری شان  
 اور اس میں ہو کیا۔ فون کی بوند۔ اے چڑیا کا بچہ میں شہر

قرن نے جو اصر تر لیت گئی تو نہ میں پانی ہر آیا  
 نواب کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا میرے اچھے نواب ہکو بھی  
 منگا دو چھین صاحب نے بھی اصر لڑکھا کہ بان منگو او بار۔  
 میان میں کو حکم ہوا کہ جا کے سودا گر کی دکان سے ایک  
 بوتل لاؤ۔ مگر کتنا کہ ایسی شراب دو جس میں نہ سکر ہو اور  
 نہ ہو جو چھین صاحب کو نام یا د تھا ذرا تا تم جیو اس کا  
 اور ک کی شراب میان میں نے ٹھم کھینچو ایا اور نور جی  
 کپنی کی دکان پر آئے جیسی ایک بوتل اور ک کی شراب  
 کی دو۔ سودا گر نے ہنس کر دیکھا کیا سرکار سینکے۔

میں نے کہا کوئی تو پیے ہی گا۔ بوتل دیکر میان میں افس  
 آئے بوتل کھولی گئی تو سب نے سونکھی اور سب کی  
 رائے بھی دربار پائی کہ یہ حرام میں ہو سکتی۔ اسکو کون  
 حرام کہہ سکتا ہے۔ بی قرن نے سب کے پہلے چلکھی مگر  
 ڈرتے ڈرتے اور بہت ہی قلیل مقدار میں۔ بعد ازاں  
 نواب کے اصر اسے میں نے پی اس کے بعد بی نازو نے  
 بھی ایک چپکی لگائی تھوڑی ہی دیر کے بعد چھوڑ دی  
 تھوڑی پی۔ کبھی کی عادت تو تھی میں نشہ کسی تر  
 تیز ہو گیا تو یوں لنگھو کرنے لگیں۔

نازو۔ قرن کو گئے لگا کر یہ دو لہنا ہے ہماری۔ بیجو  
 ڈھانک کے بیٹھو کسو صورت دکھائے دیتی ہو پٹی لگائی  
**قرن**۔ نواب صاحب کے حصے پر سے حلیم اصر کے سینے  
 لگی، ہم حلیم ہی سینکے۔ حق میں جی گھبراتا ہے۔  
 نازو۔ نواب صاحب کو اندر صبح سلامت لکھے انکی  
 بادولت (بدولت) سونکھی کی رکبیاں کھاتے ہیں۔

**قرن**۔ (نواب صاحب کی چپ سے چاقو نکال کر  
 سرکار یہ جتوے میں ہو حکم بنا ہے۔ پھر کچھ۔  
 نواب ستم کی اڑکی چاقو لینگے۔

ہنسی ٹھٹھا، عروہ کے چنے جانا ہو۔ سبھی طرح کے مزے ہیں۔

چھٹن۔ بھئی نواب تھوڑی سی ہم بھی سینگے بار۔

نواب۔ ہوں ہوں ہو۔ ہم تو چاہتے ہیں اتنی ہو کہ

نھارا تماشہ دیکھیں۔ ذرا دل لگی ہی سی دھڑکی

چھٹن۔ اب ایک دفعہ تو تماشہ دیکھ لے۔

نواب۔ یس۔ تھوڑا ہی نشہ تھا۔ ہم اور کچھ چاہتے ہیں

ذرا بازار میں غل جھاؤ۔

چھٹن۔ اتنی سی آب کی۔ کوئی دھڑکی یا کاما مقرر

کیا ہو۔ بازار میں غل جانے کی اچھی کمی۔

نشی مہراج بی تو بھنگ بنے پر راضی ہو گئے مگر

حضرت چھٹن صاحب نے منہ کی کہ نہیں شراب ہم بھی پو۔

مہراج۔ معقول میں اپنا دھرم دون آپ کے لیے

چھٹن۔ آپ کا دھرم کیا ایسی تھی میں آپ چاہتے ہیں

مہراج۔ نہیں یہ دل لگی اچھی نہیں ہو بھائی صاحب

راہ ذرا کچھ بھلے ہوئے۔

نواب۔ بھئی زبردستی پلائیے۔ اٹھو چھٹن صاحب

چھٹن۔ بسم اللہ۔ لے منشی مہراج بی

صاحب آئیے۔

مہراج۔ کچھ داہی ہوے ہو تم لوگ واہ وا۔

نواب۔ ارے چاہے تو انکھیں دکھا چاہے

غل چھا۔ ہم بے پلائے چھوڑن تو چار۔ شریف نہیں

مہراج۔ بھئی تم کیوں امراد کرتے ہو۔ تم خود پو

تو ہم بھی پیتے ہیں۔ سو جام اٹھاؤ بلا سے۔

فرن نے جھب سے ایک بلورین جام چن کر

سی شراب اُٹھائی اور گلے میں ہاتھ ڈال کر اور ایک

بوسہ لے کر کہا آؤ اب ہمارا خون پیے جو نہ پیے

کچھ ہو۔ مہراج بی نے اسکی تردید کی۔ مینا کا جھوٹا تھا

گمان چڑیا کا کچھ ہو۔ نازو نے فقہہ لگایا۔ کاپے کا

پڑیا کاجی ہر خاصہ ہر وہ تو کو میان جھٹ کیوں لگی ہوئی

میں نہیں تو بہت سے جھوٹے ہوئے۔ ایک دن سبزی پو

کیوں مہراج بی خضر پو ہم پلائیے۔ مہراج بی نے کہا

ہم پیکے۔ اور آخر نے فقہہ لگا یا خضر زچھے جب

بی نازو پلا میں تو کیوں نہ پچھے۔ اسپر اور سب نے

بھی فقہہ لگایا اور بڑی دل لگی ہوئی۔

نازو۔ سبزی کے نشے میں بس یہ معلوم ہوتا ہو کہ

یوں میٹھے ہو میٹھے ہو بس لیکا لیکا کی یہ معلوم ہوا کہ خوش

کی بھنگی پرے دھم سے کس نے پھینک دیا پچھے کو۔

ممن۔ آپ تو سبزی پیتے ہوئے نشی مہراج بی صاحب

مہراج۔ ہاں ہاں خوشے پانچوین پیتے ہیں ہم۔

ممن۔ مگر دو کوڑی کا نشہ۔ وا اسد کچھ نہیں۔

مہراج۔ سب شراب شراب کا اور بھنگ کا کا مقابلہ

ہو بھلا۔ شراب تو کل شون کی بادشاہ ہو۔ بھنگ بھری

لگا۔ اور شراب کجا کچھ دن پہنچے دک بھی پی ہو۔ چرس

کے دم بھی لگائے ہیں اگر لگا بجا کسی نہیں آیا۔

ممن۔ لگا بجا چوں کا نشہ ہو۔ چرس تو شاہی میں

سب ہی شریف زادے پیتے تھے جتنے مرناتے۔

نازو۔ نواب صاحب انکے واسطے سبزی منگو اور بازار

سے ہمارے مہراج بی کے لیے یہ پیکے۔

نواب۔ آغا۔ ہمارے مہراج بی۔ اسے کیوں

نازو۔ ہمارے ہی ہیں ہمارے میان میں کہ نہیں

نواب۔ اچھیت بازی نہیں ہوتی کہ ہوتی ہو

نازو۔ جب جی چاہتا ہو پیار کرنے کرتے

کسی وقت چپٹ بھی لگا دیتے ہیں۔ آشنائی کچھ

مہر عسکری نے چپکے سے جام لے لیا اور پی گئے۔  
 بعضی اور غیبی شوقی۔ ارے میان خوشبو اور  
 خوش ذائقہ۔ لے مہراج بلی صاحب اب نیچے۔  
 مہراج۔ پیئے والے بزین حرف بھجوا ہوں میں اپنے  
 حساب اور کیا کون۔  
 مومن۔ نواب صاحب کو تو پلوادی آپ نے اور اپنے  
 داؤن (داؤ) کو یوں۔ کیا خوب۔  
 نازو۔ اسی بی۔ ہماری جان کی قسم ہو۔  
 مہراج۔ مذہب میں قسم و قسم ایک نہیں چلتی۔ یہ تم  
 شخصے باز بڑے ذات شریف ہوتے ہو۔  
 اٹا کنا تھا کہ چھٹن صاحب نے انکو بچھاڑا اور  
 نواب صاحب نے انکو دوسری۔ میان اختر نے ہاتھ  
 پکڑ لیے۔ مومن نے گردن اور سر جھکا۔ نازو نے  
 گلاس میں شراب اُٹھ لی۔ اب مہراج بلی گالیان  
 ارے رہے ہیں۔ اور غل چارہ ہے ہیں۔ ارے  
 کبھو مسلمان کے گلاس میں دیتے ہو۔ ارے سیلہی  
 ہر نو بازار سے شئی کا کورا بخور اٹکا دوسرے مسلمان  
 کا جھٹا ہو۔ وہاں سستی سکی بلا ہو۔ دو ایک آدمیوں  
 نے منہ حیرا۔ اور نازو نے کوئی جھٹا نک بھر شراب  
 اٹکے گلے میں اُتار دی اور اپنے ہاتھ سے ایک گوری  
 بھی منہ میں رکھ دی اور انکو چھوڑ دیا۔  
 نواب۔ شخصے باز ذرا شریف مومن کیسے کہہ سکتا ہے  
 مہراج۔ کچھ معلوم ہوئی جاتی ہو تدریث ٹھکانا  
 نازو۔ جلو اتو دھم گیا تھا را۔ اب کیا۔  
 مہراج۔ نازو کے ہاتھ سے پیئے ہیں دھم نہیں جاتا۔  
 مومن نے کہا حضور یا راند اور دل بجانا بھی کیا شوقی کیسے  
 اتنی بڑی بدت (بدعت) کی گئی مگر مہراج ہنس بہترین۔

اگر دوسرا ہندو ہوتا تو میٹھے پر چڑھ بیٹھتا۔ یا نہ ہم کھا کے  
 وہ مر جاتا۔ یہ نہیں رہے ہیں غضب خدا کا میرا جھوٹا اور  
 اٹھین انکو ملانی گئی۔ مگر یا راند۔  
 مہراج بلی کو پرانے لٹے باز تھے مگر شراب پیئے کے  
 عادی نہ تھے۔ نازو نے جو زبردستی ذرا سی ملاری تو پیئے  
 میں آگئے پیئے تو میٹھ نسل کی کا ذکر چھڑا دیا لگے ہاں تباہی  
 کئے۔ کیا کوئی انعام کر لگا جو ہم کرتے ہیں۔ اور  
 کلبے واسطے تم لوگ صفائی کا خیال نہیں رکھتا۔  
 تم لوگ کھرا ب آدمی۔ بلاؤ مترن کو ایک ایک کا  
 جائزہ ہم لینے والا ہے۔  
 مومن۔ حضور چڑھ گئی انکو ذری سنتے جائے خداوند  
 مہراج۔ تم متر ناچم متر کو صاف رکھ گا۔  
 نواب۔ ارے مجھے ہو کمان اس وقت حضور کمان ہیں  
 مہراج۔ کا ہے واسطے پوچھتا ہے  
 تم لوگ کا جالان۔  
 نواب۔ (ہنس کر) یادداشت۔ ارے مجھے  
 کیون جالان کیسے دیتے ہو خواہ خواہ کچھ دوستی کا بھی خیال ہو  
 مہراج۔ اور دل اچھا مومن کا جالان تم سوسر۔  
 مومن۔ حضور ہلکویہ موقع تھی کہ وقت پر حضور سے  
 مدد لی اور آپ اُٹھا اور جالان کیے دیتے ہیں  
 مہراج۔ کا ہے واسطے تم اُٹھا پلٹا بولی بولتا ہو۔  
 رونق۔ کا ہے واسطے بہت کہتے ہیں کوئی بات ہو  
 کا ہے واسطے ضرور کیسے۔  
 مہراج۔ نازو جان ذری سی اور دے دے ہلکے  
 لو کی قسم اک ذرا سی۔ اشک بیل۔  
 نازو۔ اسی میں۔ اب نہیں۔ اب تم سڑی ہو جاؤ گے۔  
 نواب۔ مٹی مہراج بلی۔ یا راند صاحب کیا کہتے ہیں ہو۔

مہراج۔ چپ رہو۔ کاہے واسطے ٹھیک نہیں ہو۔

قرن۔ ایہ تم کیا بک رہے ہو داد۔ ذری سہین تو یہ حال ہو گیا۔ جلومین الو۔

نازو۔ تم آتے کئے کون ہو چپ چپ بیٹھے رہو۔

مہراج۔ چپ رہو کاہے واسطے بکنا ہو تم لوگ۔

قرن۔ سب نہ انکو دینا۔ یہ اپنے آپ میں نہیں ہیں۔

ممن۔ منشی مہراج جلی صاحب بھلا درادر چھ کتنے

ہوتے ہیں ذرا بتائیے تو آپ نوٹے حسابی ہیں۔

مہراج۔ دو اور چھ۔ دو اور چھ بارہ۔ چھ کن چھ۔

چھ دونی بارہ۔ چھتے اٹھارہ۔ چھ چھ چھ چھ۔

چھ چھ تیس۔ چھ چھ تیس۔ چھ تے بیالیس۔

چھ دھام ساٹھ۔

محمد عکرمی اور رونق جنگ مارے نہی کے لوٹ

لوٹ گئے اور مہراج جلی غل جاتے جاتے من کاٹے واسطے

تم لوگ سو لوگ ہتا ہو۔ دانت کھول دیا۔ گدھے کے

سرافق ہم تمھارا چالان بول دیگا۔ مت نہ سو تم لوگ۔

بس ہم بول دیا ہو۔

مہراج جلی کی اس بوکھلاہٹ رقصہ بڑا مگر خرابی

یہ تھی کہ قرن اور نازو اور من اور چھ چھ صاحب سب نے

ممن۔ صفائی کیا چیز ہو۔ صفائی ہو کیا چیز۔

مہراج۔ صفائی کاہے واسطے ہونے نہیں مانگتا۔

ممن۔ صفائی ہو کیا شے صفائی کیا شے ہو۔

مہراج۔ کاہے واسطے ہونے نہیں مانگتا چپ رہو

ممن۔ کتنے لکے صفائی صفائی ہو کون جنور۔

مہراج۔ تم گدھا کیا جانے۔ کاہے واسطے نہیں

مانگتا چالان و سو تمھارا چالان۔

نازو۔ بیٹہ بک کیا رہا ہو کچھ نہ تو نہیں پی کر آیا ہو

ایہ بان آپ ہی آپ بک رہا ہو۔

ممن۔ نہیں نہیں ہم سمجھ گئے۔ یہ آج جو اتنی توہین

دغین تو کوئی لاٹ ضرور آ رہا ہو گا۔

قرن۔ توہین کمان دغین۔ یہ کیا کیا ہو۔

ممن۔ حضور اب ہم نوکری نہ کرینگے بس ہمارا

استغفا اسکی یہ مجال کہ ہم سے کہے کہ من تم بکے کیا ہو

بس استغفا۔

نواب۔ تو کیا ہوا کیا کیا خرابی ہوئی۔

ممن۔ حضور اسکی یہ مجال کہ ہم سے کہے کہ من

بکے کیا ہو۔

اگر خدا خواہ کہ پردہ کس درو

سیلش اندر طعنہ پاگان برد

چھٹن کیا جھکلاتا ہو بے۔ تو اور یہ کلام۔

آپ ہیں کیا اور اس بچاری نے کیا کیا تھا کہ آپ

بگڑ کھڑے ہوئے۔ ایشان خدا۔ ماشا اللہ۔

اختر۔ یہ بھی بگڑتے ہیں کہ چھوٹے دیکرے نیست۔

ممن۔ بات وہ جو بات ہو۔ نہ کہ جو خرافات ہو۔

نواب (ہنس کر) جی اس وقت تو ذہن بڑی

جولانی پر ہو والدہ اور قافیہ بندی خیال کشا ہو دیا ہوا

ممن۔ میان کیا معنی ہم کیا کوئی خواہ مرہا بن۔ بس

نہ سنون خبردار کہہ دیا ہو۔

رونق۔ (تمقہ لگا کر) جی دل لگی نہیں ہو میان میں کیسی

کوئی خواہ مرہا تر کیا ہو۔

ممن۔ شعیب بن خدا والدہ کو خوشے الیسا گوند از گوند ناز

کوئی ہو تو لے۔ وغیرہ میں آم تھا۔ مٹی آمار تے

تھے دس منزل سے انکا گوند نہ مانا تھا۔

مہراج۔ ایسی تھی تمھاری چپ بہو بدول کپڑا ہوا

<p>نارو۔ مہراج بلی پلا میں تو ہم سپن۔ بلا سے۔  <b>مہراج۔</b> حاضر ہوں جان میں نیکی اور بوجھ و بھج سے          وہ رنہ باؤ کش ہوں کہ تو کیا چہ زارہا          قاضی نے نذر دی مجھے بول شراب کی</p>	<p>آرمی بس چپ۔ کا ہے واسطے جھوٹ بولتا ہے۔          مہراج بلی اور محسن دونوں کو چڑھ گئی۔ نارو کو بھی          کیس قدر سرور تھا مگر قرن کو معلوم بھی نہیں ہوئی کہ پی یا          نہیں پی۔</p>
<p><b>نواب۔</b> بھی والد کیا شعر پڑھا ہے جی خوش ہو گیا۔  <b>اختر۔</b> حضور یہ قدر بلکرا می کا شعر ہے          خوب کہتے تھے۔</p>	<p>روشنی جنگ لے گیا بھی اس وقت یہ سب خبر سے          میں میں۔ مگر قرن نے بہت کم پی ہے۔ قرن بولی اچھا          آپ ہم کو پلا میں مگر کوئی ایسی شراب پلا ہے جو سب سے          بڑھ کر ہو۔</p>
<p><b>نواب۔</b> اے سجان اللہ۔ ۶          قاضی نے نذر دی مجھے بول شراب کی</p>	<p>روشنی جنگ سوچنے لگے کسب سے بڑھ کر کوں          شراب ہو ایک شخص نے کہا حضور اکشہ میں۔ دوسرے          بولا خداوند لا شہ صاحب کو گوں کی سیم اور سیم شاپین</p>
<p><b>نواب۔</b> بھی اب تو بھگ بھی زوارا سرور معلوم ہو گیا  <b>اختر۔</b> حضور رنگہ ہوا اور رنگ ہے۔ تھوڑی اور          پیچھے۔ اک ذرا سی کیا مہراج ہے۔ جب پی تو چھاپ پڑا  <b>نواب۔</b> قرن۔ کوجانی کیا مارے ہے۔  <b>قرن۔</b> پیو جی۔ یہ تو بڑی عمدہ شے ہے۔</p>	<p>پہنچی میں۔ روشن جنگ نے من کو حکم دیا کہ جا کے کیا          بول شاپین کی نوروز جی کی دکان سے لاؤ مگر پنے          ہوش میں ہو کہ نہیں ہوسن فوراً کھڑا ہوا خداوند          نشہ کیا نشہ پاہوں کو ہوتا ہے اور اتنی ہی میں بھلا کیا          معلوم ہوتا۔ سلا حول ولا قوت۔ یہ بھی کوئی شراب میں          شراب ہے۔ خداوند یہاں تو یہ حال ہے کہ برائے کا اوجا          مجھے سے لگایا اور بول دن سے زمین پر یہ اور ک کی          شراب کچھ تیر نہیں ہے اور وہ اندر ذرا بھی شکر ہو۔</p>
<p><b>نارو۔</b> اے سجان اللہ۔  <b>محسن۔</b> از بڑے خدا کے لیے کہ واسطے کو صاحب۔  <b>نواب۔</b> کیا یہ وہ کہتا ہے بے۔ ایک لفظ زبان          سے نکل گیا پھر کیا مضائقہ ہے۔  <b>محسن۔</b> نکل گیا تو پھر خوب شد۔  <b>مہراج۔</b> بلی اس قدر پی گئے کہ کہنے لگے۔ اے          ہمارا تم ٹم لاؤ۔ کہ مگر کیا سائیس کا چہ تم ٹم لاؤ۔          کا ہے واسطے لانا نہیں سکتا اور کالے سود کا پچھ۔  <b>روشنی۔</b> خداوند تم حاضر ہو سوار ہو جیے۔  <b>نواب۔</b> حضور کا یہ خدا شکار اچھا آدی نہیں ہے۔  <b>روشنی۔</b> خداوند تم ٹم بھڑکتا ہے۔</p>	<p>کما بھائی روشن جنگ پھر اب تم بھی لوٹے شہد دن          میں داخل ہو جاؤ میان سنائین۔ ۷          از بڑے کے میں حضور ڈرانے سے ڈ گیا          جام شراب لائے بھی ساتی کہ گویا          ساتی ہوا اور دینا ہوا اللہ اور ساتی بھی ہو تو قرن          اور نارو۔ اللہ عزہ ہے۔ ایمان کو چھپر پر رکھ دو۔          قرن ہم تو ذرا سی اور دینے۔ کیا یہ بھی چیز ہے۔</p>





ممن سس جوتے مارنے والے کی لٹی تھی۔

داروغہ نے ممن کو ایک پٹر لگا باور کیا پاجی ممن کا زبان ملاتا ہے۔ تیرا اور ان کیسوں کا کیا مقابلہ ہو اچھی محبت بھول گیا ممن اور داروغہ میں پٹا ڈکی ہونے لگی آخر پٹر داروغہ کو مدد دی۔ رونق جنگ نے جو یہ کیفیت دیکھی تو اپنے سپاہی حسین خان کو بلایا اور کہا ممن کو ڈر کھانا دے وہ پٹھان آدمی۔ اتنی جوشہ پانی تو ممن سے پٹ پٹا اور میں چار چنبیان دین۔

قمرن آدمی۔ اللہ یہ آج ہو کیا رہا ہے۔

ناز و۔ نواب صاحب اب تو ہم جاتے ہیں۔

قمرن۔ ہمارا تو کچھ تک دہل گیا۔

ناز و۔ اب ان لوگوں کو سمجھا دو ذری۔

قمرن۔ باجی بھگ چلو۔ ارے اسی سے کھوٹا کر دیا

ناز و۔ دیکھو پٹھان صاحب نے بھی پی پی ہوئے دیکھ کر

نے پی پی ہوئے۔ جتنے تم نے پی ہوئے۔ غشی مہراج کی پی پی ہوئے۔

مگر کم عزت ان سب میں ہی ممن ہے کہ نواب صاحب سے

لڑنے کا قصد کیا۔

اب بنے کہ ممن شتی من تو حسین خان سے ہار

گیا اور کئی چنبیان کھائیں مگر وہ غلطہ گالیان

دین کہ الامان۔

رونق۔ اب تم جوئے کھاؤ گے نہ کھو ام کہیں کا۔

ممن۔ جوتے کوئی اور کھاتے ہو گئے۔

نواب۔ چہرہ پاجی۔

ممن۔ ذری زبان بھال کے لائیں کرنا کہ یہاں پٹھان

آخر۔ ممن اب اسکے بیٹے میں کہ جوتے پٹھان تم بہ

ممن۔ جوتے پٹھان تمیر کھو کے دفن کر دوں گا۔

مہراج۔ این دھینکا شستی بڑے چرامشود آید۔

اور نواب صاحب کو اور رونق جنگ کو اور بھی زیادہ لطف حاصل ہوتا تھا۔

رونق۔ کیوں صاحب شمس تبریزی غل بھی کسی کو یلو ہے انکا کلام بھی سننے کے قابل ہے۔

مہراج۔ کیوں نہیں یاد ہے۔ ہاے کہتے ہیں ۵

سبھامین دوستوا غزری آمد آہر

پری جہانوں کے افسر کی آمد آہر

یہ شعر سننے ہی سب کے سب ہوش ہو گئے۔ محفل

اکٹ گئی ایک گھنٹہ تک فتوہ ہا۔ مہراج ملی نشینی تھے ہی

تھوڑی دیر کے بعد میان من کو اور بھی جڑ گئی۔ یہ در

زور سے گالیان دینے لگے۔ ہا دہوائی۔ کسی کی کیا

حقیقت ہے کہ ہمارا مقابلہ کس ہم کسی کو کیا سمجھتے

ہیں ہم سے سہانا سو دوانا۔ بس اب دوسرا

بات نہیں۔ قمرن کی کیا اصل حقیقت ہے۔ اسکے بعد

کچھ اور کہنے کو تھے کہ نواب محمد سگری نے ایک پٹر جایا

ممن آگ ہو گیا اور اٹھ کے قصد کیا کہ نواب صاحب

کو جھٹ جائے۔

آخر۔ ہائیں۔ ہائیں۔ اونکھو ام۔

چھٹس۔ خبردار اد پاجی آدمی۔

رونق۔ رونق کیوں بے یہ کی حرکت تھی۔

ممن۔ حرکت کیسی کیا کچھ ذیل میں کیا کیا کھادیا کھا

میں۔ حرکت کیسی یہ میں کیا۔

داروغہ۔ یہ کیا جہاں بھی من۔ ہوش میں ہو۔

ممن۔ تو کیا بکتا ہو بے۔ الگ ہٹ سارے سے۔

داروغہ۔ اب تم بہت بڑھ رہے ہو من۔

ممن۔ ہم کسی شمس کے وہیل ہیں کیا۔

رونق۔ ممن میں دردہ تم جوئے کھاؤ گے۔

نواب کیا کہتے ہو آگے وہاں سے غیرازی کے وہ  
بکے چوٹا شیشی کین۔

مہراج۔ بابا جان میں ان کلمات تھوڑے گنتی ہوتا  
شہاد نشان ما۔

وہ سوچتی ہو والدہ کہ کسی بی بی نہ بیٹے

نواب محمد عسکری صاحب بہادر صولت جنگ کے دربار  
میں دور چل رہا تھا اور زمانہ بھری بھیکاری کی باتیں بڑی  
تھیں کہ حسین علی خدنگار نے کچھ جھک کے نشی بلج ملی  
کے کان میں کہا سنتے ہی ان کی باجھین کھل گئیں اشد سے  
سے کہا اسکو رخصت کر دو اور کہہ دو اچھا۔ دو گون نے  
پوچھنا شروع کیا بھی یہ کیا کانا چوسی ہو ذرا ہم بھی  
سین۔ کوئی بات ایسی نہی ہو کہ جہرہ ارغوانی ہو گیا  
مہراج ملی نے سوچوں پر ماؤ دیتے ہوئے کہا کیوں  
بتائیں۔ آپ کیا کوئی قاضی ہیں کہ کہنے لگے صاحب  
ہو بھی بتا دیجیے کوئی اپنے مشفق کا پیغام کسی سے  
گستاخ نہ ہو کہ تب تو لوگوں کا آخا۔ یہ حضور مشفق کا  
پیغام سنکر اسقدر محظوظ ہوئے یہ کہتے تو بی ناز و جان  
نے کچھ فریاد کی ہوگی یا شاہ بلایا ہو گا۔ بھی کھڑا ہو  
نشی مہراج ملی اکو کر بو لے یا دیکھا ہو۔ کہا ہو تمہارے  
دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہو۔

مسخرے نے کہا حضور ہو یقین نہیں آتا نواب صاحب  
نے حسین ملی کو بلوایا اور پوچھا تم نے اسوقت اسے کائن  
میں جھک کے کہا کہا تھا۔ پہلے تو حسین علی نے بتانے  
سے انکار کیا خداوند کسی کا بھید نہ کھنا چاہیے۔ سب کو  
خود مہراج ملی ہی نے اصرار کیا تو اس نے کہا حضور  
آدی آیا تھا کہ وہ جو مہتر بھیجے کو کہ گئے تھے دیکھو  
نہ بھیجا۔ اسپر شہر اقمہ پڑا اور مہراج ملی جلے سے باہر

اور حسین علی کو جھکے حاضرین درباروں نے لگے اور مہراج ملی  
کی دھشت اور بوکھلاہٹ دیکھ کر اور بھی سی آتی ہوئی  
نے جھک کر پہلے تو حسین علی کو دو چار سائین۔ اس کے بعد  
نواب صاحب کی لے دے کی کہا کہ ایسے چیر چڑھی نوکر  
رکھے ہیں۔

مسخرہ۔ حضور تو اب بچے جھار کے رٹنے لگے۔

مہراج۔ چپ رہو یہ مسخرہ کا ہو واسطے کہنا ہو۔

مسخرہ۔ خداوند یہ بنائی کا ٹوکہ اٹھانا تھا حضور کو۔

مہراج۔ نواب اب یہ بڑھ چلے۔ ہاں!!!

مسخرہ۔ خداوند آپ سردار متزین ہمارے ہماری  
اور آپ کی کیا برابری۔

مہراج بہت سے کئے ایسے بکا کرتے ہیں۔

مسخرہ۔ آپ بھی زسے لٹندی رہے۔ بکا نہیں ہو گا

کیسے کہتے ہم آپ ہیں۔ کہتے ہو کہ میں۔ ہوتا

نہیں آتا بس جائے بھی۔

نواب صاحب نے کہا بھی اب تحقیقات اتنی ہو کر ناز  
نے انکو بلوایا ہو۔ باہر کی فرمائش کی ہو۔

مسخرہ۔ حضور یہ غلام نے جا کے حسین علی کو سکھا دیا  
تھا کہ کتنا مہتر کو بیج دیجیے۔

مہراج ملی خوش گئے نے اعلان مسخرہ۔ میں دل پر کی تلخا

کہ پہلے تو مجھ سے کہا کہ ناز نہ بلایا ہو کہما ہو آج حضور میں

اور اب کتنا ہو کہ مہتر کو بلوایا ہو۔ یہ کیا۔ اب معلوم ہو گا

یہ ان مسخرہ اور وہ کی کار سازی تھی۔ اچھا پھر توجہ دے اسنے

کہا حضور یہ نہ سکھاتا تو دیکھتی سنٹی لنگی کی کمان سے ہوتی

مہراج ملی بو لے بجا ہو تو نفل محفل ہی ہو کہ مہتر کیا ہو

تیر مذاق کے لیے سی نشانہ تجویرا ہو۔ اشارہ امد۔

مسخرہ۔ مگر امدانہ ہی کیا مہراج پابا ہو مہراج ملی نے

تعریف کرنا فضول ہو۔

نواب - واہ پیداکمان ہوتے ہیں ایسے لوگ یہ اپنا مثل نہیں رکھتے۔

مسخرہ - حضور پیدائو تے ہیں مگر جو غیرت دار ہوتے ہیں وہ جلد بخیر خالی کر دیتے ہیں۔

مہراج - (گھونسا دکھا کر) والدیچ کتا ہوں کچر ہاتھ سے ہونگے ایک دن۔

مسخرہ - حضور ہمارے ہنر حضور کو اختیار ہو۔

نواب - بھئی اب تو سارے ملک ہونگے متردن کے اور خاکروہوں کے سردار ہونگے تم

مسخرہ - اچھ حضور بھلا خاکروب کیا خاک نکا رہ جانتے ہونگے محض جھوٹ - نلو۔

نواب - کیا نواب واہ صاحب واہ اچھا فقرہ ہوا۔

مسخرہ - (اکڑا کر) جو کونگا حضور ایسی ہی کہو نگا۔

مہراج - اے اب رات زیادہ آئی - خدا حافظ۔

نواب صاحب نے مسکرا کر کہا ہاں بھائی پیغام آیا ہے

بیٹا بی کیوں نہو - اور روزاٹھے کا نام نہیں لیتے تھے۔

دھئی دے کے بیٹے تھے آج ابھی سے جاؤں جاؤں

یکار رہے ہیں بہت اچھا خدا حافظ - کل ملاقات

ہوئی - مہراج بی بی جان کیکر خست ہوئے تو مسخرہ

بھی اٹکے ساتھ بولیا آغون نے راستے میں کہا۔

یار بیوی ہماری ذرا علیل ہیں - اور نازو کے

پاس جانا فرض ہے - کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ کس

مرے نہ لائھی ٹوٹے - بیوی بھی ناراض نہوں

اور نازو سے بھی ملاقات ہو - مسخرے نے کہا

وہ تدبیر بتاؤں کہ کبھی پٹ ہی نہ پڑے تو پڑی

دیر سوچ کر کہا۔

مسخرہ - بھئی کیا تدبیر سوچی ہو والدہ نہ کہو گے بار۔

مہراج - کیا بھئی کیا آگیا کچر ذہن اقدس میں۔

مسخرہ - حضور وہ سوچی ہو والدہ کہ پٹ پڑی نہ

مہراج - بھئی بیان پٹ میں جو ہے جھوٹے ہونے

کہ ڈالو - ذرا کہ ڈالو۔

مسخرہ - آگے زور دے مقدسہ کاس شریف کیا ہو۔

مہراج - ہماری بیوی کاس - اے

ہم سے جوتی ہیں۔

راوی - مسخرہ اس فقرے پر انکو بہت شامتا

مگر وہ نہ کوئی داد دینے والا تھا دل ہی میں ہنسنے

خاموش ہو رہا۔

مسخرہ - سدا آپ سے جھوٹی ہیں - مانا مگر آخر کیا سن ہوگا

مہراج - یہی چالیس کے بیٹے میں بسیل در کیا۔

مسخرہ - چالیس کے بیٹے میں - تو اوجھڑ ہیں۔

مہراج - کاٹھی بہت اچھی پائی ہو مگر وایک وز

سے بخار آتا ہو - ذرا علیل ہیں۔

مسخرہ - اچھا اور شکل و صورت کیسی ہو۔

مہراج - گوری چچی ہیں - گول چہرہ - بال جیسے

کالا بھونڈا کر تلی تیشی آنکھیں لیکن ساقن کو دیکھا تھا

مسخرہ - ہاں ہاں - ابھی کل کی تو بات ہو۔

مہراج - بس بھینہ کن ساقن کی سی ہیں - کن کو

چھلے اور آنکھ دکھائے اور آنکھ چھلے اور کن کو دکھائے

راوی - حضرت ناظرین اب بتائیے بیٹے میں ہو سکتی۔

بس سادہ دھڑی کا فائدہ کر دیا بیوی کا کل حال یہ دیکھو

سر باکس راحت کے ساتھ تیار ہے ہیں جیسے کی کی تندی

بال کیسے سرور ہو جائے اور وہ تھانے پر بیٹھ گھسے

کہ بیوی بھیسے چھوٹی ہیں۔ دوسرا لطیفہ یہ ہوا کہ کمرن ساقی  
کی شکل اور ہونہوں میں وہ اندھ عجیب آدمی ہیں لا حول  
ولا توفہ۔

مسخرہ۔ اب ایک بات اور دریافت کرنا باقی ہے۔  
مہراج۔ ارے یا رکمان تو تدبیر بتاتے تھے کمان با  
بیوی کا حلیہ دریافت کرتے ہو۔

مسخرہ۔ حضرت بڑے جلد باز آدمی ہیں آپ اللہ  
مہراج۔ اب تم ہی سوچو کہ معشوق بلوائے اور ہم  
نہ جانیں تو کیسی محبوب بات ہے۔ یہ کہ نہیں۔

مسخرہ۔ بیشک۔ مگر جائیے طور پر کھیت جائیے۔  
مہراج۔ ناز دے تو یہ کہنے شہ ہے کہ جو روکے  
خون کے مارے نہیں آسکے پھر کیا کریں۔

مسخرہ۔ ایک تدبیر سوچی ہے۔ پہلے یہ بتائیے  
کہ اکی بیوی نیک ہاں ساہن کہ نہیں۔

مہراج۔ اُنکی نیکی کا کیا کتنا کیا شک بھی ہے۔  
مسخرہ۔ اچھا تو سن تو اُنکا ادھیڑ ہے۔ ایک بات

یہ خوف نہیں کہ تیرہ جوہ برس کی سن والی ہیں نہیں  
کہ جوانی چھٹی پڑتی ہو اور نیک بھی ہیں تیرہ برسے

کمرن ساقی کی سی پھر اب انکی جانب سے آپ کو  
بڑر ہنا چاہیے۔ تدبیر یہ سوچا ہوں کہ سگر

ایک بات اور شرط ہے۔ اب اس وقت جو دروازہ  
کھلا دے گا تو کون کھولے گا۔

مہراج۔ مہری۔ مگر جوان عورت جو دروازہ کھولے  
بھاگ جائیگی۔ اور ہم دروازہ بند کر دینگے اور جاکے

سورہ پینگے۔ بس۔  
مسخرہ۔ نیچے سوتے ہو کہ جھپٹا ہے۔

مہراج۔ کوٹھے پر زینہ رکھنا سانسے ہر کھٹ کھٹ

چڑھ گئے اور بائیں ہاتھ کو راوی ٹی ہے۔ وہاں پلنگ  
بچھا ہو گئے اور سو رہے ہیں۔

مسخرہ۔ اچھا تو پھر تمہاری بیوی تو نہ آئیگی وہاں۔  
مہراج۔ نہیں اگر ہم بلائیں تو شاید آجائیں۔

مسخرہ۔ کیونکر بلائے ہو کیا لیکے پکارتے ہو۔  
مہراج۔ مہری سے کہہ دیتے ہیں ذرا بھجھو۔

مسخرہ۔ اب بھائی صاحب تدبیر یہ ہے کہ آپ تو دروازے  
پکارتے آپ کی آواز مہری بھی پہچان لگی۔ اور بیوی بھی

انہری رات۔ اور آواز نہ کیجئے اور بلے ہو جیسے۔ مہری  
گندہ کھول کے بھاگ جائیگی بندہ راوی میں دبا کے

پڑ رہیگا۔ اور تڑکے گورم نکل کے دفو چرہ جانیگا۔  
سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ کیوں کیسی تدبیر ہو۔ وہ

تدبیر سوچی ہے کہ کبھی پٹا ہی نہ پڑے۔  
مہراج۔ بی سادہ لوح دشمن قتل تو تھے ہی۔ مسخرے

کی پیچھے طنزک دی بھی کیا سمجھی ہے۔ ماننا ہوں استاد  
بس تم راوی میں جا کر پڑ رہنا۔ اور تڑکے جب سب

سوتے ہو گئے تو جگے سے جھپٹ ہونا۔  
مسخرے نے اُسے اتفاق کر لیا کہ ایسا ہی ہوگا۔

باقی رہا یہ امر کہ اکی بیوی صاحب شریف کھتی ہیں پھر بارش  
ہسکو کیا ہم انکو بلائیں ہی گئے نہیں اور بلا کے کیا اپنا

غصہ کیا مینے۔ وہ فعل چاہی تھی تو ہر دم دھر لے  
جائینگے۔

مہراج۔ کوہار تھی شفیع ہو گئی کہ کج کتابی بچارہ اول  
تو شریف بھلے مانس آدمی۔ دوسرے کیا اپنا غصہ

کرا لینگا اس صلاح پر راضی ہو گئے اور صرف راضی  
نہیں ہے بلکہ مسخرے کا شکریہ بھی ادا کیا۔ اب

راستے میں جہانگیر کی خوشامد بھی ہوتی جاتی ہے کہ تم

ہمارے دلی دوست ہو اور ہمارے یار ہو۔ اور ہم کو  
آج سے کچھ طلب بھی دیا کرینگے اور تم کو خوش  
کر دینگے۔

مسخرہ۔ آپکی بیوی انیم تو نہیں کھاتی ہیں۔  
مہراج۔ جی نہیں انیم کیسی۔ چاند و تک  
تو جیتی نہیں۔

راوی۔ ماشاء اللہ کتنا موزوں جواب دیا ہو کہ انیم  
کیا معنی چاند و تک نہیں بنیں۔ جیسے کوئی شخص بوجھ  
کہ آپ شراب پیتے ہیں۔ اس کے جواب میں کہا جائے  
کہ شراب کیسی ہم ولایتی پاتی تک تو پیتے نہیں۔

مسخرہ۔ چاند و تک نہیں بنیں! یہ کیسے تمسک ہو۔  
مہراج۔ بھئی چوری مجھے پتی ہوں تو میں جانتا  
مگر میرے سامنے تو کبھی نہیں بیا۔

راوی۔ یہ لطیفہ اور بھی بڑھ کر لطیفیت داری کے  
بھی معنی ہیں کہ ایک سے ایک بڑھ کر لطیف ہو۔  
مسخرہ۔ کیا تڑکے گروم اٹھی ہیں۔

مہراج۔ ہاں کوئی چھ سارے چھ بچے تک۔  
مسخرہ۔ اُنکے پاس رات کو کوئی سوتا بھی ہو۔  
مہراج۔ کیا۔ یہ کیا بات۔ اس کے معنی کیا۔

مسخرہ۔ کیوں اسمیں آپ کو ترو کیا ہوا۔  
مہراج۔ اسمیں کوئی ترو کی بات نہیں۔  
درست آپکی بیوی کے ساتھ رات کو کوئی ترو ہو۔

مسخرہ۔ میری لڑکی میرا نواسا۔  
کیوں کیا عجیب ہو۔  
مہراج۔ اور اس بات ہم اور کچھ سمجھا تھا۔

مسخرہ۔ اور آپ کیا سمجھے تھے کہ میں پوچھتا ہوں کہ  
کہ نواب رونجی جنگیاء محمد عسکری کی نسبت بہت کتا ہوں۔

مہراج۔ ہاں ہاں میں سمجھ گیا مگر۔  
راوی۔ اپنا سر مجھے۔ دریا ہوتا تو گھبراتا سید  
بک کیا رہے ہیں۔ دنیا بھر کی باتیں لکھ کر ٹھنڈا کیا کہ  
(بات کتا ہوں) اور یہ اسی میں خوش۔

اب سینے کہ منشی مہراج علی کا مکان قریب آیا تو انھوں نے  
میں نے مسخرے کو توڑی دور سے دکھایا اور دروازے پر  
بیجا کر کہا دیکھو یہ ادھر سے زینہ پر اور یہ ہمارے راونے  
پر۔ بس اسی میں پلنگ بچھا ہوا ہے۔ وہیں جا کے  
سو ہو۔ مگر گروم اٹھنا یہ لکھ کر آپ نے دروازہ محمد علیا  
کو ہر کہا ہم کسی عورت نے دروازہ کھولا اور فوراً  
کوٹھے پر چلی گئی۔ مسخرے نے جا کر دروازہ اندر سے بند  
کر لیا۔

مسخرہ اللہ میان خدا گلخیز کو تو بیان چھوڑ آئے  
انکو وہ تدبیر سبھی تھی کہ کسی حالت میں پٹ ہی نہ پڑے  
اب مہراج علی صاحب فی نازدہان کے مکان کی  
طرف خوش خوش جانے لگے۔ بہت ہی بٹاش کر۔

چون خوش بود کہ برآمد یک کز ترو دگار

ادھر ناز و جلال سے طینگے۔ ادھر بیوی سے کبھی  
کوٹ پٹ نہوگی لڑھکتے پڑھکتے خدا خدا کر کے  
چنکی چورو کے مکان پر پہنچے۔ پہلے آہستہ سے  
پکارا پھر دروازے کو تھپکی دی۔ پھر کھڑکی  
ہلائی۔ کوئی ہو۔ ارے کوئی ہو۔ دروازہ کھولو  
ایک بج گیا کوئی جواب ہی نہیں دیتا سا غولہ روٹنے کے  
وقت آواز آئی (ارے بھئی کوں ہی) انھوں نے کہا کوئی  
کھڑکی کھولے۔ مائے کھڑکی کھولی پوچھا ناز میں رہا ہے  
اسکا کچھ جواب نہ دیا اور ناز کی جار پانی کے پائوں پر کھجایا  
کہا بیوی وہ منشی جی آئے ہیں مہراج علی نام پر۔ کیا نام پر۔

ناز و انگڑائی لیتی ہوئی اٹھی۔ کون ہر۔ کہا ہوی وہ جو  
اس دن ہر دن پر کھینچا (خفا) ہوئے تھے۔ مہراج بی نام  
ہو۔ کیا نام ہو۔

نازو۔ دھیر لیٹ کی موادر گور۔ نیند اچٹ گئی۔  
ماما۔ تو کیا کند دن۔ وہ بڑی دیر کے کھڑے ہیں۔  
نازو۔ کند و سیدان کوئی نہیں۔ آج۔ اور اتنی رات  
گئے نہ آیا کون۔ یہی کند۔

ماما۔ بھور آج تو بیان کوئی نہیں ہو اور اتنی رات گئے  
نہ آیا کیجیہ بدنامی ہوگی۔

مہراج۔ ابا جی بھکو تو نیناز و نیند بجا رہا تھا۔  
ماما۔ آئین بیان مرشام سے تو گئی ہیں۔  
مہراج۔ ادھم ہو تو فہی ہیں۔ لاجل ولاقوہ۔  
ماما۔ اور آدمی کون کیا تھا آپ کے پاس۔  
مہراج بی سمجھ گئے کہ یاد گوگون نے چک دیا اور  
حسین علی کو سکھا دیا کہ کتنا ناز و نیند بلایا ہو مگر شے کہ  
بعد از جنگ یا و آید بر کھنود یا بد زو۔

مہراج بی بچارے کرتے پڑتے انسان و خیر ان بیان  
سے چلے مگر ایک تو یوں ہی تھکے ہوئے تھے۔  
دوسرے اس مایوسی نے انکو اور بھی پریشان اور خستہ  
کر دیا تھا۔ راہ چلنا دو بھر چو گیا اسٹے غصہ کے انکی  
حالت دگر گون ہوئی کہ ناگفتہ بہ۔ خواب صاحب اور  
آنکے دفعا کھد ہا ہا بیان دیجے اور چپکے چپکے کو تے  
چلتے ہیں۔

کاشٹل۔ کون کون کون آتا ہو۔  
مہراج۔ ہم ہن مہراج بی صاحب۔

بھکر کو دور آگے بڑھے اور کاشٹل نے لگا لگا کون  
کون جاتا ہو ہم ہن مہراج بی صاحب۔ کون مہراج بی

کہا۔ کون مہراج بی کیا سچی۔ اسے کہا ٹھہر جاؤ کمان سے  
آئے ہو۔ اس وقت دو بجے رات کو بیان کام ہی کیا ہو۔  
تقریب آٹے لالیٹن سے جو دیکھا تو کمان بنگلی۔ اس وقت  
کمان نشی جی۔ مہراج بی اب کس کس سے بتائیں کہ کمان  
سے آئے ہیں۔ اور کیا کام تھا۔ سخت پریشانی میں گرفتار  
اپنی زندگی سے بزار۔ یہ کہتے چلے آئے تھے کہ خدا ان کو  
سے سمجھے کہ جنھوں نے دھوکا دیا ہو۔ اور حریفہ مذمت  
اور صدمہ کہ ناند سے ملاقات نہوئی اور دھوکہ چھلا  
کوناب صاحب اور انکے رفقاء نے کیا دھوکا دیا۔

وے کے جل لیگیا تصویر مہراجادی پور  
برن دالے پر پڑے اس نگوار درگور

منوہم نسرین بی قمر دو گھڑی دن رہے  
سے خوب کھرا کر دہر سہفت آرائین سے مزین ہو کھڑائی  
بر اٹھلا رہی تھیں بڑھی مغلائی جو با صدف پیر نہ سالی  
انہی تک مسانی تھی۔ ان کو تباہی تھی کہ دیکھیے حضور وہ  
موتی محل کی عمارت کا برج نظر آتا ہو وہ سامنے ناک کی  
سیدہ پرور یا لہر آتا ہو وہ مارکین کی کوٹھی کا مینار ہو  
وہ ماوتشاہ باغ کی دیوار ہو۔ وہ بڑا امام باڑہ ہو۔ وہ  
عہد شاہی کا پلانا اٹھلا ہو حضور شہر کی ہر گلی اس  
زمانے میں بہشت کو شرفاتی تھی۔ نیم سحری سیدی حبیب  
سے آتی تھی۔ اور رکار فیہ راع تو سچ مع پریشان تھا کہ  
کیا سامان تھا حضور دو گھڑی دن رہے ہزار بار چو پڑا  
چناؤ کہ کے گردن پر کھڑی تھی تھیں کہ جان پناہ کی سوار  
نیل بادشاہی دھرے گزرتے تو نظارہ بازی اور سحر طرائف  
ہو جو دھرے کبھی نکل گئی۔ وازین آئے لیکن جانا عالم ہم بھی  
آئین سلطان عالم ہم بھی آئین کوئی میکا چٹ چالاک

نیکمیں لڑانے لگی کوئی جہان نہاد کو دیکھ کر فرط محبت سے مسکرانے لگی۔ پھر یہ سیکر ایک نئی ہی ادا تھی لڑ رہا اور داستان دلربا بھی کسی نے سواری کے قریب ہی تھی ذرا منہ پھر لیا کسی نے چاک کر ادا تھا طہیڑ دیا اور جب جاننا کم گھنٹا بیکے تھوڑے میں جھپٹے تھے اور وہ پرانے انگو اور صراہہ دھونڈھتی پھرتی تھیں تو (آہ سر بھر کے) ہاے وہ دن اب کہاں ۶۔

جان عالم کو دھونڈھتی تھی

ہاے اور جس خوش نصیب کو مین تھانے وہ جانے میں ملنے لگیں سکی رتی بلند ہو گئی۔ ہاتھ بانی ہونے لگی۔ ایک لنگا بھی ہوا تھی۔ وہ ایک موجودی۔ مگر ادھر کے سچو اڑدن کو اندھانے کیا سوچی کہ لنگا کی اٹی کو بھی سمار کر کے ایک بد قرار مکان وہاں ہوا رہے من حیدر جن نوین وہاں پیلے ہوتے تھے کیا عرض کر دن کہ کیا رنگ اور کیا عالم تھا پرستان کی فصل حقیقت کیا ہے۔ اور تو یہاں پرستان تو یہ تھا اندکا اڑا کر دیا تھا۔ ہر جہاں ملک پر حضور رنجی تو ہیں ملی تھی تھیں در حیدون کا رسالہ اور اختری ملین اور قندھار یون کار سادین کیا عرض کر دن۔ کیا کوئی شہر سکی ملکا تھا۔ اس نے میں ای تو بہا ب گونٹلیا ہے۔ مگر وہی ہے کہ ہاں لیگتا تو لگا ناک لنگا ستارے جو رک جیتے تھے قیصر باغ میں بہت سمجھ لیجے کہ قبل تھیں ہو گئے کچ اور محلے اور کڑے ہا کر جو ایک فہم آیا برس کی خاصیت تھی پارس کی۔ میں کیا عرض کر دن وہ ادوی نہا تھا۔ آج بھی میں کہتے دوتے ہیں جب کبھی دربار دار کے لیے کچھ ملکہ اڑا گئے تو دراجہاں ہل ہو گئی۔ اور وہ بھی کیا۔ آج کیا دھما چوک چاکر تھی آج ایک پوری ملین کی ملین تو ان دھونڈھتی ہی کی

تھی۔ ذرا خوش ہوئے اور دولہ کا خطاب دیدیا۔ اب وہاں کہاں۔ اخروس۔

قرن ہنسنے اٹھ صدفان (دھم) قیصر باغ دیکھا ہے۔ مغلائی۔ اس سرکار بھلا آپ کہاں سے دیکھ سکیں۔ اول تو ابھی کوئی بہت ہو بہت ہر شاہد سولہ برس کا سن ہو۔ دوسرے ہر نہ پر تو ما زمین کستا تھا۔ مگر ایک بات، اور جان کٹی ہو تو عرض کر دیں اگر کسی بادشاہ دوزیر کی تنگہ اس نامے میں حضور سر رتی تو شک آپ بھی کسی محل کے نام سے مشور ہو جائیں مہمن کی آنکھوں میں خاک وہ شکل صورت باقی ہو حضور نے۔

قرن۔ ای۔ میری تعریفیں ہو رہی ہیں۔ ادنیٰ۔ مغلائی۔ کیا آپ اس قابل نہیں ہیں۔ واہ چندے آفتاب چندے مہتاب۔

قرن۔ تمکو محبت سے معلوم ہوتا ہے۔ ہم ہیں کیا۔ اتنے میں آواز آئی (ملائی کی برن) (ملائی کی برن کے) قرن تو خدا ہی سے دعا کرتی تھیں کہ اس نیکن گھبر کی کی صورت دیکھیں مغلائی کو کہانے سے ملا اور تھے ہونچیں اور اسی مقام پر کڑی ہو کر برن ملے کو دیکھ کر تنکوں نے لیکن ساج بھی شہر کی لالگنار رنگ مو انکھ لگا ڈانٹ گئے تھے گدھی کی دکان پر بیٹھ کر ملے کا مصالحہ کا تیل بھی بالوین دن والا تھانے دار کو ملی بھی سر پر تھی لاندانی کی۔ آکا ڈاکو بٹان چھوٹے تھے کا غلی جڑ لگی یادیں میں تھا بھٹنا بھی چست کرے کیا کچھ در بھی لپٹا ہوا۔

برن۔ واللہ بھک کر سلام کیا، بخور۔ قرن۔ اس سچے موئے نواہ ہوئے ہوئے بول۔ برن۔ والا بہت کوب (خوب) آج کی بہت نکھائی۔ قرن۔ آواز سنتے ہی میں روڑی آئی۔

برفت والا۔ ہاں جو رکھو مجھ سے ہر نام بھی ملے گی  
یہو کے ہیں کھداوند (خداوند)

قرن۔ کیا اب۔ اور سنو ایڑی چوٹی صدمتہ کو دن۔  
اب یہ گھنٹہ ہو گیا کہ ہلو اس موسے نا چیز سے محبت  
ہو۔ جلے گرا حیا میں منہ دھوا۔

برفت والا۔ ای جو رکھو (مصور) آدمی ہی سے آدمی  
محبت کرتا ہو۔ اصر جیتا رکھے۔

قرن۔ تو تو۔ آدمی ہو۔ ۶۔

جیسے دھوٹا لگوڑا نو بیت کا

برفت والا۔ اچھا تو جو کچھ چوٹا کیسا کرتا ہو۔  
قرن۔ جو کرتا ہو وہ برستا نہیں۔

برفت والا۔ سرکار کو کلبھیاں، دونوں کھڑا خالی  
کڑا دیکھ کھدا (خدا) جو رکھو سلاست رکھے۔

قرن۔ اچھا دے جاہری دیکھو ایک برفت والا  
ہو اس سے قلیفیان لے دوسرے

مہری جو دروازے کے قریب گئی اور برفت والا کو  
سر سے ہاتھوں تک دیکھا تو آہستہ سے قرن سے کہا۔

سرکار یہ برفت والا کہا ہے کہ یہ تو کوئی۔ ذری  
آڑ سے دیکھئے تو کیا صورت پائی ہو۔

قرن نے کہا ہاں ہاں برسوں ہم دیکھ چکے ہیں  
وہ دوسری مہری ساتھ تھی۔ کہیں ہو کیا۔ ہاں ذرا

نوٹا ہو ابھی۔  
مہری بولی سرکار کب کرتی ہو۔ یہ کس سر

دروازے کے پاس سے کہا او نوٹہ سے برفت کی  
کلیفیان نکال آئے کہ ابست کو ب مہری صاحب

گھر سرکار تو گھڑا کا گھڑا لینے کو فرماتی ہیں۔  
حکم ہوا ہاں ہاں سب کھا۔ ٹینگے ملے گی دکانا

اوپر سے نہیں اتریں۔ برفت والا لے کا آدمی گھڑا  
کی طرف سے دیکھا تو اوپر قرن کی اسی قریب ہلا کر

کہا۔ میں صدمتہ اپنی تصویر تو ترسوا کے ہمیں دے دے  
کسی تجھے مصور سے اترانا۔ دام ہم دینگے۔ اسنے کہا

ہو جو اپنی تصویر تو مجھے دین تجھ سے تصویر نکال کر  
دیدیں اسنے کہا اب میں جاؤ لگا کوئی دیکھ نہ لے سکے

سورج کو قرن نے تصویر واپس لی اور اسکو نصرت کیا  
خوڑی دیر میں چاندی نا سے ایک عورت آئی دکانا

کے پاس آئی اور کان میں کچھ کہا۔ دکانا نے قرن سے  
پوچھا۔ اس میں کیا تم اتنی سادی بھینکے کہ اپنی تصویر

اس موسے بے ایمان نہ کھٹکھٹ کر دے دی۔ قرن  
نے کہا نہیں نہیں دے دینے کو تو میں نے دے دی

تھی مگر کچھ بے لی۔ یہ لکھ رہم دھم کرتی ہوئی دھم  
زینے سے بچنے کے کمر میں گئی تو کیا دیکھتی ہو کہ

دروازہ کھلا ہوا اور تصویر تھان رکھی تھی وہاں سے  
غائب معلوم ہوا کہ دروازے کی کدھی ٹھٹھیلی ہو اور

لوہے کی سلاخوں کی راہ سے تصویر لیے چل دیا۔  
اوپر جا کر انھوں نے بدھو اسی کے ساتھ کہا میں وہ تو

حل دے گیا مٹا کیا جانے کس کس کو دکھا گیا۔  
دکانا۔ وہ کہتا پھر تا ہو کہ اگر سیک صاحب دس ہزار

دھنار۔ رو پیو دین تو کھیریت (خیریت) ہر سینہ تو ہم  
نہا صاحب کو دکھا دینگے اور جو مین آئینا کھینکے

قرن۔ اب میں کسے آگے جا کے دکھا دوں مغلانی  
سے فوضر ہی کوئی۔ بی مغلانی۔

مغلانی۔ حاضر ہوئی حضور کیا حکم  
ہوتا ہے۔

قرن نے گھبراہٹ کے ساتھ کیفیت بیان کی اور بڑا



خوف یہ تھا کہ اگر قادر یا محلہ دالوں کے ہاتھ تصویر  
پر جائیگی تو غضب ہی ہو جائیگا اور پھر قادر فوراً فوج لایا  
میں نالش جڑ دلیگا ذرا اینٹیں رک لگا کہ ذرا رُک کے اور یہ  
عیش اور چین سب جاتا رہیگا۔ اور کیا کرایا خاک  
میں بلجائے گا۔

مغلانی۔ اس برت والے کی عمر کیا ہوگی یکم حساب  
قمرن۔ اس کی ہمارا آتا ہر سو گاہ سولہ سو برس کا۔  
مغلانی۔ اور شکل صورت کسی ہے۔ کالا ہر گوراج۔  
قمرن۔ نہیں سافلا سولہ ہر گاہ بہت نکلیں ہر  
مغلانی۔ تو اب بڑا خیال یہ ہے کہ نوگ ہاندھو ہاتھ  
قمرن۔ امد کے میرا وہاں پرے نگوڑے پر میرا  
تو بڑا بیری لکلا اب میں کیا کروں لوگو۔  
مغلانی۔ بڑی بیڑھ ہوئی۔ مگر گلہائے نہیں  
میں سوچوں۔ آپ خاطر جمع رکھیں۔  
قمرن۔ کوئی آتا ہے اب کسی اور کے سامنے کانا ہو  
نکنا چین اور لوگ بھی تاڑ جائیں۔

استغنی من مری آئی تو مغلانی ہٹ گئی۔ اور مری  
سے کہا دیکھو نیچے تہ خانے کے پاس کوڑے کا ڈھیر لگا ہوا  
ہر اسکو صاف کراؤ جا کے آدھ قمرن اور انکی منہ  
بولی ہیں اور جاندنی میں یوں باتیں ہونے لگیں۔  
قمرن نے کہا میں اٹھ دے گیا دانا۔ ہوا چلتا  
کس طرح ہر نکلے کی طرح بل کھانا ہوا۔ خدا سمجھے  
موندی کاٹے سے۔

دگانا۔ ہتھے تو پہلے ہی دن کدیا تھا میں تم سمجھیں  
جلو ہے سے کتنی میں تمہنے ہمارا کتنا مانا۔

قمرن۔ اور تو ہم یہ اس سے کہ تم شکوندہ سے کہانتے  
تھے اور سوتیا ڈاڑھ سا دھلا پا یہ سب تمہارا خیال ہی خیال کر

دگانا۔ منے کیا بھل پایا تھا میں تو تم باتیں۔  
قمرن۔ اسکی بڑی برت کو آگ لگے امد کرے کیا جا  
کس کس کو دکھا تا پھر لگا۔

دگانا۔ (کان میں) کچھ آگ اچھا بھی سوتی ہو کہ ہو گیا  
ہر کسے چین سے نکلی جاؤ گی۔ یہ چین ہر کوئی کو نصیب  
ہو سکتے ہیں بھلا۔ مگر ایک کام کرو۔ بہت گھبراہٹ ہو  
دل ہی دل میں رکھو کاہنے سے زمانہ بہت بڑا جاتا ہے  
بہت بڑا وقت آگاہ ہے۔ یہی جو نوک چاکر ہیں اگر انہر  
بات کھل جائی تو یہی دبا کے کچھ لے مرینے ہیں۔ ہو  
کس خیال میں تم۔ ذرا ہنسو بلو جو چین اپنا بات  
یہ بھولے۔

قمرن۔ کیا ہنسو لوں میں۔ دل تو رو رہا ہے۔ ار  
بی مغلانی بیان آؤ تمہیں کچھ کانا دانا بھی آتا ہے۔  
کچھ کاؤ کہ دو گھڑی دل ہی پہلے  
مغلانی۔ حضور نے تالی بے سنی کر حکم جاتا ہوں میں۔

جان کنٹھیں نہیں کہتے ہوا ہوا  
مجھ لکھ کو خلع نہ دیتا سنا ہوا  
اس طرح بھولے مجھے باوٹھاری درزا  
شکر ہے نہیں سو جان بے آئی درزا

لاکھ بیرون پر شرف کھتی ہر کسیتی سچ ہوں  
آپ کے بوسے کی ہر ایک کساری درزا

قمرن۔ یہ درزا کون تھے بی مغلانی (ہنس کر)  
مغلانی۔ سرکار تو دل لگی کرتی ہیں مجھ بڑی سے۔  
قمرن۔ سڈھیں پس معلوم ہوا کسی مزار پر دل آیا تھا۔  
مغلانی۔ چھوڑا میں تو سب کا دل آتا ہو کوئی یہی ہی  
میری ہٹکی ہو تو نیوگ پار سا بنی رہے۔

قمرن۔ کسی تو ہمارے دل کی امد جاتا ہے۔

دگانا۔ تم کیا کر رہا تھی متانی ہو۔ ایک ہی پس کی گئی ہو  
کاٹے کا منتر نہیں کیا جانے لگتے ہی گھر کاٹے ہو گئے۔

مغلانی۔ یہ تو عورت کے لیے فخر ہو حضور۔

راوی۔ ماشاء اللہ بیگ صاحب کو خوب راہ پر لارہی ہو۔  
قرن بھی اس درجے کو تو بونچ کیسے اور بھی دیکھیں کیا جانے  
کیا کیا ہو بیگ۔ جب ایسے لوگ پڑھانے والے اور ہسکا  
والے جمع ہوں تو کس طرح سے عورت نہ مگر جائے۔

بلی قرن سو متی تھیں کہ یا امدین کیا کردن اور  
درود لکھون تو کس سے کون۔ اس موے بون فلک  
سے خدا سمجھے۔ بڑا نٹ کھٹ۔ ایکس ہی کیا نیان زلمنا  
کیا جا لے دیکے تصویر لگیا امد اس سے سمجھے اور اس پر جا  
صبر طے سمجھے یہ ہو کیا گیا کہ چمکے کھائی۔ اور ایسا چمکے  
ہم سمجھتے سمجھتے کہ تصویر تو ہنسنے والی ہے ہی تو اب  
کابے کا ڈر ہے مگر بغلی یہ ہوئی کہ دوسے کے سچوں کا  
خیال نہیں رہا بس اُسے ہاتھ ڈال کے تصویر نکال  
لی اور لیا ہوا۔ اور اب مواد مھکا ہے۔

ابنی سمجھ بولی بن کی طرف مخاطب ہو کر کہا ڈگانا جا  
اب بناؤ تو ہم کیا کریں کچھ کرتے دھرتے بن بن پڑتی ہے  
گو گو کا معاملہ ہے۔ مگر بھر جو کچھ ہو گا وہ بھگت لینے  
سنگ آمد و سخت آمد۔ ان کی ڈگانا نے کہا بس اب  
بس ایک ہی تدبیر ہے۔ کچھ لے مکے وہ تصویر اس  
موے پاجی سے واپس لے وہ بڑا نٹ کھٹ ہے۔ امد  
جانشا ہے اس کے کالے کاشتر ہی نہیں۔ وہ خدا جانے  
کیا کیا محل زریب کر لگا اور کیا کیا محل دیکھا ہے مگر  
بینا نہیں دیا ہے۔ اور کسی جلی جلی بڑی باتیں کرتا تھا  
کہ تو یہ ہی جلی کوئی جانے قن بل کچھ جانشا ہی نہیں ہے  
مگر بس کی گانتہ ہے۔ امد اس سے بھلے مانس کو سابقہ  
نہ ڈالے افوہ۔ ایکس ہی موزی ہے۔

قرن نے کہا بس ہمارے جی میں تاقی ہو کہ ہم افسا

سے صاف صاف کہیں۔ یہ تو کبھی حشر تک نہیں کیسے کہ  
ہمارا اس پر ل آیا تھا۔ اسے تو یہ۔ ہاں یہ کہہ دینے کہ وہ سچ  
سے ہاتھ ڈال ہماری تصویر اڑا لے گیا اور دور پودان  
رکھے تھے وہ بھی دیکھا۔

ڈگالنے کا کہہ لیں ہی ترکیب اچھی ہے۔ اگر نواب  
چاہیں تو دوسو جوتے اس موے پر پڑ جائیں وہ ہو گیا۔  
کیا پڑی اور کیا پڑی کا شور رہا۔ انکی بھی سچ اصل اور  
حقیقت ہے۔ یہ ہر کس کھیت کی مولی۔ تم اگر ڈری بھی  
اشارہ کر دو تو چندیا موے کی بھی کر دے جائے مگر بس جو  
کام کر ڈری سوچ سمجھ کر ہاں دیکھو ایسا فعل انسان  
کو نہ کرنا چاہئے۔ عین عین بد نامی ہو۔ اور اس سے بڑھ کر  
بد نامی اور کیا ہوگی۔ اور تھو تو چونک چونک کے قدم  
رکھنا چاہیے۔ کہ اگر تھا رہے میان کو معلوم ہوا کہ تم  
میان ہو تو تو یہی جلی ابھی ابھی تو مانس کر لگا اور تم کو  
جانا پڑ گیا۔ مگر کادر بار سے کوئی لڑ سکتا ہے بھلا۔ کسی  
جہاں اور طاقت ہے۔

قرن بس کھانا پینا حرام ہو گیا۔ بین کیا کون لب  
و گانا۔ وہ بات ہی ایسی ہوتی مگر بادی چور ہو۔  
قرن نے بھی کیا بچل دے کے تصویر غائب کر دی۔  
و گانا۔ امد اس سے سمجھے۔ اسکا جنازہ نکالے ہو بخت  
قرن۔ اور اب غرض نہانا ہے کہ دس ہزار روپیہ دو۔  
و گانا۔ جو تین کھانے کا مو۔ اب اسکا کھانا  
قرن۔ اور یوں اگر آجاتا تو ہوسے بہت کچھ پاتا۔  
و گانا۔ ہاں کیا میں جانتی نہیں ہوں۔ یہ تو ہر ہی  
جب دل دیا تو مال کیا چیز ہے۔

قرن۔ اب سے تو لگانہ لیکھا چلے جے ہو۔  
و گانا۔ پانچ جوتے اور حقے کا پانی موار کر کر۔

قرن - ہی ہر نواب اگر نہیں تو کیا حال ہو۔  
دگانا - حال کیا آگ ہو جا میں بلکہ جا میں۔

قرن - بی مغلائی کے سوا اور تو کسی کو معلوم نہیں ہے  
اور میں یقین نہیں آتا کہ بی مغلائی کسی سے ذکر کریں۔  
اس کو بے برفت واسے سے امدد مجھے اور اس پر ہمارا  
صبر ہو گئے کس مزے سے ہم بیان رہتے تھے اسے  
آن کے یہ گل کھلایا۔ اب کھانا پینا سب حرام ہے۔  
نہ کھانا اچھا معلوم ہوتا ہا نہ پینا۔ اب میں کیا کروں  
میرے امد۔

دگانا - میں امد پر شکا کر ہو رہا ہوں ہر گھڑی اسی کی یاد رہے۔  
قرن - تم تو وہی بات کہتی ہو میں جو۔

دگانا - امد سے بڑھ کر بھی کوئی ہے۔ ادنیٰ تم بھی  
کیا باتیں کرتی ہو۔ وہی بیڑا پار کر گیا۔ بس۔

قرن - اگر اس سوئی کا لے کو پاؤں تو گئے گئے  
اڑاؤں بوٹیاں نوح نوح کے چیلوں کو دون۔  
دگانا - اچھا ذری بی مغلائی کو بلالو پکارو۔

قرن - اسی بی مغلائی ذری بیان تو آتا۔  
دگانا - ذرا ضروری کام ہے کچھ کہنا ہے۔

قرن نے دگانا سے پوچھا کہ میں ہم اپنی باجی سے  
کہیں تو ہرج تو نہیں ہے۔ کیا ضرور کہو اہ اسے بڑھ کر

ہو وہ درد و گم کی جی شریک ہوئی دیا کوئی اور ہو سکتا  
ہے اگر ضرور بلالو اور اسے صلاح دو۔ اسے میں نازو

خود آگین دھونی سے آئین اور پوچھا کہ ان میں  
کوٹھے پر ان کے کہا اور آج یہ کیسا سناٹا پڑا ہے۔

ادنیٰ کوئی بوٹا ہی نہیں۔ یہ بی مغلائی کہاں ہیں۔  
قرن نے کہا باجی جان سلام بی مغلائی سو رہی  
ہیں ان کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ آؤ آؤ۔ پوچھا تو

کہاں ہیں کہا تو اب اپنے باروں دوستوں میں ہو گئے۔  
دگانا کی طرف مخاطب ہو کر نازو مزاج کا حال پوچھنے

لگین وہ بہت محبت سے پیش آئیں۔  
نازو۔ مجی تو اچھا ہے۔ ای کہاں رہتی ہو۔

دگانا۔ کیوں یہ کہتے ہو جھانم نے۔  
نازو۔ آج کہتے دنوں بعد دکھائی دی ہو۔

دگانا۔ بجا ہے۔ تم کو اپنے مہرج ملی سے کہاں ملت  
میتی ہے جو کسو سے ملو۔ ہم سب میں چلے ہیں۔

نازو۔ تمہارا سر چلوں ہم سے یہ باتیں نہ کرو۔  
دگانا۔ (مسکرا کر) ای ہوا ہے۔ ذری نبھی ہوئی۔

نازو۔ جیسی تم آپ ہو لیا ہی سب کو سمجھتی ہو۔  
دگانا۔ اب تمہارے دروازے پر تو

کوڑا نہ رہتا ہوگا۔  
نازو۔ کیا صفائی کے دروغہ کے پاس

ہو ان کے گھر بیٹھی ہو سیمے یہ باتیں کرو گی نا تو  
ہم ایک کی دس سناٹے۔

دگانا۔ اب تم نے کھلاؤ۔ مہرج ملی کو نہیں جاتی  
ہو۔ کیا نفی نہیں۔

نازو۔ کون! کوئی ہوگا مہراج ملی میں الی ملی  
کو کیا جانوں میری جوتی کی نوک سے۔

دگانا۔ صدمت تو ذری دیکھو اپنی چھپی ہوئی۔  
نازو۔ ادنیٰ چھپی ہوئی۔ یہ کہتے ہو۔ ابے

تو بڑی سناٹا ہے۔ میں نے مجھے خوب جانتی ہوں۔  
دگانا۔ پوریان اور کچھ بیان اور میں بھوک تر

خوب کھانے میں نے آتا ہوگا۔ میری سر کی قسم سچ کہنا۔  
نازو۔ اب تم ٹپکی۔ یہ کیا دہی تباہی اول جلیل  
کہتی ہو یہ نہیں ہو گیا لیا ہے۔ شرم حیا سب بھون کھائی ہے۔

دکانا۔ شرفاتی نہیں اور اوپر سے غراتی ہے۔  
 نازو۔ (ہنسکر) یہ بہت ہوئی اور ادھر سے غراتی ہے۔  
 قمرن۔ سایہ کمان کا جھگڑا لگا لگا، تو گونگین بڑی  
 دیر سے جھائیں جھائیں ہو رہی ہے۔  
 نازو۔ دیکھتی ہو اسے مغز کھا رہا ہے۔ وہی تباہی  
 کب رہی ہے اسے نہیں معلوم کیا ہو گیا ہے۔  
 اتنے میں مہری نے عرض کیا حضور سرکار آتے ہیں  
 پوچھا نواب۔ کہا ہاں۔ تو بڑی دیر میں نواب صاحب  
 تشریف لائے۔

”بی نازو جان صاحب کو بہار اسلام ہے۔“ اب بڑا  
 نہ مانو تو ایک بات کہوں تم بھی ہمارے گھر بیٹھا جاؤ۔  
 کمان کا جھگڑا۔ نازو نے انگوٹھا دکھا کر کہا۔ اے  
 بیٹو بھی۔ نو اور سند ایک ہیں تو تم کو دیدی اب کیا  
 گھر بھر تمھارے حوالے کر دیں۔ نواب صاحب کو یہاں  
 اور تقریر بہت ہی پسند آئی۔ ”بی نازو جان صاحب  
 آپ ہمارا مطلب نہیں سمجھتے ہیں۔ یہ ہے کہ آپ بھی  
 ہمارے گھر بیٹھا جاتے ہیں قمرن کا جی پہلے۔“ قمرن نے  
 بولی جاؤ اب ہم نہیں بولتے تم سے انگوٹھ کتنے ہنڈا دیا  
 بی نازو جان صاحب اور ہکو خانی خولی قمرن۔ جاؤ نہیں  
 اب ہم نہ بولیں گے۔ ہکو بی قمرن جان صاحب کیوں  
 نہ کہا کیا ہم مفت کے ہیں۔ نواب صاحب نے  
 گلے لگایا۔ ”بی قمرن جان صاحب آپ تو ذریعہ  
 بات پر فضا ہو جاتی ہیں۔“ اتنے میں آدائی (و  
 سیراں تو نے کاجیر) سنتے ہی اٹھ کھڑی ہوئیں۔  
 مہم مہری اسکو ملاؤ۔ ”ارے تو تھے دالے اور تو تھے دالے“  
 اب نواب صاحب ان ہاں کہ رہے ہیں ارے یہ کیا غضب  
 ہے یہ کیا ستم ڈھاتی ہو۔ از بلے خدا ڈرا تو مجھ پر اتنی

خوشی جو نہ کہ میں یہ کس لیے میں خواہ مخواہ غل مجھاتی  
 ایک مہری ہلکے تو نے کتے قمرن دیکھے لاتی تو بی قمرن کی  
 باچھین کھل گئیں اب انگوٹھ لگائے لگئیں جون جون جون  
 جون۔ مولے کو چکانا کانا نہیں آتا۔ پس مولے  
 نے مہری نے عرض کیا سکار دام دے دیے گئے حکم  
 ہوا کہ آٹا کھول کے لاؤ۔ تو نے کتے بھون کو آٹا کھلا  
 لگئیں مہری دو دو چاکے لاؤ۔ ایک روٹی کا دو  
 لاؤ چاکے۔ نازو نے ہنس کر کہا ایک روٹی کے دو دھین  
 کیا ہو گا ایک آخر فی کا سنگو اڑنا۔

نواب۔ (ہنسکر) ہاں اور کیا ایک شرفی کا تو ہو  
 نازو بی ہاں اور کیا ایک روٹی کا تو ہوا ہو گا۔  
 قمرن۔ ہنڈا ہنڈاؤ۔ روپیہ خرچے ہوئے جان نکلتی ہے۔  
 نازو۔ انکے دشمنوں کی۔ کیا کہتی ہو وہاں بات۔  
 نواب۔ کہنے دو۔ انکی گالیان مڑاں کون چہ۔  
 قمرن یہی کہتے ہو کہ ہم بڑے لکھے ہیں گالیان  
 کر کو سنا گالی گلوچ کی ہکو مروت نہیں گئی ہوئی ہو نہیں  
 نواب۔ ابا ہا۔ کیا خوشبو آتی ہے۔ کوئی کیوڑے کا بھول  
 لیے جاتا ہے۔ شاید۔

قمرن۔ محلہ بھر میں گیا۔ کیا تمکس ہو داہ داہ۔  
 مہری نے عرض کیا سکار میان آخر آتے ہیں کہا بلانا  
 میان آخر تشریف لائے جو عرض کرتا ہوں حضور مینا  
 یا سوت تو دادر مدد ہوتا ہے کہ کیوڑے کے شکل میں تھے ہیں

اوکھ لڈا مہر خوشبو جو ملی آتی ہے  
 کہیں عطار کے کیوڑے کا ذرا پاٹوٹا

نواب صاحب نے اس شرفی بڑی توجہ کی بھی کیا  
 کہا ہے واسطہ ہاں کچھ اور شرفی بڑے مزہ آگیا سوت  
 آخر نے عرض کیا۔ ۵

کیا لون آئینے کا تادان سکندریک  
چار آئے کا مو اسیشہ تھا ٹاٹا ٹاٹا

قرن سے مہری کو حکم دیا کہ بول لاؤ۔ نواب صاحب کرا  
ہوئے یہ تم جو بس۔ اٹھ کر ایک کمرے میں نزع فرما لینگے  
قرن اور ناز کو بلایا ایک جھکی لگا کر قرن کے لب  
زور سے چوئے۔ اسے تنک کر کہا اور مہربانی داہ۔ جوتا  
ہو وہ نرمی کو اس نے کی۔ لیکے ہونٹھ چوڑے پھوٹ  
پنے کے سہا اور کوئی بات نہیں نواب صاحب نے ہاتھ  
جوڑ کر پھر پیشہ سی کرنی چاہی تو وہ چپک کر لنگس ہٹ گئی  
کہا بیٹے سے بانوں نکالے ہیں۔ سذری سٹھلے رہو۔  
اقتی بھی جیا نہیں کہ باجی کے سلنے پیار کرتے ہیں۔  
پی کے پھر ہوش نہیں رہتا داہ۔ ایک ہی چلو میں۔ او  
ہو جائے میں۔ اور اس دن چمن صاحب اور مہر جلی  
کو سننے لگے آج یہ کیفیت ہے۔

نواب صاحب کے دل میں آئی کہ او دو گال بچی دگالنا  
سے بھی نہیں بول لین۔ پوچھا یہ عورت کو کون بھیجے ہر سکو  
ہمارے پاس لاؤ۔ ہم اسکی صورت دیکھنے مانگتا ہے۔  
قرن نے کہا چپ رہو تم چلا جائے یہاں سے۔  
”دل اگرو صورت نہیں دکھائیگا تو ہم نکال دینگا۔“  
”تم کیا بچارا ہو ہم خود کو نکال دینگا۔“  
”دیکھو ہم نواب صاحب بہادر ہو تم چپ ہیگا۔“  
”دیکھو ہم بیگم صاحبہ ہے۔ نواب قرن ہوئے۔“  
اس فقرے پر نواب صاحب بہت ہنسے۔

کہا قرن ہو کی ایک ہی ہوئی۔ اب آج سے سمنے تمھارا  
نام ہی رکھ باقرن ہو ہی کیا کرینگے۔ اسے کہا۔  
برائی ہو بیٹیوں کو سننے ہو۔ مچھن شرم نہیں آتی۔  
دگالنا جان تم اندر جلی جاؤ۔ نواب صاحب دل ملی

چاہتے ہی تھے فرمایا دگالنا جان ذری صورت تو دکھاؤ  
جان سن۔ بانوں تو گورے گورے دیکھ لیے۔

دگالنا۔ صورت دیکھنے میں جمع خرچ ہوئی۔ صورت  
دیکھنا ایسا ہنسی ٹٹھکا نہیں ہو۔

نواب۔ اچھا دو مولے دیتے ہیں۔  
دگالنا۔ لکڑیاں کھاؤ دو پیسے کی۔

نواب۔ اچھا لکڑیاں بھی منگادینے۔  
قرن۔ (ہنس کر) او میں کتنی ہونٹھو ہو گیا گیا، تر

داہ بن ناق کی چھڑ خانہ۔ خدا واسطے کو۔  
نواب۔ دگالنا جان۔ آؤ ہم تم کو گھر ڈال لین۔

قرن۔ یہ آج سب کو گھر ہی ڈالے لیتے ہیں۔  
نواب۔ بلاؤ اپنی سب لگیاں کو سب کو تمھاری

سوت بنا سینگے۔  
دگالنے کیا کیا عورتوں کا ہار سپنے گا۔ وہ بہت

بہن اور مردوں کا کون ٹھکانا۔ سندس پر بند نہ میں پر  
بند ہر دگی تھے۔ نواب صاحب نے پوچھا اچھا سچ

بتاؤ تم پر کون مرنے آج کل کوئی نہ کوئی تو مچھا ہی ہگا  
وہ بولی اگر مجھ بڑھیا پر کیا کوئی دینگا۔ جوان ہوتی تو

موسے سیکڑ دن مرنے اور نے ہی تھے۔ راہ چلنا مشکل کا  
سامنا ہو جاتا تھا کہ میں بھی خوب گالیاں دیتی اور کستی

اور بڑا مچھلا کسی تھی مگر موٹی کی کاٹے غضب کے ہوتے ہیں۔  
پوچھا بھلا کبھی کسی کو تصویر دینے کا بھی وعدہ

کیا تھا کیوں دگالنا سچ کہنا۔  
تصویر کا لفظ سنا تھا کہ بس ستم ہو گیا

قرن کے ہوش جو اس غائب۔ ہے، نواب  
کیا ہو گا۔ نکالی کی نکالی جاؤ گی اور ذلیل کی

ذلیل ہو گی۔

دگانا بی مغلائی کا منہ دیکھنے لگیں اور وہ اس کا منہ  
تقب یہ ہوا کہ یہ اس قدر جلد انکو کوئی نہ معلوم ہو گیا۔  
نواب صاحب اسٹھل ایک دوسرے کمرے میں گئے  
اور وہاں بی قرن بھی بلوائی گئیں۔

مغلائی۔ یا مرے امد۔ رحم کرنا۔ تو ہی مالک ہو اقس و  
بجاری کی آبر و ترسے ہاتھ ہو۔

دگانا۔ ساوی ٹری بی کچھ دال میں کالا کاغذ درج ہے۔  
ضرور معلوم ہو گا۔

مغلائی۔ بویہ بھلا مجھے کیوں معلوم ہونے لگا  
میں بجاری کو کوئی اب مجھ سے کیا دل کا حال کہا  
کرتے ہیں۔

نازو۔ یہ انکو تصویر کا حال کیونکہ معلوم ہو گیا دیکھئے  
اب کیا ہو گا کیوں دگانا۔

دگانا۔ ہمارے تو ہوش قابو میں نہیں ہیں۔ اس وقت  
میرا تو کلیجہ دھڑک رہا ہے۔

نازو۔ مجھے تو رہ رکے یہ خیال آتا ہے کہ یہ کیونکر  
خبر پائے اور کس سے سن لیا۔

قرن کے دل میں تو جو تعالیقین ہو گیا کہ نواب صاحب  
نے یہی بوجھنے کو بلایا ہو گا۔ حالانکہ انکے فرشتے خان کو

بھی خبر نہ تھی۔ اصلیت اسکی یہ تھی کہ بی قرن کی دگانا  
ایک دفعہ نواب صاحب عاشق ہوئے تھے پیغام

بھیجا تو اسنے آنے سے انکار کیا۔ مگر انہی تصویر  
بھیج دی اور کمال بھیجا کہ تصویر دیکھ دیکھ کر

جلا کر دیکرے میں جا کر نواب صاحب نے پہلی تصویر  
قرن کو دکھائی اور کہا اب جا کے ذرا جھپو اپنی دگانا

قرن۔ اے یہ تمہارے ہاتھ کہاں سے آگئی۔  
نواب۔ اب اسکا حال مجھے پھر کیسے۔

قرن۔ تو یہ کہیے آپ انہی عاشق ہوئے تھے چال  
ہسکو معلوم ہی نہ تھا (گہرا کر) اب تمہارا اعتبار کچھ بادل  
نہ رہا یہ جو حضور غائب رہتے تھے تو شاید کسی اور پر دل  
آیا ہے ہم تو دن دن بھر صورت دیکھتے تو ترسین اور  
آپ اور دن کی بل گرائیں۔

نواب۔ تم سے تو کوئی بات بھی کتنا گناہ ہو۔ لے اب  
جا کے اپنی دگانا کو جھپو (سیار کر کے) پھر پھر خفا ہو گیا

قرن اپنی کھانکھلائی ہوئی کمرے سے نکلی دوسرے  
جیت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ہم تو سمجھے تھے کہ مایوس

ہوئی اور یہ سنتی ہوئی نکلیں۔ آتے ہی دگانا کو دھتور  
دھاکر سلام کیا اور کہا بڑی نیک پارسا بنتی تھیں اور

جتنی دہان بھی تھیں سب سے کدیا۔ دگانا بابت ہی  
جھپسین اور ناز و نہ بٹا شروع کیا۔

### قرن کے میان قادر

قرن سی شوخ و شنگ اور چلبلی پری جھمپو کی  
مفارت سے اسکے میان قادر کا بہت برا حال تھا اپنی

کے صدمے سے سین جلتے تھے کھانا پینا سب ترک ہوا  
کی طرح تنکے چنے لگا تھا۔ ہر دم صرف گریو زاری ہر

بکا و بین شیریں و شبن ہلے قرن دسے قرن دنات  
بس یہی غل چایا کرتا تھا۔ ہر روز اس کی جگر کو جاتا تھا

ایک دن دیوار سے ٹکر لایا تو سر پٹ لیا اور خون  
بہنے لگا ایک دن ریل کی سڑک پر جا کر زمین ٹری پر

لیٹ رہا تا کہ ریل کے نیچے دب کے مر جاوے پہلے  
تو لوگوں نے اسکو یہ بھلایا تھا کہ لٹو اتھوئی۔ بھگا

لے گیا اور میان تک آؤ نہ پایا کہ کاپور دوڑ دیا  
دہان اریٹ بھی ہوئی اور ذلت بھی اٹھائی پھر

کدرا۔ تو ردنگ جنگ (دو فوج) کے کیا ٹھہری۔  
مٹنے۔ اُنکا دیون سے چلے ٹوہ و ملو جی (دُری)  
کدرا۔ تو ایک کام کرو۔ اپنے آپ نہ چلو کھو۔  
مٹنے۔ پھر کون جائے گا تم تو پاگل ہو۔ اب بے چل  
ٹوہ تو لاٹری کھین کا۔

کدرا۔ ہم امان کو جوڑیوں کے بہانے بھیجیں۔ جو  
کہ نہیں۔

مٹنے۔ اچھا یہ کوب سوچے یہی ٹھیک ہے۔

کدرا۔ امان کو جوڑیوں کے بہانے جاتیں تو ٹوہ دیں۔  
مٹنے۔ اُنکا سکھا پڑھا کے بھیجنا پہلے ہم سمجھا دیں۔  
کدرا۔ نہیں یار۔ اب ہرسم عورت کی طرف  
سے کھٹک گئے۔

مٹنے۔ پاگل ہو کر تو اب اپنی مان کا بھی اعتبار  
نہیں رہا تجھے جیسا ساٹھ پیڑھے برس کا سن  
ہونے آیا۔

کدرا۔ عورت کا جو اعتبار کرے وہ ٹھہری ہو بس۔  
مٹنے۔ یاد تو کتنا ہے جو مگر ناچن اُنکی مان برا نہیں  
ہو تین عورت عورت ہیں پڑ پھرک (فوق)۔ جو۔  
کدرا۔ بھیا یہ چار پیسے کی آستنا ہو اور کو نہیں۔

مٹنے۔ تو اب اپنی امان کو بچو دیر نہ کرو۔

کدرا۔ امان مان دُری یہاں آؤ۔ آئیں۔

مٹنے۔ یہ بڑی عورت ہے اس سے کچھ نہ ہوگا۔

کدرا۔ اچھا ہمارے بھائی کو بلا تے ہیں ستا ہا کے  
ہماری سالی ناچو تو بلا لاؤ۔

حصاب۔ اچی وہا تین ساقی جو برا بھلا کہتی ہو۔

کدرا۔ تو جا تو کتنا کا دیہ لے اچھی اچھی بلایا ہو۔

حصاب۔ ملنے کو میں جاتی ہوں لہ آئی گئی ہیں۔

دوچار آدمیوں نے کہا کہ وہ تو بھٹیاری ہو گئی ہر  
میں ٹکی ہو سر میں بھی گیا اور دھڑلاش کی گرفت  
تو حملہ لیں نہ لیں رکتی جس سے کیلا ٹٹ دہان  
بس یا دوس آیا اس کے دو ایک دوسوں نے کھڑا کیا رو  
تو جھکو چوٹ کے چل دی اب تو کیوں اُس کے پیچھے لٹو  
ہر اب دھتے کام کی کمان ری اب اگر وہ آئے بھی  
تو نکال دے کھکو تو چاہیے کہ اُس کا نام ہی زبان پر  
نہ لائے اسے یہ دغا کی اور تو اُس کے واسطے اتنا بے قرار  
ہو بڑے شرم کی بات ہو مگر یہ اتنا سہرا کھڑا کسی کی  
میں سنتا تھا اگر تو اُس کو لے تو لڑائی جھگڑا کیا سنی  
آدھی رات تک نہ کتا اُس کو تو قرن سے عشق تھا۔ دلی عشق  
مگر اس جو فاکو نواب کا سا کمان ملتا بیان وہ باتیں  
کمان۔ غلطی اور میران اور پیچھے تیس اور جھلا اور  
سپاہی اور جاہل اور زور بیان کمان۔ بیان وہی  
لاکھ اور چوٹی باقی اسد اندر صلاح۔ کدرا کے ایک  
دوست نے اس سے کہا کہ اب ایک کام کرو نواب  
دو فوج جنگ کے گھرن آتی جاتی تھی ایسا نہ ہو نواب بھی  
کی آنکھ پڑ گئی ہو تو نواب (عجب) ہو کہ رائے کیا ہا  
تم بھی بے پر کی اڑا تے ہو کمان نواب صاحب اور  
کمان کرن (قرن)۔

مٹنے۔ ہاے ہاے ارے جاہل (ظالم) ٹیکل

صورت چھتیز ہو یا۔

کدرا۔ نواب ردنگ جنگ ایسے آدمی ہیں جن ہیں۔

یہ تو کہتے ہیں کہ بیوکوت۔

مٹنے۔ تو پاگل ہو کہنے لگے ایسے آدمی ہیں جن ہیں

ارے جاہل کھب صورت (خوب صورت) عورت

کے سب کا گاہک ہوتے ہیں۔

<p>مہتاب کیا ہم نہیں جانتے ہماری تو سبھی تھی۔</p>	<p>گدرا۔ آئے اور بیچ کھیت آئے نہ آنا کیا معنی۔</p>
<p>دو شاہد و رنگی کا نام۔</p>	<p>مٹے۔ ہاں ہاں کیوں نہ آئی آئے اور پھر آئے</p>
<p>کسین کو بکھو یا کسین ہاں</p>	<p>مہتاب جن کی جو روکے مکان پر گئی کہا کا درنے</p>
<p>قرن کی ماں نے مہتاب کو تو باؤن میں لگایا اور کچھ</p>	<p>نا جو کو بلایا ہے۔ بوڑھیا نے پوچھا کہ بولن بلایا ہے۔ کہا اب</p>
<p>آدی کو بیچ کر ناز کو بلوایا۔ ناز جو آئی تو مہتاب کو بکھیا</p>	<p>یہ تو ہم کو نہیں معلوم ہے بلایا ہے جو روکر کے کہا ہے</p>
<p>مہتاب نے کہا تمھارے بہنوئی نے تم کو بلایا ہے کوئی</p>	<p>اکوہین ایک جردی کام ہے پوچھا ارے کچھ قرن کا بھی</p>
<p>جردی کام ہے۔ ناز اور مہتاب روانہ ہوئے۔ قرن کی</p>	<p>حل ملتا ہے قرن کسان ہے۔ قرن ہاں قرن۔ ارے</p>
<p>سسرال پہنچیں تو کہہ کرانے کہا بس یہ ہم پر کیا ظلم</p>	<p>لوگو اب میں کیا کروں میری عمر بھر کی کمائی گئی گزری</p>
<p>ہوا۔ مگر اب تنہی واسے ہو کہ کرن سایہ نواب صاحب</p>	<p>اس کدرا سے اسے سمجھے۔ ہاں اری میری بھی ہمارے</p>
<p>کے گھر بیٹھ گئی ہوں۔</p>	<p>میں تیری صورت دیکھنے کو ترستی ہوں۔ ہاں اب</p>
<p>نواب صاحب کا لفظ سن کر نازو کے چہرے کا رنگ</p>	<p>میں تجھے کہاں پاؤں۔ میری بھی کو کہاں لے گئے</p>
<p>خفی ہو گیا مگر اپنے تین نکھال کو ملی۔ کون نواب صاحب</p>	<p>لوگو۔ اری قرن تیری امی جان رو رہی ہے۔ ذرا سہی</p>
<p>نواب صاحب کون؟ کہہ کرانے کا نواب دنگ جنگ</p>	<p>تو دکھا دے۔ مہتاب نے اسے ہمدردی کی آخر یہ ہو گیا</p>
<p>نازو۔ تمھاری بھی کیا باتیں ہیں۔ وہ بھلا چڑی ملی</p>	<p>کچھ سمجھ میں نہیں آتا پہلے لیتا اچھا ہے پر لوگوں نے</p>
<p>گھر ڈالتے۔ ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔</p>	<p>ختمت لگائی تھی اب کیا جانے کس کس پر شک ہے۔ اے</p>
<p>کہہ کر اسے کون تاجب (عجب) ہو۔</p>	<p>جانے کہاں ہیں اور کہاں تین لگ گئی کسی سے سا جھڑ</p>
<p>نازو۔ اے بیٹھی۔ کسان نواب صاحب کہاں قرن</p>	<p>ہے۔ لیتا سے تو بڑے پیٹنگ بڑھے ہوئے تھے۔</p>
<p>مٹے۔ تم جا کے لوہ تو۔ جری دیکھ بھال کرو۔</p>	<p>اسکی دکان پر بھی جاتی تھی ساس نے ٹوکا مگر اسے</p>
<p>نازو۔ ہاں ہاں جانے کو میں جاتی ہوں اچھا۔</p>	<p>ایک نہ مانی۔ نوٹا اچھا ہے۔ بڑھیا بولی نہیں بہن</p>
<p>مٹے۔ جا کے پہلے تم نہ چھوڑنا۔ دیکھو کیا کہتے ہیں</p>	<p>للتو کا جھوٹ ہی موٹ نام ہے۔ اسکو کوئی باہر</p>
<p>نازو۔ اے تو کیا میں نواب صاحب کے پاس</p>	<p>کسین بیگیا ہے اور کوئی بھلا کے بیگیا ہے۔ ہاں</p>
<p>جاؤنگی میں تو محل خانے جاؤنگی۔</p>	<p>امیر میں کیا کروں میں تو کسین کی نہیں رہی نہ دین کی دنیا کی</p>
<p>مٹے۔ کیوں کیا کچھ عیب ہے کوئی ہر جہ ہے۔</p>	<p>ماما۔ جو جو دکھا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔</p>
<p>نازو۔ اے نہیں ہم لوگ مردوں میں نہیں جاتے۔</p>	<p>ضعیفہ۔ ہاں میری قسمت ہی ہوتی ہے توگو۔</p>
<p>چوڑی بالی عورتیں بنتی ہیں کہ مرو۔</p>	<p>ماما۔ اور ایسی تو تھی نہیں۔ یہ کیا ہے۔</p>
<p>کہہ کر اپنے گھر کو نہ مکر توئی۔ جنہ نے (زمانے) میں کہا</p>	<p>ضعیفہ۔ ہوا کیا کوئی بھلا کے کہہ رہا ہے۔</p>
<p>نازو۔ تم کو اس سے کیا۔ ہلکے جانے تو دو۔</p>	<p>ماما۔ مرد کی صورت دیکھ کے کہہ رہی تھی۔</p>



نازد چمکتی ہوئی چلین۔ راستے میں لالتو اتنبولی کی  
دکان ملی، نازو دیکھا کبھ دھاتی ہو۔ ہماری کھرابی  
پٹھت (مفت) ہوئی تھی (ہڑے) اور لوگ ٹوٹن۔  
پیشے جائین ہم۔ دس بارہ آدمی ملے لڑنے آئے تھے۔  
ہم کیلے بھلا کیا بنا لیتے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑی  
کمرن سے ہکو محبت تو ہو۔ مل ہو ایک مرتبہ کار  
کبھی جو گالون پر بھی ہاتھ پھوڑا تو قسم و وعید سب  
حال معلوم ہو بن ناک کہ تھے جھڑے اور ہم  
انجان کیا کریں۔ روتا د (افتاد) آخر کچھ معلوم ہوا کہ ان  
گئی کہان پر کہ راسا لے سے وہ راجی نہ تھی یہ گھاڑ ہو  
کو کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہو اب تم ایک کام کرنا  
تم سب جمع ہمارے ساتھ جلا۔ اکھر بدنام تو ہے ہی نہیں  
نازد ہنسنے لگی۔ نہ بنو اچانکے ہم در تیرے ساتھ چلین  
مرا بلھا۔ بڑھے کے لفظ پر لالتو اس یار اچھا پان لکھائی  
جاؤ۔ ایک عمدہ گھوڑی بنا کر لالتو اے نازو کو دی ادا  
کہا اس گھوڑی کا بچا تو چھوڑ کر بڑے کا بسا ہوا اتھا  
اور چھوٹی الپچی ہو چکر تھی۔  
نازو۔ لالتو اکین تو پنا گنا قمرن کا۔  
لالتو۔ کس سے پوچھو۔ بڑا کج ہے۔

نازو۔ ہم آپ کی ضرورت دکھانے کے قابل نہیں ہے  
لالتو۔ پھر تراسا کو کیا کر دے تھا کہ کیا کسو ہو۔ جب  
عورت ہی پڑی ہو تو کوئی کیا بنا لیا  
نازو۔ اسے بڑی سے فاک نہیں چل سکتی وہ شل ہو کہ  
رہے تو آپ نے نہیں تو سکے آپ سے یہ ٹھیک ہے۔  
عورت کی ہوئی ہو اسے تو بہ۔ دوسرے تو نے کی طرح نہیں  
پھیلین جانو کسی کی جان بچان ہی نہ تھی۔ ان لوگوں کی ہی  
تھلا کر فرسے تو یا سید نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھلا کے لیا

لالتو نے کہا اب کار ہم سے بہت جھپٹتا ہو ا کے  
ہمارے ہاتھ جوڑے کہ بھائی کوون نے ہمیں ہکا دیا تھا  
ہمارا بھین کیا کسو ہو چھنے کماہر آدمی انسان اپنی اکل  
دھن سے بھی کام لیتا ہو کہ نہیں عجیب طرح کے آدمی  
ہو پان۔ کہنے لگا بھائی اب ہم کیا کریں تھے ہم پر تو  
بڑا کج ہو گیا کمرن سی چور ہاتھ سے گئی گزری اور  
اٹو بھی بنے۔ سوالنگ۔

نازو۔ لے اب ہم جاتے ہیں لالتو ادیر ہوگی۔  
لالتو۔ (ہاتھ بکڑ کر) ایک گزری اور کھائے  
جاؤ۔ ایک تو بھت (مفت) میں گوریان کھاتی ہو  
نازو۔ مفت میں کھاتے ہیں گھوڑا تین ہو۔  
لالتو۔ گھوڑا کیا۔ کلو آپ عورتیں گھوڑی ہیں۔  
نازو۔ اوڑھو سے در گور۔ ان کو عورتیں گھوڑی ہیں  
تجہ میں ہو کیا۔

لالتو۔ ہو کیا اچھی کمرن کو بھلا لیا تھا  
نازو۔ ایڑی چوٹی پر صدمے کر دون۔  
لالتو۔ اور جی میں تو دعا مانگی ہوئی کہ اندر کے  
لالتو گھر میں ڈال لے۔

نازو۔ (دھول لگا کر) چلین اب بھرا نینگے۔  
لالتو۔ ایک محل لگائی ہو یا رکھنا ایک محل کے  
ادج (عوض) دو ٹھکانہ لگا ہوئی کس کمر سے ہو  
نازو۔ (دور سے) کیا لیا کچھ لیا کچھ لیا  
کسی چھلی والی سے لے جا کے بڑا اتنبولی کا وہ  
بنا ہو ٹھکانہ لیا۔

نازو چمکتی ہوئی چلین تو راستے میں گل پڑا دازے  
کنے لگے کہ کچھ نہ کر آج بھلی پڑیں انھوں نے بچھے  
پہرے دیکھا۔ رگڑ گڑے جان بچان خادجی علم دے لے

نہیں کرتے ہو اور نہ تم کو ملال ہوا۔ لوگ کہتے ہیں سچ جھوٹ اوروں کو معلوم ہو اور یہ بھی مشہور ہو گیا کہ جو کچھ ہوا کا خراج بہت بڑھ گیا ہے پہلے سے کہیں زیادہ خراج ہو یہ آخر کیا کامان سے کسی کسی کی قورائے ہو کہ تم لوگوں کے علم میں ہو مگر تم جان بوجھ کے چھپانے ہو لو کہیں کہنے ہو ناز و سادہ حضور یہ سب جھوٹ ہے۔

بیگم۔ جب کیا پاپ اُس کا پاپ۔  
چہری۔ حضور ایسا نہیں ہو سکتا۔ مان بھلا لڑکی کا بڑا چارہ کی۔

بیگم۔ بڑائی اچھین کیا ہو کسی دُش کے گھر ٹوٹی تو چہرے سے سر کر اگئی۔ سوئے نیکمار کے بیان کیا دھارہ اور انگارے اگر کسی لکھتی ہے کی بیان ہے تو تو ابھی ہو اور جو کوئی شدا لیکھا ہے مخلص قلاب تو زندگی خراب کی تھوڑے دن لکھ کر نکال باہر کر لگا۔

تھوڑی دیر بیٹھ کر ناز و رخصت ہوئی قار سے جل کے دھڑ سے کہدا کہ وہاں کہیں تپا ہی نہیں۔ سارے مین ڈھونڈا آئی۔ قار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ہاے بڑا گجب ہو اب کہاں جا کے ڈھونڈو مین۔ ہاے میری کمر مین کہاں تلاش کروں اور یہی ہم کہتے ہیں کہ وہ کھد (خود) اپنے آئینہ میں گئی اُس کو کوئی بڑا لکھا لیکھا کوئی اپنے لیے لیکھا ہو۔ کواہ (خواہ) کوئی نہیں اس کے لیے۔ اب سے کہو کیا معلوم ہو سکر مین وہ اپنے آپ نہیں گئی۔ ناز و دلی اب یہ نہیں اپنے آپ کہتی ہو لیکن کیا کرتی شک بھی ہو سکتا ہے۔ وہ بڑی پاک پار ساعورت ہے۔ مگر کوئی جس دے کے لیے اور ہاے مین اب کیا کروں۔

ناز و۔ اب یہ قہر لہان نہو۔  
قار و بیانی جان پر پی ہو اور ناگدول لگی سوچتی ہے کہ کیا کرے

آواز نکسا۔ اوچکو۔ اسی بی جھکو۔ انھوں نے ادا کے ساتھ جواب دیا۔ چکو ترے گھر مین ہوگی کسی نے ہانچ کے اشارے سے بلایا۔ رادھا افسر۔ جواب دیا۔ ہٹ مجھے خدا غارت کرے۔ موندی کائے راستہ چلتا شکل کر دیتے ہیں۔ آسپین کس کس سے چو کھی لڑتی ہو دن۔ ایک نفر نے کہا مانی کچھ بھکو دیے جاؤ۔ کہا سائین تم جو کچھ لائے ہو ہمارے ہاتھ و سر۔ ہنس کر جواب دیا مانی ہمارے پاس کیا ہو۔ ایک تنگوٹا ہو۔ کموہ تھاری نذر کروں۔

افسر جس طرف سے نکل گئی قتل عام کر دیا اسی طرح چمکتی ہوئی نواب رونق جنگ کے محل مین پوچھیں بیگم سب نے قرن کا حال پوچھنا شروع کیا کہ کہیں تباہ نہ لگا۔ ہمارے ہسنوئی صاحب کی بھی اسپرنگ پڑتی تھی مجھ سے پوچھنا یہ کون ہو مین نے کہا تاکہ اس سے کیا غرض ہو مین کیا کہتی ہوں تم کیا کہتے ہو۔ سوال دیگر جواب دیگر۔ مین نے ڈانٹ بتائی تو چپ ہو گئے۔ ناز و نے بیگم صاحب سے کہا حضور قمر نے عین مین کا نہیں رکھا دن و نیا دن و نون سے گئے گذرے باہر کہیں نہیں نکلنے باقی تھی صرف حضور کے بیان تو آتی تھی اور بیان بھی نواب نے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ بات نکسین کی۔ بیگم صاحب نے فرمایا ایک دن میں ہمارے ہسنوئی صاحب کی نظر تو بڑی تھی مگر انھوں نے کبھی نہیں جھڑا۔ قرن کو تو ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ اس کو کوئی نہیں امیر ہو سکتا تھا وہ نہ نہیں سکتی تھی ہنے تو ایسی شکل آجنگ نہیں دیکھی۔ آنکھ۔ ناک۔ گال۔ چہرہ۔ منہ۔ ہونٹ۔ ہر عضو پر سناچے کا ڈھلا ہوا کسی کی آنکھ بڑی بڑی بھگا لگیا۔ مین نے سنا کہ تم لوگ تلاش بھی

ناز و سارے تو رونے دھونے سے کیا ہوتا ہو۔ ذرا  
دلی کو سنبھالو اور صبر کرو۔

قادر۔ توجہ دل بھی لے۔

ناز و۔ ہاں مجھ پر تو نہیں ہو۔ کل اسی جان دن بھر دیکھ  
کہ ہائے قرن تم کمان گیتن۔

قادر۔ ہاں سکر۔ بڑا جمل دے گیتن تم۔

ناز و۔ اور ہیکو وہ دن ملک معلوم نہیں۔

قادر۔ ہم تم دونوں دھوکے میں رہے۔

ناز و۔ وہ تو ہونا ہی تھا۔

قادر۔ بڑے افسوس کا مقام ہو۔

ناز و۔ میرے کھاندان (خاندان) کا نام بد کر گئی۔

اد و عزت اور آبرو کو خاک میں ملا دیا۔

قادر کیا کچھ۔ مجھے تو کین کا نہیں رکھنا دھوکا

اور نہ اُدھر کا ساہیں اپنے سمجھنوں سے چار

آنکھیں براہین کو سکتا۔ ہائے میرے خدا۔

ناز و۔ سب میں جانی ہوں۔ دوڑ دھوپ

کچھ کر دے ہائے۔

دھریے گئے

چور چور لیا لینا جانے نہ پائے پکڑ لینا لکھ لینے پائے

چور چور غلے بھر میں غل چکیا زیند سے دھوکا نکھ نکھ

طے ارے کیا ہو ارے کون ہو۔ چور چور۔ کمان کمان

دیکھو بھاگے نہ پائے کسی نے چراغ جلا کر اپنی کوٹھری کو

دیکھا کسی نے اپنی جھون پر او دھوکا دھوکا بھال شرع کی

کے تین کچھوں کے ہیں میں ملتے ہیں میں تمام محلے میں

چل پون چل ہوئی چور ارے میان خیریت ہو ایک بڑوسی

کہا۔ ہاں خیریت ہو خیریت ہو خیریت ہو خیریت ہو خیریت ہو

پہلے تو حضرات ناظرین متحیر ہوئے ہونے کے کہ چور

صاحب کے ہاں تشریف لیتے تھے مگر اب سمجھ میں آگیا

ہو گا کہ خشی مہراج ملی صاحب کے ہاں کیا واردات

ہوئی وہ تو سونے کو داخل دفتر کر کے ناز کے گھر

سہوئے اور بیان کا حال سینے کا اتفاق ہے اسی روز

خشی مہراج ملی کی صاحبزادی اور داماد آگئے جیسے ہی

میان سونے صاحب زینون پر گئے لڑکی فوراً بنگلہ

ہوئی یہاں تک تو سونے صاحب مرنے میں رہے

داماد نے اٹھ کر زندگی عرض کی۔ ایہ تو کوئی اور ہی

ہو۔ اتنا کتنا تھا کہ سو ڈال کے ہوش حواس تھرا

ہم سے آؤ دیکھنا نہ تاؤ دوڑ کر بھاگے۔ داماد

نے اٹھا پیچھا کیا اور زینون پر چاکر لٹوایا۔ چور چور۔

پکڑ لیا۔ گرفتار کر لیا۔ مغرہ ڈولا تھلا آدمی اور

لڑنے بھڑنے سے اسکو کیا سروکار پکڑے گئے۔

پہلے تو مہراج ملی کے داماد بھرتنگ ملی نے اُنکو

خوب گدیا یا اور بعد ازاں باہر لے گیا برتنڈار کو لایا

اور یہ گرفتار ہوئے اب دروازے پر بھیڑ لگ گئی دو

کانٹیل آئے محلے کے سب لوگ جمع مگر سونے کی

صورت سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ چور ہو۔ ایک سپین

ہنڈیا کہنے لگی بھی چور کی سی تو صورت نہیں ہو۔

و یا صورت پر نہ جاؤ چور نہیں تو کیا شاہ ہو۔

و شاید چور ہو۔ ہم جلتے ہیں آشنائی ہو۔

و اچھا ساٹھ باٹھ برس کاس ہو گا اسکا

بھائی صاحب چوری کرنا تو اسکی صورت سے ظاہر

نہیں ہوتا یہ کچھ اور ہی معاملہ ہو سکتے صاحب۔

کانٹیل۔ آپ کیا کرنے آئے تھے رات کو۔

مغرہ۔ بھی نال کھلے آئے تھے سچ تو یوں ہو

کالسیٹل۔ کیا فال کھلوانے، ایسا کن سے فال کھلوانے آئے تھے۔ یہ فراتے کیا اپنی پ یہ تو غشی مارج بی کامکان ہو پھر فال کسی بیان۔

مسخرہ نے بس اتنی ہی جوک ہو گئی۔ ذرا سی۔ کالسیٹل۔ تو چلو جو کی پر۔

مسخرہ۔ بھائی صاحب مالک مکان کو آئے وہ کالسیٹل۔ یہ کیا کھڑے ہیں آپکا کیا بیان ہو۔

بج رنگ میں لیٹا ہوا اپنی ساس سے باتیں کرنا تھا کہ ایک آواز آئی بھینہ یہ معلوم ہوا کہ میرے خسر کی

آواز ہی مہری نے گندی کھول دی تو ایک صاحب تشریف لائے پہلے تو میری۔ خیر۔ (راوی)

(اب اس مقام پر نہیں کہنے کو انکی زوچہ مقدسہ خسر سے بنگلیہ ہو میں خیر لکھوہ بات چبا گئے میں نے

کما کوں۔ پس مجھے دیکھتے ہی یہ بھاگتا تو میں نے رینوںک جاکو انکو دبوچا۔

کالسیٹل۔ اب بعضی بات کہنے کی نہیں ہوتی۔ انکی یہ جرات کیونکر ہوئی کہ پرانے مکان میں بے جانے

بو جھے دھس جائیں کچھ دال میں کالا کالا ضرور ہے۔ ۱۔ (کان میں) یا معلوم ہوتا ہی مارج بی کی

جو روا۔ ۲۔ بان ہا ہ جی مجھ سے کیا کہتے ہو صاف ظاہر ہے

۳۔ ہم تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے جی۔ جو بخ۔ ۱۱۔ ۴۔ بھائی صاحب خدا بہ عورت سے بلانہ دلے۔

۵۔ ایک نہیں ملتی ہی بھائی صاحب۔ اب دیکھتے ہی نا بھلا ممکن تھا کہ اگر پہلے سے سنا کچھ ٹیٹھنوتی تو یہ

اندر چلا جانا۔ لاول ولاقوہ۔ ۱۔ بج رنگ بی نے مسخرے کو ذاتی ایسی ہدی ہدی تھی

کو اس بھارے کا دل جانتا ہو گا۔ مگر تھر درویش جوان درویش۔ اتنے میں منی مہراج بی صاحب کرتے تھے اور

کو سنے گایان دیتے ہوئے تشریف لائے تھیں! بھئی یہ بیٹھ کر کسی ہے۔ ذرا تیز چلے اور قریب آئے تو

دیکھا کہ پولیس کے لوگ بھی کھڑے ہیں اور مسخرہ بھی چوڑ کر کے دیکھتے ہیں تو بھرنگ بی بھی بوجھلاب یہ سمجھ گئے کہ بھرنگ

نے مسخرے کو گرفتار کر لیا اور پولیس والے موقع وار دات پر آگئے۔ یہ اگلے پانچوں بھلگے اور دوسرے

راستے سے مکان کو گئے انکی بیوی نے کہا تم خوب وقت پر آگئے۔ ایک چور آیا تھا۔ وہ تو کہو یہ آگئے تھے

بج رنگ بی نے پکڑ لیا۔ بیوی کی باتوں کا جب بھونکے جو اب نہیں دیا تو وہ جھلاتن۔ کہا یہ پٹے کیا آگئے تھے

ای ماہر جاؤ وہاں کی جو کی کے سپاہی آئے ہیں اس میں چور کو دھواؤ اب دھو دھو کیا دین خود ہی تو بھیجا

تھا دھو اگسکو دین مگر اتنی منی مہراج بی لکھوئے قبلہ گاہ احمقوں کے پشت پناہ تھے غضب خدا کا

ایک ابھی آدمی کو اپنے گھر میں بھیجا اور جو دھو گھر میں موجود۔ اور طرہ یک بڑے شکر گزار ہوئے شکر یہ بھی

ادا کرتے جاتے ہیں کبھی کتا دیر بتائی جو اس نے بوجھا کہ آپ کی بیوی تو انہیں سمجھاتی ہیں فرمایا انہیں کا گیا

ڈکڑ کو چند تک تو بیٹھیں۔ مگر پھر گزری اور دیکھا کہ بھئی چوری چھپے جی ہوں تو مجھے نہیں معلوم اس کا

حال خدا جانے تھے کیا اسکی فکر تھی ہے۔ میں ایسی ہی باتوں پر بھی غور نہیں کرتا کہ دیکھوں بیوی کیا کرتی ہیں

خلاصہ یہ کہ کل بیوی کا چٹھا مہراج بی صاحب نے جب کچھ کھینچوئے کہ سنایا مکان پر پہنچے تو اندر سے کالسیٹل کا

بلوایا خود مالک ہٹ گئے اور مسخرے کو گھر میں بھیجا بیان کیا تھا

مرست ہوئی کہ تمام عمر جیتے زندگی ہر دم دوسرے کی سبھی کو  
نہ بخو لگی اور علاوہ برین پولیس کے سپرد کر دیے گئے مگر  
خیر۔ چاہے جو ہوا اس میں ڈرت کو اس کے بیان کے سامنے  
گئے تو لگا لگایا یہ کیا کم ہو۔

نیز اب آپ بچے نہیں اتارنے کچھ سوچ سوچ کے  
شرائے جاتے ہیں عصری نے بھنگ کی پی سے کہہ لیا کہ ادنی  
توں آجے گئے) بھنگ کی پی نے انکو آدنی سال حال  
جانا چاہا کانسٹبل نے بھنگی عرض کر کے کہا کہ ان میں جب  
ایک بچے کے وقت یہ آپ کے بیان آئے تھے ساتھ ساتھ  
کاسن جو اور تو کسی امر کا گمان ہو ہی نہیں سکتا مگر چور  
بھی انکو نہیں کہہ سکتے۔

مہراج بلی جیسے ہوئے تو تھے ہی۔ کہنے لگے یہ ایک بچے  
کا ہوا اسلے آئے۔ اور کیونکر آئے کہا دروازہ کھلوا یا  
چلے گئے مہراج بلی بگڑ کھڑے ہوئے۔ ہرگز نہیں ہو  
نہیں سکتا بالکل غیر ممکن ہر معاملہ ہوتا ہو چلے داہن کو  
اس پیر مرد سے عداوت اور دلی فساد جو سب نے ملکر  
اس پر مقدمہ قائم کر دیا ہوا ہر گز اسکا اجازت دینے  
نہیں سکتا کا ہے واسطے تو کم لوگ بولا بارے جلیان گل  
غبار و پھیر پھڑکا ہر درن بالکل درسیاہ خطا بن شدہ آت  
خود خود خانہ بروید۔ (یعنی اپنے اپنے کھڑاؤ کانسٹبل نے  
کہا آپ یہ کیا اندھیر کرتے ہیں یہ عرض آپ کے مکان میں بکرا  
گیا۔ داماد نے آپ کو اسکو گرفتار کیا۔ محلے والوں سے

ایک مطالب ہوئے چور ہو اس پر رحم کر لیا یا چور کی پر  
منہ نے کانسٹبل کی خوشامدی بھائی اہم  
جو زمین میں بابا۔ از براے خدا ہلکے چھوڑو۔ ہم  
دھوکے سے اس مکان میں چلے گئے انیس کی پینک  
میں تھے۔ ہم دھوکے سے آ دی ہیں آج مرے کل دھوکا

دن۔ ہر کوئی چور کرتے ہو فشی مہراج بلی نے بھی اسکی  
تائید کی۔ بیان ہم اور یہ دونوں ایک ہی حکم پر ہیں  
جائے آئے ہیں۔ یہ نواب محمد شکر علی صاحب کے دربار میں  
نوکریں اور میں بھی وہاں آتا جاتا ہوں یہ میرے پاس  
اکثر آتے رہتے ہیں۔ دھوکے سے اندھ کھس گئے کانسٹبل  
نے کہا اچھا جیسی راے ہو ہلکے کیا۔ ہلکے کیسے تو ہم علم  
تو انکو چور کی برکتیں اور صبح کو چلان کر دین سزا چاہی  
محلے بھر میں غل شکند اب اسکا چھوڑ دینا بڑی غلطی ہو  
آئندہ آپ کو اختیار ہو۔

بھنگ۔ ساجی تم جو کچھ ہلے چلو ایک نہ سونو۔  
مہراج۔ نہیں صاحب دوسے یہ میرا بار ہو۔  
بھنگ۔ (اپنے دل میں) اچھے اچھے آپ کے بار  
میں سکاٹ ڈالوں مردود کا۔

راوی۔ انکی بیوی کو لگے لگا چکا ہو نا۔  
مسخرہ۔ ارے بابا میں چور نہ جو رکھا پڑوسی۔  
بھنگ۔ گریڈ ہی نوکر تا ہو گا۔ بات تیرے کی۔  
مسخرہ۔ تھوڑا سا پانی پونگہ۔ بیاسا ہوں۔  
مہراج۔ میں لاتا ہوں (دھوکے ایک آجورے  
میں بھٹکا پانی لائے) تو بھٹی پی لو۔

کانسٹبلوں نے اپنی اپنی لہ فی محلے والے جا کے  
سورہ۔ چلا گئے وہ نے خدا خدا کر کے بھات باقی لہ  
کی کہ آئندہ اسکی حرکت نہوگی راب نے مہراج بلی اوٹا کی  
بیوی میں جوتا لاکھم نے کیوں اس چور کو چھوڑ دیا  
یا کہنے طلبیات ہو کہا معلوم تھا وہ اسکی بیوی لہ کی  
سے تم سے کچھ ہو چھوڑ دیا۔ میں نا ٹوٹی ہوں  
بہت بڑی حرکتیں ہیں تمہاری بھی بھٹکاؤ گے۔

مہراج۔ سب جھوٹ بات ہے بالکل

غلط۔ یہ خواب اور خیال ہی تھا راہ بس۔ ع

ا مارا جازیں نصہ گگاؤ آمد و خرف رفت

راوی۔ اگر سب جان امد کیوں خوشی طرح ملی صاحب  
بجنگ۔ آخر یہ تھا کون مرودہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا  
بڑے افسوس کی بات ہے۔

مہراج۔ بابے من۔ فرزند ارجمند من۔ این دوست  
صادق مست و یار شاطر نہ بار غلط۔ فیصدی سا پانچ شدہ۔  
اب سینے کے دوسرے روز نواب محمد عسکری کے بیٹے  
جو دربار گرم ہوا تو کسی شخص نے کہا خداوند آتی ہی نہیں  
ہو کہ پڑا گلہ کو کسی ملت میں پکڑے گئے ہیں۔ ذری خبر  
تو منگو اپنے رونے کو حکم ہوا جب کہ خیر حافیت تو  
دریافت کردہ تھوڑی دیر میں مسخرے کو ساتھ دیکر آیا  
مسخرے نے آتے ہی کان پکڑنے شروع کیے۔  
توبہ توبہ۔ حضور تو ہوئی۔ ہر خداوند غضب ہوئی  
حضور شیر کے منہ سے نکل کے آیا ہوں۔ ستم کا سنا  
تھا مگر امد نے بڑا غفل کیا اور بچا لیا۔ افسوس نہیں تو  
کیں کا نہ رہتا۔

پوچھا بھئی کچھ کہو گے بھی۔ کہا خداوند ٹھوٹ  
جائے گا و امد دربار اٹ جائیگا۔ میں کیا عرض کروں  
آپ سے بس ٹوٹن کو تر بجائیے گا یہ کیفیت ہوگی۔  
خداوند جہان سے مہراج ملی صاحب کے ساتھ غلام بھی  
شب کو گیا تھا۔ نواب صاحب نے کہا ہاں یاد ہے۔ کہا  
حضور کہنے لگے کہ نازو نے بلوایا ہو اور بلوایا دلوایا  
کسی نے نہ تھا۔ آپس ہی کا فقرہ تھا یا روں کا مجھ سے  
کہنے لگے کہ اگر نہیں جاتا ہوں تو دل میں مانتا ہوتا  
ہوں تو پوری کا خوف ہے کوئی تدبیر لپی بتاؤ کہ سنا ہے  
مرے نہ لگتی تو نے میں نے بیوی کا سنی ریافت کیا تو فرمایا

مجھ سے جھوٹی ہو۔ اس فقرے پر کل حاضرین دربار  
ہنس پڑے۔

نواب سلا محل دلاقہ کیا بے خور آدمی ہے۔  
ممن۔ گنوار کا لٹھ عقل سے تو سرکار ہی نہیں ہے۔  
وامد ایسا آدمی کم دیکھنے میں آیا ہوگا۔  
دار و غمہ مجھ سے جھوٹی ہے۔ لا حول دلاقہ  
ممن۔ تم ہنس دیے ہو گے تو شرار کے حضور ہونگے۔  
مسخرہ۔ آپ اپنی نرے چوچ ہیں۔ اسے مان  
ہستے تو معاملہ نہ بھر بھڑھو جاتا۔

نواب۔ اچھا صاحب پھر کیا ہوا۔ یہ تو بڑے منے  
کی دل لگی ہوئی۔ واہ چڈا گلہ  
مسخرہ۔ میں نے پوچھا صورت شکل کسی ہے فرمایا بس  
بجیدہ جیس وہ امین آباد کی صاحب۔  
اس پر پھر تمقہ پڑا اور لوگ ہنسنے لگے۔

مسخرہ۔ پوچھا انم کا شغل تو نہیں کرتی من۔ آپ کی  
بیوی فرمایا انم کا کیا ذکر ہے خدا تک تو جیتی نہیں  
اور بھئی چوری چھپتی ہوں تو کیا معلوم۔

اس پر بڑے زور سے تمقہ پڑا۔  
مسخرہ۔ میں نے کہا اس وقت جو آپ حائیکے تور داہ  
کون کو لگا۔ فرمایا۔ مہری۔ بس گنڈی کھولنے ہی دہ  
بھاگ جائیگی کیونکہ جو ان عورت ہیں گنڈی بند کر کے  
اوپر جاکے سرور لگائیں نے پوچھا آپ کی بیوی کے ساتھ  
سنتا کون ہے پہلے تو چرانہ سے ہوئے۔ اور  
تھک کر بولے آپ کی بیوی کے ساتھ کون سوتا ہے  
میں نے کہا میری بیوی کے ساتھ میری ردا کی سوتی  
اب ذرا ٹھنڈے ہوئے تو میں نے کہا ہماری صلاح  
تو ہے کہ تم دروازے پر سے آواز دے مہری لٹ ہی ہم اندہ

گھر جائیگے اور تڑکے گودم چلے گئے نور راضی ہو گئے۔  
 نواب۔ ابن یاسین نہیں۔ ایسا پاگل نہیں ہے۔  
 داروغہ۔ خداوند اس سے کچھ لعید نہیں ہے۔  
 مسخرہ۔ حضور بن تو میں من جو کتا ہوں۔ بڑا نصیحتا ہوا۔  
 کیا عرض کردن خداوند۔ وہ تو جیت ہوے اور بندہ دگرہ  
 مکان کساندر۔ اتفاق سے مہراج بی کا داماد آیا ہوا تھا  
 آنکی لڑکی اٹھکر مجھ سے بھلیکے ہوئی وہ بھی کہ مہراج کی بہن  
 آنکا داماد چلا آٹھا کما کون۔ کون کا کتا تھا کہ بندہ  
 بھاگا اور وہ میرے پیچھے رہنے پر اسنے مجھے آکے پکڑا  
 اور اسقدر دلا کہ ہڈی پسی ہی جاتی ہے۔ اور بوسہ  
 بلایا۔ اب میں چور بنا ہوا کھڑا ہوں محلے کے کچھ لوگ  
 مجھے جمع ہو گئے۔ چور چور سبائے محل چنانہ شروع کیا  
 اب کوئی تو کتا ہے چور ہے۔ بخوبی صورت سے برستا ہے  
 اور کوئی کتا ہے نہیں۔ چور نہیں ہے۔ یہ کچھ اور ہی بھید  
 ہے۔ سلام ہوتا تو آشنائی و آشنائی ہو۔ کسی نے کتا  
 نہیں جی جوری کرنے آٹھا بڑھا آدمی ہے۔  
 نواب۔ لاجل ولاقہ بڑا نصیحتا ہوا۔  
 محسن۔ دراصل چور بن گئے گھر میں گرفتار ہوے۔  
 نواب۔ لاجل ولاقہ مگر یہ مہراج بی خدا پاگل ہے۔  
 کیا معنی محل چھو ہی نہیں گئی تو تیرہ تیرہ۔  
 مسخرہ۔ حضور میرا شکریہ ادا کرنا کہ کیا تیرہ  
 بتاتی ہے۔ بس خداوند ادھر نور وادو چلا۔ اوہ بوسہ  
 کا فتنہ سنتے ہیں مہراج بی آگئے بوسے ہوئی پر  
 لیے جاتے تھے اور آنکا بدلا ہو کہ جو بوسہ لگتی تھی  
 مگر مہراج بی نے بجا لیا دیں تو جو بوسہ لگتی تھی  
 راجہ علاج سمجھا بھگا کہ بوسہ از دن کو رخت کیا۔  
 اور بندہ دگرہ ہزار خرابی گھر آئے خداوند استغفر

دوسرے ہاڑ کہ غلام کیا عرض کرے اب سے آئے  
 گھر سے آئے۔  
 نواب۔ مگر داماد یہ مہراج بی بھی یادگار ہیں۔  
 محسن۔ دوسلو تو ایسا نہیں پیدا ہوا ہے۔  
 داروغہ۔ اب کوئی شخص اپنی جورو کے پاس دوسرا  
 مرد کیون پیچھے لگا۔  
 محسن۔ لاجل ولاقہ غیر میان گلے تو لگا لیا۔ یہ کیا  
 کم ہے۔  
 مسخرہ۔ لہجی اٹا باہن گلے پڑیں اور۔  
 نواب۔ سارے نکو پیچھے بٹھائے یہ کیا سوچی سنکر تم  
 وادہ بانٹا ہوں واہ رے مہراج بی میان کسی کو بھجکر ذرا  
 نشی مہراج بی کو تو بلواؤ کہو بلایا ہے۔ جلدی چلتے  
 بعضی عجیب قطع کے آدمی ہیں۔  
 مسخرہ۔ حضور بے اند ذکر فرمائیے گا۔  
 محسن۔ مان دیکھے کچھ کہتے ہیں یا نہیں۔  
 مسخرہ۔ میں جانتا ہوں نہیں کہنے آپ سے۔  
 محسن۔ اچہ وہ ایک ہی جیسا ہیں ضرور کیسے بغیر  
 کے تو انکو چین نہ پڑیگا۔  
 اب نیسے مہراج بی صاحب سکرانے ہوے نواب صاحب  
 کے دربار میں شریف لائے۔ نواب صاحب اور حاضرین طلبہ  
 صاحب سلامت ہوئی۔ نواب صاحب نے کہا بھی مسکراتے  
 کیون آئے ہو فرمایا اوصے کے بعد آپ کو دیکھ لے غتیار  
 ہنسے آگئی یہ بھی مہراج بی ایسے ہاتھ دیو کی ماسن  
 کیا ہوگا بھلا۔ مہراج بی نے حافی لی۔ کہا اچھی کچھ ہوگا بھی  
 مگر مان خوب یاد آیا۔ اسے باران نیم کوون کو کیا  
 ہو کہ خواہ خواہ ایک شخص کو پریشان کرتے ہو۔  
 میں نے تمہارا کیا لگا ڈا ہے۔ رے شہباز تم نے مجھے استغفر

جیران کیا کہ لالہ مان - مین دوڑا ہوا نازو کے بیان گیا  
اور وہاں مجھے معلوم ہوا کہ نازو نے مجھے نہیں بلوایا تھا۔  
یہ سب آپ لوگوں کی شہرت تھی - یاد اس وقت میں  
تم سب کو گالیان دین اور سیکڑوں صلواتیں سنائیں  
کہ خدا تمکو غارت کرے تجھے مجھے دوڑا کر مار ڈالا -  
ایک ہی شریر النفس ہو نواب صاحب نے اپنی علمی  
ظاہر کی - کیسی نازو اور کیسے آپ کچھ پاگل ہوئے ہو  
بیان تو نازو کا ذکر بھی نہ تھا - مہراج جلی جھٹا گئے -  
آپ کی ایسی تھی - صریح آدمی نے آپ کے کان میں کہا  
کہ نازو کا آدمی آیا ہے - آپ کو بلایا ہے اور سنئے خود کہا کہ  
اب تو چین لکھتا ہے اور ہم جو وہاں جاتے ہیں تو سنا  
اور اوپر سے کہتے ہو کہ کیسی نازو اور کیسے تم - نواب صاحب  
سکرائے - یار کچھ یاد تو آتا ہے مگر مجھے والدہ حکیمین دیا -  
یہ کسی اور کا فقرہ ہوگا - مہراج جلی گڑھے - نواب صاحب  
خدا گواہ ہیں دوستی کے سبب سے بولنا نہیں ہوں  
ورنہ والدہ جیکو کہ پولیس کے سپرد کر دوں - مگر مین  
صرف بھل فسی کے لحاظ سے خاموش ہوں مگر مگر  
دیدم دم نہ کہیدم کہوں کس سے اور سنوں کس سے

نواب صاحب رہتے ہیں انکے ہاں شادی تھی وہی سب  
لوگ جمع ہوئے تھے -  
نواب - (مسکرا کر) ارے یار کل ایک شخص کے ہاں  
جو کہو دا تھا معلوم نہیں کہ کیا ہوا -

مہراج - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

نواب - (بات کو ٹال کر) بھی کچھ شور و شاعری ہو -  
مسخرہ - ہاں حضور غلام کا بھی جی چاہتا ہے -

گفتہ گفتہ شد دلہا بیا رگو  
دوڑا تین ہم نشاں سر جو

راوی نے اچھا کیا شہر کے بھی پتھر لگا دیے  
ممن - کل رات کو یہ آپ کے دروازے پر کھڑی تھی

مہراج - (چھبک کر) بھڑا - اب بھڑکیسی بھی  
ممن - بہت سے لوگ جمع تھے اور لوہے کے لوگ بھی تھے

مہراج - مگر جو کس غلط ہے - پولیس سے کیا بحث ہے  
ممن - اے صاحب کل رات کا ذکر ہیں نے خود دیکھا

مہراج - اے وہ - لا حول و لا قوۃ - ہمارے پولیس ہیں



باتھی کا پانٹھا اٹھا لیا تھا۔

مہراج۔ اے ایدہ ابھی مجھے نہیں معلوم ہوا ایدہ۔

نواب۔ ہاں اگلی بڑی معرفت سنی ہو کہ بڑی لائق آدمی ہیں اور سنا ہے کہ خوبصورت بھی ہیں۔

مہراج۔ لاؤ کر (ہونٹوں پر) خوبصورت اے اے

خدا کا قسم وہ جو آغا میر کی سرزمین مشہور بھٹیاری ہے

کیا نام ہے اسکا۔ یاد نہیں آتا۔ لا حول ولاقوہ۔ اے

میان دہی۔ توبہ۔ وہ مشہور بھٹیاری جی بھٹیاری

نام ہے۔

ممن۔ ہاں میں سمجھ گیا مدار کو کہتے ہیں آپ۔

مہراج۔ مدار و مدار و بس مدار وین اور انہیں

کوئی فرق نہیں ہے۔ بالکل ایک۔

ممن۔ مدار تو ٹیڑھ بھی اب بھٹیاری کے گھر

بڑا گلی ہے مگر اچھی صورت ہے ایدہ۔

مہراج۔ حاجی وہ مہترانی سہی طلبہ توشیح سے ہے

راوی خدا کی بات سے اوپر پہلے توشیح ہی بھی

امین آباد کی ساتن سے اب بھٹیاری اور ٹیڑھ سے

نواب۔ کیونکہ بھی تھا وہاں انیم کاشغل تو نہیں

کرتی ہیں۔ سیاہو کچھ شغل۔ توڑا توڑا۔

مہراج۔ نہیں بھئی جڑ تک تو بیٹی نہیں۔

نواب۔ چال کیسی ہے اچھی بیوی کی بھائی صاحب۔

مہراج۔ کس سے مثال دوں۔ اہلہ۔ بھئی خوب یاد آتا

دوانی کی بھری میں ایک چوکری ہے جو چلیں بھر بھر کے

بلائی ہے۔ بس بھینہ اسی کی سی چال ہے فرق فقط

ہے کہ وہ چوکری ابھی چال یہ سمجھتی ہے اور ہمارے ہی

کھیل کودی ہیں۔

نواب۔ سنا ہے کہ بیکر دیکھیں بھلا ایک نظر لے سکتے ہیں

کیونکہ مٹی مہراج کی صاحب۔

مہراج۔ بھائی صاحب ہم ذکر کر گئے مگر وہ ننھوڑ کر

اوپر بھئی سوچو تو کیونکر منظور کریں۔

نواب۔ کیا آدھی ہو بھئی اے میان دور سے

دکھانے میں بھی غل ہے۔ لا حول ولاقوہ۔

مہراج۔ اچھا میں دریافت کروں بھائی صاحب

بجوت آہو کی بات ہے ان دیکھو جوٹ کیون بولیں

ممن۔ یہ کیا چکے چکے مسکوٹ ہوتی ہے۔

مسخرہ۔ ہاں آفت حضور دروئے مار ڈالا

نواب۔ یہ درد کیا کیون غیرت تو ہے۔

مسخرہ۔ خداوند کل بہت بنا۔ خوب ہی مارا گیا۔

ممن۔ کیا کیون کسی کا مال چڑایا تھا۔

مہراج۔ اچھا اب رخصت ہو تاہوں

کل آؤنگا۔

نواب صاحب نے انکا دامن بکڑ لیا۔ کہاں

چلے کہاں۔ آمدن بہ ارادت رفیق باجارت۔

کیا دل گلی ہے کہنے لگے اب رخصت ہوتا ہوں تو

دو گھڑی دل بہلاتے ہیں بائیں کرتے ہیں بھاگے

کہاں جاتے ہو مہراج بی رسیاں نڑا کے بھاگے جاتے

تھے مگر نواب صاحب نے بڑھتی ٹھٹھا اور کہا آج

ہمارے پاس ایک دیس کے نائب کیڑا آئے تھے انھوں

نے ہم سے بیان کیا کہ مٹی مہراج کی صاحب کے گھر میں

کل ایک چور کو داتا تھا۔ نواب صاحب یہ بیان کہے تھے کہ

مسخرے نے بہت کافی اور کہا حضور غلط ہیں تو کل رات

کو کوئی تین بجے تک انھیں کے مکان پر تھانہ چور تھانہ

چکار محض تو کسی نے کہا ہر تین بجے کے بعد چور آیا ہو تو

آیا ہو اسکا حال مجھے نہیں معلوم ہے مگر اتنی رات جاگے چور

بھلا کیوں آتا۔ کوئی بات بھی ہو خواہ مخواہ کا بدھوٹا  
چراغ کر دکھائے۔

نشی مہراج جلی نے منہ کے کی طرف مٹی لٹا کر کہا  
خوش ہوئے آپ یاروگوں نے کیا ماندھنا بندھا ہے۔  
اندھیری تو عقل حیران ہے کہ یہ باہر کیا ہے کہنے لگے  
کل رات کو نشی مہراج جلی کے ہاں چور کو داتھا خدا  
کرے کہندے اے کے گھر میں چور کو دے چٹل لگی ہو۔

ممن نے کہا ای حضور یوں نہ کو یہ یوں کیسے  
راستہ دور رخ برگردن راوی اول ہم لوگ تو  
نشی سنا ہی کہتے ہیں ہلکے کیا معلوم۔ مگر مشہور یہ ہے  
کہ چور کیا اور آپ کی (اب میں عرض نہیں کر سکتا  
آپ کی بیوی۔ حضور۔ آپ کی بیوی۔ نہ کو ننگا۔  
نشتے ہیں کہ آپ کی بیوی سے بھنگیہ ہوا۔

مہراج۔ (بہت ہی چراندھے ہوئے) کیا بکتا ہے  
سو بے ایمان۔ بہ ذات۔ نامعقول۔ اگر اکیس  
گفتگو کی ترجمہ کو ہر نچا دو ننگا۔

نواب۔ بھٹی مٹی تم بہت بڑھ جاتے ہو۔ ہلکے پنہین  
ایسی باتیں نہ کیا کرو حسین رنج ہو۔

ممن۔ خداوند تو وہ چور خدا نہیں کی قطع بنا کے  
کیا تھا انکی بیوی کو کیا معلوم کہ کون ہے۔

مہراج۔ تو پھر اب اس میں انکا کیا قصور ہے بھلا  
سوزے کی طرف مخاطب ہو کہ کیوں بے یہ  
کیا بات تھی۔ نامعقول تیری دم میں نہ اماندہوں  
منہ۔ سب غلط۔ بالکل جھوٹ۔ محض مصلحت  
یہ سب کہتے ہیں کہنے دو۔

مہراج جلی کا منہ کے کی طرف مخاطب ہو کر یہ  
کہنا تھا کہ نواب صاحب اور ممن کھلکھلا کر ہنس رہے

کہا اے گدھے یہ تو نے کلچر سے کس بات کی شہادت  
چاہی تو تو اپنے آپ دھڑکیا گیا۔ لا حول ولا قوہ  
داسارے ہنسی کے بڑا حال ہو بھٹی خدا کی قسم  
سیدھے آدمی بہت دیکھے مگر حضور سب کے بدھوٹا  
مہراج جلی نے جھٹکا کہ اے سیدھے کوئی اور ہوتے  
ہونگے جیسے اور مذاق۔ ہونہ۔ ۴۔

بھٹکھو نادان نہ کچھ دور ہوں دانا ہوں ہیں

مرا بار بار ہرن گزنی توانی کو بندہ راجہ یار  
کہ مگو یہ یا بیچ گویہ۔ پس خنہ کی گونید۔ ۵

بندہ شہان یہ کہ زلفیہ خوش  
عذر بد گاہ خدا آورد  
ورنہ سداوار خداوندیش  
کس خواہ کہ جب آورد

کہ گفتہ اند انکاج من سستی فن خوب۔  
نواب۔ (مسکرا کر) اے یاد تم عزلی بی پڑھے ہو  
مہراج۔ ہونہ! اعزلی بھی پڑھے ہو۔ انا۔ انا معلوم  
عزلیہ فواغاب۔ ولاتہ علون عربا۔ فی لسان غیب  
آپ کے ہاں عزلی زبان میں ہے مختلفہ الا بواب۔ یعنی  
پس بند کر تو تم اپنی زبان کو۔

داروغہ۔ (ہنس کر) کیا ترجمہ کیا ہے  
وامہ۔ ابواب کے معنی زبان کے ہیں۔ اور  
لسان عزلی میں دردازے کو کہتے ہیں۔

مہراج۔ ہمیں کیا سکھاتے ہو۔  
نواب۔ پاگل ہیں داروغہ صاحب۔

مہراج۔ ایک عرب مجھ سے کہنے لگا  
ہذا انت عرب نہیں۔ یعنی کیا عرب کے  
باشندے ہو۔

نواب بھٹی۔ وہ گجرات کی چوری کے نام سے۔  
مفسر۔ حضور اس زمانے میں یہی تھیکہ کر۔  
آخر۔ منشی مہراج علی صاحب مہین بڑا فوس ہوا۔  
مہراج۔ فوس تو ہونا چاہیے۔ آپ کے  
باپ مر گئے نا۔

نواب بھی یہ کیا خوب کہا ہے داسر۔  
 من۔ اب تو راج کی لینے کے حضور۔  
 مہراج۔ (سکرا کر) ہمسے اور دل کی۔  
 اختر حضرت اس وقت تو مہبت ہی تھی۔  
 مہراج۔ آپ جھینے والے نہیں ہیں آپ مخلوک  
 سے اٹھائے گئے تھے تب تو جھینے نہیں۔

نواب - بار آج تو میرا خوب آواز سے کہل رہا ہے  
 مہراج - مگر میان اختر تو بچکے کھڑے ہیں۔  
 اختر - حضرت ابیہ سبائین پر تو چھاری ہو  
 مہراج - اختر کی بیوی ہماری سلجھ ہیں۔  
 اختر - خداوند غلام اب رخصت ہوتا ہے۔ یہ تو بچے  
 بھتیان کر رہے ہیں آج۔

مہراج ملی بڑے ہی خوش کہ آج پالا سار  
باتھ رہا مار لیا ہر کوئی کیا کھاکے مقابلہ کر گیا  
جو میں کستا ہوں چھا جاتی ہے۔ واہ رے میں۔  
اتنے میں مسخرے نے کہا غدا وہ نکل کی سرگشت  
سینے مہراج ملی کے چہرے کا رنگ فق و حضور  
ایک دوست نے اپنے گھر پر پانڈی گڈی  
کہو لو۔“

5

داروغہ - (تہنہ لگا کر) یہ آنت لے کیا مڑ دیا۔  
 مہراج - مڑ۔ اڑو کیسا۔ کیا یہ بھی کوئی پکڑی ہے؟  
 نواب - آگیا اپنی صلیبت پر۔ ہندو اہونا۔ آخر  
 پکڑی یاد آئی۔ ارے بلڈ گھا ہوتا کیسا ب کا نام  
 لیا ہوتا۔ ترکیاری کننا۔ یہ پکڑی کیا مہنی۔ بیوقوف۔  
 مہراج - تم کیا جاؤ اور دربان کسے کہتے ہیں۔  
 نواب - سہین کیا شک ہے یہاں پر ہم بھی اتنی تمکے  
 مہراج - مارا دربان اردو ملک ہست کہ گفستہ اند  
 زبان اردو آن دانکہ زبان دان بودہ باشندہ الاہتین  
 وند استنہ سے ہیج و پوج سست۔ شہرہ اماندہ۔ کہ در  
 دیار غیش بنیم جو خزندہ الاہنہ را در صرت و خوف  
 نہ نام نہ شہر بخیر فقط الدم سورا

راوی۔ واداشی مہراج علی صاحب۔ اسی زمانہ میں  
اسی میں بیان اخبر آئے اور ذرا صاحب کی  
خدمت میں جھک کر ادب عرض کیا اور کہا حضور  
ذرا مہراج علی صاحب کے گھر پر آئی مجھ سے  
مٹاؤ ان کے سامان و ادا ہو گئی۔ حاضرین جلسہ  
مسکراتے لگے ذرا صاحب نے کہا بھئی کیا گرمی  
چڑھ گئی دماغ پر۔ مرتج برائے تو تھکے  
مہراج علی صاحب نے مجھے ہین سا خترنے  
افسوس کیا سنتے ہین سب لوٹ گئے کیا جھار  
وے گیا۔ افسوس کیون صاحب کیا کیا لگیا۔  
مہراج۔ بہت ہی بگڑا کر (تھار) اس  
یوسور کا بچہ کا ہے واسطے ہم کو دیکر تاج  
ملدی ہوئی۔

اختر ہی ہو غضب ڈھا گیا آخر کچھ نہ جوڑ گیا یا  
یا کل صفایا ہی کر گیا غضب کیا داند

مسخرہ۔ تو بس حضور پھر کیا ہوا کہ۔

مہراج۔ اے چپ۔ اوترے مسخرے کی اتنی سی دم میں کھٹکھٹا چپ ساری عزت و ابر و خاک میں لٹائے دیتا ہوں مافوق۔

نواب۔ یہ باجر کیا ہے۔ یہ ابر کی لفظ سے تو کچھ وال میں کالا کالا ضرور معلوم ہوتا ہے۔

ممن۔ بس حضور ہی بات ہو زمین نے پہلے کی تھی کہ چورانگی بیوی سے نکلی ہوئی۔

اختر۔ اینا توبہ یا میرے اہل سب کی ابرو بچانا و اہل یہ تو جان دینے اور مرجانے کی بات ہے۔

ممن۔ اور یہ جلتے ہیں کہ منشی مہراج بی کا سا غلط اور اسکی جو دوسے جو رکھ لے اور وہ زندہ رہے۔

ارے یہ اس غم میں ٹوٹ ٹوٹ کے مرجائینگے۔

نواب۔ اہل سب کتے ہو غیرت دار کے لیے بڑا سا منا ہے۔ یا اہل توبہ۔

مہراج۔ یا اس مسخرے نامعقول کی شرارت ہو چکی نا حق بچا یا۔ جب دو برس کو بھیج دیا جاتا تو معلوم ہوتا۔

نواب۔ کیا کیا۔ بھیج دیے گئے ہوتے دو برس کو یہ کیا۔

مسخرہ۔ حضور سنا نہیں آپ نے۔ ۶۔

جادو وہ خبر سے پہچان کے بولے

نوشہ کی دعوت

منشی مہراج بی نے خدا جانے کیا جاتی دینا دیکھی کہ کل احباب کو انے گھر دیکھ کر جب سب احباب جمع ہوئے تو کہا کہ چنے آج کئی قسم کی شراب منگوائی ہو خوب پیو۔ پہلے ذائق کی باتیں ہونے لگیں۔

چھٹن۔ شراب! اے لعنت خدا۔

نواب۔ یہی ہلکا شراب کی صحبت سے نفرت ہے۔

روفق۔ بیشک ہلکا بھی علی ہذا۔

دار و قہ۔ اے حضور مسلمان اور بھلا یوں شراب سے کابستہ یا رہن پیے تو پیے۔

چھٹن۔ منشی مہراج بی صاحب پانی منگوائے۔

مہراج۔ اچھا تو کسی مسلمان کے ہاتھ سے پانی آنا چاہیے۔

چھٹن۔ اس میں کیا شک ہے۔

روفق۔ کیا خوب! ورنہ تو کیا آپ کے گھرے کا پانی پیئیں۔ سبحان اللہ۔

مہراج۔ یہی میں کب کتا ہوں مگر اہل دم لوگوں نے اس دن بڑا ہی جبر کیا۔ ارے ظالم اپنے گلاس میں پلوادی اور اپنی مچھری کا پانی۔

چھٹن۔ اب ہندو نے کی نہ لینا کبھی۔

مہراج۔ ہرگز و اہل غضب کا سامنا تھا۔

چھٹن۔ ارے اب کچھ بلاتا ہو یا نہیں۔

مہراج۔ یا اتنی آخر یہ کچھ اہٹ کیا ہے۔

دار و قہ۔ دیکھیں منشی مہراج بی صاحب نے کیا کیا سامان کیا ہر ادا دل کیا و اہل۔

چھٹن۔ سارے بھی اب لائے ہو یا باتیں بتاتے ہو۔

مہراج۔ منشی مہراج بی صاحب ایک خوبصورت کٹر میں ہو سکی لائے سو گون نے پوچھا کبھی۔ کون شراب ہو۔ کہا ہو سکی۔ ادا اہل غایت سے سب نو سیکھ کا ہو سکی نہیں اور کوئی شراب گلاب کی ملائی منگوائے۔

مہراج بی نے سپاہی کو بلایا اور حکم دیا کہ روز شراب جلد

جا کے لاؤ۔ مگر بار۔ روز شراب تو عورتوں کے لیے ہے۔  
لیڈیان پتی بہن۔ عیشیں تو ہنسی جیتے ہیں تو خوری دیر  
میں روز شراب آئی۔ بالکل گلاب کی خوشبو۔

مہراج۔ بے بھی اب لگا دکاؤ۔

چھٹن۔ پہلے تو ہم پیٹے استاد۔ کوئی پیہ پیہ  
ردنق۔ دامہ اسکی بوسے نفرت ہے۔ خدا گواہ ہے  
چھٹن۔ آپ پاگل ہیں۔ اسکو بوئین خوشبو کہتے ہیں  
ردنق۔ شیطان کی چھکار۔

چھٹن۔ عسکری نواب یار اسکو نکا بویان سے۔  
آغا۔ ہاں۔ تو بھڑون گردنا۔

ردنق۔ قسم خدا کی ایسی بداتی ہے کہ تو بہی بھلی دماغ  
بھٹا جانا ہے۔ معاذ اللہ۔

آغا۔ بھی چھٹن قسم ہے وادہ اپنے چھٹک رو۔  
چھٹن۔ (ایک چلو چھٹک کرے پاک ہو گیا۔

ردنق۔ تو۔ سور۔ یہ دل لگی نہیں پسند نہیں۔  
چھٹن۔ ابکی ایسی تھی۔ چوٹا اٹھائی گیرا۔

نواب۔ یار افسوس ہے کہ قرن ہن وقت نہیں ہے۔  
مہراج۔ سارنا زو بھی نہیں۔ پھر کیا فکر کریں۔

نواب۔ بلو اوجی۔ دو گھڑی دل لگی رہیگی۔  
مہراج۔ مگر زمانہ مکان قریب ہے۔

نواب۔ آپ تو پاگل ہیں دو گھڑی بھی عیشی پھر  
جلی جاتی ہیں امین نقصان کیا ہے۔

چھٹن۔ اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ شہدے  
جمع ہوئے تھے۔

دار و فتح حضور معلوم ہوتا ہے۔ یہ جو رو سے  
بہت ڈرتے ہیں جو رو کے مرید ہیں۔

م۔ ارج۔ کون بن نا۔ ہاں بھی

بیشک ڈرتا ہوں۔

نواب۔ ڈرتے ہوتے تو یہ فعل ہوتے جناب۔

مہراج۔ ارے بار۔  
کلی رہی اور رہے گی کسی۔

چھٹن۔ بس ہی چھٹک ہے۔  
نواب۔ دور وزہ زندگی کے لیے کیا فرش اور  
کیا خاک۔

سب کے پہلے چھٹن صاحب نے بی۔ اہا ابھی

بہشت کو دور ہی سے سلام ہے وادہ کیا مزہ آیا ہے  
اس وقت۔ کہ کیا عرض کروں۔ جی خوش ہو گیا ہے

دینا ہوا اور شراب ہو مہراج جلی نے بھی اُسے اتفاق  
کیا۔ یار حق تو یوں ہے کہ بہشت میں جائیں یا دوزخ

میں اس سے نہیں کوئی بحث نہیں مگر وادہ شراب  
بھی کیانا درشت ہے۔ بے نظیر چیز ہے۔ اُس دن یار

تم کو گون نے بڑا ہی غضب ڈھایا۔ ارے ظالم  
مسلمان لاگلاس اور چوٹا میرے سانسے کا پیہ ہوا

گلاس اور پانی مسلمان کا اور مجھے ملا دیا۔ اگر بوی  
میں ہیں تو وادہ میرے ہاتھ کا پانی نہ ہیں۔

چھٹن۔ ارے بھی ہم کیا اپنے مذہب پر فخر نہیں۔  
نواب۔ مسلمان اور شراب لا حول ولاقہ

مہراج۔ تو یہ تو کر سکتے ہو بیان تو یہ بھی کجائش  
نہیں ہے ہماری قوم کے کو گون کو اتنا معلوم ہوا کہ گئے

مسلمان کے قبوے گلاس میں باقی پانی لیا بس فوراً حکم ہو  
کہ یہ بلوری سے خارج۔ اور بھی حکم کن بن ایک خود

جھکتا تھا گلاب تم کو گون سے کوئی پردہ نہیں رہا۔  
نواب۔ میان ایک حمام میں سب ننگے۔

مہراج۔ ہے ہے۔ اگر بھائی میں نے تو مار ہی ڈالے۔

آٹھا۔ کیا آپ کے بڑے بھائی ہیں کوئی۔

نواب۔ کیا خوب۔ یہ بھی کوئی گناہ ہے۔

چھٹن۔ بھئی اب ہمیں کو پلا کے آؤ بناؤ گے تم لوگ  
کیون نہیں پتے۔

نواب۔ (گلاس لیکر) لے آؤ لے مٹیل دے مٹنی جی  
چاہے بس اب تو خوش ہوا۔ ۵

گورک کے واسطے جا کر کیا اب لاجپٹ پٹ  
مین کل سے سیاسی ہون سانی شہر لاجپٹ پٹ

مہراج۔ یار پتے تو تم لوگ ہون مین مگر ادبائین  
ہست بناتے ہو۔ اٹھاؤ۔

نواب۔ تم تو شروع کرو۔ یہ نہو لاجپٹ کی کہ تم تو ہمیں  
اور آپ نہ ہمیں لے شروع کیجیے۔

مہراج۔ کون (مسکرا کر) میں پنے والے کو کچ  
کتا ہوں آپ ہم باگل مین اور شراب۔

نواب۔ اب آپ پٹیلے جناب یہ کچھ لیجیے کہ اسی  
دن کا سال ہوا۔ پھر شکایت نہ کیجیے گا۔

مہراج۔ کون میرے مکان پر اور  
مجھ سے کیا ڈنگی واسدہ یہ دل میں خیال  
بھی نہ کیجیے۔

نواب۔ پی۔ اے پی۔ (ہاتھ سے گلاس  
دے کر) پیارے کہ نہیں۔ نامعلوم لے پی جاؤ  
میان۔

مہراج۔ ملی نے انکے ہاتھ سے گلاس لیا اور  
غصہ غٹ کر کے پی گئے۔ کہا افوہ بڑی گرمی ملیم  
ہوتی ہے خدا جانے کتنی انڈیل دی ساب ہم اپنے  
سے نیکے بھائی نواب محمد عسکری صاحب بہت بدی افوہ  
چھٹن صاحب کو جو کسی قدر چڑھ گئی تو انھوں نے

داروغہ کو زبردستی پلا دی۔ اسنے ہاتھ دوسرے حضور مین  
دجاؤ لگا مجھے نماز پڑھنی ہے۔ خداوند کل پر رکھے۔ مگر یہ کسی  
سننے مین نہ بردستی پلا دی۔ اور کہا محبت مین میٹھو کہ یہ  
قلا دیا پان کیا معنی تھا۔ اسے باپ کو بلائین۔ اور  
دادا کو بلائین تم کیا ہو۔ آپ بھی کوئی سڑ ہیں۔ بچوں  
دیگرے نیست۔ جب محمد عسکری کو پلا دی تو پھر تم کس  
کھیت کی مولی ہو۔ چلے وہاں سے نہ بیو لگا۔

داروغہ کو بچا۔ اسکے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ پی لو۔  
پی کر کہا اب حضور ایک شرط ہے۔ مین گھر نہ جانے گا۔

جوروا کو اسکی بو بڑی معلوم ہوئی اور آپس مین مفت  
مفت مین تپاؤ لگی ہوئی یہ بھیک نہیں ہے۔ اب بندہ  
ہمیں سو گیا۔ صبح کو جا کے کدو لگا نواب صاحب  
کے کام کو بیان کیا تھا وہاں کیا تھا۔ آئین بائین  
شائین جتاؤ لگا۔ یہ تو بائین ہاتھ کا کرتب ہے۔  
لاحل جوروا کو کیا معلوم کہ یہ کیا کرتا ہے اور کہاں  
رہتا ہے۔

مہراج۔ جی تم مزے سے یہاں سوؤ۔ تڑکے چلا جاتا  
داروغہ۔ کچھ تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔  
نواب۔ تکلف کرتا کون ہے۔ یہ تو وہی نسل ہو گئی  
کہ مان نہ مان مین تبراہمان۔

مہراج۔ تکلف کیا معنی۔ پٹنگ بھجوا دینگے پس  
چھٹن۔ خالی خالی پٹنگ ہی بس (مسکرا کر)

مہراج۔ ہان۔ جی۔ بجا۔ اور نہیں کیا۔  
چھٹن۔ بھئی اب پوچھنا بھی کوئی گناہ ہے۔ یار۔  
نواب محمد عسکری نے تین بار اپنے ہاتھ سے انڈیل  
کے پی اور نشہ مین چور ہو گئے۔

نواب۔ ممن دیکھو جوڑی گاڑی کو بول دو۔

<p>خود پیسے ہوئے تھے۔ انھوں نے بھی طائست بنائی  <b>مہراج</b>۔ کاہے واسطے یو سوریو لئے مانگتا ہے پس          جب رہ پاگل آدمی۔  <b>چھٹن</b>۔ تو جب رہ نہیں تو اب تو پٹنے لگے گا۔          مت بولو کالاسور۔</p>	<p><b>چھٹن</b>۔ بول دو۔ یو بلدی فول۔  <b>مہراج</b>۔ دونوں غمین ہیں۔ دھت۔          داروغہ۔ ۶۶          انوب گذریلی جو مل چھٹن کے دیوانے دو</p>
<p><b>مہراج</b>۔ چوگے تم میں ایک جان بوجھ کے خاموش          تھا۔ اب اگر ذرا تم بولے تو میں بیٹ جلاؤں گا۔</p>	<p><b>چھٹن</b>۔ جب ہو یو سوریو بلدی فول جب رہو۔  <b>مہراج</b>۔ داروغہ خاموش رہو۔ کیوں پتے ہو۔          خواہ مخواہ جھگڑا مول لینا۔ اس روز زمین کو سمجھانے          تھے آج خود ہی پاگل ہو گئے۔</p>
<p>سفر چلا آدو سیم ورتش          آن نشندی کہ فلاکھن چم  <b>چھٹن</b>۔ ادا کلا میں مت بکوبیس نکال دو۔ آدمی          یو سوریو کال دو۔</p>	<p>داروغہ۔ ۶۷ محل گئی جو سمت ستر فریز چاندنی۔  <b>چھٹن</b>۔ تیرا سر چاندنی سو رکین کا۔  <b>مہراج</b>۔ بھی چھٹن صاحب یار اب تم نہ ہو۔ اب تم          بکتے ہو بار۔ اور خاکسار کا مکان ہے۔ والند بڑی          بدنامی ہوگی لے غضب ہو۔ یار و ذرا ہوشیار رہنا۔</p>
<p><b>چھٹن</b>۔ اب میں چاشنا رسید کرتا ہوں میں تو لب          اب جب رہ پاگل گدھا۔          داروغہ۔ حضور اب بات بڑھ جاگی۔</p>	<p><b>چھٹن</b>۔ ابے جاڈو لوک۔ دایہ کین کا پوری          بوتل پی جائیں والند اور نشہ نہو۔          نواب۔ کیوں دینک کی لیے ہو۔ پاگل کین کا لقمہ</p>
<p><b>مہراج</b>۔ جی نہیں۔ میں انکو راہ بے آؤں گا۔          نواب بھی اس وقت تو دالند ہم بھی بکرتے تھے۔  <b>مہراج</b>۔ یار خواہ مخواہ جو گالی دتا ہے تو برا معلوم          ہوتا ہے اور طبیعت تھلا اٹھتی ہے۔ کہ گفتہ اند۔</p>	<p>پاگلوں میں بھی خود ہے چھٹن          داروغہ۔ خداوند کیا خوب بر حستہ          فرمایا ہے۔</p>
<p>چرا گویدے لفظے در سنے          کہ خواہ مخواہ مشور ناگوار طبعے</p>	<p><b>چھٹن</b>۔ اپنی ایسی تہی فرمایا ہے تم          خوشامد کرنے والے سوریو لوگ ہمارا مزاج</p>
<p>داروغہ۔ کیا موزون طبیعت پائی ہے          حضور نے۔  <b>مہراج</b>۔ ابن ہر ہم مہرباناست          کہ گفتہ اند۔ ۶۔</p>	<p>در ہم بر ہم کر دیتے ہو یو سوریو۔          داروغہ۔ حضور اب زیادہ نہ بڑھیں بندہ بھی          شریف زادہ ہو مجھے پس اب بارے ضبط نہیں          ہے۔ ابکی بندہ جواب تو بکری دیگا۔</p>
<p>کچھین ہمار تو زردان مغلہ آید          این ہمہ سوز دانی تو فون برید دانی تو شانی خودی کو ہر</p>	<p><b>چھٹن</b> صاحب کو استدر چڑھ گئی کہ پی کے غل          اچانے لے یو مہراج کی تم ادھر حاضر ہو۔ یو سوریو مہراج کی</p>

عاقلاں پر وی نقطہ نکسند	غالب ہمیشہ لالہ قبتیل کہا کیے۔
نمودار مارا آڑا خط	داروغہ۔ حضور شاعر تو ہیں مٹی تھا۔
کہ مہراج بلی نادر جواب	نواب۔ یہ کشمیری تھا نا۔ اپنے ہی دالوں کی تعریف
گلم مارا ناز راہ خط	کرینگے۔ اور طعنا کیا کرتا تھا۔
خط در گزارد تو ابہر نما	چھٹن۔ طعنا کشمیری بھی اچھا تھا۔
داروغہ۔ کیا خوب۔ کیا خوب۔ تہ مصرعی ہوئی ہے	نواب ۷۰ ادوی کی کیا تعریف کی ہے۔ اور کشمیری کیا
نواب۔ یہ تہ مصرعی کیا معنی بھی۔	تعریف کی ہے۔ قلم تو لڑے ہیں۔
داروغہ۔ حضور اور سب دو مصرعون کا شعر کہتے ہیں	چھٹن۔ بھی خدا اس خطے کو سلامت رکھے کیا کیا گو
حضور نے تین مصرعون کا شعر کہا ہے۔	گذر گئے ہیں۔ یادگار نہانہ۔
نواب۔ (اشارہ کر کے) بھی۔ ۶۔	داروغہ۔ حضور قدردان ہیں راتہ۔
قطع موزون را عوض وقافیہ کا فریت	چھٹن۔ بھائی ہم تو منصف مزاج آدمی ہیں۔
داروغہ۔ ۶ قافیے کا بھی قافیہ ہو گیا۔	انصاف کو نہ جھوٹینگے۔ انصاف مقدم ہے۔
نواب۔ کیا خوب اس پر مصرعے لگا دیے	اب شے کے منشی مہراج بلی کو منشی میں ناز و کا
مہراج بلی۔	جو خیال آیا تو محمد عسکری سے اصرار کر کے ناز و
مہراج۔ ابھی دھماکے۔ یہ تو گھر کا علم ہے۔	اور قمرن کو بگڑا یا۔
نواب۔ یہ حضور کے گھر کا علم ہے۔ شاہ احمد۔	تھوڑی دیر میں چھپا جھم کی آواز آئی اور
مہراج۔ ساجی تم لوگوں کو نویہ جی ہوئی ہے کہ ہندو	سب کے کان کھڑے ہوئے۔
کیا کہہ سکتا ہے جی۔ اور یہاں خاقانی سے ملکر لڑانے	مہراج۔ جی آید۔ آج عروس کو منی پر شان فداہم تر آدن
کو تیار ہیں گلاب موگوں کے نزدیک دل لگی ہے۔	سیکند دول وجان مارا کہ تناظر طرہ تبادار ولست پامال خزانہ
چھٹن۔ واہ بھئی دھوتیا پر شادواہ۔	کر دے آید کہ گفتہ اندر۔
مہراج۔ یا تم لوگوں کو اب ہم کیا کہیں۔ بڑی	ہر شے خوش باد ناوشٹاے دنیاے دنی
نامسقول صحبت ہے۔ واللہ۔	واللہ کہ او کافر ہندو کشی آمدہ است۔
چھٹن۔ آپ خود نامسقول ہیں قلم۔	بزدلی قزم زردن
مہراج۔ نوہم دھوتیا پر شاد ہیں۔	قمرن۔ ہازر رزی مزاج۔
چھٹن۔ اور ہیں کون اب۔	یاما۔ حنا ضر ہندو تزی ہزدن گزی۔
مہراج۔ بھلا قبتیل کے قائل ہو کر انکے بھی قائل نہیں	قمرن۔ تزد تزد و جزدن کزی ستری چزال چز لتری ہز گزی
چھٹن۔ وہ بھی دھوتیا پر شاد ہو کر سیدھے دیکھتے	ماما۔ انا ازای سز زکار۔ سز کار۔ سز کار۔



قرن سجدہ اکبر سے نزو و نواب صراحتاً کب و غیر لڑا۔  
 ماما۔ از تحفہ اجزا تری ہزون۔

قمرن۔ کمز ہنسرا کزہ از اپ کز دبر نزا یزا ہنرے جلدی  
انا د نو فسر ز زور۔

مغلانی۔ ازراج نرو بنروتی نوا کسری ہنرے۔  
قمران۔ نرو بنروتی ہنرے۔

مخلافی۔ مزین لورڈز رک پرن سترے بندل نئی ستر  
قمرن۔ کھڑنڈا پزرا نئی ستر و پزرا کوزو۔

مغللا فی سائر زمینی مزہری از اب خراسان الزا۔  
فی قرن کی سمجھ میں نہیں آیا کہ (از اب خراسان الزا)

کے کیا معنی۔ مغلانی نے مہری کو حکم دیا کہ آب خاصہ لا۔  
 قرن نے آب خاصہ کو نہیں سمجھا۔

قمران - از اب خزاں خزاں کز دون مزا انگتر اہنے گزا۔  
 پزانزی مزا انگتری ہزون گزی۔ رزم از اب خزاں خزا

مغلانی - مہربانی لڑائی ہند۔

بی مخلاتی سمجھ گئیں کہ یہ کوئی بیخ قوم ہیں کہ آج کل تک  
 نہیں سمجھ سکتیں مہری یانی دھکاک کر لائی تو قرن نے کہا

یہ جو نعلی حکم اچھے نہیں معلوم ہوتے۔ آنجورے سے  
پیلے برف نکال کر کرکڑیاں اُسکے بعد پانی سیاہ اور گھوری

کھائی مغلانی نے بھی برن کا پانی اپنے واسطے منگوایا اور  
 لی کہ کہا مانی تو مئے بن جہان شاہ استہد کا سرد کر من

کیا عرض کروں کوئی اور وہ پانی نہیں پی سکتا۔۔۔ مگر آج  
گرمی کے دنوں میں، اگر کوئی سلطان خانے میں جائے

تو کانپ اٹھے اللہ جاننا، پھر ٹھہر جائے لوگ زینا  
اور اڑھ اور ھ کے ملنے میں اور نسیم سم دی

معلوم ہوتی ہو۔

قمری۔ بزاوشترزاد ہنرمیں بگڑے کزاہنراترین۔  
میغلانی۔ ازوکیسزا۔ بزاوشترزاد ہنرمیں۔

مغلانی نے نزد و زاب سے صاحب کو بے پراس گڑھ سڑی

قمرن - ہزان - ازاتوی ہزدگری -  
مغلانی - بڑے شترک ازاتوی ہزدگری -

قرن - دہ ہزار رزق و الزائزہ ہرین از انرا -  
اسخین نواب محمد عسکری صاحب مع اجاب

قشریف لائے۔ آغا محمد اطہر اور جعفر صاحب اور نثری  
مہراج بلی اور من ساجو۔ محمد اطہر نے کہا مزاج شریف

قمرن عزون نزاينت از ابا كزى -

نواب۔ این! یہ زری بولی بولنے لگیں۔  
 قرن۔ سوزم بزدل سز کترے ہزو۔

نواب - سہان بڑول منکر کترے ہنرین -  
پھر زبیرم از منیر امز طلبہ کن ہنر -

ممن - حضور ایک مرتبہ بڑی دل لگی ہوئی جلدیہ اور باجھا  
اور مشتری گاہ ہی تھیں ایک بنگالی بابو کے ہاں

جلد تھا۔ تو کسی بنگالی نے شراب کے نشے میں کہا۔  
بس اب دوغرا بدلو۔ تم بھاگ جاؤ تو بی شتری

کے سازندے نے کمایہ بزنس گزالی بزنس رٹزے  
اُزلو و سزوتزے سبزین گزے اس

ایک بابو صاحب ہنسکڑ لوئے (سرج کڑ ہنسرے  
ہنر و گرے) اسکی نانی ہی توڑ گئی۔ وہ سمجھا تھا کہ بھی

کوئی معمولی جنگالی ہوا ایسا دلیا۔ مگر جب انھوں نے تیسری کی تو وہ بھی حکمراں کہہ مایہ صاحب ٹہرے واقف کار امن۔

قرن سیزدهم کز و گز انزاسن و ز او زو

نواب - کزدن بزرگزی بنات ہنرے۔

قمرن - کرب گز انرا ستر نو زار و گویے۔

نواب - جزب کزہ ہنر۔

ممن - حضور اسی جلسہ میں ایک دیہات کی بی بی نے ایک گیت بنگلہ زبان میں گایا تھا۔ حضور میں کیا عرض کوں کیا ستر ملی آواز مٹی اور پھر پاٹ دار۔ بس جتنے بنگالی تھے سب اسپر عاشق ہو گئے اور اس قدر انعام دیا کہ وہ مال مال ہو گئی مگر اللہ کیا صورت تھی۔ ہاے۔

نواب - بھئی وہ گیت تم کو یاد ہے۔

ممن - میں نے یہ چالاکی کی کہ نیل سے لکھتا گیا اور زبانی بھی یاد کر لیا۔ حضور کیا عمدہ گیت ہے۔

نواب - بھئی خدا کا واسطہ جلدی سناؤ۔

ممن - حضور اسنے گایا تھا کہ۔

تم دیشی دیشی مت بولو بنگالہ آمز نام رے۔

آمر باڑی باش بے مودو چا بونا گر بان رے۔ ٹوٹی شیل پانی چو بن ڈوبے دان رے۔ بنگالہ نام رے بس اسکو اس مزے سے گایا کہ ساری مجلس محو ہو گئی۔

نواب - بھئی کیا عمدہ گیت ہے قرن تم اسکو گاؤ۔

قمرن - ہمارا گستاخ کرتے نہیں پھر ہم بخارا کہا کیوں نہیں۔

نواب - بھئی میں اسی وقت تو نے کو حکم دو کہ منہ خان گویے کو بلا لائے۔

من - باہر گئے۔ ڈوڑھی پر حکم دیا کہ ایک روئے کو بلاؤ۔ رہتا۔ حاضر ہوا کہا سرکار کا حکم ہے کہ جا کے منے خان کو بلالائو۔ روٹا فوراً روانہ ہوا۔

قمرن - مزین شری مزین زاج بزرگزی ازاج چرب کزیر یون ہنرین ہنر ہنر ہنر۔

نواب - یزہ مزت ہنر ہنر ہنر۔

قمرن - خنیر یزت ہنر ہنر ہنر۔

نواب - ازون کزی جود رزہ۔

مہراج - بھئی الجھن ہوتی ہے جو اللہ۔

نواب - میان تو بات چیت کیوں نہیں کرتے۔

مہراج - بات چیت کس سے کروں تم لوگ تو

بنگالی بول رہے ہو اب ہم کیا بولیں۔

نواب - (ہنس کر) بنگالی بولنے کی کیا کمی ہے وہ اللہ

میں۔ آہن۔ یہ زہری بولی اگلے نزدیک ملے گی۔

قمرن - سزری دھڑے اندامزی ہنرین۔

نواب - سزری دھڑے اندامزی ہنرین ہنرین ہنرین

گزدھڑے اندامزی ہنرین۔

اس پر قہقہہ پڑا۔

مہراج - یہ کیا بنے کیا بھئی۔

نواب - آپ ہی کی تعریفیں ہو رہی ہیں۔

مہراج - جی ہنہ ایسی تعریفوں سے درگزر۔

نواب - بی قمرن نے کہا یہ بچارے مسجد سے

آ دی ہیں۔

مہراج - جی کیلے کچھ اسے سیات

سودوانہ۔ ۴۔

مجھ کو نادان نہ سمجھ دو رہو ناہون بین

نواب - آسین کیا فوق ہے۔ ایک ہی خزانہ ہو۔

ممن - حضور اس دن تو مجھ پر ایسی ہیچیتیاں کہیں

کہ میرا دل ہی جانتا ہے۔

نواب - جب کہتے ہیں ایسی ہی کہتے ہیں۔

آغلہ صاحب بہت ہی خوب سوچہ بوجھ ہے وہ اللہ۔

مہراج - نہیں پہلے تو میں کچھ کہتا نہیں مگر جان جلا

بس پھر سنانے لگتا ہوں۔

نواب۔ بھئی یہ خدا وادبات ہر دامن۔

مہراج۔ اور نہیں تو کیا سکھانے سے آتی ہے۔

آغا۔ میان کیا سراج مج زرنہ زین بول سکتے۔

مہراج۔ سر زرنہ کیا بھئی کس ملک کی زبان ہے۔

نواب۔ سبھی یہ کام روپ دس کی زبان ہے۔ کبھی

ادھر گد زین ہوا ایک بار تو حضور ہوا و قابل دید ہے۔

مہراج۔ اچھا بی قرن بو تو کو کچھ۔

قرن۔ از اب کو امر ز راج تر و از چھڑا ہرے۔

کزین دن و ہر ز راج حاضر ہے۔

مہراج۔ پوچھتی ہوں ز راج اس وقت ہر ہم کیوں ہے۔

ممن۔ خوب مجھے طبیعت داری یہ کیا نام ہے۔

نواب۔ پھر کیوں کہتے تھے کہ ہلو بولی این لئی

آغا۔ بھئی کیا خوب ہو جے ہیں۔

قرن۔ (ہنس کر) خردش ہرے۔

نواب۔ بزل کزل ازل نو دہری۔

مہراج۔ آپ لوگ بالکل گدھا ہی سمجھ لیتے ہیں۔

نواب۔ او لا حول۔ آپ وہی ہیں۔

آغا۔ اور سننے گا۔ کہنے لگے آپ لوگ بالکل گدھا ہیں

اور پاگل سمجھتے ہیں۔

ممن۔ بالکل کا لفظ تو حضور بیان بھیج ہے۔

قرن۔ غرق قول تزد چھڑا ہرے ہرے

گد زرنہ ہرے۔

مہراج۔ ان نے کہا ہاں میں چونا

زیادہ ہو گیا ہے۔

نواب۔ (کھڑے ہو کر) مڑا پاؤ امد۔ مارڈا ظالم

انہو کہنے لگے ہاں میں چونا زیادہ ہو گیا ہے۔

مہراج۔ نہ کہو گے جی۔

قرن۔ اچہ کیونکر سمجھ گئے۔

آغا۔ میان عجیب گدھے ہو تم۔ قرن تک زرنہ

بل لیتی ہیں اور تم اُس کے اُس ہی بنے ہو۔

قرن۔ مگر کیا پتے کی کمی ہے وہاں وہاں۔

ممن۔ خوب ہو پچھے۔

چھڑا گفت ست سعدی در ز لیا

الایا ایسا اساقی اور کا سا دنا و لہا

مارون گھٹنا بھونٹے آنکھ۔

قرن۔ مہر ز راج بزل لڑی ازل لڑو

ہرین گدے۔

مہراج۔ ہمارا نام لیا اور کہا یہ بڑے

دور ہیں کیوں کچھ ایسا ہی کہا۔ میں فوراً سناڑ

جاتا ہوں مجھے کوئی بھلا کیا اڑے گا۔ اڑے

جا بیگا کہاں۔ ۶۔

اڑے کے جا بیگا کہاں مجھے کون

بھرت ہو گیا۔

نواب۔ کیا مزدون طبیعت پائی ہے۔

ممن۔ حضور یہ اپنے آپ ہی نظریں ہیں۔

نواب۔ انکے گھر میں چور کو دانتا قرن۔ ذرا

حل تو دریافت کرو۔ بہت بیچ گئے بیچارے۔

ممن۔ حضور نے ناقد یہ ذکر محیطا۔

مہراج۔ بیست ہی بھلا گئے کہا پڑے نو لوگ

ہیں آپ کا ہے واسطے ہمارا خاکہ اڑا تا ہے۔ اور

ہمارے دل کو دکھاتا ہے۔ بد بلی ٹی فول۔

قرن۔ بزل بڑے بڑے ہرین گدے۔

نواب۔ ہر ز راج ہر ز راج ہر ز راج ہر ز راج

قرن۔ ذری صاف صاف کو نواب کیا ہوا کیا تھا  
نواب صاحب نے ساری سرگذشت کہنشی کہا ہوا  
کیا تھا ناز و کی طرف سے ہم لوگوں نے ایک آدمی بھیج  
کہ نازو نے بلایا ہو۔ رسیان تراکے بھاگے۔ سگ چروکا  
خوف۔ سحرے سے پوچھا کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ کوئی  
جور و ابھری ناراض نہوں اور نازو سے بھی ملین اُسے کہا  
اندھیری رات ہو دروازے پر آواز دو دروازہ  
کھولنے کے وقت میں اندر چلا جاؤنگا اور بتا جان کا  
دو دہان بڑ ہو نگا گھر میں سب بھی سمجھنے کے مہراج ملی  
ہیں۔ آپ نے منظور کر لیا۔  
قرن۔ اے ہٹو بھی ایسا آئینین ہو۔  
نواب۔ قرن کے سر کی قم۔ منظور کر لیا۔  
قرن۔ اے تو پاگل ہو پھر توبہ توبہ۔  
نواب۔ اور پاگل نہیں تو اور جو کیا۔  
قرن۔ اتنا سیدھا پاں تو پاگل بنا ہو۔  
نواب۔ دوسرا ہوتا تھا بیعتا کہ تو پاگل ہو۔  
اور یہ اُلے شکر گزار ہوئے۔ اُسے پوچھا آپ کی  
بیوی گوری بن کو کالی۔ کہا امین آباد کی سابق  
سے بالکل صورت ملتی ہو۔ ذرا فرق نہیں ہو۔  
دونوں جیسے سینین بنین۔ ایک رنگ ایک قد  
ایک شکل۔ پوچھا عمر کیا ہو۔ کہا مجھے بہت جوانی ہو۔  
قرن۔ آئین۔ بھائی بن ہیں (تمہیں لگا کر)  
مہراج۔ ہم ملتے ہیں۔ بس اب نہ بیٹھیں گے۔  
قرن۔ نہیں نہیں تمہیں قسم ہو جو جاؤ۔ سنو۔  
نواب۔ بھائی بن کی ایک سہیلی ہوئی۔  
قرن نے کہا کہ پھر سحرے کو اندھیرے کی مسجد یا۔  
نواب صاحب نے کہا بان سنی موائے دروازے پر

جا کے آواز دی۔ انکی آواز نہ مہری اور نہ انکی بیوی نے  
سجائی۔ دروازہ کھولا۔ اندھیری رات۔ مہراج ملی تو  
چلے نازو کے ہاں اور یہ مکان کے اندر داخل۔ اوپر  
گئے اور مہراج ملی کی لڑکی آئی ہوئی تھی۔ ابا بھجے  
وہ گلے ملی۔ لنگے داماد نے ہند کی عوض کی مگر دیکھا  
تو کہا کون۔ بس کون کا لفظ سنتے اور مرد کی صورت  
دیکھتے ہی یہ بھاگے۔ لنگے داماد نے میان سحرے  
کو گرفتار کیا اور خوب ہی بودی ماری۔  
قرن نے کہا مار کھانے کا تو کام ہی کیا تھا وہ تو  
مہراج ملی ہی ایسا آؤ تھا کہ ایسا ہونے دیا۔ دوسرا تو کھا  
جاتا تھا۔ اور سنو کیا وجہ ہو۔ میں نہیں آتا۔  
نواب صاحب نے کہا اور سنو گے گا۔ تمہارے سر کی قسم  
بھلا میں جھوٹی کھانا یہ کیا کہتی ہو۔ ایسا نہیں ہو سکتا  
برقنداز جمع ہو گئے تھے دروازے پر۔  
قرن۔ مہراج ملی تمہاری صورت سے  
نفرت ہو گئی۔  
مہراج۔ تو آخر چنے کیا کیا ہو۔  
آغا۔ خدا کا نا بھوسی کر ہے میں کچھ جڑوسی ہوگی۔  
مہراج۔ بان تو حضور قصور تو اپنے ہند کی کا بتا میں کڑو  
کو نہ قصور سرزد ہوا ہو۔  
قرن۔ اے غضب خدا کا ایک مرد دے کو اپنے گھر  
بھیج دیا کہ جا کے وہاں سو رہے۔

مہراج ملی (بست ہی مراندھے ہوئے) خدا جانتا ہو  
ہم اس محبت میں اب نہ بیٹھیں گے۔ بس جو نام بھی ملین تو اس  
پاکی بھنا۔ کاپے واسطے تم لوگ جھک مارے انکنا ہو  
نواب۔ کیون صاحب یہ قرن سے مجی ایسے کلام۔  
مہراج۔ شاہر ملک ازخو بدتر چاچلی میں بخور دندے تم

ابن برائے چہ۔ کہ ہے واسطے۔

آغا۔ یہ کہ ہے واسطے بہت بولتے ہیں۔

قرن۔ ہاں جب غصے میں ہوتے ہیں مگر اللہ جانتا ہے انے بڑا کہہ کر گدھا کوئی نہوگا گدھوں کو بھی آنکھوں نے بات کر دیا یہ وہ گدھے ہیں۔ اُنوکا بٹھا۔

نواب۔ واللہ خوب ہوئی۔

قرن۔ تیرم ہزار رزی عرق قزل کر ملن لڑنے کی یزاہری۔

مہراج۔ آخر یہ کہاں کی بولی ہے۔ یہ کون زبان ہو چکی مغلانی سا حضور لکھنؤ میں رہ کے اور یہ چال ہے۔ قرن کیا کا کلی میں گدھے میں ہوتے۔

مہراج۔ اب آپ بے طرز سخت کلامی کرتے ہیں۔ جی ہاں اب ہم بھی سخت کلامی کر سکیں گے آپ سے کدیا ہے۔

قرن۔ مجال ہے سخت کلامی کر دو گے۔

نواب۔ سخت کلامی کر دو گے تو بٹو گے۔

مہراج۔ دیکھا نہیں کسی کو کیا دل لگی ہے۔

ممن۔ اور یہ ہاتھ پاؤں تو آپ کے ننھے ننھے ہیں آپ یہ اکر تے کس برتے پر ہیں۔

نواب۔ یہ بھی اپنے وقت کے خوبی ہیں خواہ من بر لیا۔

ممن۔ فسانہ آزاد دالے وہ بھی عجیب شخص ہیں۔ نواب۔ یہ اُنکے بھی چچا ہیں۔

آغا۔ یہ اُنکو بھی نہیں سوجھی کہ اپنے گھر میں اجنبی آدمی کو بھیج دیں اور جو رو گھر میں موجود ہو۔

نواب۔ ارے میان مہراج علی صاحب یہ حضور کو سوجھی کیا۔ ہائے ظالم۔

قرن۔ ڈوب مہراج کے بڑے شرم کی بات ہے۔

رائڈ ہو گور کا گھنیا اری ملن دے کھے  
نوج غم سوت کا دینا میں ہمارا کھ دے

لفافہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ لغت ہذا درجلدہ کلکتہ بہ محلہ میا برج متصل کوٹھی شاہی بری منزل رسیدہ از نجابہ انا مل بندگان حضور بر نور فیض گجور نواب نادر جہاں گیم صاحب شرف بڈائی بابہ

لفافے پر نوی عبارت درج تھی مگر کلکتہ شہر اسکے بڑے صنفین وقت واقع ہوئی۔ ڈاک خانے کے مہر دار غشی جھلانے لگے کہ ہم نہیں جانتا یہ شالا گول مال کیا بیگا۔ آخر کار میا برج ہی کے ایک باشندہ لکھنؤ نے لفظ پڑھ کر بتایا کہ فلاں مقام پر لیجا ڈاکو ڈیوڑھی پر لفظ دیا گیا مہری کو پیرے والے نے بلایا اور خط اندر بھیجا گیا لیکن صاحب نے مہری کو حکم دیا ذری جگہ کے فرخندہ خانم کو بلا لاؤ مہری جا کے فرخندہ خانم کو بلا لائی میر کار نے یاد کیا ہے۔ حکم یہ آج آتے دنوں کے بعد حضور نے یاد فرمایا کہا ایک خط آیا ہے۔ ذری اسکو پڑھ دو۔ فرخندہ خانم نے لفظ پڑھ کر کھولا تو خط میں یہ لکھا تھا۔

ایڑی وگانا جان تم تو میا برج میں موصین لے رہی ہو مگر یہاں کاحال بھی کچھ معلوم ہو کہ یہاں کیا گل کھلا ہے۔ ایڑی بڑی دان ہو۔ نواب نے پیٹ سے پاؤں نکالے میں بیت چل نکلتے ہیں۔ اور بدالوں نے پیس پویا ہے ایک سنار کی جھوکی میں کڑی۔ نواب پر لڑ پڑ ہو گئے اور اسکو گھر والے اسبستی ہوں کہ ملاح کر کے دلسہ میں۔ جھوٹ بولے تو ویدے پڑھ چائیں۔ یہ تمھارا پوٹا ہے جو کہ تم دہان کے بیٹھ میں۔ اپنے میان کاحال تو جانتی ہو پھر یہ کیا دہا

حرکت کی سین ہم تھارے بھلے کے لیے کہتے ہیں نہیں  
ہیں سمین کیا غرض تھی بھلا۔ مگر تم سے دل جیت کر ہے  
دیکھا نہیں جاتا کہ نواب کے گھر میں تمھاری سوت بھی رہ  
اور سوئی چوڑی دالی سنتی ہوں کہ بڑی حسین عدت ہو  
ابھی بالکل چھو کر ہی ہو۔ اب تم اس خط کے دیکھتے ہی  
سیدھی لکھو۔ آؤ جہین لیا بنو کہ میں گھر والے میں کچھ  
بنائے نہ بیگی۔ اس چوکر کی کوئٹے دیکھا ہو گا۔ تمھاری ہوتے

غرض کہ کوئی سمجھانے والا نہیں سب بگاڑنے والے  
اور لکھوانے والے ہیں تم اگر ایسے میں آجاؤ تو خیریت ہے  
ورنہ تمام عمر بھٹاؤ گی اس چوکر کی نہ انکو ذرا فکیر کیا  
اب یہ اسکو خوش رنگ نہ چھوڑ سکتے مگر بیان آؤ تو ہم کچھ  
کارستانی کریں وہاں سے کیا ہو سکتا ہے بھلا۔  
یاد رکھو ہیں زمانہ بہت نازک جاتا ہے۔ کوئی کسی کا  
نہیں ہر اپنے اپنے دے کی سب خیر منائے ہیں دنیا  
اسی کا نام ہے اب نواب محمد سکری کی صحبت میں ہر قسم کے  
لوگ بیٹھتے ہیں یاد دست بھی عزیز بھی بھائی بھی ملازم بھی  
مگر کوئی سمجھانے والا نہیں ہر سب بگاڑنے والے  
وطن جان کو بندگی کھدینا۔ لاڈ و اب انکے بیان  
نوکر یا نہیں۔

جاکر میں بڑے عطا سے رہتی ہو۔ اور نواب کی تو بہ  
جان ہی جاتی ہو۔ لٹو میں لٹو۔ یاد۔ دوست۔ رفیق۔  
مصاب سب اسی کے گھر میں رہتے ہیں۔ اور وہ کوئی  
منضاران نا۔ کبھی کبھی ڈیوڑھی پر بھی آن کھڑی ہوتی ہو  
اور کبھی بازار بھی نکل جاتی ہو۔

تم اس خط کے دیکھتے ہی روانہ ہوہیں۔ یہ آج  
بڑی بڑی آج ہوتی ہو۔ تم تو جانتی ہو ماشا اللہ  
شعور دار ہو پڑھی لکھی ہو اور بیان کے نواب زادوں  
کا حال تو جانتی ہی ہو۔ گھر کی مرغی دال برابر چروا جا  
کیسی ہی پاکیزہ طبیعت ہو دو کوڑی کی۔ ان کوڑی

ہو ادھیے اب کیا ہو گا۔  
ووا۔ حضور ابھی اس خط کا کچھ ٹھیک نہیں ہے  
شاید نواب صاحب ہی نے لکھا کے بھیجا ہو۔  
حسین جلد چلی جائے۔

میں سو داجی آنے کچھ یہ بعد نہیں ہے۔ اب ہمارے دم  
بیان کہیں جھٹے۔ ہان میں سج کون۔  
ووا۔ حضور اس خط کا جواب بھیج کے دریافت  
کر لیجئے۔ نا کون بڑی بات ہے۔  
بیکم۔ ہان یہ سج کا کہیں اب کیا کہتی ہیں سج جو چٹ  
کا حال دریافت ہو جا گیا۔ اور کیل طور کے اندر ہی البتہ  
دوا سجدی اور کیا۔ اب لیکن جھٹے ہی دن۔  
بیکم۔ نہ ہم بیان ہتے نہ سوت کوڑی کا ذکر سنتے۔

تم اس خط کے دیکھتے ہی روانہ ہوہیں۔ یہ آج  
بڑی بڑی آج ہوتی ہو۔ تم تو جانتی ہو ماشا اللہ  
شعور دار ہو پڑھی لکھی ہو اور بیان کے نواب زادوں  
کا حال تو جانتی ہی ہو۔ گھر کی مرغی دال برابر چروا جا  
کیسی ہی پاکیزہ طبیعت ہو دو کوڑی کی۔ ان کوڑی  
میں سو داجی آنے کچھ یہ بعد نہیں ہے۔ اب ہمارے دم  
بیان کہیں جھٹے۔ ہان میں سج کون۔  
ووا۔ حضور اس خط کا جواب بھیج کے دریافت  
کر لیجئے۔ نا کون بڑی بات ہے۔  
بیکم۔ ہان یہ سج کا کہیں اب کیا کہتی ہیں سج جو چٹ  
کا حال دریافت ہو جا گیا۔ اور کیل طور کے اندر ہی البتہ  
دوا سجدی اور کیا۔ اب لیکن جھٹے ہی دن۔  
بیکم۔ نہ ہم بیان ہتے نہ سوت کوڑی کا ذکر سنتے۔

نواب رونق جنگ بھی شریک صحبت ہیں جھٹن صاحب  
جو بڑے عذاب اور بارسا مشہور تھے وہ بھی جاتے ہیں

دوا۔ ایسی بات نہیں ہو کہ نواب صاحب آپ کے جانے پہنچے تو تاجپہی کریں۔

میکرم۔ یہ تو ہم کو بھی تسلی ہو دواجی۔  
دوا۔ اگر تو نواب صاحب تو ایسے تھے نہیں پہلے  
مہری۔ ایس اب چکی رہو اب اور زیادہ کیا ہوگا  
اب کیا کول۔ ایک پر تیرہ۔ نہ کوئی۔

میکرم۔ نہیں۔ کہہ کہ۔ مجھے میرے سر کی قسم کہ ڈال۔  
دوا۔ ایسا ہی چوری کیا ہو اس میں۔ سڑن کی ہو۔  
مہری۔ سرکار ایک دفعہ ڈوڑھی بن کر پڑا اور  
استغدر پیا کیا کہ میرے گال سڑن ہو گئے۔

میکرم۔ تو تم نے ہمے کیوں نہ کہدیا ان کے۔  
دوا۔ سرکار۔ بھلا یہ کیا فرمائی ہیں حضور۔  
میکرم۔ اسے آفر مجھے تو بیان کر دیتی آکے۔  
دوا۔ حضور کیا آپ کو نواب صاحب سے لڑو اتی

میکرم۔ اب مجھے بہت نہ اڑوین خوب سمجھتی ہوں۔  
یہ اور کد خدش ہوئی ہوگی کہ نواب صاحب نے  
پیار کیا۔  
دوا۔ اب حضور جو سمجھیں نوکر پھر نوکر ہو۔

میکرم۔ تو کیا نوکری کر کے سوئی شرم دجیا  
نہیں رہتی۔  
دوا۔ حضور امیر زن اور رئیسوں سے مہریان  
اور خدمتی خور تین بھلا کی کہ سکتی ہیں۔ کیا محال۔

میکرم۔ اسے تم سب بی ہوئی ہو جی بھگت ہو۔  
دوا۔ آئی اور سنو۔ ایسین بوڑھیا تو ہو گئی ہوں  
سرکار قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہوں۔  
مہری۔ لا رہیں کیا کچھ جان ہوں۔ میں تو پڑھتا ہوں

ہوں سر پہ لگا۔

میکرم۔ تو بوڑھیا ہو۔ مردار بوڑھیا ہی ہو۔  
مہری۔ حضور تو پھر اب مانتی ہی نہیں ہیں کیا کرنا  
اور حضور میری خطا کیا ہو۔

میکرم۔ اب یہ باتیں تو ہوا ہی کرینگے۔ گز دل پر اب  
ہلا نا کو زہا۔ جن لوگوں نے یہ پس بویا اند کرے  
انہیں بھلی کرے۔ میرا ہر انہر بڑے مونڈی کا ٹون پر  
اچھا مہری جاکے ذری بشیر اللہ دلہا کو تو بلا لاؤ۔

مہری۔ چپک کر چلی تو میکرم صاحب نے کہا اری جلد چلی  
قدم اٹھا۔ تو تو جن کی چال چلتی ہو۔ نواب بشیر اللہ  
تھوڑی دیر میں نضر لٹ لائے۔

میکرم۔ (پر دے سے) ذری یہ خط تو پڑھے۔  
بشیر اللہ ولہ۔ (خط لیکر) لاو دل تو بڑا رنج ہوا  
انہوں بڑے شرم کی بات ہو۔

میکرم۔ این گل دیگر شکفت۔ اب بتائیے۔  
بشیر اللہ ولہ۔ شاید اٹنے دشمنوں نے لکھ مارا ہوگا۔  
میکرم۔ یہ میری بیاری میری جان کی میری نکلی کھجور  
تے ہو لکھ ہونس کے بیار کر دیا۔ نہ بخار آتا نہ بیہوش  
اتنے دن رہتی ہے مجھے یہ کیا معلوم تھا۔

بشیر اللہ ولہ۔ آپ پریشان نہوں اگر سچ ہو تو  
ہم فوراً چڑھ دوڑینگے لکھو۔ اس چوڑی دہلی  
کی انہی نیسی۔ کھڑے کھڑے حرام راوی کو نکال دنگا

میکرم۔ اے تم سلامت رہو اب میرا دل شہر  
ہو گیا۔ لکھ اس میں ضرور ضرور دوا دوش کر دین  
مونڈی ہو جاؤں تمھاری خدا کا واسطہ کو شش  
کر۔

بشیر۔ مگر آپ نے بھی تو غضب کیا کہ ایسے  
ہو گئی مجھے میان کو جوڑ کے بیان آکے

رمین۔

بیکم۔ اے تو اب ماندگی کو کوئی کیا کرے۔

بشیر اللہ ولہ کوئی لڑکا تو بیان نہیں تھا حضور (دبے دراتون)

بیکم۔ اے بھو بھی کچھ سہزی پی کٹائے ہو یا کالا پانی  
لو اور سوسو مزاج تو اچھا ہے۔بشیر اللہ ولہ۔ اب اس پردے کی کیا ضرورت ہے۔  
بیکم۔ نہیں نہیں تم ایسے فٹ کھٹ آدمیوں سے  
ڈرنا چاہیے خدا بچائے۔بشیر اللہ ولہ۔ اب آپ کی کل تو ہمارے ہاتھ ہے۔  
بیکم۔ کل کیسی۔ یہ نکلو آج ہوا کیا ہے۔بشیر اللہ ولہ۔ کل یہ کہ نواب محمد عسکری کو لکھ بیچیں  
کہ ہم نے سنا ہے کہ تم نے کوئی عورت گھڑال لی ہے بھائی جی  
اگر یہ خبر سچ ہے۔ تو اب ایک کام کیجئے کہ نیا بیہ در نہ  
آپ کی بڑی بزمانی ہوگی۔بیکم۔ اچھا جاؤ لکھ دو میری جوتی کی نوک سے۔  
بشیر۔ ایک بوتل میں ہم راضی ہو جائیں گے بس  
بیکم۔ این۔ ابڑے منے میں آگئے۔بشیر۔ اللہ جاننا ہے ذرا سی جھلک تمہارے  
گورے گورے مکھڑے کی دیکھ لی ہے بس جی بغیر ارے  
بیکم۔ اے منہ بنو اچانکے مردوے چل ہٹ۔  
بشیر۔ اللہ اللہ اب ہم ایسے لگے  
گذرے ہو۔بیکم۔ اے تم بھی اپنے تین کچھ سمجھتے ہو کہ من ہم  
چیز کے ہستم شان خدا۔ ذری منہ کو تو دیکھو۔  
بشیر۔ دنیا بھر تو ہم پر عاشق ہے۔ آپ میں کیا ستر۔ تو  
حسن اور نہ جوانی۔بیکم۔ دمسکر اگر وہ ہم بالکل۔ بد تو ہمارے سے بھی بڑھا  
کھٹکٹا سہی۔ آپ سے کیا۔ آپ میں کون۔بشیر۔ جن پرست آدمی ہیں جن میں عورت دیکھی  
گھورنے لگے جڑا منے کی کیا بات ہے امین۔بیکم۔ خدا سے ڈرو۔ بڑے پار ساعصمت دار آدمی  
ہیں آپ لکھ کر کسی پر دل آجاتا ہے۔بشیر۔ یہ وہ دل نہیں ہے جو ہر کسی پر آجائے۔  
بیکم۔ ادنیٰ۔ سچ کہنا بڑے پاکیزہ شہر ہیں آپ۔  
وہ تو صورت سے ظاہر ہے۔بشیر۔ کیوں کیا امین کچھ فرق بھی ہے۔  
بیکم۔ اے بس بہت باتیں نہ بناؤ سمجھنے تو بلایا اس  
غرض کسے تھا کہ ہمارے درود کچھ میں شریک ہو گئےتم آگے میں پردے ڈالنے لگے۔  
بشیر۔ یہ تو آپ خود اپنے منہ سے کیسے میں تو فقط  
صورت دیکھنے کا عاشق ہوں۔بیکم۔ اے تو صورت میں کیا رکھا ہے۔  
بشیر۔ زبا دکھا دو۔ وہ کچھ نہیں رکھا سہی۔  
بیکم۔ (پردہ ہٹا کر) اے تو صورت  
بھی دیکھ لو۔بشیر۔ اے مار ڈالا ظالم۔  
بیکم۔ این! اب یہ خیرے کرنے لگے۔  
بشیر۔ قتل کر ڈالا ظالم۔ اب ایک کام  
کر دو ایک گیت ہے سیمان نے بونی گا کر ڈی ہم  
بوئینکے بھوٹ۔ سیمان نے راکھی جاسی ہم  
راکھیں رجوت۔بیکم۔ اے واہ دونوں اچھے لے۔  
بشیر۔ اب آپ انکا نام بھی نہ لیجئے ہم آپ ملے رہیں۔



آنکھوں نے تمکو جلا یا ہو۔ تم بھی بدلو۔

بیگم۔ دیکھ کر یہ کیوں نہیں اڑے استاد ہو۔

بشیر۔ عقل کے تو یہی سنی ہیں۔ ۷

درپردہ تم کو ملاؤ جلاؤ نہ میں جہ خوش  
سیراجی تمام داغ ہے گو تم حجاب ہو

بیگم۔ بس آپ اپنی صلاح اپنے پاس ہی  
رہنے دیں۔

بشیر اللہ نے جو جوان اور حسین عورت کو قدر

بے نگاہ پایا تو مٹھارنے لگے اور وہ ایک استاد

انہما مطلب نکالنے کے لیے وہ بھی گل گل کے باتیں

کرنے لگیں اور اس طرح پرہیز آئین گویا بشیر اللہ

فریفتہ ہی ہو گئیں۔ پوچھا اب آخر اسکا کیا فیصلہ

کرتے ہو۔ بشیر اللہ نے کہا ہم نواب کے نام خط

لاکھتے ہیں۔ دیکھو کیسا ذلیل کرتا ہوں قلم دوات

کا غد مٹا کر خط لکھا۔

مائی ڈیر نواب۔ کہے وہ آپکی چوڑی والی تو بھی ہو

اور نعت خدا پڑھتے تھے۔ عاشق بھی ہوئے تو چوڑی

پر اب یہ باجی پنا چھوڑ دو ورنہ ذلیل ہو گے آپکی بیوی

سہانہ منہ مٹھ جائی ہو کہ الامان کہتی ہیں میں نہیں

زہر کھاؤ گی کسی طرح مانتی ہی نہیں ہیں اب یہاں

انکو کون سمجھائے۔ جیسی خدا کے لیے بطور خود مجھکو

لکھو تو کہ یہ باجرا کیا ہو وہ چوڑی والی کون جو سپر

حضور کا دل آگیا ہو سنا آپ بالکل لٹو ہو گئے ہیں

بارہ ذرا سہلے ہوئے دیکھو زمانہ بہت نازک ہو۔

راقم بشیر اللہ از میا برج۔

دیگر آئندہ میں یہ تمہا کو دوسرا اس خط کے دیکھتے ہی

ردائے کرنا تمہا کو ہو چکا ہو۔ اسے یار تمہے خروڑے

نہیجے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اب تک آتے ہی ہیں۔

کیا آدمی ہو اللہ۔ مگر اب خوب یاد آیا۔ تمکو اس

چوڑی والی سے فرصت کہاں ملتی ہوگی۔ دن بھر

اسی کے پاس رہتے ہو گے۔

بیگم۔ اچھا خط لکھا ہو۔ اگر تکلیف کر کے ہمارے

ساتھ کچلے چلو۔ لکھو تک تو بڑا احسان ہو عمر بھر

احسان مانوں اور لوٹتی ہو جاؤں۔

بشیر۔ ایک برس پر فیصلہ ہونا ہو۔ ۷

اوداسے دیکھو نوجوانا ہے نگہ دل کا

بس اک نگاہ یہ ٹھہرا پر فیصلہ دل کا

بیگم۔ اچھا دیکھا جا بیکجا بلبازی کا ہے کی ہو۔

بشیر۔ ای سلامت رہو جی خوش

ہو گیا ہمارا۔

بیگم۔ مگر بوسہ اسی حالت میں مانگا جا ہمارا

کا تم نکلیگا۔ وہ موٹی چوڑی والی نکلے گھر سے۔

بشیر۔ میں بڑی تنگ دو دو کر نگاہیں۔

بیگم۔ تمکو مانتے بھی ہیں۔ میں کتنی ہوں یہ

دوٹھا بھائی کو کیا ہوا آنکھوں نے بھی نہیں سمجھایا۔

بشیر۔ خود را نصیحت و دیگران را نصیحت۔

بیگم۔ زیادہ خود بھی ایسے ہی ہیں۔

بشیر۔ انے بدتمہ گلاب ذرا سیدھر کئے ہیں۔

بیگم۔ نہ گھڑا من میری دونوں آنکھوں میں چھٹکتا

ہو۔ اسکو اڑا دو کسی طرح سے۔

بشیر۔ میں لکھو جا کے سب کو سیدھا بناؤنگا۔

مگر اندھا بنا ہو گیا صورت خدا نے آپ کو عطا

کی ہو۔ چندے متاب اور چندے آفتاب۔

بیگم۔ اب بہت بنائے نہیں۔

بیشتر۔ دل میں تو کتنی ہوگی اسوقت کہ کیا صورت ہو گی  
نکھر ہوں تو جھڑنگل جاؤں قتل عام کروں میں میں  
کچھ مٹھ پر کچھ میں تو اس گردن پر عاشق ہو گیا تو مہرے ہو گیا  
میں تو اس گردن پر عاشق ہو گیا

سیکھ۔ اشارہ اندہ سے شاخ بھی ہیں آپ۔ بہت  
خوب کہا۔

بیشتر۔ شاعر تو نہیں ہوں مگر آپ کی ادا اور آپ کے  
سزا پائے موزوں طبع کر دیا۔

نواب بشیر الدولہ بہادر سیکھ صاحب سے غصہ  
ہوئے اور گھر جا کر اپنی بہن سے کہا کیا آج نادر جان سیکھ  
کو مرثیہ سننے نہ بلواؤ گی۔ انھوں نے کہا کہ نہ بلواؤ گی  
نہ بلوائیگی اور میری کو حکم دیا کہ نادر جان سیکھ سے  
کہو کہ سیکھ صاحب نے بلایا ہے۔ یہ فوراً غصہ پر سوار  
ہوئیں دو سپاہی اور ایک مہرے فیس کے ہمراہ۔  
غصہ ہو چکی تو مہرے بون نے اٹھا کر اندر ہو چائی  
آپ اٹسے اور بشیر الدولہ کی بہن سے باتیں ہونے لگیں  
سیکھ۔ بہن مجھے کچھ اور بھی سنائی ہے۔  
بہن۔ سننا سننا سننا کوئی چوڑی والی کھڑا لے کر  
سیکھ خط تو اسی مضمون کا لایا ہے۔

بہن۔ کیا تعجب ہے۔ ان دونوں کا اعتبار کیا۔  
سیکھ۔ اب ہاں کیا صلاح دیتی ہو۔

بہن۔ چو کہ نہ بہن۔ بس یہی تیرے چہرہ دور دور  
روانہ ہو جاؤ ایسا نہ کہ وہ موتی مہارن چم جائے  
تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی۔

سیکھ۔ اگر تمہارے بھائی بھی جلتے تو ہر جگہ نکلتا۔  
بہن۔ لیجاؤ یہاں کیا بنا رہے ہیں۔  
سیکھ۔ ذرا تم بھی سفارش کرو۔

بہن۔ لیجو میں سفارش کی کیا ضرورت ہو انھیں نے  
تو مجھے اسوقت کہا کہ نواب نادر جان سیکھ کو  
نہ بلواؤ گی۔

راوی۔ سیکھ صاحب کچھ گھٹن کہ بشیر الدولہ بہ طور  
تجھے میں جیسی بڑا ہوا۔ چونکہ بشیر الدولہ کا کتنا عہد عسکری  
بہت مانتے تھے لہذا یہ چاہتی تھیں کہ بشیر الدولہ کو  
ساتھ لکھنؤ لجاؤں سیکھ صاحب کی چچا زاد بہن انکو  
بیابا ہی تھیں۔ انھوں نے بڑی خوشامدور آدمی  
کہ بشیر الدولہ بھی ساتھ جائیں۔ اپنی چچا زاد بہن  
عسکری سیکھ کی بھی خوشامدگی۔ انھیں بشیر الدولہ بلوائے  
گئے اور انکی بہن نے سفارش کی۔ اور بشیر الدولہ۔  
راضی ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مرثیہ شروع  
ہوا اور کوئی دیر طے ہونے میں ختم ہوا۔ اور بڑی جلد  
ہوئی۔ دیر کھٹنے کے بعد نواب بشیر الدولہ بہادر  
تشریف لے گئے۔ انکو چین کہاں۔ وہاں انھوں نے  
آگے کہا ہماری رائے یہ ہے کہ نواب رونق جنگ کا خط  
آ لینیے دو اساتے میں رونق جنگ کا خط آ گیا۔ مہرے  
باہر سے چار خط لائی اور ایک اخبار کا نو خط آ گیا  
جلدی سے کھولا۔

خط۔ جناب برادر صاحب سلامت۔ مدت کے نواب کا  
خط آیا غیر صلاح دریافت ہوئی طبیعت خوش ہو گئی  
آپ کے دیکھنے کو بہت دل چاہتا ہے۔

اشتیاؤ کہ برادر دولہا دل میں | دل میں ندن نام روانہ  
آپ نے نواب محمد عسکری کا حال دریافت فرمایا ہے شخص  
غلط کسی نے کہا مارا آپ اطمینان لیجئے چوڑی والی کی  
نسبت جو لکھا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے جس نے لکھا  
ضرور سزا پائے گا۔ خدا کے گھر سے سزا پائیگا۔

خدا کے غضب سے ذرا دل میں کانپ  
چغندر کے منہ کو دسے ہیں سانب

خدا جانے یہ کسی صاحب کی عنایت تھی۔ چھین صاحب  
اور پیارے صاحب بندی غص کرتے ہیں۔

آپ کا نیاز مند نواب رونق جنگ بہادر

بیشیر غلط خبر ہو گی کسی دل لگی باز نہ فقرہ کیا ہو  
بڑا بڑا حب آدمی ہو۔

بیکم۔ دو ٹھابھائی جھوٹ کبھی نہ بولتے۔

بہن کی۔ اے بہن اور اسقدر جھوٹ۔

بیکم۔ جلو اب ذری دھارس ہوئی۔ یا اللہ توبہ۔

بہن کی۔ اللہ نے اپنا بڑا فضل کیا۔ ایک دہی اس

علت سے بچے ہوئے تھے اور تو سب کے دو دو جا چا

بلا میں لگی ہوئی ہیں۔ خدا جانے یہ مونی چڑھیں کمان

سے لجاتی ہیں۔

بیشیر اللہ نے کہا مرزا صاحب کا بھی خط آگیا

انکو بھی میں نے لکھا تھا۔ دیکھو یہ کیا لکھتے ہیں۔

پیو مرشد دام انقلاب۔ بغرض میر ساندہ پروانہ

حضور شہنشاہ درددلایا حضور نے جو امر دریافت فرمایا

وہ اکل صحیح ہو۔ قرن نامے چوڑی دالی کہ قتالہ عالم اور

بہت کم سن ہو۔ نواب صاحب کے گھر ٹپ گئی ہو۔

ابھی نکاح نہیں ہوا ہو۔ مگر نواب اسپر شیدائیں۔

نواب رونق جنگ بہادر کی سرکار میں جوڑیاں نیکر

آتی جاتی تھی وہ ہیں ایک تقریب میں نواب صاحب

اس زارہ فریب پر نظر ٹپ گئی بس دل ہاتھ سے

جاتا رہا عاشق ہو گئے۔

دل گیا ہاتھ سے تو کون نے کہا دل آیا

آج کل نواب رونق جنگ اور چھین صاحب و مرزا کی

دغہ سے خوب پینگ بڑھے ہوئے ہیں۔ سب

دارفتہ مزاج ہیں۔ آراستگی اور اصلاح کسی کے مزاج

میں نہیں ہو۔ سب اپنے اپنے رنگ میں مست ہیں۔

آپ کا خادم مرزا عبد الستار

بیشیر۔ اتن۔ یہ تو کچھ اور ہی کار ہے ہیں۔

بیکم۔ یہ ہو کون۔ کیوں بیشیر اللہ۔

بیشیر۔ یہ ہماری سرکار میں تین پشت سے نوکر ہیں

بڑے سوز اور معتبر آدمی ہیں۔

بہن۔ اے مرزا تو نہیں ہیں۔ جنھوں نے عبا کو بھجا

تھا کیوں دہی نا۔ وہ تو بہت بچے ہیں۔

بیشیر۔ دہی ہیں۔ بڑے بڑے اور معتبر آدمی ہیں۔

عسکری بیکم۔ اب کسکو بچا جائیگا۔

بیشیر۔ مرزا صاحب تو لکھتے ہیں کہ نواب رونق جنگ بہادر

سے خوب پینگ بڑھے ہوئے ہیں۔ رونق جنگ

سے تو ساٹھ گناٹھ ہوا۔ بس۔

بیکم۔ چور کا سامنی گٹھ گیا۔

بیشیر۔ چلو میں پھر آج تیار کی کر دو۔

بیکم۔ ہاں اب قدم نہیں جتا دل بھرا

رہا ہے۔

بہن۔ اللہ کرے اس مونی قمر دن کو

مضہ ہوا ہو۔

بیکم۔ اللہ کرے ڈنگ بنگا رائے۔ اٹھاب میں سمجھ گئی۔

آؤ۔ اے باجی جان کے بیان جب بھیا کی موچھو کا کونہ

تھا تو قرن آئی تھی چوڑی دالی ہو۔

بہن۔ کیا کچھ خوبصورت ہو۔

بیکم۔ کہاں گئے جا کے مہدار کو گھر ڈال دیا وہ

اے مرزا دھ سے منہ۔

راوی سہ ہوتی کیا ہیں۔ اور یہ جواب کیا دتی ہیں وہ ہوتی ہیں کیا کہ خوبصورت ہے۔ یہ کچھ اور ہی جواب دیتی ہیں۔ سوت کے حسن کی کیا تعریف کریں۔  
نادر جہاں بیگم حضرت ہونین کے جاگے سامان غزکریں کیونکہ شب ہی کو جانا تھا اور بشیر الدولہ دل میں غلطو کہ مارلیا ہے پالا۔ نہایت ہی خوش تھے اور ہر دم دست بزا کیا خدا جلد کام ہو۔

**بشیر**۔ (خواص سے) رجم بیگ لکھنؤ کی ریل کڑبکے روانہ ہوتی ہے مملو ٹھیک وقت معلوم ہے۔  
خواص۔ اسے خداوند ہی بس بارہ پر ایک بجے جاتی ہوگی مجھے ذرا دھوکا ہے حضور۔

**بشیر**۔ نہیں ہونین کوئی سات بجے  
خواص۔ سات ہی بجے جاتی ہوگی مجھے کچھ صاف حال نہیں معلوم خداوند۔

**بشیر**۔ ذرا دریافت تو کرو۔ کسی سے جاگے ٹھیک وقت دریافت کر کے آنا۔

خواص۔ حضور خاں صاحب کہتے ہیں نو بجے شربک جاتی ہے مگر حضور سو رہے سے چلنا چاہیے۔

**بشیر**۔ تو سہان سے کوئی آٹھ بجے چلنا چاہیے۔ اب شیخہ کو بشیر الدولہ نے ایک خط مرزا صاحب کے نام لکھا کہ بھیج دیا۔

مرزا صاحب آپ کی عرضی آئی جس روز آپ کی عرضی آئی اسی روز اتفاق سے رونق جنگ کا خط بھی آیا وہ فوراً تے ہیں کہ محض جھوٹ اور لغو ہے۔ اور ادھر آپ کا خط پڑھا تو آپ صحیح بتاتے ہیں یقین ہو گیا کہ رونق جنگ نے جکڑ دیا تھا۔ لہذا آج شب کی گاڑی پر ہم مع نواب نادر جہاں بیگ کے روانہ ہو گئے۔ آپ

کوٹھی اور مجلس احاطہ کر دیا رکھے اور سچ دیکھے اور نیکی کسی کی دس بارہ ٹیٹان بنوا رکھے اور سستے اور نیکھائی کو نوکر رکھے لیجئے کم سے کم چار نیکھے والے ہوں ریل پر کرائے کی دو فیسٹ اور چار پانچ لاکھ ریان ضرور بچھے اور آپ خود بھی آئیے مگر خدا کے لیے ایسا نہ کرنا کہ نواب یار رونق جنگ یا انکے کسی جلسہ میں انیس کو خیر ہو۔

**بشیر الدولہ** بشیر

خدا نگاروں نے ضروری ضروری اسباب باندھا اور اپنے یار دوستوں سے مل آئے۔

**خواص**۔ حضور کب تک لکھنؤ میں قیام رہیگا  
**بشیر**۔ یہی کوئی مہینہ بھر بسل اور کیا۔

**خواص**۔ حضور چودہ برس سے لکھنؤ نہیں دیکھا  
تس گئے۔ اب حضور کی بدولت دیکھ لیتے۔

**بشیر**۔ اچھا تم بھی ساتھ چلے جاؤ۔  
**خواص**۔ (دو اب بجا لا کر) حق تعالیٰ دلی مراد میں پوری کرے حضور کو ہم غریب کا خیال تو ہے۔

خان صاحب حضور دہشتہ آج اچھا پڑھا تھا اور بڑے مین تھے۔ آج خوب رفت ہوئی۔ مگر پڑے بھی وہ خوب ہی دل لگا کے ذرا آخر میں آواز پڑ گئی تھی۔

لکے یہ خوان سیکھنے نے جو کھلا جلدی

خون میں ڈب بانظر آیا سر سبط نبی

ہاے بابا کہا اور خوان پر اکبار گری

منہ کبھی جوتی تھی سر کے ہرے ہونٹ کبھی

شہ کی پیشانی سے پیشانی لگائی اُسے

ہاے بابا کہا اور جہاں خوان اُسے

**بشیر**۔ بڑا پڑنا مرثیہ ہے۔

خان صاحب حضور میں دلیکے کا رشتہ ہے۔  
بیشتر مرثیہ گوئی کے تو بادشاہ دبیر اور انیس گدر  
گئے ہیں انہر خاتمہ ہو گیا۔ بان میر انیس کے بعد انکے  
بیٹے میر فیض نے فن مرثیہ گوئی کو زندہ کر دیا۔

خان صاحب۔ اے سبحان اللہ حضور کیا  
کنتا ہے۔ واللہ خدا سے سخن کنتا چاہیے اب دوسرا  
ہو کون۔

شام کو نواب نادر جہان بیگم نے ایک آدمی  
بیشتر لہلہ کے بیان بھیجا کہ جا کے دریافت کرو نہ تھا  
تیار میں یا نہیں۔ نواب صاحب نے کھلا بھیجا کہ نہ ہو  
تو تیار ہو مگر ایک بات ضروری اس وقت یاد آئی تو  
وہ سن لیجئے انھوں نے بلو بھیجا نواب بشیر الدہلوی نے  
کہا۔ بیگم صاحب ایک عرض خاص ہو وہ کیا وہ یہ کہ  
اگر میں حضور کے ساتھ چلا تو سب ادا محمد عسکری کو  
دل میں کوئی شک پیدا ہو۔ انھوں نے شک کو چار  
دیا ای ہو چکی انے فرستے خان کو تو خبر ہو گئی نہیں تم  
وہاں چلے یہ کیوں کہو کہ ہمارے ساتھ آئے ہو۔ تم  
الگ چلو ہم الگ چلیں بس چھپی ہوئی۔ اب تو  
کوئی خوف نہیں ہے۔

نواب محمد عسکری کا دربار

نواب فر کا بیچ ان بی رہے ہیں اور صاحبین فرنگی  
صحبت گرم ہو کاتے میں منشی مہراج بی صاحب شریف  
لائے ار سے بارو کچا اور بی منشی واللہ ہو۔ اہا ہا  
کچے پوچھے نہ وہ دادہ۔ ایک کی سیچ نہیں تاکہ یہ ہے  
کی تو نہیں ہے میں اور انکی کیفیت ہے کہ تو نہیں ہے  
بل باندھ دیے اہا ہا۔ دادہ اور خط ار سے تو یہ دلا  
وہ تھا کی آواز کی تھی کہ الامان تو یہ بھی ملے

جلد تیسرے کہ یہ بیک کیا رہا ہے۔ عوکار محمد عسکری نے کہا بیان  
یہ کیا بیک رہے ہو فرمایا۔ مہراج میں ناز کے فراق میں کل نکل  
نواب۔ اے سبحان اللہ۔ کل بے گل تھا کیا خوب۔  
آغا۔ وہی دادہ بھیجی دہائی۔ کیا آج کی لی ہے۔

عسکری۔ حضور بڑے بد لہ سخ اور لطیف گو ہیں۔  
مہراج۔ (بست اگر لڑکے بھی میں کہیں بر نہیں چرکتا۔  
واللہ کہیں نہیں چرکتا۔ کل کا ذکر سنئے۔ ہماری چور و سب

نے ہمارے ایک بھتیجی کی کتنے لکین اب تم کا لکھ کے اٹھتے ہو  
پوڑھے ہو گئے۔ واللہ میں نے بھی جربہ جواید یا کہ تم بھی  
تو اب ہماری امان جان کی ساتھی ہو گئیں۔ تم بھی تو  
چکرش ہو اور ہمارے محلے میں ایک کیتا مٹی کی ہرنی  
اُسکا نام ہو اور وہ اب بڑھیا ہو گئی ہے مگر کوئی خاص  
پلے جن جلی ہو میں نے کہا تم بھی اب دوسری ہرنی ہو گئی  
نواب۔ (تم قہہ لگا کر) بھیجی کیا کسی ہو اللہ۔

ممن۔ حضور اب سے بڑھ کے اور کیا کوئی کہیں گے۔  
مہراج۔ بھائی واللہ ہر مری ہری کی یک کیفیت تھی  
کہ حبیب گئیں۔ اور لطیف سنئے اُنکا نام امرتا ہے۔ اُرتی  
اور امرتا کے لیے ہرنی کنتا موزوں لفظ تھا۔  
نواب۔ (تم قہہ لگا کر) مار ڈالا ظالم۔ اُرتا۔

ممن۔ حضور آداب عرض ہے۔ (سنہتے ہوئے) بُرا

حال ہو مارے منی کے۔ امرتا اور ہرنی کی کیا کمی ہے۔  
اختر۔ حضور بی امرتا کی روایت نے منشی مہراج بی  
نقل محفل بنا دیا۔ اللہ۔ ہنسر ہو۔

نواب۔ کیا خوب امرتا کے لیے نقل محفل سبحان اللہ  
احسن۔ حضور مگر کس قدر صاف گو ہیں  
منشی مہراج بی صاحب۔

آغا۔ ہاں بھی آسمن تو شک نہیں صاف گو ضرور ہیں

اختر۔ مگر کیا بھتیگی کسی پر والدہ بنی اور اترتا۔  
 آغا۔ بھئی تو اب تمہاری محنت میں اس قدر صاف گو  
 کوئی نہیں جو والدہ راست باز آدمی ہو۔ جو ط سے  
 سرکار ہی نہیں۔ ایسے لوگ یہ کہان آتے ہیں۔  
 مہراج۔ بھئی سُن تو۔ انھوں نے کیا جواب دیا  
 ہے جو کہا کہ تم تو اب دوسری برنی ہو تو وہ ہنس کے کہتی  
 ہیں۔ تو تم بھی تو اب شیرا ہو گئے ہو۔  
 مومن۔ شیرا کسی لئے کا نام ہے کیون حضور۔  
 مہراج۔ ہاں ہاں شیرا اندھے لئے کا نام ہے۔ اور مگر  
 بھی کوئی ہوئی ہے اور بوڑھا ہو گیا ہے۔  
 تو اب۔ (لوٹ گئے) بھئی ہنسی کے ارے بُرا  
 حال ہے۔ اُف وہ مار ڈالا ظالم۔  
 اختر۔ بھئی بڑی لطیفہ کو معلوم ہوتی ہیں۔  
 مومن۔ خداوند اللہ جانتا ہے ارے ہنسی کے بُرا  
 حال ہے۔  
 آغا۔ انھوں نے بنی کیتا کی اپنی بھتیگی کی تو انھوں  
 نے بھی انکو شیرا بنایا۔ جی کیا دل لگی ہو کچھ۔  
 اختر۔ کیا سچھی ہے والدہ۔ خوب ہی کہی۔  
 مہراج۔ بھئی وہ جربستہ کتنی ہے۔ یہ جو آغا میر کی سل  
 میں بھٹیاری نہیں رہتی ہے۔ نام۔ لاجل لاقوہ  
 یار بھلا ہی سا نام ہے۔  
 مومن۔ بہت سی رہتی ہیں اب کسا نام ہیں۔  
 اختر۔ مومن۔ اللہ رکھی۔ چندو۔ نئی۔  
 تو اب۔ امان۔ کسی کا پتا تو بتاؤ۔  
 مہراج۔ چندو چندو۔ بڑی حاضر جواب  
 ہے کہ کہیں پر چوکتی ہی نہیں۔ والدہ کہیں پر نہیں  
 چوکتی۔ ایک دن ہمارے گھر کے لوگوں سے

بھڑا دو۔  
 تو اب۔ کیا یہ جیت جائیگی۔ اولاول۔ ہونہ۔  
 مہراج۔ آپ داہی ہیں آپ ایملن کو وہ  
 راستہ بتائیں۔  
 اس فقرے پر کل حاضرین جلسہ لوٹ گئے بھئی  
 بس اب از برائے خدا کوئی اور مذکرہ جھیلو۔ لٹا دیا۔  
 قسم خدا کی لٹا دیا۔ اب اس وقت بُرا حال ہے۔ کہنے لگے  
 چندو بھٹیاری کی کیا اصل حقیقت ہے۔ واہ۔ آپ بھی  
 کوئی چیز ہیں۔  
 اختر۔ حضور ایک روز ساق سے مقابلہ کیا تھا۔  
 تو اب۔ اجی وہ مہترانی سے بھی مقابلہ کرینگی۔  
 مومن۔ حضور بڑی حاضر جواب ہیں بھلا ہم سے  
 تو زبان ملائیں۔ جب جاہلین ہم۔  
 مہراج۔ (بڑی سہلست کے ساتھ) مردوں سے نہیں۔  
 راوی۔ خدا غارت کرے لاول دلا توہ۔ وہ کہتا ہے  
 ہے تو زبان ملائیں بھلا۔ اور یہ اُسکے جواب میں ملے  
 ہیں کہ مردوں سے نہیں۔ واہ واہ واہ۔  
 تو اب۔ والدہ بڑے حاضر جواب آدمی ہو۔  
 مہراج۔ بھائی بندہ چوکتا نہیں کہیں والدہ نہیں چوکتا  
 کون اور ہزاروں میں کون سچی والدہ بزرگوار سے  
 بھی نہیں چوکتا تھا ایک تہہ باپ صاحب نے کہا۔  
 مومن۔ باپ صاحب یہی کیا خوب۔ ماشا اللہ۔  
 تو اب۔ ارے تو کوئی تیار۔ بھئی کہنے تو دو۔  
 مہراج۔ باپ صاحب ایک ہی حرام زلوے۔  
 تو اب۔ (لوٹ گئے) بھئی اب ہنسی ضبط نہیں ہو سکتی  
 لاول دلا توہ باپ صاحب کی کیا کہی اور اس پر  
 طرہ یہ کہ حرام زاد۔

مہراج۔ اب ہم نہ کینگے واللہ نہ کینگے۔

نواب۔ (اتحاد چوڑکر) بھائی خدا کے لیے کو۔

مہراج۔ باب صاحب فرمائے لگے اپنے تو بڑا گدھا  
ہو۔ جو جتہ جواب دیا کہ حضور تو کا ٹٹون میں چھپتے ہیں بڑے  
توضو ہیں بندہ تو خرد ہو۔

نواب۔ (ہنسکر) بھی واللہ کیا کسی ہے  
ماشاہون۔

ممن۔ حضور خوب سو بھی بڑے تو آپ ہیں۔

اختر۔ وہ بڑے گدھے یہ چھوٹے گدھے۔ واہ۔

نواب۔ بھتیجی کے معنی ہی یہ ہیں کہ باب نہیں دادا  
پر دادا ہونے چکے۔ جناب منشی مہراج، بی صاحب  
بھی اپنے وقت کے ملا دو پیازہ ہیں۔

مہراج۔ بھتیجی ملا دو پیازہ کو اس وقت مدد  
بوجھ نہ تھی۔

ممن۔ کیا شک ہو اس میں ذرا شک نہیں حضور۔

اختر۔ بیشک۔

مہراج۔ ہلکے گھر کے لوگوں کو جسے بڑی محبت ہو جناب ہو۔

ازمن محبت میں نہ دجا۔ من

اختر۔ اچھا صبر بڑھا ہو۔

ممن۔ فارسی کا تو خاتمہ ہو۔ واہ حضور منشی مہراج بی  
صاحب بہادر۔ خوش گفتہ برادر من۔

مہراج۔ ازمن فارسی بگوئی۔ من اپنے شرط بلوغت  
باتو میگویم تو خواہ از سخم بند گیر خواہ ملال۔

اختر۔ کیا طبیعت پائی ہو واللہ خدا کی دین ہو۔

مہراج۔ ہلکے گھر کے لوگوں کو جسے بڑی محبت ہو۔

نواب۔ یادداشت۔ اس کا رس وقت کیا ذکر تھا۔

ممن۔ حضور وہ لطیفہ واللہ کبھی نہ بھولے گا۔ کہنے لگے

انیم کیا چند تک توفیق نہیں من۔ اے سبحان اللہ  
اختر۔ اے نعمت خدا۔ واہ واہ واہ۔

وارو غم۔ پھر کیا کوئی بڑی بات کہی انھوں نے۔

اختر۔ جیسے کسی سے کوئی بوجھے کہ آپ شراب پیئیں

اور وہ اس کے جواب میں کہے کہ شراب کیا سنی ولایت پائی

تک تو پتیا نہیں ہوں۔ اور عمر کیا خوب بتائی ہو کہ بیوی

مجھے چوٹی ہیں۔ مگر (ہنسکر) واللہ گھر میں بھیج دینا

برسب پر فرق لیگیا خدا کی قسم۔ لا حول ولا قوۃ۔

نواب۔ واللہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ یہ سب پر طرہ ہو

ایک نئی بات ہوئی نا۔

اختر۔ مگر حضور چٹا گلہیزو کا پٹنا ستم ہو گیا۔

ممن۔ بھتیجی ہاں ہسکو بھی بڑا رنج ہوا۔ دوسرے

دن یہ حال سب کو معلوم ہوا تو بڑی دل لگی ہوئی۔

اختر۔ یہ واقعہ تو تاریخ میں لکھنے کے قابل ہو۔

وارو غم۔ جلا گلیز کی پٹیاں یاد کرتی ہوئی۔ وہ

بودی مار پڑی کہ تو یہ ہی بھلی۔

ممن۔ ترانے بھی تو غصہ کیا کہ منشی مہراج بی۔

اب کیا کمون گلے سے لگایا۔

مہراج۔ (بست بگڑ کر) اب ہم بیان نہ بھیج سکتے

یہ سہر لوگ ہم کو چھوٹے مانگتا ہو۔ یہ شالا لوگ ہاں اسطے

ہسکو جوک (دوق) کرنے مانگتا ہو۔ بولے ہی فعل

کہاں واسطے ہم کو چھوٹے مانگتا ہو تم لوگ۔ سور

لوگ۔ ہلے چمن ما دون۔ اون۔ ہلے چہ۔

من خواہم گفت۔

بگیم صاحب کی روانگی

نواب ناورجان بگیم اور بشیر الدو لہ اس قطع سے

لکھتے سے چلے کہ ایک بالکی گاڑی پر بیگم صاحبہ اور ایک صاحبہ اور مری سوار ہمیں اور دوسری بالکی گاڑی پر بی بی مغلانی اور دو مہربان اور دو خیمین اور تیسری بالکی گاڑی پر دواچی اور دو خیمین اور ایک پسرے والی چوٹی بالکی پر دو خدمتگار اور ایک روتنا اور ایک چراسی۔ نواب بشیر لدہ بہادر کے ہمراہ دو خاصہ پڑتے۔ دو خواص اور چراسی اور ایک داروغہ۔

تین پہلے درجون کا پہلے ہی سے بندوبست کر لیا تھا۔ ایک درونے میں بیگم صاحبہ اور ایک خواص اور دواچی اور ایک مری۔ باقی درجون میں اور ستر خیمین۔ مگر یہ تینوں درجے پاس پاس تھے اور ان دونوں درجون میں ایک ایک چراسی بیٹھا تھا۔ نواب صاحبہ اور ان کے داروغہ ایک درجے میں تھے۔ اور ایک خواص ساتھ تھا باقی ستر تیسرے درجے میں۔

ریل گھر پر نواب صاحبہ نے بیگم صاحبہ سے کہا اب ہم اوپر آ کر ایک ہی درجے میں بیٹھیں تو بڑا لطف ہوگا مگر تیسرے درجے میں جو عین کہ اب کیا کارروائی کرنا چاہیے بیگم صاحبہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر اتنا کہا ہم بڑا احسان کروا لوں سوئی چھتر کو گھر سے لکھوادو۔ چوڑی والی پر عاشق ہوئے ہیں دیشانی پر ہاتھ ٹپک کر کہ کیا خوشی تمہارے۔ یہ جی بھی خیر نہ ہم بیان آتے اور نہ یہ گل کہنتا سا چھاپھر اب توجو جوا ہو اسو ہوا اب فقط تمہارا ہی سہارا ہو تم دو تو نوڈی ہرجاؤں۔ نواب بشیر لدہ نے کہا اچھا۔ خیر اسباب و سباب ملو اکسوار ہوئے پہلے آئیشن پر نواب بشیر لدہ بہادر نے کہ بیگم صاحبہ کی گاڑی کے پاس آئے خیر صلاح کسی کو کی ضرورت کہ نہیں ہو بدلتا تھا کہ۔ بان بان۔ کیا چاہیے یحییٰ؟ برف کا پانی ہو سکے۔

فرمایا جی نہیں۔ دس سیر برف میں خود اپنے ساتھ لایا ہوں بیگم صاحبہ نے خواص سے کہا خاصان لاؤ غاصدان سے دو گلواریاں نکال کر اپنے ہاتھ سے نواب بشیر لدہ کو وزن پوچھا تمہا کو کھاتے ہو۔ کہا خوب۔ یہ سوال آپ روز کرتی ہیں اور میں آپ کے تمہا کو پر عاشق ہوں۔ یہ خوشبو کسی اور تمہا کو میں کمان۔

بشیر۔ اب ریل کا وقت آگیا۔ ہمدرد رخصت ہوتا ہے۔

بیگم۔ خدا حافظ ہم بڑے آرام سے ہیں نواب۔

بشیر۔ میں دوسری تیسری چوکی پر تھوڑا کرکٹ گا۔

بیگم۔ اے اب جاؤ کہیں ریل نہ چل کھڑی ہو۔

بشیر۔ دو گلواریاں اور دے دینے تو ہر باقی ہے۔

بیگم۔ غاصدان لاؤ۔ (خواص سے) لیجئے گلواریاں۔

بشیر۔ والہ کس طرح کی گلواریاں بی بی ہیں۔

نواب بشیر لدہ بہادر اپنے درجے میں گئے ہی تھے کہ ریل چلی۔ داروغہ نے کہا خداوند میری اسوقت بڑی

حالت تھی۔ میں دل میں سوچتا تھا کہ یا الہی یہ ہمارے حضور

چل کمان دیے ہیں سمجھا کہ شاید زمانہ گاڑیوں میں سے

کسی گاڑی پر بیٹھ گئے ہوں (مسکرا کر) بارے حضور

تشریف لائے۔ نواب صاحبہ مسکرانے سے مطلب سمجھ گئے

کہا بڑے بدعاش ہو۔ اب ہم کیا اتنا بی بی نہیں سمجھنے کوئی

پاگل تقرر کیا ہو آپ نے۔

اب وہاں کی کیفیت سنئے کہ ایک خواص نے

بیگم صاحبہ سے کہا حضور نواب بشیر لدہ کا بھی کتا

اجتہاز لاج ہے کہ میں کیا عرض کروں۔ ایسے رئیس

دریس پیدا کمان ہونے میں بات کی بات

میں ہزار دن خرچ کر ڈالے اور آفت تک دیکھی



بڑے رئیس ہیں ایسے ویسے نہیں ہیں اور حضور شکل صورت بھی اچھی ہو سنو دوسو میں ایک۔

بیگم صاحبہ کہ بڑی طبیعت دار تھیں اسکی تقریر سے سمجھ لیں کہ یہ لکنا پاکرتی ہے۔ کچھ جواب نہ دیا مگر خوش سے کھٹک لکھیں اور دل ہی دل میں سوچنے لگیں کہ یہ تو کیا کر

اگر اسکے سے ہزار آئین تو بھی ہم اپنی عصمت و آبرو کے خلاف نہ کریں گے اس وقت ہم پر نصیبت پڑی ہے

اس سے ہم پر لہر لہو لہ کیے بائیں بھی سنتے ہیں نہیں تو بدین تو کھڑے کھڑے ذلیل کر دیتی سنو صلیح کے خلاف ہو

چوتھے ایٹیشن پر پھر نواب صاحبہ شریف لالہ خیر صلاح آئے جب گاڑی رگ جاتی ہے تو بڑا احتیاط

ہوتا ہے بیگم صاحبہ نے فرمایا جی ہاں اُس تو ضرور ہے مگر بیان نہ کھیا چل رہی ہے برابر یہ بچارے تیسرے

درجے والے کس نصیبت میں ہونگے نواب صاحبہ نے کہا انکو کیا مصیبت ہو وہ تو اس بات کے علوی

ہیں مصیبت تو پہلو گون کو ہے جو خفا نہ بہت ایک عادی ہیں اور جنھوں نے ناز و نفہ میں پرورش پائی ہے۔

بیگم۔ ادم گھڑی گھڑی آئے ہو کہیں ریل نہ نکلیجائے تو پھر معلوم ہو۔ لے اب جاؤ۔

لشیر۔ جی نہیں ریل کمان جاسکتی ہے۔ کیا مجال۔

بیگم۔ ای مجال کے بھروسے بھی نہ رہنا کہیں اگر ریل چلی تو پھر کچھ بنائے نہ بنسکی۔

لشیر۔ دھڑکی دیکھ کر ابھی تین منٹ کی کسر ہے اور اگر رکتے تو تین ٹیٹھوں دو گھڑی دل بہلتا ہے آپ سے

بیگم۔ بسم اللہ مگر بد نامی کا ڈر ہے۔

خواص۔ ای نہیں سرکار بد نامی کا ہے کی ہے۔

لشیر۔ ہمارے نزدیک توبہ نامی نہیں ہے کچھ۔

بیگم۔ تو تو ضرورت ہی کیا ہے اسکی۔

لشیر۔ وہاں جی نہیں بہتا بائیں کس سے کریں۔

بیگم۔ (ہنس کر) اچھا تو اس خواص کو لیجاؤ۔

خواص۔ سادنی واہ سرکار ٹونڈی ایسی نوکری سے درگزر ہی نہیں آبرو جائے۔

لشیر۔ چلے چلی جائدنی۔ پس اب ہم نہ مانینگے۔

خواص۔ بجا ہے حضور سائین وہاں مردوں میں کیا کروں جاگے۔ واہ خداوند واہ۔

لشیر۔ اور کچھ نہیں ایک تو گلوریاں بناؤ دوسرے بائیں کو بے غور کے جی گھبراتا ہے۔ واللہ بہت

جی گھبراتا ہے۔

بیگم۔ ای چلی نہیں جاتی اور یہ اسکا نام ملو کہو نہ ملو اچھا یہ لے تو بتاؤ۔

لشیر۔ میں اسکی ذات بنیاد سے واقف ہوں۔

بیگم۔ سچھی۔ ہوں ہوں!!! سچھی میں۔

لشیر۔ کیا۔ یاد اچھاری کچھ میں نہ آئی۔

بیگم۔ ارے تو سب سمجھتا ہے۔

خواص۔ سمجھتا ہے۔ اور ارے ان کے تکلفی کے الفاظ سے نواب بشیر الدلہ بہادر کو یقین ہو گیا کہ بیگم صاحبہ بھی چہرہ دل

آیا ہے چہرہ دل چلنے کو کئی لپک کر اپنے درجے میں ہے تو اسی خواص نے کہا حضور کیا اچھا مجاز (مراج) ہے

اندیشہ تھا ہے اور دیدار جوان ہیں بیگم صاحبہ تو پہلے ہی ناظر کی تھیں۔ کہا پھر سنئے تو خدا را تھکا ناگرنی کی فکر

کڑی دی تھی اب سہی۔ اب آئین تو چلی جاؤ گلوری بنا ہٹا کے کھلاؤ اور بائیں کرد۔ خواص کو بشیر الدلہ

ہی نے انکے ہاں نوکر رکھو یا تھا اور اسی شرط پر کہ بیگم صاحبہ کو راہ پر لائے مگر یہ بڑی ہی

سیکس۔ (خواص کی طرف اشارہ کر کے) کمزور سوئین۔  
خواص۔ سرکار آرام میں ہیں۔

نواب۔ اور کوئی جاگتا ہے۔ یا سب سوتے ہیں۔  
سیکس۔ (اشارے سے) سب سو گئے۔

خواص۔ حضور سب سو گئے۔

نواب۔ کمزور صاحب پر کئے والی ہن یا نہیں بھر پور  
انعام لو۔ مگر۔

راوی۔ نواب صاحب سمجھے کہ اصل میں سب سو گئے  
ہیں تو میدان خالی پا کر خواص سے پوچھا کمزور صاحب پر نوبلی

ہن یا نہیں۔ خواص نے اشارے سے کہا خاموش رہئے  
یہ انکی سمجھ میں نہ آیا۔ اور سیکس صاحب سب دیکھ رہے تھے

خواص تو پہلے ہی سے کھتی ہوئی تھی لاکھ لاکھ کھاتی تھی۔  
مگر بشیر الدولہ کو عشق نے اندھا کر دیا تھا اشارہ خاک

نہ سمجھے اپنی ہی کئے گئے۔

نواب۔ تم تو بولتی ہی نہیں ہو جا نہ تی۔

خواص۔ اے حضور کیا بولوں کیا۔

نواب سمجھ گئے۔ دانتوں کے تلے انگلی دبا کر ارے  
سیکس۔ اے میں کھتی ہوں کین ریل نہ نکل جائے۔

نواب۔ کیا مجال ہے ریل نکل جائے کی ایک ہی ہوتی  
کیا دل لگی بازی ہے۔

ادھر نواب صاحب نے کہا ایک ہی ہوتی اور ادھر  
ریل چلی اور یہ دوڑے۔ ریل لین چوڑی تھی۔

سپاہی نے کہا ریل سے الگ رہتے۔ چلتے نہ ٹکرا ہو گیا  
اب یہ کیا کریں۔ سر پر ٹوٹی ٹک نہ تھی۔ اھ

پاس کے مارے بڑا حال۔ اور کسی شہر کی چوکی نہیں  
ذرا سا گاؤں۔ اسٹیشن پاسٹرنے کہا آپ (تاہم ریل)

کہاں۔ کیا سپاس (میٹا ب) کر تا تھا۔ کہا جی نہیں

پار ساعورت تھیں خواص کی بات کو کاٹتی نہ تھیں لیکن  
دل ہی دل میں اسکو برا بھلا کہتی تھیں۔ اگر ریل پر تھیں

تو فوراً متوقف کر دیتیں۔ خواص نے تھوڑی دیر کے بعد  
پھسوی ذکر چھوڑا۔ سرکار ابکی آئین توجانے نہ دیکھے ذری

پردہ کر لینگے۔ بس اور کیا اور پھر آپ کے عزیز ہیں۔  
کیا غیر تھوڑا ہی ہیں۔ اے بان۔ اپنوں سے (تاہم وہ کیا۔

اور پھر لے لے بیٹھے آپ کے ذری سے اشارے سے  
لاکھوں تک ساتھ دیا پھر ہر کوئی کر گیا۔ اور شکل صورت

کتنی اچھی پائی ہے۔

نواب بشیر الدولہ بہادر نے داروغہ سے کہا بھئی  
میری تو اس عورت پر جان جاتی ہے۔ درم ناخویدہ غلام

ہوں وادہ کیا تقریر اور کیا ادا ہے وادہ میں کچھ نہ کہہ سکتا  
عجب جن گلو سوز ہے۔ اہا ہا ہا اور اس کے ساتھ شوقی اور

مارے والی ہے۔ کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ ہتھے طے  
استاد داروغہ تو یہ چاہتا ہی تھا کہ نواب صاحب

نے تلافی ہو جائیں سوچ کر عرض کیا حضور نے تو فرماؤ  
الگ الگ بٹھایا بیکار ہے وجہ اس ساتھ ہی بٹھانا

تھا۔ مزے سے دل لگی ہوتی جاتی اور مگھوریاں کھاتے  
کہا بھئی جب وہ منظور بھی کریں۔ اتنے میں ریل کی

چوکی آئی۔

نواب۔ اے بھئی یہاں کتنی دیر ریل ٹھہرتی ہے۔  
سپاہی۔ سچو دس منٹ ابھی بڑی دیر ہے۔

نواب۔ تو ہم دیک کے اس درجے میں بائیں کر لیں۔  
سپاہی۔ صدارے سچو ابھی بڑی دیر ہے۔ ہو آئیے۔

نواب صاحب نے دروازہ کھولا اور سیکس صاحب  
کی گاڑی کے پاس پہنچے۔

نواب۔ کیا ہو رہا ہے کسی شہر کی صورت تو نہیں ہے۔

اب کہا بتاؤں کہاں رہا۔ لاجول دلاقوہ۔ وہ بولا شوہر بابا اب لاجول بلیا سے مطلب نکلتے نہیں ہوتا۔ کہا صاحب ٹوٹی ملک تو پر نہیں۔

بابا جو۔ بڑا بسوس (افسوس) لیے تو ہونے نہیں آگتا اب آپاے کیا کرنے سکے۔

بیشمار۔ اب ہکو ایک چھوٹ بھائے تو بیٹھیں۔ سفید تو اب آئیگی نہیں۔ بڑا غضب ہوا ہے بڑی بیو تو فی ہوئی مگر شے کہ بعد از جنگ یا داید بکھڑو داید زو۔

بابا جو۔ وہ دیکھو کھلاشی (خلاصی) نواب صاحب کو ٹھٹھو۔ بیشمار بھئی کوئی سلمان ہو تو زرا سا پانی پلا دو۔

ایک شخص پانی لیکر آیا تو انھوں نے پوچھا۔ کون ہو۔ کہا چٹھان۔ یہ عادی نفس نفس اور صاف شہرے بنزون

میں آپ خاصہ پینے کے چٹھا ہوا اور برفاب ہو۔ دانا یہ نکھٹا تھا وہ من کے ایک تام لوٹ میں پانی لایا۔ مگر نہ

مرد تھا۔ پھر اسکو ایک روپیہ انعام دیا اب تو انکی نظارین ہونے لگیں سہنگ بھی بچھا اور قالیچہ بھی آیا اور اسٹیشن

ماشر نے ایک سفید چادر بھی منگوائی اور انکے گھر سے نکلے بھی آئے نئے نئے غلاف چڑتے ہوئے۔ ایک گورا

گھڑا تباہی بر کرکھا گیا۔ اب کیا تھا اب انکی خاطر میں ہونے لگیں۔ مگر پھر بھی وہ آرام کھا۔

نواب صاحب لپٹے ٹھٹھے ٹھٹھے ہو اور ٹھٹھا ٹھٹھ پانی پیئے سے روح کو تازگی ہوئی۔ مگر حق کے

بغیر جہین تھے اور خدا صاف اب بھی ساتھ نہ تھا کیا کریں اب آپ شعر خوانی کرنے لگے۔

ہا اچھی کے سخن کیوں نہ کہے دل ہمسے تیغ کے ساتھ کشیدہ ہو جو قاتل ہے

ایک شخص جو یون ہی سا لکھا بڑھا کرتا تھا وہ بھی کھڑا ہو گیا اور کہا حضور کچھ فرمائیے۔

یون جسم دار اپنا پنہان ہو اکفن میں خوشبو تھی جس طرح سے یوسف کے سر میں پن

اُسے بڑی تعریف کی انھوں نے نام دریافت کیا ہے کہا رضا حسین۔ نواب صاحب نے فرمایا۔

تمھاری مالگہ نے دھت یہ اپنے دل میں ڈالی ہے کہ کیوں اس زلف کے حشی نے تیغ اپنی نکالی ہے

یہاں تو شعر شاوی ہوئی تھی اور ادھر بیک صاحب افسوس کر رہی تھیں کہ نواب بشیر لدو بہادر بجارے

رہتے بڑی تکلیف اٹھائے تھے۔ ایک آدمہ مرتبہ ہنسی بھی آئی کہ بہت اڑا کر کہا (یہ ریل چل دینے کی ایک ہی ہوتی)

اور بس اتنا کہتا تھا کہ ریل بہا وہ جا۔ خواص نے کہا کچھ دور دوڑے بھی تو تھے۔ مگر ریل کو پاکستان ہر

کوئی رہتے۔ شام کو کھا یا دی رات کو جوڑی آئی ٹوٹا کھا ہکو تباہ و کوئی بی ہمانی

صبح کو کوئی فوج کے وقت مشوق نسرین بدن بی قرن کی دکانا جان خوب بن مٹن کے میدان جہاں

آنکھوں میں خوب سر مر لگتے چہلا ہٹ کے ساتھ آئیں او دکانا جان او دکانا جان۔ میں کہاں ہو بی منلائی

نے کہا حضور آرام میں ہیں۔ اے جگا دو ٹھٹھائی۔ منلائی نے کہا حضور جگا سکتے ہیں ہم لوگ نوکر کاروں کی یہ جرات نہیں

ہو سکتی کہ کہیں اٹھو بس اب سو چکیں۔ اور سرکار یہ دن کا اتنی دیر سونا افسوس ہوتا ہے۔

دکانا جان نے قرن کو جگے جگانا مشورہ کیا۔ اے میں

اٹھو۔ ادنیٰ اور نوجھلے سب دہل کا عمل ہے۔ کیا غافل  
نہیں ہو (شانے ہلا کر) اڑ اٹھو۔ قرن۔ قرن۔ اٹھ  
جیسے کوئی متوالا ہوتا ہو۔ اڑ اٹھو بہن۔ یکا رات کو  
کچھ شغل کیا تھا۔  
اتنے میں نازو کی آنکھ کھل گئی۔ کہا تم ہو بہن۔  
دُگانا بگڑی ہوئی بیٹی تھی بولی واہ واہ اچھی باتیں ہیں  
خوب گھر زندہ کر دی۔ بس بس ایک دن نکالی جاؤ گی  
نواب کو جو معلوم ہوا کہ تم بیٹی ہو تو کھڑے کھڑے  
نکال دینگے تم تو ناز و اب میں کیا کمون۔ ارے  
یہ مزے یاد کر دی اور روٹی چلن کے ساتھ چلو۔  
ہاے کیا کہی ہو۔ نازو نے کہا تم تو بہن سڑن ہو۔  
نواب سن لینے کہ یہ بیٹی بہن تو سہو کھڑے کھڑے  
نکال دینگے؟ بجا۔ اری جو قوت انھیں نے تو بڑی  
بلائی۔ یہ سننا تھا کہ دُگانا حیرت سے نازو کو دیکھنے  
لگی۔ کیا! نواب نے ہلائی اُنکے یہاں شراب آئی  
کمان سے۔ کیا بیٹے بہن۔ نازو مسکرائی۔ اور بیٹی  
کیا کوئی پارسیا یا مولوی بہن تم مجھ کی سادہ مزاج ہو  
دُگانا کو اور بھی حیرت ہوئی اندھا بن گیا نازو دیکھو میں معلوم تھا  
قرن کا پلنگ جو چھت پر بچھا تھا اس پر دھوپ آگئی تو  
قرن اٹھڑائی لیتی ہوئی اُنھیں۔ کیا دُگانا آئی بہن اڑ  
بہن یہاں آؤ۔ ادنیٰ بگڑی دھوپ سارے میں  
پھیل گئی فوراً پلنگ سے اٹھ کھڑا رہا پھر اتو کرے  
میں ہو رہی اور دُگانا کو دیکھو اسے لینے شروع کیے۔  
دُگانا جان ہم تم پر عاشق ہیں۔ اللہ جانتا ہے تم پر عشق  
ہمیں بہہ سکتے عشق ہے۔ دُگانا نے تھک کر کہا اور نوجھی  
بیٹو ذری۔ یہ تمہارے منہ سے صحت کی سی رہی ہے۔  
اہم ہا تمہیں لہنا ترک کر دینگے۔ بس۔

قرن۔ کیوں کیوں بگڑ کیوں کیوں خدا  
کے واسطے۔  
دُگانا۔ بہن دیکھو زمانہ بڑا جاتا ہے۔  
قرن۔ ادنیٰ اس سے کیا مطلب۔ پھر اچھا پھر کیا  
دُگانا۔ پھر تو بہن سمجھ کا ہے۔ بس۔  
قرن۔ ادنیٰ (انگڑائی لیکر) فٹت سنگوا کر منہ  
دھونے لگیں (منہ دھو کر کہا دُگانا) تم کج لڑی کیوں  
بڑی ہو۔  
دُگانا۔ بہن بڑا صدمہ ہوا بہن۔ اللہ جانتا ہے۔  
قرن۔ یہ کاہے سے (پلنگ پر پھر لیگی)۔  
دُگانا۔ ایسی نیند کیا۔ نوجھے کے بعد تم اُسی ہو۔  
نازو۔ اڑ تو آج ایسا ہو گیا بہن۔  
دُگانا۔ بس چلو منہ نہ کھلاؤ۔  
نازو۔ ادنیٰ۔ یہ تو کالے کھائی میں بیٹھے۔  
قرن۔ اڑ مہری گلو ریان لاؤ۔ خاصدان لاؤ۔  
مہری۔ سرکارو کیا رکھا ہے خاصدان۔ نوٹھی نے  
تو سویرے ہی سے سب سامان میں کر دیا تھا۔  
قرن۔ دُگانا جان کو گلو ری دو۔  
قرن پھر پلنگ پر لیٹیں تو فراتے لینے لگیں۔ نازو  
نے انکو جگایا۔ اڑ ادنیٰ۔ اٹھو بہن۔ واہ اتنا دن چڑھا  
سارے میں دھوپ پھیل گئی اور تم سو رہی ہو۔  
قرن بڑی خرابی سے اٹھیں۔ منہ دھویا اور بیٹھائی  
سے کہا اس وقت منہ کی بڑی شکایت ہے کوئی شہر علی  
کہ ذرا طبیعت ٹھکانے لگے۔ مضافی نے کہ بڑی تجربہ کار  
عورت تھی دو کٹے انار توڑے۔ دونوں شاداب در بڑی مضافی  
کے ساتھ انکا افشودہ بنایا اور شاہ جہان پور کی اعلیٰ قسم کی  
شکر و گرجا نا اور برن کا بڑا سا کٹا (سینکڑا) اور جب افشودہ

قرن۔ اے تو دونوں گھروں کے چوہے ہمارے ہیں یا  
آگے ہیں۔ لڑو گی۔

شہزادہ۔ اور کھٹل دونوں گھروں کے ہمارے ہیں  
آگے اچھی دل لگی ہوئی۔

قرن۔ تو میں آج آدھے چوہے تمھارے گھر بھیج  
دیتی ہوں بہن

شہزادہ۔ (دھنکرا) اچھا تو ہم آدھے کھٹل تمھارے  
میان بھیج دیتے ہیں۔ جاؤ یون ہی سہی۔

قرن۔ ہمسائی شربت بیوگی۔ اللہ جانتا ہے  
گڑھل کا شربت ہے برف ڈال کے پوکیوڑے

کے ساتھ۔  
شہزادہ۔ گڑھل تو زمین کیوڑے کا

شربت پلو آؤ تو کیا مضائقہ ہے۔ برف ہے  
برف تو جان ہے آج کل۔

قرن۔ سمان بان برف بھی ہے۔ بی مغلانی کیوڑے کا  
شربت ہماری ہمسائی کو پلاؤ۔

مغلانی نے کیوڑے کے شربت میں برف کا بہت بڑا  
ٹکڑا ملا یا اور پھر کیوڑا ملا یا جب خوب ٹھنڈا ہو گیا تو کسا

حضر حاضر ہو گھر دوں کس طرح سے کسا اور اس دیوار کے  
پاس کھڑی ہو جاؤ اور برآمدے کی طرف سے دو

کھڑا رکھ کر شربت بیاتو جی خوش ہو گیا کسا افوہ  
یا نکھون میں تروٹ آگئی۔

قرن۔ بہن ہم میں تم میں خوب نیکی۔ اور اگر خدانے  
چاہا تو زندگی بھر بھائی جانی۔

شہزادہ۔ کیون نہ بھیگی۔ آدمی آدمی سے ملتا ہی نہیں  
کیا معلوم تھا کہ تم ایسی خوش مزاج ہو۔ میں تم چھڑکے

ملنے سے۔ یہ دو گھڑی کا ہنسٹل لینا ہی بجا تاہم کوس

خوب ٹھنڈا ہو گیا تو کوٹڑا لگا کر چاندی کے کٹورے میں  
لے گئی بی قرن نے بیاتو کیجیے تک ٹھنڈک پہنچتی رہی

قرنین کی کسا اسوقت سے جلایا باجی جان کو بھی پلاؤ  
سنے تم کو ایک شرفی انعام دی اسوقت مغلانی نے

آداب عرض کیا اور ایک کٹورہ اس طرح بی ناز کو بھی پلا  
افشردہ بیٹے کے بعد قرن نے کسے کا ایک وردا

کھولا تو چم کی طرف تھا۔ کھولا تو وہ کسے کے پیچھے دیکھا  
تو ایک مکان ہے اور ایک عورت بھی کچھ سی رہی ہے۔ کسا

بی ہمسائی سلام۔ وہ عورت اٹھ کھڑی ہوئی کسا بندگی  
سنے تو میں کہی با چاہا تھا کہ نکارین مگر پھر سنے کسا کیا جاتا

کیا کرتی ہوئی برا بیان بھلا یا میں کوئی مرد بیٹھا ہو قرن  
نے نام پوچھا۔ کسا ہمارا نام شہزادہ بیکم پوچھا کچھ شیفہ

ہر کسا مان بن ستاسی رو پڑے ہیں۔ پوچھا تمھارے  
میان کمان بن ہیں۔ کسا ہمارے میان خداج نہیں

کسا ارے ابھی تمھارا سن ہی کیا ہے۔ پھر کوئی فکرتیں کن  
قرن اور شہزادہ بیکم میں تھوڑی ہی دیر میں

گہری چھٹنے لگی کہ گویا برسوں کی ملاقات تھی شہزادہ بیکم  
کی سند ریاد بیکم قرن نے کسا میں ہماری ایک

گوئیان کی بندیا نے بھر دیا ہے اسکی صورت نہ کسی گئی  
ہے جیسے ستارہ چمک رہا ہے۔ اور مانگ تو وہ جو بن

و کھاتی کہ زمین کیا کون۔  
اسی ہمسائی تمھارے میان بھی بہت چہرے ہونگے

بیکو تو بڑا دق کرتے ہیں۔  
شہزادہ بیکم چوہے تو ہمارے یہاں آتے

نہیں ہیں بہن مگر کیا کون بس کھٹلوں نے تو ناک میں  
دم کر دیا ہے بہن۔ رات بھر فید نہیں آتی ہے

عذاب میں جان ہے۔

اتنے میں شہزادہ بیگم نے کہا ہم نماز پڑھ لیں تو پھر باتیں کریں۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔

قرن بولی اناہ! نماز بھی پڑھتی ہو۔ کیا گناہ بہت کئے ہیں۔ ستر تو پہنے کھانے کی جگہ کو چلی۔ کہا بن ہم بچنے سے نماز پڑھتے ہیں۔ ناغہ نہیں ہونے پانی مجال کیا کفصا ہو جائے باقی گناہ کی نسبت گناہگار کو نہیں ہر شرع کے مطابق کون چاہتا ہو ہیں۔

قرن نے کہا بی ہسانی ہم یہ رہے کچھ نکلواؤ۔  
جسین ہم ایک جگہ بیچ کے باتیں کیا کریں خیرے سے ای ہیں یہ کہتے پلاہ کیا اچھا گناہ ہو ہمارے پاس بھی ایک گناہ تھا کر گیا بچارا۔ دن بھر میں پانچ پانچ چھ چھ چھ رہے مارتا تھا۔

شہزادہ بیگم نے اپنے نو کو عبد اللہ خان کو بلایا اور کہا بیچے سے امان لے۔ گھوڑیاں بنا کر قرن کو سلاخون میں سے دین قرن نے بڑی توجہ کی۔ اللہ جانتا ہو کہ یہ گھوڑیاں بہت پسند آئیں۔ اچھا آج شام کو ہمارے بیان دعوت ہو۔ اب یہ تناؤ کہ کسی سے دل بھی ملا ہو۔ شہزادہ بیگم سننے لگیں۔ کہا بن دعوت کی بھی کون جلدی ہو دیکھا جائیگا۔ اب تو ہم تم سلیہ ہی میں ہیں۔ اور بن جو تھے پوچھا اسکا حال یوں ہو کہ ہکو یہ ہر جاتی پنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ ہاں اگر کوئی وضعہ اور شریف زادہ ہو سلسلہ وضع کا پابند بات کا دعوتی تو فیر کیا مضائقہ ہے۔ پڑرس میں وہ سامنے ایک صاحب رہتے ہیں خوبصورت اور حسین آدمی ہیں اور دل کے چالاک وہ بچے دے ڈالتے ہیں مگر انھی سے اے کیجائی کی نوبت نہیں آتی ہے۔ آدمی اچھے معلوم ہوتے ہیں

اتنے میں کوٹھی سے دھماکے کی آواز آئی اور مغلانی نے کہا ان چوہوں کو خدا غارت کرے۔ قرن نے بہ آواز بلند کہا مادی ہسانی دیکھو دن دھاڑے لگوتے چہے ادمم چاہتے ہیں۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک آواز آئی اچی یہ صاحب آپ نے مثل نہیں سنی کہ فاضی کے گھر کے چہے بھی سیانے قرن جو دیکھتی ہو تو (اے اے) اے ہسانی یہ کون ہو۔ کہا بن ہی ہیں۔ کیا اچی صورت ہو۔ گوری گوری۔ بات چیت لکھی اچی ہو پڑا دفعہ ار آدمی ہو اور سیر چشم۔

قرن۔ اللہ جانتا ہو ملاقات کے قابل ہو۔  
شہزادہ۔ کیا جوان خوب ہو چشم بدور۔  
قرن۔ ڈورے ڈالنے ہیں معلوم ہوتا ہو۔  
شہزادہ۔ ڈورے ڈالنے ہیں کہ لٹھ ہر مردوا۔  
قرن۔ اچھا بھائی خولی تاک جھانک سے کیا فائدہ۔

شہزادہ کچھ دیکھتی ہی ہو ڈر کنکھیوں سے دیکھو۔  
قرن۔ ہاتھ جوڑ رہا ہو۔ اے لکھی کیا بری ہوتی ہو کسی پر دل آنا تمہارے۔

شہزادہ۔ سب اس وقت یہ گفتگوں میں کھڑا گورا کر گیا اور ملیگا اور شرٹ بیچا اور بار بار ہاتھ جوڑ لگا ہمارے۔  
قرن۔ کیوں صاحب یہ اتنی لمبی چوڑی تو نماز پڑھتی ہو اور باتیں یہ۔ یا اللہ توبہ۔

شہزادہ۔ ہمیں ایک ہندو کی بات اسوقت یاد آئی ہمارے میں تھی اور ہم بھی وہیں تھے۔ سمجھنے پوچھا کیوں میں یہ روز تو تم مندر میں جاتی ہو اور میں سے اے کیجائی ہو اور دھڑلہ مندر جانے سے کیا فائدہ۔ کہا بن لے

تو اچھے مین جو بدی بھی کرتے مین اور سندن مین جاتے مین  
 قمرن - ہم بھی آج سے نماز پڑھا کرینگے۔  
 شہزادہ - نذر دے رہے ہیں چاہے جو فعل کرے مگر نماز  
 روزہ نہ چھوٹے پائے۔

مغلانی - کیا بات ہو اس سے بہتر اور کیا ہو۔  
 قمرن - روزن مین تو دم اچھتا ہو چارا۔  
 شہزادہ - (گھوری بناتے ہوئے) ارے ایہ آج  
 چوڑیاں آپ ہی آپ کٹھدی ہوئی جاتی ہیں۔  
 قمرن - اندہ کرے کوکہ مانگ سے کٹھدی رہو۔  
 شہزادہ - مین کل جوڑی آگئی کوئی ٹوٹکا تو بتاؤ مین  
 قمرن - ہم بتائیں گے سو ایک کام کو۔  
 مغلانی - اے حضور بکیر اکا ہے کو کرے کوئی۔ بگد  
 یا پہل کے درخت کو سات سلام کرو۔ اور جب یہ نیت  
 کرو۔ تو بولو نہ کسی سے بات نہ کرو۔

شہزادہ - تو پہل کا درخت تو تمہاری بیٹیا مین ہو چکی  
 کیوں بولیں۔  
 قمرن - ہاں ہاں آؤ گھر ہو تمہارا۔

شہزادہ بیگم نے عداوت خان کو بلایا کہ آؤ ڈی ملی  
 تو جا کے لاؤ۔ پوچھا کمان تک کے لیے۔ کہا اسی ذرا  
 بی ہسائی کے بیان تک ساگی بیٹیا جائینگے جوڑی کا  
 ٹوٹکا کرنے۔ اتنے مین ناز و اور آئی ڈوگنا بھی  
 سچن کے پاس آئیں۔ یہ کون مین۔ قمرن  
 نے کہا بی ہسائی مین شہزادہ بیگم۔ شہزادہ بیگم  
 کی مہری نے ڈوگنا کو دیکھ کر کہا مین نے شاید آپ کو  
 ایلخ خان کے میدان مین دیکھا ہو۔ وہ بولی مین تو  
 ہم تو نواز گنج مین رہتے ہیں۔ ایلخ خان کا میدان  
 تو شاید کشمیری محلے کے پاس ہے مین۔ ہم تو

آؤ دھر گئے بھی مین۔

عبداللہ خان نے ان کے کہا حضور ڈولی تو آج  
 کین مین ملتی۔ کسارون نے چاہیت کی ہو۔ سوقت  
 کوئی مین آتا۔ کہا اچھا غیر کل سے بی ہسائی۔ اتنے  
 مین ایک مہری کے کہا حضور سرکار آتے ہیں۔  
 ناز و اور قمرن نے کہا اب ہم رخصت  
 ہوتے ہیں مین اور دروازے بند کر کے  
 کرے مین آئیں۔

نواب - یہ دروازہ کیسا بند کیا۔ (کچھ کھٹکے)  
 ناز و اور ایک نواب رہتے ہیں نے اور قمرن  
 سے باتیں ہوتی مین جا کے دیکھو۔

نواب - (بظن ہو کر) ہاں جو تو کچھ ایسا ہی۔  
 ناز و رہنے انھیں لاکھ لاکھ شمع کیا بیٹیا مین۔  
 نواب - سچ بتاؤ قمرن یہ کیا ماجرا ہو۔

ناز و عجیبی ہوئی آنکھ مین دیکھتے۔  
 قمرن - ہو کیا ایک مردوے کی صورت پسند  
 آگئی گی کسی کا اجارہ ہو۔

نواب - بی مغلانی یہ آؤ دھر دروازے کے  
 پاس کس سے اشارہ بازی کر رہی تھیں۔  
 سچ بتاؤ۔

مغلانی حضور یہ وہی شل ہوئی کہ کون تو ایلخانی  
 جا کے نہ کہن تو باپ کتا کھائے۔ گوگو کا حوالہ ہو۔  
 نواب - اچھا ہم خود جا کے دیکھتے ہیں۔

راوی - نواب صاحب خود تشریف لے گئے اور دروازہ  
 کو کھڑک دیکھا تو شہزادہ بیگم بھی کچھ کاڑھ رہی مین کئی  
 مین اکس برس کا شکل صورت بہت اچھی۔ نہ کہ سے  
 درست۔ اب قمرن ہاتھ جوڑتی ہیں مین مین مین کہ

آج ہی آئے پہلی ملاقات جان پہچان ہوئی اور آج ہی  
یہ ستم انھوں نے ڈھکایا نواب صاحب نے کہا ہوں میں  
شہزادہ بیگم ہیں۔ بس اتنا سنا تھا کہ وہ چونک  
پڑیں دیکھا تو خود بدولت انھوں نے جلدی سے دروازہ  
کسی قدر کھڑکھڑایا بس لقمہ دے اور بندہ لے بیگم صاحب  
نے خوب خوب سنائیں مہری ذری نیچے سے جا کے  
سمجھا دو کہ ہم عصمت دار ہیں کوئی بازاری نہیں ہیں  
بہو بیٹوں کو اس طرح طور ناکیا معنی کیا انکے ہونٹوں  
نہیں ہیں سہنے فقط یہ ملاحظہ کیا کہ بی ہسانی سے  
اس وقت ملاقات ہو چکی ہو نہیں ساری نوابی دکھائی  
میں کوئی ایسی دیسی نہیں ہوں۔ اسکے کیا معنی  
ہو سہا یہ ان کا جایا جہاں ہی ایسے شدے پڑوسی  
ہو اگرین تو کا ہے کو کسی کی عصمت رہے سب اپنے  
اپنے گھر نہ چھوڑ دیں۔

قرن نے دروازہ کھول کر کہا اے بہن۔ اتنی خفا کیوں  
ہوتی ہو۔ سن تو لو پہلے شہزادہ بیگم نے کہا بہن خفا  
ہونے کی بات نہیں ہے۔ یہ بھل فسی کے خلاف ہے۔ کیا  
ہم کوئی بازاری عورت ہیں لے ابھی بدنامی ہو گئے  
تو دیکھتے کے لالے پڑ جائیں کہ نہ پڑن۔ اور سوائی  
گھانے میں ہو دیکھتی ہوں تو داڑھی موچھوٹا لا  
اور پٹ کو ذرا بھیر کر ڈٹے کھڑے ہوئے ہیں  
لشے اللہ لشے اللہ۔

نواب۔ اور میں حضور کی نصیر دیکھ چکا ہوں۔  
شہزادہ۔ اے بیگم بھی کسی نصیر۔  
نواب۔ ذری جار آنکھیں نوکیچے۔  
شہزادہ۔ دیکھو ادنی پھر دروازے کے پاس آئے  
(سہٹ کر) اے بیگم! مرد دلہا ہے۔ کوئی آتا بھی دیکھتے ہیں  
ہو نواب ہم کل دروازے میں تیغ چڑھا لیتے۔  
قرن۔ بہن یہ تو کچھ دال میں کالا کالا معلوم ہوتا ہے  
نارو۔ اور تنکی کشتہ رقیق پہلے۔  
قرن۔ بس بس خلی کھل گئی۔  
شہزادہ۔ کیا۔ اندھا ناخوار جو ہم سے کسی قسم کی گفتگو  
ہوتی ہو۔ یہ تو میں۔ اب کیا کہوں تمہارے میاں  
اور انکے بہنوئی۔  
نارو۔ نہیں نہیں کو شوق سے۔  
قرن۔ کو کو پڑانی جان پہچان ہے۔  
شہزادہ۔ اے کچھ خیر جو ننھ میں آتا ہے کب دیتی ہو۔  
قرن۔ بہن تمکو تو مجھے سوتا ڈاہ ہو گی۔  
شہزادہ۔ اے ادنی ذرا سہجلی ہوئی۔  
نارو۔ چھین۔ بڑی پڑانی جان پہچان نکلی۔  
شہزادہ۔ کیا جمال جو پرندہ ہار سکے۔  
نارو۔ اور ابھی تک بڑا بڑا کے ہانک  
رہی ہیں۔

شہزادہ بیگم نے اس فقرے پر فحشہ لگایا اور  
کہا بہن تم بڑی شہنشاہ اور ہم میں الزام ملے۔ پھر  
بھلا ہم میں تم میں کیسے بنے۔ مگر یہ تو مجھے ٹھان لی ہے  
کہ چاہے جو پہل دن کو تیغ حاضر در چڑھاؤ گی۔ اگر غضب  
خدا کا ہمارا تو کھڑا مکان کبھی کسی طرح بیٹھے ہیں  
کبھی دوپٹا سرک گیا کبھی ذرا پانچا سرک گیا

نارو۔ ولیو بہن تم جس کے سبب ہماری بہن ہو کہ نہیں  
وہ ہمارے بہنوئی ہیں تمہارے بہنوئی کھو گئے کہ نہیں تو  
پھر سوائی کو دیکھا تو کیا گناہ کیا تو نے دل ملی اور نہ کتے۔  
شہزادہ۔ قرن کی طعن اشارہ کر کے حضورش انکے میاں  
میں یہ نواب محمد سکری میں صولت جنگل کا خطاب ہے



اور تمہارا مزاج ہو ہنسوسٹ۔ میان تمہارے ڈھعٹ  
دل لگی باز آدمی سادہ ہونے کا بہتین گوارا نہیں۔ نازو  
مسکرائی آئی مسکوتہ سونے کی چٹا ملکیتی بہن یہ باتین  
گوارا نہیں (خمنہ چڑا کر) ایسی بڑی وہ بنے آئی بہن بڑی  
عصمت دار۔

نواب۔ کیوں صاحب آپ نے ہونہیں دیکھا ہو۔  
شہزادہ۔ اے یوں دیکھنے کو سو دفعہ دیکھا ہو مجھے ہی  
میں رہتے ہو۔ پھر دیکھنے سے کیا ہوتا ہو۔  
نازو۔ بہن ہم سمجھ گئے تم جھوٹ بدلتی ہو۔  
قمرن۔ تمہارے جوہر تو اب چلے۔

نازہ۔ اللہ جاننا ہر بڑا جی خوش ہوا تم سے ملے آؤ  
ادھر آؤ اب وہ گئے بڑا دل لگی کا مزاج ہو۔  
شہزادہ۔ اے بہن ہنسی دل لگی کا تو ہم بھی بڑا نہیں مانتے  
مگر ایکا ایک ناخوش سے بات کرنا عصمت داروں کو چاہئے  
بڑے عیب کی بات ہو۔

قمرن۔ اے تو اب کب تک جھج رہو گی۔ اوئی جیسے بھی  
اب پردہ ہو۔ شہزادہ۔ بلکہ جھجھکتی ہوئی سامنے نہیں  
تو نواب صاحب دروازے کی آڑھی سے گھورائے  
اسکے بعد سامنے آن کھڑے ہوئے تو شہزادہ بیگم  
جیب کے بھاگین۔ اے واہ بہن تم بھی اچھی لیاؤں  
سنو کہ گمان کی دل لگی اے ہم سچے چلے جاتے ہیں بہن  
یہ دل لگی نہیں بھائی۔

نازہ۔ اچھا اچھا ادھر آؤ نصین قسم ہو جو نہ آؤ۔  
قمرن۔ اے بہن ادھر آؤ ہمسائی اے بی ہمسائی۔  
نازہ۔ آؤ ہم جوڑی کا ٹوٹکا بتا دیں۔  
قمرن۔ اے بہن یہ ٹوٹکا ہی تھا۔  
راوی۔ یہ نیا ٹوٹکا ہو۔

قمرن۔ بی ہمسائی دیکھو بڑا عجیبی۔  
شہزادہ۔ بگڑ جانے دو ہم ایک نہ بنیں گے۔  
قمرن۔ میان رہنا مشکل ہو جائیگا۔  
شہزادہ۔ دیکھا نہیں ہو کسی کو۔  
قمرن۔ اے اس بھروسے بھی نہ رہنا  
کھڑے کھڑے ننگا اور نکلی۔

شہزادہ۔ اللہ انسانی ہو میں آپ بھی۔  
قمرن۔ اے اب آئی ہو کہ نہیں یہ غرور ملک چٹاؤ  
شہزادہ۔ بس بس رہنے دیجئے۔  
قمرن۔ اے ہمسائی یہ ٹوٹکا تھا۔

شہزادہ۔ ٹوٹکا تھا آپ رہنے دیجئے بس۔  
قمرن۔ اب ہم یہ بوسہ کی سلا نہیں  
ٹوٹکے چلے آئیں گے۔

شہزادہ۔ آج جو چاہو بدعت کرو کل سے بننا ہو جائیگا۔  
قمرن۔ اے میں کتنی ہوں تیرم کھڑی کھڑی تیغا تیغا  
کیا کہتی ہو پڑے دروازے میں تم تیغا دینے والی کون  
شہزادہ۔ ہم اہم زبردست اور کون۔

قمرن۔ آؤ ہمسائی نصین نصین کی قسم سمجھ جاؤ۔  
شہزادہ۔ چلے کو ہم چلے گئے وہ تو کوا اچھا ہی ہوا  
کہ دلی نہ ملی ہو بہن میں کیا جانے کیا ہو جائیگا ایک  
آدمی کی جان بڑی اچھا ٹوٹکا بتاتی نصین۔

مہر نے کہا حضور یہ جاؤ انا آتا۔ یہ اس سے  
آیا کہ سکارے شام کو تو چکا دی کھایا اور پھر شے کھانے  
کے ساتھ درانی کھاں اور ہلنگڑ دی پانی چڑھ گیا بس  
جوڑی آگئی۔

قمرن۔ اے بی ہمسائی اے وہ گئے۔  
نازہ۔ گئے گئے اللہ جاننا ہو گئے۔

شہزادہ بیگم چھپت پرائیں۔ کہا بن تم تو خواہی تمنا ہی  
لڑائی مولیٰ تھی ہے۔ ناحق کی ٹھانیں ٹھانیں۔ آخر اس سے  
فائدہ۔ بیچار لڑائی جھگڑے سے کیا مطلب نکلتا ہے۔ ہمارے  
تھکے بھگتے جاتے تو کیا کتنا۔ دو گھڑی ہنسنے بولنے کو  
تو ہو گا۔ اور زمین کچھ۔ اور جو ٹھانیں ٹھانیں ہوئی تو کیا  
لطف رہا۔

قرن اور شہزادہ بیگم مین باتیں جو ہی رہی تھیں کہ  
آواز آئی۔ ملائی کی برف۔ شہزادہ بیگم نے ایک موٹے  
سے جھانک کر دیکھا اور قرن نے دروازہ دریا یوں ہی سا  
کھول دیا اور دیکھنے لگی شہزادہ بیگم نے پوچھا۔ بن  
برف کھا دی کیا نہیں۔ سوقت خواہش نہیں ہو کیا چھا  
تم تو ہمیں ٹوٹکا بنا چکین اب ہم تمھیں ایک ٹوٹکا  
بتا رہے ہیں۔ ذری اور صر کے کوڑا کھول کے دیکھو۔  
قرن تو اس ایسے برف والے پر جان دیتی تھیں۔  
دھانہ کھول کر گھورنے لگیں۔ ملائی کی برف نے  
ملائی کی برف۔ دروازہ کھلنے کی آہٹ جو بانی تو کہا  
کیا کھیلے ہیں آج کے کیسی خفا کر نہ اے قرن کی  
طرف دیکھو۔ ہجو رکھو۔ شہزادہ بیگم کی طرف  
مخاطب ہو کر کہا اے میرے موٹے سے جھانکنے والے  
سلامت رہو۔ کوہوں وجود کیا مجھے کہ ہیں۔

ش۔ دھنسکر پڑا اواسفر ہے۔

ق۔ شکل و صورت تو کچھ ایسی بڑی نہیں ہے۔

ش۔ میری سادہ وہ ہے۔ بڑی کی ایک ہی ہوئی۔

ق۔ اچھی صورت ہے بن۔

ش۔ اے پیرا دونوں ہاں ہیں۔

راوی قرن پھر اس سنگتہ نظر کی گھاٹ ہوئی۔

ق۔ ہنسنے پہلے تھے چھپایا تھا جب تم کھیلنے کو ہم بھی

کھل پڑے۔ اسمین شک نہیں کہ بریزاؤ لوند ہے۔  
مہری سے شہزادہ بیگم نے کہا جاتے دو تغلیان لے  
اور یہ دونوں یعنی قرن اور شہزادہ بیگم اسکو گھورنے لگیں  
اچھا لوند ہے۔ ہنسی تو دیکھو کیا ہنسی ہے۔ بڑی خوبصورت  
وہ عورت ہو چکو یہ بیاہ کے لایا ہو گا۔ جو اسکا بیاہنا ہوتا  
تو تو۔ جھینکر قرن بولی پس اب تو تو نہ کرو۔  
مہری تغلیان لیکر اندر آئی اور چھپت پرائیں۔  
کوہین راخون نے کہا بن مل کے کھانا اچھا جس  
ترکیب سے شربت دیا تھا اسی ترکیب سے یہ بھی۔ برف  
کھکر دونوں نے بڑی توجہ کی۔

اتنے میں شہزادہ بیگم نے پوچھا اے بن تمھاری  
باجی جان کمان غائب ہو گئیں۔ اور وہ بی ڈگنا۔ کمان  
ہیں۔ کہا مہری دیکھو باجی جان کیا کرتی ہیں۔ مہری نے  
عرض کیا حضور اب صاحب سے گنجہ پھلتی ہیں۔ ساخا  
گنجہ ہور باہر حکم ہو رہا ہے۔ بی ہسائی آؤ تم بھی آؤ۔  
تمھیں قسم ہے اے ذری دیر کے لیے آجاؤ آؤ ہم ٹوٹکا  
کر رہے گے۔

شہزادہ۔ پس تم اپنا ٹوٹکا رہنے دو۔ کچھ غفل گئی ہے  
برائے مردوں کے سامنے کوئی ہوتا ہے۔

قرن نے کہا اچھا بن ہم نصحت ہوئے ہیں اب

کہا اچھا بن ہسائی خدا حافظ ہے۔

قرن۔ کیا کیا بڑا ہے۔ کیا کیا بتا ہے۔

نازو۔ آپ مزے میں آگئے تھے۔

قرن۔ کیا کیا ہم ناز گئے ہو پتا کیا ہو گا۔

نازو۔ جی ہاں ایسے مزے میں لے قرن سے بدبو پتا

قرن۔ ہسے بدنے کی کیا ضرورت ہے۔

نازو۔ سارہ وہ ٹوٹکے والی کمان ہیں۔ بہت چکر لیں

ناز و پہلے تو نکی تھیں۔ مگر پھر چھپی ہوئیں۔

قرن۔ ای باجی وہ ہوت۔

رادبی۔ بون کا لفظ لکھ کر غاموش ہو گئیں اور چھپ کر

رنگ بنی ہو گیا جب نواب صاحب کسی ضرورت سے

اُٹھے تو میدان خالی پا کر یوں دونوں سبنوں میں گھس گئے

ہونے لگی اور قمرن اپنے دل میں بہت

شرمندہ ہوئی۔

نازو۔ کئی چھوٹے ہوتے قرن۔

قرن۔ ای باجی زبان تک نام آ گیا تھا۔

نازو۔ وہ تو کوئی نیریت ہوئی۔

قرن۔ ہر ایک مجھے یہ ہوا کیا تھا اس وقت۔

نازو۔ جلد بازی۔ جلد بازی۔ اور کیا ہوا تھا ہوا

ہوا یا اور کچھ نہ تھا۔

قرن۔ سب نواب ذرا بھی سرنہ ہوئے۔

نازو۔ وہ کیا سمجھیں ان تو آج بھڑا ہوا تھا مگر

گیا تم نکلی تو تین تھیں اس کے سامنے ایسا غضب

یہ کوئی خبر دار خبردار۔ دیکھو ہنسنے جتا دیا ہو۔

قمرن۔ ای باجی اس پر تو فی ہسانی

بھی عاشق ہیں۔

نازو۔ ادنیٰ وہ کمان کمان ہو نچا ہر مورا۔

قرن۔ اسے تو کہا ہی تھا باجی کہ میں روز نہ بڑھوں

آسکتا مگر باجی اب کانٹے سے۔

اسنے میں نواب صاحب آگئے۔

ہست کلید در گنج حکیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نازو۔ لاؤ لکھا ملا کو ہم وہ گنج یہ حکیم

نواب اشارہ اللہ بڑی حاضر جواب ہو۔

مگر دل لگی تھی ہوئی قرن۔ وہ نہیں آئیں کتنی ہم نہ آئیں گے۔

نازو۔ ای باجی لو کہ بہت خرچہ نہ لکھا ہو۔

نواب۔ لے اب کچھ بھلی ہو یا باتیں کرتی ہو۔

نازو۔ ای میں نے اسے فرمایا تو میں تھے۔

نواب۔ سمجھو جو کہ او تو میں نہوں کیوں۔

نازو۔ اچھا یہ کیسے تمناش کا

نواب۔ یہ ٹیپ پی اور دیکھو اتنے جنگ

کے سر کھیلو لگا۔

نازو۔ ادنیٰ ہم سرنہیں کرتے۔

نواب۔ رو دو رو دو۔ ہم سرنہیں کرتے۔

نازو۔ ادنیٰ اصرار غضب ہو گیا ہم سرنہیں کرتے

میرے پیارے نواب خدا کے واسطے ہمارا پتہ نہیں

دے دو نہیں ہم سچ بچی رو دینے۔

قرن نے نواب صاحب کے ہاتھ سے پتے چھین کر

ملا دیے تو نواب بہت ہی جھلائے کہا قرن اللہ جاننا ہو

ہم یہ تم سے میرے لینگا سکے کیا سمجھو۔ داد دادا یہ

جسے کارو پسینہ لیتا گالی ہو۔ ہسم گالی نہیں

کھلنے والے ہیں

قرن۔ ای ہاں ہمارا تو جی الجھا ہوا ہے گھٹے سے۔

نازو۔ ای تو تم کو با معلوم ہوتا ہے یا ہر کوئی کو۔

قرن۔ ای باتیں کو باتوں میں لطف ہو جاتے چکانے

نازو۔ کیا یہ بھی کوئی ٹوکھا تھا تم بھی بڑی وہ ہو۔

قرن۔ (ہنس کر) کہنے لگیں۔ اچھا ٹوکھا تھا۔

نازو۔ نواب دو لکھا یہ نہیں ہو جی کیا۔ ادنیٰ کوئی

ایسا کرتا جو سامنے دٹے کھڑے ہیں۔

قرن۔ مگر بڑا میں مانا انھوں نے۔

نازو۔ اس حضور میں کس لائق چلیا یہ آپ اپنی طرف سے فرماتے ہیں۔

قرن۔ یہ اگر اسی جان کی طرح پڑھی لکھی ہو تو میں نواب۔ وہ آپ کی امی جان کیا پڑھی لکھی ہیں نازو۔ واہ تم بھی غضب کرتے ہو۔

نواب۔ غضب نہیں میں سچ کہتا ہوں۔ نازو۔ امی کیا کہتے ہو اچھے اچھے مولوی اُنے پوچھنے آتے ہیں۔

نواب۔ ایسی ہی اُنکی۔

قرن۔ (بگڑا کر) تمھاری ایسی ہی۔ اب سنا۔ نازو۔ کیا وہ باتیں ہونے لگیں۔

اب سنئے کہ دوسرے روز ترکے کے مجرم ہی قرن نے شہزادہ بیگم کے مکان کی طرف کا دروازہ کھولا دیکھا کہ وہ چھت پر غافل سو رہی ہیں اور مہری پکھا جھلتی ہو کر کھانا انکو بجا دے مہری۔ بی بی ہمسائی۔ امی بی

ہمسائی۔ اوئی کیا بچہ کی غیند ہو امی انکو بہن۔ شہزادہ بیگم کی آنکھ کھل گئی۔ امی ہوا تے سویرے کاہے کو بگاڑا۔ ہم تو دن چڑھے اُٹھتے ہیں۔

مجاز تو اچھے رہے ہیں۔ یہ پرچھائیں کسی بڑی ہو دیکھو اقدار جانتا ہو جو کوئی مرد ہو نا تو پھر ہم آج سے نہ بولیں گے۔ بس ہمارے آپ کے کھٹ ہو جائیگی۔ قرن کیس قدر تنگ گئیں۔ ادا دی۔ ہوا سے لڑتی ہو

بہن مرد کا کیا ذکر ہے بچہ تنگ تو بیان ہو نہیں۔ جب دیکھ لیا کہ تم خفا ہوئی جاتی ہو تو کیا خواہی بخورا ہی لڑائی مول لینی جو ہم یہ کہنے آئے تھے کہ اس وقت ہمارے ہاں چلی آؤ اور جوڑی کا ٹوٹکا کر لو۔ بنیائیں پھیل کا درخت موجود ہو۔ وہ بولیں بہن آنے نہیں

تو کچھ سرخ ہون ہی مگر بہن خوف ہو کہ سب ادا کوئی ایسی بات ہو جس سے ہمارے آپ کے کچھ بخش پیدا ہو اور ہم اس سے ڈرتے ہیں بلکہ منزون و در بجا گتے ہیں ہم تمھارے امان کے فرض کو ادا کوئی بات ایسی ہوئی جس سے ملے تمھارے درمیان میں کوئی سرخ پیدا ہو گیا یا تھی بات نہیں ہوا بلکہ ہی تم تو تھے باتیں کر رہے ہیں اور تم نے اپنے میان کو لاکھ کھڑا کر دیا اب ہمیں برا معلوم ہو کہ نہ معلوم ہو۔ ایسا کوئی کرنا ہو۔

قرن نے ہزار باخسین کھائیں کہ آج ہم اُنے اطلاع بھی نہ کر سکے۔ تم آؤ ہم نہیں سمجھتے ہیں فیض ہوا ہو کر شہزادہ بیگم شرف لائیں۔ قرن نے بڑی تواضع اور خاطر کی بہن خوب ہوا کہ تم ہو گیا مل گئیں ہم میں تم میں خوب نیکی جیسا ہمارا مجاز دیا تمھارا مجاز۔ اور گل کی جو کشتی ہو وہ ایسے سادے مجاز کے ہیں کہ انکو بہی کا خیال ہی نہیں تھا۔

شہزادہ بیگم بولیں۔ یہ سچ ہو گا انکو ان کا لحاظ تو ضرور ہونا چاہیے اشرم اور حیا بھی تو ناگوری کوئی شہزادہ یا بالکل بچوں ہی کھائی مغلانی نے جھجک کر سلام کیا حضرات تو باتیں کر رہی ہیں اس نوکے میں تو سویرے سویرے ہمارے سب سے متاثرہ ہیں منہ ہاتھ و کمرسات ہار و رخت کو گلا ہو گیا سلام کرنا پڑتا ہے شہزادہ بیگم نے کہا نہیں اب تو تم نے دو ٹوکے کی ایسی ضرورت بھی نہیں رہی کل طبیعت اچھی رہی جاگم صاحب مجی آئے تھے عھدائی سویرے پئی لی تھی۔ نازو۔ امی ہمسائی کیا بالکل خالی ہی فولی رہتی ہو۔ شہزادہ۔ خالی فولی کیا سنی ہماری کچھ نہیں آیا۔ نازو۔ جھجک تمھاری سمجھ میں اور نہ آئے۔ ہونو۔ قرن۔ کس سے رسم ہو نہیں ہمارے سر کی رسم۔

نازو۔ اے تو حسین جو ری کیا ہو۔ بتاؤ ہمسائی۔

شہزادہ۔ اے تو کوئی بات ہو تو بتاؤ ہمن

نازو۔ تو مجھے کسی سے رحم نہیں ہو۔ بیمار ست ایسی بڑی  
نیک بنتی ہیں۔ تمھارا بن دن تمھاری شکل صورت کے جتنی ہو  
شہزادہ۔ اب گھوڑی بھی باتیں کہتی ہیں بس یا کچھ اور  
بھی۔ کچھ اور اچھی باتیں کرو۔

فرمان۔ (کان میں) سچ کہنا ہی ہمسائی وہ برت والا  
لو نہ کیا کیا ہو۔ اے کیا آنکھیں میں جیسے دم نشے میں  
ہو اور بے یے آنکھوں کی کیفیت ہو۔ جیسے تو ایسا  
حسین روح تک نہیں دیکھا کیا شکل صورت ہو کہ وہ  
وا۔ ایک دن تمھارے ہاں اسے بلو امین۔ بیان تو  
اتی صورتیں بھری ہوئی ہیں۔

نازو نے کہا یہ رساں رساں کیوں باتیں ہوئے لیکن  
ہمن کیا کفر کی باتیں کرتی ہو۔ پھر یہ رساں رساں دہنا  
کیا سنی شہزادہ بیگم نے کہا۔ تم کو کیا مطلب ہم اپنی بات  
سے کچھ باتیں کر رہے ہیں تم کو کیوں بتائیں ایک بات  
نہیں کہنے کی ہو۔ نازو بولی ہم سمجھ گئے تھے اڑائی میں تو  
تھے بھی بھون بھون کھائی میں فرمان نے اصرار کیا اچھا  
بتاؤ باجی جان ہم کیا باتیں کرنے تھے۔ تب تو نہیں نہیں بتاؤ  
ہم کو دم دھا کا دیتی ہو ہم ان بھڑوں میں آنے والے  
نہیں ہیں جی کیا دل ملی ہو سنا زور مسکرائیں کل کی چوکی  
اور مجھے اڑتی ہو۔ ایک دفعہ مجھے دے گیا ہو اور اب پھر  
اُسی کی جاہ ہو۔ فرمان کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کہاں سے  
سارا گیشن گھر بھی محل نہیں بڑی کہ شاید نازو دل بیتی ہو  
باجی تم غلط سمجھی ہو۔ حق کیا۔ ادنیٰ کچھ کو کوئی بھی غلط  
نے کہا کہیں کیا ہم سمجھ گئے ہمن تمھارا جی اس وقت  
برت کھانے کو چاہتا ہو شہزادہ بیگم ہنس دین۔ خوب

سمجھیں۔ بڑی در ہو۔ دونوں ہنسن آنت کی لڑ  
بڑی چوٹی دونوں کلان۔ اتنے میں شعر خوانی  
ہونے لگی۔

شہزادہ۔ اے کو کون پڑھنا ہو کیا اچھی آواز ہو۔

نازو۔ نواب صاحب وہ سانے والے کو کچھ پڑھیں

دہن لوگ جمع ہوئے ہمن۔ شعر میں پڑھ رہے ہمن۔

شہزادہ۔ ذری چ رہو سنئے تو وہ ہمن۔ کان لگا کر

ایکے ہمن گلابی اشک میری چشم پر ہم سے

کوئی رنگ دل کی شاہد کھل گئی ہر شہر سے

حضور علی بیان صاحب کامل لکھنوی کا شعر ہو۔

خوب فرمائے ہمن۔ لکھنا اچھا مطلع ہو۔

و ارونہ مجھے بھی اس غزل کا ایک شعر یاد ہو۔ کہنے میں

کنا کر ہون ساری رات لیاں کچھ نہیں کھلتا

دہان زخم کیا باتیں کیا کرتے ہیں مرہم سے

نواب۔ دونوں شعر اچھے ہیں۔ ۶۔

دہان زخم کیا باتیں کیا کرتے ہیں مرہم سے

بالکل جدید غزل ہو اور وہ مطلع بھی پیش کیا ہو۔

اختیار حضور اب انھیں کے کلام میں دوسرے

رنگ کو ملاحظہ فرمائیے گا۔ بالکل اس رنگ سے

الگ۔ ۷۔

رات کس کے بھر میں ہر دم مزاج جنگ تھا

شور نے کس کا تمک رہ پڑے اس ہنگ تھا

نواب۔ (سمجھ نہیں) یہ بلاغت ہو اس کو

بلند پروازی کہتے ہیں۔ جنگ اور آہنگ۔

راوی۔ اشارہ کیا خوب داد دی مطلب

کو خوب سمجھے حضور فرمائے لگے جنگ اور آہنگ

یہ اس شعر کی تشریف ہو۔

داروغہ۔ نمک ریز کے لیے شور کا لفظ کتنا موقع کا ہے  
نواب۔ یعنی میں اسی کی تعریف کر رہا تھا دل میں  
راوی۔ بجا ارشاد ہوا۔ میں بھی گوش دل سے  
سن رہا تھا۔

آخر۔ یہ شعر غور سے سینے لایا کیا کہا ہے واصلہ۔

ایک طر اوت چہ مٹی سال گذشتہ کی بہار  
تاؤ کی مین بال طوطی آئے گا زنگ تھا

نواب۔ کیا کیا ہے۔ بال طوطی تو ملاحظہ فرمائیے۔  
آخر۔ حضور آئے پر جب مورچہ آجاتا ہے تو مورچے  
میں طر اوت اور تازگی کہاں۔ تو شاعر کہتا ہے کہ موسم  
اس قدر تازگی بخش تھا کہ پارساں کے آئے گا زنگ  
بال طوطی کی طرح تازہ معلوم ہوتا تھا۔ بڑی نازک  
بات پیدا کی ہے۔

نواب۔ یعنی جڈا لکھنؤ رنجی میں کچھ شعر عرض کرو۔  
مسخرہ۔ حضور رنجی کا رنگ نہ دلا اللہ بالکل عجیب کا  
پر گیا جسے لوندی کی سوتے تھا کی خوب سی کہتی تھی حضور۔

نواب۔ لوندی کی سوت۔ آپ کی لوندی کی سوت ہے۔

مسخرہ۔ نہیں حضور میری سوت مجھے نابکار کی سوت۔

نواب۔ کیا خوب وہ کون نہیں آپ کی سوت۔

مسخرہ۔ اے صدقہ جانوں۔ جان صاحب میری سوت تھی

اس پر طر فقہ پڑا۔ اور درنگ لگ رہی تو لفظ

نے فرمائش کی اچھا رنجی میں کچھ اشعار اس پر کہو۔ مگر اچھے

ہوں۔ ایسے ویسے ہوں۔ ۴۔

حاصل کعبے میں بت پرستی خدا خدا خدا خدا

مسخرہ۔ حضور دم کی دم میں (ذرا سمجھ کر سے)

نہیں کہانی اچھے لگائی تو ان جوانی تو ایک بار

لگی ہے جیسے تو کا لابی دگا ناجانی خدا خدا

نواب۔ یعنی کتنا اچھا کہا ہے طبیعت دار آدمی ہے۔

مسخرہ۔ حضور کوئی کتنے تازنگ کی راہ لکھ جان لوندی

نے بڑے بڑے ریاض کیسے میں جب جا کے یہ درجہ پایا ہے

ہر کوئی کا کا نہیں بڑگستاوون کی جوتیاں سڑی کی ہیں

ان نازک نازک ہاتھوں سے چلمیں بھر بھر کے پلائی ہیں

لو امن کی طرح ہڑدنگی تھوڑی تھی لوندی۔

آخر۔ حضور یہ قرآن خوانی کیا معنی قرآن کا لفظ غمزدہ

اگر توستان بدین خطا خوانی

بہری رونق مسلمان

مسخرہ۔ اے میں کہتی ہوں اس فرد سے کوہ کیا گیا

ہے۔ سبزی بی کے آیا ہے کیا سارے تو ہماری زبان

کیا جانے لوندی کاٹے (من کی طرف مخاطب ہو کر)

ایچی انا سے ہوا کیا ہے۔

داروغہ۔ مگر سبج کی تعریف تو کرو کہانی اور گمانی اور

قرآن خوانی اور پالی اور جانی۔ اس سبج کو ملاحظہ

فرمائیے۔

ممن۔ حضور یہ جانی کا لفظ فحش ہے بالکل۔

مسخرہ۔ ادنی جانی کا لفظ فحش ہے۔ ارے یہ تو

آنکھ کھولتے ہی بچوں کو سکھایا جاتا ہے۔ ابا جانی۔

اما جیا۔ پھر فحش کہاں سے رہا جلی میں وہاں سے

شہزادہ بیگم نے ناز سے کہا میں قلم و دوات کاغذ

منگو تو تو ہم تھی کچھ لکھیں۔ ہم ایک مصرع لکھے

دیتے ہیں بس وہ مصرع ہم اپنے نام سے نواب کے

پاس بچھو۔ ایک کاغذ پر لکھا۔

جانی نواب۔ اس طرح ترغزل منگو تو اس سے سحر سے

کبھی کہتے یہ تو آیا کوہلی ہمسائی

مگر ذرا عمدہ غزل ہو۔

قرن جان

<p>نواب - ماشاء اللہ کنصاف مطلع ہوا ہے۔  <b>اختصر</b> - آدابِ خواص ہر حضورِ قدردان میں  <b>ممن</b> - اور خوب ہو گئے ہیں ایک دن سرکار          نے ذوق کا سارا دیوان کاٹ ڈالا۔</p>	<p>مہری نے یہ رقم نواب صاحب کو دیا تو بیت ہنسے کہا          بھئی محل خانے سے فراہم ہوئی ہے۔ اور رقم آیا کر کہ</p>
<p>راوی - حضورِ خاقانی کے کلام کی کیا حقیقت          سمجھتے ہیں۔</p>	<p>اس طرح پر شہر کو۔          کبھی کوٹھے پہ تو آیا کر دی ہمسائی</p>
<p><b>ممن</b> - اللہ نے دولت کے ساتھ تعقل بھی دی ہے۔          داروغہ - کیا شک ہے۔ اللہ عز و جل۔</p>	<p>مسخرہ - ابھی بیچے حضور اس دم تازہ بہ تازہ۔  <b>ممن</b> - ہاں اسیر کچھ کہو تو جانیں۔</p>
<p><b>ممن</b> - آئین حق نعلے اور روز افزون کرے؟          این دعا از من و از جملہ جان آئین شد</p>	<p>نواب - کون - یہ کد نیک۔          داروغہ - وہ دکانا جانی والا شعر خوب ہوا۔</p>
<p>راوی - اے سبحان اللہ کیا موزون کر دیا ہے          مصرعے کو۔ خوب ہوا یوں نہ کہا۔</p>	<p>مسخرہ - سنے گا۔          جان کیوں لکھاتی ہو آؤنگی میں آتے آتے</p>
<p>این دعا از من و از جملہ جان آئین شد</p>	<p>پانی پی لیون زنا نمی ارے آئی آئی  <b>اختصر</b> - یہ لیون کیا سمی۔ یوں کہو۔</p>
<p>نواب - ہاں بھی گلیزور۔          کبھی کوٹھے پہ تو آیا کر دی ہمسائی</p>	<p>پانی پی لیون زنا نمی ارے آئی آئی</p>
<p>مسخرہ - سنے گا۔          گورے گورے سے وہ کون آتے ہیں چھپکر ہر روز</p>	<p>نواب - اچھی اصلاح دی۔          مسخرہ - یہ نوٹدی کاٹا اپڑمہ مورکھ کاٹم کاٹو کیا مجھے</p>
<p>بیگم جان سے کدو نگی میں بی ہمسائی          کل دھبیتی جو لکے دکانہ مری</p>	<p>اصلاح دیکھا میں اپنے وقت کی زیب النساء ہوں          حضور یہ بھی مصرع ہو گیا۔ ع</p>
<p>میں نے پڑیا اور پوچھا کہ - مٹھ کی لکھائی؟          مٹھ کے اٹھار کوئی لیتا نہیں نام اسکا کبھی</p>	<p>میں اپنے وقت کی زیب النساء ہوں  <b>اختصر</b> - کیا خوب کیا موزونیت طبع ہے۔</p>
<p>ایسے خوش ہے ہر مری طبیعت آئی۔  <b>اختصر</b> - کیا انی طبیعت طبیعت اس ملا کا نام ہے میان کچھ</p>	<p>کہوں کیا جسے لوگو میں کہ کیا ہوں          میں اپنے وقت کی زیب النساء ہوں</p>
<p>حق ہوے ہو۔ طبیعت لفظ ہے با طبیعت۔          مسخرہ - ادنی اس مرد سے کی باتوں سے تو دم بھٹتا</p>	<p>نواب - یہ میں دو نون مصرعون میں اچھا          نہیں ہے۔</p>
<p>ہر مارا ارے ہم بہو بیٹیاں کچھ ملا ٹوٹا ہی میں۔          اور سنئے خدا و نعل۔</p>	<p><b>اختصر</b> - حضور بجا ارشاد ہوا۔          یوں سمی۔</p>

ایسا ہڑو لگا پناہ کمین بھاتا ہر  
 نیکے مردہ تر امر جا تو سوسے ہر جانی  
 نواب کوئی پھر کتا ہوا شعر نہیں ہوتا۔  
 مسخرہ۔ ابھی۔  
 گل زناخی نے مرے ہونٹ چھوڑے ایسے  
 خون بنے لگا اس پیار سے من باز آئی  
 نواب۔ یہ خوب کہا ہے۔ صاف۔  
 مسخرہ۔ انا ہا ہا۔ ذرا سینے گا۔  
 بڑا کئے ہیں مرے ناخون خلیفہ من  
 کال ہر شہر میں لست انہیں کوئی نائی  
 من۔ اب یہ بھی پر سب بوجھا رہی۔  
 اختر۔ ناخون غلط۔ ناخن صحیح ہے۔  
 مسخرہ۔ (جھلا کر) تیرا غلط ہے مونڈی کاٹے۔  
 نواب۔ یہ سر کے لیے مونڈی کاٹے کیا خوب۔  
 مسخرہ۔ آداب عرض ہے۔ نوٹدی جو کئے والی ہے جھلا۔  
 نواب خلیفہ من۔ کیا من خلیفہ ہے۔  
 مسخرہ۔ خندو یہ خلیفہ شا کر کا لڑکا ہے۔  
 من۔ وای جو کچھ۔ پاگل کین کا۔  
 مسخرہ۔ اچھا صاحب آپ نواب  
 کے لڑکے سہی۔ اب خوش۔  
 اسپر بڑا فریشتی فقہہ  
 نواب۔ یہ نوا۔  
 کون تھے۔  
 مسخرہ۔ جی انجیہ  
 من۔ حضور  
 وار وعب  
 پھکڑ ہونے لگی

من۔ سواے باجی پنے کے اور کوئی بائین  
 وار وغم۔ تم دونوں باجی ہو۔  
 من۔ آپ نہ بولے۔ اے سرگم گری  
 اگر فطہ الرجال افتد ازین۔ اس گم گری  
 وار وغم۔ ایسی میسی آپ کی۔  
 اتنے میں نواب صاحب نے اس طرح کے گل شعر  
 اختر سے لکھوا کر مہری کے ہاتھ قرن کے پاس بھیجے  
 مگر حیرت میں تھے کہ قرن اور شعر شاعری کو خوب ہے۔  
 تھوڑی دیر میں مہری ایک اور پرچہ لائی۔  
 جانی نواب۔ اور شعر تو فرما چھوے ہیں۔ مگر  
 خدا خدا کر دالا شعر ہم من رہے تھے سب سے  
 بڑھ گیا مگر اسمین ذری ام  
 انہیں کمالی اری کمالی تو  
 اگر یوں ہوتو لے  
 اری



محسن۔ کیا خوب۔ خدا خدا کرو بیان کننا موزون ہو۔  
داروغہ مجھے تو اس موٹی ددانی کے جیلے نے

بھڑکا دیا۔  
مسخرہ۔ اُدنی کسی غضب کی اصلاح دی ہوئی ہیں  
صد نے اپنی آنکھ کے۔ مگر آسانی جی کو ذری آنکھوں  
سے میں دیکھ تو لون۔

نواب۔ پٹوگے بس ذرا منہ سے ہمارا کھاؤ گے اب۔  
مسخرہ۔ ای حضور بغیر آسانی کی مار کھاتے ہوئے مطلب  
نکالنا معلوم سننا نہیں حضور نے۔

بادشاہت پسر بکت اور  
رسم رواج اور بشت تبریر  
ایچ سینشن درکنار سنا د  
جو راستا دہ زمرہ در  
شعر کے سین رہا جانا۔

س طرح جبر غل کو۔ ع  
کی اس ہری کر  
ان تو تو سند

کیون پردہ کرتی ہیں۔ چننے کیا کیا۔  
ناز و دروازے کے پاس آنکر بولیں اور وہی ٹپکے  
والی ہیں بی ہسانی۔ نواب صاحب نے کہا اُنکے کرم  
ہم کو ایک ٹوکا بہت اچھا یاد ہو۔ دو گھڑی کسی ناچوم  
کو بے نقاب ہو کر گھوریں۔ مگر دور سے تو جوڑی  
عمر بھر نہ آئے۔

شہزادہ بگم تنک کر بولیں ہن تمہارے بیان تو  
مرد عورت سب بچیا میاگ ہیں۔ اور ہم کو شرم آتی ہو  
تسے تو شرم نگوڑی بھون کھاتی ہو۔ یہ بڑے غضب  
کی بات ہو کر اپنے گھر میں بلوا کے تھان کو ذیل کرو  
اور اسکی آبرو لو۔ اچھا بس اب سے آئے گھر سے  
آئے۔ کیا اب نہ بلواؤ گی۔ اس آنے والے پر دو  
حرف بھیجی ہوں اس دن کرنے سے مطلب۔

نازد نے کہا بھئی یہ تو بڑی تیکھی ہو رہی ہیں۔  
اب زیادہ وق نہ کرو انکو بہت ہی خفا ہو گئیں بولنا صاحب  
نے کہا چرا ندھے ہونے کی تو کوئی بات نہیں ہو۔ مگر  
انکو خدا جانے کیوں آدمیوں اور بھلے مانسوں کی  
ت سے نفرت ہو ذرا اُسے کوئی پوچھو کہ آخر  
کیا ہو۔

نہ نے مسکرا کر جواب دیا اب اور کیا کہوں  
جالی کیا کیجیے۔ اسکا تو آپ پر لطف  
سے عجیب ہو۔

بادرکھے گا بی ہسانی جان صاحب  
ن صاحب کے فقرے پر  
دور ناز نے کہا وہ ہنسی آئی

بن ہر اس سے گل نشو ل

”ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بیوقوفی ہوتی ہے۔“  
 ”ایک تو یہی بیوقوفی ہوتی کہ بی ہمتی اور نواب صاحب  
 کا سامنا کر دیا۔ اس سے بڑھ کر اور بیوقوفی کیا ہوگی؟  
 جوان عورت اور صبر بھی ہے۔“

”اوئی تو ہے تھے بڑھ کے مین باجی جان۔“  
 ”ایہ تو توبہ سی سادی چھو کر ہی ہے۔ اری بیوقوف  
 چلبلی تو ہے۔ طرار اور پڑھی لکھی تو ہے۔ شوخ مزاج  
 تو ہے اور ان مردوں کا حال جانتی ہو۔“  
 ”تو کیا اسکو گھر والے لینگے باجی۔ اے نہیں۔“  
 ”کیا تعجب کیا ہے آخر یہ کون تعجب کی بات ہے۔“  
 ”تو پھر اب جو ہوا وہ ہوا اب سے کان پکڑے۔“  
 ”اور یہ اسکی جتنی رکاوٹ اور رکھائی ہے سب  
 بناوٹ ہے یہ بڑی استاد عورت ہے اس سے ذرا  
 بچی رہو اس کے کالٹے کا منتر نہیں ہے۔“  
 اتنے میں شہزادہ بیگم نے کہا کہ یہ دونوں کس بات  
 میں ہیں کمان چلدریں؟

حافظ حمان نداشت خانہ بہمان گذشت

و خدا حافظ ہم بھی رخصت۔

نازو۔ اے بیٹھو۔ آئے ہیں۔ واہ اور خست کیسی  
 خطا ہو گئیں بڑی نازک مزاج ہو۔  
 قرآن کوئی یاد آ گیا معلوم ہوتا ہے۔ یا کسی سے مدد  
 ہوگا جیسی یہ جلدی ہے۔

شہزادہ۔ ہاں وہی یاد آ گیا (کان بہن)  
 برف دالا۔

نازو۔ سمجھ میں لیا۔ جس سے کہ بھر میں نہ آنا وہ  
 موٹی کا ٹاٹا بڑے غضب کا ہے آگے گئے تھیں  
 اختیار ہے۔

لیتے ہیں۔ نہیں تو ہلکا کیا بڑی تھی ہمیں غرض کیا کہ ہم  
 خواہ مخواہ آپ کو چھوڑے۔

شہزادہ۔ حضور دو گال کسی اور سے نہیں بول لینا  
 کریں مجھے صاف ہی رکھیں تو اچھا ہے۔

نواب۔ کیا خوب۔ ۶

آدمی را آدمیت لازم است

جوانپے سے محبت کر کے اس سے ضرور محبت  
 کرنی چاہیے اتنی انسانیت تو ضرور ہونی چاہیے۔  
 شہزادہ۔ اکر وہ ہم انسان نہیں  
 حیوان ہی ہے۔

نازو۔ اچھا اب زیادہ دق نہ کر دو بھائی بھلا اس  
 کیا فائدہ وہ بڑا مانتی ہیں۔

نواب صاحب نے دروازے کی دراروں سے  
 شہزادہ بیگم کو خوب گھورا تو غلانی نے آہستہ سے غرض  
 کیا سرکار کون شکل بات ہے۔ ایک بھر سے میں لنگھان  
 پر نچا دوں اور صورت کے دیتی ہے مجھے یہ چھو کر یاں  
 بھلا کیا ٹیٹنگی نواب نے غلانی کی خوشامد کرنی  
 شروع کی۔ دیکھو بی غلانی دامد نہال کر دو لگا چھی  
 عورت ہے۔ وہ باتیں ہلکواس کی پسند ہیں ایک  
 نمکینسی۔ دوسرے آن۔ غلانی نے نواب صاحب  
 کی پسند اور شاخت کی بڑی تعریف کی۔

نواب صاحب رخصت ہوئے اور زربار میں  
 جا کر بیٹھے تو ادھر نازو نے قرآن کو اشارہ کیا اور  
 نیچے میں جا کے دین بائیں تھیں۔

”ہن ہم اور تم دونوں بیوقوف بن گئے۔“

”یکلے سے باجی جان کیا بیوقوفی کی آخر۔“

”اگر اب اس سے بڑھ کر اور بیوقوفی کیا ہوگی قرآن۔“

کیسی بنتی ہیں۔

نازو۔ اسپر بھی جو بن ہی اچھی شکل ہو۔ اور بناؤ چناؤ جو کیا تو اور بھی حسن و دنا ہو گیا۔

وگانا۔ اے کیون نہیں۔ رنگت لٹی اچھی ہو۔

نازو۔ نواب لٹو ہو گئے ہیں۔ بری ہوئی۔

وگانا۔ اچھا اب ہم تیرے ہیں تبائے۔

نازو۔ اب اس وقت تو اسپر کچھ ظاہر نہ ہونے دو شام کا بات چیت ہوگی۔ ۶

اگر اسے جو سے تو زہر کیون دو

یہ اچھے لینے کے دینے پڑے گوٹے والی ہسائی صلا نشہ بلا شد۔ خود ٹوٹا پوچھنے آئی تھیں اور ایسا

ٹوٹا کرو یا نہ نواب صاحب ہی لٹو ہو گئے۔

شہزادہ بیگم انکی کا ناچو سی سے تاؤ لین کے کچھ دل میں

کالا لا لا ہو۔ مگر ایک ہی استافٹی۔ ذرا نہ ظاہر ہوئے

دیا اور قرن کے دل میں جگہ کرنی سمجھایا اس نے دیکھو ایسا کوئی

کام نہ کرنا جس سے معاملہ بھر جھنڈ ہو جائے پھونک پھونک

کے قدم و ہرد۔ ارے بڑا نازک زمانہ جاتا ہو

بہن قرن اپنے دل میں سوچنے لگیں کہ یہ وگانا

اور نازو کی غلطی ہے۔ یہ تو ہماری خیر خیر

کرتی ہیں۔ اور وہ انکو سوت بنائے دیتی ہیں۔

نیکی کا زمانہ ہی نہیں ہو نیکی کے عوض ہر ہی ملتی

ہو۔ کیا زمانہ ہو۔ شہزادہ و بیگم کی محبت انکو اور

بھی زیادہ ہوئی اور کہا ہوا اس ہسکو اسقدر

کا بیار کرتے ہیں کہ کیا آجین۔ اب ایک دن ہرسم

تھارے ہا۔ چنے اور دباؤ تھے ہم سے بات چیت

ہوگی۔ ہرسم سے بہت کچھ کہنا ہو۔ اشد نے جا ہا تو

ہم سمین بنے رہ گئے۔ چلے سلاخانہ میں ہو جائے

شہزادہ بیگم بڑی ہی طر اور عورت تھی اگر نازو و جوتین

توہ قرن کو چنگیوں پر اڑاتی اور نواب صاحب کو کب

کی اسپر نہ تیار کر چکی ہوتی۔ مگر نازو کھٹک گئی اور ہسکا

کھٹکنا ہی کیا بن تھا قرن تو الزام ہے کے سب سے

اب بھی کچھ نہ سمجھی اگر کبھی تو صرف اس قدر کہ نواب شہزادہ بیگم

پر بچ نہیں سکتے ہمارے حسن کے مقابل میں کوئی کیا

ٹھہر سکتی ہو مگر نازو کو اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ کسی طرح

ہسانی کا رنگ بھیکا ہو۔

ناز نے اپنے وگانا سے مشورہ لیا۔

نازو۔ بہن ایک بات سے ہم اس وقت ذری کھٹک

گئے مگر یہ اپنے ہاتھوں کیا۔

وگانا۔ ہم پہلے ہی سے کھٹک گئے ہیں۔

نازو۔ اچھا پہلے تم بتاؤ۔ پھر ہم تیار دینگے۔ مگر ذرا

اپنے ہی تک رکھنا۔

وگانا۔ تمکو ایسا کتنا چاہیے نہیں۔ میں تمھاری بات

بھلا کوسے کہوں گی۔

نازو۔ تم سے امید تو یہی ہو اچھا پہلے تم بتاؤ۔

وگانا۔ یہ بی ہسانی اور نواب صاحب کے دل کی

کیسی بھلا۔

نازو۔ بس بس تم بات کو سوچ گیتن وگانا۔

وگانا۔ آجین اگر تمکو چاہیے تھا کہ بڑھائیں تمک

نہ دکھاتیں نہ کہ خود نواب کو لگا لگا کے لجا ہی ہو۔

نازو۔ بڑی پوٹنی ہوئی۔ یہ سوچھی کیا ہو۔

وگانا۔ قرن تو خیر جو کہی ہیں ان باتوں کو کیا جانیں

مگر یہ تمکو کیا ہوا۔

نازو۔ بھٹکے پوٹن۔ مگر اب بھی خبر ہو۔

وگانا۔ اور کیا بن میں کے آئی ہیں ہسانی اور پاکیزا

اور ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔

شہزادہ۔ اللہ جانتا جو ہکو تم سے ایسی محبت ہو کہ اپنی سکی بہن سے بھی نہ ہوگی۔

قمران۔ اللہ قسم باجی! از رو کم اور تم زیادہ ہمیں تم سے وہ محبت ہو گئی کہ کہ کیا کہیں بس خدا خوب جانتا ہو مگر لوگ زبردستی بھی دیکھ کر حلیے ہیں۔

### تافلہ داخل لکھنؤ ہوا

ای حضور! مجھے اسٹیشن آگیا۔ ہم کو کچھ تھے کہ دن چڑھے ہو تھینکے گا راجھا ہوا کہ تاروں کی کھچان میں ٹھنڈے ٹھنڈے پہنچ گئے حضور! مجھے منہ دھو ڈالے پھر ہر براہٹ میں کچھ نہو سکا گیا۔ وہ سٹی ہوئی۔ اب لکھنؤ میان سے کوئی دو کوس ہو گا۔ راکین کی کوٹھی وہ سامنے نظر آئی دیتی ہے۔ ایسا بابا کیا جھونکا آیا یہ ٹھنڈی ہوا کا۔ جی خوش ہو گیا معلوم ہوا کہ جیسے سیدھی بہشت سے ہوا آئی۔ دوسری بولین آئی لہو بہشت میان سے کتنی دور ہوگی۔ کہا بس ہوگی کوئی ٹکے ڈوٹی۔ دونوں ہمیں اس نوک جھونک اور لطیفہ بازی کے بعد انھوں نے نواب نادر جہان بیگم کو جگا یا۔ انہیں ایک ٹوپی مصلانی تھیں دوسری مہری بیگم صاحبہ لکڑائی لیتی ہوئی آٹھین۔ اور ابھی تو تارے چٹکے ہوئے ہیں ابھی سے کاہے کو جگا دیا۔ آج کا ترکا تو سونے کے قابل ہے۔ مہری بولی سر کا۔ ڈائرن آگیا بیٹن کے لفظ پر بیگم صاحبہ اور بی مغلانی دونوں ہنس پڑیں بیٹن نے نہیں کہہ سکیں کہا کرو۔ کوئی کوئی تو کہتے ہیں مہری دیرین اسٹیشن آگیا اور مہرون نے پردہ کیا۔ آٹھین ایک دست محمد مرزا کو لیکر آئے تھے ڈھونڈتے ہیں تو

بیشرا دلہا اور پتا نہیں مہری کو دیکھا کہا اسے مہری نواب صاحبہ کہاں ہیں مہری نے کہا اے لودہ آگئے بند کی حضور نواب صاحبہ شین پڑا تھے وہیں رہ گئے۔

آئین اسٹیشن پر پہلے لاجول دلاؤ۔ یہ کسٹیشن پہلے بڑا بڑا ہوا۔ بیگم صاحبہ کو کوئی تکلیف نہ لیا اب نہیں ہوئی بڑا صدمہ ہوا اس وقت۔

دو نہیں بہت اچھی طرح سے آئین کوئی ہرج بہن ہوا مگر نواب صاحبہ کے رہ جانے سے بڑا ہی طال ہوا بڑی تکلیف ہوئی ہوگی۔

سرکار سے کمدو کہ نہیں بھی غلام لایا ہے اور دو فٹس ہیں اور بالکی گاڑیاں ہیں۔

سرکار دریافت کرتی ہیں کہ نواب محمد عسکری صاحب کو تو ہمارے آنے کی اطلاع نہیں ہے۔

”ای سرکار کسی کے کان میں بھنک تک تو پڑنے نہیں باقی کا نوں کان کسی نے نہیں سنا۔“

”سرکار بوجھتی ہیں اب بیان کے رنگ ٹینگ کیا ہیں یہ کیا سنتے ہیں آیا۔“

دو غلام نے جو عرض کیا تھا وہ غلط ہو تو جو چور کی سزا وہ ہماری سزا افسوس ہے۔“

بیگم صاحبہ ففس پر سوار ہوئیں دو مہریان اور ادھر ادھر ساتھ اس قطع سے ففس بالکی کاری کے پاس آئی۔ بیان پردہ کر آیا گیا۔ بیگم صاحبہ سوار ہوئیں۔ ڈو لیون پر مغلانی اور ساتھ کی خادمہ

عورتیں اتاریں اور دو بالکی گاڑیوں میں سوار ہوئیں تیسرے درجے میں جو لوگ تھے انکا انتظار نہیں کیا مرزا صاحب نے محمد رضا وغیرہ کو بلٹیاں سے

دوبہ اور کہا سب کو لیکر بھیجے سے آؤ اب سینے

کہ گاڑیاں ہندوؤں کے نانکے کے محل تک نہ پہنچنے پائی تھیں کہ حکم ہوا روک لو تین چار بار آواز آئی روک لو۔ روک لو۔ گاڑی رکی تو مرزا صاحب اتر پڑے کیونکہ خیریت ہے۔ یہ گاڑی کیونکہ روکی گئی مہری نے کہا سرکار کچھ دریافت کر لینی۔ اسے سائے میں گاڑیاں کھڑی کر۔

سیکھ صاحب نے مرزا صاحب کو قریب بلایا اور جھلملیان کی مقدار کھول کے پوچھا کہ نواب یہاں ہیں یا باہر کن حال کہ چلو مرزا صاحب قریب گئے۔ آداب بجالانے اور دست بستہ عرض کیا۔ حضور کیا عرض کروں مجھے جب قدر افسوس ہے کہ کس کو نہوگا۔ جیسے ہی میں نے نواب بشیر لدو بہادر کا خط پایا ویسے ہی غمی بھیجی کہ یہ خبر بالکل صحیح ہے وہ ایک چوڑی والی قرن اسکا نام ہے بس اسی پر لٹمن گھر ڈال لیا ہے۔ ابھی اسکے میان کو خبر نہیں ہوئی کہ اگر خبر ہو جائیگی تو بڑا فیضتا ہوگا۔ دن رات اسکے مکان پر موجو تھا کرتی ہے ساورم اسکا مکان کسائی کیا کچا کسے باپ کا مکان ہے وہ بازار دالون کے حوالی موالی کثرت سے رہتے ہیں۔

سیکھ صاحب کو سخت افسوس ہوا اسے یہ دیکھا بھائی کو کیا سنجھی۔ وہ تو ایسے تھے کہ انھیں خدا کا پکار لکھتے ہیں کہ یہ خبر غلط ہے اچھا تو اب باجی کے یہاں بھی نہ رہیں گے۔ مرزا صاحب نے کہا حضور نواب سلطوت ہو کے یاں چلے رہے ہیں۔ انکو کل امور کی خبر ہے۔ برسوں مجھے ہلا کہ درگھنے ٹانگ ہی گھنگو کیا کہیں انکو بڑا افسوس ہے۔ سیکھ صاحب افسوس اب انکو بھی نہ توعد ہے بس۔ مرزا سرکار بڑی محبت ہے آپ سے واللہ۔

سیکھ۔ نواب سلطوت ہو کی ڈوڑھی پر چلو سیدے۔ مرزا صاحب نے گاڑی بان کو حکم دیا کہ نئے کانون ملو راستے میں مغلانی سے سیکھ صاحب نے افسوس کا اظہار کرتی تھیں تھیں اور بھیجی تو ڈوڑھا آئے تھے مغلانی سمجھا تھا تھی کہ سرکار اس سے کیا فائدہ دیکھتے تھے چاہا تو مٹی منجھارن کھڑے کھڑے نکال دیجائیگی ایسی بات ہے بھلا نہ؟ بشیر لدو بہادر ایسے ایسے آدمی نہیں ہیں سیکھ صاحب نے کہا مغلانی سیادی اچھا نہیں ہے بات سمجھے کرتا ہے بوسہ پہلے ملتا ہے بوسہ بڑا ستم ہے اسکا کیا جواب دوں بات ہوئی بوسہ ملا۔ مغلانی نے بہت سمجھا یا کہ حضور ذرا صبر کیجئے دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے۔

سیکھ۔ اللہ مالک ہے۔ اگر آدمی سید صاحب ہے۔ مغلانی۔ دم دھا گے ہیں رکھو۔ بان بان کرتی جاؤ۔ سیکھ۔ مجھے بڑی ہنسی آتی ہے۔ ذری بوسہ دو۔ مغلانی۔ کو آج نہیں کل۔ کل نہیں آج کے کل۔ سیکھ۔ وہ تو زبردستی ہو چھوٹے پرمادہ ہے۔ مغلانی۔ اگر ایک آدمہ دفعہ چم بھی لے تو خاموش ہو رہا زیادہ روکھا ہیں مجی نہ ظاہر ہو۔

سیکھ۔ او نہیں بھرتو شیر ہو جائیگا۔ کھجیگا کھا جی۔ یہ تم کیا صلاح دیتی ہو۔

مغلانی۔ تو سرکار اگر دچار بار چولین اور آپکا چولین مطابقت کر دے مونی چوڑی والی نکال دیجائے وہ حاصل ہو جائے تو پھر ہرج کیا ہے۔

سیکھ۔ واہ ایسا مطلب نکلتا نہیں چاہتے جو ہوتا ہے آج کے بہرہ و زیزی ہوتی تو کیا۔ بوسہ دے کے کام نکلا تو کیا

نکلا ہمیں پسند نہیں۔ مغلانی۔ اچھا تو پھر ایک کام کیجئے۔ اب سامنا نہ کیجئے

جو گفتگو ہو ہمارے ذریعے سے کندھے کے سطوت ہو  
کے گھر پر ملے کا موقع نہیں ہو۔

بیکرم۔ بات وہ بات بیگم جانی۔ ذرا چومنے دو۔ این  
ادنی چو نہ کیا دو دن وقت کی روٹی ہو گئی۔

انہی میں گاڑی رکی سطوت ہو کی ڈیوڑھی لگی۔  
پردہ ہو ایک صاحب اندر نشہ لایا۔ این اس سطوت ہو

میں بڑی محبت تھی اس طرح پردہ دونوں میں جیسے برسوں  
کے بچھے ہوئے ملے۔ ترخانے میں جا کر دونوں میں

صرف ایک خواص اور ایک صاحب حاضر ہی سطوت ہو  
نے افسوس کرنا شروع کیا میں اس بلا سے اکٹھے ہوں

بہین بھی ہوتی تھیں کہ سوت کی آج نہیں دیکھی تھی سوتا  
ڈاہ سے ایک تھیں ہمارے خاندان میں بھی ہوتی تھیں۔

گلاب رنگ بدرنگ ہو مائے تے تو دیکھا ہو گا بس دہی  
اک ہزار ہی دفعہ دیکھی ہو گی مائے تے نے کہا بان بان

یاد ہو گوری گوری چلی سی۔ مگر کتنی ہوں یہ دغا بھائی  
کو کیا ہو اچھے اسی کا عجیب ہو۔ دغا بھائی تو ایسے تھے

خواص حضور وہ کمان کے بڑے پارسا ہیں۔  
مہری۔ ای سسر کار این زمین میں کسی کا

اعتماد نہیں۔  
خواص۔ زمین چاہے چوڑی دالی ہو چاہے

کھاری کے باشد۔ جو ان ہو۔  
سطوت۔ تو نو اب بکری اور رونق جنگ سب

اسی رنگین آگے۔  
مصاحب۔ حضور وہ درزن چاری نامے۔

خوار اصل۔ اچھ پی رہ اسمین بد نامی ہو۔  
بیکرم۔ اسمین بد نامی کہے کی ہو۔

سطوت۔ اس میں تم کو سارا حال نہ ہوا تو تیرا  
چراغ

آدمیوں کا گٹ ہو۔ ایک بکری دو گھارہ دوسرے دو بکری  
تیسرے دو آغا۔ چوتھے چھ صاحب نواب۔

ب۔ نواب رہتے اسی گھر میں ہیں۔  
س۔ تمہارے لہجہ والے مکان میں رہتے ہیں۔

ب۔ میں کیا کروں اب یہ سب کے سب ایک ہو گئے  
ہمارا ساتھ دینے والا کون ہو اب۔ جز خدا کے کوئی

نہیں اسی کی کمری پر سہارا ہو۔  
س۔ بہت بڑا سہارا تو دی ہو بس۔

ب۔ کیا شک ہو آہ سرد بھر کی یہ لکھتہ کا قیام  
بس غصہ ہو گیا۔ نہ میں بچوں جلی جاتی اور نہ میں دیکھتی

کہ سوت کے گھر رہتے ہیں۔  
راٹہ ہو گورگانہ یا رسی کن دیکھے

نوج صفحہ سوت کا دنیا میں جھانک لکھے  
س۔ ہو تو ہی اور پھر وہ جیکو اسکی عادت نہ ہو۔ ہم تو

یہ سب پاڑے ہوئے ہیں ہیں۔ دونوں بیاتہ بیاتہ  
میں میان کی ہمارے۔ ایک میں اور ایک آخر محل

اور ایک دھوین گھر ڈال لی ہو۔  
ب۔ پھر تو میں یہ ہی مصیبت پڑی ہو۔

س۔ بیشک تہرہ ہی تھی مصیبت پڑی ہو۔  
ب۔ اچھا بھلا اب وہاں سے چھوڑ

سیکی۔  
س۔ یہ امد جانے یقین تو نہیں

ہے بس۔  
ب۔ سچ کون یقین تو مجھ کو بھی نہیں ہو۔ اور یقین کا ہے

سے ہو بھلا یقین آنے کی کون بات ہو۔ جو دل گیا ہو تو کوئی  
ہزار کوشش کرے کچھ نہ ہونے کا۔ اور جوں میں آیا ہو تو

ادھر میں بھی آگئی ہوں کیا عجیب ہو کہ دل اس سے ہٹ جا  
تا ہے

اب معلوم ہی ہو جائیگا۔ میں چھپا کے آئی ہوں ذریعہ جان کو بلو اور انکو اللہ جانے معلوم ہو گیا نہیں۔

مہری کو حکم ہوا اور بموجب حکم وہ نواب روز بخنگ آباد کی ڈیوٹی پر لڑائی میں جا کر عرض کیا کہ حضور کو بلا یا کر لگڑاؤں سے کھدیا گیا تھا کہ نواب نادر جہان بیگم کے آنے کا حال خبر دار نہ بتانا۔

بیگم صاحبہ نے برسرِ اہمین چار سہا ہی اور ایک مہری ساتھ بھیجے وہی سہا صاحب جب ڈیوٹی پر فہم ہوئی تو پرہ کر دیا گیا اور بیگم صاحبہ داخل ہوئیں۔ انہیں ہم آئین بن خیریت ہو۔ تمہارا کچھہ کیوں آتا ہو اور یہ تم آئین کب ہماری کچھ میں آتا کچھ نادھان بیگم سننے لگیں۔ اور سطوت ہونے لگا اور جھٹا راہ (روز بخنگ) کی بیوی بہن کے اوپر خدا خواستہ چھری پھیری جاتی ہو اور تم کالون میں ردی ڈالے بیٹھی ہو۔ یہی کہتے تھے آئین اور تمکو ذرا خبر نہیں اور تمہارے ہی محلے کی بات ہے۔

عفت آرا کے چہرے کارنگ فن ہو گیا اور گھبرا کر استفسار حال کیا اور بہن یہ تم کیا کہ کیا رہی ہو۔ اندر نیز بچھو ہمارے پاؤں تیلے سے مٹی نکل گئی۔ یہ چھری پھیرنا کیا معنی اب پھیلیاں نہ بچھو اور صاف صاف کہ چلو۔

سطوت - وہ نمرن چوڑی دالی کہاں ہو۔  
عفت - ترن کہیں بھاگ گئی کہو کے ساتھ۔  
سطوت - لگے ساتھ ۹۰ و کون ہو۔

عفت - سنے نہیں سنا۔ سنا کہ تیرنولی کے ساتھ بھاگ گئی۔ پھر سنا کوئی اور بھگا لیا گیا۔

سطوت - دھملا کر تمہارا سر ہاتھ ہی بہن کی سوت

نبی ہوئی ہو اور تمکونہ نہیں۔

عفت - اور ای ای یہ تم کیا کہتی ہو۔

سطوت - میں کچھ کہتی ہوں انھیں کے سر کی قسم۔

عفت - بھو بھی ہمارا سر کیا کدو کرے۔

سطوت - تمہارے سر کی قسم بہن۔ بھیک کے سر کی قسم۔

کوئی اپنے لعل کی قسم جھوٹی کھاتا ہو کچھ ترن ہوئی ہو کیا

عفت - ہاں تمکو اب کیا ہو گا سنا یہ ہو کیا۔ اور

مجھ کجبت کو اتنے دنوں تک خبر نہ ہوئی اور دیوار سے دیوار

لی ہوئی ہو۔ یہ کیا ہو اکیونکہ وہاں کچھ کو تو ہم سے سو بیٹھے

بھائے کیا کل چلا۔

نادر جہان - اور دھما بھائی کو بھی معلوم ہو۔

عفت آرا ایک کو اس خبر درست اشارے کے سننے سے سخت

تشن ہو اناکرتق سے زیادہ حیرت تھی کہ یہ نمرن کیونکر وہاں

پہنچی۔ اب سب کی صلاح یہ ہوئی کہ سطوت بہن کے

ہاں چنوی جو رد اور نادر فرن بلوائی جائیں۔ چنانچہ

مہری کو حکم دیا گیا اور تباہ کی گئی کہ خبردار دروازے

آنے کا مطلق ذکر نہ کرنا اتفاق سے جس وقت مہری گئی

اُس وقت نادر بھی وہیں موجود تھی۔ نادر کی ماں نادر

کو لیکر چلی مہری نے کہا اور چوڑیوں کا ٹوکرا۔ کسا

اب بھنے یہ کار چھوڑ دیا ہے لگڑ بیگم صاحب کا

نمک کھایا ہے اٹھو نہ کہو یاد دزلیا ہے۔ نکوای

ہے جو نہ جائیں مہری کچھ گئی کدو خبہ صبح ہو۔

در نہ چوڑی دالی اور اپنا کام چھوڑ دے ہنسوڑ اور

ٹھٹھول تو تھی ہی۔ پوچھا پھر اب کون کار کوئی تیرنوں

کی ڈکان رکھ لو ہمارے بھی خوب مزے سے گلوڑیاں

کھانے میں آئیں کہاں کا جھگڑا۔ اور ہاں خوب یاد آیا

ایو بھول ہی گئی تھی۔ نمرن کو تو لے چلو کہنا نمرن کا

پائین چھٹیں۔ حضور کو بہت دن بعد دیکھا۔

سطوت - قرن کمان پر چوکی جو رہا۔

ضعیفہ - حضور کیا عرض کرے نوٹ دی۔

سطوت - (اگر نازو قرن کیوں نہ آئی)۔

نازو - حضور - (گردن نیچ کر لی)

سطوت - ای جو طریان نہ لائیں۔

ض - سیرکار میں تو مرتے مرتے نیچے میرے بچے

کی کسکو امید تھی۔ مگر اللہ نے ان بچوں پر رحم کیا۔

سطوت - ارے تو جو طریان کمان میں کیا بیار

ہونے سے جو طریان بھی بیاہ ہو گئیں۔

ض - حضور میں اس حال کیا بیان کروں

(گردن نیچے)۔

س - کیوں کیوں آخڑ کھو تو خیریت تو ہے۔

یہ ہو کیا۔ کچھ کھلے رنگ کیوں جاتی ہو۔

ض - حضور کیا عرض کرے نوٹ دی۔ میرے

ادب تو آسمان چھٹ پڑا۔ ہاے ہاے۔

عفت آرا - ای کیا قرن بھاگ گئی۔

ض - (کاپٹی ہوئی) ہاں حضور کئی دن

ہوے۔

عفت - یہ کون بھاگ لے گیا۔ آخر یہ ہو کیا کچھ

پتا بھی لگاؤ۔ تو ایسی غی نہیں۔

ض - حضور ایک دن اُسکیامان آیا کہا لینے کو آیا

ہوں میں نے کہا وہ بیان کمان وہ تو تمہارے ہی بیان

ہی بیٹا۔ کہا وہ واہارے یہاں تو برسوں سے ہیں

ہو بس جو طرفہ شہر بھر میں ڈھونڈتے تھے پھرے۔

ہاے ارے قرن وہاں سے لٹی۔

نازو - حضور کو تو معلوم بھی ہوگا۔

حال تھیں نہیں سنا۔ ای کو اسکو تو آج انے دن ہو گئے

مہری کو دل لگی سوچی حیرت کے ساتھ بولی۔ ای جو یہ

کب جاتی رہی۔ نازو بگڑ کے کچھ جواب دیتی تھی کہ اس

بڑھی نے کٹر است اور تجربہ کار تھی کہا میں ہاں سے

نزدیک تو مر جانے سے بھی بدتر ہو گیا جانے کے ساتھ

بھاگ گئی بڑا غضب ہو گیا مہری۔

مہری نے حیرت کے ساتھ کہا۔ کیا۔ ہاں۔

بھاگ گئی ہے یہ۔ یہ بڑا عجیب ہو گیا۔ اور بھاگ گئی

ساتھ۔ کہا کیا معلوم کنوون میں یا اس بڑھ گئے

مگر اُسکا پتا نہ ملا نہ ملا۔ کیا جانے کون جھٹلا لیا

اور تم بھی اسے دن سے اسکو دیکھتی تھیں کبھی کوئی

بات مہری دیکھی۔ کبھی بڑی راہ چلتے دیکھا کبھی نہیں

دہا اور سہر ٹھاکے ملتی نہ تھی۔ نیچے نظر کیے

آنا اور نیچے نظر کیے ہوئے جانا۔ کسی سے مطلب اور

نہ سہر کار سدا سو انواب کے اور کوئی بتا تو دے

کہ میرے بیان آتی تھی۔ مگر ہماری قسمت۔ اسکو

ہم کمان لیجا کے پھوڑن۔ پھنس گئے۔ اسکو

یا تو کوئی زبردستی بھاگ لے گیا۔ یا دم دھاگا دے

مہری نے بڑا افسوس ظاہر کیا۔ بوجھنا نازو مگر کبھی یہ

شک ہے۔ یہ بولی اب ہم کسکا نام بتاؤں۔ کس شہر کین

لٹو اپر لوگوں نے قسمت لگا لی تھی۔ مگر وہ بھی جھٹلا

مہری لیجا جانے بجاری کمان ہو گئی اوپر سطح پر ہو گئی

نازو۔ بس کچھ بوجھ نہ ہوں۔ کیا کہیں۔ افسوس۔

مہری۔ اور شاید کسی میر کے ہاں چین کر رہی ہو۔

خدا خدا کر کے چوٹی بیوی سے نازو کے سطوت ہو گئے

ہاں ہو چئیں۔ دونوں نے جھک کے سلام کیا اور زلفی

ہو گئیں۔ اور جب سطوت ہونے اشارہ کیا تو جا کے



عفت۔ ایہاں سنا تو تھا مگر سنتے ہیں کسی نواب  
کے گھر بڑ گئی ہو۔

نص۔ (بڑی حیرت کے ساتھ) کیا!۔

نازد کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ مگر ضعیفہ خوب  
سننے لگی مگر کیا۔ نہ معلوم کس نواب کے ہاں  
ہو۔ کیا پہلی خبر اثر حضور۔ میں تو انگاروں پر لوٹ

رہی ہوں۔

عفت آرانے کو دیکھو دیکھو کے پوچھنا شروع کیا کہ کچھ  
کچھ بتاؤ کہ کتنے کمان ہیں۔ کہیں بھلا ہو۔ کسی پر شک ہو۔  
اتنے دنوں میں کچھ تو معلوم ہوا ہوگا۔

جن کی جو رہنے نہ اس طرح بنایا کہ گویا بڑی  
افسوس ناک حالت ہے۔ عہد کا رجب ہے۔ بس تب سے  
پتا نہیں ملا۔ اللہ جانے کیا ہو گئی وہ۔ معلوم ہوتا ہے یا تو  
کسی پر فریفتہ ہو گئی۔ اور یا کوئی صلے کے دم دعا کو  
بڑھ گیا ہو۔ چھوڑ کر تو ابھی کرایہ چکا ہے چل گیا۔ اسکا ناں  
لیتے ہوئے ہیں۔ اب کیا عرض کروں۔ غاندان  
بھرا ناں ڈرو گئی۔ اور بھوکھیں کا نہ رکھا اب کچھ  
کرنے دھرنے میں نہیں پڑتی۔

عفت آرا بیگم نے سنا کہ پوچھا اور بیجا خواہ ہو کہ  
کسی نواب کے گھر گئے ہو اور چین کر گئی ہو۔ اور ناز بھی دین  
رہا کرتی ہو۔ اور کبھی تم بھی جاتی ہو غلط ہے سب ناز  
کی ہاں کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ سرکار اس خلق خدا  
کی زبان کو نہ روکے کہ میں اتنی طاقت ہے۔ مگر ہمارا  
اللہ ہی جانتا ہے کہ کھو اس روز سے آج تک جو خبر بھی ہو  
کہ جیتی ہو یا مرنے لگی ہو۔ مگر میں جیسا ہوں۔

سلطت ہوئے انہی بڑی ہمدردی کی تھنے کس کس  
دقتوں سے پالا تھا جن کی جو رو۔ اب فائدہ کوا لگا لگا۔

کو سنے کا لقمہ کھلایا آپ بچھا پڑا نا ہنا انکو نیا کپڑا پہنا دیا  
آپ دھوپ میں دوڑیں۔ انکو ٹھنڈے میں رکھا۔  
سردی کو سردی گرمی کو گرمی نہیں مانا۔ مگر ان سب کا  
شمرہ یہ پایا۔ یہ اپنی قسمت ہے۔ اوس پڑ گئی تیر۔ اس سے  
تو مری جا تین تو اچھا تھا۔ بال بچہ خدا دے تو نیک  
چلن دے نہیں تو نہ دے۔

خو اصون میں سے ایک نے کہا حضور میں تم کی وضع  
جال ڈھال اور چھلپا ہٹ ہی دیکھا کچھ گئی تھی کہ  
چھوڑ کر ٹھیکہ نہیں ہے۔ سو وہی ہوا۔ بچی تو بھتی ہو بھتی  
اور بازار میں تلو بہ ہی بھلی۔ بس کیا کہوں مردوں سے  
خود جھپٹ کے جاگت اور بھکڑ لڑتی تھی۔ کوئی چھپڑے  
یا نہ چھپڑے وہ خود جو چھپڑے کو تیار رہتی تھی۔ اور  
للتو اتنی بولی سے تو کھری چھپتی تھی۔ مگر سنو سنو سنو  
دونوں میں باتیں ہو رہی ہیں۔ وہ گلوڑی پگوری  
بنا کے دیتا جاتا ہے اور یہ چھپتی جاتی ہیں در کھلا کھلاتی  
جاتی ہیں اور دو اسکا میان دیکھتا ہے اور مال  
جاتا ہے۔ ایسا نے شرم نہ تو اتنی ہوتا ہی کا ہے کہ  
عفت آرا ناز کو ٹکھدہ کرے میں نے کہیں اور یوں  
باتیں کرنے لکیں۔

ارے ناز بیج بیج بتاؤے قرن کمان ہے۔ اگر اسکو  
بھاگ ہی جاتا ہے اور میان پہنچتے ہیں تو ایک کام کرو  
اسکے میان سے فاضلی (فاصلہ) دوادین اور کچھ  
لے لوے کے یہ کارروائی ہو جائے۔ پھر اس کے بعد ہمارے  
ہسنوئی نواب محمد عسکری سے نکاح چڑھا دیں۔ ہماری  
سہن کے لڑکا بالائین ہوا اور اب کوئی امید  
باقی رہی ہو۔ شاید قرن سے کوئی لڑکا ہو جائے  
نازوم میں آگئی۔ کہا اور جو سرکار نواب جسے نکاح

نہ منظور کیا تو اور دھرمیان بھی چھوٹا اور ادھر سے بھی گئی  
گدڑی۔ نہ ادھر کی نہ ادھر کی۔ یہ ملا کہ دھرمی عفت راہیم  
اباس سے تعلق کی باتیں کرنے لگیں دیکھو نازدین  
بڑی بات یہ کہ قرن بلجے بلجا ناشر ہو۔ بس چرم آہو  
سب ٹھیک کر لینگے اور ہم جانتے ہیں کہ قرن کو نواب  
پس بھی کرینگے نازدین کی زبان سے نکل گیا۔ (پسند اور نصرت)  
یہ چھ جائینگے ایسی بات ہو بھلا۔ لکھو ہے میں نہ۔  
(بات بنا کر) میرا مطلب یہ تھا کہ لکھو جائیں۔ اچھا  
تو میں قرن کو ڈھونڈ نکالوں پھر اگر اپنے قول پر پوری  
رہیے گا۔ بدل نہ جلیے گا۔  
عفت آرائے اور بھی دم دھاگایا۔ تمہارے کہنے  
کی بات ہو۔ قول جان کے ساتھ جو تم قرن کو بیان تک  
لاؤ تو پھر سب ٹھیک کر لینگے۔ مگر دیکھو جسکے گھر  
پڑ گئی ہو اسکو کانون کاں خبر ہوئے ہائے خوبصورتی کی  
نازد اپنے دل میں مٹی اور سوچنے لگی کہ یہ ترکیب  
سب سے اچھی ہو مگر سے کہ را کو رد پڑے لے کے  
فارغی (فارغی) ہو جائے اور نواب نکاح چلائے  
انکے مرنے کے بعد آدمی دولت کی یہ مالک ہوگی اور  
آدمی کی بیگم صاحب۔ چین ہو بس۔  
عفت۔ تو اب قرن کو کب تک لاؤ گی نازو۔  
نازو۔ امی حضور یہی دوا یک روز میں بس۔  
عفت۔ مگر رات کے وقت لاؤ۔ دن سو خیر دار۔  
نازو۔ میں حضور دن کو بونگرا سکتی ہو بھلا۔  
عفت۔ دن کے آنے میں پکڑی جائیگی بھین نا۔  
نازو۔ سرکار اب کیا اتنا بھی نہیں سمجھ  
سکتی ہوں۔  
عفت۔ جڑے سے شادی ہو جائیگی۔ پرسوں نکاح ہو

چٹ مری سنگنی پٹ مرا بیاہ۔  
نازو۔ امی تم سلامت رہو گا ٹھٹھ وقت آڑے آئو نا  
کیا تہہ بیرونی ہو۔  
عفت۔ مگر اس خوبصورتی سے لاؤ کہ کسی کو خبر نہ ہو۔  
نازو۔ حضور ڈی پر سوار کر کے بس لے آؤ گی۔  
عفت۔ ہاں مگر آفتاب غروب ہو گیا ہو شام کے بعد  
اسکا ذرا خیال رہے۔  
نازو۔ امی کوئی دو گھنٹی رات گئے۔ بس اور کیا  
عفت۔ دیکھو تم کو کیا مالالامال کر دیتی ہوں۔  
نازو۔ حضور یہی کا دیا تک کھائے ہیں کہ سو اور کا۔  
عفت۔ اللہ سب کا دینے والا ہو۔  
نازو۔ حضور بس کیا کرن کہ وہی ایک ن مین  
فارغی بھی ہو جائے اور نکاح بھی ہو جائے جیمن پھر  
کوئی بھگوان نہ رہنے پائے۔  
عفت۔ سب ہو جائیگا بھگوان مین۔  
نازو۔ اللہ کرے نکاح کے بعد لڑکا ضرور ہو۔  
عفت۔ انشاء اللہ۔ اسی کی گرجی سے کیا بعد ہو  
اسکو دیتے کچھ دیر لگتی ہو۔  
چنو کی جو رو کے خواں غائب تھے کہ نازو  
دیکھے کیا ستم ڈھاتی ہو۔ عفت آرا بیگم  
بے طور اس چھو کڑی کو علم لیکر گئی ہیں۔ ایسا  
مہو دم میں آجائے اور قبول دے تو بس  
کیا کر اب اسب مٹی میں مل جائے اور بدنامی اور  
جگت ہنسائی ان سب پر طرہ۔  
عفت آرا بیگم نے اسکا بھی ذہن دیکھ لیا۔ کہا سنو نازو  
تمہاری بوڑھی دادی اس بات کو نہایت مگر عفو فی ہو  
بوڑھی عورتوں کے خواں ٹھیک ہتے نہیں میں ادب پنج

کچھ نہیں سمجھ سکتیں۔ اور بڑی بڑی ہوجاتی ہیں۔ ان سے کہنے میں  
معاذ سب بھر بھٹا ہوجا بیگا اور پھر کچھ نہ ہو سکیگا۔ ۶

کیا وقت پھر آتا نہیں۔

ناز و کے دل پر اس فکر کا نقش بخوبی منقوش ہو گیا کہ  
غفت آرا بیگم قرن کی خیر طلب ہیں بد خواہ نہیں ہیں اور  
ضرور ضرور نکاح ہوجا بیگا۔ دل میں سوچی کما می جان  
سے کتنا مفصل ہے چپ چپاتے ہی یہ کارروائی کر دو۔  
جسمیں جی جان بھی بھر خوش ہو جائیں کہ ان چھوٹیوں نے  
اپنی کارستانی سے نکاح بھی کر لیا۔

انفرشت آرا بیگم اور ناز و بڑی دیر تک گفتگو  
کر کے وہاں جا کے بیٹھیں جہاں سب بیٹھے تھے۔  
چٹو کی جو دچا ہمتی تھی کہ رسیان توڑا کے بھاگے۔  
کما سرکار اب امداد ہے؟ حکم ہو تو جاتیں۔

سلطت ہونے کا اچھا لگہ کبھی کبھی آیا کو چٹو کی توڑ  
ناز و نے تو آنا ہی چھوڑ دیا۔ کما سرکار اب ضرور  
کر کے حاضر ہوا کر دئی۔

جب یہ دونوں جلی گئیں غفت آرا نے کہا میں  
ایسین ذرا شک نہیں ہے کہ وہ خیر صبح کرنا زور سے صاف  
قبول لیا ہنسنے۔ بس اب دیکھو تو ہوتا کیا ہے۔

اسکے بعد ساری داستان بیان کی اور کہا بے  
نواب بشیر اللہ ولہ کے آئے کوئی کارروائی نہیں  
ہو سکتی ہے۔ اور وہ آج پہنچ بھی جائینگے کیونکہ  
بشیر اللہ اور عسکری درلھا بھائی بھی چچا زاد بھائی ہیں  
بلکہ ان دونوں میں بڑا یار نہ ہے۔ اور پیگ بہت  
بڑھے ہوئے ہیں اور انکا کتنا بھی ماننے ہیں مگر  
داہری قرن کہاں سے کہاں ہو جی جیتا کی مچھون  
کے کوڑے کے دن سے یہ اسپر زخمے ہوئے تھے

میدان خالی پا کر جلوس خوب مکمل کھینچے۔ انیس  
ناہر جہاں بیگم نے کہا باجی جان کیا ناز و صاف  
صاف قبول دئی کہ نواب کے گھر بڑی گئی۔

غفت آرا بولیں اگر تم تو عجب طرح کی باتیں  
کرتی ہو بھلا وہ کوئی دیوانی ہے کہ قبول دیتی۔ اچھا  
تم کو اس ٹھائیں ٹھائیں سے کیا مطلب ہے  
آج کے میسرے روز نہ میدان خالی کر دیا ہو تو سو

ناہر جہاں بیگم کی جان میں جان آئی کہ مار لیا ہے۔  
اب سنئے کہ ناز و کی ماں نے تھوڑی دور جا کر  
بوجھا کہ بٹیا تم سے بیگم صاحب کیا دریافت کر لی ہیں  
سنئے کما اتنی جان تم سے دھڑ دھڑ کے پوچھتی نہیں  
کہ قرن کہاں ہے اور انکو یہ شک ہے کہ قرن کو نواب  
روقتی جنگ بہادر نے گھر ڈال لیا، جو جیہتی بھقرا ہیں  
اور بھقرا ہی آٹو کیا ہیں نے لاکھوں نہیں کھائیں  
تو انکو یقین آ گیا کہنے لگیں کہ اگر ایسا ہی ہے  
تو میرے میان پر رسم کرو۔ عسکری دو لھا کے  
گھر بڑ جائے ہسم اپنی بہن اور بہنوئی کو اس  
بات پر راضی کر لینگے پس۔

بڑھیا چمکے کھا گئی خوش ہو کے بولی  
اچھا تو ہے۔ اگر نکاح ہو جائے تو پھر کیا  
بات ہے۔ مگر۔

ناز و نے کہا امی جان اگر مگر رہنے دو نکاح  
اب تل نہیں سکتا۔ ہو اور ہو۔  
صیغہ۔ یا خدا ہسم غریبوں کی  
سے۔ ۷

نداریم غیر از تو مسرہ یاد رس  
تو فی عاصیان را خطا بخش دلس

بس اگر نکاح ہو جائے تو کیا کتنا ہی کچھ بچی بچھٹ  
نہ باقی رہے اور پھر کسی کے کرتے دھرتے کچھ نہ بن سکی  
جیسے بیابا بیوی دیسے یہ - فرق کیا ہو - مگر گھر ٹر جانے  
سے کیا لینگا - جیسے اور بازاری عورتیں دیسے یہ - جب  
چاہیں ہاتھ باندھ کے نکال دیں - دار نہ فریاد - کوئی بچھے  
والا لاشیں - مگر نکاح کے بعد پھر سولہوں نے کی مالک ہیں  
ضعیفہ تو مکان لگی اور ناز و قمر کے پاس ہو چکی تھیں  
سے ڈولی پر سوار ہوئی تھیں اور ایک جان بچان عورت  
کو ساتھ لے گیا تھا - ڈولی پر ڈولی سے اتریں اور  
جمعہ جمع کرتی ہوئی کوٹھے پر گئیں - دیکھا تو قرن ٹی ہوئی  
مغلانی سے باہر کرتی ہیں - بخور ڈی ڈیر ٹیکہ جتا بی  
لے گئیں - کہا بن مبارک نواب عین ہی عین ہو گیا  
کہان - گئے ہیں - کہا کیا جاہن کہان گئے ہیں  
کہ گئے تھے کہ ابھی آتا ہوں اور یہ مبارکبادی کہے کی  
ہوئے ناز و مسکرائی - مبارکبادی ہمتار اور نواب صاحب  
کا نکاح پر سون نک ہو جائیگا -

قرن - (خوش ہو کر) یہ کہان سے معلوم ہوا -  
نازو - مگر نواب سے اسکا ذکر نہ آنے پائے -  
قرن - یہ کیوں - اچھا ہم نہ کینگے -

نازو - اور جو وہ خود بھی چھوڑیں تو تم بات کو مال دینا  
کنا نکاح تو اسی دن ہوا جب ہم گھر بار راج کے تھکے  
گھر لے میان کو چھوڑا - برادری کو چھوڑا عزیزوں کو  
چھوڑا سارے میں بدنام ہوے اب اور اس سے  
طہہ کر کیا ہوگا - اور یہ لکھ رہے تھے -

قرن - اچھا باجی - تم سکھا دو بس بھوم سب  
سمجھینگے - میں بھی بڑی وہ ہوں - اس طرح  
بیان کروں کہ نواب کا دل پانی ہو جائے -

نازو - بہن اب حیت ہمارے ہاتھ ہے - ناز و جہان کیم  
تو کلکتہ میں چلے گئی ہیں انکو کیا خبر کہ بیان کیا ہو رہا ہے  
یہی موقع ہے - اصل یوں ہے کہ غفت آرا بیگم کو کسو نے  
یقین لا دیا ہے کہ قمر کو نواب رونق جھک نے نظر  
لایا ہے تو اب وہ کوشش کر رہی ہیں کہ کدرا کو کچھ لے  
دے کہ نواب عسکری کے ساتھ تمھارا نکاح ہو جائے  
قمر - اور اسکا کچھ خیال نہیں کہ بہن کی  
سوت آئے -

نازو - زمانہ نازک ہو کر کسی بہن اور لکھا بھائی اپنے  
حلوے مانگے سے مطلب ہے -

قرن - بیشک زمانہ تو ایسا ہی جاتا ہے -  
نازو - اور دیکھو اخلاقی مغلانی کسی پر ظاہر نہ کرنا -  
خبردار خبردار - نہیں تم جی بھٹاؤ گی - میرا کیا ہوگا -  
جئے تو اپنی ہی کوشش کی - اب آگے تمھاری قسمت -  
قرن - تو میں کہنے ہی کیوں بیٹھوں گی - کیا مجھے تمہیں  
بالکل بیوقوف ہی سمجھا ہے -

نازو - اس بات پر کیا فرض ہو کوئی بھید کسی سے  
نہ کو - سمجھ گئیں - بس اس بات کو گروہ دے لو -  
قرن - اچھا عمر بھر یاد رکھوں گی -

نازو - تم تو اپنا سمجھو کہ کو اور وہی اٹلے دشمن  
اور یہی بچائے -

قمر - ناہن - اب جو کسو سے کون  
باہی جان تو گنگار تم ہمارے ہی خصلے کیے  
کرتی ہو -

نازو - اچھا اب یاد رکھنا اسمین فرق خود عمر بھر چین  
کردگی اور بیگم نہی ہوگی -  
قرن - جو کہ سو کون - مجھے کچھ عذر نہیں ہے کہ باجی

جھڑکی نہیں سونگی۔

نازو۔ (گلے لگا کر) اچھا بھی مانا۔

قرن۔ امی جان کو آج بلوائیٹے دیکھنے کو بہت جی چاہتا تو تم نے ساتھ کیوں نہ لیتی آئیں۔ اب آج ضرور بلوائیٹے۔

نازو۔ اب آج نہیں اور کوئی دن۔

قرن۔ ہمارا تو اس وقت بہت دم گھرا تھا۔

نازو۔ بس اب یہی تو تم میں عادت خراب ہو گویا کہ ابھی آدمی مانا تھا۔

**نواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا**

کہ را۔ میری پیاری کمرن تم کمان چلی گئی تھیں جانی ابراہیم تری سان۔ ہم اور کمرن آج پاس میں تھے۔

قرن۔ ساتھ جانا ہو جو ہمیں چھو انو ہم گلو بائیسٹے

بس فوراً الگ ہی الگ رہو تیری رشتہ جیسے لطف ہو

کہ را۔ (ہاتھ جوڑ کر) جانی جان جانی پیاری کمرن

نئے مار ڈالا (پھر ہاتھ جوڑ کر) ارے تو بھاگ کمان گئی

تھی میں تیرے صد کے (صدتے) تو کہے تو میں اپنی

جان تک تجھ سے صد کے (صدتے) کر دوں۔

قرن۔ الگ ہٹ موڑی کاٹے۔

کہ را۔ ارے تو تو میری جو روا ہو۔

قرن۔ اڑی چنی پر نرمان کیا تجھ کو۔

کہ را۔ اچھا کمرن سنو تو۔

قرن۔ (ہنسنے لگا) یا میرے امدیہ مجھے کیا ہوا۔

کہ را۔ پانوں پر سر رکھیں مجھے اپنا کلام سمجھ۔

قرن۔ اچھا ایک بات میں نے ارے جب بتا دیا

ہمان سے بھاگ گئی تو پھر اب تو کیوں مجھے چاہتا تھا

میں تیری سیاہتا بیوی اور بھاگ گئی تو میں اس قابل ہوں

کہ تو مجھے گھر سے نکال دے۔ جو کچھ محبت اور غیرت ہو۔

راوی۔ حضرات ناظرین! کیا نازک بات ہے بیوی

میان سے کہہ ہی ہو کہ میں تیرے گھر سے نکل گئی اب تو

کیوں مجھے بیوی کہتا ہو اور میان ہاتھ جوڑ کے کہتا ہو کہ

میں صدتے میں قربان میں اپنی جان تجھ پر شکر رکھوں

کہ را۔ (آنکھوں میں آنسو پھر کر) میں تیرے لیے کب

کیا دیاں لوگوں سے لڑا۔ ملتا کومارا۔ اور کیا جانے

کیا کیا پاڑیلے مگر سکر امد کا کہ ہر ہم اور تم ایک جگہ

بیٹھے ہیں ہمے لوگوں نے کہا تھا کہ کسی نواب کے

گھر بڑی گئی ہیں۔ مگر تم نے جو چاہا سو کیا اور سب

اچھا کیا۔ گلاب ذرا ہم سے دو چالو۔ ہسم تو

تم سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے مگر۔

**میرے اقد نے پھر نکل دکھائی تیری**

قرن۔ ارے میری قسمت چوٹ گئی۔

کہ را۔ میری پیاری کمرن سن۔ لو اچھا ایک بات

میں تو تم چاہے جاؤ اور چاہے جو کر۔ مگر۔

قرن۔ آہ سرد کھینچ کر) ارے میں کمان تھی اور اب

کمان ہوں۔ اری مہری۔ ہو ہو۔ بی مخلصانی۔ دوا جی

ارے درد غم۔ آئیں کوئی بوٹا میں۔ یہ کیا مہرا ہو۔

کہ را۔ معلوم ہوتا ہو کسی نواب کے ہاں تھیں تم۔

تم جہان تھیں جانی ہکو اسکی کچھ پروا نہیں۔ مگر میری

پیاری ایک بات یاد رکھو کہ (قدموں پر سر رکھ کے)

ہکو جوڑ نہ دو۔ یہ نہ مشور ہو کہ تم ہمارے گھر سے

نکل گئیں اور دوسرے کے گھر پر گئیں۔ بس۔

**میں۔** میں تیرے گھر نہیں

رہ سکتی۔ میں تو جہان ہوں دیاں ہوں۔

مگر تیرے بیان بھی آتی جاتی رہو گی اگر تھک کو بھی منظور ہو تو خیر۔

کدرا۔ اچھا ہاتھ پر ہاتھ مارو ساری تو تو میری چور ہو میں تو ناش کر سکتا ہوں۔ کیا میں کوئی گدھا ہوں۔ مگر تیری صورت ایسی ہے کہ (مدتے ہو کر) جانی ارے میری تو جان جاتی ہے۔ میں تو بیان تک کستا ہوں کہ جو تیرا چاہے سو کر گھر مجھے بد نام نہ کر۔ تو میرے گھر میں رہ۔ اب میں اور زیادہ کیا کموں۔

قرن۔ ایک تو مجھے تیری صورت پسند نہیں۔ کدرا۔ (پتنگ بڑبڑا کر سن لو۔)

قرن۔ ہٹ پتنگ سے۔ تو اور میرے پاس بیٹھا کدرا۔ (زمین پر بیٹھ کر) اچھا جو حکم ہو۔

قرن۔ حکم یہ ہے کہ برف منگوا۔ اور اگلے منگوا۔ اور کپڑا منگوا اور شربت بنوا۔ ٹھنڈا ٹھنڈا شربت پلو۔ جس سے کچھ کو ذری تڑاؤٹ پسو نچے۔ ہلے میں کمان تھی اور کمان آئی ہے کہ۔

کدرا۔ بیچارہ تو ہاتھ چڑتا ہے اور بیان تک اصرار کرتا ہے کہ تو جہان چاہے ہلکے بیٹھ جہان چاہے جا۔ جو چاہے کہ۔ مگر وہ ہمارے گھر میں چین ہماری بدنامی ہو ہم تو تہمہ عاشق ہیں۔ ہمارے ہم تھا تو دوسرے نہیں رہے۔

طی ہڈی گئی تھی ہڈی ہڈی گئی تھی۔ مگر تمہارے عشق سے ہکمارا ڈالا۔ ہاسکر اے تو بھاگ گئی تھی

اور قرن اس سب کے جواب میں کہتی ہے کہ الگ ہٹ میں کمان تھی اور اب کمان ہوں۔ ہمارے مجھے کیا ہو گیا

ہمارا اور پھول اور پھولوں کی پھولوں اور طوق کی نوایش کرتی ہیں۔ کدرا بھلا یہ کیا جانے۔

قرن۔ اچھا گاڑی کرائے کی منگوا۔

کدرا۔ اب میں گاڑی کمان سے منگواؤں۔

اتنے میں قرن کی ساس آئی۔ اور کہہ کر الگ جاکے بیٹھا قرن کو دیکھتے ہی وہ جیت میں ہوئی۔ کون؟

ہو۔ ارے قرن ہے؟ کدرا کہہ رہا ہے ارے ادھر۔ یہ کمان سے آگئی۔

قرن۔ (سراسر کے قدموں پر گر کر) میری کھٹا (خطا) باج (دعا) کیجئے مجھے بڑا کسور (قصور) ہو گیا۔

ساس۔ ارے اللہ تری سان۔

قرن۔ مجھے بڑا کسور (قصور) ہوا۔

ساس۔ ارے میرے اللہ۔ اری تو قی کمان یا اللہ میں کیا کھواب (خواب) دیکھ رہی ہوں۔ سادہ لوگوں نے کیا کیا بد نام کیا ہے۔

قرن۔ میری جھٹ (خطا) کچھ نہیں ہے۔

کدرا۔ ارے اسکو ایک آدمی پھل لائے گی تھا کہ کوئی بادشاہ میں کیا جانے کمان کے اُنکے پاس تھے لیجاؤنگا اور تم ہیگم ہو جاؤ گی اور یہ اور

وہ۔ مگر یہ بجاری مٹو کا (موقع) پاکے بھاگ آئی ساس کون کسور (قصور) ہے یہ کیا کرے

بجاری (بجاری) ساس۔

ساس۔ سچ ہے۔ حضرت ناطن آنکھوت جیت ہو گی کہ قرن رکا رکا گفتگو

کیسی قرن بجا۔ اور کدرا بجا۔ مگر گفتگو بھی قابل سننے ہے۔ قرن۔ ارے تو مجھے ناخوشی لگھٹے۔

کدرا۔ تو پیاری کا ہے کی ناراضی ہو۔ قرن۔ اچھا اے ان ناراضی میں میں ناخوشی نہیں ہوتی

کدرا۔ اچھا رکھتی کیا۔ ارے میں سمجھا نہیں۔

قمرن۔ تو ناغظی لکھدے کہ مجھے اور قمرن سے

اب کوئی واسطہ نہیں ہو پس۔

کدرا۔ جانی ہم نہیں لکھ سکتے۔

قمرن۔ ارے گدے میں تیری ہی ہو کے رہو گی۔

کدرا۔ جانی تم جو کدو سوچا ہو مگر۔

قمرن۔ ارے وہ برباد اور کیڑا کمان ہو۔

کدرا۔ اتنا ہو۔ ارے کون گیا ہو۔

قمرن۔ ارے میں جہان تھی وہاں تیرے واسطے

کبھی بدی نہیں کی۔ مگر اب ہم تیرے بیان پہنچ سکتے

یہ تو اپنے دل میں خوب سمجھ لے۔

کدرا سنو۔ ارے تو میری جو رہو۔

قمرن۔ الگ ہٹ کیا بکنا ہو۔

کدرا۔ ہائیں۔ ارے تو میری جو رہیں گے۔

قمرن۔ ہاے۔ ارے میں تیری جو رہیں ہوں تو

کون ہو موندی کاٹے۔ خدا بھگو غارت کرے۔

کدرا۔ تو پھر تم میری کون ہو۔

قمرن۔ ارے ہم ایسوں رشتوں کے ہاں کے بیٹھے

والے میں تیرے کوئی نہیں۔

کدرا۔ اچھا تو باری تم چاہے جہاں ٹھیکو۔

قمرن۔ تیرے کپڑوں کی بونچے بڑی معلوم ہوتی ہو

ذرا ہٹ کے بیچ۔

کدرا۔ اچھا تو اگر حکم ہو تو میں نہا کے آؤں۔

قمرن۔ ارے وہ غلطی۔ وہ خواص۔ وہ محلدار

و جہری کمان ہو۔

مجھے میں بھی خسر ہو گی کہ قمرن اپنی سسرال

میں آگئی۔ دو چار آدمی آئے اور سب کے پہلے

للتوا آیا۔

للتوا۔ ارے کدرا کیوں بے ہنگو محبت و مفت

ہی میں بدنام کیا تھا۔ اور پھر مجھے لڑا بھی۔

کدرا۔ ابا راب ہماری کھتا (خطا) پانچ (محاف) کو

للتوا۔ کرن جری بات سنو۔

قمرن۔ وہ در ہو موئے نگوڑے۔

للتوا۔ اتنی مار کھائی تمہاری بدولت کہ ہمیں جانتے

میں کئی دن تک درو نہیں گیا۔

کدرا۔ یار یہ مجھے چوک ہوئی۔

للتوا۔ چلو سکوڑو کہ کرن آتو کہیں۔ تمہے تو روڑو

اپنی جان دی تھی۔ یہ کہیں کمان نہیں۔

قمرن۔ اچھا اب اس سے کیا مطلب

ہے۔ کچھ اور باتیں کرو۔ ہاے یہ کیا ہوا۔

میرے اللہ۔

للتوا۔ مطلب کیا کہیں جو تیاں پہنے کھائیں

پٹے ہم اور پھر کچھ مطلب ہی نہیں۔

قمرن۔ پھر خوب ہوا۔

کدرا۔ اللتوا یا راب اسکو سمجھا دو کہ اب گھر سے

کہیں نہ بھاگے گھر میں رہے۔

للتوا۔ اچھا تو جری ہٹ جاؤ۔ ہم بوجھ

تولیں کہ یہ بات کیا تھی آکھر (آخر)۔

کدرا۔ اچھا تو ہم ملے جاتے ہیں۔

قمرن۔ یہ تو مورا باگل ہو۔

للتوا۔ اتنا بتا دو بیماری کہ تم نہیں کمان کیا

ہم سے بھی پردہ ہو۔ بولو۔

قمرن۔ (دکانوں پر ہاتھ پھیر کے)

جل ہٹ۔

للتوا۔ (ہاتھ جھٹک کر) اور ہمارے گالوں پر  
 ہاتھ پھیر دیکھ اکی سان۔  
 قمرن۔ سارے درہوں میں کھڑے۔ تو جو کیا۔ کیا  
 اس برن والے سے اچھا ہو۔  
 للتوا۔ برن والا کون۔ آغا۔ وہ بھلے۔  
 (فضلے) بھی ہو جائے۔  
 قمرن۔ تیری ایسی سی۔ ارے تیرے لیے  
 ایسے تو ہمارے لاکھوں نوکر ہیں۔  
 للتوا۔ اچھا یہ بتا دو کہ تم یقین کہاں۔  
 قمرن۔ زمین کے اوپر آسمان  
 کے نیچے۔  
 للتوا۔ ارے تو کہاں۔  
 قمرن۔ یہ کیا معلوم ہو۔  
 للتوا۔ اچھا اب ہمارے ساتھ بھل گئے پر  
 راضی ہو۔ دیکھو تو پھر کیا مجھے (مزے)  
 ہوئے ہیں۔  
 قمرن۔ نہیں آغا صاحب آپ خدا جانے  
 کیا فرماتے ہیں۔  
 آغا۔ تم بیان کیونکر آئیں۔  
 قمرن۔ میرا خواب کبھی بیٹا نہیں پڑتا ذرا  
 یہ خوب یاد رکھو۔ جو دیکھو وہی ہو۔  
 آغا۔ تو اب دہان چلوئی قمرن جان۔ چلو نو!۔  
 محمد عسکری کے ہاں۔  
 قمرن۔ افوہ۔ تم کو بھی چڑھ گئی۔ اور یہ بتاؤ کہ  
 میں ہوں کہاں آخر۔  
 آغا۔ تم تو اپنے بیان سے باتیں کر رہی ہو۔ زمین  
 کتنی ہو کہ چڑھ گئی۔

قمرن۔ میرا بیان کون۔ ۹۔  
 آغا۔ کہہ رہا ہے تم باتیں کس سے کر رہی ہو  
 آخر پہلے یہ تو بتاؤ۔  
 قمرن۔ اپنے جی سے۔  
 آغا۔ نواب دہان تڑپ رہے ہیں۔  
 قمرن۔ ارے چپ غلام کیا غضب کرتا ہو۔  
 آغا۔ کیوں صاحب یہ باتیں۔  
 قمرن۔ کیوں کہ رابا ہم دہین جاتے ہیں۔  
 کدرا۔ للتوا دیکھو پھر وہی بات نکالی۔ خدا کا  
 واسطہ اور جو چاہو کہو مگر یہ بات منہ سے نہ نکالو۔  
 للتوا۔ ارے دادارے ترے نکھرے (دخے)  
 کتنے گلین ہم دہین جاتے ہیں۔  
 قمرن۔ دیکھو پھر ہم بھی بدین سنائینگے  
 ہزاروں گایان دینگے۔  
 للتوا۔ سوک (شوق) سے دور اسے یہ گایان  
 نصیب کہاں ان گالیوں سے دل ساد (شار) ہو جائے  
 قمرن۔ درہوں میں کھڑے۔ خدا تجھے غارت کرے۔  
 کدرا۔ اسے کمرن جانی ذرا ادھر تو آؤ۔ سن لو۔ اسے  
 عالم (ظالم) کیوں دل دکھاتی ہو سو اللہ کلام (غلام)  
 ہو کے رہو لگا تیرے۔  
 قمرن۔ تیرے منہ کو جھلسا لگے پس نہیں ہو کہ تیرا منہ  
 جھلسا دون موادر گور خدا غارت کرے۔  
 کدرا۔ ہاں اللہ کیا کر دے جو کمرن کا دل پھر جائے۔  
 قمرن۔ اب ہاں ہو جانے دو۔ ارے میں کہاں آکے  
 پھنس گئی میرے اندر۔  
 کدرا۔ (ہاتھ چٹکے) ارے تو کہاں جاؤ گی پہلے کہو  
 اپنے ہاتھ سے مار ڈالو۔ پھر جان جی چاہے جاؤ۔



قرن تجھکو مارے خدا میری جوتی کی نوک کو کیا غم  
پڑی ہر موصے۔

کدرا۔ دیکھو کرن ہم تو زہر کھانے مری جائیں گے مگر  
جو تمھاری محبت ہمارے ساتھ میں ہر وہ پھر نہ رہیگی  
اور تمھاری ماں بنیں تمھارا نام کسی کے سامنے چار  
آنکھیں کر کے نہ لے سکیں گی۔ تمھاری کہیں عجوبت  
نہ ہوگی سب تمکو ہر جاتی کہیں گے لے کر نہ جانی تیرا  
عاسک میان تیرے اور سے صد کے ہو کے چلے  
اب راضی ہو جا۔ اور میرا کہتا مان لے۔

قرن۔ ارے اب یہ امید اپنے دل سے نکال  
ڈال میں اب تیرا ساتھ نہ دوں گی۔

قرن کی ساس نے جو یہ حال دیکھا۔ پہلے تو ذرا  
خاموش رہی مگر جب دیکھا کہ کدرا اب بھی جو رو پر لٹو  
ہو تو بہت بگڑی تیرا وہ دیکھو کرن۔ تیری لاش  
نکلے اللہ کرے ارے تیری کھاٹ چگتی نکلے۔  
تجھے کھدا گارت کرے تو نے میری اُبرو دین بتا  
لگایا۔ مجھے کہیں کا نہ رکھا۔

کدرا کہنے لگا مان اب تو جو ہوا سو ہو اب جب  
اور میں کہنے لگی کہ قرن کسی رشتہ دار کے  
بیان میں جینیں بلوری کو روٹی نہ دینا پڑے۔

ساس۔ ارے موصے کدرا یہ تیری ہی ساری  
کھرائی ہو ناؤ تو کھاجر کھد ہی کی ڈوٹی ہوئی ہو ناگ  
نوا لیا جو رو کامرید نہوتا تو یہ دن کا ہے کہ کو دیکھتی۔  
کدرا۔ (آواز سے رو کر) ارے میں کیا کروں۔

میرے اللہ ہاے اس دل نے بے بس کر دیا۔  
کدرا کی ماں نے کدرا کو گلے لگایا اور چھین بار کے  
دونوں رونے لگے۔

کدرا کی ماں۔ ارے میں کیا کروں میرے اللہ میرے  
بچے کو یہ کیا ہو گیا میرے کھدا (خدا)۔

کدرا۔ ارے میں اب زہر کھانے مر جاؤنگا۔ ہاے  
اللہ۔ اری میری اماں میں کیا کروں۔

للتوا۔ اب لے اس سے کیا پھانڈہ (فائدہ)  
کدرا۔ ارے با اس حرام چادی (حرام زادی) کے  
بچھے گئے اور پھر ہماری ننڈی (ننڈی سانس بھر کر)  
افسوس دنیا میں بس کچھ نہیں ہو۔

للتوا۔ ارے یا عورت کی جات (ذات)  
تو بے پچھا (بے وفا) ہوئی ہی ہو۔ یہ تو تے ہم  
(چشم) لوگ ہوتے ہیں۔

کدرا۔ تو جی کہان۔  
قرن۔ ارے اب یہ نہ پوچھ۔

کدرا۔ آکھر (آخر) کہہ تو کچھ ماجرا کیا ہو۔  
قرن۔ مجھ جادو کر دیا تھا۔ کس نے۔

کدرا۔ اس جادو کس نے کیا تھا۔  
قرن۔ اللہ جانے وہ کون تھا۔

کدرا۔ ارے گجب۔ (غضب)  
کدرا کی ماں نے جب دیکھا کہ پھر وہی باتیں ہونے

لگیں تو اسے غصے کے الگ جلے بیٹھی اور کہنا اسے  
کدرا جو تیری محبت (تمت) میں قتادہ ہوا۔ تیری موت

اسی رہا ہے۔ میرا سیرا بچہ میں کیا کروں میرے اللہ۔  
کدرا۔ ارے میری ٹنڈ پر (نقہ دیر) میل دل

نہیں مانتا میں کیا کروں۔ میری پیاری قرن  
لے اب مان جا۔ میں تیرے صد کے

(صدتے)۔  
قرن۔ ارے میرے بچے میں آگ لگی ہو خدا کیلئے



<p>ک۔ ثواب تو کمین جابجی نہیں سکتی ہو تو۔  ق۔ تو ہر کیا مال۔  ک۔ ہماری قسمت چوٹ گئی۔  ق۔ قسمت جا کے پھوٹا پی۔  ک۔ میں تیرا کلام ہو جاؤں کروں۔  ق۔ غلام نہیں تو اور ہر کیا تو۔  ک۔ ارے میں گلام کے کلام کا جوام ہوں۔  ق۔ ہاں میں کمان پہنچ گئی تھی۔ اور اب  کمان ہوں۔  ک۔ تو تھی کمان پیاری۔؟  ق۔ جہان جی چاہا وہاں رہی۔  ک۔ ارے وہ تو سب اچھا کیا اب یہ تو بتا  کہ اب کیوں بھاگوں بھاگوں کرتی ہو۔  ق۔ مجھے میرے بیان جی ہی نہیں۔ جی  بہلتا ہی نہیں۔  ک۔ جو کہ وہ حاضر کروں۔  ق۔ (دھڑکے ہو کر) جی بھلا ہاؤ۔  ک۔ را۔ نجم میں سب بائیں اچھی ہیں مگر۔  ق۔ ارے ہٹ ہوش کے ناخن لے۔  ک۔ را۔ اچھا ایک بات سنو۔  ق۔ اس وقت ہم چاندی کے پاؤں کے پلنگ پر  لیٹے ہوتے۔ میں بائیں مشکوں سے چھت چھائی جاتی  خوب تر تیر چھٹا کا ہوتا اور نیچا جھلا جا۔ برف کا پانی  کیونٹا ڈال کے پیتے تھے۔ کمان اُن کے پھٹنے  میرے اندر کیا ہو اب جی جان نہ منی حالت کو پوچھا ہو۔  ک۔ را۔ اچھا اب ایک بات بتاؤ۔  ق۔ الگ ہٹ ہٹ سے نہ بات کہ بس۔</p>	<p>قمرن۔ (اپنے دل میں) یہاں کیلجے میں آگ لگی ہوئی  ہو اچھا برف کھلاؤ اور غلبان۔ اعزلی ہما۔  ہمائی کھنے کو تھی کہ یاد آگیا کہ یہاں وہ ہمائی کہا۔  انٹے میں کوئی گانے لگا۔  برسون بچے کو نہیں پیار کیجھو کرتی ہیں۔  پیار بھی کرتی ہیں تو کان میں تو کرتی ہیں  ساس ہوں پر میں خدا لگتی کروں گی بیٹا۔  باس مرزا ترا امراتہ ہو کرتی ہیں  قمرن۔ ہاں اندر ارے برف کا پانی لا۔  ک۔ را۔ ابھی تو۔  ساس۔ انگارے کہا۔ برف کا پانی مانگتی ہو۔  انگارے لے۔ موٹی برف کا پانی پیے گی۔  قمرن۔ انگارے تو کھا چڑیل۔  ک۔ را۔ اسی چپ۔  قمرن ساس سے (دھڑکی) ہم تجھے سمجھنے کیا ہیں  نوی کیا مال مجھے تو اچھی ابھی میرے گھر کی ہریان  اور مغلانیان اور خواصین ہیں تیری سی ہزار دن کو  تو میں مول لے لوں تو اپنے تئیں سمجھتی کیا ہو۔  ک۔ را۔ ارے چپ رہ۔  قمرن۔ تو آپ چپ رہ۔  ک۔ را۔ اب بن ناکہ کو لڑائی مول لیتی ہو۔  قمرن۔ میں تجھے راضی ہی نہیں ہوں۔ میں  صاحب کے سامنے بیج کھیت کھدو گی۔  ک۔ را۔ تمہارے ساتھ نکاح کیا کیا عذاب  جان کا ہو گیا۔  ق۔ چچے دور موئے جل دے کے ڈوہی  آتروالی۔</p>
---	--

کدرا۔ سن دو جانی۔ کسھا (خفا) نہ ہو۔  
 قمرن چھائی کو تیری آگ لگے۔

ک۔ کیا جج ہو۔

قمرن کی ساس بگڑ گئی اور مگر مچانے کی بات ہی  
 تھی اسکے لڑکے کو خواہ مخواہ کوسنے لگی تو اسکو برا  
 معلوم ہو یا نہ ہو خواہ برا معلوم ہو گا قمرن تو  
 اپنے نزدیک باوشاہ زادی کی بھی اصل حقیقت  
 نہیں سمجھتی تھی آگ ہو گئی۔ کدرا زن مرید جو روکا  
 تابع حکم۔ ۶

اگر جو روجی بفر یا بدوست

ساس نے اٹھ کر کما اسی کرن چئی تجھے اٹھ  
 گارت کرے۔

ق۔ (ہاتھ پھیلا کر) تجھے امد غارت کرے۔  
 س۔ تو مر اٹھ کرے۔

ق۔ تیرا کتنا بھرے اور تیرا جنازہ نکلے مردار۔  
 س۔ ارے لوگو میں نے کیا گناہ کیے تھے کہ اس  
 چڑیل سے ساہلکا (سالمہ) پڑا۔ آتے دن کاٹب گلا  
 رہی اور اب ان کے لڑاتی ہو۔ بھیا مردار بے شرم۔  
 ق۔ تو بے شرم تو بھیا تو مردار۔

ک۔ (ہاتھ جڑ کر) کرن جان پیاری۔  
 س۔ (دو ہتھ لگا کر) ارے کم بھت (بخت)

ک۔ اب ادھر تم مارو اور ادھر کرن بٹلے۔  
 راوی۔ قمرن آنکلی ہوئی کیا امان سے بڑھکویں

س۔ ہاے لوگو میری زندگی۔  
 ک۔ اری جب امان محلے بھر میں بدنامی ہوگی۔

س۔ ہاں! بڑی نیکنالی ہوئی ہونا  
 ک۔ یا اٹھ میں مر جاؤں۔

ق۔ تیری رستی دراز ہو گڈرے۔

س۔ (دو ہتھ لگا کر) ارے عورت ہو کہ ٹان۔  
 ارے اپنے مرد کو چٹ چٹ کوس بیٹھتی ہو۔

ق۔ مرد کی پروا ہو میں۔؟  
 ک۔ اچھالے اب جانے دین صد کے (صدنے)۔

قمرن بہت ہی بچپن تھی۔ بار بار کستی تھی کہ ہاے وہ  
 جن کی ٹھنڈک بیان کمان۔ ٹھنڈے ٹھنڈے پانی

سے چھڑکا ہوا وہ باغ بیان کمان سلاؤں۔ وہ بروت  
 کا پانی کمان۔ وہ عطرہ جو لون کا لٹا کھا۔ یہاں تو

صفایا ہو بلکہ صفو۔  
 ک۔ پیاری دیکھو تو امد کیا کرتا ہو۔

ق۔ تیرا مر کرتا ہو۔  
 ک۔ اچھا بروت ہم لادیں۔

ق۔ ارے دور ہو موٹھی کاٹے۔  
 ک۔ پھر اب تم موٹی۔ لاؤں گا آدمی باتوں سے

نہیں اٹھا ہر خنشین کرتے ہیں سستی ہی نہیں۔  
 ق۔ ذری زبان سنبھال کے بولنا۔ میں اپنے

بیان کے سینوں سے چٹا دو گلی خواہنے دل میں  
 سمجھا کیا ہو۔

ک۔ کیا سمجھا کیا ہوں۔ یا ہی عورت کو کوئی بھلا  
 لیسا کستا ہو دل لگی ہو کچھ۔ دوا کیا خوب۔

ق۔ اور جو عورت آپ ہی سے بھاگ جائے تو پھر  
 کوئی کیا کستا ہو۔

ک۔ لے اب ایسی باتن نہ کرو۔ اسکا جواب اور ہو۔  
 اگر تمپر دل نہ آیا ہوتا تو تیا دیتے۔

ق۔ ارے جا کیا بتا دیتا تو ہو کیا۔  
 ک۔ جو رو ہو ہاڑی کماں۔

ک۔ لے کر ن جانے اب جانے دو۔ جو کچھ ہوا  
سہ ہوا۔

س۔ (رو کر) ارے کھد اس عورت کو گارت  
کرے ساسکی میت میں دیکھو کس طرح میان کو  
اپنے کوس لہی ہو مڑدار۔ ارے یہ عورت ہو پا چڑیل  
ق۔ سیان نکھٹو کی کیا مجھے بردا ہو کھ۔

س۔ تو تو جاکے جوک میں کمرہ لے مڑدار۔  
ق۔ لون ہی گی۔ نہ لینا کیا معنی۔

ک۔ ارے چہ رہ۔

س۔ اور یہ لونڈا بے حیمیت ہو کدرا۔ دوسرا  
ہوتا تو زہر دے کے مار ڈالتا اور یہ کڈا جو روکی  
خوشامد کر رہا ہے۔ زور ہو تجھ پر۔

ک۔ ارے تو مار ڈالون۔

ق۔ شامیں نہ آئیں موٹھی کاٹے ساسو سوئے  
پٹوا دو گی بہت چل نہ نکل اندہ جاننا ہو چرکٹوں کے پٹوں  
تو پیٹ کے دھردین۔ تو بھول کس بھر دے پر ہر مجھے  
بھی کوئی ایسی ہی سمجھا ہے۔ ابھی ابھی کہ تو مجھے دل لگی  
دکھا دوں ایک اشارے میں دوسرا آدمی جمع ہوئے ہیں۔

جب قرن اور اسکی ساس میں ڈالائی ہوئے لگی تو  
مخلے دالون کی نیند اچٹ گئی۔ ایک بڑی نے کہا اے  
تم بھٹیٹا ہے ہو یا کوئی اور ہو بھٹیٹا رہن کی باج رہا  
ہے ہو مخلے دالون کو سوئے نہیں دیتے۔ یہ تو بھاگ  
پنی تھی کسی کے ساتھ اب یہ چڑیل بھر کمان سے آگئی۔

قرن۔ چڑیل تیری امان ہو گی تیری جودا۔

پروسی۔ کیا ازبان دہن دوٹکا آکے۔

کدرا۔ کچھ بیہ جا ہو ہے۔ سر مچھلاتا ہو کیا۔

پروسی۔ کیا شامیں آئی ہیں۔

اس قدر قرن بے اختیار سہس دی اور سوچنے لگی کہ کیا  
نواب صاحب اور چھٹن صاحب اور رونجنگ اور  
کجاہ۔ یا انکی میں خواب دیکھ رہی ہوں۔ یہ مجھے ہوا کیا ہو  
ابھی تک تو میں نواب صاحب کی مجلس میں تھی لاکھوں  
آدمی منتظر تھے کہ دیکھیں کمان میں بی قرن جان صاحب  
اور آج میں کمان ٹری ہوئی ہوں۔

ک۔ کرن تھے جو کچھ کیا سب اچھا کیا لکڑا ب ہمارا  
کھانا لو۔ اور ہمارے پاس رہو۔

ق۔ اب ہم تیرے پاس نہ رہیں گے تیرے ساتھ میں  
وہ مزے اور عیش کمان۔

ک۔ کرن دو دوسرا مروتا تو نکلو قتل کر کے  
دھرتیا۔

ق۔ آ۔ مار لگا۔ مار ڈال لگا۔ آسانے آ۔

ک۔ ہم بات کہتے ہیں جیسے۔

ق۔ ارے تیری بات کو آگ لگے۔

ک۔ تم کو سننے لگتی ہو۔

ق۔ تو مر جا ابھی ابھی۔

ساس۔ (کدرا کی مان) مرن تیرے ہوتے سوتے

مرد اور نو چڑیل ہائے کیا ہمارے کھانڈان میں آج  
آن کے بٹا لگا دیا کیوں کہ میں نہیں رکھا۔

ک۔ امان تم سو رہا ہو اب جو ہوا سو ہوا۔

س۔ ارے میں اسے کچا چبا جاؤ گی اب  
میں سوؤ گی بھلا۔

ق۔ ذری زبان سنھال کے بول مڑدار۔

ک۔ ارے چپ کرن۔

ق۔ تو چہ رہ موٹھی کاٹے۔ اندکڑے تیرا زانو  
نکلے ارے کدرا تو جوان مرے۔

کدرا۔ تر اُتر اُتر اُتر ہو۔

پڑوسی۔ لے آئے ہیں۔

کت۔ آ۔ اور کسی کو نیچے آساتھ۔

پڑوسی۔ اپنی فکر کی فکر کر۔

اتنے میں وہ پڑوسی اُتر پڑا اور ادھر سے کدرا چلے

پڑوسی دُلا تھلا آدھی تھا اور میان کدرا لڑتے پہلوان

جائے کے ساتھ ہی ایک پہوٹا دیا۔ اور اٹھائے لے مارا

اتنے میں اسی پڑوسی کے میدان سے اسکا سمان نکلا۔

سیدی غنم بڑا سوتا تازہ آدمی۔ کدرا کو ایک پڑ دیا۔

اور دونوں میں کشتی ہونے لگی دو منٹ میں سیدی نے کدرا

کو بچھنی دی اور اتنا مارا اتنا مارا کہ ہوش دوا غائب ہو گئے۔

سیدی۔ کیوں نے پھر لڑا لڑا پہلوانوں سے

پڑوسی۔ یہ کیا لڑا کیا تاردا۔

سیدی۔ دون ایک منٹ میں اُٹھی اور

پڑوسی۔ ارے اب جانے دے۔

سیدی۔ یہ ہو کون۔

پڑوسی۔ اُٹو کا بچھا۔ یہ نبھتا ہو۔ جو در ابھاگ

گئی ہے۔

سیدی۔ ہاں! یہ کیے۔ تو ابے سے

لڑنا ہی بیار تھا۔

پڑوسی۔ اب عمر بھر نہ بولے گا۔

کدرا غصے میں تو تھا ہی اور بھی تھلا گیا پھر سیدی کو

لبٹ پڑا اور اکی جان پھیل گیا سیدی نے تو بچتی

اکی لڑکھانے اٹھا کے ہی مارا۔ لڑا تو پٹ۔ کدرا چپ

کرنے کی فکر میں تھا کہ قمر نے پکار کر کہا اسے گدھے

چت کرنے سے کیا ملیگا۔ کچھ ہی ہوئی کشتی چوڑا ہی ہو۔

اٹھاڑے کی سننے بس ہو رہی۔ اور پر سے ڈنٹے مار دیا

دیر میں آدھ مراد ہو جائیگا۔ کدرا نے اوپر سے ڈنٹے

لگائے غصے کیے۔ اب پڑوسی بھی کدرا سے چپٹ گیا اور

ادھر سیدی نے بچتی کی تو کدرا مغلوب ہو گیا اور سیدی

پنچے سے نکلا۔ نکلے ہی تان کر ایک پڑوسی کیا تھلا

دونوں پھر گتھے گئے۔ اور داؤد بیچ ہونے لگے سیرت

کشتی ہی راد دونوں نے خوب بھینساں دکھائیں۔

سیدی۔ مار ہی ڈالوں گا سارے۔

کدرا۔ کھون (خون) نہ پیا ہو تو سی۔

پڑوسی۔ (گال) کا جیتے۔ (گال) کا ہارے۔

کدرا۔ (ڈنٹا لگا کر) ایک۔

سیدی۔ (ڈنٹے کا جواب دیکر) دو۔

کدرا۔ (اکی گھسا دے کر) ٹھہر تو جا۔

سیدی۔ سٹھای جاؤ لگا۔

کدرا۔ اکی جیتا تو بچ گیا نہیں۔

سیدی۔ یا تو میں یا ہم نہیں۔

کدرا۔ دونوں میں ایک نہ ہوگا۔

سیدی۔ ایک منٹ میں پہلوان تو سی۔

تو ہر کس بھر دے میں۔

سیدی کدرا کو پکڑ لایا تو قمر دم دم کرتی

ہوئی اور پر سے اُتری اور سراسر سیدی کے

بدن میں بھونک دی تو وہ تڑپ گیا اور اٹھ کدرا

نے ایک پہوٹا دیا۔

قمر نے مذکر کا ہاتھ پکڑ کر (بس اب چل۔

پڑوسی۔ اچھا سمجھ لیا جائیگا۔

سیدی۔ بیخورت کے منہ کون لگے۔

قمر نے لگ جلا کے بیٹھن سے۔

سیدی۔ سب تم عورت ہو گئے کون کے اور کیا کہے۔

قرن - چلو اب گھر جا کے سو رہو۔

کدرا - (گھر میں آکر) دیکھو ہماری ماں چند روز کی سیہان میں اس کے کیوں لڑتی ہو جانی۔

مہرن - بے چین تھی کھینٹا سے کوئی سنہتی دفعہ کھٹی

اور کدرا سے بار بار کہتی تھی ارے تو میرے ساتھ ذرا

ڈیوڑھی تک چلا جل میں مجھے دوا شرفان دو گی کدرا

حیران کر یا اتھی یہ ڈیوڑھی کبھی اور نہ کئی کیا ہو۔ باگل

تو تھا ہی دروازے میں قفل لگا دیا۔ مگر اسکی ماں نے

کئی بار گھمایا کہ ذری جا کر ڈیوڑھی تو دیکھا معلوم تو ہو

کہ یہ تھی کمان۔ مگر کدرا نے بات کو ٹال دیا۔ اسکی لایہ

تھی کہ جا ہے ادھر کی دینا ادھر ہو جائے مگر قرن ہاتھ سے

نہ جلے اسے ٹھان لی تھی کہ قرن کے پانوں سے بازون

باندھ کر بیٹھو نگا۔ آنکھوں کے سامنے سے علیحدہ کر دو نگا

قرن - ارے میرے یہاں پنکھا تک نہیں ہو ظالم۔

کدرا - ہجو پنکھا میں آپ بنا جاتا ہوں بس۔

راوی - سیان بیوی کی باتیں کئی اچھی ہیں۔

قرن - یا اللہ یہ کس عذاب میں مین پڑی

کدرا - جانی کچھ عذاب (عذاب) نہیں ہو۔ تم کو ہم۔

ساس - ارے اس موٹی ہر جانی کو کونو میں

دھکیل دے۔

مہرن - اور اس موٹی بڑھیا کی بوٹیاں

چیلو کو مے۔ اندے بچے والی چیل چلو۔ اندے

بچے والی چیل چلو۔

ساس - بوٹیاں دے چیلوں کو انہی ماں کی۔

قرن - تیری - تیری - تیری بوٹیاں۔

کدرا - اماں تم نہیں مانتیں - ایک نوالہ آند اور

کھا کھا کر کے یہ ملی ہیں اور اوپر سے تم اسے لڑتی ہو۔

قرن - ارے اس زبٹ بڑھیا کی عمر بڑھتی جاتی ہو

یہ مرنی نہیں - اسے منی کھٹی کو تنکسیا دے دے۔

کدرا - اسکرن دیکھو مجھے میں سب لوگ دشمن ہیں۔

قرن - کیسا عجیبہ جو بولے تو باندھ کے پٹا دیوں۔

اسے میں لتوا کی آواز آتی۔ دروازے پر سے اپنے

لٹکا لٹکا کر راکھ جری (ذری) دروازہ کھولنے کو

میں میں لٹھا۔ ارے جوت (زوت) کہ میرے اوپر دھکے

اور اب تک میرے گھر میں گلی دخل چ رہا ہو مجھے سے لگا لگا

تو کدرا نے دروازہ کھول دیا۔ لتوا اندر آیا پوچھا کون

ہیں کھابھائی کو مجھے پراڈا۔ لتوا کو لے کر کدرا اور آلتوا

نے کمان سلام قرن کی یہ قدر شرابی کدرا کو حکم دیا کہ جب

منشی مہراج بی کو بلا لاؤ اسنے پوچھا کہ منشی مہراج بی کون

اسنے کہا جو صفائی کا ٹھیکہ کیے ہوئے ہیں

کدرا - سیہائی کا ٹھیکہ کیا۔

لتوا نے کہا ہم بتائیں گی۔ تم یا محمد کھان (یا محمد کھان)

کو ساتھ لیاؤ۔ وہ بھی سیہائی میں نوکر ہے۔

کدرا نے جا کے یا محمد کھان کو جگایا اور کہا منشی

مہراج بی سے ہمیں کچھ کھانا ہمارے ساتھ چلو۔

اسنے کہا کچھ شری ہو اچھے۔ دو بچ گئے اور

اس وقت منشی جی کو جگایا گیا۔ کیا یہ ضروری کام

ہے یہ دونوں منشی مہراج بی کے ہاں گئے۔

اب ادھر کا حال سنئے کہ قرن لتوا اسکا ہاتھ

میں ہاتھ دے کر کوٹھے کے نیچے آئیں۔ لتوا اور

حکم دیا کہ دوں بھر کر صحن میں چھبے کا دھکے

کھا مسلمان کا ڈول ہمسہ نہ چھوٹے قرن نے

جھلا کر ایک چپٹ جانی سوڈھی کاٹے ابھی صبر۔

لتوا نے ڈول بھر اور چھلا دیا۔ چٹائی بچا کر قرن کے

للتوا کو بھی بٹھاوا۔

للتوا۔ اور تو چلی کہاں گئی تھی کرن۔ وہ۔

قمرن۔ (کانون پر ہاتھ پھیر کر) مجھے کیا۔

للتوا۔ ہم بیٹھے گئے۔ جوتیان پڑیں۔ اور۔

قمرن۔ خوب ہوا۔ چلو لتوا بھاگ چلیں۔

للتوا۔ ہلکو کدرا ماری ڈالیکا۔ وہ ہلوان ہر لور ہم

بے تلے آدمی۔

قمرن۔ موراد دن بڑھت ساگ سیان نہیں ہے

ارے موراد دن بڑھت ساگ سیان نہیں آئے ہے

للتوا۔ بھٹکے کو جانتی ہو۔ برف والا بھٹکے۔

(نفسے)۔

قمرن۔ (گلے لگا کر) میرا لتوا میں تیری لوٹدی

ہو جاؤں اسکو بلا دے۔ میری تو سپر جان جاتی ہے

ہاے میں کیا کروں میں اسکی لوٹدی ہو کے

رہو گی۔

للتوا۔ اچھا اسکے گھر بڑھاؤ گی کرن۔

قمرن۔ ابھی ابھی اسی دم تو اسکو بلا دے۔

للتوا۔ کدرا کو اپنے دو تو ہم بلا لائیں۔

قمرن۔ جب وہ موٹی کاٹا آئیگا تو پھر کیا ہو گیا۔

اے اب وہ پھر کھا چکا ہے۔ درودھ کا بلا مھا پونک

پونک کے پتیاں لے لیں مینے نہیں ہے میں تیرے صدفے

و بلا دے۔

للتوا۔ اے ہم تو راجی (راضی) کر لینگے کدرا اسلا

بڑا بیوکون دیو فون) ہر ایک جگے میں تو آجایگا۔

قمرن۔ نہیں ہائی میں تیرے صدفے ابھی ابھی صدفے کو بٹاؤ

اچھا ایک کام کرو۔ جو ہم کیمن مانو گے۔

للتوا۔ جو کو بہاری جان تک تیرے قربان ہے جانی

قمرن۔ اچھا تم اپنے ساتھ ہمیں بھگالے چلو

کانون کان جو کسیکو معلوم ہو۔

للتوا۔ کدرا سے ڈرا ہوں جانی میں تو ابھی ابھی

راجی ہو جاتا۔

قمرن۔ اے جانی دیکھ بھٹیایگا پھر لیا دھکے لے لیا

کیا دقت پھر ہاتھ آتا نہیں

اسوقت ہم تمہارے ساتھ چلے کو راضی ہیں پھر نہیں

معلوم دل میں کہ آئے اور ایسا موقع ملے یا نہ ملے۔

للتوا۔ اے اب تم تو بڑی شکل میں چپے ایک دل

تو کتنا جو کہ کرن سی صموک (مشتق) کو بھگالے چلو اب

ایک دل کتنا ہے کہ اے کیوں شامیں آتی ہیں۔ وہ چوہ

کہ را برسائیکا کچانہ میں ایک بال دیکھو نہ پڑ گیا۔

قمرن۔ اس دقت جی گھرا رہا ہو اے کیا کروں۔

للتوا۔ اے تو جلدی کاہنے کی ہے۔ اچھا کرن تہاؤ

کہ تم تعین کہاں۔ ہلکو اچھا تنے بلیل (ذیل) کیا ہے۔

قمرن۔ میری تو تیرے اوپر جان جاتی ہے۔

للتوا۔ پھر ہمارے ساتھ نکل چلو کسی طرح۔

قمرن۔ ہم اب تیار ہیں کسی روز کیا منی۔

کہ راجا کے محلج بی کو بلا لایا آئیں! قمرن! تم کہاں

کہاں۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ بھئی۔ کدرا نے کہا۔ جی جو

ماجرا کیا جاری ہو رہا ہے۔ ہمیں ماجرا کیا ہے آپ ہی وک

رہیں سر دار وک جو ایسا کریں تو ہم گرہیوں (غریبوں)

کا کہاں ٹھکانا ہے۔

قمرن نے ڈانٹ تھائی۔ تو الگ ہٹ موٹی کاٹے۔

انہ کرے تیرا عروہ و کھیں۔ تیری کھاٹا کھاتی ہوئی نکلے

تجھ پر نکلے گئے آسمان پھٹ پڑے سکدرا اٹھ کر بچے ہو رہا

چلےم بھکر ملتا کو دی اور باتیں کرنے لگا۔





ایں اہم بیان کمان بن چہ مسکرائین - آؤ - آؤ اندر آؤ  
 کمرے میں گئے تو ادھر جہاں بیکم - این ایک ایک ماجرہ بھی کیا  
 خواب دیکھ رہا ہوں - این ہوا اللہ میری عقل نہیں کام کرتی -  
 عفت آرا بیکم نے کہا میں نے ابھی کس کا نام دیا تھا - قرن  
 اور نازندہ - یہ کون ہیں - قرن تو چڑی والی ہے - پہلے تو نوازندہ  
 کا رنگ بنی ہو گیا - بوازاں مارے غصے کے منہ لال ہو گیا  
 آنکھوں میں غم آگیا - نہ قرن نہ نازندہ وہ مغلانی نہ وہ  
 جبریاں نہ وہ عوفین - سب تینا کارخانہ - نازد کے عوض  
 عفت آرا - اور قرن کی جگہ - اور جہاں بیکم - اللہ اللہ صلیح  
 غصے میں نیچے آئے بشیر اللہ نے جھپٹنا شروع کیا کیسے  
 حنفیہ بیک صاحب سے ملاقات ہوئی؟ کہا ہاں - مگر ہماری  
 کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کتنی دیر سے یہاں تشریف  
 رکھتے ہیں (رونق جنگ کی طرہ میں مخاطب ہو کر) بھی میرے  
 پاس ابھی ایک آدمی گیا کہ نواب رونق جنگ صاحب نے  
 بلوایا ہے اور بلا ضروری کام ہی جلد چلیے یہاں جرایا تو بشیر اللہ  
 بہادر بیٹھے ہوئے ہیں کوٹھے پر گیا تو آپ کی بیوی اور بھاری  
 بیوی اب میری سمجھ میں غوفین آتا کہ یہ حاملہ کیا ہے یہاں  
 جو دوگہ ہتے تھے وہ کمان بھاگ گئے اور ہی کیا ماجرہ  
 بشیر اللہ دہین اور ہم ادھر آپ -

نواب صاحب نے حسین علی کو بلوایا اور  
 کل حال اس سے بیان کیا - اسکو بھی حیرت ہوئی کہ یہ  
 کیا اسرار ہے - کہا خداوند حکم ہو تو نازد کے سیکے  
 مہاؤں اور دہان دریافت کر دیں کہ یہ کیا طلسم ہے  
 حکم ہوا کہ ضرور جاؤ اور جلد آؤ حسین علی قرن  
 کے سیکے گئے تو دیکھا کہ چنوی جو دیکھ چڑھی کھارہی ہے  
 کہا آؤ کچھ ڈی کھاؤ - بسم اللہ کر کے حسین علی  
 ایک مونڈھے پر بیٹھ گیا -

ضعیفہ - کمان بول پڑے آج اتنے ذلت حسین علی  
 حسین علی - آج خیریت نظر نہیں آتی -  
 ض - کیا ایہ کیوں - کیوں یہ کاہتے ہے -  
 ح - قرن اور نازد کمان ہیں -  
 ض - تمہارے بیان - تم آتے کمان سے ہے -  
 ح - سو ہاں تو نہیں ہیں -  
 ض - کیا ہاں نہیں ہیں :-  
 ح - نواب صاحب جو ابھی ہوا کھاکے آئے تو نہ نازد  
 کو پایا نہ قرن کو - نواب صاحب کی بیوی اور سالی اور  
 نواب بشیر اللہ اور رونق جنگ بیٹھے تھے - نواب صاحب  
 کو بڑی حیرت ہوئی اور حیرت کی بات ہی ہے -  
 ض - ہر دو - اسے دو گھنٹہ اب کیا کر دیں -  
 ح - کچھ سمجھ میں نہیں آتا -  
 ض - میں تو اسی ڈپرٹی پر اپنا سر بھونڈی اسے  
 دو گھنٹہ کیا سنانی سنانی - اسے دونوں کی دونوں  
 غائب ہو گئیں ہاے میں کیا کر دیں -  
 ح - اب ڈھونڈھیں تو کمان ڈھونڈھیں -  
 ض - آخر گھر میں کوئی اور ہے یا سب  
 مر گئے -

ح - سب نئے نئے آدمی ہیں پڑانا ایک  
 نہیں -

ض - یہ ہوا کیا ایا اللہ میں خواب دیکھ رہی  
 ہوں اسے یہ کیا ہوا لوگو -

ح - نواب صاحب خود نکالے گا ہیں -  
 ض - تمہارے نواب کو ذری بیان تک تو نے اور یہ سب

انکی بیوی اور سالی کا فتور ہے - ان ہی دونوں نے  
 لکڑی لگ کھلایا ہے - ہم سمجھ گئے مگر بڑا جانے کمان غائب

کر دیا (روکر کہیں مرد تو نہیں ڈالے کیا تعجب ہے یہ سوتیا ڈاہ بری ہوتی ہے۔

ح۔ جی نہیں۔ ایسا ہو سکتا ہو جھلا۔

ض۔ ارے تم کیا جانو یہ سوتیا ڈاہ بری ہوتی ہے ش نہیں سنی کہ سوت چون کی بھی بری ہوتی ہے۔

ح۔ کہنی تو تم سچ ہو۔ مگر ایسا نہیں سکتا۔

ض۔ ارے میں تمہا کو دن کو گویہ کیا غضب ہو گیا میری بچیاں کمان غائب ہو گئیں۔

ح۔ کچھ اونہیں امد کو یاد کرو

ض۔ ارے یہ اول تو اسوقت میرے قابو میں نہیں ہے ہاے میں کیا کر دن میرے امد۔

ح۔ مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ غائب کمان ہو گئیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

ض۔ ارے میں سمجھ گئی یہ غفت آراہیکم کی چال کمان ہیں۔ ہاے میں تو جیتے جی مر گئی

اتنے میں الما بازار سے آئی تو دیکھتی کیا کر کر دی پیٹا رہی ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

اما۔ ارے بوی خیریت تو ہے۔ ہی کر یہ کیا اجرا ہے ابھی ابھی تو میں اچھا چور گئی تھی سیا میرے اندر خیر

کچھ تو رسیور ہیں۔

ض۔ ہاے نازد فرن تلو کمان دو ٹنڈھوں لے

یہ چاندی صورتیں کمان چھپ گئیں میرے اقدہ (پینے پر وہ ہتھار کر) ہاے کیا کر دن۔

اما۔ (زمین پر ہنچکر) ہی کر یہ کیا ہو گیا۔

ض۔ ارے میرے اوپر آسمان پھٹ پڑا۔ فرن اور نازد دونوں غائب ہو گئیں۔ خدا جلنے یہ کیا معاملہ ہے سمجھ میں نہیں آتا۔

اما۔ اے تو کہیں پتا نہیں ملتا یہ عجب گوگو کا معاملہ ہے خدا خیر کرے۔

ض۔ ارے میں سمجھ گئی یہ غفت آراہیکم کا سارا کیا دھرا ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں مجھ اندالا ہو رہے

میری بچیاں پر کیا ہو گئی۔

اما۔ حضور یہ آپ کا خیال ٹھیک ہے سوتیا ڈاہ بری ہوتی ہے کون تعجب ہے۔

حسین علی۔ ایسا نہیں سکتا۔

اما۔ اے بیان کیا کہتے ہو۔ ہزاروں سانچے ہاے ہوئے ہیں۔ یہ آگ بہت بری ہوتی ہے۔

ان سب نے ملکر لاکھ لاکھ ٹکڑے کہ کوئی مقولہ میر نکلے مگر ایک نہ علی ضعیف نے حسین علی سے کہا کہ اب تم

نواب صاحب کو ذرا بیان بھیجو تو شاید کوئی تدبیر نکلے بڑا نکلے آئے کچھ نہ ہو سکا۔

حسین علی نے واپس آنکر نواب صاحب سے عرض کیا کہ خداوند ہاں تو رنڈا چٹنا ہو رہا ہے۔ جن کی جود کو

ذرا بھی حال نہیں معلوم کہ نازد اور فرن کمان ہیں وہ بجاری وادھین ار مار کر رہی ہے۔ مگر حضور یہ ہوا کیا۔

فرن اور نازد اور اتنی عورتیں غلابان مہریان۔ اور وہ سب ندارد اور سے باہر تک سب تے نئے آدمی ہیں

اتنے میں چٹا لگنڈو آئے۔ کہا حضور سنا فرن بھاگ گئیں نواب صاحب نے کہا ابھی ہماری عقل تو کام نہیں گئی کہ

یہ کیا معاملہ ہوا۔ نواب صاحب نے بشیر الدولہ اور رفیع الدولہ کو ہمیں جھوٹا اور مخبر اور چھٹن صاحب آغا محمد کو

لیکر یاغ لگے اور دہان مسکوٹ ہونے لگی۔

مسٹر۔ حضور نواب بشیر الدولہ کو لٹا رہا۔

نواب۔ وہ پیٹ چلیکا بڑا تھ پھٹا ہے۔

مسخرہ - تو کیا حضور ڈرتے ہیں افسے۔

نواب - میرا گلوٹیا یا ہے۔

چھٹن - وہ انکے بڑے سے کیا ڈر جائیگا۔

نواب - وہ بڑا دے بیٹھے گا بھائی۔

مسخرہ - اچھا نواب رونق جنگ سے دریافت کرو

کہ یہ کیا سرزنشانی ہے۔ نہ قرن نہ ناز و نہ کوئی ظاہر

اور ہرے والے تک بے ہوئے۔ برنان کا تختہ

بھی یوں ہی خرق ہو گیا تھا۔ اچھی دل لگی ہے۔

نواب - ہماری تو جان بڑی ہوتی ہے انکو

دل لگی سو جیتی ہے یا خدا ہستے آدمی سب کے سب

کمان اڑ گئے طغیان آیا تھا آندھی آئی۔ یہ ہوا

کیا۔ ذرا سمجھ میں نہیں آتا واللہ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

آغا - یہ سب کارستانی اس بوڑھی مغلائی کی

ہر والدہ میں سچ کہتا ہوں

مسخرہ - بس بس ہزار بات کی ایک بات کی۔

لوگوں پہلے ہی سے کتنی تھی ڈنکے کی چوٹ

بوڑھی مغلائی یہ دھندھوئی ہے بھین پیڑی

نواب - میں یا یہ سب کڑوت اس تیر اللہ

کے ہیں بڑا وہ ہے۔

مسخرہ - ان آئین مجی شک نہیں۔ شرارت

توانے ہر سے برستی ہے۔

تیر سب ہی سب ہیں یہ کڑوت اسے نواب شیر

سچ زبانی نے کہا تھا مرا بیری ہے

نواب - بھئی یہ باتیں اسوقت بہن اچھی

نہیں معلوم ہوتیں ہمارا اس وقت دم گھرا رہا ہے

چھٹن صاحب - یا رمن اور وارو

کو بلواؤ۔

حسین علی خدنگار نے ایک مالی کو حکم دیا کہ

داروغہ صاحب اور من کو بللاؤ کہو کہ تم کچھ

آئین۔ مشکلی گھوڑا جوتا تیرا لگا۔ مالی کے

کہتے ہی من اور داروغہ کچھ سواری ہوئے

اور باغ میں آئے۔ نواب صاحب کو ادا سن لکھ

پوچھا کہوں خبر باشد۔ یہ سنا ناکیسا ہے۔ نازو

اور قرن کمان میں یہ کیا۔ نواب صاحب نے کہا

ہر بلا نے گزرا سمان آید

کیا؟ ہر بلائے؟ بلکہ دشمنوں کے گھر میں

مسخرہ نے افسوس کے ساتھ دیے دانوں کما

غضب ہو گیا۔

کیا؟ غضب! بھئی یہ کیا ماجرا ہے یا رب

کے سب

جب اور قرن اور ناز و داروغہ فرمائیں تو

آخر یہ کیا بات کیا ہے۔

داروغہ - خدا دنا تو ہمارے ضبط نہیں۔

من - آغا صاحب یہ کیا بات کیا ہے خداوند۔

مسخرہ - اسے بار قرن اور ناز و کا تیر نہیں

من - واللہ کیا گھر کے اندر سے بھاگ گئیں۔

نواب - ناز و اور قرن کی جگہ ہماری بیوی اور

عفت آرمو رہیں۔

غرض کہ ان سب نے ملکر کھلا کھنڈکی لگ کر کوئی عمدہ

تدبیر نہ نکلی۔ اور سب بار بار یہی کہتے تھے کہ یہ ہوا کیا۔

لی قرن کے حال سے تو ناظرین بخوبی واقف ہیں

کہ وہ کہہ کر اسے مکان میں داخل ہوئیں اور ان کو

ہونے لگی۔ اب بی ناز و کا حال سننے کہ جدت زور

سے آندھی آئی قرن کی ڈولی تو کمار کہہ کر کے بان

سکھانے پڑے تو تھے ہی اور کہہ کر کو بھی لوگوں نے

ابھی بچہ ہر طرح طرح کا ڈر معلوم ہوتا ہر خداوند۔  
س۔ نواب کو ہم اس پر مبنی ہون بہت  
ترجیحے ہوئے ہیں۔ کیوں نازو۔

نازو۔ بات کو مال کرنا ہے کہ نواب محمد علی صاحب  
کی جبری ابھی کلمتہ ہی میں رہیگی۔

س۔ ہاں ہارسال آئینگی۔  
نازو۔ (دل میں بہت خوش ہو کر) ہارسال آئینگی۔  
س۔ ہاں ہارسال آئینگی۔

نازو دل میں بڑی خوش ہو میں کہ نادر جہان بگم باب  
ایک سال تک غائب رہیگی۔ اور نیز بڑی نہ سختی  
کہ محلہ امین نادر جہان سکیم زندہ نہ رہی ہیں۔

دو گھنٹے کے بعد نازو کو سطوت بہو نے خدمت کیا  
کہ اردن نے پوچھا ڈولی کمان پلچین۔

نازو نے کہا تم جلد ہم راستہ تبادیلے  
نواب محمد علی صاحب کے مکان پر ڈولی  
آئروائی اور دوڑتی ہوئی اندر آئیں۔ تو نواب  
بشیر الدولہ اور رونق جنگ کو دیکھا کہ بیٹھے  
باتیں کر رہے ہیں۔

بشیر الدولہ کو دیکھا کہ شرایین کہ یہ ابھی بیان  
کون آگیا رونق جنگ نے کہا کوئی بچہ چلو۔ قرن  
اور نواب دونوں بیٹھے ہیں۔ نازو اور رئیس تو غ

کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے

قرن نہ نواب نہ وہ پورھی خورت مغلانی زندہ  
نہری مائل کا یا پلٹ ہو گئی۔

جیشن۔ اس کے پاس آئی ہو  
اور کون ہو۔

نازو۔ قرن قرن۔ بی مغلانی۔ آئیں!۔

خبر کر دی تھی۔ جب ڈولی کہ را کے دروازے پہنچی  
اور قرن آئین تو کہ را نے کپڑا لٹکا کر سیدھے قفسے  
ہوے اور نازو کی ڈولی کناروں نے سطوت کو بھی ڈر  
پر پہنچائی نازو نے کناروں کو تالیکدی کہ قرن کی جلی  
بھی ڈونڈھ لگو۔ دو گھنٹے تو ہوئے عصر ہی سیدھے  
اڑے ہوئے اور کسی نے ان کے کندیا کہ قرن بھی  
کے سب سے نواب صاحب کے بیان کو ٹالیں نہ ہو  
تلاش کروانا بیکار ہو۔

نازو نے کہا تو اچھا امین کل حاضر ہوگی کہ سطوت  
نے کہا بھلا کون عقل کی بات ہو کہ اس آندھی پانی  
میں ماری ماری پھر دیکھا سر امین ہو۔ آندھی کل جائے  
تو جلی جانا۔

نازو۔ سہ کار کام ہی ایک جلدی کا۔  
سطوت بہو۔ جھوٹی ہو کوئی کام و امین ہو۔

نازو۔ حضور راہہ جانتا ہے ضروری کام ہو۔  
سطوت بہو۔ ذرا آندھی کہ ہو جائے دو چھ چھ

نازو۔ حضور دیر ہو جائیگی۔  
سطوت بہو۔ ای تو ذرا ٹھہر جاؤ۔ آدمی کسی کا

کنا بھی مانا ہے بڑی وہ ہو۔  
نازو۔ حضور تو خفا ہوئی جاتی ہیں اتنے بڑی کام

سطوت بہو۔ اچھا لے اس کب ادلی۔  
نازو۔ کل پر سون تک بھر آؤنگی حضور۔ اور اگر

کسی ضروری کام میں پھنس گئی تو مجبور ہی ہو۔  
سطوت بہو۔ اسے ابھی مینو برس رہا ہے ذرا

ٹھہر جاؤ آخر جلدی کس بات کی ہو۔  
نازو۔ کچھ نہیں بلکہ صاحب مجھے قرن کی طرف کشش

ہوتی تھی مگر یہ معلوم ہو اگر نواب صاحب ہاں پہنچیں

مہری بہن کسکو پوچھتی ہو۔

نازو۔ کسکو بتاؤں۔

مہری۔ این ایہ عجب تماشا ہو۔

نازو۔ کوئی ہمارے دل سے پوچھے۔

غفت آرا۔ (کرے میں سے) مہری کون ہو بلاو۔

نازو نے جو کر کے اندر قدم رکھا تو کٹ گئی۔

جھک کے آداب عرض کیا۔

غفت آرا بیگم نے کہا آؤ آؤ اندر آؤ۔ اس وقت

تم بیان کمان نازو۔

کاٹو تو ابوسین بدن میں

گجراگئی حضور ہی کے سلام کو آتی تھی میں نے

کہا زراجل کے حضور کی زیارت کر آؤں۔

غفت آرا۔ ہمارے سلام کو آتی تھیں۔ اسے

یہ قرن کمان چلی گئیں سنتے ہیں کسی کے ساتھ بھاگ گئی

ہر بڑا افسوس ہوا۔

نازو اسکا جواب دینے بھی نہیں پائی تھی کہ ماؤ جلاں

چمچم کرتی ہوئی آئیں۔ نازو انھیں کا نام ہوا وہ

ہماری سوت بی قرن کمان ہن سین انکے دیکھنے کا

بڑا اشتیاق ہو۔ یہ اسوقت کمان بھول پڑیں۔

نازو بہت ہی شرمائی گویا سیکڑوں گھڑے

عرق انفعال کے پڑے۔

نازو درجہ ان۔ کیوں کیوں یہ پسینا

کاہے سے آیا۔

نازو۔ سرکار۔ حضور۔

نازو درجہ ان۔ قرن کو تو بڑا عوج ہوا۔ ٹوکری

لے کے بائیں پیچھی آن کے۔ بازار کی جھبہ نے وہ

مسند کی چوڑی۔ اور ہماری سوت اٹکی کر مانی ہو رہی

علقہ مکان لیا ہنگا اسکے لیے۔

نازو اسے شرم کے بھاگی اور میری اپنے گھر پہنچی

بڑھیلے کمار سے اپنا ڈاؤن ہو گیا قرن کمان ہر نازو

رونے لگی۔ امی جان ہکو قرن کا حال کچھ نہیں معلوم ہو

خدا جانے کمان ہو اس وقت ہم تو مڑے بیٹھے۔

نازو نے پوری سرگشت میں دغ کہ سنائی تو ضیفہ

نے دوہڑ پینا شروع کیا ہر ہن سین کی نہ رہی اسے

میں تو اسی وقت نازو کی تھی جب تجھ سے اور سوت ہو

سے کا ناچوسی ہوئی تھی۔ بس میں سمجھ گئی۔ نازو جلاں

کو کسی نے خط بیان سے بھیجی ہوگا کہ اسے دیکھتے ہی تم

چلی آؤ۔ وہ وہاں سے چڑھ دوڑیں تم اور قرن تو دو ٹوپوں

پر سوار ہوئیں اور اسے میں نفرت بڑ گیا تو کہیں نہ کہیں

اور گھر میں جو عورتیں تو کہیں اٹکا بھکا دنیا کون بات

تھی غفت آرا اور نازو درجہ ان سب مکان پر آکے

تالیں ہو گئیں۔ اب نواب کی بھی وہاں وال نہیں گئیں

اور جو اسے بیان کو معلوم ہو گیا تو ناشرناٹ ہوگا اور

قبضہ ہوگا اور قرن کو وہ بجا بیکا اور ہماری روٹیاں

جائیں گی تیری برعقلی سے یہ ہوا بھنے کما تھا کہ قرن کم سن

ہر تو اسکو عقل سکھائی مگر اٹھی ہوگی۔ ہم سمجھے کچھ

تھے ہوا کچھ اور۔

نازو۔ امی جان وہ اب ہوگی کمان اسوقت۔

ض۔ وہ سیٹی پہنچی ہوگی اپنی سسرال۔

نازو۔ ہر ہو۔ تو چہرہ اب وہ کسے کو آنے دگا۔

ض۔ معلوم ہوتا ہو کہ کمار دن کو سکھا دیا تھا قرن

کی ڈولی کہ ما کے بیان لیا تاہا چھتری ڈولی کمار کمان

نازو سوت ہو کے بیان۔ اور کما قرن آنی کے لیے

پلٹ گئیں۔ دوڑھائی کھٹے کھٹے نہ دیا اس کے بعد جو

آہے تیرا تیرا درجیاں بیگم اور نواب رونق جنگ کے گھر کے  
لوگ جسے نادر جہان بیگم نے بوجھا کہ ہماری سوتیلی قون  
کہاں ہیں۔ مجھے بڑی شرم آئی گئی تھی۔

خس۔ یہ بھی لڑکپن کیا۔

ناز و۔ پھر کیا کتنی اچھی جان۔

خس۔ اب کل ہم چلیں گے۔

ناز و۔ اچھا۔ کچھ کھینچیں۔

خس۔ وہ کیا کھینچی۔ کھینچے ہم۔

ناز و۔ میں تو ڈر گئی امی جان۔

خس۔ آہیں کوئی شک نہیں کہ قرن میں ہی ستر ل

ہی ہیں۔ اور کہیں اگر مرن تو ہم کچھ ہاتھ میں جیلا

جی چاہے بدلے جسے۔ اور کہہ راب بھلا کہاں بھیجیگا

توبہ تو یہ دل سے در رکھو۔

ناز و۔ رات کو وہ بھاگ بھی نہیں سکتی کل کی چو کر

دوسرے ڈر دکھ نہیں رہے اپنے اڑھے چور چکارے

تولینے کے دینے پڑیں۔

خس۔ اب بھاگت واگنا سب دل سے

در رکھو۔

ناز و۔ دیکھیے خدا کیا کرنا ہے۔

کل وہ باجی نے میری جان پر اُفت ڈھالی

مرنے مرنے میں بھی لو کہبت گھبرائی

باجی اور ہم جو ہوئے ڈولین پر جگہ سوار

بس کوئی دوسری قدم پہنچے کہ اندھی آئی

کیا بتاؤں میں زمانہ وہی اذہر تھا

ہاتھ کو ہاتھ نہیں دیتا تھا بھی لطف لائی

اور وہ مہر مہرے درگور گناروں کے لٹھ

لے کے ڈولی کو جو بھانگے تو نہ پھر ٹھہرائی

گھر بھی چھوٹا مہرے نواب بھی مجھے چھو لے

کس نصیبت میں بڑی ہائے میں بی ہسانی

خاتون رقیہ دم بری چھو نواب شہزادہ بیگم خاں سوری

تھیں بچی پلٹ گئی چاندی کے ہائے۔ نو آرائی۔ بریلی

کی درمی۔ سوتی تالیچہ۔ اور سفید بگے کے برکی سی جادو

کے اوپر تلے جھیل کے بھول بھر جانے پر ایک بھجری

گوری۔ امیر جانی کی کٹوری۔ کیوڑے کا شیشہ

کیوڑا خشی شام حسین شمار کی دکان کا کرگرو بونک

کھڑے میں ڈال دیجئے تو سفتے بھرتک مہاکرے

ایک جشن بھی چھوڑن کی پنکھیاں جھل رہی ہے

کوئی پانچ بجے ہوئے کہ دروازے پر کسی نے

دستک دی اور شہزادہ بیگم کے دلالتی کتے نے بونکنا

شروع کیا عبد اللہ خان خٹکلا کی آنکھ کھل گئی۔

بوجھا کون۔ آواز تو نہیں آئی مگر بھر کسی نے

دستک دی اور کتے نے اور بھی بونکنا شروع

کیا۔ عبد اللہ خان نے گئے کو لٹکا رہا۔ جب رہا میں

ہائیں۔ ارے جب۔ بھر کسی نے دستک دی۔ تو

عبد اللہ خان دروازے کے پاس گئے۔ کون صاحب میں

جشن نے وڑکے کہا ارے کھو قتا نہیں عبد اللہ خان

بوجھو پہلے اتنے میں کسی نے بڑے زور سے دروازے

تھپکائی تو عبد اللہ خان نے کہا ارے صاحب کون ہو

اتنے میں پانچ بجے تب تو عبد اللہ خان بھی شیر ہو گئے

چٹ دروازہ کھول دیا تو ایک کم نس عورت چھ بھر کرنی

ہوئی اندرائی۔ عبد اللہ خان نے بچا ناہین کہہ کر میں

مگھورت شکل حال ڈھال لباس پہنایا عجب جایا کہ لگا

ہٹ گیا اور کاٹھن کی تلاش میں میں۔ ہنسنے جو انہیں

اور کہا ہم کو زینہ تباد و عجب الدخان نے سات دفعہ سلام کیا حضور یہ زینہ ہے۔ یہ کون ہے کہ گئیں جہان شہزادہ بیگم آرام کر رہی تھیں جسٹن ونگ کر یا اللہ یہ کون ہیں اور اس وقت کہاں سے آئیں۔

اس پر بیگم غرت قہ قہ جاتے ہی شہزادہ بیگم کا شاہ پکڑ پکڑ ہلا تا تو وہ کھڑکڑا کر اٹھ بیٹھیں۔ شاہ مولا بیگم ہیں اور میں اس وقت کہاں انھوں نے کہا۔ میں چن خوش چلی جاؤں جو جاتے ہیں۔ جیسے ہی یہ بلنے لگیں۔

شہزادہ بیگم نے ہاتھ پکڑ لیا۔  
شہزادہ۔ ادنیٰ یہ آئیں کیا اور بھائی کیا جاتی ہو۔  
مولا۔ تجھے بات ہی ایسی کی اس وقت کہاں؟  
شہزادہ۔ اگر تو میں یہ تو بات کہنے میں آتی ہوں۔  
مولا۔ ہم کو ذری پانی پلاؤ۔ بڑی پیاس لگی ہو ٹھنڈا ہو۔

شہزادہ۔ اگر ٹھنڈا ایسا ہو کہ انہوں میں لگے۔ بڑا سوسن پانی پلاؤ ہماری بہن کو۔  
سوسن۔ بہت خوب حضور۔

راوی۔ سوسن نے جھجھی سے شیشے کے گلاس میں پانی اُٹھایا اور دوسرے گلاس میں چھانا اور برت توڑ کر ملائی اور کیوڑا ڈال کر مولا بیگم کو دیا انھوں نے پیا تو بڑی ہی خوش ہوئیں۔ کہا اللہ جانتا ہے میں بڑی پیاس اس وقت لگی تھی۔ مگر کیا ٹھنڈا پانی ہو، بوا سوسن تھیں ہم انعام دیکھو یہ ایک روپیہ۔

سوسن۔ سرکار وندی ہر گز نہ لگی۔ بندی کا ذنی نہیں ہے کہ مانی ملائی ہے۔ ہندو ملک تو آج کل کوساں بٹھاتے ہیں لوگ بیسٹن کھتے ہیں ہم حضور کو پانی پلائے اور انعام لین۔ یہ ہر گز نہ ہوگا۔

شہزادہ۔ کیا اچھی صبح ہو۔ ابا ابا۔  
مولا۔ ہم اس وقت بڑی دور سے آتے ہیں۔  
شہزادہ۔ کیا پیدل۔ نہیں۔  
مولا۔ تمھارے سر کی قسم پیدل۔  
شہزادہ۔ یہ کیوں۔ یہ کا ہے۔  
مولا۔ ایک ہماری گمان ہیں قرن۔  
شہزادہ۔ قرن۔ ای یہ بڑوس ہیں رہتی ہیں۔  
مولا۔ رہتی تھیں۔ اب نہیں ہیں یہاں۔  
شہزادہ۔ کیا اب اٹھ گئیں۔ ابھی کل تک تو مجھے بات چیت ہوتی۔ ای یہ ہیں کون ہیں۔

مولا۔ بیگم ہیں کوئی نواب محمد سکری کی بیوی۔  
شہزادہ۔ نازد انکی بہن ہیں۔ دونوں اچھی عورتیں ہیں اور بڑی ملسار ہیں۔ اللہ جانتا ہے۔

مولا بیگم نے کہا میں دنیا میں ہی رہ جاتا ہوں۔ کوئی دولت کا ندھوں پر لیکے نہیں جاتا۔ بادشاہ ہو جا ہے فقیر بہن دل عجب شہر ہو۔ اگر تم ملسار بنو میں تو ہم کا ہے کو تمھارے گھر اس وقت آتے۔ جسٹن بولی حضور میں تو نوٹدی ہوں بیگم صاحب کی میں اگر تفریق کروں تو لوگ یہی سمجھتے کہ خورشاد کرتی ہو۔ مگر اللہ جانتا ہے کہ میں نے تو کوئی بیگم ایسی نہیں دیکھی۔ اب حضور میں کیا عرض کروں کس قدر ملسار ہیں۔ اور اللہ کا دیا سب کچھ ہر ستاسی روپیہ و شیشے کے ہیں۔ مگر جواہر ات اور زیور جیج کے کھاتی ہیں۔

شہزادہ۔ میں تم خوش آمدت آئی کہاں سے ہو۔  
مولا۔ اب صبح کو گئیں۔

شہزادہ۔ ادنیٰ ابھی تمھارے نزدیک کا نہیں ہوا۔  
سوسن۔ اب حضور کا چہرہ اب اور کیا ہوگا۔ اب تو کل



تڑکا چو تو ہو۔ حضورؐ کے نزدیک ابھی رات ہی ہے۔  
 محمولا۔ اے کوئے تک تو نگوڑے بولتے نہیں۔  
 شہزادہ۔ بن بالکل تڑکا ہو گیا۔ وہ دیکھو سپید صبح  
 نمودار ہے۔

محمولا۔ تمسے اور اس کے یہ جواب آج کے رہی ہیں  
 اسی ہی جو پڑوس میں ہیں۔

شہزادہ۔ بان بان گو کیا کتنی ہو۔  
 محمولا۔ تمسے لئے ملاقات ہے۔

شہزادہ۔ نہیں بن ابھی بات چیت بھی نہیں ہوئی  
 محمولا۔ اور وہ جو پہلے رہتی تھیں۔

شہزادہ۔ وہ تو ہماری کیاں تھیں۔  
 محمولا۔ وہ چلی کہاں گئیں۔

شہزادہ۔ بھئی کل تک آنکھ دیکھا تھا اور  
 باتیں ہوتی تھیں مگر تم کہتی ہو کہ وہ کہیں چلے ہیں۔

محمولا۔ قرن۔ بان مٹیک وہ اب یہاں نہیں ہیں  
 شہزادہ۔ یہ کیسے کہاں۔ اور اب یہ کون آئی ہیں

محمولا۔ یہ کیا جانیں کون ہیں۔  
 شہزادہ۔ سوا ب تو کوئے بولے۔ اب تو تڑکا ہوا

کہ اب بھی رات ہی ہے۔ اب سویرا ہے بن۔ رات کیسی  
 بالکل تڑکا ہو گیا۔ تو مرغ اذان دے رہا ہے۔

اتنے میں پڑوس سے آواز آئی۔ سامر مغلائی  
 بی مغلائی اونی بہ منید موتی کیا موت کی بن ہے

مغلائی آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی۔ حضورؐ اب  
 اس وقت نونہی سے کیا کام ہے۔ کہا وہ محرم

تیار ہوئی کہ نہیں۔  
 مغلائی نہیں کے بولی سرکار بجلا یہ کوئی وقت ہے

بگیا صاحب نے کہا ہے پہرے پر اتنا کندو کہ موتی

جوڑی والی نہانے پائے۔

شہزادہ۔ سستی ہو بن۔

محمولا۔ بان سستی ہوں۔

شہزادہ۔ آخر یہ باجرا کیا ہے۔

محمولا۔ اندھانے۔ میں خود حیران ہوں۔

شہزادہ۔ اسی بہ کون ہیں۔

محمولا۔ یہ کوئی بیگم ہوئی۔ مگر بڑی مدد صاحب بن

شہزادہ۔ اچھا تو تم اس کے بھنا کر بیٹے۔

محمولا۔ ساری۔ پہلے کچھ تو لو کہ یہ ہیں کیسی۔

شہزادہ۔ کیسی ہیں اچا ہے جیسی ہوں۔

محمولا۔ اے تم پڑوس میں رہ کر اتنا بھی ذہن

نہیں کر سکتی ہو کہ وہ کہاں کیسے اور یہ کون ہیں

شہزادہ۔ اچھا تو ہم ابھی دریافت کیے دیتے ہیں۔

محمولا۔ ارے نہیں۔ نہیں ہیں۔

شہزادہ۔ (دروازے پر ہاتھ مار کر)

اچھا آنکھ بولیں۔

محمولا۔ نہیں۔ نہیں۔ سن تو لو۔

شہزادہ۔ سن کیا کوئی ہم آ نکا دیا

کھاتے ہیں۔ ہم کو آخر ڈر کیا ہے۔ اونی تم تو

ناحق ڈر جاتی ہو۔

اتنے میں کسی نے پڑوس کے مکان میں کہا اور حضورؐ

وہ موتی قرن تو نو نونے اٹھتی تھی۔ بس جہان سوتی

وہ بن کی ہو رہی۔ اور اس کی بن ناز و بھی دونوں ستانی

آدما تی ہر دکھان اور اس قدر پی پینے والی کہ میں کیا

غرض کروں حضورؐ بڑی پینے والی۔

محمولا۔ بیگم اور شہزادہ بیگم دونوں نے یہ تقریریں تو نہ کی

نہ کہا بن سستی ہو۔ انھوں نے کہا بان بن سستی ہیں۔

آخر یہ کیا باجر اکیلا ہو۔  
اتنے میں شہزادہ بیگم نے دروازہ کھولا اور سلاخوں سے  
جھانکنے لگیں تو ایک مہری نے نادر جہان بیگم سے کہا  
سرکار وہ دیکھیے کون جھانک رہی ہیں۔ انھوں نے جو  
دیکھا تو اٹھ بیٹھیں۔ پہلے تو کہا ارے یہی تو کہیں قرن  
ہنیں پڑے کہ حضور میں قرن کو خوب بچا جاتی ہوں  
وہ انے زیادہ گوری ہو اور بن دن میں بھی اُسے کم ہو۔  
نادر جہان۔ یہ کون جھانک رہی ہیں۔

شہزادہ۔ تمھاری ہسائی۔

نادر۔ (اٹھ کر) تم اسی مکان میں رہتی ہو کئی ہسائی۔

شہزادہ۔ جی ہاں۔

نادر۔ کب سے ہو اس مکان میں۔

شہزادہ۔ ای کوئی دو برس کے قریب ہوے ہم تو  
تمکو بھاننے میں تھیں نہیں یاد ہو۔

نادر۔ ہاں کچھ خیال تو ہو۔ مگر ذہن سے اتری  
ہوئی ہو بات کچھ بتا دو۔

شہزادہ۔ غصہ آرا بیگم کو جانتی ہو۔

نادر۔ تو جاننے کی ایک ہی ہوئی۔

اتنے میں مولانا بیگم دل میں خفا ہو کر چلی گئیں۔

اور جیٹن سے کہا ذری جا کے شہزادہ بیگم کو بلالو۔

کہو ایک ضروری کام ہو اور جو وہ آئیں تو کہنا

وہ چلی جاتی ہیں۔

جیٹن فوراً آئی اور کہا حضور وہ بلا رہی ہیں

ایک ضروری کام ہو۔

شہزادہ۔ کہو آتی ہیں۔ جلدی

کاپے کی ہو۔

جیٹن۔ حضور کہتی ہیں میں جاتی ہوں۔

شہزادہ۔ (نادر جہان بیگم کی طرف مخاطب  
ہو کر) میں ابھی ابھی آئی۔ مہری رہنا۔ تم  
ہماری جان بچان لگیں تھے ہمارا دل بہت ہلکا  
نادر۔ ای کو کونسا ایسا ضروری کام ہو۔ جو اس قدر  
گھبرا گئیں۔ ٹھہر چلی جانا۔

شہزادہ۔ ہماری ایک دکانا آئی ہوئی  
میں مولانا بیگم وہ اکیلی گھبرا رہی ہیں۔ انھوں  
نے بلایا ہے میں اُسے دو دو باتیں کر کے ابھی  
ابھی آئی۔

نادر۔ ای تو اُنکو بھی بلالو۔

شہزادہ۔ شاید وہ آئیں یا نہ آئیں۔

نادر۔ یہ کیوں۔ نہ آئے کی کیا وجہ۔ ای بلایا بھی ہو

ہیں تم بھی کیا باتیں کرتی ہو۔

شہزادہ۔ ای وہ ذرا شرماتی ہیں۔

نادر۔ شرمانے کی کون بات ہو۔ میری سمجھ میں نہیں

آتا۔ ای حسین بلایا بھی ہو۔ ہم بھی ذرا دیکھیں گی میں۔

ای جیٹن ساری لی میں صدفہ زار میں بھی حضور دلا

مرے آرام جان زاد ہو کر

مرے ہلکے مرے دلدار ہو کر

یہ کیا قدر ہے مجھ کو دکھایا

نہ مجھے تھے کہش کیا حال

یہ کو کھلا جسے نہ جانتی تھی

یہ آنکھیں جو نہ جھپکیں میرے لیے

نہ بچا میں وہ روے یا رہ ہو

ایک خوش مر لقا لارم کہ جس جینے جادو جال میں

لب بام طہری ہو کر شفی کی دھن میں اشاعت بارندہ جب

بالا لہر لہر کر گارہی ہیں چوئی رنگت اور چوئی رنگت کی ساری

زرب بن جو۔ نیچے چمپی رنگ کی گھنٹی کی گرتی آئینہ دار  
بالا لکھ ہے ہوئے کنگ لکھ ہے جوے عطر حسنا سے از ترنا پتھر  
صورت وہ کہ پران گھور اکبرین اداؤں کی عالم فریبی وہ کہ  
ملا مکہ نورانی تک فریفتہ ہو جائیں زبا کس لکٹی مین پرن۔  
نور کا تڑکا تھا چمپی رنگ درجی جو بن دیتا تھا نئے مین  
بادل گر کا اور ہو اگا جو نکلا چلا اور بڑے زور سے  
آندھی آئی۔  
شہزادہ بیگم اور مولانا بیگم کر کے اندر چلی گئیں  
اور دروازے بند کر دیے آخری کے تختے ہی منہ پولا چلا  
برسنے لگا دونوں علی براہ مونس نے لی اور اوہ مونس بیگم نے  
دروازہ کھول کر تان لگائی۔

موراد دن بڑھت ہوا کہ تان پھیل آئے رے  
اس صحت سے یہ تان ملی کہ شہزادہ بیگم کے دل میں  
ہوک اٹھے لگی اور پڑوس میں وہ جو گورے گورے  
رکھیں رہتے تھے وہ بھی ہر ارجان سے انکی خوش الحانی  
پر عاشق اور فریفتہ ہو گئے۔ ہاے۔ ہاے۔  
مزا دی جا لگی چو دل سے ہوگی

دل سے لگی تھی نہ ایک تو خود خوش خان دوسرے  
میخو جھم جھم برس رہا ہر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے  
چل رہے ہیں اور ترے کا وقت۔

اس غلیب موزون ترانہ طوطی شیرین فسانہ کے  
اس فائدہ لکھنے نے پڑوسوں کے دون پر اثر کیا اور  
ابھی صورت کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ ہاے۔

کیا گل ہو ہزارہ دیکھئے تو  
سینے تو ہزار دریاستان ہو

شہزادہ بیگم کو کسی قدر حیرت ہوئی کہ مولانا بیگم  
کو یہ آج کیا سوجھی کہ اس بے تکلفی کے ساتھ

مکرے کا دروازہ کھول کر لہر لہر کے گانے لگیں اور  
آواز اس وقت کیوں بدلی ہوئی جو قریب آئے  
دیکھا تو کھلم کھلا کے ہنس پڑیں۔ ہاوی مہکواس وقت  
ہو گیا کیا تھا ایک تو انصاری تھی۔ دوسرے فیند کے  
جھوکا سرے بھارے آنے کا سان گمان بھی نہ تھا  
چوتھے مولانا بیگم کو بھی اس طرح پر کیا کرتی مین تر کے  
ترکے اکثر ان مین اسے واچھا ہوا جو نار و جان بیگم  
کے بلانے سے تم سلسلے نہ ہوئیں۔

قرن نے کہا مجھے بڑی ہنسی آتی تھی کہ تم مین مولانا بیگم  
کسی جاتی تھیں اور مین نے بھی صورت ایسی چھپائی  
کہ مین کیا کہوں اور یہ ساری اور کرتی انھیں کی ہے  
شہزادہ بیگم ہنسنے لگیں۔ اچھا جی تو دھوکا ہو گیا۔ یہ آخر  
ماہر کیا ہو تھا اور ناز و کاحال تو ہیکو معلوم ہو گیا  
کہ وہ اب جو عسکری تہہ عاشق ہوئے اور ایسے لکھوے  
کہ تمکو گھر ڈال لیں گراں یہ کیا ہوا قرن نے کہا  
ہیں ذری سب تانیں تو اپنی ساری سرگذشت  
تم سے بیان کریں۔

موراد دن بڑھت ہوا کہ تان پھیل آئے رے  
لکھنے مین کے نواب کی بدولت کہ دل ہی جانتا ہر گراں  
سنانا ہو گیا۔ ہاے۔ ہاے۔

صراحی ہونہ باد ہو نہ سدا  
جو باد آتا ہو مجھ کو جزو ہجام  
دیکھا باکرہ شیشے نے نہ لگ  
مولا گن بنانہ دیکھ لائی

قرن نے شہزادہ بیگم سے کہا کیوں نہ ہو دو مین لکھئے  
اسے بیان ٹھہرنے کی اجازت دو گی با مین۔ کہا دو مین  
لکھئے مین جیت تک مرضی ہو گھر جو تھا راہن۔

اتنی شہ جو بانی تو قمر نے عہد اللہ خان سے  
کہا اگر ہمارے گھر سے جا کے ہماری بن سے جکے سے  
کہہ دو کہ قمر نے بلایا جو تو بڑا احسان جو تم سے  
انعام دینگے۔

عہد اللہ خان نے کہا میں حضور کا نمک کھا تا ہوں  
انعام اتنی سی بات کے لیے کیسا مہرا کو بھیجے دینا ہوں  
کہا نہیں تم خود ہی جاؤ اور سمجھا کے کہنا۔ پوچھا  
مکان کا بتا۔ انھوں نے ٹھیک ٹھیک بتا دیا  
اور تاکید کر دی کہ خبردار کسی پر ظاہر نہ پائے۔

عہد اللہ خان پتا پوچھتے ہوئے مکان پر پہنچے  
پوچھا تازہ کسکانا جو ناز سے کہا تمہاری بن نے  
بھیجا ہوا اور بلایا جو ناز نے اس آدمی کو خود سے دیکھا تو  
کہا اے یہ تو عہد اللہ خان ہیں۔ شہزادہ بیگم کے نوکر۔

کہا میں حضور فرداؤ ملی سنگاتی جان میں جان آئی۔  
تھیں یہ بھی خوش ہوئی کہ بخیر گزشتہ سنا زو دلی پر  
سوار ہو کر شہزادہ بیگم کے ہاں آئیں۔

تازہ۔ آت۔ جان میں جان آئی توبہ توبہ۔

قمر۔ یہ سب تمہاری عقل کا فتور ہے باجی جان  
ناز و سار تو ہیں اب میں کیا کس کے پیٹ میں  
بیٹھی ہوں۔ بڑا دم دیا اللہ جاننا جو بڑی م با بیہ  
قمر۔ اب نواب کو کیونکر تپائے ہمارا۔

تازہ۔ اے کون شکی بات کہیں۔ اور تم یہاں  
کس طرح ہو چکین۔ اپنا حال تو کہو۔ کیلگداری۔

بات کو کہاں رہیں۔ ہر جو بڑی ہو قوفی ہوئی۔

قمر۔ اچھا تم کیا سوچتی تھیں۔ ہم کہاں تھے بھلا۔

ناز و ساری جان کی رائے جو کہ تم سسرالی ہیں

قمر۔ اے ایسی بڑی بھنی کہ توبہ مگر پہلے تو میں نے

ساس مردار کو بستانیں پھر اس مونڈی کاٹنے کو  
رات کو جب سویا تو میں نے دروازے کی کنڈی کھول کے  
راہی۔ مگر ایمین تمہارے سرج بجی نے ہڈی مادی  
اٹکے دو آدمی آکے تھے۔ وہاں سے مولا بیگم کے یہاں  
گئی وہاں کپڑے بدلے اور ڈولی پر بیان آئی۔

ادھر توبہ گفتگو ہوتی تھی۔ اب ذرا کہہ راقمرن کے  
یہاں کے بیان کا حال سنئے کہ جب کہ راج کو اٹھا  
اور قمرن کو غائب پایا تو بھوسا کے ساتھ چوڑ منہ  
ڈھونڈنے لگا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہار گیا  
تو لبتو کے پاس پہنچا کیا یاد رکھو دوستی ہارنے  
میں ایمانہ جاہیے۔ ابکی جرد (ضرور) تم نکال لائے ہوا  
للتوا کے کنارے کیا پھر بھاگ گئی۔ یار تم  
بڑے ہی بے جا چل رہے ہو۔

کہہ را۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ تمہارے ہی پھر میں  
گئی ہر ایک دیکھا (دفعہ)۔

للتوا۔ اچھا بھائی ابکی پھر مار پیٹ کر۔ اور کیا۔

کہہ را۔ آکھر (آخر) پھر کہاں گئی۔

للتوا۔ ہماری جانے جاتی۔ کہاں گئی۔

کہہ را۔ بڑی بد جات عورت ہے۔

للتوا۔ اور تم اپنے سین کو کہو یہ نہوا کہ کپڑے جھٹنے

ایک میں جو تے نکلتے کہ کرا بجا دی کہاں گئی تھی تو۔

اور سی سے ہاتھ پاؤں باندھتے۔ اور وہ بجا (درمانہ)

کو دیتے بند ہیں عجب یہی ہو جاتی۔ تم اٹنے کا تمہوڑے

تھے اور وہ کہتی تھی الگ ہٹ نکلوڑے۔ سائے سوکے

پڑا دو گئی چرکوں سے پڑا دو گئی۔ اسی وقت

بکڑ کے بیس لگاتے اور نہیں ہمارے

شہر دکر دیا ہوتا۔ پھر دیکھتے کہ ہم کیا سیدھا

بنادیتے حرام جادوی کو۔

کہہ را۔ کیا کہیں یا رباب کہان جا کے ڈھونڈھیں بڑا  
گج (غضب) ہو گیا۔

للتوا۔ اُس کے چاؤ و پین آئی ہوگی سمجھے۔

کہہ را۔ سچ کہتے ہو یا ر۔ جلد وہیں چلیں۔

کہہ را۔ للتوا کو بھی ساتھ لیا۔ وہاں ہوئے تو چوکی

چوہہ فوراً بھانپ گئی کہ معلوم ہوتا ہے رات کو اسی کے

گئی تھی مگر بھاگ کھڑی ہوئی اور یہ پھر موتی کا موتی ہی

کہہ را۔ کما وہ کہان پر ضعیفہ نے استقلال کے ساتھ

جواب دیا اپنی بھانج کے بیان لئی ہوئی ہو۔ کہا ناز کو

نہیں پوچھتا اسکو پوچھتا ہوں ضعیفہ نے بڑی حیرت

کے ساتھ دریافت کیا اسکو کسکو قرن کو۔

کہہ را۔ کل تو ہمارے بیان تھی رات کو۔

ضعیفہ۔ (متحیر ہو کر) ارے قرن قرن۔

کہہ را۔ ہاں کرن۔ تمھاری۔

ضعیفہ۔ میں تو اب اسکی صورت نہ دیکھ سکتی سمجھا دینا

کہ خیر دار میری دلہیز پر قدم رکھے۔ میری دلہیز پر

قدم رکھیں تو کوئے کاٹ ڈالوں گی۔

راوی۔ کہہ را بر حکم چلیا۔

کہہ را۔ کیا جانے اسکو کیا ہو گیا ہے۔ کل پھر بھاگ گئی

ضعیفہ۔ اے اور سنو۔ باندہ کیوں نہ رکھا۔

کہہ را۔ باندہ کیا رکھتا۔ کچھ بچہ ہو جو باندہ رکھوں۔

ضعیفہ۔ ارے دروازے میں قفل کیوں نہ لگاؤ۔

راوی۔ یہ وقت ہے۔

کہہ را۔ کلیمہ (قفل) تو تھا لگدیتی ہوئے

سے وہیں رہ گئی۔

للتوا۔ او تو تو ہی۔

کہہ را۔ اور کچھ اور کچھ بھی لکیتی۔

للتوا۔ واہ ہوتا جب (عجب) ہے کہ نکو چوڑ گئی

چوکی جو رونے کا ایک ہی خراش مکار ورت تھی

بڑی دیر تک آنسو بھی بہائے۔

کہہ را بیان سے اٹھا تو للتوا سے مشورہ کرنا شروع کیا

کہ اب کیا کرنا چاہیے یا ر۔

للتوا۔ یا ر چلو چلکے بھال (خال) کھلو آئیں۔ یہ

دونوں تو فال کھانے گئے۔

اب ادھر کا حال تیسے کہ قرن جان پھر بدستور رہا

گلنے لگیں۔

در وچ اٹھاری رہوں۔ پیاکے آدن کی بھی بیلان

در وچ اٹھاری رہوں۔

اتنے میں پڑوس سے آدانا آئی دای بی چپٹی ساٹلی

میں حد نے ذری کھڑا تو دکھا دے۔

یہ آواز سنہ اوہ بکیم اور ناز اور قرن اور بو اسون

سنی۔ اور قرن جب کہ ایک کرسی پر کھڑی ہو گئی تو جن

شخص نے آواز دی تھی اسکو حالت انکا جائدہ سا کھڑا

نظر آیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "جان جاتی ہے۔ باسے عورت

ہو یا پرستان کی پری۔ کیا شان دلہری ہے۔ اب جان

کا خدا ہی حافظ ہے۔"

قرن کی عادت میں داخل تھا اگر کسی کو دکھا کہ

سب سے پہلے تو اسکو بہت ہی بناتی تھی اور اس طرح

پیش آتی تھی کہ گویا یہ بھی اسپر تھی ہوتی تھی۔

کے سننے

ہاتھ جوڑے تو انھوں نے بھی گھورتا شروع کیا ناز دے

بھی مڑے پر کھڑے ہو کر دیکھا اور ہنسنا اذیت

نے بھی۔ تو اسکو یقین ہو گیا کہ یہ پرستان

ہے اور یہ سب کی سب خراب عورتیں ہیں اور

بہت جلد میں کامیاب ہو جاؤ لگا یہ بزرگوار عاشق  
تخلص کرتے تھے۔

عاشق۔ میں مدد تے کیا صورت پائی ہر خدا کے  
واسطے ذرا ہمارے اوپر ترس کھاؤ ایک بوسہ کو دل  
چاہتا ہوں مگر کیونکر لین۔

قمر۔ اگر عقیان میں منہ دھو آؤ۔

ع۔ جو حکم ہو جان جانی ہو۔

ق۔ یہ ڈھکھو سہلے منے ہوئے ہیں سب۔

ع۔ جب جان نکل جائیگی تب تو یقین آئیگا۔ ارے  
خاتم تیرے اوپر سہارا خون ہوگا۔ دیکھو پھر چھپاؤ گی۔

ق۔ میں سمجھ گئی کہ کر کے پڑا ہوں۔

ع۔ اتنی برکاتی۔ واہ حضور واہ۔

ق۔ واہ وا کی پھلیاں ہوتی ہیں۔

اسنے میں مہری چھٹی سی گونہ گونہ بھر کر لائی تو  
اسقدر خوشبو آئی گو کہ بھر ملک کیا عاشق نے کہا

یہ دنیا کو آپ کے منہ کی خوشبو سے کیا مہک رہا ہوں کہ تمام  
مخلوق خوشبو ہو گیا۔ کہا شیخ اعظم علی و محمد علی کی

دکان کا ہر کھنڈ بھر میں اس سے بستر دنیا کو کی دکان  
نہیں ہو۔ بادشاہوں اور وزیروں کے قابل یہ

دنیا کو ہے۔

ع۔ حضور کے پاس جو شہر ہے نظیر ہو۔  
ق۔ تم بڑے ڈھیٹ ہو جی۔ کیا ڈالے ہو کھڑے

ہیں۔ بیچائی کی کوئی حد ہی نہیں تمہارے ہو بیٹی کوئی  
نہیں کہ کیا دے سے پرانی ہو بیٹیوں پر دروے

ڈال رہے ہیں انکی ایسی حرکتوں پر تار مار کھاتا ہوں۔  
ع۔ آپ یہ کھڑکتی کیا ہیں۔ اگر تلوار سے بڑائی لادو

تو بھی واہ مفرہ ہی آئے۔ ہم تو عاشق تن آدمی ہیں

جس سے محبت ہوئی اسکے غلام ہو گئے۔

میان عاشق بڑی دیر تک پاگل بنے ہوئے کھینچتے  
چوڑے تھے کبھی صدمے ہونے کا اشارہ کرتے تھے اور

ادھر یہ سب کی سب جو انکے منانے کے لیے ہنستی کھلکھلائی  
تھیں وہ نہ سمجھتے تھے کہ رنگ جم گیا اب نار لیا ہوا اور

یہ خبر ہی نہ گئی کہ دلی ہنوز درست۔

نازہ خفا ہونے لگی۔ ”تمکو تو قرن ل لکیاں جتنی ہیں  
اور میان خون خشک ہو رہا ہوں کہ اب کیا ہوگا۔“ اوفو کیا حکم

دیا ہوا ہو۔ ”اگر ایک بن کو تو سلطنت ہو کے کیان لکے  
ادرا ملک کو اسکی سرال۔“ اور گھر سنا جیسے کہ راستہ

جو اندر گئی۔ تو رونے جنگ نے اشارہ کیا اور جہاڑ۔ بان  
قرن نہ مغلانی۔ نہ وہ مہری سب سے نئے آدمی۔ یا اس

یہ اتنی ہی دیر میں کا یا بلٹ کسی ہو گئی دھنچتی ہوں غفلت کیا  
اور نا درجہ انہم مجھے پوچھتی ہیں کہ قرن کہاں کی کلاسی ت

قمر۔ ارے ایسا ننگ نوبت آگئی۔

نازہ۔ ارے اسقدر کی شرابی۔

شہزادہ۔ شرابی کی بات ہی ہو۔

قمر۔ اب خدا کے لیے یہ دروازہ آج  
نہ کھلنے پائے۔

شہزادہ۔ بہن کوئی ارمن مقرر کیا ہو۔

قمر۔ اچھا اب ایک آدمی بھیج کر  
نواب کو بلواؤ۔

نازہ۔ اول تو آدمی کہاں۔ دوسرے کھجین کہاں۔  
قمر۔ لائو اتنی کو بلواؤ۔

نازہ۔ اے کیوں ایسی طاقت ہے نہ کرنا چاہے سے سوا  
جا کے کہہ گیا بس یہ یاد رکھنا چاہئے کہ لائیں ہر سہوہ

جائے ہی جڑ دیگا۔

شہزادہ عبداللہ خان کو بھیج دو بہت ہوشیار آدمی ہو

اور بڑا اچھ دار چ  
نارو۔ اگر تو بھجوں گی کمان۔ اچھا بلو اور عبداللہ خان  
تم کو اب محمد عسکری کو بھجائے ہو۔

جواب۔ جی ہاں خوب بھیجتا ہوں۔

سوال۔ بھلا اسے چکے سے کچھ کہہ سکتے ہو جا کے۔

جواب۔ جی ہاں کہ کیوں نہیں کہے کیا ہوا ہیں ہمارا  
تو بھائی انکی سرکار میں نوکر ہے۔

سوال۔ کیا نام ہے؟ کیا حسین علی چچا کا لڑکا ہے؟

نارو۔ لے بس ببات بلیٹی تم جاتے حسین علی کو

بلا لاؤ کہو نارو جان نے یاد کیا ہے۔

عبداللہ خان جا کے حسین علی کو بلا لایا۔ آہستہ سے

حسین علی نے کہا یہ کیا ہو گیا کہ یہ کیا نفر ڈر گیا ہے؟

کسی کو کسی کی خبر نہیں یہ ہوا سب کیا۔ ہماری کچھ سچہ سچی بات

راتوں رات ہمیں سرکار نے آپ کے سیکے دوڑایا۔

وہاں بھی آپ کا پتا نہیں۔ اور سرکار اس طرح سے

ترط پر سے بہن جیسے بہن پانی پھٹی۔ میں کیا کہوں جو

جو حال ہو گیا ہے۔

نواب صاحب کو لوگوں نے بھڑوں پر بڑھایا کہ حضور

غم غلط کرنے کی تدبیر اس سے بہتر اور کوئی نہیں ہے کہ

دور چلے شغل میٹھی ہو گیا ہی دور دکھ کیوں نہ ہو

جام دور دور کر دیتا ہے۔ نواب صاحب سیدھے آدمی

نوراکر دے دیا کہ جا کے لاؤ۔

میان میں تو چاہتے ہی تھے کہ شرب کا دور ہو نور

گاڑی تیار کرانی اور سوار ہو کر نور دہلی گئی کی کان پہنچے

کہا بھئی دو بوتل تو دو اکشا بزوں کی اور دو توٹین سپین

کی اور آدمی درجن لینڈ اور آدمی سوڑا جوٹ پٹ

بوتلین لیکر گاڑی پر سوار ہوئے مگر کوچین سے کہا بھئی

ذرا رک لینا آڑے اور کہا بھئی ایک باگ بلا دو۔

بڑائی کا ایک جام ٹھنڈے پانی کے ساتھ پیا۔ اور

چلے گاڑی پر سوار ہوتے ہی کوسے کہ بھر کو مٹی تین

آنے کہا بھئی یہ تو کچھ معلوم ہی نہیں ہوتی ایک پکے اور

دو کما۔ بڑائی کی بوتل تو خالی نہیں ہے۔ رم ہے۔ کما

رم ہی لاؤ۔ رم کا ایک باگ پیا۔ اسکے بعد ایک اور

باگ پیا۔ بیان سے گاڑی پر سوار ہوئے تو ایک لود

کو بھئی میں پہنچے خبر دوا میں پنی اور ک کی شرب لی۔ پھر

گاڑی پر سوار ہوئے تو ہوش دوا اس نارو۔ باغ میں

ہونچے توٹین۔

سامٹیں۔ من میان۔ من میان۔

کوچین۔ اگر میان من۔ این۔

سامٹیں۔ من میان۔ من میان۔

کوچین۔ ارے تو گنوار ہے یا۔ من میان کوٹین

من میان۔

اتنے میں چھٹن صاحب آواز سنکر آئے۔

چھٹن۔ من۔ اے میں کمان ہیں۔ کیا کہیں اور

چلے گئے یہ میں کیا۔

کوچین حضور بیان کے لا حظ دینے گاڑی میں ٹپے میں

چھٹن۔ این۔ اہا ہا بھئی نواب۔ ذرا بیان دور آؤ

تھیں قسم ہو والدہ ایک لگی دکھائیں۔

نواب۔ خبر ہو یا۔

چھٹن۔ خبر تپے پوچھنا پہلے ذرا چلاؤ بڑی لگی ہے۔

نواب۔ یا بڑے وہ ہو۔ بتلاؤ تو۔

چھٹن۔ قبلانین کیا متح بیوش پڑے ہین۔

نواب۔ این یہ کیا ہوا کیا۔

سامیس۔ حجو (حقو) اب کیا کی۔

کوچبان۔ خداوند کی مقام پڑا کر کے پی۔

نواب۔ بالکل غین ہر۔

چھٹن۔ من اعمن۔

نواب۔ افسوس یہ کیا ستم کیا۔

چھٹن۔ اب کیا ہوگا۔ ایسا نہ کہ مر جائے۔

نواب۔ اب اسکو لچاؤ کی ترکیب سے۔

چھٹن۔ میں حیران ہوں کہ یہ اسنے اسقدر پی کیوں

یہ کیا سوچی کیا اسکو۔

نواب۔ شامت اعمال۔

چھٹن۔ اللہ سبح ہر۔ مگر بری شرمی۔

نواب۔ مگر عادت۔ خدا انکو سے کسی کو اسکا

چکا پڑ جائے۔

چھٹن۔ اس وقت اکو دیکھ کے عبرت ہوتی ہر۔

اسنے میں من کو استغراغ ہوا اور سر سپانی ڈالنے

سے ذرا تسلی ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد من کو

ہوش آیا اور کوئی تین کے نواب صاحب نے من کو

حکم دیا کہ مہراج بلی کو جا کے بلا لاؤ۔ حالانکہ من کا

حال اچھا نہ تھا۔

اب سینے شی مہراج علی شب کو کہہ راکے ہاں سے

ہو کر سید نواب صاحب کے مکان پر پہنچے۔

نواب صاحب خدا رے کہان گئے تین ہی، حضور مجھے

کہ نہیں گئے۔ گاڑی پر گئے ہین۔ اور گاڑی ہی ٹوٹی تین

سوچے کہ غالباً اس کو بھی تین مہرنگے جہان مرگ کو دکایا

تھا وہاں گئے وہاں بھی تین تین۔ یہاں تین تین کچھ

معلوم ہر کہان گئے ہین۔ تین حضور یہ تو نہیں معلوم ہر۔

اچھا حسین ملی ہر۔ تین صاحب وہ بھی نہیں ہر۔

اب یہ گھبرائے کہ یا اتی یہ کیا ماجرا ہر۔ نہ بیان

نہ وہاں۔ بیان سے من کے گھر پہنچے۔ من نہیں تین

کہان گئے ہین۔ نواب صاحب کی ڈیوڑھی پڑ۔

”لا حول ولا قوۃ ارے یہ سب کے سب حل کہان

دیے۔ اب چلے نواب چھٹن صاحب کے مکان پر

نواب صاحب ہین۔

پہرے والے نے جواب دیا۔ جی نہیں نہیں تین

کہان گئے ہین۔ تین معلوم خدا جانے کہان گئے ہین

ہمے کچھ کہنے نہیں گئے ہین حضور۔

اب انھوں نے جھلا کے قسم کھائی کہ میں ڈھونڈ بیگا

اور گھر میں آ کے سوراہے۔

جانبے کی شخص نے انکو آواز دی۔ انکی بیوی جاگ

رہی تین انھوں نے انکو جگا یا۔ کہ مارو دوازے پر ایک

گاڑی رک گئی اور کوئی تنکو پکارتا ہر۔ کرے کا

دوا زہ کھو لاؤں ہر بھی حضور سرکار نے یاد کیا ہر کہان

من ہر جی حضور ارے میان نواب کہان ہین۔ اب

حضور تو بالا خانے پر ہین بھی بات زور سے کہنے کی

نہیں ہوتی۔ مگر کڑے ہین گے آئیے میرے ساتھ

چلنا ہوگا کہا اچھا آتا ہوں سمجھو دھوکہ کڑے

پہنچے اور گاڑی پر سوار ہو کر من کے ساتھ چلے۔

کوچبان۔ حضور ذرا سبنا لے رہیگا

ان کو۔

مہراج۔ کیوں کیا پیہ ہوئے ہین اسوقت۔

کوچبان۔ تین دفعہ بیوش ہو چکے ہین

من۔ چپ رہو تم جھوٹا برنے والا۔



کو چہ جان - بیجا ہو بس کہنے لگے چہ رہو -  
عمن - دیکھو دغا بچو بوجھ کے تقریر کرو -

کو چہ جان - ارے صاحب ہم تمہارے ہی بھلے کے  
یہ تھے ہیں - ہکو کیا تم ہی کے دریا میں پھانڈ پڑو  
ہمارا کچھ نقصان ہی بھلا -

مہراج بلی نے کہا بھی اب اس تقریر سے کیا مطلب  
ہاں جی من یہ تو کہو - یہ ہر دو ٹک کیسا ہو گیا - یہ تفرقہ

کیونکر پڑا - من نے دل داستان کہ سنائی - منشی مل جل  
تقریر سے مل ہی چکے تھے من کی تقریر کا خاموش ہو رہے

مگر صرف اس قدر بیان کیا کہ من بھی اگر قرن کو کوئی  
ڈھونڈ لگا لیا تو وہ مہراج بلی ہی (دو بچوں پر ناؤ دیکھیں)

مگر یہ کہو کہ سب بین کمان یہ راستہ تو باغ کو گیا ہے -  
ہم تو تمہارے ہاں گئے تھے اور نواب صاحب کے

ہاں اور چھٹن صاحب کے ہاں کہیں تباہ نہیں ملا - باغ کا  
ہم کو خیال نہیں رہا ورنہ وہاں بھی ہو لیتے سب وہاں

ہر کوئی کون - کہا وہاں نواب صاحب ہیں اور چھٹن صاحب  
اور آغا صاحب اور کچھ ارباب نشاۃ - ارباب نشاۃ

کی نظر پر تو منشی مہراج بلی چکر لئے - یہاں سب نشاۃ کا  
کون موقع تھا - تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ قرن

چھٹن گئیں -  
من - غم غلط کرنے کے لیے بلدا بازا -

مہراج - معقول تو کیا دلچ بھی ہے -  
عمن - اے تو دل کو نکر بھلے دلچ کے پیڑ -

مہراج - خدا کرے بیگم صاحب بھی یوں ہی چلیں  
تو غم غلط کرنے کے لیے برسوں دھاوا کرتی رہے -

عمن (سنو) بنا کر ہاں نواب صاحب بھی کسی شخص کے  
اپنے گھر میں دین کہ تو ہمارا قائم مقام ہیں -

رادھی میں اپنا مسنا تھا کہ مہراج بلی آگ ہو گئے  
چراغ نہ تھے ہوئے - رک رک لگاڑی میں روک رو - کو چہ جان

نے کہا خدا نواب جانے نہ جیسے حضور اپنی جانب کھینچ  
کہا نہیں نہیں - کلمہ واسطے یہ گول مال بات بونٹا

بلڈی فول - چوٹا آدمی - دو ٹوٹری کا - کلمہ واسطے ہم  
بڑے آدمی سے دل لگی کیا - ہم نواب صاحب کے

برابر کا ہے یہ بلڈی فول ہمارا برابری کرنے نہیں کہتا -  
یوں ہی اگر مرگ عدو باعث احسان ہو جائے

پیسٹرنے پھر مجھے ہنگامہ منسریا دیا  
یا تم نہیں یا ہم نہیں - یو بلڈی فول -

من نے مسکرا کر قد من پر ٹوپی رکھی کہا حضور  
سکارسے نہ کیے گا ورنہ اپنے دل میں کیسے کہ ان دو گون

کو یہ بے فکر ہوں کی سوچتی ہے حضور کو غلام کچھ شہر نہ  
کہ طبیعت خوش ہو جائے -

مہراج - یوں ہی جی خوش کر دیا جو کہو  
انعام دین -

عمن - ہاتھ پر ہاتھ مارے ہوگی شرط -  
مہراج - ہو گئی - اے انگ اب

کیا مانگتا ہے -  
عمن - ہر جھٹلایا نکرو -

مہراج - مسکرائے گئے - (بہت مسکرائے) -  
عمن - اے اتھائے کمان تو ابھی اس قدر چراغ

ہوئے تھے کہ کلمہ واسطے سادہ بلڈی فول - اور  
کلمہ واسطے دل لگی کیا اور کمان اب ریشہ ملی

ہو گئے آدمی ہو کہ -  
مہراج - پس بس زیادہ بے ادبی نہیں مانگتا سادہ کا لڑنا

بس چپ ہوئے مانگتا -

ممن۔ خداوند ضرور کند و کندگا۔ ذہن گند ہوا جاتا ہو گیا ہو کہ پشامی کی دکان (ریشہ خلمی کی رعایت)۔

مہراج۔ (مسکرا کر) از سے بھی یہ تمہارا مطلب تھا۔ ممن۔ اور آپ کیا سمجھتے تھے۔

مہراج۔ بھی ہم کچھ اور سمجھتے تھے وہ یہ کہ تم کہو گے آدمی ہو کہ چونکا یا پاٹا تھا۔

ممن۔ حضور اصل تو یہ ہو کہ والدہ میں بھی ہی کہے کو تھا اگر ڈر گیا خوف کے مارے نہ کہ مسکا۔

مہراج۔ اجمی ہم تو چٹکیوں میں تار طر جاتے ہیں۔ اتنے میں کاڑی بلغم میں داخل ہوئی۔ تو مایوں

نے روک لی۔ پوچھا کیوں نہ ہو کہ خداوندان تو خون خرابہ لو لمان ہو گیا ہو دیکھتے یہ پلائی اور شرب

کیا کرتی ہو اسکا انجام اچھا نہیں ہو سب اس وقت سب کے سب وہ ہلکا ہوا رہے ہیں کہ تو یہ ہیں۔

مہراج۔ جی کو سخت افسوس ہوا کہ ادھر تو قرن ہاتھ گئے ہیں۔ ادھر نواب صاحب سے پرے ہیں

یہ وقت دوڑ دوپ کا ہو اور یہ اٹھا غفیل پڑے ہو ہیں۔ اور صفین اللہ کی عنایت سے کون

اچھی تعین کہ یہ کھشت شرب خواری اور سسترا ہوئی۔ افسوس صد افسوس اگر یہی باتیں رہیں

تو ایک دن بڑا سنا ہوا گا۔ ممن۔ میں جہان ہوں کہ یہ ہوا کچھ میرے

ساتھ تو سب اچھے بھلے تھے۔ مہراج۔ بھائی جب پی تو طبعیت

ٹھیک نہیں رہتی ہے تو ہزار دن بار تجربہ کیا ہے۔

ممن۔ پھر اسکا نتیجہ ایک ایک نوبت بڑھ چکا۔

مہراج۔ اب انجام بخیر نظر نہیں آتا ہو۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک موقعہ کی آواز آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسا معلوم ہوا کہ دو تین آدمیوں میں

ہاتھ پائی ہو رہی ہے فحشی مہراج کی نے کہا بھی جس کے دیکھو یہ ہو کیا رہا ہو۔ میں بڑا حیران ہوں کہ یہ ان لوگوں کو

ہو کیا گیا ہو اپنی عورت کا بھی خیال نہیں۔ مارے جاؤ طبعی مایوں نے کہا سلا ہو کیا رہا ہو گالی گلوت مار بیٹ

جوتی پزار۔ وصول دھپا۔ اور کیا ہو رہا ہو۔ مہراج۔ جی کو بیوقوف اور سادہ مزاج آدمی تھے مگر

استدھر ضرور سمجھ سکتے تھے کہ اب نواب صاحب کے دربار میں شراخواری کی ایسی کثرت ہو گئی ہے کہ لالان اگر کوئی

معشوق ہو تو بھی بے شراب کے لطف مجھ نہیں۔ اگر سردی ہو تو شراب پینا فرض ہو اگر برسات ہو تو

سبحان اللہ۔ ۶

موسم برنگال آہو غیا

اگر غم ہو تو اس کے غلط کرنے کی اس سے زیادہ اور کیا چیز ہوگی۔ اس سے بڑھ کر کوئی تدبیر نہیں۔

اتنے میں آواز آئی۔ کھا جاؤنگا۔ مار ڈالونگا۔ کچا گل جاؤنگا۔ تب تو مہراج کی نے نہ ہالیا۔ اتر پڑے اور

سیدھے اس کمرے میں ہو پئے جہاں یہ سب ٹھہر چکا تھا۔ مہراج۔

مہراج۔ تسلیات عرض کرتا ہوں نواب صاحب بہادر۔ نواب۔ (زبان کو کھنت) یہ دونوں بھٹی ہیں۔

مہراج۔ دو غور تین ہیں۔ دامدا علم کون ہیں۔ نواب۔ ایک قرن دوسری نازر (لٹے میں چور)

مہراج۔ قرن اور نازو ہیں یہ؟ دنیا حاصل خاص قرن نازو ہیں همین فرق ہو نہیں سکتا

نواب - تودہ گھٹنے کے بعد اے گالی دیکر (تاکر)  
کہ میں اٹھوں پھر۔

حسین علی - سرکار اب نہ بھیجے۔

نواب - (دھمکے لے گالی) اور لیگا۔

حسین علی - سرکار میرا استعفا۔

نواب - (دلائل مار کر) دور ہو گالی نکل

ہمان سے (گالی) سور بڑا خد متکار کی تم بنا ہو گالی

حسین علی - دراز بان نہ بنیایے۔

مہراج - بایں حسین علی عقلمند ہو کے بیوقوف

ہوے جاتے ہو تم بھی من ہو گئے۔

حسین علی - (ڈپٹ کر) تو ہم کسی کی گالی نہیں

کھا سکتے ایسے شرا کی نوکری برنالت (لغت)

نواب صاحب کو جو قصہ آیا تو حبیب سے

چاقو نکال کر حسین علی کی طرف جھپٹے۔ ہان بان اپنا

نواب - نواب - من بھی جاگ اٹھا اور صاحب

کا فٹہ بھی ہرن۔ اور جھپٹ صاحب اور داروغہ

بھی جھپٹ پڑے۔ نواب صاحب نے

حسین علی کی بانجھ زخمی کر ہی دی مگر بڑی خیریت

گذری کہ زخم سم گہرا نہیں لگا تھا۔ خون کو

لوگوں نے بہت جلد بند کر دیا اور خوب زور سے

کپڑا تکر کر کے باندھا۔

مہراج بی کو سب سے زیادہ ملال تھا حسین علی ثابت

اکرا تھا تھا لو کہتا جاتا تھا کہ قتلے پر نہ دھویا یا ہوتی

حسین علی نام بدل ڈالوں اس واردات سے نشہ سہکا

ہرن ہو گیا تھا۔ مگر خدائے سب سے بڑا حال تھا

نواب صاحب کی آنکھیں چڑھی ہوئیں۔ بشرے سے غصہ

اور شرمندگی میان۔ نشہ میں چور۔ دل میں افسوس کہ اتنی

قرن جان بھوکھ کھلا رہے ایک ہی پان۔ پان کھلے

سور ہے۔ نواب میں دیکھا کا لاکتا یہ کئے کھا پلا ڈرتے

کے ہاتھ میں نے کھا چڑھ گئی نواب مردود کو بھی ایسے

دار و نمند نہ کہ ہوش میں تھا۔ کیا یہ کیا داہیات حرکت

ہر اسقدر نشہ مینا کیا منی کہ انسان اپنے آپ سے من

نہ ہے پیسے اسقدر جس قدر ضبط کر سکے۔ ورنہ ہمارے

خود کو ایسے پینے پر تین حرف۔ کیا راسے ہر مٹی

مہراج بی صاحب۔ ۴۔

نہ زندان بخور کر زود ہانت برآمد

اسقدر نہ ہو کہ دم نکلیجائے یا ہوش جاتا رہے۔

نواب صاحب کو جو قصہ آیا تو اٹھ کے من کے ایک

لوٹا بجا یا من بھی جھٹکے اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر دھڑکے

گر پڑا آغا صاحب مجھے کہ نواب صاحب کو من نے

نہ مارا۔ جھٹلا کے ہاتھ کاٹ کھایا۔ اب نہ مجھے من کہ

ہے من من کو کاٹ کھایا اور من غین پڑے ہوئے ہیں۔

اور نواب صاحب زخم کے سبب سے ہائے ہائے کر رہے

ہیں۔ تیسوں دن اجم گئے تھے۔ واروغہ نے کہا اب

خیر کا ہو گیا۔ سب صاحب نہا ڈالیے اور ترنا نہ ہوئے

اور نہ یہ رات بھر کی چڑھی ہوئی دماغ سے نہیں نکلی گئی

آئندہ اب سب صاحبوں کو اختیار ہو مگر وہ سب

سننے کو تھے۔

نواب - حسین علی۔ ارے یا نا خانے مجھے کاٹ کھایا

تو ٹی سی اور پلا دو تو ڈی دور دور ہو۔ دور نو تو

کم تو ضروری ہو جائے خدا کے لیے پلا دو۔

حسین علی۔ خداوند اب نہ بھیجے۔

نواب - لا۔ لاجائے (تھوڑی دیر کے بعد) لاؤ جائے

حسین علی سے کھلا تا ہوں۔ کھول لوں زری پھرے۔

کیون لی۔ آغا صاحب کو چار دست آئے۔ عمدہ از لب ضعیف بانی یا تو بھی مارے گرمی کے بیٹا میں اندر ہر سکا فوراً دست آیا طبیعت انتہا سے زیادہ متحمل گرے پڑتے تھے سخت تاسف کہ اس قدر کثرت سے کیون لی۔ کہ اب کچھ نا پڑتا ہے۔ تو یہ کی کہ اب پیٹیلے بلکہ اس قسم کی صحبت میں نہ بیٹھیں گے۔ من از بس نجل کہ یہ کیا بچہ را بن ہوا کہ نواب صاحب سے لڑا بیٹھے۔ اچھے ہیں تو اٹھائیں جاتا کھڑے اور لوٹھڑانے لگے۔ کسی سے چار آنکھیں بند کر سکتے اور دل میں سوچتے ہیں کہ اب ہرگز ہرگز نہ پیٹیلے اب بین تو سر کا پیشاب بس یہ آخردن تھا جیسی سے باقیں کرتے ہیں تو بھی نظردن سے چھٹن صاحب بڑے خوش کہ ہم سب نے اچھے رہے ہیں تو ہم بھی خرابی میں پڑتے۔

مہراج لی نے کہا اب ایک کام کیجئے کہ کوئی چھ آنے کے تو کاغذی نمبر (لیمون) منگوائے اور چار سیر ہوت اور ایک شیشہ کیوڑے اور دو سیر سفید چینی اور کوئی سیر بھر کھائے انار۔ اور افشردہ پیچھے۔ چھٹن۔ بات تو معقول کی مگر حافت کے ساتھ۔ مہراج۔ آپ کا سر افشردہ عمدہ شہ ہے۔

چھٹن۔ ارے تو ظالم جب بلغ میں انار ترش اور لیمون موجود ہی ہو تو خریدنے کی کیا ضرورت ہے آپ بھی داند نہ زے جو چاہی ہیں۔

مہراج۔ اچھا اس سے کیا بحث ہے۔

آغا۔ ہم تو انار ترش کا افشردہ نہ پیٹیں گے۔

مہراج۔ سو کیوڑا اور برت اور شکر تو منگواؤ۔

آغا۔ سب حاضر ہی سفید چینی بھی اور برت بھی اور

کیوڑا بھی جو۔ تو بھی کوئی ریسون میں کرے ہو۔ جلاہو وہاں سے منگوائیے۔

الغرض۔ نواب صاحب کو چھٹن صاحب اور دروغ صاحب نے تو افشردہ لیمون پیا اور باقی سب افشردہ انار ترش خوب کیوڑا پٹا ہوا تھا اور برت بھی کثرت سے کھی کہ دھوان لگاتا اور دانت نہتے تھے۔

افشردہ پینے سے سب کو ذرا تسلی ہوئی مگر میں سب سے زیادہ بے کیف تھا کی برا منظر غم ہوا اور کئی دست آئے اور بارے گرمی کے کوئی دس بارہ تھپائی پیا۔ مگر آگ کم نہ ہوئی۔

نواب صاحب کی صلاح ہوئی کہ ڈاکٹر کو بلوائیں اور اس سے صاف صاف کہیں کہ ہم لوگوں نے شہ کے بڑی شربت سے شہ بخواری کی کئی جگہ خیار بہ ہوا۔ مگر لوگوں نے سمجھا کہ بڑی بدنامی ہوگی اور ڈاکٹر بوجھل جائیگا دو چار پیر میں یوں ہی سب کے سب اچھے ہو جائیں گے۔

طیس کی ایک چھوڑی چوٹی ناگن کی طرح

ہو بلا سر پر اسی کم بخت کی لائی ہوئی

دوسرے روز جو اس جوش زیا شامل کل تمام کیوڑا رنگین کلام سر جو بیاد رغنائی۔ تہہ جو میں زار شہرین ادائی نواب ناہور جان بیگم نے خبر پائی کہ نواب محمد عسکری صاحب اور صلت جگہ شاعت قدرہ زیبہ کو بھی ہوئے ہیں تو انکی باجھیں کل بکین مہری کو خوش خوش حکم دیا کہ جگہ کے کدو کو بیگم صاحب حضور کو غور ڈی در کے لیے بلانی ہیں اور کتنی ہیں کہ کج کھانا ہمارے ہی ساتھ کھائے گا۔ چینی تو بھڑی کے دوسرے روز ہم کلکتے گئے تھے کوئی چار مہینے تو

ہوے ہوئے سید جلال کا کو نہ اگر کے گئے تھے۔ میری مری  
ویرین والپس آئی کما حضور اب صاحب آرام میں ہیں  
آنگو پڑی ہی یا یوسی ہوئی کچھ دیو بعد پھر بھیجی۔ میری نے  
آکے عرض کیا حضور ابھی آرام ہی میں ہیں یہ کیا کہ اپنے  
دل میں ہو چیں کہ آج خوب نکھر کے بن عین کے بیٹھنا  
چاہیے تاکہ نواب اپنی قرن کو بھی بھول جائیں اور ہمارے  
سوا اور کسی سے دل نہ لگائیں پہلے ٹھنڈے پانی سے  
خوب نہائیں۔ جب جا رہا معلوم ہونے لگا تو عورتوں  
نے جسم سمیں کو بوجھا اور لباس سادہ سے آراستہ  
ہوئیں۔ زلفوں مشاطے نہ منگیا۔ رو منگو چھری چوٹی  
کی گو نہ عداوت سے جو بن کو دو خند کر دیا۔ بیگم صاحب  
کی اس وقت بالکل سادی وضع تھی۔

ملل کا بار یک دو ٹپا اور پھولوں کا گنا۔ آئینہ  
دیکھا تو دل میں سوچنے لگیں۔ یا میرے اللہ میں غور  
سے نہیں کتنی تیری کریم کے صدف۔ ایک ایک سیان  
گلی کو جو بن ایسی پڑی ہوئی کہ اُسے تلے اور  
میرا منہ مگر کیا قرن ایسی پر مٹی جو کچھ بھی شرف ہو  
اُسکو۔ مانا کہ اُسکے گال بھی گورے گورے بن گئے  
نشہ ملی انکھیں کمان سے لائی ہوگی یہ سلجے کی دلی  
کلائی اُسکے پاس کمان۔ انگلیاں ایسی نرم نرم  
کمان پائین چوڑی والی جو توڑ توڑ آخرونی۔

مغلانی نے بلا میں لیکر کماہر کاتاری اجازت دیں کہ  
لوڑی رسی سدا ہے ہجانے کا لادانہ ضرور کر کے جلا جائے  
اللہ جتنا جو ساتھ اور باج بیٹھ برس کی میری عروہ کو  
آئی میں نے اس شکل عورت کی پری آپ چٹ جواگر کوئی  
اور دیکھی ہو تو دوسرے ٹیم ہو جائیں۔

حضرت ناظرین! بھلا بتائیے تو یہ مغلانی کون ہیں یہ

دہی ہیں جو قرن کے ہاں نوکر تعین اور جنوں نے گنڈیری  
کے تلازمے سے محو مگر کی کو لٹھا یا تھا سادہ صبا بین  
تو نکال دی گئیں مگر بس ایک یہ رہیں۔

یہ گوہ لگا کے نواب بشیر الدوہ بہادر کے پاس ہو چیں  
اور اُسے بات چیت کی تو وہ بھی ریچھ گئے اُسے ہر شرط  
ہو گئی تھی کہ اگر ہلکواس سرکار میں نوکر رکھا جئے تو ہم  
مطلب ہمارے ذریعے سے حاصل ہو جائے۔

اسنے میں نواب بشیر الدوہ اور پرنسٹ لائے بیگم صاحب  
کمرے میں چلی لیکن اور پردے کے پاس سے بائیں  
ہونے لگیں اب دن کوئی دو گھڑی سے بھی کم ہو گا  
بیگم صاحب نے میری کو پھر بھیجی تھا کہ نواب کو بلا لاؤ۔

اُسے آکے عرض کیا کہ حضور وہ تو سوار ہو گئے۔ اب نواب  
بشیر الدوہ نے یوں نفٹ گونڈ شریعی۔

”ایمان سے کتنا بیگم صاحب کیا چکے چلا ہوں۔ سچ  
کنا کیا کام کیا ہو۔ دوسرے کو سو جیتی بھلا۔ کبھی  
حشر تک نہ سو جیتی جو نہ جھگی کہو کو یا کشمیری کو۔“  
(حضرت ناظرین۔ یہ بشیر الدوہ کہہ تھے) ہتھیلی پر

میرمن جمانی ہو۔ واللہ تھیلی پر سرسوں جاتی ہو چھری  
منگتی اور پٹ مرا بیاد۔ لوگوں کو حیرت ہو واللہ کہ یہ شہر کا  
کام ہو۔ قرن اور وہ چٹیل نازد اور غلامی مظانی سب  
غائب دنیا ہی دوسری ہو گئی قرن اپنی سسرال ہو چکی۔  
نازد اپنے سیکے گئی سب تر بھر۔ اور یہ ہمارے ہی سبب  
ہو کہ کوئی جون نکشتیں کہ راور نہ تو نہ تک جو تھو مگر  
نے آسمان کا زحون پڑا تھا یا ہوتا خدا اجل نے  
کیا کچھ ہو گیا ہوتا میرے چلے جانے کے بعد  
پھر کیا کرو گی۔“

بیگم صاحب نے ایک عمدہ گلواری بنا کر

دی تو نواب بشیر اللہ دے لے کما صاحب ہم بون گلوری  
نہ کھانے کے باقرا اپنے پیارے پیارے ہاتھ سے کھلائے  
یا ایک پوسہ دیجئے۔

راوی۔ آدم پر مطلب۔ بوسہ کوئی انکے نزدیک  
گلوری جو یا لایچی ہو۔ حقے کا دم ہو۔ بات ہوئی اور کچھ  
بیکم۔ دیکھو پھر دی اول جدول باتیں کہنے کے ناتم۔  
بوسہ اور محبی اور یہ اور وہ۔ ولا۔

راوی۔ بیشیر اللہ دے لے ہاتھ جوڑے اور کہا۔ میں  
دیتے یہ پردہ تو ہشا دو۔

بیکم۔ اچھا گلوری تو صاحب ادنیٰ۔ !!  
بیشیر۔ میں صدفے بیکم۔ اتنی ہماری خاطر بھی کر دو۔  
بیکم۔ (ہنس کر) ایتھ جانتا ہو۔ ہنسی ہی آجاتی ہو۔  
بیشیر۔ جانی ہستے ہی گھرنے ہیں۔ شنائین۔  
بیکم۔ بیوہ ہو۔

بیشیر۔ اے یہ کجوری چوٹی اور مل کے دو چٹکا  
گلوری گلوری گردن سے سرک جاتا کیا ستم ہے۔  
میں تو اپنی جان دے دوں گا جانی روپیہ نہیں مانگتا  
جراہرات نہیں مانگتا۔ صرف ایک بوسہ لب کا  
اور ایک گال کا۔

بیکم۔ (سکرا کر) ادنیٰ۔ بس۔ اور  
انکھوں کا نہیں۔

بیشیر۔ اتر تم سلامت رہو۔ پوسے دینے کی  
مقام طائی۔ دانتا اس وقت دل خوش ہو گیا  
بیکم۔ ابدی تہا کہ نواب گل کمان تھے۔

بیشیر۔ یہ ابھی ہکون سین معلوم ہوا ہو۔ مگر۔  
بیکم۔ اچھا دھلکا بھائی اب کہ صہرین۔  
ادھر کما ادھر انکو تو ادھر پھر ٹرو۔

بیشیر۔ رونق جنگ اس جلسے میں شریک تو تھے مگر اب  
ہماری طرف ہیں۔ بحال ہو اس طرف ہوں۔  
یہ باتیں ختم نہ ہونے پائی یقین کر بی مغلانی آئیں۔  
نواب بیشیر اللہ دے لے کما۔ حضور۔ ع

برگ سبز ست تحفہ درویش

ابھی یہ بھی مہین میں گل طیان غیری یقین کوئی  
قاش حضور بھی کھاتیں نواب صاحب نے کما بیکم صاحب۔  
کو دو۔ مغلانی سے بیکم صاحب نے گل طیان اور نگہ افی  
نی اور کھانے لکین تو نواب صاحب نے دو چھابہ صاحب۔  
سچ کہنا ہے جو یہ احسان تمہارے ساتھ کیا انکی شکر گزار  
ہو یا نہیں اگر ہم ساتھ آتے تو یہاں ممکن تھی۔  
بیکم۔ ناگزیر کی طرح روگٹا روگٹا دعا دیتا ہو۔  
بیشیر۔ یہ ہمارے ہی دباؤ کے سبب سے

آتا ہوا۔  
بیکم۔ اے انکی توجہ کیا پلٹ گئی ہو۔ آگے مجھے  
استعداد کا ڈرتے تھے۔ کہ میں کیا کہوں۔ نواب صاحب  
میرے گرم ہوتے ہی ٹھنڈے ہو جاتے تھے اب اللہ  
جئے کیا ہو گیا۔

بیشیر۔ اے اوقت کجوری چوٹی کی گوندھاوٹ کیا فزہ دکھا  
ہی ہو۔ بیکم اب بوسہ دے واو۔ بی مغلانی تم الگ ہو  
بیکم۔ این یہ کیا باتیں کرتے ہو صاحب ہندی درگزی  
اگر وہاں چہ خوش یہ لگتا ہو گیا۔

راوی۔ بیکم صاحب نے اپنی فرض کے لیے کہ انہیں کے  
سبب سے قریب نکالی گئی تھی بہت ضبط کیا۔ غلیہ من جب  
کبھی انہوں نے کچھ کہا تو خاموش ہو رہیں یا ملاؤمت کے  
جھڑکے یا۔ یا مسکرا دیں یا کبھی جواب دیا کہ دیکھا جا  
کبھی کہہ کر کما ادنیٰ بس ہر لمحہ اور گالوں کے بوسے

آنکھوں کے نہ لوگے۔ مگر یہ جو شیر ہو گئے تو مغلانی کے سامنے بھی وہی باتیں کرنے لگے انکو اسکی تاب کمان بگڑ گئیں۔ نہایت ہی ناگوار گزارا۔

بشیر الدولہ کو یقین کامل تھا کہ جب اپنا استعداد سلوک ہوے ہیں تو ممکن نہیں کہ پھندے میں نہ پھنس جائیں۔ بیگم صاحب کی طرف مخا طب ہو کر ہنس کر کہا کہ تو ایک لڑکی کو دین فرما کہ میں خود ہی تلخ لے جاؤں بڑی دل لگی ہوگی۔

بیگم صاحب نے بخور ہی دیر بارے غصے کے سکوت کیا۔ مگر کچھ سوچیں کہ مار پیٹ کسبیاں توری آس۔ کہا بیگم صاحب کی گوری تو کہا ہے۔ بشیر الدولہ نے کہ کھڑکی کھا کر ڈرے ہوئے کھڑکی لے لی مگر گوری لیتے وقت ذرا آنکلی زور سے دالی۔ بیگم صاحب نے اپنے دل میں کہا خیر بیان تک بھی مصالحت نہیں کوئی اور تو نہیں دیکھتا۔ غضب تو یہ ہو کہ مغلانی کے سامنے آنکھوں نے ذلیل کرنا شروع کیا تھا۔

بشیر الدولہ نے گوری کھا کر کھانا لگا۔

بشیر گستاخی کی کہ جو اس گوری میں بیگم صاحب بیگم غلط ہو۔ کھانا کھا کچھ کم نہیں ہو۔

بشیر کراہے حضور کا امین کیا بوجہ ہو۔

بیگم صاحب سمجھتے ہیں جو آپ کا مطلب ہو۔

بشیر یہ بدلتا بیگم صاحب۔ ادنیٰ۔

بیگم (دہنسر) بڑے مسخرے ہو۔

راوی بیگم صاحب سمجھ گئی تھیں کہ ادنیٰ کا محاورہ جو عورتوں کا محاورہ ہے نواب صاحب نے استعمال کیا اور اپنے نزدیک بڑا لطیف ہوئے اپنے لشکر کے کچھ لشکر کہ اس مقام پر اگر انکی تعریف پہنچے تو ضرور خوش ہو گئے

لہذا بناوٹ کی کہنسی کے ساتھ کہا بیگم صاحب نے تو اب بشیر الدولہ ازلیں سرور ہوئے کہا والدہ بیگم تو اس حال میں کہ ہم ایسے با مذاق طبیعت والے کے ساتھ تنہا رہی شادی ہوئی گی کیا کہیں بھرا بھری۔ ہم بیان تم ہو ہی۔

بیگم کو یہ باتیں بڑی معلوم ہوئیں کہا سنو صاحب دل لگی کی بھی کوئی حد ہے۔ یہ بجا اور بے موقع الفاظ اور اسی بھونڈی دل لگی میں پسند نہیں۔ یہ دل لگی جبکہ پسند ہوگی اسکو ہوگی کیا کوئی بازاری عورت مقرر کیا کر

بشیر۔ امیرے اللہ اب بگڑیں تو ایسا بگڑیں۔

بیگم۔ بگڑنے کی بات ہی ہو کہ یہ باتیں پسند نہیں۔

مغلانی اور خواصین اور عورتیں تو کتنی ہوتی تھیں ہی سب ایک ایک دودھ کے ادھر ادھر جلدیں۔ صرف یہ موزی بشیر الدولہ اور بیجاری بیگم صاحب رکھتیں اور اللہ کی ذات۔ بیگم صاحب جو ذرا بگڑیں تو بشیر الدولہ نے طنز آمیز ہنسی کے ساتھ کہا۔ تمہارے ہوش بھی ٹھکانے میں کچھ بیان بھنگا تو ہر نہیں اس وقت سوائے میرے اور تمہارے۔ پھر۔

جب ملے دو دل محل ہر دون ہو  
پھر جاؤ خود حیا اٹھ جائیگی

ہے اس سمجھ رہی چوٹی کی بلاتین نہ لون بھلا کیا مجال بیگم صاحب جو پھر کے دیکھتی ہیں تو مغلانی کی اس بات پر نہیں بکا راہری سہری ادھری۔ جواب دیا روا دہی بھرتین زلفن سار زلفن۔ آئین اب ہشت بڑے ملی بشیر الدولہ ہنس کر بولے اور جو زیاد ہون سب کے نام لے لیکے بکا رو میں نہ وہ متر بڑہ دیا ہو کہ اللہ چاہے تو ایک نہ بولے بیگم صاحب کھرا کر انھیں اور چٹ دوا زہ بند کر کے گندھی لگا دی تو بشیر الدولہ

دوسرے دروازے کی جانب بھیڑے لاکھ لاکھ بیگم صاحبہ  
نے کوشش کی کہ وہ دروازہ بھی بند ہو جائے  
مگر نہ بند ہو سکا نہ بند ہو سکا۔ بیشرا الدولہ ترڑ سے  
گھس پڑے۔

بیشیر۔ اب فرمائیے بیگم صاحبہ۔ اے حضورِ اقدس۔  
بیگم۔ (دھکا دھکا) اے غلامی بیان آؤ جی۔

بیشیر۔ حضور میں ہی غلامی حاضر ہوں حکم ہے۔  
بیگم۔ دیکھو نواب وق نہ کرو۔ میں آدھی جان کی ہوں  
کیونکہ مجھے زہر کھلاؤ گے مجھے معاف کرو۔

بیشیر۔ انکھانکار کر۔ ارے بیان کوئی نہیں ہے۔  
بیگم۔ (اتھو چڑ کر) خدا کا واسطہ۔ نواب وق نہ کرو۔

بیشیر۔ (اد آگے بڑھ کر) تم یہ بتاتی کیا ہو۔  
ہاں یہ تجھ ہی چنی ہے اسے مار ڈالا۔ بیگم کر  
پرسہ لے لیا اور ذرا الگ کھڑے ہوئے۔

بیگم۔ (روتی ہوئی قدموں پر سر رکھ کر) نواب  
ارے خدا دیکھتا ہو مجھے اسی کے رسول پاک کی قسم  
باہر جا۔

بیشیر۔ کیوں حجت کرتی ہو جانی۔

ہات کو تم بڑھاؤ چاہے کھاد  
طول بھی ہو یہ مختصر بھی ہو

بیگم۔ (غصہ بھری ہوئی چون سے) میں اپنی جان  
دے دوئی بس یہ مجھے رہنا۔

بیشیر۔ دیکھو میرے گال کیسے گورے گورے ہیں  
تھارے بیان کیا حسن میں ہمارا مقابلہ کر سکتے ہیں

بیگم۔ چکو وہی پسند ہیں۔ تھارے گورے  
گورے جانتیں بھارت میں اور چوٹے میں جاؤ تم۔

سُس لیا۔

بیشیر۔ (ٹولی ہی پھینکی) اب تم بیوقوفی کرتی ہو۔  
بیگم نے نہایت ہی منت و سماجت سے رور و کر اور  
عجب کیسی اور بے بسی کا منہ بنا کر کہا مجھے چھوڑ دے  
اللہ تجھے اسکا اجر دے گا۔

بیشرا الدولہ نے کہ شکر کا بھی چچا تھا اس بچاری غافلہ  
پاکستان کی منت و سماجت ایک کی پروانہ کی جس بیگم کی  
ساتھ اس بے بسی کی حالت میں خون نے روتے ہوئے

ہاتھ جوڑ کر کہا تھا اگر سنگدل اور انتہا کے اعظم آدمی  
سے بھی کہتیں تو اسکو رقت آجاتی۔ مگر اس بچاری کے

منہ سے اتنی آواز آئی۔ اعلیٰ شکاکشاہی سرد کو کہتے  
ساک ایک چا تو تکیے کے پاس دیکھا ہوا تھا

زور سے جو بھونکتی ہیں تو نواب کی ران کے پار ہو گیا  
بیشرا الدولہ ہو لہو لہاں ہو کر بڑے غصے میں بھاگے

اور کہا بیگم یاد رکھنا اسکا بدلہ لانا ہوا تو کیوں نہیں  
انہوں نے کیا کیا ہمارا خدا ہمارا مدد نہ کرے گا۔ اب

آج سے خبردار غشی صمت دار کو نہ پھیرنا۔ دیکھو ہر دم  
شریف زادیان ایسی عظیمہ ہوتی ہیں ہمارا نواب

جاے ستھرتین گھڑوں لے کچے پروانہ میں مگر نہیں  
ممکن ہو کہ ہمیں کوئی دورے ڈالے اور ہم خاموش

ہو رہیں جاع بھر یاد رکھنا۔  
بیشیر۔ اچھا بیگم دیکھو نوسی۔

بیگم۔ لے بس اب جاؤ تمہارے گھر سے۔  
بیشیر۔ روؤ نہ عمر بھر تو سہی۔

بیگم۔ روئے ہمارا دہن۔  
بیشیر۔ روتے نہ بن پڑے۔

بیگم۔ آفت۔ مار کے ہلکان ہو گئی۔  
بیشیر۔ لے اب ہوشیار رہنا۔



یہ کہار بشیر الدود تو لنگڑا تے ہوئے  
بچے آئے اور فوراً ڈاکٹر بلوایا۔ ٹانگ کو  
مضبوط کیڑے سے خوب ککر باندھا اور تیل  
اور باقی سے خوب ماساژ کیا۔

مظانی ساری کیفیت دردانے کی دراز سے  
دیکھ رہی تھی اسکے ہوش اڑ گئے کائنات ایسی ایسی  
پاکیزا عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ دردازہ کھول کر اندر آئی تو  
کہا۔ بی بی یہ پلنگڑی پر تو کیا ہے۔ کہا غلابا بشیر الدود  
گنا چھیل رہے تھے چاقو جھنک گیا بلبلا رہے ہیں  
بچا رہے۔ ظاہر میں افسوس کیا کر دل میں کہا  
خوب شد ایسے ملعون کی ہی سزا ہے بلکہ اگر گلے پر  
چاقو چل جاتا تو اور بھی اچھا ہوتا لیکن پھر ڈری کہ ہیں  
ایسا ننو کہ میں باندھی جاؤں تو بھی ابرو خاک میں مل جائے  
ادھر کی رہو نہ اُدھر کی۔ ابرو ادھمت دار کی طرح  
خرا بی ہو۔

مظانی بچے گئی تو ڈاکٹر کو دیکھ کر آگے پاؤں بھاگی  
کہا وہاں تو بہت سے لوگ جمع ہیں اور سرکاری آگے  
ہیں اب بشیر الدود بھی سب سے ہی کہتے ہیں کہ نوڈا  
چھینا تھا حالانکہ نوڈا کوئی ایک ہفتے سے گھر کے  
اند زینن آیا تھا۔ بھونٹے نوڈیکو صاحب نے چاقو  
بھونک دیا اب نہ چھینتی تھیں کہ یہ بچنے کیا کیا  
لیکن یہ بھی سوچتی تھیں کہ اس کے سوا چارہ ہی نہ تھا

قرن پھر غائب ہو گئی

محمد عسکری اپنے عزیز اور دوست بشیر الدود کی ہرحرکت  
میں ایسے مصروف ہوئے کہ قرن کو بھی بھول گئے سارے بچے  
نہیں کہ حضرت ہی کی زنجیر ہند پر پانچ صاف کرنا چاہتے  
تھے۔ ان کو تو نوں کی خبر ہی نہ تھی۔ جب یہ طرح سے ملو گئی

ہو گئی کہ تم جلد اچھا ہو جائیگا۔ اندھے لامتناہی نہیں ہو تو  
غشی مہراج بلی کی طوطی مخاطب ہوئے۔ بار بار سدن بڑی  
نالائق حرکتیں ہوئیں۔ اگر ایسی ہی پارٹی اور ہوتی تو  
ایک آدھ کی جان پر بن ایکلی غضب خدا کا کس قدر بڑا  
کہ سننے سے ہوش اڑتے ہیں۔ بار بار یہ ٹھنڈی ٹھنڈی  
نہ چھوڑی۔ غیر سیتاؤ کہ اب کیا رہے ہے۔ یہ بشیر الدود  
مردود کو سوچتی کیا۔

مہراج بلی کے کہا کچھ کھلاؤ تو تپہ لگائے ہیں۔ غلابا  
نے قدموں پر ٹوٹی رکھی۔ یار از براے خدا کچھ بندوبست  
کر دین مگر جو کمرے کھلاؤ لگا۔

بشیر بھی یہ کیا قدموں پر ٹو بیان رکھی جاتی ہیں۔  
نہیں ہوتی ہیں ہم بھی تو کچھ سنبھل جاؤں گے کیا معاملہ  
عسکری۔ آپ سے یہ باتیں کئے کی نہیں ہیں۔  
مہراج۔ ہاں! یہ سب حضور ہی کے کولٹے بونے ہوئے  
ہیں۔ اور آپ ہی بوجھتے ہیں۔

ب۔ بسے کئے کی باتیں نہیں ہیں تو کیا کفر کی  
باتیں ہیں۔

ع۔ تم بڑے نالائق ہو۔

ب۔ مہراج بی۔ امیجہ تو ان اسکے۔

مہراج کیون بھی آئینوں قرن کو بلوایا یہ اڑے

ع۔ ہاں! ہاں! کیا کیا ہے۔

ب۔ اُس مردار کا نام نہ لےنا میرے سامنے۔

ع۔ خدا کرے ٹانگ ٹرکے رہ جائے۔ آمین۔

ب۔ چارے کو سے بیل نہیں رستے۔

ع۔ سارے ظالم یہ تو نے کیا کیا۔ داد غضب ہو گیا۔

ب۔ کیا کیا ان دنوں چیلون کو ڈی پر سوار کر کے لکھنؤ  
اور گھر کے چوکر جا کرتے۔ اُغلائی مظانی اُٹھا حساب کر دیا۔

اور کما کھڑے کھڑے ٹھیکہ دینیں بہن قربانہ دو گلا۔

مہراج۔ اور بہن معلوم ہو کہ قرن کمان ہیں۔

ب۔ یا رتھین دنگ صحت کے ٹھیکے والے خراب کہنے ہو یہ سب تھیں لوگوں کی خطا ہو۔

مہراج۔ تم پاگل ہو تھیں انسان کو ن کتا ہو کیا

خواب کیا کرتے ہیں۔ وہ رئیس کیا جسکے پاس معشوق

نہو۔ رئیسوں کی شان یہی ہو۔

ع۔ سناؤ اگر ہماری بھی ایک ہی جو ردا ہو تو پھر ہم میں

اور غریب بنفس آدمیوں میں فرق کیا ہو۔

ب۔ عقل کے نافع ہو۔ وہاں ریاست اسی میں ہے

ہو کہ چوری والی کو گھر میں ڈال لے اور کپڑاں کو عقد میں

لائے اور ڈومنی کے نام جاگیر لکھ دے۔ اس کا جان لیا

کیا ریاست ہو ایسی ریاست ترین حرفت۔

بیشکر لود کہ طبیعت نرم لگنے اور خون نکلنے کے سبب

سے بہت سست ہوتی کوٹ پھر کھینچنے تو آنکھ لگ گئی۔

اب مہراج ملی اور فواب مہر مہر کی کو سکوت کرنا کیا

خوب موٹے ملا۔ مہراج ملی نے کہا بھائی صاحب شرب

کی اب کھد کر شرت ہوتی جاتی ہو کہ تو بہر ہی بھلی۔ امدان

والہ دو ایک خون ہو گئے ہوتے اب نوالی تو بہر نہیں

کآج میان تلوار اعلیٰ کی کل وہاں خانہ جنگی ہو گئی۔

کس میری کارنا کر گیا۔ اب اور ہی ہو اچل رہی ہو

داروات کے احوال پر حالات ہو جاتی ہو خون اور

قتل کا کیا ذکر ہو۔ لاول ولاقوۃ۔ آپ نے حسین علی

کو ماری ڈالا ہوتا اور ایک آپ پر کیا فرض ہے جسکے

سبب لکھتے تھے۔ من میں کہ رات بھر میں چھو دو

میروش ہو گئے۔ آنحضرت دھت پڑے ہیں۔ لاول

اولافو سب آپ کیجئے کہ اگر آپ کی یکفیت اس روز

نہ ہوتی ہوتی تو قرن آپ کی نعل میں مٹی ہوتی۔

مہر مہر کی غیر ہو کر بڑے اسکے کیا معنی۔ قرن کا حال

کیونکر معلوم ہو سکتا تھا۔ مہراج ملی مسکرائے اچھا تم کو

کیا مطلب ہو تم تو فتنے میں باس بھول گئے جاتے ہو۔ قرن

کو پہننے صحت و صحت ہی میں نکالا مگر وہ بات کی ہو کہ

تمام احسان مند رہو گے جی دل ملی نہیں ہو آپ میں

کس فلسفوں وہ خود اپنے پیچھے سے قبول دین تو کسی۔

مہر مہر کی کا جھینم کھل گئیں۔ یا مہراج ملی میں

جھینم سے حدتے ہو جاول۔ بتا تو یہ کیا اسرار ہو۔ اور

قرن کمان ہیں۔ کما قرن تو یہاں سے دور نہیں ہیں

مگر انکی صند کی ساری پر ایک اور بھی دوشا ہو سے لو

آپ کے رقیب بنے ہیں۔

بیلے و مہر مہر کی بہت خوش ہوئے تھے کہ ملی قرن

کا پتا لگا۔ اب رقیب کا لفظ سنکر چلکے۔ یہ

رقابت کی بری سنائی استاد۔ اور وہ ہیں کو صاحب

جو رقیب بنے ہیں۔ بہن ہی رقابت کے قابل۔

مہراج ملی نے کہا جی ہننے صورت تو ان بزرگوں

کی دیکھی نہیں ہو۔ مگر اڑنی سی خبر باقی تھی کہ صند کی ساری

پسند قرن کھڑی تھیں اور کوئی بڑی آبرو ڈرے لگا تھا

مہر مہر کی جھلا اٹھے۔ آپ کی بھی وہ خود کر تیں ہیں۔

کہ کس طرح صاحب آخر بتائے کو نہیں ہو کہ قرن

ہیں کمان۔ اہ۔ آپ کو کوئی نکالیں اور اب ہم چلنا چاہیں

تو کس تدبیر اور کس صورت سے چل سکتے ہیں۔

مہراج ملی نے کہا ہمارے ہمراہ چلے جھینم

دقت یہ دونوں تنہا چلے خدنگار کو بھی ساتھ نہ لیا۔

جب ملی ہمسائی لینے شہزادہ بیگم کے بھائی

پر سوچے تو فواب نے کہا ارے باریہ توڑوس میں یہ

عبداللہ خان نے سلام کیا اور کہا حضور کی تلاش میں میں۔ منشی مہراج بی بی نے چپکے سے کہا بیان ذرا ادھر آؤ۔ (آہستہ سے) وہ جو مختار سے ہاں آ کے ملے گی یقیناً ہند کی ساری سپنے ہوئے وہ کہاں ہیں آنے کو کوئی آپ کے پاس آیا ہو۔ اسنے کہا حضور بیان تو ساری داری کوئی نہیں پتہ تائیں کس سے غرض کون ہماری سرکار میں اور دو چار عورتیں خدمت کے لیے ایک ہیں ہوں۔ ایک چوکیدار ایک بستی ہند کی ساری اور وہاں دھوتی والی بیان کہاں۔

منشی مہراج بی بی نے کہا اچھا تو تم کو اس حجت سے کیا سرکار پر تم جا کے شہزادہ کیس سے اتنا کہہ دو کہ نواب محمد عسکری صاحب آئے ہیں۔ اسنے کہا بابت اچھا۔ کہنے کو کہیں میں غرض کہ وہ مارے سود اور بیفادہ بات ہو۔ کہنے پر آیا بیگم صاحب تو یہ سب تقریریں رہی یقیناً عبداللہ خان کو جواب دیکھو بھائی اسنے پھر سلام کیا خادمان دیا کہ حضور گلوری نوش فرمائیں لہذا مہراج بی بی کو ٹولی لایا بی بی اور کہا حضور غلام جیسا بیگم صاحب کا نوکر دلیا سرکار کا۔ اچھی تو مٹی ہو تا ہے سرکار نے فرمایا کہ کہ آپ کو کچھ دریافت کرنا ہو وہ کسی عورت کے ذریعے سے دریافت لیجئے۔ آپ کے بیان آنے میں ہماری بدنامی کر لکھے سے کہ ہم بھی جوان اور حضور بھی ماشاء اللہ سے جوان ہیں۔ ہم بھی عورت آبرو دار ہیں آپ بھی لا در وہ بیکو پ ہو جھپٹے ہیں انے بیگم صاحب سے ملاقات نہیں ہو۔ فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ ہند کی ساری والی کون ہیں۔ مہراج۔ تم کو انعام بے لے وہ خان صاحب۔ عبداللہ۔ تو حضور جب کچھ حال معلوم بھی ہو۔ مہراج۔ مرتب ہم تو اپنی آنکھ سے دیکھ گئے تھے۔

عبداللہ۔ خداوند دھوکا ہوا ہو گا حضور کو شاید۔ مہراج۔ یقیناً صاحب دھوکا لکھا۔ دھوکا کسے کہتے ہیں عبداللہ۔ ہند کی ساری ہماری سمجھ میں نہیں آتی بات بالکل عقل کے خلاف ہے۔

مہراج۔ (مسکرا کر) تم سب سمجھتے ہو۔ عبداللہ۔ خیر بھلا سکا حال تو حضور اللہ جانتا ہے۔ مہراج۔ اچھا تم کھاؤ گے بے اڑنے ہو۔ عبداللہ۔ اب آپ کو یقین ہی نہیں آتا۔

جب بیان سے مایوس ہوئے اور نواب کو نیکر لکھا گلی میں گئے تو نواب صاحب نے کہا۔ باریا اس گلی میں منسوب کرنے آئے ہیں کیا۔ بندے کے پاس صرف گھڑی ہی گھڑی ہے اور وہ بھی جرم سولہ جوتی چاندی کسٹ خیر مہراج بی بی نے گلی میں آواز دی تو ایک آدمی سرنگا اندر سے نکلا۔ جھک کے سلام کیا۔ تو مہراج بی بی نے ڈانٹ کر کہا۔ دل تمہارے واسطے دروغ بولنے مانگا۔ وہ دروغ کا لفظ نہ سمجھا یہ پھر جھٹلے کے کہا اس روز جس عورت کو کہہ کر کے گھر سے بھگا یا تھا وہ کہاں گئی جلدی بناؤ۔ سپاہی نے کہا پھر (حضور) وہ خون جھننے والا مکان ہے اس میں گئی تھی اور پھر اس مکان سے دھوتی پہن کر ایک اور مکان میں گئی تھی اس مکان کا پتا چو دیا تو بعینہ وہی حسین خاں زادہ کہہ رہی تھیں۔

مہراج۔ اس مکان کے کسی نوکر کا نام یاد ہو۔ سپاہی۔ ہاں جو عبداللہ کھان نام ہے۔ مہراج۔ (نواب سے) یا اسنے نام غشی رکھا نام کیا سخی کل حال پوشیدہ رکھا اسفوس کا مقام ہے۔

نواب۔ یار پھر آپ کیا تدبیر کی جائے قرن لکے پھر  
خائب ہو گئیں۔ ہاے اب کیا کروں۔

مہراج۔ مجھے اسی شب کو بلوایا تھا کہ راکے ہاں تھی  
اس طرح برائے کوٹھی تھی کہ میں کیا کروں۔ اور اس مردود  
کہ رانے بھیا متناہی نہ پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیوں  
آئے ہیں خود آئے لیگیا۔ میں نے چار سپاہی اہلینات  
ایکے وہ راتوں رات لگال لئے۔ تم سخت کو تلاش کیا  
کین چنانہ ملا اب پھر ٹھوٹھوٹھنا پڑا۔

نواب۔ یار تمھارے احسان اور عنایت اور  
محبت کا شکریہ ادا کر تاہوں مگر اپنی قسمت کو کیا کروں  
اور کہاں لیجا کے پھر ٹھوں۔ اب کس قدر مصیبت پڑ گئی  
ہو کہ ہاے ہاے۔

یہ باتیں کرتے ہوئے گھر پر آئے۔ فشی مہراج کی جہا  
رضت ہوئے اور وعدہ کر گئے کہ ضرور ضرور تہا لگاؤ لگا  
مگر یہ اور بھی بری ہوئی۔

نواب محمد علی کے دل کا عجب حال ہوا۔ ادھر  
تو سرور اور نشے کے سبب سے استدر ہوش نہ تھا  
کو قرن یاد آئیں اور جب نشہ اترا تو سستی اور کاپلی  
اور شدت صغرا اور شدت تشنگی اور اضحیٰ دل طبع کے  
سبب سے قرن کی جذباتی کا جذناں خیال نہ تھا اب  
جو ذرا طبیعت ٹھیک ہوئی تو قرن یاد آئیں مہاجرون  
میں اس وقت صحت من ہی من سے کہا بھی حسین علی  
تو جبار پر تم اتنا احسان کرو کہ قرن کے سکے جاؤ اور  
اسکی مان سے دریافت کرو۔ نازو اگر ہوں تو افسے لے چو  
اوشقی دو کہ پھر وہی کارخانہ جانا ہوا۔ اور بسین مکان  
کو ٹھیان بنگلے موجود ہیں۔

من ان گئے تو چونکی جو رونے کو طے پر بلوایا آؤ آؤ

بیٹا نواب کا مہراج کسا ہو کہ کیا بنا بنا یا گھر غارت ہو گیا  
ممن نے کہا سرکار نے بھیجا ہو کہ جاکے دریافت کرو  
کو قرن کا ٹھوٹھا تگایا نہیں۔ چونکی جو رونے نازو کو کہ غافل  
سو رہی تھی مجھ دیا۔ سلو رشب کا وقت تو تھا ہی۔ ممن کے  
ساتھ شہزادہ بیکم کے ہاں بھیجا اور کہا بھیجا کہ جہاں نواب صاحب  
نجزین وہاں چلی جانا کہ کوئی کا نون کان خبر نہ ہو۔ سار  
مطلب کا مطلب حاصل ہو جائے۔

نازدہ شہزادہ بیکم کے ہاں گئیں اور ممن کو درد اذہ سے پر  
بٹھایا اندر گئیں تو انھوں نے پوچھا ادا ج د بکے دن  
کے آئے کا قرن وعدہ کر گئی تھیں اب تک آتی ہیں۔  
نازو۔ کیا قرن اقرن ہیں کہاں۔

شہزادہ۔ میں کہاں ادہ تو کل شام ہی کو چل دی تھیں  
کیا دہاں نہیں گئیں۔

نازو۔ ہنستی ہنسن تم۔

شہزادہ۔ نہیں اندہ جانتا ہر ہنسنے نہیں۔

نازو۔ تمھارے خون کی قسم میں قرن ہمارے میدان نہیں ہوں  
شہزادہ۔ تو یہ گئی کہاں ہیں۔

نازو نے بے اختیار ردنا شروع کیا۔ پوچھا یہ آخر  
ہیں کچھ بتا سکتی ہو کہ کہاں گئیں۔

شہزادہ۔ اندہ جانتا ہر ہنسنے ذری بھی  
نہیں معلوم۔

نازو بغیرا ہو کر نیچے اتری اور ممن سے یہ سرگذشت  
بیان کی ممن کو بھی افسوس ہوا اور شہزادہ بیکم سخت ملول کہ  
نیک براؤ گئے لازم۔ وہی مثل صادق آئی۔ ہنسنے تو لگا یا  
مگر دی اور اٹھی آئیں گلے پڑیں۔

شہزادہ۔ لینے کے دینے پڑے۔

نازو شہنیں بھی ہم ٹھوٹھوٹھو ہاں کہتے ہیں۔

شہزادہ۔ ہم تو ہیں جسے چور نہ کہے۔

ناز و گم گم ہو گیا۔ ایسے جانی ناز و اب کے بیان  
باسمہ اللہ کہ راجہ راجہ سرنگ کے لیا ہو۔ من اچھی  
آئے اور بیان بھی نادر و حصارے ہاں سے جب گئی  
تھیں تو کس سواری پر۔

شہزادہ۔ ڈولی پر۔

ناز و۔ اکیلی تھیں؟

شہزادہ۔ نہیں ایک عورت ساتھی۔ اسی نے  
آگے کہا کہ امی جان نے تمہاری تھیں ذری بلا یا ہو  
اسی سے مل کے ساتھ گانٹھ بھی ہوتی تھی میں اسکی  
گفتگو اور آنکھیں ٹٹکانے ہی سے تاڑ گئی تھی کہ یہیں  
کی گانٹھ ہے۔ اور بھلا سا نام ہے جو ملی جاتی ہوئی ہوتی  
اکسی دفعہ وہ آئی اور نرن کے من اور جو بن اور کم سنی  
کی تولید اور دیر تک بیٹھی رہی۔ ایک دفعہ ہسکو  
دیکھ کر اٹے پائون بھاگ گئی تھی۔ جو اگر ہیں معلوم  
ہو تو ہم آئے ہی کاہے کو دیتے کیا جانے کیا انہیں  
گفتگو ہوئی اور شاید نواب محمد عسکری ہی کے پھیرن  
گئی ہو۔

ناز و۔ میں بن دہان ہوتی تو ہمو نہ بلواتی اور  
من کاہے کو دڑے ہوتے آتے۔ دہان جاتی تو بھر  
کیا تھا گئی کے چراغ نہ جلتے۔ اٹھ کرے نواب کے  
ہاں چلی جائیں یہ تو من آرزو ہے۔ از بن چہ بہتر  
مگر کیا جانیں ہمارا سا مکس گوش بن ہر آج کل کہ درجن  
میں لینے دیتا۔ ایکٹ ایکٹ ایسی پیدا ہو جاتی ہر کہیں  
تو ہی بھلی امی جان الگ گھر میں میناب اور بقیار ہو رہی  
ہیں۔ اور ہم الگ تڑپتے ہیں۔

راوی۔ ابھی یہ بیٹھ رہی ہوئی نہ کہ راکے ہاں نہ چنوک

جور کے گھر میں نہ شہزادہ بیگم کے پاس۔ اور نواب ٹرپ  
رہے ہیں۔ اور چنوک جور و جو اس ہو۔ تا تم بڑا ہوا  
ہو کہ عرصہ کی دہائیائیں شہزادہ بیگم کو یہ خفت ہو کہ  
میرے مکان سے کم ہو گئیں ناز و رہتی ہر کہ اب وہ چیلان  
من کو یہ رنج کہ سرکاری دو گھڑی کی دل لگی گئی۔

ناز و نے من سے کہا کہ جا کے نواب کو بلاؤ کہ کو کوٹ  
کوٹ شہزادہ بیگم نے اچھوڑے ہیں ہمارے مکان پر جو  
یہ بیٹھ ہوگی تو ہماری بڑائی ہوگی گھر پر تھا را مگر ہم اپنی  
رسوائی کو ڈرتے ہیں را بڑی شہر ہے۔ آبرو کے گھر  
ہاتھ نہیں آسکتی۔

ناز و نے بھلا کہا کہ اندھیری رات ہو کون کھینا  
دستی نہ روشن کرینگے چپکے سے چپکے کے چلے آئیے  
اسمیں کون حرج کی بات ہے۔

شہزادہ بیگم ایک باضع اور ذی زودت عورت تھیں  
کہا جو تمہاری ہی مرضی ہے تو غیر۔ کیا مضائقہ۔ مگر ہم  
آگے سامنے ہرگز نہ ہونگے۔

ناز و مسکرائے گی۔ اونی تم آگے سامنے ہو گی کوٹھان  
گل گلن کا پرہیز۔ پاس دفعہ تو وہ دیکھ چکے ہیں  
اب پردہ کرنے چلی ہیں۔ شہر جو ہے کھا کے کٹی ہو گئی۔

شہزادہ بیگم کے میاں من و اوصاف خدا  
جو ریاں فوس کنان سلو و حیانہ زائد

بی مٹائی کون ہے۔ ای کی کچھ منھ سے بولو سر سے چیلو۔  
ہے جو سکر ای ہیں اور بات کا جواب میں دین میں مٹائی  
نے مسکرا کر جواب دیا سرکار خود آگے ذری تکلیف کر کے  
دیکھیں میری سمجھ میں تو ایسا آتا ہے کہ جو حیلان کو آفتاب لک یا  
نواب نادر جہان بیگم چھوڑ کر گئی ہوئی آگے بڑھتی ناہ  
ای بی مٹائی یہ کون مردا ہو بیٹھوں میں مس آلا

صاحب ہم پر دہلشیں عورتیں ہناتے ہن نواب  
موج عسکری صاحب بہادر مولت جنگ کھٹ کھٹ کرتے  
ہوئے آنکھیں پلنگی دی پڑتیے فرمایا خدا گواہ جو بیگم مجھے  
استدرا کا مال تھا مجھے کہ بیان سے باہر غضب خدا کا  
ایک مہینا لگے گئیں اور اتنے دن جا کے کان ہن  
ایتل ڈال کے میجر ہن۔ میا بُرج ایسا بھایا کہ نکلنے  
کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔

بیگم صاحب بھری ہوئی تھیں ہی بہت ہی ڈر  
کہا بس کس میری زبان نہ کھلوانا بس کہدا ہر ان  
میں بھری ہوئی تھیں ہوں اس وقت چلی گئیں مجھے جیسے طار  
اور بس میں آپے سے باہر ہو جاؤ ملی۔ ایک توجہ  
اور اور پے غراؤ نہ شرانہ شرنانے دو میں سب  
سُن چکی ہوں اور سننا کیا معنی اپنی آنکھوں کی کچھ چکی  
ہوں۔ چار آنکھیں کرنے ہوئے شرمین آئی ہر  
تمکو بڑے غیرت دار ہو واہ۔ اللہ کی قسم جتنی جھکو  
تمھاری محبت ہو مٹی تمھاری محبت نہیں ہو۔  
اور اتنی کیا معنی اسکی جو تھائی محبت بھی تو نہیں ہو  
اور جھکو جو محبت ہو اسکا حال ہم جانتے ہیں۔

یا ہمارا دل یا ہمارا اچھا خوب جانتا ہو۔  
نہادو کے بڑی ڈی ٹھاؤ گھراکتا اگر اور نہیں ہو  
نواب صاحب نے جو دیکھا کہ ایس وقت بہت ہی تڑاؤ  
گرم ہو رہی ہیں تو انکو ٹھنڈا کرنا شروع کیا سو بیگم  
آئے ہی نہیں برس پڑتے ہن ٹھنڈی کر کے کھانا تھا  
ہوتا ہو گرما گرم کھانے سے متھل جاتا ہو شکایت تو نکلو  
کرتی چاہیے نہ کہ لٹی تو شکایت کو بڑی استداد ہو  
والہذا تھا خراب اس جھگڑنے کے درپے ہی کو کچھ  
دو پیار کی باتیں کر لڑائی جھگڑا لفظ۔

بیگم تنگ کر بولیں جھگڑے لڑائی سے ہم بیٹھیں کو  
کہا مطلب۔ کھانے جو کر دیے جاؤ انے اللہ کے آگے پر  
بیٹھے رہینگے۔ یہ جھگڑا اور لڑائی اور لگائی بکھائی تو ان  
موتی مالزا دیون کا کام جو پال کے لٹھے پر لٹے بیٹھے  
عرش پر پہنچ جاتی ہن جھگڑنے یہ عروج ہو کہ سیاہتا  
خضم نکوڑے کو دھتا تباہیں اور برائے مردوں کو نکلی  
پھر لی جو ہمارے فرش کے پائین بیٹھنے والی ہوں  
وہ ہماری باربری کریں تو ہم جل جھن کے خاک ہوں  
یاد ہوں۔ سب تم خبردار خبردار ہمیں ہاتھ نہ لگانا اب  
مناروں کی برادری میں جگہ کے بیٹھو داس جھلے پر  
بیگم صاحب ہن بیٹھ کر سکین زرا یوں ہی سی ہنسی  
لب پر آگئی۔ نواب بہت ہی چھپے۔ مغلانی گردن پھیکر  
مسکرانے لگی۔

بیگم صاحب نے بڑی شرمی کے ساتھ کہا ہن سنا پانی  
کے غرض اب آپ بھی آب خاصہ کی تھیں۔ میں سستی  
تو تھجھست جاتی موتی کا۔ چوکی جھو کر ہی ادرا غلہ صدم

چھچھ نذر لگانے چھیلی کا تیل

یہ دو نوٹ نہیں جب آتی تھیں تو اگر دن بھیتی تھیل  
بی قوالنسا بیگم اور بی نازو جان صاحب ہو میں۔  
نواب صاحب نے چھڑنے کے لیے کہا۔ اخلہ اسے یہ  
نازاد و قرن کا ذکر ہو وہ دھو کر بیان کالی کالی سی۔  
بیگم صاحب بہت ہی جھلا میں۔ کہا نواب اگر اس وقت  
تمنے دل لگی کی یا ہنسی کی کوئی بات کسی تو املہ کو گواہ  
کر کے کہتی ہوں کہ میں کرکھے پر سے بھانڈو لگی تو اب  
صاحب نے کہا اسے کہیں ایسا غضب بھی نہ کرنا بیگم اچھا  
اب اس بات کو جانے ہی دو مگر ہننے تو ان موتی چوری  
دالہون کی جھوکی کالی کالی ہن۔

بیگم صاحب بولیں چلو بس اب خاموش ہی رہو اور  
جلاتے ہو سکودہ گوری جی ہوئی تو کیا سوئی مالزادوں  
سٹرخصمی رائے گور سے بنے پرستی تن حرف - زود  
ہو ایسے حسن پر خدا اس چڑیل کو غارت کرے جو میری  
سوت بنی ہو اور عافی گھر طی کی موت آئے موی کو۔  
مغلانی باوجود اب کچھ اور باتیں کیجئے۔

نواب غصے کو ٹھوک دو بیگم صاحب تین قسم ہیں۔  
اب بیگم صاحب بھی زرا دھیری ہوئیں کہا کیوں نواب  
افس تو بڑا ہوا ہر گاہ دشمن کو تھارے کہ یہ بلا کمال  
سے تازیل ہو گئی مگر کیا کرو نواب بشیر الدولہ کی دوستی  
کا لحاظ لگایا نواب صاحب نے کہا بشیر الدولہ کی قیمت  
دیکھئے آپ ران پر پونڈر لکھڑ تھیلے لکے بس چا تو  
پر گیا۔

بیگم صاحب کے چہرے کا رنگ اس بیان سے کتنی قدر  
متغیر ہو گیا اور اسکی دہرے ناظرین کتاب خود بیوقوف  
ہیں اسکا بیگم صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اگر نواب صاحب  
زرا بھی قیافہ شناس ہوتے یا انسان کی خلقت سے  
انکو کچھ بھی واقفیت ہوتی تو سامعہ جاتے کہ کچھ دال  
میں کالا کالا ضرور ہو مگر وہاں سمجھ سے کیا سر دکار  
نواب - ہم تر پتے تھے تھارے بغیر بیگم واللہ۔  
بیگم - اے ہر کیسا کچھ رانوں کو خند نہیں آتی اتھی۔  
میں نے سنا دشمن بیمار ہو گئے تھے۔

نواب - غصے یہ پنے کی بات کی کہنے  
بیگم - ہائیں۔

بیگم - جسے آفرین کی آرا اُس بڑی چوڑی دالی نے  
اور کس گئے۔

نواب - اُس بڑی چوڑی دالی کو کھدے کیا تمہارے

بیگم - اور اسکی دونوں چوہوں کو وہ چوہا کیالی ہیں۔  
دسکر اگر خدا غارت کرے گئے کہنے کو۔ اتنی قرن جو ان کے  
نواب کیوں اپنی زبان سے کسی کو بُرا کہو بیگم۔

بیگم - اندک سے عین دونوں آج کے دوسریں دن۔

مغلانی - (دہسکر) اے بڑی مہلت دے دی ہر کار۔

بیگم - نواب کی خاطر سے یہ انکو چاہتے ہیں نا بہت

سیجی دوزخ کو عین کی وہ دونوں - اور وہ موی

واقعہ دھڑلہ بھی - نیک پیدائش حضرت شمس کے رونمے

کی سیر کر چکی - سان دونوں کا شہر کا مسرہ نین

کے ساتھ ہوگا۔

نواب - (دہسکر) اب تباہ تھے جو طرکی کہہئے۔

سج سچ کہنا۔

بیگم - تھے کالی کالی لکے اور آگ لگادی۔

نواب - تو کیا کالی کالی مین یا نہیں ہیں۔

بیگم - پڑیں چوٹے کی جڑ مین۔

نواب - اور بیگم مین دودھ پوچھیں ہو گئیں

مگر روک لے گئے - تھنے کی نوبت نہیں آتی نواب

کو ہوشی تھی کہ بیگم غفائیں ہوئیں - اور بیگم کو ہوشی

کہ نواب صاحب بن ملاتے آئے۔

بیگم صاحب جانتی تھیں کہ تخلیہ ہو جائے تاکہ بانوں

بانوں مین نواب کا دل ٹٹولیں کہ اب بھی قرن کی جاہ

باقی ہو یا نہیں - مغلانی سے اُسھوں نے گھر کے کہا یہ

کیا انا مانا لگایا جو اے واہ اوہ سے اوہ اوہ سے اوہ

آخر بیان کیا کام ہر اس وقت خواہی خواہی کہ جانے

سے کیا مطلب پڑی ہیو وہ ہو۔

مغلانی تو قبول تھے گرگ باران دیدہ تھی ہی۔ فوراً

سمجھ گئی تھی اُسکر مہملوں اور خواہوں اور پھر تھوٹوں

سب کو بڑی ترسادی کہ اب اوپر نہ جاؤ تو اب صاحب بیٹے  
اگر یاد کریں بیگم صاحب بلوآئیں تو غیر رضا کہ نہیں اب  
نواب صاحب اور بیگم صاحب کی گفتگو سنئے۔

نواب۔ اب ایسی خطانہ ہوگی۔ بیگم اب تو یہ کی  
جان بن ہو کر۔ والدہ پھر اگر ایسا قصور ہو تو جو چور کی  
سزا وہ میری سزا۔

بیگم۔ یہ سب پچھلائے کی باتیں ہیں نواب۔

نواب۔ قرآن اٹھاؤ تب تو مانو گی بیگم۔

بیگم۔ تم تماشہ بینوں کی بات کا یقین کون مانے۔

نواب۔ خدا گواہ ہو کہ اب سب باتیں چھوڑ دیں۔

بیگم۔ مان مان کیوں نہیں سنئے کیا اور سنئے مانا۔

نواب۔ اب نے اعتباری اور بگانی کو تو کوئی کیا

کے گرج گرج کہتا ہوں بیگم کہ تمہارا جان حافی پر لے چھایہ

بتاؤ کہ تم میاں برج میں اتنے دن کیوں بیٹھ رہیں ہیں

سرخ ہو یا نہ ہو کہنے دن کا وعدہ کر کے گئی تھیں اور

اب کہنے دن ہو گئے جو تمہاری الفت اور محبت

ہوئی تو تم ایسا کر نہیں بھلا۔ کبھی نہیں کرتیں۔

بیگم نے اب خدا کے لیے لڑائی کی باتیں نہ کرو

بس اب خاموش ہی رہو تو بہتر ہو۔ اس ٹکڑی

چوڑی والی پر تھکتے تھے۔ شراؤ ذری۔ ابھی کیا ہو

اچھ تو مترانی اور چاری تک پر رنجو گے جیسی

روح ویسے نشتے۔ برٹے افسوس کا

مقام ہے۔

نواب۔ بیگم دیکھو برسوں کے بعد تمہیں پایا ہو اور

بڑی بڑی منوں کے بعد آج سمجھنے دن دیکھا کہ تم ادھر

اغل بغل بیٹھے ہیں۔ اور تم نے وجہ بے سبب لڑائی اور

جھگڑا کرتی ہو خدا کے لیے ہم پر رحم کرنا چاہتا ایک کام

آج رات کو تو سارا دوسری خوشی کی باتیں کرو کل شرمناک  
کر لیا۔ مگر خدا نے جانا تو یہ موت ہی ہم زندہ دیکے کہ تم کو شرمناک  
کر بیٹھے کیا جمال۔ شکایت کیسی ہم تم کو کچا دیکے کہ یہ  
کسا معاملہ تھا۔

بیگم۔ اپنے مطلب کے کیا ہوشیار ہیں۔ چلو بس ملگ ہو

تم جا کر منہ مارو بن بیٹو۔ اے ذری تو شراؤ منہ مار

سے ملے تم سب میں بدو ہو۔ اور اب بھی باز نہیں

آتے ہو تمہیں کیا ہو گیا ہو۔ نواب۔ ہاں مجھے تنہائی کی

فصحت پھوٹ گئی اور خانوں جنت کی قسم میاں برج

میں جو میں رہی نا استند تو مجھے تمہاری جسدائی

استقدر کی کھلی ہو کہ میرا اللہ ہی جانتا ہے۔

نواب کے کھنڈے سے بیاضہ نکل گیا۔ مگر ایک بات تو

خبر دیکھنے بیگم۔ تمہاری محبت میں شک نہیں بلکہ

محبت ہی نہیں۔ شکوہ ہے ایک قسم کا عشق ہو۔ مگر

فہم بھی پری ہو پری عجیب صورت بتاتی ہو۔

ابھی کو کل ہو جوانی کا تیار انداز

چودھویں سال ابھی نام خدا ہو آغا

قل سے گاؤں پہ نہیں بھولا سنا ہوا ناز

چشم بد دور رہے نام خدا خوش آواز

ایسی بوسہ لگنے کا کیوں نہ میں ارمان کروں

سیب جنت کا بھی اس ٹکڑی یہ تو لگان

مگر تمہارے حسن کے مقابل میں کیا حقیقت ہو

اسکی تم بد رہا اس سے اچھی ہو۔

بیگم صاحب سمجھ گئیں کہ اس جلدی مرد شہو کی

پر نواب کی جان جانی ہو کہ یہی ہزار غنیمت ہو کہ میرا

استقدر تو خیال ہو کہ بن بلائے چلے آئے اور اسکی

تعریف بھی کرتے ہیں تو دبی زبان سے۔ گودل میں



ہستہ ہی برائین۔ مگر نمیدہ سمجھ دار عاقبت اندیش  
تھیں شہرت کے گونٹ کی طرح کی گئیں اور ان تک  
نہ کی ایسی نیک بیان بھی کم ہیں۔ اللہ کے خیال  
عصمت اور نواب پر تو واقعی اتنی جان جاتی تھی مگر  
انکی یہ کیفیت تھی کہ اور دن پر دوسرے ڈالتے  
پھرتے تھے۔

نواب بیگم تم اس وقت شاید غما ہو گئیں۔

بیگم۔ اوئی غم کی کی کون بات ہو بھلا۔

نواب۔ نہیں بھارے شہر سے پایا جاتا ہے  
واللہ۔ تم اس وقت غما ہو گئیں۔

بیگم۔ ہم ایک پر عاشق ہوئے ہیں نواب۔ ایسا  
خوبصورت جوان ہے کہ دیکھو غش غش کر جاؤ۔ ہائے میری  
اسکی باگی اور پر عاشق ہو گئی۔

نواب۔ (دراستہ بھلا کر) کیا۔ (بہت ٹھاکر)۔

بیگم۔ بھلا ایک شخص کا عشق ہوا ہے آج کل۔

نواب۔ عشق! تم کو؟ کس کا عشق!!!

بیگم۔ کا ہے کو بتائیں۔ واہ۔ بونہ۔!!!

نواب۔ (گھبرا کر) آخر ہم بھی تو نہیں۔

بیگم۔ بتانے کی بات نہیں ہے۔ تم تو مجھے پر گئے

میرے گم سے نا حق نکل گیا۔

نواب۔ اچھا میں توین سننے میں کیا حرج ہے۔

تراؤ کس پر عاشق ہوئی ہو۔

بیگم۔ ہم ایک چوڑی والی کے چوکے پر عشق

ہوئے ہیں۔ ہائے کیا صورت پائی ہے۔

نواب۔ (شرا کر) بڑی ایک ہوتی۔

بیگم۔ تمہارا اجاڑ ہے۔ تم کو ہار انوت نہیں

تو تم کو تمہارا خوف کیوں ہونے لگا۔ بھلا۔

نواب اور بیگم میں یہ نوک جھونک ہو رہی تھی  
کہ نواب غصت آرا بیگم کہ میں۔ آخاہ عکری۔ دھلا میں  
یہ آج کدھر سے چاند نکلا۔ یہ کہاں بھول پڑے انکھیں  
تو سن گئیں۔ دیکھنے کو تھکے سب کی محبت چوڑ دی ہے۔  
بھائی نے کئی دفعہ تم کو یاد کیا مگر تمہارا تو چٹا ہی نہیں  
لگتا کہ رہتے کہاں ہو ایسی بیرونی اور طوطے جیسی

بھی نہ جانتے۔ دروازے پر سے ہمارے جانے لگے

مگر یہ تو فتنہ بھی نہ ہوئی کہ ذرا اچانک تو لین خیر صلاح

تو دریافت کر لیں۔ ملنے کی تو قسم کھائی ہے انھوں نے

ذرا اٹھو ہماری محبت نہیں رہی ہے۔ اسوس۔

محمد عکری کی بقدر شرمائے۔ کہا میں خدا گواہ

ہے طبیعت گرمی کے سبب سے بڑی پریشان تھی

ورنہ ضرور آتا۔

غصت آرا بیگم نے کہا ہے تو کبھی خیر صلاح کو کہی

بھیجا ہوتا کسی مہری سے کہا ہوتا کہ سننے کرنے کی

خبر نولادہ جا کے اور میں تو کسی چوڑی والی کو بھیجا ہوتا۔

اسپر بیگ صاحب اور مغلائی نے تہقہ لگایا

اور نواب صاحب سخت پریشان ہوئے۔

اب سنئے کہ نواب صاحب نے بیگم کی

بڑی خوشامدی اور کئی بار شرمی خمیں کھائیں کہ اب

ہرگز ہرگز کسی سے دل نہ ملائیگی۔ بیگم کو گواہی اس

اتوار کا مطلق یقین تھا مگر ان میں ہاں ملتی جاتی

تھیں کہ چلو اب تک تو کچھ ہوا ہے۔ واہ۔ اب

آئینہ سے نہہ کر لو۔ مگر قریب اسس ہوئی

قرین چھوڑ کر جاہست چھچھوڑے نا۔ اسوقت توین

بیسے باتیں بناتے ہو۔ جہاں وہ باؤ کی اسب بھول

جاؤ گے۔ نواب صاحب نے کہا کیا مجال بھول جانا کہی

نواب اچھا کو سو۔ مہری ذرا سا پانی لا دو بیگم کو۔

بیگم۔ ہمارے ساتھ مٹا بڑج چلے چلو۔

نواب۔ لکھنؤ کو چھوڑ کر تو بشت جلدی کی بھی

گوئی نہیں ہو لکھنؤ ہو اور دنیا ہو۔

بیگم۔ لکھنؤ ہوے میں رکھا کیا ہے۔

نواب۔ اپنا شہر تو ہے۔

بیگم۔ پھر ایسے شہر کو لیکر کوئی چاہے۔

نواب۔ اچھا چلوئی سال چلیں۔

بیگم۔ چلو اللہ جانتا ہے چلو۔ (دھنکی اور پوچھ پوچھ

جہان کیا ہو وہاں چلو۔ مگر اس شہر کو چھوڑ کر کون کے

لیے۔ نہاں تھاری آداری کی بڑھتی جا رہی اور تم خراب

ہوتے جاؤ گے اور میرے درگور ساتھ کے بیٹھے لائے

اور بھی تمکو چمک دیتے ہیں تمہارے اپنے کو کیا سے کیا کر دیا

کین مونی قرن ہو اور کین کوڑی نارو۔ اگر تو بڑے

دن اور اسی طرح رہے تو خدا ہی دانک ہے اور آج

ہم نے یہ سنا کہ تم کا لالہ پانی بھی پینے لگے ہو۔ اللہ عافتا

ہے۔ بڑی بڑی بات ہے۔ سب میں بدنام ہو جاؤ گے

اور کوئی تمکو اپنا حق تک پینے کو نہ دے گا۔ نواب بڑے

شرم کی بات ہے۔

نواب۔ بالکل جھوٹ ہے یہ کہنے کا تمہارے۔ ہمارا

سامنا کر آؤ۔ در نہ ہم باڑ جانی گئے۔

بیگم۔ اللہ قسم تو انکھوں میں گھر کرتے ہو ذرا تو شراؤ۔

نواب۔ افسوس۔

نواب۔ یہ باتیں تمکو پتہ نہیں آتیں۔ جو ٹپسے

میرے تن میں ہیں آگ لگ جاتی ہے۔

بیگم۔ اللہ قسم ذرا سچ کہنا۔

نواب۔ آخر یہ کہنے کا تمہارے وہ کونسا لڑکھن بیان ہے

یہم ایسے نہیں ہیں۔ وہ بھول جانے والے کوئی آدمی

ہوتے ہوئے۔ اچھا مہر لیں کو حکم دو کہ لنگڑی اور پتلی

لیجائیں کسی دیوانہ اور بچی ہیں۔ بیگم صاحب نے

مہر لیں کو بلا کر حکم دیا کہ اس متابی پر خوب پانی چھڑکو

اور روشن چھھاؤ۔ اور یہ لنگڑی لیجاؤ اور دو پنجریان

رکھ دو اور برت اور گیوٹا دو نوں چھڑوں میں لالہ

اور نیچے والی کو بلاؤ وہاں نیچھا ٹنگ رہا ہے جب

سب سامان لیں ہو گیا تو نواب صاحب متابی پر

جاکے بیٹھے اور ٹھوڑی دیر کے بعد بیگم صاحب

بھی شریف بیگم

دوسرے روز وہ بہر بیگم صاحب کے گونڈن

نے پھر انے آئے کچھ کہا اور نواب صاحب کی طلبی

محکمہ میں ہوئی گئی تو دیکھا کہ بیگم صاحب ٹھنڈے

ہوئے بہت ہی خفا بھی ہوئی ہیں۔ پوچھا کیا خدا غوا

پچھت علیل ہے کہ کہاں اب ہے نہ بولو۔ اسی سے

جا کے بولو۔ مردار سے جسکے لیے ٹھنڈی سانس

بھر رہے تھے۔

نواب۔ ارے! بکڑ گئیں!!!

بیگم۔ تمکو تو اس کے بغیر چین ہی نہ آئیگا۔

نواب۔ آخر یہ تمہے کہا گئے۔

بیگم۔ میرے سامنے ٹھنڈی سانسیں بھرن تنے

اوراد پر سے باتیں نہ بنائے ہو۔ ذرا تو شراؤ۔

نواب۔ تم تو ہمارے لڑائی ہو بیگم۔

بیگم۔ میرے کالج میں اسوقت ٹھنڈک پڑج

میں گھنوں کہ انکی کھاٹ بھجائی ہوئی نکلی۔

نواب۔ کیوں کسی کو کوئی ہو بیگم سانس کیلئے

بیگم۔ میں کوس کوس کے کھا جاؤ گی۔

کہ نواب یہ تم کو کیا ہو گیا ہے۔ مگر بے سود ہو گیا۔ مگر صاحب کے پاس بیٹھنے سے اک ذرا لطفی ہوتی تھی لیکن قرآن کا حکم مارے ڈالتا تھا۔

اب بیٹے کو صاحب جن کو دستہ کا اچھا موقع مل گیا میان میں نے آنے کا حضور ایک عورت کلاں کو بھی میں بستی ہو داد اس شہر کا قطب ہو مجذوبہ ہو۔ اور کوئی تیس برس کا سن ہو گا۔ پہلے ہنسی تھی اب اس کا کوئی نہ بے بین ہے مگر جو کتنی ہو مہی ہوتا ہو اس کی بات کل نہیں کہی میں نے ہزاروں بار تجو یہ کیا ہے ابراہیم کی عنایت سے کبھی میرا تجو یہ پٹ نہیں پڑا حضور ایک دفعہ میں اپنی نانی کو لیکر اس عورت کے پاس گیا ہوا کہ کر کے میں نے کہا کہ انکو جلنے دے ہو گیا ہے ان کے حق میں کچھ عیب ہے۔ کہا پرسوں اچھی ہو جائیگی اچھا چھو کرے پینگی اسکی برات نکلیگی۔ جیسا جیسا ہے۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔ اتفاق سے تیسرے روز میری نانی نے انتقال کیا اور جنازہ نکلا۔ اس وقت ایک دوست نے مجھے یاد دلایا کہ مجذوبہ کی بات کتنی صحیح نکلی کہ سن یاد بھی ہو جائیگی۔ اور اسکی برات نکلیگی برات اسی جنازہ سے مراد ہے۔

نواب صاحب بھرے میں آگے رانڈی میں سے گھر گیا تھا۔ دونوں نے اس مجذوبہ کی تولیہ کے بل بانڈھے نوبت بانجا رسید کہ نواب صاحب نے واروہ کو اس کے پاس بھیجا اور پانچ اشرفان نذر کے طریق پر بھیج دیں کہا تھا کہ گن ہوا سکو اپنے ساتھ لاؤ اور نہ آئیں تو ہم خود چلیں گے۔ واروہ صاحبہ میں اور آخر کو ہمراہ لیکر مجذوبہ کے بیان ہوئے دیکھا تو ایک شرمخ و سفید عورت کلاں کو بھی کے ایک بیچ میں بیٹھی ہے۔ پاؤں دریا کی جانب ملے ہوئے ہیں

جو ہر وقت میری طرف سے تنکھو ٹپکا یا کرتا ہے اور جھوٹا جہان میں کتا ہو میں ایسے آدمی کا اپنے بیان رہنا پسند نہیں کرتا تم بتاؤ وہ کہ تم سے کئے کہا۔

بیگم لے ڈرا سنبھلو بیگم بے بائین نہ بناؤ۔ پھر جو ہم کو غصہ آجایگا تو ساری سچی کر کری ہو جائیگی ایک تو چوری دوسرے سب زوری۔

نواب بیگم خدا کے لیے اب وہ بائین کرو کہ ہمارا دل پہلے ایسی باتوں سے ملال ہوتا ہے۔

بیگم یہ کون دشمنوں کو کیا سودا ہو گیا ہے جو دل پہلنے کی باتیں کروں۔ نواب تنکھو اس کج بحث کا عشق نہ چھوڑے گا خدا اسکو غارت کرے۔

نواب (آہ سرد بھر کر) افسوس ہاے کیا کروں۔ بیگم لے یہ سنانے تو یہ ٹھنڈی سالیں بھر دینیں سیدی طرح بیٹھنا ہو تو بیٹھو۔ میں تو باہر جا کے ان مونڈی کا لون میں دل بھلاؤ جنھوں نے تنکھو ابھار اٹھا کر کے ان دھاروں کو بھو چایا۔

نواب اچھا بیگم تم بھی بائین سنانو جو بی میں آئے کہ ہو۔

### محمد عسکری کی مہتابی

کچھ روز تو نواب ہلال رکاب بغول دینا بامدقاً چند ان پریشان نہیں رہے مگر جب نکو ماہوسی ہو گئی کہ اب بی توں نہ ملے گی تو اتنی انتہا سے زیادہ قلق ہوا یہ کیفیت ہو گئی کہ کھانا پینا حرام باہر باورچینے میں خاص پڑ عمدہ عمدہ کھانے پکاتے ہیں اور اندر سے بھی کھانا آتا ہے۔ مگر انکو بھوک نہیں چھا صاحب در وقت سے سے چھٹے ہیں بیگم صاحب بار بار بلاتی ہیں اور سمجھتی ہیں

قریب گئے تو دیکھا کہ خوبصورت اور کم سن عورت ہے۔  
ان لوگوں نے تو بتیں برس کا سن بتایا تھا مگر داروغہ  
کے نزدیک کوئی باتیں برس کا ہے۔

ممن نے قریب جاکر جھک کے سلام کیا بڑے  
غور کے ساتھ ان سب پر انھوں نے نظر ڈالی تو ممن  
نے داروغہ کو اشارہ کیا کہ اشرفیوں کی نذر دکھاؤ  
داروغہ نے اشرفیوں کی نذر دکھائی۔

مجذوبہ۔ ہٹ ہٹ ہٹ ہٹ۔ الگ ہٹ۔  
داروغہ۔ اگر یہ نذر قبول نہ ہو تو غضب ہو جائیگا

مجذوبہ۔ قرن کی جاہ ہے۔ ہان باقرن!!!  
داروغہ۔ (گاپٹے ہوئے) حضور یہ نذر ہے۔  
مجذوبہ۔ ناز کی بن قرن ہے۔ ہان باہ!۔  
ممن۔ تو اب یہ نذر تو قبول فرمائیے۔

مجذوبہ۔ ہان! قرن کی بن ناز ہے۔ ناز۔  
ممن۔ موج میں بن اس وقت۔

مجذوبہ۔ قرن اور ناز۔ ناز اور قرن۔  
اختر۔ مگر کیا رھام ہے والدہ۔ کیا بہار ہے۔  
ممن۔ مردہ آئے تو زندہ ہو کے جانے بیان  
سے والدہ کیا رھام ہے۔ سبحان اللہ۔

مجذوبہ۔ مردہ اور زندہ۔ ہان باہ!!!  
ممن اور اختر تو گٹھے ہوئے تھے مگر داروغہ  
رازدان نہ تھا اس سے ان دونوں نے جھپایا  
تھا۔ اگلی نواہش تھی کہ نواب صاحب کو لوٹیں  
مگر داروغہ کے سبب سے دال نہیں گھٹی ہے۔

مجذوبہ نے گردن ہلا کر کوئی دوسرا دفعہ  
(ہان!) کہا ہوا کہ اب انکا مکمل کلام تھا۔ اور کیا کلام  
کیا سنی۔ مجذوبہ کی بڑا سی کا نام ہے۔ مجذوبہ

اسی طرح بڑا تار ہے۔

مجھے پٹھے اٹھ کھڑی ہوئیں اور برج سے نیچے  
اُتر کر دریا کے اندر کود پڑیں۔ اور پیر نے لگیں۔  
اور پیر نے پیرتے یہ کہتی جاتی تھیں۔ (قرن کا عشق  
اور ناز و بغل میں ہان! ناز کی بن قرن اور  
قرن کی بن ناز۔ ہان! ہان!)

اختر نے داروغہ سے پانچ اشرفیاں لیکر خود نذر  
دکھائی تو ممن نے کہا بھئی کیا دوشی جانکلو ہو۔ وہ تو  
پیر ہی ہیں۔ اور آپ نینوں سے کھڑے اشرفیاں  
دکھاتے ہیں۔

اتنے میں مجذوبہ نے ایک غوطہ لگایا اور ابھرتی  
پھسکی مار کر اشرفیاں لے لیں اور ان سب کے سامنے  
دریا کے اندر پھینک دیں اور کہا قرن کی جاہ اور ناز  
کا بیاد۔ ہان! اور اشرفیاں ہان! اور قرن اور ناز  
اور ناز اور قرن۔ ہان۔ اللہ۔ اللہ۔ مولیٰ۔ دانا  
اچھا نواب کو ففس پر لاؤ۔ بھئی پرمت لاؤ۔ لاؤ ففس پر  
مگر قرن اور ناز۔ ہان!۔

تھوڑی دیر کے بعد یہ سب نواب صاحب کے ان  
واپس آنے انکو دیکھتے ہی نواب صاحب کھڑے ہو گئے  
اور بڑے اشتیاق سے پوچھا۔ کو بھئی کیسی گزری۔  
داروغہ۔ سرگردہ تو ایک عجیب دربار ہے۔

نواب۔ ہان! رسیدہ ہیں۔ بالکمال۔!۔  
داروغہ۔ حضور غلام تو کاٹنے لگا۔  
ممن۔ خداوند غلام کیا عرض کرے۔

نواب۔ بیان اختر۔ اعتبار کے قائل ہے یہ بات  
اختر۔ اب حضور راستے میں بائیں ہونگی حضور  
کو یاد فرمایا ہے۔

ممن۔ حضور پھر لک جائینگے۔

اختر۔ اے ممن تو شک نہیں والہ۔

داروغہ۔ اور مقام کتنا اچھا ہے کہ وہاں۔

اختر۔ جی خوش ہوتا ہے روح کو بالیدگی ہوتی ہے عجیب

مقام ہے والہ۔ اور میرے دل کو یقین ہے کہ اگر اسے تقدیر

ضرور حاصل ہوگا۔

نواب صاحب نے جلدی جلدی کپڑے پہنے اور نفس

پہن سوار ہوئے اور کہا ابھی تم لوگ ٹھم رہاؤ۔ نیویں

ٹھم رہو اور ہوئے۔ جب گلان کو بھی ہوئے تو لب دریا

نفس دگ بی۔ اور نواب صاحب اختر کو سر کرنے لگے۔

اتنے میں ٹھم بھی آیا ممن اور داروغہ منتہے ہوئے

اترے اور میان اختر بھی نواب صاحب کے قریب آئے

کھڑے ہوئے حضور سچ کیسے گا روح کو بالیدگی ہوتی ہے

یا نہیں عجیب ذرا بخش مقام ہے والہ اور سچاں

میں تو عاشق ہوں اسپر۔ دریا کی موج زنی کیا مزہ دکھائی

ہو کہ باید و شاید والہ جی خوش ہوتا ہے۔

نواب صاحب نے وجد میں لے کر فرمایا ابھی سمنے

اس وقت برجستہ ایک شعر کہا ہے۔

ممن۔ ہاں حضور فرمائیے والہ مزہ آجایا گا۔

داروغہ۔ ضرور کیسے خداوند۔

اختر۔ حضور کی طبیعت داری میں

کیا شک ہے۔

نواب۔ ابھی سستا۔

ممن۔ جان لڑی ہوئی ہے سرکار۔

نواب۔ عرض کیا ہے۔

جس طرف پیک نظر جاتا ہے

سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے

ممن۔ ہم لوگ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک کچ

میں جلوہ نگین ہیں۔ سلام کیا پس دیکھتے ہی ذرا براؤ

ہوئے کہ میں نے اشارہ کیا اور داروغہ صاحب نے

معاذ نذر دکھائی۔ پس نذر دکھاتے ہی اسنے رٹ لگائی

والہ قرن اور نازو۔ نازو اور قرن۔

نواب۔ (خیر ہو کر) والہ!۔

ممن۔ حضور کے نمک کی قسم۔ خداوند جو ذرا

اختر۔ خداوند اک دوسو دفعہ کہا ہوگا۔ قرن اور

نازو۔ نازو اور قرن۔

داروغہ۔ ہاں حضور صحیح ہے۔ ایک دفعہ لہر جاتی

تو جہم سے دریا میں کود پڑیں۔ اور میرے لکین۔

ممن۔ پہلے تو نندہ میں لی سگرور میں غوطہ

لگائے جس طرح جیل جھٹکا نہیں مانی ہے اسی طرح

جھٹکا مار کے بانجوں اشرفیان ہاتھ سے چھین لکین

اور دریا میں پھینک دیں اور کہا نواب کو بلاؤ

بلو کھی پر نہ آئیں۔ نفس برائیں۔

نواب۔ تو کیا آپ لوگوں نے کہا تھا کہ لڑکھا

نے ہکڑا بھیجا ہے۔

ممن۔ بات کرنے تک کی نسبت تو آئی نہیں۔

داروغہ۔ آپ کا تو کوئی تذکرہ بھی نہیں آیا۔

نواب۔ بھئی ہیکو اب اشتیاق پیدا ہو گیا۔

داروغہ۔ اشتیاق۔ اور حضور نفس کو حکم

دیکھے۔ ایلے موقع ملے کہاں ہیں۔

نواب۔ حسین علی کمار دن کو حکم دو کہ

نفس نکالیں۔

حسین علی۔ بہت خوب خداوند۔ میرا نفس

نکاو سرکار سواہ ہو گئے ابھی لاؤ۔

اختر۔ سبحان اللہ حضور سبحان اللہ۔  
ممن۔ کیا کہا ہے واللہ۔ ۴

سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے

دار و غمہ۔ کس در بے کا مطلع ہوا ہے۔

ممن۔ حضور کہتے نہیں۔ کیمن تو خوب کیمن۔

نواب۔ اور سینے کا غرض کیا ہے۔ ۵

ہم کھڑے ہیں لب دریا صاحب

دل تری دید کو لب دریا ہے

اختر۔ اعجاز! اپنی جان کی قسم کیا خوب کہا ہے۔ ۶

دل تری دید کو لب دریا ہے

واہ واہ۔ اے سبحان اللہ۔

دار و غمہ۔ لہرانے کے لفظ نے جان ڈال دی۔

نواب۔ یہ آپ کی قدر دانی پر سینے کا یہ

لکھتے لکھتے غمہ ہے یہ ہونے کے چوبے

دل مرا کا بوسے اب جاتا ہے

راوی۔ اہلی کی جڑ سے نکلا ہنک۔

ممن۔ اور برجستہ فراتے ہیں حضور۔ یہ دوسرا

تکلف ہے واللہ۔

نواب۔ بھئی آرد میں لطف سخن کیا۔

اختر۔ حق ہے پیر و مرشد۔ بجا

ارشاد ہوا۔

نواب۔ کہوں تو سب کچھ مگر صفت کمان۔

راوی۔ چند دے نصرت بھی ملے جب۔

تھوڑی دیر دیا کی میر کہے یہ چار دن آدی

کمان کو ٹھی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ زعفرانی

ساری پہنے ہوئے ایک عورت بیٹھی تو تے

سے باتیں کر رہی ہے۔

میان ٹھوڑے صحت اللہ پاک ذات اللہ۔ پڑھو تو  
پڑھو نہیں تو بیچارہ خالی کر دیتے بیٹے۔ اور اللہ کو کسی نے  
دیکھا تو یہ نہیں مگر سب کے سب اللہ ہی اللہ کہا کرتے  
ہیں۔ اور پانی جو دریا میں غوطہ آجاتا ہے تو حسب الجحیم  
اعلیٰ اور نظم و نسق مما لک نشو و نما از رتق و فتر صوفی غم  
و حل و عقد کنگو ذمہ و شرد و اشتقام حاصل و خمار ج از  
امطار و از بار و تعمیر مرزدوم ہرزہ زمین و تو فیر کشت و  
کار و ہاتھین مآثر فرادان و آثار نمایان بر روے  
قرصہ روزگار منظور رسانندہ۔

نواب صاحب نے آگے بڑھ کر ڈرتے ہوئے

جھٹک کے سلام کیا تو مجھ وہ نے تین چار بار (ظن)

کھٹک اشارے سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔

نواب۔ تندر تو قبول ہو۔

مجذوبہ۔ نہیں قبول ہوگی۔

ممن۔ بس اب اصرار نہ کیجیے گا۔

مجذوبہ۔ کمان بھگادیا قرن کو۔

نواب۔ کیا معلوم کمان چلی گئی۔

مجذوبہ۔ قرن اور ناز و بان با۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑتا ہوں)

مجذوبہ۔ اس مکان کو لکھتا ہوں اور آج کے سو دن

قرن کو میں لیکر بیٹھ بنا دے لکھتا ہوں دے لکھتا ہوں

نازد اور قرن بان با۔

نواب صاحب کا کچھ گز بھر کا ہو گیا چوڑی اور

دو دو اب کیا دیکھتا ہے۔ میں لکھتا ہوں۔ فوراً حکم دیا

دار و غمہ صاحب بس لی سے بہت شروع ہو جائے اور ایسا

بنواد کہ دوسرا مکان اس قطع کا شہر بھر میں نظر نہ آئے۔

نواب صاحب نے ہاتھ جوڑ کر کہا حضور یہ تندر قبول

اور یہ کہہ کر دس اشرفیاء قد مون پر کچھ دین۔  
مجذوبہ نے کہا قرن اور نازو بان !۔

نواب صاحب سمجھتے تھے کہ یہ کوئی بوڑھی یا ادھیڑ عورت ہوگی مگر اس نے دیکھا تو جوان میں بایس برس کی سن اور جوانی کے علاوہ خوبصورت پاکیزہ طلعت اور صحبت کے ساتھ نمکین غصہ دھاتی تھی۔ یہ اس مہ نقار پر کچھ گئے اور من انکی چتون سے تاڑ گیا کہ سرکار کا دل آگیا مجذوبہ پر ہی تھی۔ قرن اور نازو۔ بان ! بان !۔ اور نواب اسکی ایک ایک ادا پر لوٹ ہوئے جاتے تھے۔ کہا اگر آپ کی رائے ہو اور آپ کے خلاف نہ گذرے تو میں ہر روز حاضر ہوا کروں روز پڑھ پڑھ پر آپ کی خدمت میں بیٹھا کروں۔

مجذوبہ۔ وینا دار کا بیان کیا کام ہو۔

نواب۔ صحبت کا فیض۔

مجذوبہ۔ ہوا دوس ! بان ! بڑھ گیا !۔

اختر۔ کیا بات ہو خدا گو اہم یہ خطب ہیں۔  
اور نہ لکھو اب تک کب کا سیتا ناس ہو گیا ہوتا۔

نواب صاحب نے داروغہ کو حکم دیا کہ جا کے میر شہزادہ علی اور سفیر کو بلاؤ۔ اور من سے کہاتم ڈٹو جی

جاؤ اور خاص پز کو فوراً اپنے ساتھ لاؤ۔ کو برتن اور خفیلہ در گوشت لیتا آئے کھانے کا کاش سامان

ساتھ لانے دس بارہ آدمیوں کا کھانا ہوگا۔ اور اختر کو حکم ہوا کہ چوک سے جا کر ہر قسم کے میوے اور مٹھائی

لاؤ۔ جب یہ سب نصرت ہوئے نواب باقی کون رہا مجذوبہ

اور نواب صاحب۔

اب نواب صاحب ڈورے ڈالنے لگے۔

نواب۔ غلام ہوں حضور کا۔

مجذوبہ۔ قمر ! قرن ! بان ! بان !

نواب۔ اس تیری بان کے صدقے۔

مجذوبہ۔ ایمان ساتھ جائیگا۔ بان !۔

نواب۔ (قد مون پر ٹوپی رکھ کر) میں صدقے ذری دیکھو باے کیا آنکھیں ہیں۔

مجذوبہ۔ جا جا پانی بھرا۔

نواب۔ پانی بھر لاؤں؟

مجذوبہ۔ جا جا پانی بھرا۔

نواب۔ جو حکم دودہ بجالاؤں۔

مجذوبہ۔ پانی بھرا۔ پانی بھرا۔ جا جا بھرا پانی۔

اب سینے کے میدان خالی باکر نواب صاحب نے جو انہما عشق کیا تو مجذوبہ نے پہلے تو کچھ نہیں کہا آخر

دو ایک باتیں کہہ کر خاموش رہی مگر جب اس نے دیکھا کہ نواب صاحب کو عشق بہت ہی چرایا ہوا ہے تو ذرا

لٹکا دیا اور مجذوبہ تو جی ہی کہا ایمان ایمان ٹھکانے رکھ او غافل۔ بان ! اللہ نے ایمان دیا۔ مولیٰ نے

ایمان دیا۔ خدا نے ایمان دیا۔ یہ ایمان دیا ہو مگر ٹھکانے رکھ ایمان۔ بان ! ساتھ کیا جائیگا

مکان پیوند زمین ہوگا املاک پیوند زمین ہوگی۔

جواہر لبت تھیں۔ روبہ ہاتھ کا میل ہے۔

سب چھٹھڑا رہا ایک صاحب لاؤ چلیکا بخارا

بان ایمان البتہ ساتھ جائیگا مگر دیدنی ہو کہ باغین چاندنی اور اسکی مالک چاندنی خانم اور زر نغور اور زلف

دوون ہوں نے بل کی لی۔

کٹ گئے ہو کہ زلف مجنونا لے

بل کی لیتے ہی رہے بال ہ گونگیا لے

نواب صاحب نے اس شعر کی بڑی قدر رکھنی کہ میں  
خوب فرمایا ہو۔ مگر مجذوبہ نے ذرا شہوانی نہ کی اور نہ  
انکی داد دینے کی داد دی بلکہ بہت ہی بگڑ کر اپنے  
ایک کتے سے بایتیں کرنے لگیں۔

سن رہے شیرا چاہے تو چاہے تیری بھینسی۔ بھجا۔  
پھٹکے پھٹکے۔ اٹک۔ اٹک۔ دور دور زمین کو چوٹا  
دیتے ہی ہاتھ بٹا دیا۔ مان تری کو اشارہ لیس ہو  
کے کسی سے سمجھے کوئی۔ ہاں! اور اللہ دے لوگ  
پہونچے ہوئے اللہ دے لوگ۔ رسیدہ صاحب کیل  
صاحب دل افہام کے پچانے والے لوگ بڑی  
ہاتون سے دور دور۔ اور اگر چاہوں تو ابھی ابھی  
جلاوون سے سخت کر دوں نیست تا بود کر دوں۔

بھسم کر دوں۔

راوی۔ اس بھسم کے لفظ سے انسان اگر ذرا بھی  
ذکی بالطبع ہوتا تو سمجھ جاتا کہ یہ عورت تو مسلم ہو در نہ  
بھسم کا لفظ زبان پر نہ لاتی۔ مگر نواب صاحب تو  
عشق کے مارے اندھے ہو رہے تھے۔ انکو خیال  
کچھ۔ لیکن اسکے دل میں ذرا خوف پیدا ہوا کہ انکی  
بددعا غی سے ڈرنا چاہیے ایسا نہ دعا ہے بد دے  
تو خدا جانے کیا کا کیا ہو جائے۔ انکے نزدیک

مجذوبہ کو یہ قوت حاصل تھی کہ جو عداوے دین کو تو  
مرجا تو وہ ضرور فوراً ہی مرحلے۔ اب انکو قرن کا چہرہ  
خیال نہ تھا۔ مجذوبہ بہت زکیمے ہو رہے تھے۔ گو قرن  
اس سے کہیں زیادہ جہنمی مگر مجذوبہ کی نیکی دافعی  
ستم و حقانی تھی اور نواب صاحب کی اس پر جان جاتی تھی  
یہ تو یہ بیٹھے ہوئے لکھنویوں سے گور سے گور سے کہ دو  
عورتیں اور آئین دونوں بڑی ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئیں۔

تو مجذوبہ نے ہنس کر کہا کیوں دانے نکلے۔ دانے نکلے چھوٹے  
مالن دانے کیا کرتی باگ مڑ گئی باگ مڑ گئی۔ ہاں! اچھا  
بس جاؤ۔ بس جاؤ۔ جاؤ بھگا جاؤ۔ ان دونوں عورتوں  
کو بھاگتے ہی بن بڑی۔ مگر غصے سے ایک نے ہتھ  
البتہ بڑی جرات کر کے کہا کہ اب آپکی مہربانی سے  
لڑکا اچھا ہو۔

راوی۔ اس لڑکے کو دوں بخار آیا تیسرے  
رخسار کی بان مجذوبہ کے پاس لائی۔ مجذوبہ نے کہا دانے  
نکلنے لگے مڑ جھا جائیں گے باگ مڑ جائیں گے۔ اسی روز لڑکے  
کو چھک نکلے مگر اچھا ہو گیا۔ تھوڑے دن کے بعد اسکی  
مان ایک عورت کو ساتھ لیکر شکر بہاوا کرنے آئی۔  
اور دو روز بھی بطریق نذر لائی تھی۔ مگر جو مجذوبہ  
کا رخ بدلا ہوا تھا۔ اور انھوں نے باصرار متواتر کہا کہ  
بھگا جاؤ بھگا جاؤ۔ لہذا یہ دونوں جلی گئیں کہ مجذوبہ  
تو ہی ہی خدا جانے کیا اسکی زبان سے نکلیا جائے۔

نواب۔ یہ دونوں کون تھیں۔ سرکار۔  
مجذوبہ۔ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔  
نواب۔ مجھے اسنا غلام بلکہ غلامان غلام سمجھئے۔  
مجذوبہ۔ ایمان پاک۔ آدمی بیباک۔ ہاں!۔  
نواب۔ کیسے تھوڑے کے پانوں دباؤں۔

مجذوبہ۔ اللہ کا جلال کیا۔ آفتاب۔ اللہ کا جمال  
کیا مستاب۔ جلال جمال دونوں موجود۔ دن کو جلال  
رات جمال۔ جاذبی رحمت ہو تو اندھیری غضب۔  
بہشت اور دوزخ سب اسی دنیامیں ہو۔

نواب۔ بیچارہ دھواں تجب ہو کلاس سن میں اور یہ  
بایتیں حاصل کر لیں۔  
مجذوبہ۔ دشمن کو بھی دوست سمجھے واہ۔



<p>اگر صد سال بگزرش نہ درود چو یکدم اندران افتد بسوزد</p>	<p>انہیں ایک ہوتا کوئی بیان کرے۔ ادھیڑ صاحب کردیوں وصف ہیں۔</p>
<p>آگ کا فعل جلانا ہی۔ نواب لیجے ہمارا بار درچی تو آگیا۔ اب جو بلیے وہ</p>	<p>پیر۔ جسم اوصاف سمجھیے۔ نواب۔ میں خوب سمجھتا ہوں۔</p>
<p>پکوانوں۔ مجذوبہ۔ دریا کی لہر اور اللہ کا قہر دونوں کو دیکھی میں چڑھاؤ۔ تو وہاں وہاں۔</p>	<p>اتنے میں مجذوبہ نے باقی ماندہ شراب بھی پی لی۔ اور بول اٹھا دی۔ کہا وہ دوا ہو دوا ہو تو اور ناز و بان! ناز و اور قمرن۔ بان۔ ابا۔</p>
<p>اتنے میں دو آدمی اور آگے۔ ایک نصفیت دو سرا ادھیڑ یہ دونوں بھی آن کے تو طرے فاصلے پر ہاتھ</p>	<p>ایک کہ رشونہ نذاری ہمسرے سے غنائی ہر دے از منظرے</p>
<p>جوڑ کر خاموش کھڑے ہوئے۔ انکو دیکھتے ہی مجذوبہ نے کہا لایا لایا دوا دوا لایا۔ اتنا کہ تھا کہ بولے آدمی نے اپنے نوکر کو کہا اور اس سے بول لکیرا سن رکھتی مجذوبہ نے بول لیجے سے لگائی تو نصف کے قریب پائی گئی اور دروہینے تعریف کوئی شروع کی۔</p>	<p>یہ شعر شکر نواب صاحب کا عقیدہ اور بھی جہ گیا کہ واقع میں رسیدہ اور با کمال غور تھا نواب۔ میں تو انکا مقصد ہو گیا ہوں حضرت جو بات ہو انکی وہ کرات سے خالی نہیں ہو۔ پیر۔ آپ خوش عقیدہ اور نصیب دار اور برگزیدہ ہیں۔</p>
<p>پیر۔ (ادھیڑ سے) کچھ دیکھا حضور نے۔ ادھیڑ۔ حضرت عقل نہیں کام کرتی۔</p>	<p>نواب۔ میرا دل ہی کچھ نرے دھڑکا رہا ہے حضرت میں تو اب انکا غلام ہو گیا۔</p>
<p>پیر۔ غضب خدا کا آدمی بول جڑھا لکین۔ ادھیڑ۔ جی۔ اور کس صفائی کے ساتھ۔</p>	<p>پیر۔ حضور نہیں اور شہزادے ہیں۔ کیوں نہ باریکی کو پہنچینگے آپ۔</p>
<p>پیر۔ جو کہہ یاد ہی ہوا۔ ادھیڑ۔ مجذوبہ کی بڑبڑ ہی۔</p>	<p>مجذوبہ۔ مجھو اور من اور آخر بان!!! نواب۔ واہ۔ واہ۔ اللہ سے کمال۔</p>
<p>نواب۔ کیا آپ لوگ عرصے سے جانتے ہیں۔</p>	<p>مجذوبہ۔ اور بشیر اللہ اور مراج بی۔ نواب۔ سان سب کو بلاتا ہوں۔</p>
<p>پیر۔ جلتے ہیں بلای خداوند ہماری تو لکھیں یہ ہم تو انکے غلاموں سے بدتر ہیں۔</p>	<p>مجذوبہ۔ میں نہیں کسی کا کام نہیں لکھاؤ میں کیا کام کسی کا۔ مگر قمرن کو لے لے</p>
<p>ادھیڑ۔ حضور کو ابھی انکے حالات معلوم نہیں ہوئے ہیں شاید۔ یہ تو بڑی خدا رسیدہ ہیں۔</p>	<p>بان۔ ا۔ نواب۔ (قدیم بڑوٹی رکھکام اب تو حضور کی خدمت</p>
<p>پیر۔ کیا کوئی بیان کو گستاخ۔ ہزاروں کرانیا میں</p>	

بیرسے حال پر جس سے اچھے اچھے لوگ بلجائیں گے  
میں نواب آپکا غلام ہو چکا۔

مجنوہ کچھ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور لب وریا جا کر  
کھڑی ہو گئی اور پیر مرد کو حکم دیا کہ دریا کے اُس پار  
جاؤ۔ ابھی جاؤ۔

پیر مرد نے کہا قصور غلام کو پیرنا نہیں آتا ہے۔  
مجنوہ وہ بھاجا۔ دریا میں بھانڈا پڑا۔

پیر۔ (دکڑے اُتار کر) پیرنا نہیں آتا ہے حضور۔  
مجنوہ وہ۔ آتا ہے۔ آتا ہے۔ پار جا۔ اللہ بیڑا پار کرتا  
ہو رہا اللہ بیڑا پار کرتا ہے۔

انکے دوست نے کہا یہ بڑی مصیبت ہے اگر دریا میں  
اُترتے ہو تو گھر سے مین جا کر خواہ مخواہ ڈوب جاؤ گے  
پیرنا جانتے نہیں اور نہیں جانتے ہو تو عمر بھر کا ریاں  
کیا کر لیا میاں میل ہوا جاتا ہے۔

پیر مرد نے جی کوٹا کر کے کڑے اُتارے اور کانٹے  
ہوئے دریا کی طرف چلے پہلے تو بچھے۔ مگر اللہ اللہ  
کہہ کر کود پڑے تو ایک سائنڈ تک غائب۔ اسباب

اور پیر مرد کے دوست کو یقین ہو گیا کہ یہ ڈوبے مگر  
تھوڑی دیر بر جا کے ابھرے اب ان دونوں کی جان  
میں جان آئی کہ ابھی تک زندہ ہو مگر دونوں کو انتہائی

مایوسی تھی اور سمجھتے تھے تاکہ اس وقت نہیں ڈوبا  
تو ادھر تھوڑی دیر میں ڈوب گیا۔ پکڑے کی مان کہ تک  
غیر مناسبتی۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے پیر مرد اُس پار ہو گئے

اب ان لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ یا خدا یہ کیا اسرار ہے  
ایک شخص پیرسے سے محض ناواقف ہے۔ اور اُس  
صفائی کے ساتھ اُس پار چلا گیا نواب صاحب کو  
یقین نہیں آیا سمجھے کہ دریا پایا اب ہے۔ کڑے

اُتار کر پیر مرد کے دوست کا ڈوٹا باندھا اور دریا میں  
کودے بیچ دھار میں گئے تو پانی ماتھی ڈوبا دیا گیا۔  
میں گئے دل پر بات جم گئی کہ یہ سب مجنوہ کے کمال  
کا سبب ہے در نہ پیر مرد قصور ڈوب گئے ہوتے۔

نواب صاحب دریا میں نوب پیر کے اور بڑی تفریح  
حاصل ہوئی۔ جب نوب پیر چلے تو باہر گئے کہ اتنے مین  
داروغہ صاحب تشریف لائے اور مین بھی آگیا اور

خاص مزیع سامان کے موجود۔ تھوڑی دیر میں بیان  
انتر بھی آئے اور بیت سے آدمی جو کمان کوٹھی کے  
گھاٹ پر پیرسے آئے تھے جمع ہو گئے اور اُس زن

جو ان زعفرانی پوش کو دیکھ کر تعجب ہوئے اور باہم  
یوں گفتگو کرنے لگے۔

۱۔ ابھی یہ کیا نسخہ ہے۔

۲۔ کوئی جو کمن معلوم ہوتی ہے۔

۳۔ ذری دریا بت کرنا چاہیے۔

پیر۔ جو کمن نہیں مجنوب ہے۔ اور خدا رسیدہ عورت  
باکمال جو کہے دی ہو۔

۱۔ ہاں! کیون نہیں جی ایلے لوگ مین نہیں تو  
دنیا کیونکر قائم ہے

۲۔ بھلا ہکو بھی کچھ دعا دنگی۔

پیر۔ یہ صبح کی بات ہے جیسی لہر آجائے۔ کچھ اجارہ ہے  
کسی کا کبھی اچھی بات نسخہ سے نکل گئی کبھی بُری بات

مجنوب تو جی ہے۔

اتنے مین پر بھلی سیراک آئے۔ یہ آج دریا کے کنارے  
کمان کے بیچ لیسن کیا دم ہے۔ اور جو زبان سے ایک بار

کہہ دیں مگر نہیں کہل سکے۔ قیامت کا آنا جس طرح برحق ہے  
اس طرح بھی برحق ہے کہ جو انکی زبان سے نکلے دی ہو اللہ

ایسے مجذوب کم دیکھنے میں آئے ہیں ممکن کیا کہ بات  
ش کے میں جو وہ برس سے (مکو جانا ہوں۔ لڑکپن ہی  
سے انکا پر رنگ تھا۔ کیا دم ہو۔ وادہم تو روز  
ایک دفعہ دیکھ لیتے ہیں گرمی بھر۔ کیونکر ہر روز پرے  
آنا ہوتا ہو۔

۱۔ مگر استاد صورت کتنی اچھی پائی ہو اور آنکھیں  
کیا غضب کی آفت نے دی ہیں۔

۲۔ اور ابھی کم سن بھی ہیں۔

۳۔ ارے مان جو باخدا لوگ ہیں انکی نسبت  
ایسے ہیودہ کلام نہ کرنے چاہیے۔

۴۔ (مگر بڑے دل)۔ بجا و بھی سائی عورتیں با خدا  
ہوں تو جلدی ہی دینے سے اٹھ جائیں یہ بھی ثبوت ہو۔

**فصل بہار انسی موسم بہار کیا  
خار غم دالم مرے دل سے نکل گیا**

نواب نادر جان بیگم صاحب کے بشارے اور باؤں  
سے پایا جاتا تھا کہ نواہا صاحب نے کوئی ایسی بات انہی  
کدی ہو کہ انکی روح تک وجد کر رہی ہو باجھیں کھلی  
جاتی ہیں۔ بات بات پر قہقہہ لگاتی ہیں۔ اسکا کوئی سبب  
خرد ہو بیوجہ بے سبب نہیں ہو سکتا۔ اور لطف یہ  
گھر میں بھی غور میں خوش و خرم معلوم ہوتا ہے کہ جس خوشی  
نے نادر جان بیگم کی پور مدد وافر دی و در کردی  
تھی اس سے ان سب کو اطلاع تھی خیر اسکا حال  
تو عجیب کھلا گلاب سینے کے خلافی اور بیگم صاحب ہیں  
کچھ کاناپوسی ہوئی۔ پھر عفت آرا بیگم اور بیگم صاحب  
دونوں بہنوں میں آہستہ آہستہ کچھ بات چیت ہوئی  
اسکے بعد مسطوت ہو اور ان دونوں بہنوں نے  
بشیر الدودہ بہادر کو بلوایا اور پر مے کے پاس سے

آہستہ آہستہ گفتگو کرنے لگیں۔ بی منلانی کے سوا اور  
سب کو ہٹا دیا تھا۔ بی منلانی دیہ پر کالہ آتش تھی جو  
ضلع جگت میں شترہ آفاق تھی اور پونڈے کی گڈی  
کے لیے پچاندی اور چربانک اور پور پور پور پور پور  
بولی تھی۔

بشیر الدودہ نے کہا درازم اندمال پر آئے تو میرن  
دورن سب کو شہر بدر کرادوں مگر چند سیر میں نے کی

ہو اسکا اگر دلا سا بھی حال کھلا تو ستم ہو جائیگا۔ اور

عکس ہی سے اور ہم سے پھر رخ چل جائیگی۔ عمر بھر

نہ بنے گی۔ گوہ چون نہیں کر سکتا ہمارے آگے۔

مگر گلی بڑی ہوتی ہے۔ اتفاق ہو شاید گاؤ گیا تو کی کرائی

بات بھی گئی کڈری اور جھگڑے کا جھگڑا مفت

میں پیدا ہو گیا۔ میں اس خوبصورتی سے یہ کارروائی

کو دنگا کہ کسی کو خبر نہ پائے گی۔ اور فون لگے پھٹکری

اور رنگ چو کھا برسوں با پڑیلے ہیں۔ عکس ہی بچارہ

ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا وہ تین بارچ کیا جانے۔

مسطوت بہو نے کہا بھائی اب تمہارا ہی سہارا ہے

چھٹن صاحب اور رونق جنگ تو ایک ہی تھی کے چٹے

بے ہیں۔ ایسے کاٹھے وقت آڑے آتا ہی نہیں ہو۔

مگر مجھے وہ کام کیا ہے جو کسی سے نہ ہو سکتا۔ مجھے یہ تعجب

ہو کہ چکی بھانے قرن تو سسرال ہو چکی ناز و میہ میں

داخل ہوئی منلانیان خا میں میرا بے بیخود تین پردہ

سب تر بھر کسی کا پتا ہی نہیں۔ تعجب ہے کہ یہ ہو گیا گیا

اور آج ملک اچھی طرح سے کسی بر حال میں کھلا۔

عفت آرا بیگم کو دین سہ تو اب کسری دو لھا کتا

نڈیلے تم کھائی ہو اور بہت شنائے ہوئے ہیں کہ اپنے

کیوں نکاسا تھو دیا گاؤں میں چھٹن صاحب نے کئے کڈری

بیشتر۔ ابھی آج کے تیسرے دن تجربہ کر رہا۔  
عفت آرا۔ اللہ کرے تم ملی مراد پاؤ۔

بیشتر۔ ملی مراد تو کم کیا جانو۔ یا خدا ہمارے دلی پوری ہو جائے۔  
عفت آرا۔ مگر اپنے دل کو ذرا ایسے ہوئے ایسا نہو  
کہ ذرا دھمکک جاوین آدمی نازک مزاج اور عالی دماغ  
ہیں انکو پے پے کا ذرا لکارنا بھی۔ اور پھر ذرا انکی  
سی بھی کہنے لگنا دو ایک دل لگی کی باتیں کر دالیں۔ دل  
جس میں پلتا رہے اور مینے سے بے ٹوٹ نہ جائے۔

بیشتر۔ اللہ نے ان سب کو کافی دی کہ کھانسی کوئی وجہ  
نہیں ہے آپ دوک ناحق بھرتے ہیں میں اس کو خوبصورتی  
بندوبست کر دوں گا کہ کھنک جاتیے گا۔ چوڑی دلی اور  
ہمارا مقابلہ۔ کیا مجال میں جو لاہرہ پانا جانا اسکو  
ان حکمتوں سے کیا سوکارا۔ آخر زل فانیہ چورنی ٹون  
کی باقی جانے اور یہ حکیمانہ کاروائی جو عسکری بجائیے  
میں یہ چالاکی کمان سیدھے سادے مسلمان کی ٹانھوں سے  
انکو کیا سہوکار دے تو ہم ایسے جیسے ہوئے شہنشاہ کا کام کر  
کہ کھنک پیٹھے مجھے جے جے ادا کیا کرتے ہیں افسوس ہرگز میں  
اس وقت نازک میں جاؤنے زخمی کر دیا اور نہ اب تک قون  
کب کی لنگا بار ہوئی ہوتی۔ اس فقرے پر نواٹا دھا بیکر  
کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا اور میٹانی ہو قوع آگیا۔  
نواب بشتر اللہ بھادر حضرت ہوئے تو یہ سب سب  
خوش کہ قون کھرے لنگائی اب باہر نہیں اور مذاق  
ہونے لگا۔

سطوت بہو بشتر اللہ کے کالے کاسٹہ نہیں ہر  
عفت آرا۔ انکا بیان آجنا بہت اچھا ہوا۔  
سطوت بہو۔ اس میں انھوں نے غضب دھایا کہ انکو  
کیس و قون کیس اور اغلائی کیس اور مغلانی کیس۔

سطوت بہو نے کہا میں ایک تمھارے ذوق چکی  
تو بڑے اچھے ہیں۔ اپنے کو یوں ہی کہا کرتے ہیں  
چھٹن صاحب کیا اور کوئی کیا۔ ارے یہ سب  
ایک ہی تخیلی کے جتے بٹے ہیں کوئی کم اور کوئی زیادہ  
مگر ان کے (بیشتر اللہ) سب سے کوئی تدبیر  
اب ان لوگوں کی چلنے نہ پانیگی۔ لاکھ ہاتھ پانوں  
ماریں کوئی ان کے سامنے دال نہ لگائیگی۔ اب بھی جو  
انھوں نے کر دکھایا وہ بڑی تفریق کے قابل ہے۔  
بیشتر۔ یہ میں اور آخر دفتر سب پاجی ہیں۔

بیشتر۔ نہیں آخر ایسا نہیں ہو من البتہ ہے۔  
سطوت بہو۔ ہم تو جانتے ہیں کہ سب اسی  
ایسے ہیں۔

بیشتر۔ تم خدا کو کچھ اچھا ہی کرنا منظور رکھا۔  
بیشتر۔ ارے ہر میر تو سرتک نہیں باقی رکھا تھا۔  
بیشتر۔ غضب ہو جاتا۔ خدا جانے کیا ہو جاتا۔  
بیشتر۔ ہو جاتا تو وہ گھر کی مالک بجاتی اور ہم اسکی  
توڑ مکیاں کے رہتے یا زہر کھانے سو رہتے۔ اللہ  
نے بڑی خبر کی کہ ہمیں اطلاع ہوئی مگر انھوں نے بھی  
استعد کا ضبط کیا ہر کردار۔ اس زمانے میں باپ  
کا لحاظ نا نہیں کرنا اور بڑے بھائی کو جھوٹا  
بھائی موناگ کے برابر نہیں سمجھتا یہ وہ زمانہ آن  
ہوگا۔ انکا اتنا لحاظ جو کیا کہ آف تک نہ کی یہ بڑے ہی  
عجب کی بات ہے۔

بیشتر۔ ہر سون تک تم سب پر کھل جا سکا جاو گیا  
سطوت بہو۔ کیا کھل جائیگا۔ ارے کھل گیا جا سکا  
بیشتر۔ ابھی سے کیوں تباہ ہیں۔ اثر جانا تہا ہر  
عفت آرا۔ ہم سمجھے اگر ایسا ہو تو پھر کیا ہو چکا ہوگا

بیگم۔ نواب کے مزاج میں تلون بہت کم۔  
اسے میں مغلانی نے کہا حضور آج تو رخسار کا ہونا چاہیے  
نواب بشیر الدہلوی بات کہ گئے جسکی ہمیں امید نہ تھی  
ہم سمجھتے تھے کہ اب قمری نواب صاحب سے تمام غم  
نہ چھوٹے گی مگر انھوں نے کیا جانے کیا ٹوٹکا جادو سحر  
کر دیا کہ قرن الہک وہ الہک۔ لیکن نواب صاحب  
مگر بڑا کام کیا۔ ہمیں تو امید نہ تھی کہ شہنشاہ وہ موتی  
منہار انہیں چھوٹے کی اللہ کی شان اکی کو مری کہہ دے  
اسے میں بیگم صاحب کی ضرورت سے صحن میں آئیں  
تو دیکھا کہ درجن عورتیں بے اختیار کھٹکھٹا رہیں ہیں  
انھوں اصرار کیا کہ ہم کو بتا دیر کیوں نہیں رہی ہیں  
کیا بڑا پایا۔ ایک مہری نے ہنستے ہنستے گل امور بیان کیے  
بیگم صاحب بھی ہنسنے لگیں۔

بیگم صاحبہ کو جانانی خانم اس موتی دانی کا دوران  
ہیں دیکھا ہے ساری کی دکان پر جا کے گاڑی کی چوڑیاں  
ناگتے ہر موتی پر قوت  
جانانی۔ سانی اور کیا ایسی لواں ہوں۔

قہری۔ مجھے سنو نا۔ میں تو ساتھ ساتھ کسی بھی سیاری  
سے جا کے کہا۔ بھٹا ایک چھدام کی گاڑی کی چون چون  
تو دوسرے دوسرا اٹھٹل آدمی اسے کہا گاڑی کی چون چون  
رنگبری کی دکان پر گئی۔ آپ جو تین کوٹ شالی ہوئی  
رنگبری کی دکان پر پہنچیں۔ سکا ایک چھدام کی گاڑی کا  
چون چون دیریا۔ اسے جو مجھے ہنستے ہوئے دیکھا تو کہا  
بڑی لمبے سے یہاں تو کپڑا رکھا جاتا ہے گاڑی کی چون چون  
تنبولی کے بیان ٹیکسی۔ اب آپ بہت بڑے تین تین ہیں  
کہ مارے ٹھک گئی اور یہ سوے لوسر سے اور دڑتے ہیں تنولی  
کی دکان پر جا کے پھر وہی اک چھدام کی گاڑی کی چون چون

تو دوسرے دو۔ وہاں سلوٹ ہوئی دو مہر لٹن بھی تھیں  
ایک سے ایک ہنسور۔ اور تنولی بھی ٹھٹھول عورت  
تنبولی بھی ہنسور بڑی ہنسی ہوئی اور ایک شدید ہے  
سبحان خان کے اکھڑے کا اسے آغین بڑا دن  
کیا کچھ نہ پوچھو۔ اسے کہا گاڑی کی چون چون چرغا  
کاتنے دایوں کے پاس ٹیکسی جب ہر طرح سے ہارین  
تو یہاں آ کے کہا۔ موتی گاڑی کی چون چون کی تو شہر  
بھڑپیں ہر تال پر کال پڑ گیا ہے۔ مارے ٹھک گئی  
کوئی موا قبولتا ہی نہیں۔ کوئی بیچ کسداہ کوئی پورب  
دانی۔ تم سب نے ملے ہمیں دوا نہ بنا دیا ہے۔  
مہری۔ یہ جو نہ اکیسا دھوپ میں سفید کیا ہے۔  
مغلانی۔ اگر ہاں پور می ہونے کو آئیں اور ابھی  
اسی عقل نہیں کہ گاڑی کی چون چون کوئی جانور کر  
دانی۔ اب ہم کیا کھانے کوں جانور ہے۔

بیگم صاحبہ سے کہا کرتی ہیں کہ میں بادشاہ کے ہر  
محل میں لوگوں کی۔ تین دفعہ جہاں پناہ سے اور مجھے بتایتے  
ہوئی کیا جانے کیا جو ٹسٹ سچ اڑا یا کرتی ہیں۔  
مغلانی۔ سرکار یہ اسکی بس ڈینگ ہی ڈینگ ہے۔  
مہری۔ تنولی کی دکان پر انکی بڑی ہنسی ہوئی  
اور یہ جو دڑی بھی سمجھتی ہوں کہ یہ کیا پور ہا ہے اور وہ  
سب کے سب ملے انکو بناتے تھے۔ گاڑی کی  
چون چون نہ ملی نہ ملی۔

دانی کچھ تو بوقت تھی اور کچھ نہیں تھی جس کا کہنا  
عورتوں اور مردوں کا قاعدہ ہے۔ کہ اپنے مالک  
کے خوش کرنے کے لئے خوشامدین ان کے پاگل  
بن جاتے ہیں مگر دانی کی بنا دھٹکھا ہر نہ ہوتی تھی  
اس طرح پر پاگل بن جاتی تھی کہ ممکن کیا

دس چوسکے۔

بیکم صاحب ایک تو بون ہی محظوظا دوسرے چھینیں سر  
ملی بٹوٹ ادگا کڑی کی چون چون اور سری کی قعر چاڑی  
در بھی لے اڑی۔

بیکم۔ بی مغلائی تو بی قمرانسا کی مغلائی ہیں۔

مغلائی۔ مسرہ انسا! مولی چوڑی والی

کی جھوکری۔

ب۔ اور اسکے منجھ پر کیا کہتی ہوگی۔

م۔ حضور نواب صاحب سے دریافت کر لیں۔

ب۔ اس کی خوب تو کلمے کو لگی ہوگی۔

م۔ تو یہ کیسے۔ وہ تو کھٹی بین پڑی ہے۔

ب۔ اور کھلنے کی کیا فرمائش ہوتی تھی۔

م۔ کھٹی کی روٹی اور چھینٹے۔

ب۔ واہ کیا بھاری بلاؤ بتایا ہو۔

م۔ اور نوٹھی کیا غرض کہ ایک دن کٹھیری والا  
جو میری دیتا آیا۔ تو دھڑکی میں جا کر بازار میں نکل گئی  
اور چلا گئے آواز دینے لگی۔ کٹھیری والے۔ او کٹھیری  
والے۔

بیکم صاحب کھلکھلا کر ہنس پڑیں کہا نواب کو خیر  
ہوئی تھی یا نہیں ہوئی۔

مغلائی بولی اور ایک روز انکے سانسے دور تھی ہوئی  
بچے کھین اور دربان سے کہا جگہ کے گلاب پاؤ دے  
والے کو بلا۔ اسے کہا حضور پرے پر کوئی بینیں ہو  
کہا آچھا تو جا۔ ہم یہاں سے لے لے۔

نواب کو خیر ہوئی تو افسوس کرنے لگے اور  
بجھانے لگے مگر وہ کسی شستی میں ایک دفعہ دیوار پر  
ہاتھ رکھ کر تان لگا لے لیکن۔

موراد دن بڑھت مہاگ شیان نہیں آتے رہے  
بیکم صاحب اور بچی کھلکھلاٹین۔ کہا ادنی ایسی  
دیر وہ ڈیل نواب کو تو وہ بدنام کر دیتی۔

مغلائی نے کہا سرکار ایک بڑا دالے پر جان  
دتی تھی بڑی دقت ہے۔

بیکم۔ نواب آپ سب سے بچے ہوئے تھے کیوں بی  
مغلائی! کیونکہ سچ کہنا۔

مغلائی نے حضور زچھے ہوئے تھے یا یہ کہ اس پر  
جان خدا کرتے تھے۔

بیکم۔ خوش تو ہم بہت ہیں آج۔ گول ہول کھاتا ہوں  
اور خوش ہوں کہ مبادا پھر قرون داخل نہ ہو جائے۔

م۔ انہیں سرکار اب اسکا خیال نہ کیجئے۔

مہری۔ حضور اب وہ بہو بچی  
جسنا بار۔

م۔ وہ کسی رئیس کے قابل تو تھی نہیں۔ وہ تو بس  
ہی ارت برف والے بنوئی۔ سیلی۔ انھی پر مرقی تھی  
کسی بنا کو دالے یا ہاؤم تو دھاری کے ساتھ چھپت  
ہوئی چھینٹے کی ترکاری تو دھلا گیا۔ اسکو وہی بہت  
ہو وہ تو کجخت چھینٹے پر جان دیتی ہے۔ حرم بیٹے میں  
لطف آتا ہے حقہ سے دم بکھرتا ہوا انتہا ہو گئی۔

مہری۔ حضور ایک تنہا بولی پر بھی جان دیتی تھی اور  
نواب صاحب سے بڑا اصرار کیا کہ اسکو ہمارے نواری  
کا دار و غم مقرر کر دو ہم سبھی مغلائی نے یہ سب  
باتیں کہیں اور نواب صاحب کو اسی وقت (وقت)  
کھٹکا تھا کہ ایک مرد دے کو دار و غم بنانے کو  
کہتی ہے۔ اور پھر اس پر یہ کہ تنہا بولی۔ مولی بے شرم  
اور اس پر جان دیتی تھی اور ہزار باتوں کی ایک بات تو یہ ہے

نکل گئی۔

مہری۔ اے ایسے ہی لوگوں کے ساتھ تو بکھو  
کے قابل ہی تھی۔ بھلے مانسوں کے ساتھ رہنے  
کے قابل نہ تھی ہرگز ہرگز نہ تھی۔  
مغلانی نہیں۔

اصل بہ از خط خطا مکنت

بدی ہر کے ساتھ نیکی نیک کے ساتھ۔

مہری۔ ایسا ہی ہو۔ ایسین کیا فرق ہو۔

مغلانی۔ اے حضور جیسی بدی اُسے کی تھی و بسا  
بھرا پایا۔ اے جان بناہ کے ہاں ایک خواہر ہر  
کھا کرتا تھا۔ (کہ کرد کہ نہ یافت)

انفرض بیگم صاحب کے گھر میں آج خوشی کے  
شادیاں بچ رہے تھے کہ فرمن جینا پارہوچی اور  
نواب صاحب کا دل اُس سے بھر گیا۔ اب اُسکے ہرگز  
ہرگز گھر نہ ڈالیں گے۔ چلو خوب ہوا۔ یہ تو  
مطلب ہی تھا۔

سڑک کا چالان کر دے

دل کا ہے واسطے تم ہمکو پکڑ لیا ہم تمہارا چالان  
بولے گا نہیں نہیں ہم تمہارا چالان بولے گا۔ یو بڑی  
کا ہے واسطے گاڑی لڑا گیا۔ کون روٹے سکتے کہ گاڑی  
لڑا گیا گاڑی واڑی کچھ نہیں لڑا۔ اور گاڑی کا ہے  
واسطے لڑنے مانگتا۔ چراغ نم گزرا شدہ است  
کہ میں چہ انعم ہر علت بر سر سائیں چراغ باشد کہ گفتہ اند۔

ہمد از دست و دیگران پر شور

شعدی از دست خوشن فریاد

ناظرین نہایت بخوبی سمجھ گئے ہوتے کہ یہ کن بزرگوار کی ہے

کہ جسے سبایتے مردے اور اپنے میان کو چھوڑ دیا تو وہ  
بھلا کسی اور کی کیا ہو سکے کہ پہلی موتی ہر جاتی۔

مغلانی۔ تو بیکو۔

عفت آرا۔ جب ان مردوں کو آتی عقل ہونا۔

سطوت بہو تمہارے بیان نے تو موتی اچلی کو

گھر ڈال لیا ہو۔ وہ کمان کے نیک ہیں۔

مغلانی۔ حضور وہ بھی پرائی استری تھی۔

راوی۔ بہت ہی خوب۔

مغلانی۔ قرن کو ہم لوگوں نے سوکھے گھاٹ اُتارا۔

راوی۔ ماشاء اللہ۔

مغلانی۔ قرن بھلا حضور کے دشمنوں کو کلباتی۔

عفت آرا۔ بی مغلانی بڑی حاضر جواب ہیں۔

م۔ ہم غریب آدمی دھوبی کا گناہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

عفت آرا۔ خوب۔ چوکتی نہیں ہو مکین ہر۔

م۔ اے حضور مال آپ ہی شہزادوں میں بیغیدہ کیے۔

انہیں بنے ایک پھلی والی آئی اور سکرانی

ہوئی اُس نے کہا اے حضور ایک خوشخبری سناؤں

وہ موتی قرن بھاگ کھڑی ہوئی وہاں سے۔

بیگم۔ اے لو اور سنو۔ !!!

م۔ حضور کے نمک کی قسم۔

بیگم۔ کہاں سے بھاگ گئی وہ کئی کہاں۔

م۔ اے حضور کہیں انھوں نے چھپا رکھی تھی

سرکار نے سوا ب وہ موتی وہاں سے

بھاگ گئی۔

مغلانی۔ اللہ کو ہے جہاں سے اُٹھ جائے۔

مہری۔ آمین۔

پھسلی والی۔ کہو بیچ دوم کے ساتھ

طبع سواج کا لہرا کر گھر پہنچے میں نہ آیا ہو گا کہ بے خبر خفا  
 ہیں کیونکہ کہ ہے واسطے منشی مہراج علی صاحب ابیوقت  
 کہتے تھے جبکہ کسی بہت ہی خفا ہونے لگے اور یہ  
 کاٹری والا فقرہ بھی سمجھ میں نہ آیا ہو گا۔ فارسی تو ظہار کی  
 ماوری زبان ہو یا بون کہین کہ منشی مہراج علی کے آپ  
 کی زبان فارسی ہو اور کہ گفتہ اند تو مکملہ کلام ہو۔ اور  
 شعر میں اصلاح وہ بے نیاز حضرت رہیں ہی گئیں  
 اب سینے کے جناب کہ منشی مہراج علی صاحب اور  
 جو نواب صاحب کی ڈیوڑھی پر آئے تو سنا کہ نواب صاحب  
 سوار ہو گئے ہیں بڑی مایوسی ہوئی۔ اس روز  
 بلی مٹی اور گھنگھوڑ کھٹا چھائی ہوئی تھی اور انکے شوق  
 چرایا تھا کہ شراب ناب لٹھ جائیں۔ بیان جو آئے  
 تو سنا تا بیان سے آغا صاحب کے ہاں گئے آنے کا کر  
 کیا یا مسکری کا تو چہا نہیں ہو۔ مگر اس وقت شوق میگیا  
 چرایا ہی کچھ بلواتے نہیں۔ آغا صاحب نے کہا اچھا  
 ابھی شگوانا ہوں مگر قسم قسم کی ہو۔  
 منشی مہراج علی کو جگر داں یعنی ادرک کی شراب  
 بہت پسند اور مرغوب تھی۔ فرمایا ادرک کی شراب  
 منگواؤ۔ آغا صاحب نے سوداگر کے نام بھی لکھی  
 اور ادرک کی شراب منگوائی۔ اب منشی مہراج علی کی  
 کیفیت یہ ہو کہ انتہا کے سیدار میں اتنا بھی انتظار  
 نہیں کر سکتے کہ بول کا کال کھولا جائے۔ کہا بھئی  
 بول کا سر تو ڈالو۔ میری نوجوان لکڑی ہو اس  
 بیتابی کو ملاحظہ فرمائیے۔ الغرض جب تک غم شگوار ہو  
 کھوئے یہ سچہ دھوکہ ہی بہت آئے اور پھر ہی دفعہ  
 پہلے اور جب بول کھلی تو سنا مایا کہ مٹی کا تین  
 منگوانا۔

آغا صاحب نے کہا آپ کی ایسی مٹی اور منگوانے  
 والے کی بھی ایسی تھی۔ شیشے کے گلاس میں بچھتے دیکھتے  
 ایک دفعہ برابر سے ہزار دفعہ پیا۔ غصے بگھارتے ہو  
 مگر منشی مہراج علی نے اسے کہا اسے ایک آجورہ منگوا  
 اور ایک مہراج کوری مٹی کی منگوائی۔  
 اب سینے کے مہراج علی صاحب سرچے کو آج بلی کا  
 دن ہو دراز یاد دہانی چاہیے۔ آغا صاحب بھی شرب یک  
 ہوئے اور نواب چھٹن صاحب بھی بلوائے گئے اب فکر یہ  
 ہوئی کہ نواب محمد عسکری کو کسی طرح ڈھونڈ نکالیں یا انکی  
 یہ چلے کہاں گئے ڈیوڑھی پر آ دی بھی لکھ جاکے دریافت  
 کرو کہ نواب صاحب کہاں ہیں۔ دو گوی نے کہا خدا کا  
 کہاں ہیں کیا ہم سے کھٹکے جلتے ہیں۔ مگر شاید کہیں ہی باکی  
 طرف گئے ہیں کیونکہ میرا اور لنگی منگوائی ہو۔ آدمی نے  
 آگے آغا صاحب سے کہا حضور وہاں تو کسی انجی طرح  
 نہیں معلوم ہے کہ کہاں گئے ہیں۔ مگر تم اس سے کہتے ہیں  
 کہ شاید وہاں سے ہونگے کیونکہ میں اور لنگی منگوائی ہے  
 آغا صاحب نے کہا وہ بے بل جاؤ۔ وہی ہو گا  
 ٹھیکہ ہو۔ دین ہونے۔  
 آدمی کو وہ بے بل روانہ کیا کہ اسنے میں چھٹن صاحب  
 تشریف لائے گھر سے آتے نہ ہی کہا بھئی آج تو بلی  
 ہو گیا اچھا ہو۔  
 آغا۔ آؤ۔ آؤ۔ بیان پہلے ہی سے اڑ رہی ہو  
 تمہارا بڑی دیر سے انتظار تھا۔  
 چھٹن۔ کیونہو دوست۔ دم غمیت  
 ہو تمہارا۔  
 مہراج۔ ابی نواب صاحب بندگی  
 عرض ہے۔



چھٹن۔ ہسلو۔ آپ بھی ہیں۔ پورا جہلس۔  
 مہراج۔ وہ محفل بے رنگ جہان اینجی نہ باشد۔  
 چھٹن بہت ہی خوب۔ بھانڈ ہو گئے۔  
 مہراج کیا بھانڈ کیسے مارے بھی کہتے نہیں ہیں کہ  
 وہ محفل بے رنگ جہان۔ لاجل۔ بھول گیا۔  
 آغا۔ وہ محفل بے رنگ جہان بھانڈ نہ باشد۔  
 مہراج۔ کئی بار آنجی جو آئی تو ہم اور ہماری قبیلہ بے قوت  
 ہلی پر سوار بلڈ سے آتے تھے۔ اب جائیں تو کسان  
 جائیں وہ جو در وہ نہیں لٹا ہوا سمین گاڑی لے گئے  
 ہمارا نام سنگر متون آیا تو ایک مکان میں ہمیں اور  
 ہماری قبیلہ کو لگایا۔ تو اب اس مکان میں ایک توڑ پھوڑ  
 آدمی تھا متون کوئی ستر برس کا اور ایک اُسکا لڑکا  
 کوئی پچاس برس کا اور ایک اسکا داماد کوئی سترہ  
 برس کا۔ مگر قبیلہ صاحبہ کی جب نظر پڑتی تھی اُسی گھوڑے  
 پر میں نے کان میں کہا۔ تو بہت ہی شر میں ہماری  
 قبیلہ صاحب۔ کہا اے ہٹو تمکو بدی ہی کی سوچتی ہو  
 میرے لڑکے کے برابر ہو تم بڑے بد گمان آدمی ہو۔  
 راوی۔ اس سے فقرے نے آغا صاحب اور نواب  
 چھٹن صاحب کو ٹٹا دیا۔ مارے ہنسی کے مچھال  
 تھا اور قبیلہ کا لفظ یاد کر کے ادھی دھڑکتے تھے کس  
 صفائی کے ساتھ حضور انبی زہدہ مکر مکی قریب کرتے  
 ہیں کہ وہ راہ کہنے لگے جب نظر پڑتی تھی اُسی گھوڑے  
 پر پڑتی تھی کیونکہ مہراج ملی مانند اندر مانند۔  
 آغا صاحب نے کہا بھی اس وقت سانی نام کہنے کو  
 جی چاہتا ہو مگر شاعری کی جانب سے کئی مہینے سے  
 ذہن کند ہو بالکل کہنے کا اتفاق ہی نہیں ہوا۔  
 چھٹن۔ فرمائیے۔ فرمائیے۔ واللہ اس وقت

سانی نام مزہ بھی خوب دلیگا۔  
 آغا۔ اچھا ہے سنئے۔ ۵  
 پلا ساقی بادہ خوشگوار | اگر ہر وقت میسر نہ تھا وہاں  
 شراب و خنک لاساقیا |  
 مرا جی کی جھلکی دکھا ساقیا |  
 چھٹن۔ شر لفتن چہ ضرور۔ بھائی جان۔  
 آغا۔ تمکو کیا تمہاری ہمیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو  
 تمہوں کا لالین ۵  
 خاکساران جہان را بہ حقارت مسنگر |  
 توجہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد |  
 چھٹن۔ اچھا بھریفت کراچی گویند۔  
 آغا سین۔ آپ بھی مہراج ملی ہیں اپنے وقت کے  
 مہراج۔ (اگ ہو کر) تو اب ہم بیوقوفی میں  
 ضرب النیل میں۔ یہ کیسے۔ بد بڑی قول۔  
 چھٹن۔ واللہ اس وقت یہ بڑی سخت  
 بات کہہ گئے۔  
 آغا۔ اب آپ لڑو ائیے۔  
 چھٹن۔ تنے ہی کہا ہو بھی ہمارا کیا قصور ہو۔  
 مہراج۔ کا ہے واسطے تم ہکو برا سمجھکر  
 تشبیہ مار دیا۔ کلہے واسطے ہمارا نام پیام  
 کہ گھنٹہ اندہ ۶  
 دشمن و ناہ از دوست نادان۔  
 آغا۔ (سنئے ہوئے) آئیں یہ بھی کوئی مصرع ہو کہ  
 آپ کے نزدیک ساشا اللہ۔  
 مہراج۔ (جہاں انڈیل کر) ادھ صاحب  
 کچھ بردارین۔ ۶  
 ای می خواہیم ننگ و نام را |

ننگ و نام را مانسے خواہیم۔

آغا دھارے یا راور سب باتیں سن میں آچھی ہیں۔  
بس ایک بات بُری ہے۔ پوچھو وہ کیا۔ وہ یہ کہ تم کی گے  
اگر بہت جلد جلتے ہو اور جہاں سے کہے واسطے  
کہا بس بڑا ہی خوف معلوم ہوتا ہے۔ کہے واسطے  
کہ معنی یہ ہیں کہ منشی مہراج علی صاحب بگڑ گئے ہوتے  
اب کسی کے زمانے نہیں بننے کوئی لاکھ نہیں کرے  
وہ ایک نہیں سنتے۔ لاول دلاقوہ۔ بس بگڑ گئے  
چھٹن۔ غلی دوستی بھی لڑا ننگ کتے کی  
دوستی ہے۔

آغا۔ خوش ہوے اب کُتا بنایا آپ کو۔

مہراج۔ نہیں نہیں گلہ ننگ کہا ہے۔

آغا اور چھٹن دونوں نے قہقہہ لگایا کہ گلہ ننگ  
کھنے پر کیا خوش ہوئے ہیں آپ۔ فرمایا کہ ایک دن  
ہمارے قبیلے نے ہسے کہا کہ تم تو کتے کی دم ہو۔ بس  
ہم بگڑ گئے کہ کہے واسطے یہ بڈی فول ایسے  
بولے مانگتا۔ تو وہ ہنکے کئے لیکن لڑی گستا  
نہیں دلاتی کتے کی دم تمکو بنایا ہے ہم نے۔  
جی خوش ہو گیا۔

منشی مہراج علی صاحب کو نفے میں یہ سوجھی گاڑی  
پر سوار ہو کر ہوا اکلانے جائیں آغا صاحب اور  
چھٹن صاحب نے دو گانگرا انھوں نے ذرا مٹیائی  
نہیں کی کہ کہے واسطے تم لوگ ہنگور و کتے  
مانگتا ہو آغا صاحب نے کہا سچے اس وقت تم  
نفے میں دھت ہو۔

چھٹن صاحب نے بھی سمجھا اگلے ہی کئی گھنٹے والے  
ہیں کہ اگر تم اپنا گاڑی دینے نہیں سکتا تو دل ہم اپنا گاڑی

اپنے آپ منگو تا ہے۔ دیکھو مہر لوگ گاڑی کرایہ لاؤ  
مہرانے کہا بہت اچھا۔ مگر باہر جا کے بیٹھ رہا۔  
آغا صاحب کے خدمتگار نے کہا کہ میں جانا دانی نہیں  
یہ اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہیں بن ناکہ کو  
گر بڑین تو اڑ بھینا (فیضی) مہر مہرانے کہا اب تک  
تو نہیں جیتے تھے اب ہی کچھ پینے لے ہیں۔  
خدمتگار۔ آوان کا آوان بگڑا ہوا ہے۔  
مہرا۔ کیا آغا صاحب بھی پیتے ہیں۔

خدمتگار۔ ارے یہ سب پیڑ ہیں۔

مہرا۔ ہمارے مہراج تو ابھی پیتے لگے ہیں۔

خدمتگار۔ تم دیکھتے جاؤ چپ چاپ بس۔

مہرا۔ اور اس وقت کہیں یہ گھر چلین تو بڑا بڑا  
ہو۔ کہیں راستے میں گر بڑین۔

جب چھوڑی دیر میں آغا صاحب کو بھی چڑھی اور  
چھٹن صاحب بھی فین ہوئے تو سب کی صلاح ٹھہری  
کہ جلو ہو اکلانے حکم دیا کہ چوبھیا ٹھٹھ کسوا اور  
منشی افسین چو تو۔

خدمتگار تو دیکھ ہی رہا تھا کہ سب کے سب دھت ہیں  
اُسے کو جہاں سے کہا جسی حکم تو چھپے گا دیا ہے مگر تم  
فٹن لاؤ سرکار اس وقت عالم بالائی ہوا اکلانے میں اور  
جتنے میں سب سے میں ہوں۔ کہ جہاں فٹن میں منشی گھوڑا  
جوت لایا۔ کہ اسے کار گاڑی تیار ہے۔

اب سینے کی سب کی صلاح ہوئی کہ بوتل ساتھ کر لیں  
بوتل کو جو اٹھائے ہیں تو سنا تا ہے لاول دلاقوہ آغا صاحب  
نے جھلا کو بوتل کو ٹپکے یا تو بہتر ٹپکے ہو گئے گاڑی پر  
سوار ہونے گئے تو دیکھتے ہی فٹن آگ ہو گئے اور جھلا گیا  
آغا۔ ہنسنے تو ٹھٹھ کا حکم دیا تھا۔

تھرتکار حضور مہم کا موکا (موتی) نہیں ہوا  
آغا۔ (ایک پٹر لگایا) ابھی چل لاؤ۔

مہراج۔ ٹھٹھ لاؤ خود ہائے چلیں۔

تھوڑی دیر میں اونچی چوہیا سٹم آئی۔ آغا صاحب  
نے راس لی اور چلے تو یک ٹ۔ چابک نشی مہراج بلی  
کے ہاتھ میں چابک بچا لیتے جاتے جیسے مین اور گھوڑا  
کہہ سہے بائیں کرنا جاتا ہو۔ ایک پل کے پاس ایک  
کستے سے ملکر آیا۔ اس کے کو صدر بھی پہنچا۔

گہری نندیا پرائی ناؤ کھینچون والا ستوار۔ لگاؤ  
موتے بڑا پار۔ اس کا مفہوم صادق آتا تھا پورے طرح  
ہانگی کہ گھوڑا چل کر لیتے لیتے چل گیا اور دل ملی یہ کہ تینوں  
صاحب خوش ہیں کہ بھی کیا گھوڑا جا رہا ہو چھ ایک اسے  
سنگاڑی لگائی اور اسے والا دم سے لگاؤ آغا صاحب  
فراتے ہیں وہ مارا چھٹن صاحب بولے وہ گھر سے مین  
مہراج ملی نے کہا مین کی مٹی سائیس کا مارے ہنسی  
کے برا حال تھا مگر جس میٹھا ہوا تھا کہ راکو فی صدہ ہو  
تو چنگ کے الگ ہو رہے۔

اتنے میں برت کی ایک گاڑی آرہی تھی گاڑی کا ہے کہ  
گاڑیوں کی غلامی تھی دوڑتک گھر گراہٹ کی آواز  
جاتی تھی جیسے ہی قریب آئی آغا صاحب لے کما۔  
(ہون) ہون کے سنتے ہی مہراج بلی نے شراب سے  
ایک چابک بلی پر رسید کیا تو آغا صاحب نے کہا  
ڈن (شاپاش) چھٹن صاحب بولے (یہ بات)  
مہراج بلی نے کہا لے بھی ذرا ہمارے ڈنڈ تو مل دو۔  
تھوڑی ہی دور اور چلے تھے کہ ایک اونٹ گاڑی  
ملی اونٹ اس وقت بگڑا ہوا اور لیٹا ہوا تھا  
اور ستر باق اور ایک اور آدمی دو نون طرف کی

نیکلین لیے ہوئے بنھاتے لیے جاتے تھے  
گھوڑا جواؤنٹ کے بلبلانے سے بھوکا تو تھا صاحب  
کے بنائے کچھ مین بن پڑتا قریب تھا کہ گاڑی ڈری  
کو توڑتاڑ کے رکھ دے گھر سائیس تھا کوڑا اور  
گھوڑے کو جن تون کر کے روکا خدا کر کے سوداگر کی  
دکان پر پہنچے اور دو بولین چھتر چھتر دان بلی اور ککی  
شراب کی خریدیں اور کھلوائیں تینوں نے پھری۔  
تو دس منٹ میں ایک بوتل کا صفایا کر دیا اور دوسری  
بوتل کھلوائی اور دو شیشے کے گلاس اور ایک سی  
صریح میں پانی رکھ لیا اور برت دوسرے ساتھ لے لیا  
سے چلے تو پیش بلغمین دم لیا اور ایک درخت کے  
سایے میں گھرے ہو کر ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کے  
شراب مزج کر کے پی اب نشہ سب کو تیز ہوا اور اس  
مہراج بلی کے ہاتھ میں ایک درخت کے تنے سے جو گاڑی  
ملکر آئی تو آغا صاحب دم سے بچے آتے۔ اسے  
سائیس نے اٹھایا کاٹتے ہوئے اٹھے کہا آت  
یار مار ڈالا اس ظالم بچرنگ بلی نے ایک نوشہ تیز  
دوسرے چوٹ مہراج بلی کے عوض بچرنگ بلی زبان  
سے نکل گیا۔ اب چھٹن صاحب نے راس لی اور چابک  
شراب سے رسید کیا گھوڑا اور نہر اہو گیا اب انکے مین  
سو جھتہ سے کہ جانے کہ مہرین۔ اتفاق سے ایک  
گاڑی سارے آتی تھی دو نون ملکر لیٹن دونوں کے  
پرچے پرچے اڑ گئے انچر چھر سب الگ الگ صاحب  
سوار تھے گاڑیوں کے ملکر تے ہی ایک برقی ناز  
دوڑا آیا صاحب نے اس سے کہا دیکھو  
دریافت کر دیکھو کون لوگ ہیں۔ اسے کہو  
کہ اپنا نام لکھ دین۔ یہ نوشہ یک ہی لوریل سپر ہائی

یہ لوگ ہوا کے گھوڑوں پر سوار تھے کسی نوٹ بک اور مکان کی پیل۔

مہراج۔ دل کا ہے واسطے تم ہمد کھڑا یا ہم تمہارا چالان بولیکا۔ بولڈی فول کا ہے واسطے گاڑی روکنے انگٹا ہر کون بولنے سکنا کہ گاڑی روگیا چڑا گاڑی میں گرفتار شدہ است۔

آغا۔ دیکھو سڑک کا چالان کر دو۔

چٹھن۔ بدل کا سٹیل کا چالان بول دو۔

برق انداز۔ (صاحب سے) ہجور سوار میں صاحب

صاحب۔ ہاں ہم سمجھ گیا۔

آغا۔ سڑک کا چالان بول دیا۔

برق انداز۔ معلوم ہوا نیگا۔

اتنے میں ایک اور صاحب کی گاڑی آئی ان کو

کو بہت پاکر برق انداز سے کہا انا کا چالان کر دو

دوسرے صاحب نے جنگی گاڑی سے گاڑی لڑ گئی

تھی بہت سمجھا مگر انھوں نے چالان کر ہی دیا۔

مہراج۔ کا ہے واسطے ہم تمہارا چالان کر لیکا

تھانے پر پہنچے تو اس کے صاحب جگائے

گئے کہا کیوں رات کو جگائے ہو۔ چالان میں لوگ

آئے ہیں حالات میں لیجاؤ۔ یا فمات پر ہا کر دو

کہا ہجور اس پر لوگ (اشارت لوگ) ہیں میر لوگ۔

اچھا سامنے لاؤ۔

محمد وہ بہ کی بڑ

نواب ہلال رباب نے دست بستہ محمد وہ بہ کی خدمت

میں عرض کیا کہ مہربانی کر کے کلان کو بھی کس اندر چل

بیٹھے محمد وہ بہ نے نواب صاحب کا ہاتھ پکڑا اور بڑی

ہوتی علی وہاں بیٹھے ہی کوئی کہ ایک ٹھاکر آیا اسکو

دیکھتے ہی محمد وہ بہ نے بڑ شروع کر دی۔ سرسوں کے برابر

دانے ہوئے۔ ہاں! بخار آئیگا۔ ہاں! آپ ہوگی چھ

روز اور چھ دن سب جبر ہو۔

نواب صاحب نے اس ٹھاکر کو اپنے پاس بلایا

اور کہا تم یہاں کس مشاوتے آئے ہو۔ اس نے کہا میرے

بھتیجے کو میں دن سے بخار ہر اور نہایت تیز بخار ہر

انھوں نے جو کہا کہانے اور سرسوں برابر والے

اور بخار۔ اور چھ روز اسکا مطلب ہم سمجھ گئے

اسکا مطلب یہ کہ چچک نکلے گی۔

نواب صاحب نے کہا اچھا اگر چچک نکلے تو

ہمیں آن کے اطلاع دینا۔

محمد وہ بہ بے اعتباری۔ اسے بے اعتباری۔ بھا

پر بڑ حاتی۔ خیمہ کی لڑائی بے اعتباری۔ ہاں۔

ٹھاکر۔ آپ کے دل میں چ ذرا شک ہو اتو

وہ سمجھ گئیں۔

نواب۔ لاجول ولا قوہ۔

محمد وہ بہ۔ لاجول بلا۔ لاجول بلا۔ ہاں!۔

ٹھاکر۔ تو میں لڑ کے کوئے آؤں جا کے۔

محمد وہ بہ۔ کا ہے کو۔ کیا کام ہو۔ اچھا ہو۔

ٹھاکر۔ جو آپ کا حکم ہو وہی اچھا ہو۔

نواب۔ حج ہر درن حشر شک۔

روے مقصود کہ شاہان بد عالمی طلب سنا

سبش پندگی حضرت درویشان ست

آپ لوگ طلب ہیں قطب ہونیا کی تم لوگ اگر

نہ تو دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔

اتنے میں ایک عورت آئی اور آنے ہی قدموں پر

گر ٹہری اور رونے لگی۔

مجدوبہ بہت ہنسی کما بچہ تو پیدا ہو گیا۔ لڑکی ہوئی  
لڑکی دو دن جیگی بس بچہ وہ کمان اور تم کمان۔  
نواب صاحب نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ  
عورت کی جو کے لڑکا ہونے والا تھا اسکے گھر آدمی  
بھی تو وہ پیغام لایا کہ لڑکی پیدا ہوئی۔ نواب صاحب کو  
اور بھی عقیدہ ہو گیا۔ اور کیونکر نہ ہوتا اس کے سناٹے  
مجدوبہ کے کمال کا حال صاف ظاہر ہوتا تھا۔

جب سب لوگ چلے گئے اور تحلیلہ ہوا تو نواب صاحب  
نے مجدوبہ سے کہا کہ اگر قرن ہین مجھ سے تو غلامی کا  
پٹہ لکھ دوں۔ ہنس کر جواب دیا نے لے قرن لے  
نازولے۔ جو ہوسو ہو۔ مگر قرن کی باتیں کر۔ ہون  
کا پانی پی۔ ہان۔

نواب۔ سو نے کی دیوار میں چڑھو اور دوں کلان ہین  
مجدوبہ۔ اینٹ چونا گا را۔

اختر۔ مجدوبہ کی بڑ تو ہی۔ غ۔

اثر رحمتی ہوا آتش کی غزل مجدوبہ کی بڑ کا

ممن۔ ساس مہتے کا کیا کنا۔ بیان اختر۔

مجدوبہ۔ اختر۔ اور جسم اور شمس اور قر۔

ممن۔ اور قرن۔

مجدوبہ۔ ہان۔

یہ بڑ صاحب اور آج میں کل میں

کل تھا گردن میں آج کل میں

جیسے نواب ہر عاشق ہو گئے۔

نواب۔ (ہنس کر) میں غلام ہوں آپ کا۔

مجدوبہ۔ دل آگیا۔ ہان۔

نواب۔ میں تو حضور کے کمال کا عاشق ہوں

مجدوبہ۔ نہیں نہیں خدا کے بندے سب ہیں۔ تم  
عاشق ہوے ہو ہان۔

نہیں آئے کی ہین دم میں تمھارے  
جھٹ کونے ہونہ سپر ہین ہزاروں

نیک نیک راہی دی را۔ نیک کار کرد۔ غفلت کے  
پر دے میں پڑے ہیں۔ ارے غافلو جاگو۔ غ۔

اور کار غیر حاجت بیچ استخارہ مست

جو نیک کام ہو وہ نیک بندوں کا ہو۔

نواب صاحب سے باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ  
ایک بوڑھی عورت روتی ہوئی آئی اور مجدوبہ کے

قدموں پر گر پڑی کہا ایک پڑوسی نے دس ہزار روپیہ

ہمارے پاس رکھو ایسا تھا کل رات کو چوری ہو گئی۔

اب عزت پر آئی ہو۔ کچھ کرتے دھرتے نہیں بن

پڑتی۔ سب میں ہی مشہور ہو گا کہ کھا گئی بے ایمانی

کی سب سوا اسکے اور کیا چارہ ہو کہ نہ ہر کھا کے

سور ہوں۔

مجدوبہ نے نواب صاحب کی جانب اشارہ

کیا تو داروغہ صاحب نے تھوڑی دور اُڑیں جا کر

نواب صاحب کو اشارے سے بلایا۔ اب میں

اور اختر۔ اور داروغہ میں یوں باتیں

ہوئے لگیں۔

داروغہ۔ پیر و مرشد قطب ہیں یہ۔

ممن۔ مطلب یہ ہے کہ اس کو روپیہ

دے دو۔

نواب۔ دس ہزار تو بڑی رقم ہے بھئی۔

ممن۔ حضور دس کے ساٹھ بیچنے گا۔

اختر۔ اس میں تو شک نہیں۔

ممن۔ گڑھیا والے نواب نے ایک دن سوردیہ دیا تھا جس روز سوردیہ دیا اسکے دوسرے روز دو ہزار کا منی آرڈر آیا۔  
راوی۔ بجار شاہ ہوا۔ منی آرڈر اور دو ہزار کا درست ہو !!!۔

ممن۔ حضور دامتہ میں کیا عرض کروں۔  
اختر۔ کچھ تو اس بوڑھیا کو دینا چاہیے۔  
داروغہ۔ سفارش کیسی زبردست ہو بھائی بھائی  
اختر۔ کیسی کچھ بدالہ جس میں سے کبیر میں ہیں ہزار روپیہ دے نکلے۔ ذرا اشارہ کرنے کی دیر ہو۔ جس سے کیمن فوراً بے دے۔  
نواب بھی یہ سچ ہو۔ مگر رقم بھلی چکی ہو۔  
اختر۔ اگر تو حضور جتنا ہی گڑھیا لے لے گا اتنا ہی میٹھا ہو گا۔

ممن۔ اور مع سود واپس لیجئے۔  
داروغہ۔ یہ آج آزمائش ہو آپ کی۔  
نواب۔ تو ہم دیکھتے تو مگر دس ہزار کچھ چھٹا نا ہو۔ بس دوسو دواؤ۔

ممن نے کہا خداوند بڑی بدنامی ہوگی اور اگر یہ خفا ہو جائیگی تو غضب ہی ہو جائیگا۔ پھر کرتے دھڑلے ایک نون بڑی۔ یہ یاد رکھیے گا۔ غلام جتائے دیتا ہو حضور اتنے بڑے فیاض ہو کر اور ایسی باتیں فرماتے ہیں۔

داروغہ نے بھی تائید کی۔ سرکار درلے کے لیے اتنی بڑی بدنامی اٹھانا کون مانائی ہو اور پھر ایسے شخص کے ساتھ آج شکر کا قسط ہو۔  
نواب صاحب نے غور کر کے کہا اچھا جیسی ایک نذر دے دے

دے دو۔ اختر نے اپنی تعلیف کرنی شروع کی۔ کبیر نے حضور کی بات ہو۔

داروغہ۔ بھی کوئی نئے رئیس تو ہیں نہیں۔ پڑھوں کے رئیس ہیں جاتے ہو کہاں سے سلسلہ ملا ہو۔

نواب صاحب اور ممن اور اختر جاکے مجذوبہ کے قریب بیٹھے۔ اور داروغہ صاحب اس ضعیفہ کو گاڑی میں بٹھا کر کوٹھی میں لے گئے اور وہاں جا کے ایک ہزار روپیہ خزانچی سے مانگا۔ مگر سوچے کہ مبادا کوئی بات پیدا ہو پھر اس عورت کو گاڑی پر بٹھایا اور کلان کوٹھی میں لاکے نواب صاحب کے سامنے روپے گن دیے۔

مجذوبہ۔ دعا دے انکو۔ انکو دعا دے۔  
ضعیفہ۔ اللہ کی قدرت را کرے۔ دو دھون سنائیں پو توں بھیلین سادہ کرے انکی مرادین پوری ہوں۔ دلی آرزو بر آئے۔

ممن۔ آمین۔ تم آمین۔  
مجذوبہ۔ سب لے فرماؤ۔ نازو لے لے فرماؤ۔

لینگے نہ میرے منوں میں سلام کب تک۔  
مجھے زندہ کرینگے دیکھو کون کلام کب تک

ممن۔ دم غنیمت ہو۔  
اختر۔ کیا بھولی باتیں ہیں۔

نواب۔ اور مضنوی خیر غنت رہو دھنیں۔  
خاص پڑے آنگے دریافت کیا حضور کیا شکر لگائی جائے نواب صاحب نے مجذوبہ سے دریافت کیا انھوں نے کہا سیم بھنڈی۔ مری چھند رہا تو بخارا اس اور گوشت تو بکری کا۔

نواب صاحب اور کل حاضرین سننے لگے کہ -  
 (گوشہ نوکری کا) یہ اچھا خورجیت کیا۔ جب  
 نواب صاحب نے اصرار کیا تو کیا نواب - نواب - ایڈالہ  
 یہ بان - بان - جی جی کرتے جاتے ہیں۔ مگر انھوں نے  
 جو نواب کی رٹ لگائی تو تار باندھ دیا۔ آخر کار یہ کہہ  
 ہوئی۔ ہوئی کچھ ٹی آر دی مگر اسمین مخفی رہی جانے  
 اور مرغ پلاؤ ہو۔ مگر بہت بھاری نوہ - اور دوسرے  
 لعاب دار اور دو پیازہ۔ اور عمدہ سرکے کا اچار۔  
 مگر دلی سادی ہی ہو صرف چائینا بس اور  
 کچھ نہیں۔ بہت بھاری کوئی شمر نوہ۔  
 نواب صاحب نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ بھلا  
 اگر کھانے کے ساتھ کوئی شمر چینی کی بھی ہو تو کیا۔  
 مجھ ذو بہ - سن سن -

ما یقمان کو سے دلداریم  
 رُخ بد نیلے دین نمی آریم

نواب - دہشگر کیا خوب یہ کیا خوب -  
 ممن - سوال از آسمان جواب از لسان -  
 داروغہ - سرکار دریافت کرتے ہیں کہ کوئی شمر  
 چینی کی ہو تو جج تو نہیں ہے۔  
 مجھ ذو بہ - بڑے آصف اللہ دلا کا امام بارہ -  
 داروغہ - حضور یہ تو مجھ ذو بہ ہیں انکو اس سے  
 کیا بحث ہو حکم ہو تو شکو اذن -  
 نواب - ضرور ہے اسکے لطف  
 صحبت کجا -

داروغہ صاحب نے رحمہ لکھا۔ کہ فرمائے خلع  
 سطر فزنجی ہانک جی - دو بوتل شری از قلم اول  
 اور ایک بوتل کیوریس کی ہمدست حال بہت جلد

بھیج دیجئے تاکہ جانے سرکار کو بڑی ضرورت ہو مگر  
 شراب قلم اول کی ہو اور خوش خزاں دروس صبح کو نوش  
 اور ایک درجن لمبو بند بھی ضرور بھیجے گا۔  
 مجھ ذو بہ دل لگی دیکھنے کے لیے حکم دیا کہ ابھی  
 اور منی در اختر اور داروغہ سب دریا میں سپرد -  
 دیکھیں کون اچھا پیر تار ہو۔ ناچار - تنگیان باندھ  
 کے دریا میں کودے اور پرتے لگے۔

داروغہ پیر نامک جانتا تھا۔ مگر نواب صاحب شائق  
 تھے نواب کے پیرنے کی بڑی تعریف کی۔ ممن اور  
 اختر اور داروغہ جوٹ بات تک میں بان میں مان  
 ملتے تھے نہ کہ امواتی میں -

مجھ ذو بہ - کھڑی لگاؤ۔ کھڑی لگاؤ۔ بان ! -  
 نواب - جو تاج پناؤ کی ناچینگے۔  
 ممن - مگر قرن کا پتا لگاؤ۔

مجھ ذو بہ - قرن اور نازو۔ نازو اور قرن -

جب رونا تو ملین لیکر آیا تو نواب صاحب کو  
 یہ سوچھی کھجی آؤ دریا ہی میں ہیں۔ بوتل کوئی  
 گئی اور دیلا ہی اڑنے لگی۔ ممن اور اختر اور  
 داروغہ اور نواب سب نے چسکی لگائی اور ممن نے  
 دریائے نکل کر ایک جام مجھ ذو بہ کو بھی دیا۔ اُسے  
 بھی لی لیا اور بڑی مسرور ہوئی۔ جب دریا میں  
 پیر چلے اور کوئی پاؤ بوتل کے قریب خالی ہو گئی  
 تو سب کے سب باہر آئے۔

نواب - بھئی لطف میکشی ہی ہے۔  
 ممن - حضور اب یکم کئے۔

اختر - واللہ کیا لطف حاصل ہوا ہے۔

ممن - غلطہ ذیہ تو پی کر بڑی ہی خوش ہو گئے اور

اور توجیے۔ انکا نام کیا ہو۔ کیا نام ہی تمہارا۔  
خدا کے لیے بتا دو۔

مجدوبہ۔ نانون گاؤن ٹھانوں۔

ممن۔ اتن اہم نام پوچھتے ہیں۔ یہ ٹھانوں نون  
بتائی ہیں۔ واہ ری گھراہٹ۔ اچھی دل ملی ہو۔  
من چنی سرلم و طنبورہ من چنی سرلم۔

مجدوبہ۔ طنبورہ اور ستار اور سر اور تال۔  
نواب۔ اسی کا نام تو بڑا ہو۔

داروغہ۔ دو بجی من کو پھر فرامی۔  
من نے مجذوبہ کو دی اور آپ بھی دو گلاس پھر  
کے پیو اور داروغہ کو بھی دی۔

اب سنے کہ من تو توڑی دیر میں میں ہو گئے  
اور داروغہ لڑکھڑانے لگے حسین ملی نے من کو  
فرش پر شادیاں سننے ہی انکی توخیر آگئی یہ توغین  
ہو گئے۔ کہیں پتا ہی نہ تھا۔ داروغہ لڑکھڑاتے  
ہوے فرش تک آئے۔ مجذوبہ مزے میں تھی۔  
نواب صاحب خوش۔ ایک قول تو اڑ گئی ملی  
حکم ہوا کہ دوسری کو حسین ملی نے کہا حضور پین  
مگر داروغہ صاحب کو نہ دیکھ لگا۔ یہ اب توڑی ہی  
دیر میں نواب چاہتے ہیں۔ بیان اختر البتہ یہ میں  
دوسری بول میں سے اختر اور نواب صاحب  
اور مجذوبہ نے پی۔

اختر۔ حضور انکو تو دیکھیے ذرا نہیں معلوم  
ہوتا ہو کہ پی ہو پس یہ معلوم ہوتا ہو کہ جسے  
برسون کی حضرت سلامت پینے والی ہیں۔

نواب۔ کیون کسی شہر ہو۔

مجدوبہ۔ حسین آباد کا بھانگ۔

نواب۔ (ہنس کر) دلکش کا بھانگ۔

اختر۔ نہیں حضور روی دروازہ۔

نواب۔ بینن کلان کوٹھی۔

مجدوبہ۔ یہ ٹھیک ہو۔

نواب تو صاحب ایک بات تو ٹھیک ہوئی  
کسین خدا خدا کر کے۔ کلان کوٹھی۔

خاص پنے انکے عرض کیا کہ حضور خاصہ جہاٹے  
کما پہلے انکے واسطے لاؤ۔ مجذوبہ نے صرت کچڑی

قورے کے ساتھ کھائی۔ بلاؤ اٹھا دیا۔ انکے بعد  
نواب صاحب اور اختر اور داروغہ نے کھانا کھایا۔

جب کھانے سے فراغت پائی تو مجذوبہ نے حکم دیا کہ  
کسی قوال کو بلاؤ۔ حکم کی دیر تھی۔ قوال موجود۔

کہا معرفت کی کوئی شہر گاؤ۔ پھر حکم دیا گاڑی تیار  
کراؤ گاڑی پر خود بھی سوار ہوئیں۔ اور نواب صاحب

اور اختر کو بھی سوار کرایا اور قوال کو بھی ساتھ بٹھایا  
اور شاہ مینا صاحب کی درگاہ آئیں۔ یہاں گانا ہوا

اور مجذوبہ نے بڑا وجد کیا۔ اور کئی بار روتی اور  
اکثر حقانی غزوں کی خود فرمائش کی۔ نواب صاحب

بھی اس وقت بڑے مزے میں تھے۔ جب واپس  
ہوئے تو میان اختر کھنے لگے۔ پیر و مرشد ذرا دیکھیے

کیا انقلاب ہو ایک وہ دن تھا کہ قرن کے ساتھ حضور  
مزے اڑاتے تھے۔ اب ایک دن یہ ہو کہ بی مجذوبہ

بغل میں بھی ہیں۔  
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

جناب شہی مہرن بی صاحب الشہید (کا ہے واسطے)  
اور آغا محمد علی صاحب در نواب چٹن صاحب بہادر علی

بارہ درہی ہیں مذنا رہے ہیں۔ یہ بارہ درہی علی نقی خان



دستور منظم وزیر اودھ نے بنوائی تھی اور کسی زمانے میں واقعی قابل دید تھی۔ اب شہر کے کل تھا نوں کا عدد مقام ہی ہر پہلے مجرم جلالن ہو کر سپین سمجھے جاتے ہیں اب سینے کا انڈیکس پولیس نے جو سنا کہ دو چار بھلے سنا جلالن ہو کر آئے ہیں تو انکو اپنے سنا سے بلوایا دیکھا تو تین بزرگوار دشمنوں شریف اور بھلے نالس۔ چونکہ خود بھی شریف زادہ اور پڑھا لکھا آدمی تھا انکی حالت پر سخت افسوس ہوا۔ انکو بیان آئے ہوئے چند ہی روز ہوئے تھے تینوں صاحبوں کو کرسی دی اور نام دریافت۔ آغا محمد اعلیٰ اور جھنگی صاحب نے گردن بھی کر لی۔ گنگویشی مہراج بی صاحب، روہکاری کے لیے کھڑے ہو گئے کہا ہمارا نام منشی مہراج علی صاحب، انصاف ہی اگر آپ ہمکو برق اندازن سے دھمکائیے گا تو ہم اپنی فوج کو بلا دینگا کہ دھمکیاں مہراج ہمارا سب کو ملاؤ۔ دل سب کا سب بھلاؤ سچ لیکے آؤ۔ کاسے واسطے تم ہمکو اپنا کرج اور تلوار اور دردی دکھانے لگتے۔ ملاؤ ہمارا مہراج لوگ کو ایک دم سے ملاؤ۔ آج اب کیا بات ہے۔ آپ نے منشی مہراج علی صاحب کا نام نہیں سنا۔

”انھوں نے جو بکنا شروع کیا تو آغا صاحب اور  
چشم صاحب کو سخت ناگوار گذرا۔ کہ ایک تو اس  
محببت میں پڑے دوسرے انکسٹریجنی آدمی کبھی  
جان بچان نہیں تیسرے اسپرطریہ کہ خشی نہ راج بلی  
صاحب خواہ مخواہ کے لیے بلبلارہے ہیں انکسٹریج صاحب  
بھی دنگ تھے کہ یہ کون بتے گا آدمی آیا ہے کہ بیٹھ صاحب  
مجھے ڈپٹ رہا ہے۔ ایک کانسٹبل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں  
اُس نے کہا حضور خدا جانے کون ہیں مگر تینوں متوالے

تھے اور کہتے تھے کہ ٹرک کا چالان کرو ایک نے فرمایا  
کہا۔ دوسرے صاحب بولے برق انداز کا چالان  
کرو۔ تیسرے بولے ایک دم سے چالان بول کر دو  
دوسرے برق انداز کیان سگھ سے دریافت کیا تو اسے  
کہا جو ر تمام ٹرک پر اس کے ہلکا چار ہے تھے ٹرک کا  
چالان بول دے۔ اور سب اس کی کا چالان کرو۔  
تو ن صاحب آدا اور وہ کہیں کہیں سب کا چالان کرو۔  
خفی مل جل بی صاحب پھر کہے۔ دل تم کہے  
واسطے جوت بولنے مانگتا ہے تم لوگ ہمکو نہیں  
پہچانتے مانگتا ہے ہم بڑا بین۔ سنو۔ سنو۔

نم آن پیل و مان و نم آن شیر نره

نام بهرام مراد پدرم ابو جبره

چاچی کمان در دست و زره بر دوش چاکنه آهنی در  
پاد خود فولادی بر فخذین مرا از چکیداران پولیس  
نگه کن به چه باک دارم گفته اند

منشکلی نیست که آسان نشود

مرد باید که هزاران نشو و

اس کے لئے دعا تھی جو تمہارے کہ یہ کون ذات شریف ہیں  
 مگر آقا صاحب اور جن صاحب کو سکوت میں دیکھ کر  
 یقین ہو گیا کہ اسی کجخت کے سبب یہ اس بلان  
 مبتلا ہوئے ہیں، حق پر رہے تھے۔ آقا صاحب کی  
 طرف بڑھایا انہوں نے ہنگامہ کا اشارہ کر کے حق لیا  
 اور میں نے گئے۔

انہی پر تلے انہوں نے کہا کہ آپ لوگ نہیں ملے  
اور غریبوں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور  
افسوس کا مقام ہے۔ مگر یہ بزرگوار آپ کے سامنے کون ہیں  
یہ یا تو دروازے ہیں، اسی میں یا ہفت فٹے میں ہیں۔

بہر کیف اپنے آپے میں تو نہیں ہیں عجیب قطع کے آدمی  
معلوم ہوتے ہیں عجیب خلقت۔ نانا لگا ہیں سمجھنے  
قابل ہیں۔ آفا صاحب نے کمانا لگا نہ سین تو  
جواب خانے میں رکھنے کے قابل تو ضرور ہیں۔  
اسپر اسپر اور کاسٹل نہیں بڑے اور نئی  
مہراج بلی صاحب باگڑے کا ہے واسطے تم لوگ کئی کئی  
کئی کرنے مانگتا ہو بہم صفائی کی علت میں ایک دم  
سے چالان کر دیا کس چپ رہو۔

اتنے میں نواب رونق جنگ آئے اور ایک  
تھانہ دار صاحب انکے ہمراہ تھے۔ آفا صاحب  
بست ہی شہر لے۔ نواب صاحب نے اسپر صاحب  
کی طرف مخاطب ہو کر نہایت گرمجوشی سے ران  
سے کہا حضرت گونیا زمین حاصل مگر صاف تو بیچے۔  
اسپر صاحب نے بڑے تباک سے صاف کیا  
کہا اسم مبارک جناب کا انھوں نے کہا رونق جنگ  
تھانہ دار نے انکی تعریف کی کہ آپ ہمارے ملک  
کے شہزادے ہیں۔ نواب رونق جنگ بہادر اور یہ  
صاحب جو تشریف رکھتے ہیں منشی مہراج بلی صاحب  
میں بہت مشہور ہیں ہمارے کچھ بھائی دیر تک تواضع  
دیکھ رہے اور چہین خان کا تعلق رہا آخر کار تھانہ دار  
نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ اسپر صاحب ایک  
کمرے میں تھانہ دار کو لیکر گئے اور نواب صاحب  
کو بھی بلوایا جب رونق جنگ وہاں پہنچے تو تھانہ دار  
نے کہا میں جن صاحب بڑے عزت دار اور رؤسائے شہر  
ہیں مگر اتفاق وقت انکا چالان کر دیا گیا اب انکی  
عزت آپکے ہاتھ ہے۔ اسپر صاحب نے کہ تشریف آدمی  
اور عالیخانہ تھاکا اس لیے آپنے تکلیف

گوارا کی لامل دلا تو۔ ایک رتھر کافی تھا بلکہ قہر کی  
بھی کچھ ضرورت تھی۔ اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان  
صاحبوں نے قصور کیا کیا ہو کسی کو مار ڈالا کسی کو کل  
ڈالا کہیں بلوا کر دیا آخر تم کیا ڈھایا خواہ مخواہ کئے  
لیے کسی کو لے کر مارا اور شو ہو۔ آپ ذرا تردد نہ کیجئے  
ان صاحبوں سے کیسے کہ تشریف لیجائیں ہم  
سمجھ لینگے۔

نواب حضرت واللہ آپ نہایت ہی مقول حاکم  
ہیں اور سبحان اللہ۔

اسپر صاحب میں تو خادم ہوں حاکم کیا معنی جناب  
تھانہ دار۔ عجیب منشی کے آدمی ہیں واللہ۔  
نواب۔ پیدا کمان ہوتے ہیں ایسے آدمی۔  
مہراج۔ (جھلا کر) کیوں نہیں پیدا ہوتے۔ پیدا  
نہیں ہوتے تو ہم کمان سے آتے۔

اسپر صاحب۔ (ہنس کر) عجیب قطع کے بزرگ ہیں واللہ  
رونق جنگ۔ بڑا سیدھا آدمی ہو اور گول آدمی ہو۔  
اسپر صاحب۔ مگر اس وقت چرچی ہوئی ہو غالباً۔

رونق جنگ۔ یہی تو خرابی ہو اور خرابی کیا ہو۔  
تھانہ دار۔ نواب چھپن صاحب اور آغا محمد اہر صاحب  
بیشل دگ میں مگر اتفاق وقت۔

اسپر صاحب۔ جناب نواب صاحب اور جناب غاصب  
اور حضرت آپ یوں تشریف لائے۔ بسم اللہ اب اس  
اد کا فوڈا خیال نہ کیجئے میں امر حق اور انصاف کے  
مقابلہ میں فوڈی کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ ہاں مگر

مذاخرس رابرہیت لکھا۔

یہ میرا مولہ ضرور ہے اور اسی پر عمل۔

آغا۔ آپ بہت اچھے لوگ ہیں واللہ۔ زبان نہیں جو

تو لعل کجائے۔  
 چھٹن۔ اسوہان اللہ۔ مگر آپ سے ایسے وقت میں  
 ملاقات ہوئی جب ہم مجرم بنے ہوئے ہیں۔  
 انسپکٹر۔ لا حول و لا قوۃ۔ مجرم کیسے۔ یہ آپ فرماتے  
 کیا ہیں آپ اسکا تو ذرا بھی خیال نہ کریں۔ بندہ خادم ہے  
 آپ سب صاحبوں کا۔ میں کچھ نہ لوں گا۔ ذرا بھی خیال نہ فرمائیے  
 یہ کیا بات ہے آخر آپ نے کیا کیا کسی کا باپ مارا۔  
 کسی کا مال مارا۔ خواہ مخواہ کا جھگڑا۔  
 چھٹن۔ گردش زمانہ اور اتفاق وقت۔  
 انسپکٹر۔ کچھ نہیں ہے آپ سے ملاقات ہی ہو گئی  
 آپ کچھ رنج نہ دیجیے۔  
 رونق جنگ۔ انسپکٹر صاحب ہم آپ کی ملاقات  
 سے محفوظ ہوئے اکثر ملا کر بیٹھے۔ واللہ آپ بہت  
 اچھے لوگ ہیں۔ تو لعل نہیں ہو سکتی۔  
 مہراج۔ وہ تو اچھے لوگ ہیں ہی۔ اور ہم۔ ہم  
 کیسے لوگ ہیں حق اللہ پاک ذات اللہ۔  
 حاضرین سننے ہنسنے لگے۔ تو نشی برجی  
 صاحب اور برجی گڑے۔ کاہے واسطے ہو کا لا لوگ  
 کھل کھل کھل ٹھٹھا کرنے لگتا ہے۔  
 کانٹبل۔ سچو اور وہ ہوج کسان گئی  
 سچو رکی۔  
 مہراج۔ شہر بھر کے ہست کو بلاؤ  
 اسی دم۔  
 ک۔ ہمارے ملائے نہیں آتے ہیں سچو برجی چلین  
 م۔ دل تمہارا بڑا دکاہے واسطے بڑھایا۔ اہل کے  
 درخت سے بڑا قد ہے۔  
 راوی۔ حالانکہ یہ کابل پتہ قبرا دی تھا۔ مگر یہ کچھ

دیکھتے بھالتے تو تھے نہیں جو منہ میں آیا ایک دیا۔  
 ک۔ سچو رکی گھڑی میں کنبے ہیں اس رکھت۔  
 راوی۔ گھڑی خار۔ مگر جب میں ہاتھ ڈال کر  
 فرماتے ہیں بندہ منٹ آیا ہے۔  
 تھانہ دار۔ کرنج کے بندہ منٹ آیا ہے۔  
 مہراج۔ بس دوسری بار ہم نہیں بولنے مانگتا۔  
 بندہ منٹ آیا ہے اور بس۔ دوسرا بات نہیں۔  
 ک۔ اے تو سچو رکا ہے پر بندہ منٹ آیا ہے۔ اگر  
 یہ نہ بتایا تو بھیکار ہو سچو۔  
 م۔ دل کوئی ہے۔ متروک سے بولو ہمارا چالان کرنے  
 اور بس۔  
 راوی۔ کہنے کو تھے اسکا چالان کر دے مگر فرمایا  
 ہمارا چالان کر دے۔ اس پر بھی بڑا قہقہہ پڑا۔ تو  
 جھلا کر اپنا منٹ پیٹ لیا کاہے واسطے تم کا لا لوگ  
 کیسے مانگتا ہے ہمارے سے ہم تم لوگ کو منٹ  
 لگائے نہیں مانگتا۔  
 رونق جنگ۔ اسے بھی تم اس وقت ہو کہاں۔  
 مہراج۔ (آنکھوں کو ملکر) یہ کون بھل سچو بھٹی۔  
 رونق جنگ۔ بھلا بچا تو جو جانیں۔ برو۔ ایک  
 دو تین۔ یہ چار۔  
 مہراج۔ یہ کسی رئیس کا آبدار خانہ ہے۔  
 رونق جنگ۔ اچھا اور آپ بیان  
 کیونکر آئے۔  
 مہراج۔ (آنکھوں کو بھر ملکر) دل تو ہم بھی نہیں  
 سمجھا۔ ہم بیان کاہے واسطے آیا۔  
 رونق جنگ۔ (کان میں) چالان ہمارا ہے۔  
 اب انکا نشی بھی ہر نہ ہوا۔

کا تو تو نموسین بدن میں

چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ وہ ڈانٹ ڈھپٹ  
اور نعل غبار اور تیزی اور دھمکی اور کاہتے واسطی کی  
صدا سب حضرت بھول گئے۔ ابابہ بھی نہیں بوجھ سکتے  
کہ کبھی کس علت میں چالان ہوا۔ تصور تو معلوم ہو  
کہ تصور ہی کے کیا سرزد ہو اور ہر سکوت کا عالم۔  
انہی کپڑے جو ان کی یہ کیفیت دیکھی تو سمجھ گئے کہ  
اب نشہ ہرن ہوا۔ اور انتہائی لیشانی ہو گیا۔ آپ  
تردد میں کیوں ہیں۔ ایسا بھی اتفاق ہو گیا۔ کچھ  
حرج کی بات نہیں ہوا اب آپ کھڑے جائیے۔  
آغا محمد اطہر اور رونق جنگ اور منشی مہراج علی  
انہی کپڑے غصت ہوئے اور راستے میں یوں  
باتیں ہونے لگیں۔

نواب رونق جنگ نے ہم سب کی عزت  
رکھ لی ورنہ ایک ہی کٹہرے میں آغا صاحب اور  
چھٹن صاحب اور منشی مہراج علی جو شریٹ کے  
سامنے کھڑے ہوتے دل لگی تو بڑی ہوتی مگر  
رونق جنگ نے بچا دیا اور انہی کپڑے صاحب نے بھی  
بڑی بھل مٹی کی۔ پولیس میں ایسے بھلے مانس لے پائے گا۔  
اب بیٹے کہ دوسرے روز جو نواب محمد سکری کو  
خبر پہنچی تو بڑا ہی رنج ہوا۔ مجذوبہ کے ہاں سے جو  
آئے تو نواب رونق جنگ کے خدمت گزار نے اسے کہا  
کہ سرکار بڑا غضب ہوا تھا مگر اللہ نے بہت بھایا اور  
عزت رکھ لی کہا کیا ہوا اسنے ساری سرگزشت کہانی  
نواب۔ لاول و لا توتہ اٹھا ستم ہو گیا تھا۔  
خدمت گزار حضور آغا صاحب اور منشی مہراج علی اور نواب  
چھٹن صاحب تینوں صاحبوں کا چالان کر دیا گیا تھا۔

نواب لاول و لا توتہ۔ بڑی شرم کی بات ہے۔  
خدمت گزار حضور ہمارے سرکار نہ دیکھ جاتے تو کیا  
جھلنے کیا ہوتا۔ اللہ کو کچھ اچھا ہی کرنا منظور تھا  
اور حضور کو نواب صاحب نے بڑی مہربانی کی۔  
نواب۔ بھلے مانس دی ہیں نا۔ شریف زادے۔  
اتنے میں چھٹن صاحب کا آدمی آیا کیا حضور سرکار  
نے یاد کیا ہے۔ اگر فرصت ہو تو ذرا سی جگہ چلیے۔  
نواب صاحب نے گاڑی تیار کرائی اور چھٹن صاحب  
کے یہاں گئے وہاں میان میں بھی بیٹھے ہوئے تھے اور  
باتیں کر رہے تھے۔

ممن آداب عرض کرتا ہوں خداوند۔  
نواب۔ ارے یا رب میں ایک بڑی بڑی  
خبر سنی ہے۔

ممن اسکا ذکر نہ کیجئے خداوند۔ ع

رسیدہ بود بلانے لے پچھڑا

مگر اسکا تدارک ہونا چاہیے بڑی بدنامی ہوئی  
واللہ اور محبت کے سب لوگ بدنام ہوئے کہ چھٹن  
ہیں سب ایسے ہی ہیں۔ ہ

جو از تو مے کیے بیداشی کرد

کہ نہ را منزلت مانند نہ را

چھٹن صاحب نے بہت شرماتے ہوئے کہا۔  
یا رب سکری اس دن تو بھائی صاحب اللہ نے عزت رکھ لی  
مگر بھلی والی بارہ دردی تک جاننا ہی کیا کہ تمھارا دل  
جو دو ایک برق انداز لے وہ تباہ ہے جان بھان بھلے  
آنکھوں نے بہت تیر ہو کر سلام کیا اور باہم ہنسنے  
کرنے لگے۔ اس قصہ شہر لایا ہوں کہ کیا عہد عشق  
کردن اور مہراج کبخت کی یہ کیفیت کہ خواہ خواہ

بخت کی کیفیت کہ خواہ مخواہ عمل چارہ پا کر کاٹے واسطے  
تم لوگ بولنے لگتے۔ کہ ہے واسطے چالانی کرنا لگتا  
ادکا لائین چپ رہو۔

عسکری۔ واللہ یعنی وہاں بھی کاہے واسطے حضرت  
کو یاد رہا۔ بٹا پر قوت ہے۔

چھٹن۔ سینے تو فرمایا ہمارے سب ہتر لوگ کو بلاؤ۔  
عسکری۔ این الاحول ولا فوۃ۔ تو یہ تو بہ۔

من۔ حضور پولیس والے بڑی فعل کرتے ہیں انکی  
عسکری۔ افسوس ہوا اللہ اس صحبت کا یہی نتیجہ ہے

وامعہ مگر ہے

ہر کے تابع ہر کے دیگران

ناصح خود یا نہ قسم کہ درجہ

ہم کیا ہیں۔ ہم تم سے بدتر ہیں۔

من۔ اور حضور سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے

ہیں جہاں چکی لگائی بس بھر علاؤد۔

چھٹن۔ بلاؤ ہمارے ہتر لوگوں کو۔

من۔ یہ ہتر کیوں بلائے جاتے تھے۔

چھٹن۔ سڑائی کے لیے کہ پولیس والوں کو

آگے ماریں۔

من۔ مگر اب بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔

قاعدہ ہے کہ جب ایک روز شراب خوار علی شان

زیادہ کرتا ہے تو وہ سرے روز طبیعت ازلیں کسلند

ہو جاتی ہے۔ اور قسم کھا لیتا ہے کہ میں اب سے

آگے گھر سے آئے۔ اب ہر بھر نہ پیئے۔ بس

کان بکڑے۔ لیکن جہاں شام ہوئی بھڑی جام

اور صلی۔ مگر اب یہ سب سوچتے ہیں کہ بھٹی

اب کم کم پینی چاہیے اور رفتہ رفتہ چھوڑ دینی چاہیے

اور نواب چھٹن صاحب نے تو صاف صاف علانیہ کہہ دیا  
کہ یا اراکرا ہم ہم ہیں تو باجی کجھنا۔

من۔ سے۔ کو شہی۔

ناظرین کو سیدھے انھیں ہوتی ہوئی کہ یا اراکرا

قرن اور نازو کجا جزدوبہ اور کلان کو لٹی۔ یہ بی ہسانی

کے مکان سے قرن کہاں چھپت ہوئیں اور نازو نو انصا

کے دربار میں کیونکہ داخل ہو گئیں اور جزدوبہ کو اس تھنے

سے کیا سروکار ہے اور یہ تھیان کسی پڑتی جاتی ہیں۔

اہل حال یہ کہ یہ سب نواب بشیر لدولہ کی

کارستانی ہے یہ سب کاٹے انھیں ذات شریف کے

بولے ہوئے ہیں یہ بزرگوار اس فن کے لوگوں میں ہیں جو

خواہ مخواہ کا جھگڑا مول لیتے ہیں خدا کی فوجدار جنگی

طبیعت میں داخل ہے کہ دو دروشتوں یا میان بوی

یا باپ بیٹے میں جو تاجا دلوان اور سرور بیہمن۔

تمام غریبی کیا کیے۔ اگر بیٹے کی طرف ہوئے تو اس

باپ پر دعوت کر دیا اور بیوی کی طرف ہوئے

تو میان کی شامت آئی۔ انکا انوکھین نہیں گیا اور چکر

عکاک ایک معتد بہ حصہ انھیں قانون میں صرف کیا تھا

لہذا کٹ جہانس میں برق ہو گئے تھے اور بعض اوقات

جو ایسی وجہ تھی کہ اچھے اچھوں کو نہ سوجھتی نواب محکم کی

کو تو یہ بالکل ہی فوجدار سمجھتے تھے اور انکے رفقار میں

داروغہ انکا جواب دینے والا تھا مگر داروغہ کو اس کی

اطلاع ہی نہ تھی کہ بشیر لدولہ اندر ہی اندر کیا کارروائی

کر رہے ہیں در نہ داروغہ ضرور کچھ روک تھام

کرتے وہ تو کیسے اتفاق سے ٹانگہ نہ تھی تھی

نہیں تو اب نمک خدا جانے کیا انقلاب

پیدا کر دیا ہوتا۔

اس جھگڑے میں نواب صاحب کا یہ نشانہ تھا کہ  
نواب نادرجہاں بیگم کے ساتھ سہر دی کرین لالوں کا  
قوت اس سے انھیں کیا بحث تھی صرف یہ خواہش تھی  
کہ اس جھگڑے میں کوئی ایسی بات پیدا کرین جو کسی نے  
نہ کی ہو اور اس خوبصورتی کے ساتھ کارروائی کرین  
کہ کا فون کا کسی کو خبر نہ ہو اور محمد عسکری کو بھی جیتے یا  
بنائے رہیں۔

یہ دن رات بیٹھے بیٹھے اسی منصوبے میں رہتے  
تھے کہ کسی تدبیر سے قرن کو مہاراج بیجہدین نواب صاحب  
کو بمبئی دو ملاوین بیگم کے دس بارہ ہزار بلبا دین  
روقت جنگ اور محمد عسکری کو ملاوادیں۔ منشی مہاراج علی  
اور آغا محمد اطہر میں جو تاجلوا دین قرن کے بیان کو  
بہکا کر میں پرناش کروادین جلو اور آخر میں جو  
ہو جائے بس انھیں فکر دین دن رات غلطی کا  
بہتے تھے۔ سادہ کوئی فکر نہ تھی۔

جب ملکت سے روانہ ہوئے تھے تو انکو یقین کامل  
ہو گیا تھا کہ بیگم صاحب بھاوی ہو جائینگے اور نواب  
محمد عسکری کی ہماری کارستانیوں کے مقابلے میں  
ایک نہ چلیگی ہم ہی ہم سرنگے۔ مگر بیگم صاحب کو  
عقیدہ دہار سا پایا تو منہ کی کھائی۔ اب یہ دوسرے  
ڈھکڑے پر چلے۔ مجذوبہ کے ہاں نواب صاحب حضرت کی  
کی وجہ سے پہنچے ہیں اسکے دو اسباب ہیں۔  
بشیر اللہ کو تو یہ یاد دہی ہو گئی کہ بیگم صاحب کے  
عشق سے خاک فائدہ نہ لگا سکی پاکدامنی کا نقش  
تو انکے دھڑل پر ایسا متعش ہو گیا کہ ٹٹکے سے  
انہیں مل سکتا۔ اب انکو فکر ہوئی کہ نواب صاحب سے  
انکو ملو اور دونوں میں جو تاجلے۔ نوبت بعد ازلت

آئے تو حے ہوں جو خفیہ طور پر بیگم صاحب کو مدد دے۔  
اور ظاہر میں نواب صاحب کے ہمدرد بنے رہو۔ میرے  
دونوں بیٹے سوچے کہ اس سے بڑھ کر حکمہ نہیں  
چل سکتا کہ قرن کچھ دن غائب ہو جائیں اور کسی اور  
عورت پر نواب صاحب کا عشق چڑ جائے اور اس پر  
لوٹ ہو جائیں۔ نئے عشق کا سودا بے ڈھب ہوتا ہے  
لہذا گھر بیٹھے بیٹھے یہ فکر کی کہ ایک کم سرائی حسین رت  
کو مجذوبہ بنایا اور اس کے کمال کی کمال تشریف کی خود  
تو اسکا ذکر نہیں کیا مگر میں کو بھانسا اور کچھ چٹایا  
بھی اور کئی اور آدمیوں کو بھانسا۔ ایک تو اس  
پر لاک کو بھانسا اور پانچ چھ اور آدمیوں کو اس  
روز نواب صاحب کے سامنے جتنے آدمی زن و مرد مجذوبہ  
کے پاس آئے تھے سب کھائے ہوئے سب بھدیت  
ناظرین کو یاد ہو گا کہ کسی نے کہا میرے لڑکے کو  
بھارا تا ہو اور مجذوبہ نے بڑبانگنی شروع کی کہ والے  
نکلینگے اور بھارا بھگا وغیرہ وغیرہ یہ سب بناوٹ کی  
باتیں تھیں اور وہ فقرہ بھی کیا چڑت کیا ہو کہ یہ ناہنیں  
جانتے اور مجذوبہ کے حکم سے پیرنے لگے مگر نواب صاحب  
کی اس سادگی کے صدمے کہ کیا جلد یقین آگیا تو  
باور کر لیا۔ اور بہت ہی تھیر ہوئے کہ کیا الٹی یہ کیا باور  
ہو اسی سے انکا عقیدہ اور بھی جم گیا۔ سادہ اور  
میں اور بھی جھکارا تھا گو بشیر اللہ نے صرف میں کو  
پھندیت بنانا تھا مگر میں خوب سمجھتا تھا کہ اگر بھٹیل  
بنارہ گیا تو والے بیگم کی سزا سننا اور داروغہ کو بھی  
کاٹنے لیا اب نواب صاحب کا بنالینا کون بات تھی مگر  
اپس میں یہ سمجھ گئی تھی کہ چوتھے روز ظاہر ہونے والے  
کیونکہ چھپر صاحب کو خود داروغہ لگے گروہ اس فتنے آدمی

ممن۔ ای حضور ہزار روپیہ کا توڑا گندا دیا گیا یاد رکھو  
 حکم کیس پٹ پڑتے ہیں کیا بھال۔ دل کی بازی ہو کر  
 بیشیر۔ میں عمر بھر کی روٹیاں میں بھائی جان۔  
 ممن۔ غلام خوب واقف ہو زمین کیا شاک ہر  
 عمر بھر کی روٹیاں تو ہیں ہی۔ مگر جو حال سے چلے  
 بیشیر۔ پس پس پس پس۔ مرے دل کی کسی۔  
 ممن۔ حضور ہی کیا ہے لوگوں کی ہرمن ایٹھن  
 میں غلام نے بھی بسر کی ہر خداوند۔

بشیر اللہ نے بڑی دیکھ کر میں کو خوب ٹیڑھائی  
 کہ یوں کچھ دوا دیوں لوڑ۔ دو کھٹے کال خلیں  
 یہی چچا رہا من بھوکا بہت تھا شب کو شراب  
 کثرت سے پی تھی صبح کو کھانا نہیں کھا لیا تھا باب  
 بھوک لگی۔ کما حضور راستہ مارے بھوک کے برا  
 حال ہر کچھ کھلاویے حکم دیا کہ کھانے کو اگر کوئی تیار  
 ہو تو منگواد۔ کہو میان من صاحب کو بھوک لگی ہر  
 باورچی نے آن کر عرض کی حضور کھا ناپک رہا  
 ہر مگر بلاؤ اور بورانی اور تلی ارویان حاضر ہیں۔  
 ممن۔ کیا خوب۔ پھر اوکھا ہونا چاہیے۔

بشیر۔ بلاؤ اور بورانی اور تلی ارویان  
 پس میں کافی ہر۔ اور دیکھو برف کا پانی لاؤ۔  
 خوب سرد۔ اور ذرا چار لاؤ۔  
 راوی۔ اب تو بڑی خاطر میں ہونے لگیں۔  
 ممن۔ حضور بڑے خوش خور میں والدہ۔ کیا  
 بلاؤ بکا ہر خدا گواہ ہر لورلی اردیوں لے تودہ مزہ  
 دیا کہ زبان ہی جاتی ہر۔

بشیر۔ بھئی اب کھانا بھی انسان اچھا نہ کھائے تو بھر  
 لطف زندگی ہر کیا خاک تجھے تین حق میں کھانا اچھا

نہ تھے کہ اپنے دوست کو بلانے دیتے نیشی مہراج ملی گول  
 ادی سہل کین جھنگری کو چکر دینا انکی شان کے خلاف تھا  
 آغا محمد اظہار باش آدمی میں کی نسبت اگر انکو  
 معلوم ہو جاتا کہ نواب صاحب کے خلاف ہر تو کھڑے  
 کھڑے نکلوادیتے۔ دار و خدا اور اختر تو من سے  
 لکھ گئے مگر اب نواب صاحب کی اس صحبت میں  
 وہ لوگ شریک نہیں ہو سکتے اور ان موالید تلاش  
 یعنی میان میں در اختر اور داروغے یہ ٹیڑھائی  
 تھی کہ خضر سرکار ان لوگوں پر بلاؤ نہ اسکا رخصتے لائے  
 اب سنئے کہ نواب بیشیر اللہ میں کو کیا پٹی پڑھانے  
 میں اور دیکھا کتا ہر۔

بشیر۔ آغا۔ آدمیان من۔ یوں ٹیچو یار۔  
 ممن۔ خداوند بہت اچھا بیٹھا ہوں۔ حضور۔  
 بیشیر۔ پہلے یہ بتاؤ کہ بیٹے یا نہیں بنے۔  
 ممن۔ سولہ آنے بیٹے۔ تسامین باقی رہا۔  
 بیشیر۔ کیوں کیا سو جھتی ہر۔ گیسوے پچند تیوں  
 کے اور کوئی نہ جاننے پاتے۔

ممن۔ کیا مجال خداوند۔ مکان نہیں۔  
 بیشیر۔ اور ایک کام اور کرو۔ کچھ بھی مجدد بہ کرا یا  
 بھی کرے اور قرن کا ذکر ہر دم کرتی رہے۔  
 کہے کہ وہ قرن کمر کو چکاتی۔ اگر ٹی برتی آتی ہر۔  
 وہ چھپ گئی وہ نہیں دی۔ اس وقت قرن کے  
 حال میں لال لال میں اور نواب کو دیکھ دیکھ کر  
 رہی ہر سمجھ بیان میں۔ ایسی بی بی تین کرے پوچھ لگی بھو  
 ممن۔ اور حضور اسکو روپیہ مل گیا۔

بشیر۔ والدہ بھی تو بھر چکا گیا جگہ کسے آئے کما تھا  
 کہ دس ہزار روپیہ ضمانت کار کھا تھا۔

کچھ اچھا ہوا۔ اور مکان خوب بجا ہو۔ بس۔  
راوی۔ اب باقی کیا رہ گیا۔ مکان پر اس غذا  
ممن۔ حضور ایک روز غلام بھرے کر لیے حضور  
کو کھلانے کا اپنے ہاتھ سے پکاؤ لگا۔ بالکل نئی  
ترکیب سے۔

بشیر۔ کل ہی سہی کل کسی وقت پکاؤ۔

ممن۔ مگر ایک شرط ہے حضور۔ ہاں یہ ضرور ہے۔  
بشیر۔ وہ کیا یعنی نکلج کی سی شطرنج ہیں۔  
ممن۔ ترکیب غلام کسی کو نہ بتائے گا خداوند۔

بشیر۔ بھئی۔ اچھا پکاؤ تو تم۔

ممن۔ تو کوئی تین سیر کر لیے منگوا رکھے۔

بشیر۔ دیکھو جی۔ رونے سے کہہ دو کہ کل تین سیر  
عہدہ عہدہ ہرے ہرے کر لیے منڈی سے  
صبح کو لیتا آئے۔

ممن۔ اور حضور کا ہی کے پرندے منگوائے گا  
ایک چیز مل کر قیمہ کر دوں گا اور دو سیر وہی  
منگوائے گا۔ چکا۔

بشیر۔ میں نے سنا کلمان کو ٹھیٹھ بھی پڑے  
اہتمام سے کھانا پکا تھا۔

ممن۔ حضور کو خوب خبر ہو چکی جاتی ہو۔

بشیر۔ اور گھر سے باہر نکلتا نہیں۔ غوی یہ ہے۔

ممن۔ حضور رات کو اس روز بھر گاڑی پر  
سوار ہو کر اور مجذوبہ کو بٹھا کر شاہ مینا بی دگاہ

گئے۔ وہاں تو امی ہوا کی بڑی دل لگائیاں میں  
جو مجذوبہ نے حکم دیا وہ نواب صاحب بچا لائے گا

اب تک وہی حال ہے حکم دیا اسکے سب اور یا میں  
سب انگلیاں باندھ باندھ اٹکے کو پڑے اور بڑی

تک پیر کیے جب سامان آیا تو بھر باہر آنا پڑا۔

بشیر۔ سامان کا ہیکا۔ کھانے پینے کا۔

ممن۔ حضور پر کوئی بات چھی ہے سرکار۔

بشیر۔ میں واقعی ابھی تک نہیں سمجھا واللہ۔

ممن۔ حضور کے زمانے کی بات ہو بھلا۔

بشیر۔ میں صحیح عرض کرتا ہوں میان ممن صاحب۔

ممن۔ اچھا پھر اب اسکو دھکا ہی دہنے دیجیے

اب یہ بات دھکی ہی رہے تو ہتر کر کیا ضرور ہے

پردہ کس کا فاش کرنا۔

بشیر۔ کیا کچھ شغل ہوتا ہے۔ ہاں یہ بھی ہے۔

ممن۔ حضور کو کیا میں بد لوم تھا۔ تجب ہے۔

بشیر۔ کیا آپ بھی شریک محبت ہیں سچ کہنا۔

ممن۔ میں حضور کو سرفرازا کیا جمال !!!

جب میان ممن کھانا کھا چکے تو زانیہ شہزادہ

نے کہا بھئی علیٹھوں علیحدہ رکھو۔ ہمارے تفرخان

اب یہ نہ آنے بائیں ہاں یہ صاحب لوگوں کے برتنوں

میں رکھو اور آپ بڑا نہانیے گا میان ممن صاحب

مجھے اسکے نام سے نفرت ہے اور یہ بھی مجھے نصیب ہو گیا

ہے کہ آپ خود شریک محبت ہیں۔ ممن تو کوئی سنگ ہی

نہیں سکتا۔ افسوس کا تمام ہے واللہ اس کجبت نے میں کو

ہاتھ سے دیدار یکب سے پنے لگا ہم جانتے ہیں تو

اور حضور صاحب در آغا صاحب بھی شریک ہوتے ہوئے

ممن حضور ایک دن کچھ رو کر گئی زانیہ تو سکون پر

پلا دی۔ علاج ملی تک کو اپنی حاضری کا بلایا ملا زبیر علی

نوا صاحب اپنے دل میں سوچنے لگے کہ سکیم نے ہمارے

ہدی کی ہے۔ تو سہی کچھ بھرنہ بلواؤ اور دن سہنے نیکی کی

لگنے کے ساتھ کلمتہ سے بیان کے کرتے میں زحمت کھانی



اور انکا ساتھ دیا اور اس احسان کا انھوں نے یہ جواز  
کیا کہ کیا زمانہ ہو سکر میں بھی وہ گیتی بار دوں گا کہ عمر بھر  
رہے تھے آدمی کے منہ چڑھنا اور منہ کھلنا کیا دل کی  
ہر کچھ جتنا بچھے اتنا اوپر کسی شرمین بندہ نہیں۔

مومن سے غصہ وہ خود بھی پیرتی ہیں اور اچھا پیرتی  
ہیں اور بقی تو ایسا ہیں کہ کوئی کیا بنے گا۔

بیشمار الدولہ کے راز دان اور شیر اس امر خاص ہیں  
وہ اور بزرگوار تھے۔ ایک منشی و فاضل صاحب۔ دوست  
آگے لکھنا نہیں کے دوست فقیر بخش جامہ ان دونوں  
کی اپنی مومن کے سامنے طلب کیا۔

بیشمار۔ میان مومن ان رزق صاحبوں سے بھی ملو۔  
مومن۔ (مالی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اچھا جب کو  
تو میں بھی جانتا ہوں مگر (مذاکرہ طوط اشارہ کر کے)  
ان صاحب سے ناواقف ہوں۔

بیشمار۔ آپ پیرے دوست منشی و فاضل صاحب ہیں  
وفا۔ آپ تو ہم ادب آپ ایک ہی فرض ادا کرتے  
کے لیے مقرر ہیں۔

مومن۔ خدا اس لائے۔

وفا۔ آمین بشار اللہ۔ مار لیا ہو۔

مومن۔ چال تو خوب سوچھی ہو۔

وفا۔ اچھی پڑھی نہیں پڑ سکتی ہو۔

مومن۔ مگر نواب صاحب کو بھی کیا سمجھتی

۴-ع۔

چرواہے کی خدا کی قسم جواب کی

مالی ہم چور نہیں ہیں۔ رہیوں کے یہاں پیدا ہوئے  
ہیں کہ بائیں ہر کوئی مرکا اپنے سینہ کر سکتا ہے  
کوئی ہاتھیوں سے گتے کھا سکتا ہو۔ کوئی کیا

کھا گیا۔ شیر دن کے شیر ہی ہوتے ہیں جو رہے۔  
مومن۔ اوکو کوئی نہیں۔ ہمارے حضور کو جب وہ جیتی  
ہو چھ مینے آگے کی۔

بیشمار الدولہ نے مومن کو یہ ٹی پڑھائی کہ مجذوبہ کو  
سمجھا دو کہ اب دو ایک روز فورا نواب صاحب سے  
کچنی میں پھر انکی بقیاری دیکھیے۔ قد مومن پر ٹوٹی  
نہر کھ دیں تو ہمارا ذمہ ہو۔ وہ تو قرن کی دھن ملی ہو اور  
مجذوبہ خود بھی بڑی خوبصورت عورت ہو ستر خود سفید  
گوری چلی کم سن اور چال کی خوبی اور کیر و فریب میں برتن  
اسکو کوئی جھانسا کیا دیکھتا ہو۔

مومن۔ جان پر چوک جاتے تھے وہاں یہ سبق دیتی تھی  
ہاں وار و فک لائے اور فقر و اور کید کی باتوں کو  
البتہ مجذوبہ بھی جانتی تھی۔

بیشمار۔ ایسا کہو کہ مجذوبہ انکے گھر  
پر چائے۔

مومن۔ خداوند ایسا ہی ہو گا۔ دیکھتے جائے۔  
بیشمار۔ اے کی انٹون کی دیوار چڑھو انو مگر  
جاتے پاؤں بجائے ہوئے۔ اسٹون گانٹھ ٹیکت۔  
استے میں محمد عسکری کے ہاں سے آدھی دیا مومن نے

کہا نواب صاحب کا رونا آتا ہو میں چپ ہتا ہوں

کہ مومن کہہ میں ہلا گیا اور مرنے کے سلا مکر کے خدا دیا۔

مالی۔ بیشمار یا عجیب آدمی ہو۔ بھائی جان تم کہیں

دیکھتے کہ تم کہیں۔ از بلے خدا آؤ اور یہ احسان کرو

بسی عجیب طرح کے کاشی ہو ورنہ ان سے ظالم بھی یاد رہے

کی محبت میں مٹھا کر اذ خاص صاحب نکو یاد کر رہے ہیں

تھارا بھائی عسکری۔

ازہ صاحبہ آغا محمد اطر کو رنٹش۔

## چشمہ کار گریہا

آج نواب گردون قباب محمد عسکری صاحب پھر مع بیان من منشی اختر دوار وغہ صاحب مجددیہ کی خدمت کثیر الوقت میں حاضر ہوئے تو اس دن کی نسبت انکو زیادہ تر جلال میں پایا اور اس جلال نے انکے جمال کو بھی دو چند کر دیا تھا۔ چہرہ اس دن کی نسبت زیادہ چمکتا دکھتا تھا اور اگر نواب صاحب نے عیب غالب نہ آیا ہوتا تو وہ معاً سمجھ جاتے کہ ٹوٹو لگا کر ٹھنڈا دھویا ہو۔ بال آج کر کے کہیں نیچے ٹٹکے ہوئے تھے اور بصر کے سوا دوسرے شخص کو ہرگز محسوس نہیں ہو سکتا تھا کہ مصنوعی بال ہیں سرے کے دہانے نے بھی جو بن کی آگ کو ٹھنڈا دیا تھا اور مصنوعی تل جو زسار تاناباں پر سرے سے بنایا تھا وہ واقعی اس صحرے کا مصداق تھا۔

## ملک فرنگ میں حبشی کو توال ہو

کلان کوئی کے اندر یہ لوگ نہیں جاتے پاتے تھے کہ نجدیہ کے زور زور جلانے کی آواز آئی۔ پائین فرش یا لب فروش بابا لین پر۔ بان ! من نے کہا حضور آج مزاج کی شوریگی زیادہ معلوم ہوتی ہو کہ اتنے میں آواز آئی۔ بڑی بہرا ہوتا۔ کالا بانی ہوتا آغا پر عباس جراتا ہوتے۔ ہندو پر تیس چھپن س دن کی چٹائی یا نصیحت ہوئے نصیحت۔ بڑا ہی نصیحتا ہوتا۔ مگر۔ ۶۔

## رسیدہ بود بلائے دے پھر گذشت

نواب صاحب نے من کو حکم دیا کہ پہلے تم جا کے اطلاع دو کہ نواب صاحب حاضر ہوئے ہیں اور سلام کی جائز چاہتے ہیں۔ من کو بھیجے ہی مجددیہ نے لٹکارا کیل کار

ارے کیا ہو بیان کیا کام ہو۔ بیان کچھ کام نہیں ہو یہ راستہ عام نہیں۔ دریا دریا جاؤ۔ بھوٹا کھاؤ۔ قرن کو برسوں کا بیٹنگے مگر دوسرے دکھائینگے اور منہ پر سے جھا جھوم من نے عرض کیا حضور نواب صاحب حاضر ہوئے ہیں اگر حکم ہو سرکار کا تو سلام کو حاضر ہوں۔ بڑے زور سے نکتہ لگایا اور کہا ہی نواب جو ہنگو حاجی عبدالرحمن کے مزار پر لیگنا تھا۔ وہ نواب جس نے ہمیں بلاؤ کھلایا تھا۔ اچھا نواب ہو مگر ہمارے جو نیڑے میں نواب بنکے نہ آئے۔ ہمارے پاس جب آئے تو دوست نیکر آئے نفیر دن کا دوست بنکے آئے تو ہمارے سرانگھوں پر آئے آئے۔ من نے دور سے نواب صاحب کو اشارہ کیا۔ نواب صاحب آگے آگے دروارہ دخلو اختر بھیجے بیٹھ گئے نواب صاحب نے جھک کر آداب عرض کیا۔ کما زہد ہاں حاجی عبدالرحمن کے مزار پر توج بھی چلیگا۔ نواب نے کہا ضرور۔ مگر اس دن توشا مینا صاحب کے مزار پر گئے تھے کما نہیں بنین حاجی عبدالرحمن کے مزار پر جو کیت راس کے تالاب کے پاس ہو۔ بان ! بان ! انکا نیکہ کلام تھا۔ مگر بان کا لفظ اس طرح چاکر اور گردن ہلکا کر ادا کرتی تھیں کہ اور بھی مجھ سے بن کی تصویر لکھ جاتی تھی۔ نواب صاحب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور کہنے لگیں۔ یہ کیوں نہ چون کو دیکھو کہ انکی چوہلی ہوتی تو کیا ہوا۔ کہے ہل کے نہ ڈرتے زور بدل گئے سب کے سب بڑے لالچی آئے یہ کہنا کہ نجدیہ کو ٹھری کے اندر چلی گئی تو نواب صاحب نے من سے پوچھا کہ یہ ہرے اور زور واد کا ہی سے کیا مراد ہو اور اس دن تو ہنگو یاد آتا ہو کہ شاہ مینا صاحب کا اور گاہ گئے تھے۔ یہ کہنی ہیں کہ حاجی عبدالرحمن کے

مزار بر گئے تھے۔ من نے جواب دیا۔ خداوند مجذوب  
کی بڑے ہی پی ہیں۔ خدا خدائے اس وقت کن گشت  
ہیں۔ اور وہ کیا اتنی بین ہم لوگ کیا سمجھتے ہیں۔ اختر  
بول لاپروہ شناس ہرے اور زرد اور سبز اور کاہی  
پتوں کی بدلی سے خزان اور بہار مراد ہر فصل بہار میں  
تھے ہرے ہو جاتے ہیں۔ خزان میں زرد سوکھے  
درخت کے تھے کاہی ہوتے ہیں کسی کے سبز کسی زرد  
نواب صاحب دل میں سوچے کہ واقعی یہ مجذوب  
با کمال عورت ہر اسکے کمال میں شک نہیں اسکی ہا  
انکو بہت پسند آئیں۔ اور اس بھولے پن سے مجذوب  
باتیں کرتی تھیں کہ واقعی ہر صافی مذاق و بعد کرتا  
اور لطیف یہ کہ بھولے پن کے ساتھ خوشی بھی غضب  
کی تھی۔ صاحت کے ساتھ ملامت اور شوخی کے  
ساتھ ٹھیکہ کیوں نہ تسم دھلتے۔ اتنے میں مجذوب  
کو ٹھہری کے باہر آئیں تو ایک فرست ہاتھ میں  
نواب صاحب نے پوچھا یہ کاغذ کیا ہے۔ کہا یہ فرست  
ہو۔ نواب صاحب نے ہاتھ بڑھا کر فرست لی اور پڑھی  
فرست چندے کی جو اسطے کسی مخفی کام کے  
ان لوگوں کو دیا جا بیگا کہ مختلف شہر کے قطب ہیں  
قطب شہر آگرہ۔ قطب لکھنؤ۔ قطب بڑہ۔ قطب  
مجزوبہ لکھنؤ۔ قطب ہندو فرست۔ قطب  
مجزوبہ یاض۔ اور اس مجذوبہ کو اس پورہا  
نواب صاحب اسکا مطلب نہیں سمجھے ساورق ہوں ہو۔  
کہ ہماری سمجھ میں بھی اسکا مطلب چھی طرح سے نہیں آیا۔  
نواب۔ من ذرا ادھر آؤ۔ یہ کیا شہر ہے۔  
من حضور غلام نہیں سمجھا اختر کو دکھائے۔  
نواب۔ فشی اختر صاحب ذرا یہ فرست تو پڑھیے۔

اختر نے یہ کاغذ پڑھ کر اور پہل سے ایک کاغذ پڑھا  
جواب لکھ کر نواب کو دے دیا۔  
حضور عالم نہ فرست چندے کی ہر جب بھی کوئی مجذوب  
کسی سے خوش ہوتا ہو تو اسکو یہ فرست دکھا تا کہ ہر  
ضرور اس میں چندہ دیکھے لاکھوں روپیہ خرچ کرنے  
سے جو بات حاصل ہوتی وہ آپکو کھڑے حاضری  
جاتی ہر تھوڑے سے روپیہ کا خرچ ہو اور مطلب حاصل  
حضور فرست کے چھی ہیں اللہ فرزند۔  
مجزوبہ پھر کو ٹھہری میں چلی گئی اور دروازے زور  
سے بند کر لیے۔ نواب صاحب نے جو موقع پایا تو  
تھیلے میں من اور داروغہ اور اختر سے مشورہ کیا اختر  
نے جو چھی پڑھائی تھی وہی داروغہ نے بھی پڑھائی تھی  
برہی تو چھی ہی ملی بھگت من جان بوجھ کے لا علی ظہار  
کر تا تھا تاکہ اس علی بھگت کی چھان بھی نواب صاحب  
نہ پائیں چھ آج تک نہیں سنا کہ مجذوب اور فرست  
کے ہندو فقیروں کے لیے مخفی کاموں کے واسطے چندہ  
دیا جائے۔ ان لوگوں نے بھی اُچ کی لی نواب صاحب  
نے دریافت کیا کہ آغراب کیا کیا جائے اور کیونکر چندہ  
دیا جائے تو اختر نے جواب دیا۔  
ماہیکام مجھے مجذوبہ لکھنؤ یعنی بی سقا کے نام پر تو  
دو ہزار لکھے۔ اور پنج اور میں امین لکھنؤ اور قطب  
یا گڑھ اس کو بی مجذوبہ کے نام دو سو لکھے۔ چھی  
نواب صاحب کو تو یہی پڑھائی ہی تھی کہ جس سے  
مجزوبہ خوش ہوئے ہیں اور جب بھلا کرنا چاہتے ہیں تو  
فرست کھاتے ہیں بے سوچے سمجھے فوراً پہل لی اور مجذوبہ  
کے نام پر دو ہزار لکھے۔ لکھا اقم تو یاد تھی ہیں اور  
لفظوں میں لکھے اور قطب لکھنؤ کے نام ۲۰۰ لکھے۔

ممن۔ کیا حیرت ہم نہیں ہیں تعریف محال ہے۔  
اختر۔ بھائی جان۔ خدمت ہی سے عظمت بھی ہے۔  
ممن۔ کیا شک ہے خدمت کرو اور عظمت ناؤ۔  
داروغہ۔ اب قرن اسی ہفتے میں زیبا خوش ہو  
توسی۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہے۔

نواب۔ مگر مجذوبہ کا دل لے لے ہوئے بگڑنے  
نہ پائیں کہ پھر کیا کر یا کھیں سب بلیا بیٹھ ہو جائے  
ممن۔ کیا مجال خداوند۔ دیکھتے تو جانیے۔  
اختر۔ حضور جانین لڑی ہوئی ہیں بیرہ رشہ۔  
داروغہ۔ اچھا دیکھتے تو اس ٹھوڑے میں کیا  
ہوتا ہے بس دیکھتے ہی جاتیے انشاء اللہ تعالیٰ۔

نواب۔ اچھا ایک ہفتے تک ہم نہ بولینگے۔  
اختر۔ ہاتھ لگائیں کو آرسی کیا ہے حضور۔

نواب۔ بس کہنا نا۔ ایک ٹھوڑے تک کی  
آزبائش ہے آٹھ دن کچھ بہت نہیں ہوتے۔ اور پھر ایسے  
کام کے لیے معاذ اللہ۔ آٹھ دن کی تو کیا حقیقت

ہو لوگ تو عمر اسی میں صرف کر دیتے ہیں۔  
اختر۔ سا در پھر بھی شاہ مراد سے ہم خوشی

نہیں نصیب ہوتی۔ یلی اور مجنون کو دیکھیے۔  
فرہاد اور شیرین کا حال عیان ہے۔ غدر اور دہمت  
کی سرگزشت مشہور دیار و امصار ہے۔ شمع  
دپر دانے ہی کو دیکھیے۔ ۴۔

اکان سوختہ را جان شدہ و از نیاہ

داروغہ۔ کیا خوب شالین دی ہیں  
منشی اختر صاحب۔

اختر۔ یہ سب بزرگوں کی محبت کا اثر ہے۔  
ممن۔ بڑے خوش بیان آدمی ہیں منشی اختر صاحب

داروغہ۔ ایسے ہیں کہ کسی اور دربار میں کم ہونگے  
نواب۔ کم ہونگے۔ یوں کہیے کہ اب کسی رئیس کے ہاں  
انکا جواب دینے والا نہیں ہے۔

مجذوبہ نے کوٹھری کا دروازہ کھولا تو ممن نے  
ایک کمر فرست دیا پس دی اور بادب غرض کیا کہ  
دو ہزار حضور کے نام اور دوسو لکھیم پور کی مجذوبہ  
کے نام نواب صاحب نے لکھے ہیں۔ کہا بلاؤ۔

نواب صاحب دوڑتے ہوئے خوش خوش گئے تو  
اپنے قریب بٹھایا۔ اور بیٹھ ٹھوکی اور کہا شلہاں  
اسکے بعد ایک روٹی کو پانی سے تر کیا اور پیش کر کے  
کہا کھالے۔

نواب۔ واہ چڑی اور دو دو (کھالی)  
مجذوبہ۔ کیسی چڑکیسی ہے۔

نواب۔ نعمت ظلمی۔  
ممن۔ یہ کھانا ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔

اختر۔ حق ہے جس پر مہر ہو جائے۔  
ممن۔ جس پر مہر ہو جائے اسکا ستارہ چمک جائے۔

اختر نے دور ہی سے کہا حضور یہ تنہا خوری اچھی نہیں  
ہم لوگ بھی امیدوار ہیں ایک لکڑا ہکو بھی مل جائے

نواب صاحب نے کہا ابھی میں تو کھا گیا پہلے سے کون  
نہ کھا۔ انھوں نے کہا حضور کہ خود ہمارا خیال چلے تھا

نہ کہ ہم غرض کریں اور پھر ملے بھلا زمین کیا غوی ہے خیر  
حضور کا بھلا تو ہم سب کا بھلا ہم لوگ تو حضور کی ترقی

دولت اور راز و باد کے دعا گو ہیں۔ خدا حضور کو  
مدد اعلیٰ پر ہو بخائے ہمارے لیے یہی دولت ہر اس

زیادہ اور کہا ہوگا۔  
نواب صاحب مقتدر خوش تھے کہ گویا لکھو کھا رہے ہیں

آنگو لگیا جائے میں پھر لے نہیں سکتے تھے کہ اب شاہد آرزو سے ہم آغوش ہونے کی قربانی کے دن اب تم میرے اکی سات پردون میں رکھوں تو سی دم بھر پاس سے نہ ہٹتے دون۔ ابلی اغلائی منغلانی چھو چھو اما ایک کونہ بھٹکنے دون بلکہ اگر مرد بڑی توبہ عانی تال لے اڑو لگا اور دہان جا کے دننا ونگا کہاں کا جھگڑا اس شخص سے تو چھکا رائے گا۔ یہ کیا پھوڑا ہے۔ ہم اسی کو نہرا غنمت سمجھتے ہیں۔ بشیر الدولہ کی کارستانی تو وہاں نہیں چلنے پائیگی۔ کہہ راکا تو خوف نہیں بیگا بیگم تو بائیں نہیں سنائیگی۔ سیالی تو طے نہیں رہی رونی جنگ تو ادھر کی ادھر لگائیں گے۔ ان سب باتوں سے تو بچو لگا اور پھر ہار کا قیام۔ آج ہوا فرحناک تہ نہی اور محنت کے لیے اکیر عظم۔ نیم جان جا کے از سر نو زندگی پاتے ہیں دو چار چیدہ چیدہ اجا ہونے اور ہم ہونے۔ لطف زندگی ہو اور یہ ہریان وحب اور لون کے چھڑے اور گرمی اور اجباس سے جان پر نہی ہوئی ہو لاکھ خس کی ٹی اور برف کا بانی ہو وہ بات کہاں۔ وہ قدرتی بہار اور خشکی کجا

نواب۔ من یار علونینی تال۔  
مممن۔ حضور غلام کو کیا عذر ہے۔  
اختر۔ حضور ابی عزم باجرم فرمائے۔

نواب صاحب نے مجذوبہ سے کہا اگر ہماری بی بی اور مہرمان ہو تو ہم سے یہ وعدہ کر دو کہ تھے روز قمر کی اور ہماری ملاقات ہوگی ٹھیک ٹھیک تباہ لاکھ بیجاوہ تو ہم تمہاری دعوت کریں۔ گو ہم غریب دی میں مگر خیر وال دیا ہی ہی اور کچھ نہیں تو ہماری خاطر ہی بادشاہ

کیا فیر دن کے ان نہیں جاتے۔

مجذوبہ۔ توفیر کون ہو جی۔ ہم کہ تم تباہ صاحب نواب۔ فیر ہم تم تو بادشاہوں کی بادشاہ ہو مجذوبہ۔ چل جھوٹے سب جھوٹ جھوٹ کتا ہے۔ نواب۔ ہم تمہارے غرض مند ہیں کہ تم کو ہماری غرض ہو مجذوبہ۔ ہم کو تمہاری غرض ہے۔ (زور سے فقہ لگا کر)۔

نواب۔ تمکو غرض ہوتی تو تم دوڑی آتین کہ ہم۔ مجذوبہ۔ تم ہمیں گھورنے آئے ہو۔ (زور سے ہنس کر)۔

نواب (ہنس کر) ہنسوڑ بھی ہیں۔ پرے سے کی داروغہ حضور کو خدا نے ایسا ہی میں کیا ہے کہ ان ایسی پاکداس عورت سے حضور نہیں بولیں۔ مجذوبہ۔ چل ایک ہٹا اور سینے گا رادہ ہو۔ نواب۔ بڑی دیر سے (ہان) نہیں کیا یہ کیا۔ مجذوبہ۔ ناز اور قمرن۔ کون کون۔ قمرن ا۔ نواب۔ دلوا دو جانیں۔ ان دلواؤ تو بھلا۔

مجذوبہ۔ اچھا کل۔ کل دیکھ لے۔ مگر دور دور۔ نواب۔ کوس بھر سے سہی مگر دیکھو کہو لگا۔ مجذوبہ۔ ہان ہان۔ ہان ہان۔ کل حاضر ہونا۔ نواب۔ تو کل پھر حاضر ہوں۔ ضرور۔ بولے۔ مجذوبہ۔ ضرور حاضر ہو۔ ضرور حاضر ہو۔

نواب۔ ہزار کام چھوڑ کے آؤں اور جھیت آؤں مگر یہ کام تو نکلے کسی طرح میں تو درم تاخیر غلام ہو جاؤ لگا عزم کو مول لے لوگی چلا تمہارا ہو جاؤں شرط یہی ہو کہ تم قمرن کو مجھے دکھا دو اور جا ہے جو یہ ہو قمرن کی ایک جھکی دیکھ لو ان لیس چوٹا بنو تو ہماری

مجذوبہ بہت ہی محفوظ ہوئے۔ بڑے خوش  
جلے میں نہیں سماتے۔ اب کیا ہر قرن کو دیکھنا زکو  
دیکھ۔ ہمکو دیکھ جھکو دیکھ۔ مجذوبہ کو دیکھ۔ زمین  
آنکھوں سے سب کچھ دیکھ۔ اور اچھل کو دیکھنا۔

پھولے پھولے پھولے پھولے پھولے پھولے  
تلش کا بے بجائے کے ویت کا پھولے پھولے

اسکو مجذوبہ نے کئی بار بار آواز بلند اس میں کیا  
کہ نواب صاحب کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے  
بر اختیار رو دیے۔ اسنے جو دیکھا کہ یہ دیکھ کر ہے  
میں تو اور بھی زور زور ٹھٹھا ٹھٹھا کرنا شروع  
کیا آنکے دیکھا دیکھی میان میں بھی جھوٹ موٹ  
آنسو پوچھنے لگے۔ اور دو ایک بار رومال بھی  
آنکھوں کے پاس لے گئے۔

نواب۔ ہلے مار ڈالا۔ کیا پیاری آواز ہے۔  
ممن۔ حضور آواز نہیں جاوے۔ واسطہ۔

داروغہ۔ جاو کی کیا حقیقت ہے اسکے سامنے۔  
اختر۔ حضور میں تو وحید کی حالت میں ہوں۔

وحد ہر روح کو غمہ دے کہ جاوے یہ  
خدا جلنے یہ کیا ہر سمجھ میں نہیں آتا ہر کہ غمہ ہو یا سحر

یا جاو۔

نواب صاحب نے تین روز تک مجذوبہ کی کان  
پڑاؤ ڈال دیا اور طرح کے عقیدہ ہو گئے کہ معاوضہ  
انکھوں کی تین تین ہو گیا کہ مجذوبہ چاہے تو بیٹھ کر  
اور مجذوبہ چاہے تو دو سو پ کی جان دے کر کھائے اور  
جانہ فی سے وجہ سبیل ہو جائے غمہ سے تک کو مجذوبہ  
زندہ کر دے وجہ کیا ایک شخص نے مجذوبہ سے نکر کہا  
کہ یہ لپ جان بلب ہر ڈاکٹر واپس دینا تو یہ بولے

اور صاف صاف کہہ دیا کہ اب یہ نہ بھنگے۔ گواہی میں  
ہیں مگر اب میں سترگون کام ہر غنیمت ہے۔ ذرا آب  
جلی پلینج بڑا احسان ہو۔ مجذوبہ نے زمین کہا اچھا  
برایا۔ کیا۔ کیا۔ اچھا کیا بڑا احسان ہے۔ اچھا اچھا  
تو سانپ کا گناہ جب آنا۔ ابھی تو وہ اب اچھا ہے۔  
جا سانپ کا گناہ تو آج سانپ کا گناہ تو آ۔ ہاں ہاں  
بس اب جا۔

وہ چلا گیا اور دوسرے دن پھر دوڑا آیا اور ایک  
چار پانی پرانے بڑے پاپ کو بھی لا کر لایا۔ اور روٹے  
ہوئے کہا کہ حضور اب ہماری عورت آپ کے ہاتھ ہے۔  
جو آپ نے کہا وہی ہوا۔ کل میں بیان سے جو گیا تو  
کہاں تو بلا نہیں جاتا کہ کہاں دیکھتا ہوں کہ ٹھل  
سہے ہیں۔ ۶۔

شان ہر اسکی کبر پانی کی۔

مگر کھانے کھانے کھانے کھانے کھانے کھانے  
ارے اب مجھے کسی نے کاٹا۔ لیل تنگنا تھا کہ گڑے  
اور میرے گھر کے لوگوں نے معا دیکھا کہ ایک کاٹا  
سانپ لہراتا ہوا ایل کی طرف جاتا ہے۔ اب حضور ہی کا  
سمارا ہے۔ میں (قدموں پر گر کر) غلام ہوں آپ کا  
مجذوبہ نے پہلے تو شوقانی نہ کی۔ لہذا اسکے چار پانی  
کے قریب گئی اور کہا اسے اسکو کچھو کے بڑھائی  
نے کاٹا ہے۔ رستی۔ رستی۔ رستی۔ ارے سانپ کچھ  
گیا اچھا ایک غزل میں۔ ایک غزل سناؤں۔ غدہ غزل  
ہو۔ ہاں! ارے دل لگا کے سن۔

مجذوبہ نے لہر لہر کا شمار گلے شروع کیے مارا گریہ  
چر چار پانی پر پڑا ہوا تھا ذرا ہلا لوگوں نے جو یہ تماشا  
دیکھنے کے لیے جوت جوت جمع ہو گئے تھے غل جھان شروع کیا

نواب۔ میان اب ہمارا زمانہ یکام نہیں ہے۔

عشق نے غالب کو کیا  
اور نہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

ہم ان کے لڑکے ہیں جنگی دیور تھی برا چھوٹا جھونکا  
محال تھا یہ لوگ جواب دہ کیا ان اور جوڑیاں بھٹکا  
پھرتے ہیں یہ سب ہمارے آباؤ اجداد کے ساختہ ہر دم  
زین مگر اب ہمارا زمانہ یکام نہیں ہے بھائی صاحب ایک نے  
میں دیکھے پڑے ہوئے ہیں۔ خدا عزت رکھے یہی بڑا  
غیبت ہو در نہ اب ہم میں اور ایک کی فی چار میں کیا فوجی کر  
ممن۔ یہ درم شد اب بھی حضور کے لیے دہلی تین  
ہیں صاحب لوگوں میں ایسا کون ہے جو حضور کو نہیں  
جانتا کہ وہ صاحب پولیس کا انسپکٹر حضور کا یار ہے۔  
جانب صاحبیل کے دفتر میں جو نوکر ہو وہ حضور کا دوست  
ہو۔ وہ گھوڑوں کا ایک دلال بلوٹ صاحب حضور کا  
یار ہے۔ حضور کو کون نہیں جانتا اس روز جو  
سہ کار نیلام میں گئے تھے میں کیا عرض  
کردن حضور کے نمک کی قسم دو میں بھی جو اس رخ  
بیمچی ہوئی تھیں۔ ایک نے دوسری سے پوچھا کہ گولا  
نواب کون ہے اس نے کہا۔ دل یہ بڑا سمجھو  
آدمی ہے۔ نواب عسکری مصلحت جنگ بہادر۔  
نواب۔ میں نے خیال نہیں کیا تھا وہ  
تھیں کون۔

ممن۔ اے حضور نواب یہ مجھے کیا معلوم ہے بھلا۔  
نواب۔ اچھی روپیہ روپیہ تو ہر نہیں پاس خالی غلی  
صورت ہی صورت ہے حضرت سلامت من۔  
اختر۔ مگر اس سب ہی کچھ ہے حضور کے پاس۔  
نواب۔ بھائی جان نہ مجب شہر ہو نہ کہ نندار باش

وہ زندہ ہو گیا وہ زندہ ہو گیا۔

ایک دن مجھ کو یہ نواب صاحب کے زانو پر  
رکھ دیا اور کہا نواب ہمارے سر کی دیکھو نواب  
اسد برجہ سرور و مخلوط ہوئے کہ گویا قارون کا خزانہ  
انکو ملیا مومن نے مسکرا کر کہا (اور آپ کے سر میں ہیں  
بھی ہیں) نواب صاحب نے جو میں دھونڈتے تھے شروع کین  
وہاں جو میں کمان۔ باون میں خٹا سولہ روپیہ سیر والا  
تیل پڑا ہوا عطر میں لپی ہوئی۔ اختر نے حسب حال  
یہ شعر پڑھا۔

رات اس کی ہوا باغ اسکا ہو زلفیں اس کی ہیں  
زلف تیری جسکے شانے پر پریشان ہو گئی

نواب۔ صحتی وا تہ برجہ کہا ہے۔ بڑے دلی آدمی ہو  
اور حسب حال کہا ہو جی خوش ہو گیا۔

راوی۔ شعر تو یہ غالب دہلوی کا ہے۔ ان حضرت  
نے ایک لفظ بدل کے پڑھا دیا تو نواب صاحب  
نکچہ کہ اسی کا شعر ہے اور یہ بھی چکے ہو رہے۔

نواب۔ واللہ اس وقت جی خوش ہو گیا۔ داروغہ۔  
داروغہ۔ یہ درم شد جو ارشاد ہو فلام بجالائے۔  
نواب۔ دیکھو میان اختر کو مجھے خلعت دیا ایک  
رو مال شالی سوزن کار اور ایک تھان گلبدن کا اور  
پچاس اشرفیان یہ اچھی اچھی انکو دو۔

اختر۔ (آداب بجالاکر) حق تعالیٰ سلامت رکھے  
ممن۔ یہ رئیس ہیں اور سب بڑے نام رئیس ہیں۔ سب  
کا مقتضای ہے اے سچان تہ خداوند جو اب نہیں ہے نواب  
اس زمانے میں کون بجز حضور کے۔

داروغہ۔ بھائی جان بقیل شخصے پوتروں کے  
رئیس ہیں اور بلند حوصلہ۔

اگر زمین ہو تو سنا ہو۔ قبلہ حاجات۔ اندکے زردار  
باش جناب بے زر کے معاملہ میں چل سکتا۔ اگر نری  
میں ایک مثل ہو کہ بے رو پیسے کے گھوڑی بھی چل سکتی  
اب سیکے کو نواب صاحب اور بخندو بیگم کو ملکی  
میں سوار ہو کر دیبا کی سیر کرنے لگے۔ اور ادھر من  
اور اختر اور زار وغہ بچلے میں اپنی اپنی کاشتانیوں  
اور کار گزار یوں اور نواب صاحب کی سادگی اور  
بشیرالدولہ کی چال اور جیل اور جوڑو کی کست  
یوں گفتگو کرتے تھے۔

ممن۔ بھئی مارون چار دن شانے جت۔

داروغہ۔ بار تم بھی کیگلے ہو۔ وائے۔

ممن۔ ساب تمھارے سے بیج ہم کیا جانیں۔

اختر۔ کشمیری بیج مشہور ہیں۔

ممن۔ سگر بان انکی بار کھائیں تو البتہ کچھ بڑیں

داروغہ صاحب تو مارے استاد ہیں۔

اختر۔ ہم سب کے استاد ہیں۔

داروغہ۔ بھائی ہاتھ پاؤں بچکے کام کر دو۔

ایسا نہ کہ اور کے لیے کنواں کھودو اور خود آئیں

گر ٹرو۔

اختر۔ مگر ملا آدمی ہو۔ بشیرالدولہ۔

داروغہ۔ عرض کر دیں بشیرالدولہ کی خاصیت اور

خلقت میں اعلیٰ ہو کہ لوگوں کو بہکاوے۔ باب کو

بیٹے سے لڑا دیا۔ مان کو بیٹی سے بہن کو بہن سے۔

میاں کو بیوی سے۔ اور اس سے انکو یہ بھی مطلب

نہیں ہو کہ کچھ روپیہ ملے یا بیگم صاحب کو بھانسانے

کے کچھ انجین اسکا ذکر ہی نہیں مطلب تو یہ ہو کہ ان

دونوں میں لڑائی ہو یا اگر لڑائی نہ تو صوف آٹھائی ہو

کہ انکی کارگزاری سے قرن رفوگر ہو جائے اور لوگوں  
میں مشہور ہو کہ نواب بشیرالدولہ ساوے یہ کارگزاری کی  
بس اور کوئی بات نہیں۔

اختر۔ حضور یہ تو دن رات اسی فکر میں رہتے ہیں

کوئی گل کھلے یا کوئی فساد ہو۔ ہو کچھ نہ کچھ ضرور۔

خالی ست بھی کچھ کیا کر۔

ممن۔ اگر انکی صحت میں کچھ دن رہے تو ہم لوگ

بھی برق ہو جائیں گے۔ آٹھوں کا فخر کیست کہیں پر

چکنے دے نہیں ہر مقام پر جو کس سبب باتوں میں ہیں

اختر۔ بھئی سہمن تو شک نہیں کہ انکی صحت میں

درست ہو جائیں گے۔

ممن۔ مگر بشیرالدولہ بھی بڑا چالاک ہو۔

اختر۔ اسکے چالاک ہونے میں کیا شک ہو۔

داروغہ۔ ان چالوں کو دیکھو۔ ادھر قرن کو اسکے

یکے بھجیا۔ ادھر ناز کو سلوت ہو کے ہان روانہ کیا مثلاً

کو چالاک پاکو عجب سے نوکر رکھ لیا عروں کا پتا نہیں

سب کو چم دیا لا کر دیا اور آٹا نا میں چکی بجاتے۔ ابے صر

مجنوہ کو ٹھٹھا دیا۔ وہ گردن ہلا کر ادھر غل مچا چکر۔

ہان! ہان! ہنسی میں ہی کی لڑکی کو چمک کا حکم دے دیا۔

کسی کا بخارا چکر دیا کبھی سانپ کے کاٹنے کو اچھا دیا

ہر دم ایک نیا شہد سب سے بڑھ کر دل لگی یہ ہوتی کہ

ایک شخص جو سہرا نہیں جانتا تھا وہ مجنوہ کے حکم سے

پیرنے لگا اور سر کلا کو تین بھی کیا جلد اگیا کہ مجنوہ

کمان کا یہ لڑو سلا حول ولا قوۃ۔

ممن۔ ارے یارو زار اور مال جبر اچھے تو لطف ہو

یہ کیا دو دو ہزار اور پانچ پانچ سو لگتے ہو۔

داروغہ۔ بھئی بے خلق کھائیں تو سہی مگر عہدی کر کے



بست جلدی نہ چاہیے۔

اختر۔ بس ہی بات ہے۔

عمین۔ بیان بھی ہو اگر زیادہ طبع کی اور دھڑلے لگے تو عمر بھر کی روٹیاں کھیں۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

اختر۔ بھی حصہ رسدی سب کو برابر ملے۔

داروغہ۔ یہ میں جتنے ہونے دو ہمارے اور ایک میں من اور تم ہم اپنے دھنوں میں سے اور ہوا دل اور پھندتیوں کو دینگے۔ مثلاً اکیس سوٹے۔ نو چودہ ہمارے اور سات سو اختر۔ اور من۔ ساڑھے تین سو۔ اور اس چودہ سو میں سے ہم پھند تیوں کو اپنی حیثیت کے مطابق دینگے جو جس کے حصے میں آئے۔

اختر۔ یہ تم زیادہ کیوں لو۔

عمین۔ پھند تیوں کو تو اسی میں سے دینگے آخر۔ اور پھر بھی تو سب کی انھیں کے ہاتھ پر۔ داروغہ۔ میں کہ نہیں۔ اگر نہ چاہیں تو ایک جہ تو ملے نہیں آپ میں کن خیالوں میں جناب!۔

میان بیوی کی میٹھی میٹھی باتیں۔

نواب صاحب مجلس کی چست پراس میں بیٹے بیٹے ہوئے حق پر رہے ہیں۔ اور بیگم صاحبہ بنگلہ دہلی پر بیٹھی اپنے ہاتھ سے گلوریاں بیاری ہیں پیش ہوں سے چست پر چڑکا ہوا تھا اور ہوا بھی ٹھنڈی ٹھنڈی جل کر تھی جو چھوٹا آتا تھا روح کو تازگی بخشتا تھا بڑی فرحت حاصل ہوتی تھی بیگم صاحبہ تازہ بخشاؤں تھیں کہ قرآن مجید ہو گئی اب بھی ہم ہیں۔ مگر نواب صاحب کو آج قرن کی جلدی اس قدر نشان گذاری کہ دوبار ٹھنڈی سالیں بھرن اور

دل میں بعد ہزار حسرت سوچنے لگے کہ بااُمی یہ کیا اسرار ہے قرن کو ان ظالموں نے کہاں بٹھا دیا۔ بس مجھے کسی معصوم کا نہ رکھا۔ ادھر کار بانڈ ادھر کار ادھر میں اُچھڑا یہ بلا کہ صدمہ میں۔ بیگم صاحبہ اپنے بائیں کمرے میں تھیں۔ اکھڑی اکھڑی باتیں کرتے ہیں۔ دل تو اور طرف مخاطب تھا۔ طبیعت داروغہ تار کھین کھین

پانی ہوں کچھ انتظار رکھئے طور

میں میری طرف نظر کریں اور

مگر چھوٹا مٹا سب بھین کہ مبادا دل کو ٹھیس لگے یا یہ اس قدر چوچا دہو کہ بھی جاتا رہے تو پھر بڑی ٹھہرے گلوری ناکر نواب صاحب کو دی اور کہا یہ آج تمہاری طبیعت کیسی ہے کچھ سست سے معلوم ہو رہا۔ یہ کشتہ عشق کیا کہیں کہ کیوں سست ہیں کہ انکو محبت سے معلوم ہوتا ہے ہم تو سست نہیں ہیں۔ فضل الہی بڑی یہ معنے کا ہے کہ جانا کہ ہم سست ہیں۔

بیگم صاحبہ تو خوب سمجھی ہوئی تھیں کہ قرن کا عشق جہاں ہوا اسکی مفارقت حد سے زیادہ ناگوار ہے۔ مگر بات کو ٹال دیا۔ کہا اس وقت کچھ کھانے کو جی چاہتا تھا کوئی شہو منگو آؤ۔ نواب صاحب کو غم کھانے سے فرصت کہاں تھی کہ کھانا کھائے۔ کہا نہیں اب اس وقت بس حق ہی پینے کو جی چاہتا ہے۔ تمہے جو گلوری اس وقت دی تھی کتنی عمدہ گلوری تھی اس لئے آگئے۔ دیکھو نا۔ مار کے پھینکے آگئے۔

بیگم صاحبہ نے رومال سے پسینا پونچھا۔ اور ایک گلوری اور بنا کر دی۔

تو اب بشیر الدلہ کو سنبھلو یا تھا۔ مگر وہ نہ آیا  
کچھ بحث کیا معلوم ہمسے کیون تھا ہے۔

بیکم۔ وہ تو مانے میں اس دن بھی مجھے تھنا۔  
اب کیا حال ہو علاج کس کا ہوتا ہے۔

تو اب۔ ایک جراح کا علاج ہوتا ہے۔ نامی آدمی  
ہو اور دوڑ تک مشور ہو اچھا علاج کرتا ہے۔ بہت جلد  
افاقہ ہوگا۔ اب کچھ خوف کی بات نہیں ہے۔

بشیر الدلہ کا نام سنکر بیکم صاحب کو وہ کل باتیں یاد  
آئیں تو چہرے کا رنگ کسی قدر تغیر ہو گیا اور اسکا  
سبب ظاہر ہو۔ پہلے تو اب صاحب سے بھی مٹی  
باتیں ہو رہی تھیں مگر اب اس تذکرے نے انکو بد دل  
کر دیا۔ لیکن سنبھل گئیں اور بڑا ضبط کیا۔

بیکم۔ اے اللہ جاننا ہے مٹی بارج چلو تو بڑا لطف  
حاصل ہو میں کیا تھے بیان کروں کہ کس کسے کیا شہر  
روے زمین پر ایسا شہر نہ ہوگا چار پانچ روز میں برابر  
بند گاڑی میں چھپ چھپے گئی۔ بازار میں بیٹھ جاتی  
ہے۔ اور آدمیوں کا تو جھگڑا ہے۔ مگر ایسی ایسی باتیں

نہی ہیں کہ میں کیا کہوں۔ ایک سے ایک اعلیٰ اور  
ایک سے ایک نفیس۔ جو عمارت ہو آسمان سے تین  
کرتی ہے اور روپے کا تو وہاں ہن ہرستا ہے مفضل کوئی  
ہو جو ہی نہیں سب روپے دے اور جوڑیوں کا گڑبگڑ  
کی تو استعداد فراہم کر میں کیا کہوں ماز میں جو جاری

گاڑی نکلی تو کیا دیکھتی ہوں کہ گاڑیوں اور ٹریموی  
(ٹریموی) اور پالکیوں کا تاننا لگا ہے۔ پوچھا آج  
کیا ہے یہ۔ یہ اتنی گاڑیاں کہاں جاری ہیں کچھ  
لدی ہوئی۔ تو بوجا نہ فی نے کہا میری یہ تو روز  
حال رہتا ہے یہاں یہ کچھ نئی بات تھوڑا

آپ نئی نئی آئی ہیں اس سے تعجب ہوتا ہے اور مٹی بارج  
کی آپ دہوا تو ساری دنیاسے عمدہ ہر ایسی ہوا تھا مٹی بارج  
میں ہوگی۔ مٹی بارج کا ہے کہ بہشت کتنا چاہیے غونہ  
تو بہشت ہی کا ہے۔

تو اب۔ (ہنس کر) تم اس طرح کہتی ہو جیسے سح  
دیکھ ہی آئی ہو بہشت کو مگر انصاف سے درگزر کرنا  
چاہیے۔ اس میں شک نہیں کہ بہشت کی پری ہی۔ بلکہ  
پری سے بڑھ کر پری کی کیا اہل حقیقت ہے۔ پری  
سے بڑھ کر ہو۔

بیکم۔ اب بہت بناؤ نہیں۔  
تو اب۔ بنانے والے کو خدا غارت کرے۔  
ب۔ تو ہم جو رہیں اور تم کیا ہو۔

تو اب۔ خور کے میان میں اور کیا ہیں۔  
ب۔ آج بڑی عنایت ہے ہمارے حال پر۔  
تو اب۔ تمکو لوگ لٹواتے ہیں خواہی خواہی۔

ب۔ بس یہ تو تمہاری باتیں ہیں ہم کیا تھے بلکہ  
یہ تو سب گپ ہی گپ ہے بس اس مٹی قرن کو اب تک  
بادیکے جانے ہو۔ اور باتیں بناتے ہو اور پرے۔  
تو اب۔ میں تو کبھی اسکا نام بھی نہیں لیتا بچاری کا۔  
ب۔ (تیکھی ہو کر) بچاری یا مونی بھلاہ عورت  
بچاری کے کی عورت۔ بچاری اچھا۔

تو اب۔ تم نے آج  
ب۔

نواب سدر بازار بنیال کے بولا کرو (منہ سے ہے)  
 خبردار کہد یاہو بس اب ہوشیار رہو۔ ہاں!۔  
 سب۔ (شوخی کے ساتھ) بہت خوب سرکار۔ کان  
 پکڑے اب ایسی خطانہ ہونے کی۔ مجھے کیا غرض پی  
 ہو کہ موتی قرن کو موتی قرن کون۔  
 نواب۔ (تمکیر لگا کر) کیا باتیں ہیں تجاری بھی  
 بد اول تو وہ اشارت میں بجاری غریبی۔  
 نواب۔ (ہنس کر) دیکھو تو سہی۔ انصاف نہ ہو۔  
 سب وہ مفلون میں رہنے والی۔ میں بجاری جو بڑو  
 میں اتنی بڑی ہوئی۔ تمھارے یہاں آگے البتہ  
 مجلس ائین اور عظیم الشان عمارتیں لیکن میں آئین  
 نواب۔ آئین اور تجھ میں زمین آسمان  
 کافرق ہو۔

گوہنسی مہر ہی تھی اور نواب صاحب اور  
 بلکم صاحب دونوں کو معلوم تھا کہ مذاق ہی مذاق  
 ہو مگر نواب صاحب نے جو قرن کے لیے (ان)  
 اور بلکم صاحب کے لیے (تجھ) کا لفظ استعمال  
 کیا تو یہ بگڑ گئیں۔ حالانکہ نواب صاحب نے  
 صرف چیرنے کے لیے کہا تھا۔ کہا اللہ جانتا ہے ہم  
 اٹھ کے چلے جائیں گے یہ کہہ کر کھڑی ہو گئیں تو ان صاحب  
 اچھے بگڑ گیا اور اپنے لنگ پر ٹھٹھا یا  
 کہہ کر تشریف چھین بات

استغفر

کہ نواب نادار نے اسے استغفر انہما رحمت کیا تو بت ہی  
 خوش یقین کہ اب بالادار لیا ہو۔ قرن کا نواب صاحب  
 نام بھی زبان نہیں لاتے جب نواب صاحب کسی  
 ضرورت سے باہر کوئی میں گئے تو بلکم صاحب اور  
 مغلانی میں یوں گفتگو ہونے لگی۔

مغلانی۔ حضور اللہ کو اچھا کرنا ہوتا ہے  
 تو یوں کرتا ہو۔

بلکم۔ اے ہتے پر نہ ٹوکو مغلانی۔  
 مغلانی۔ حضور میرا تو جی خوش ہو گیا۔

سب۔ کیون نہیں جی خوش ہونے کی بات ہی ہو۔  
 م۔ اب موتی قرن کا ذکر بھی نہیں کر لے۔

سب۔ دیکھو جو اللہ کو اچھا کرنا ہوگا تو اچھا ہی ہوگا  
 نہیں تو کوئی اس سے لڑا سکتا ہو۔ کیا مجا  
 اسکی کریم کی صدقے۔

م۔ سرکار اسکو کسی حالت میں نہ بھولنا چاہیے  
 جو اسکو بھول گیا وہ کہیں کا نہ رہیگا۔

سب۔ جب انسان استغفر سمجھے بھی تو سمجھتا ہی تو  
 نہیں جو یہ سمجھے تو دلی نہ ہو جائے۔ پھر انسان میں

اور فرشتے میں کیا فرق رہے کہ کچھ بھی نہیں۔ دونوں  
 ایک ہو جائیں۔ یہ بہت مشکل بات ہو۔

عورتیں ضعیف الاعتقاد تو عموماً ہوتی ہیں نواب  
 نادار جہاں بلکم نے اور کوششوں کے علاوہ گنڈے

تو نیکو ہوا تو نئے سے بھی نواب صاحب کو سحر کرنا چاہا  
 بڑی بڑی نکرین کیں سیکڑوں نہو بے کیے۔ مگر گنڈے انہیں

اور جادو ٹونا تو بخیر نواب شہزادہ لہو کی ساعی جیکہ  
 البتہ وہ کام کیا کہ سوساری بھی اس کے مقابل میں نہ ہو سکتا

نرا کی خادمہ روتون نے دونوں ہاتھوں سے ٹوٹا

اور چونکہ دل سے لگی تھی کہ جس طرح ممکن ہو تو چھاپ  
کی تالیف کا خوب کرین۔ لہذا جسے ہوا لگا سکھو دلا  
ان دونوں میان بیوی کی طبائع مختلف کا  
فرق پڑتا ہے یہ میان تو کچ باز و رحمان دینے لگے۔  
کل قرن پر لکھو گئے ہر سون مجذوبہ پر ڈورے ڈالنے  
لگے۔ اور بیوی کی یہ بالکامنی کہ ان تک نہیں  
کرتی جب رات ذرا بیچگی تو بون ملا کہ ہونے لگا  
سیکڑا۔ کیونکہ اب کبھی ہمارا بھی خیال آتا تھا کچھ کتنا  
سکھو ہمارے سر کی قسم۔

نواب۔ اچھا تم پہلے اپنی رائے دو پھر ہم بتائیں گے  
ب۔ یہ نہ ہونے کا۔ پہلے تم بتاؤ۔ پھر ہم۔  
نواب۔ یہین بڑا قلع تھا کہ تم جا کے کھکتے تھے جن  
ب۔ ہاں اور دن بھر میں کو بار بار کرتے تھے۔  
نواب۔ کوئی خدا جھوٹ نہ بلوائے تو سوار سے کم  
تو نیا ذکر تا ہوں لگا۔

ب۔ ساتھ چھی یہ ہکو بار بار چکیاں آتی تھیں۔  
نواب۔ ہاں ہاں۔ تمکو یقین آتا ہو یا نہ ہو۔  
ب۔ کیونکہ میں امی جان سے کسی یقین کہ میں صاحب  
کوئی چاہ سے کسی کو یاد کرتا ہوں تو انکو بچکیاں ضرور آتی ہیں  
نواب۔ تم تو بتاتی ہو اور ہم دل سے کہتے ہیں۔  
ب۔ کیونکہ جی تم ہکو پاگل ہی سمجھتے ہو کیا۔

نواب۔ وہ تو ہم سمجھ ہی ہوئے تھے کہ تمو ہماری  
اس بات کا یقین آتا لگا پس وہی ہونا ہے جسے  
جسکی قسم تو ہم دن بھر میں سو سو بار تمکو یاد کرتے تھے  
مگر یہین بڑا غصہ تھا کہ تم جا کے ٹیبا جین  
بیٹھ رہیں ہننے بھی قسم کھانی تھی کہ ہم  
نہ بلوائیں گے۔

سیکڑا صاحب نے ہنسر کہا۔ ان دونوں باتوں میں  
ایک بات تو بیکس صحیح ہے کہ تم نے ہنسر لیا تھا کہ بلانے کا  
نام بھی نہ لگتا کہ میں تو شکاری ہوں اور تمکو ضرورت ہی  
کیا تھی قرن کے عشق کے آگے مجھ بھاری کی کیا تھی  
یہ تو تمہیں میرے دل کی بات کہی کہ قسم کھانی تھی کہ  
ہرگز میری نہ بلوائیں گے اور کجا میں جہاز خود چلی آئی۔ اور  
یہ جو سمجھنے لگا کہ سوسہ بار یاد کرتا تھا یہ سب غلط ہے  
تم خدا سے دعا مانگتے ہو گے کہ بلا وہاں ہی رہے  
تو اچھا۔ اب دیکھو نہ میرے آنے سے کتنا نقصان ہوا  
نہ قرن ہو نہ نام نہ کسی کا پتا نہیں تمہارے عیش  
میں خلل واقع ہوا ورنہ کہ کر اہو لگا۔ اور تم جو یہ سمجھ  
پوچھتے ہو کہ کسی قسم کھانے کی قسم کو کھا لیں۔ اچھا  
لے جھلا قرن کی قسم تو کھاؤ۔ قرن کی قسم کھاؤ تو جابین۔

نواب صاحب کو نے اختیار نہ ہی آئی سیکڑا تم طری  
بد گمان ہو تمہاری بر گمانی نے مار ڈالا۔ کسی بات کو تو  
سچ مانو جانی تم تو ایک سر سے ہر بات کو غلط ہی سمجھتی  
اچھا غیر کھیرا ب تو جو ہوا سو وادہ شدہ را صلواۃ۔  
اور آئندہ را احتیاط۔ اب تو یہ کی پس اگر کوئی بات  
اس قسم کی سنو تو بھی کتنا سیکڑا صاحب نے مسکرا کر  
جواب دیا یہ ایک ایسی بات ہے کہ آج تک نہ ہماری  
سمجھ میں آئی اور نہ آئی کہ اگر ایسا ہو تو بھی کتنا عجیب  
ہو جائیگی تو پھر کیسے لگا اور کہنے سے ہوتا کیا ہو  
تمہاری یہ حرکتیں جانتی تھوڑی۔

نواب نے بڑے احتیاط اور تباہ کے ساتھ سیکڑا صاحب  
سے ٹھٹھی مٹائی باتیں کیں اور کہا آج شب کو تم کو سونے کیلئے  
چاہے ادھر کی دھڑا دھڑو جائے اتنے دنوں کی کس آج  
نکالینگے میوزن ہو گئے کہ جسے باجیت تک کی نوبت

نہائی اسنے روز کی کسراج نکالو اور باتیں کرتے کرتے  
تروکا کر دو۔

بلکہ صاحب کو یقین کامل تھا کہ آج نواب دلی  
محبت سے مجھے پیش آئے اب قرن کو بھولتے جاتے  
ہیں۔ بخود بھی لگا وٹ بازی کی باتیں کرنے لگیں  
کہ کیا معلوم تمکو اربع قرن کی کیوں اقدار محبت ہو  
آئیں کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر دنیا برج میں بجا رہا  
عورتیں اس قسم کی باتیں کہ وہ ہمہ عاشق ہیں جان  
دہی ہیں مردوں کی کون مل حقیقت ہی ہم یہ نہیں  
کہتے کہ تیسے بڑھکر کوئی سارے زمانے میں نہیں ہو سکر  
سو چاہیں نہیں ہزار دو ہزار میں ایک ہوں۔

نواب صاحب نے کہا کہ کیوں نہیں ہم کیا جس میں  
ہم بھی تو لا کہ دلا کچھ میں ایک ہیں۔ ہمارا سنا ہے  
اور حسین آدمی بھی کوئی ننسے دیکھا ہو۔ ہم میان ہوی  
دونوں ایک سے ہیں۔ بیوی خور نون میں بے شل  
لاور میان مردوں میں بے نظیر۔

بیگم۔ ہاں تمھارے حسین ہونے میں کیا شک ہو۔  
نواب۔ ہم تم دونوں ایک سے ہیں۔

ب۔ مگر تم تو سبکو بد قطع بد قرارہ سمجھتے ہو۔  
نواب۔ نہیں بیگم ایسی بات نہیں ہر جان میں۔

ب۔ اچھا اب سو رہو۔

نواب۔ اللہ سو کے نہ دلا یہ شرط آپ سے نہ تھی  
باتیں کیے جاؤ آج بہت دن کے بعد باتیں ہوئی ہیں  
خدا جانے کس ظالم نے تفرقہ پردازی کی خدا  
اُسکو غارت کر کے (بوسہ رخسار لیکر) بعد رت  
آج یہ بوسہ نصیب ہوا۔ شکر خدا ہزار شکر خدا  
اب خدا سے یہ دعا مانگو کہ ہم تم پھر اسی محبت

اور لطف کے ساتھ لے کر جن طرح پیشتر بسر کرتے تھے  
وہاں وہاں ہوا۔ اب اسکا ذکر کیا۔ ہماری آنکھوں پر جیسے  
کسی نے پی باندھ دی تھی لا حول ولا قوۃ۔ مگر شکر ہو کہ  
اب بھی خواب غفلت سے چونکے نہیں تو تھکا ہوا بیچارہ  
اور یہ ساتھ کے مٹھنے والے اور غارت  
کرتے تھے۔

راوی۔ نواب صاحب کی اس تقریر سے معلوم ہوا  
کہ اب بھر کسی مری کی طرف مائل ہی نہ ہوئے۔

نواب نے کچھ برف دل باز شوق گناہ  
محضیت رافضی آید بر استغفار

یہ گفتگو کرتے کرتے دو دھڑ خدا سے دعا مانگ  
چکے کہ یا خدا وہ دن دکھا کہ قرن سے ملاقات ہو۔  
اب تم خود بھی سکتے ہو کہ تمھارے اس کلام سے  
براجی سقد خوش ہوا سیلوی دل جانشاہ اسکا تمھارا  
اعتقاد کہ مگر مگر خرابی تو یہ ہر سچ کچھ کہتے ہو۔ کل کچھ  
کہو گے۔ پرسوں کچھ اور ہی رہے ہو گی۔ اس کو گستاخ  
کی طرح رنگ بدلتے ہو کوئی کیا کرے۔ اور کسی کو  
کیونکہ تمھارا اعتبار ہو۔

نواب صاحب نے پھر رخسار بان کاوس لیکر کہا  
جان کس بیچ ہو کہ آزمودہ را از مردوں مل ست۔ مگر  
یاد رکھنا کہ ایک جہات کدی تو پھر لیکر کراد ۶

اچھا تم نکلیں کو آرسی کیا ہے

ایک ہفتے تک آزمائش کر کے دیکھ لیا کیا جمالی  
جوابی نکل جاؤں۔ دیکھ لیا ہیں ایک ہفتے میں تم  
خود ہی معلوم ہو جائیگا۔

بلکہ صاحب نے پھر دن کے بار جو شام سے نکلے  
تھے اٹھائے اور ہماری کو حکم دیا کہ باقی سے ترک ہو جائیگا

شکر کر کے آئی۔ نواب صاحب کو یہ خوشبو بہت  
بھائی کہا بیگم تمہاری توسانس سے خوشبو آتی ہے۔  
زلعت سے خوشبو آتی ہے بدن سے خوشبو آتی ہے۔ تمکو بھلا  
اسکی خاطر دت کر کے پھونکے مار پھونک کی پھیاں  
پھونک کے خوق منداؤسکا پھونک کے ہار آ اسطے  
منگوانے ہیں کہ تم ہماری قدر زلیہ کرو۔ پوچھنا کیا  
کما کچھ جانا خون لئے غور کر کے کہا ہماری سچ میں  
نہیں کہتا۔ کما یہ بھول ماس لیے منگوانے کہ دیکھو یہ  
تو وہی پھری ہیں کھلا جانے ہیں۔ اور ہمارے  
گال وہ گل ہیں جو سدا بہار ہیں سچے اور پانی سے  
تر کرنے کی اصلا فورت تین ہے۔ دوسرے ہماری زلف  
غیر بار کی قدرتی خوشبو ایسی ہے کہ پھونک کی کیا ملے  
بھول بھی اسکے مقابل میں گرو ہیں۔

نواب صاحب نے پرسید کہ کما خدا جانتا ہے کیا بات  
جدا کی ہے۔ جی خوش ہو گیا۔ اس وقت داغی کیا خوب  
بہت پیدا کی ہے۔ اور آپ کی زلف کی خوشبو کی تو ہم پہلے  
ہی تعریف کر چکے ہیں۔

یہ باتیں ہوتے ہوتے بیگم صاحب کی آنکھ  
لگ گئی تو نواب صاحب کی محبت اسکی غرض ہوئی  
کہ انکی کچی نہ بھگائیں دوبار چاہا کہ دوسرا نکلیے بھی  
سر کے نیچے رکھ دیں۔ گھاس خوف سے کہ مبادا  
آنکھ ٹھٹھ جائے مبادت نہ کی۔ یہ

یار آرام میں ہر صلی کی شب خیر ہو  
نچر ہوں کہ بیدار کروں یا نہ کروں

کروں اٹھا کر جو بیگم صاحب کے چوڑیاں نظر آئے  
ہیں تو ہزار جان سے عاشق ہوئے اور بڑے بیگم صاحب  
کے حق میں نے انکے دل پر رنگ نہ جلا یا۔ زلف منگوانے

منگوانے کا چہرے پر سے ہر کر تیکے پر پریشان ہونا عجیب  
لطف اور مزہ دکھانا تھا۔

اپنے دل میں نواب صاحب سوچنے لگے کہ عسکر خانی  
ایسی حسین طرہ دار گلدن باغ دوبار غیرت ہر کے ساتھ اس  
بے افتنائی سے پیش آؤں بڑے افسوس در پڑے  
شرم کی بات ہے یہی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا تھا۔  
ایسی ہی کے ساتھ اور بے افتنائی۔ اس وقت  
جی چاہتا ہے کہ بیگم کو جگائے اچھے پائون پڑیں۔ ہائے  
ستم۔ اسے اس پری کی من نے قدر نہ کی بڑا کیا سچے  
سچے بیگم صاحب کاشانہ کا ٹکڑا لایا۔ خون نے  
پہلے تر ہاتھ فضا میں جھٹک دیا مگر نواب صاحب نے  
پھر چکایا اور کما بیگم مری ایک بات تو سنو۔ ایک بات  
میں تو دوسرہ ہوتا۔

اس بیگم صاحب نے رساں سے کہا۔ اے تو کل ہویرے  
کہ لینا مار کے فیند کے بڑا حال ہے۔ سر جو بیگم سمجھیں  
نواب۔ ایک بات میں لو بس سر جو بیگم سمجھیں  
بیگم۔ اچھا کہو مگر طول نہ دنیا کہ ختم ہی نہ لیں۔

نواب۔ تلوون میں اٹھ بیٹھو اور منہ دھو ڈالو۔  
ب۔ ادنی یہ مجری قواعد۔ اٹھو اور منہ دھو۔  
نواب۔ ب۔ اے اب اٹھ بیٹھو۔ جھٹ پٹ اور  
منہ دھو ڈالو۔

ب۔ اچھا کیے۔ کہو کیا بات ہے کہ کچھلے پرے بگایا۔  
کوئی نہ صحت ہے۔

نواب۔ بے منہ دھو ڈالو۔ جو شرط ہے وہ بھلاؤ۔  
راوی۔ بیگم صاحب نے منہ دھو یا اور گھوڑی کھا کر  
چٹک پڑھیں اور کما لے اب بتلو۔

نواب صاحب نے کلامہ جانتا ہے اس وقت جی چاہتا ہے

کہ۔ ٹوکنا نہ تم۔ تم ضرور ٹوک دو گی ٹوکنا تو کس  
ہمارا اس وقت ہی چاہتا ہوں کہ ہم۔ اب کمی ڈالوں  
خدا جانتا ہے کہ ہمارا اس وقت ہی چاہتا ہے کہ ہم تم سے  
بات چڑھیں تھے وہ پہل میں ہی ہمارے ساتھ کی ہے  
کر وہ۔

بیگم صاحبہ بہت نہیں کہیں کچھ کمی میں بھی تھی  
کہ یا اکتہ یہ کیا اجازت چھلے پہرے کا ہے کی فصلت  
ہو۔ امیں کچھ کمی کتنے غراب دیکھا ہو گا۔ غرابین  
اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ نواب صاحب نے قیسن چھا کر کہا  
کہ ایک سے پاک نہیں ملی اگر ذرا چھپکی بھی آتی ہو تو  
جو چور کی سزا دہ میری سزا میں تو تمام رات تمھاری  
صورت اور تمھارے چہرے کو گھور لیا۔ بیگم اب  
ہمارا تصور صفا کر دو تھے تمھارے ساتھ بڑی  
بے اعتنائی کی اور بے اعتنائی کیا معنی پاجی پن کیا۔  
ہکو اسکا بلا افسوس ہو۔ مگر اب توجہ ہو وہ وہ اس اب  
آج سے تم کھلی۔ سچ کہتے ہیں۔ گھر کی مرغی دل برابر  
ہے تم ایسی پری کی قدر نہ کی بڑا کیا مگر شیلاب بھی  
کچھ نہیں کیا ہے۔

بیگم صاحبہ کو اپنے عزیز اور فریاد کی باتوں سے  
یعین ہو گیا کہ اب انکی رائے دل کی اور سیدھے چھوڑ  
آگے خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کیا کہ ان دنوں خدا کے  
برج اس سخت پریشانی کے ساتھ پیشا شروع سے چلے  
تھے اور کہ ان آج کا دن خدا نے دکھا دیا کہ نوائے  
ساقی ننگ ہے ہیں کہ ہمارے خلاصان کردار اسکی شان کے  
صدمے کیا رقم کیا ہے۔

بیگم اور نوابین جو بھی تھے انھوں نے سب سے پہلی  
تو یہ کہا ہو گیا اور دونوں کے دونوں ہتھ ہتھ چھت پر

ہوا کھانے لگے اور ٹپکنے لگے۔ دونوں کے دل خوش تھے۔  
اتنے میں ٹپس کے کہ ان کی ہمتابی پر ایک سوڑ کے ٹپٹھا  
اور جو ہم قحوم کے جلنے لگا اور چونکہ اسدن میں تھی اور یہ تھی  
گھر ہوا تھا۔ سوڑنا چھٹے لگا۔ نہ لیا نہ دیا۔ کیا یہ تھی ہی نہیں  
میں آئی۔ باغون میں چون میں بگولہ میں سوڑ کو نہ چھتے دیکھا تھا  
گھر میں ان کی چھت پر نہ چھتے آج ہی دیکھا۔

بیگم صاحب نے کہا دیکھو نواب صاحب چاہو ہو اور یہ لڑکا  
عاشق زار ہو کر کیا مست ہو اور کیا جھوم رہا ہے جیسی کان  
کی چھت پر کج ناچا۔  
اتنے میں کہیں سے آواز آئی۔

کن مارو موریل پاتا پانی۔ کن مارو موریل۔  
ترہ کے کاسا تافتہ اور ہر گھر ہر گھر ہر گھر ہر گھر  
ہی ساترچ ہو رہا تھا۔ بار طوس زمین پر وہ بال کشتے  
مصرف و قفس ہو اور ایک خوش گلو آدی لڑ لڑا کر گارہا

کن مارو موریل پاتا پانی۔ کن مارو موریل۔  
اتنے میں مہر حصہ بھر کر لائی جھک کر آداب  
عرض کیا سوڑ کو دیکھا کہ کیا سکھایا ہو مہر ہی ہو اس  
سانے والے بلغم میں رہتی ہو۔ پابو ہو۔

ب۔ کیا مرنی ہی چاہتی ہو۔ پابو ہو۔  
نواب۔ یہ ہمیں نہیں معلوم۔ اسکی حقیقت  
ہمیں نہیں ہو کسی واقعہ کار سے چھٹے۔ سوڑ  
کو نہ چھتے تو ہمیں اکثر دیکھا ہے۔ مگر یہ نہیں معلوم  
کہ مرنی ہی چاہتی ہو۔

مہر ہی حضور جس کا نوازنا چاہتا ہے اسکی مادہ بھی چاہتی ہو  
یہ تو کھلی بات ہے۔

نواب۔ سوڑ لڑا ہوا عاشق ہو اور جوڑا کنول کا۔ اور  
بیس گلی کی عاشق ہو اور مہر کی عاشق ہو اور تافتہ

شمشاد بر عاشق ہو اور جو رجانہ کا عاشق ہو پروانہ  
شعب کا عاشق ہو اور (اسی طرف اشارہ کر کے)  
نواب بیگ صاحب کا عاشق ہو۔

اس بیگ صاحب اور مہری دونوں سکرائین۔

مہری جھوٹا کیا اچھا سماں ہو اس وقت۔

بیگم۔ اس وقت جی چاہتا ہو کہ باغ میں جھولا  
پڑا ہو اور دھنگ چل رہے ہوں اور تازین پڑتی ہوں

ایسے مجھ کو یوں راج ہندو لہ

نواب۔ اہا ہا ہا کیا تان لگا لی ہے بیگم صد ظلم  
آواز کے۔ واللہ کیا پیاری آواز ہے۔ ہاں بیگم  
ذرا بھر گاؤ۔

### شیطان کی تھوئی بہادر

ایک نوجوان اور خوبصورت پاری بڑی لہجہ بڑی  
ٹوپی سر پر رکھے اور کوٹا تیلوں بنے بناری باغ کی ہوا  
کھار ہے ہیں کہ اتنے میں ایک بزرگوار جو ایک  
روش میں بیٹھے ہوا کھاتے تھے انکو دیکھ کر اٹھے اور بڑبڑ  
چاکر بوجھا آکا اسم شریف۔ پاری نے کہا صاحب  
ہمارا نام خوشیوان جی ہو بوجھا بیان آپ کیا کرتے  
ہیں۔ کہا ہم ایک ٹھیکر کے مالک ہیں ہم اندر رکھا ہیں  
ایک کھجور پر بیٹے ہیں۔ اور بلیل چار بیٹے ہیں لیلی بیٹے  
ہیں۔ گلزار اسم کی بگاولی میں میں ساراری بھول  
چوری کیا تھا۔ ہر گاہم تقریباً کہ بزرگوار دیکھ کر  
اٹھ کر آگئے میں پاری کی نظریا جی طرح نہیں کی۔ بوجھا آہ  
کسی اندر رکھا ہے میں نے کہا ہاں سون کی ایک کپڑی ہے  
آئی ہے اس ٹھیکر نے تھوئی میں میں اور کھجور پری ہم خود  
بیٹھتے ہیں۔ بوجھا اس وقت صرف ہوا کھاتے آئے ہوئے لکھنا

کر نل ملو صاحب سے کہے کہ اتھا لاکھ ہی باغ میں باغ کے ہوا  
تو ہم وہاں آئیے بیٹھے۔ انہیں کی تلاش میں ہم نے میں  
آپ ہمارے ٹھیکر میں کیوں نہیں آتے۔ انہوں نے لکھا  
ہے آجکے ٹھیکر کا نام ہی نہیں مٹا تھا البتہ ہم آئیں گے آپ  
اپنا سنا دیجئے تو ہم آپ سے ملیں ٹھیکر میں مٹا ہوا ہو گا نا  
بجائنا تاجا ہوتا ہے بالکل اور جی پاری نے کہا جی ہاں  
تاچے ہیں گاتے ہیں بجائے نہیں ٹھیکر میں ہوتی ہیں سنی لی  
کی باتیں ہوتی ہیں بڑا لطف رہتا ہو۔ آپ ضرور آئیے  
ان بزرگوار نے حتی وعدہ کر لیا کہ ضرور بالضرور آئیں گے۔  
پاری نے پانچ لاکھ روپا اور کہا ہمارا تھالا لال باغ میں ہوتا  
ہو ٹھیکر حضرت بیچ میں نوروزی کی کوٹھی کے سامنے ایک  
مکان میں لگے ہیں۔ آپ جلدی فرمائیں وہاں ہم آئیں  
کہا ہم اسکا جواب آپ کو بھیجے دینگے۔

پاری رخصت ہوا تو آپ سوچنے لگے کہ کبھی یہ عقدہ  
آج کھلا کہ کھول جائے پری بننا بڑی جرات کی بات ہے صاحب نے  
آرزو ملاقات کی رکھتے ہیں۔ کر نل جرنیل ملتے ہیں اور نل  
صورت لباس سے بھی بھلے ناس معلوم ہوتے ہیں۔ ٹھیکر  
بھی ہمتی لگاتے ہوئے ہے۔ میں یہ معلوم ہی  
نہ تھا۔

یہ باتیں دل میں سوچتے ہوئے آپ گھر پر آئے خط  
بجوا۔ ٹھیکر کے نائے۔ اور نائے کے پڑے۔ بے عھلا  
اور پڑے اسی پاری کے ہاں۔

پاری نے اپنے ہم آپ کی انتظار کی کرتا تھا ابھی۔  
دو ہم وعدے کے تھے ہیں صاحب آپ کا نام میں بھول  
گیا ذرا پھر ارشاد فرمائیے۔

پاری۔ ہمارا نام ٹھیکر ہی لدا بلو کہ تھوئی میں ٹھیکر جی  
ہم کس کی خدمت ہو اور اب کھجور پری بننا ہے آپ ضرور



آتشیں لائے خوب تماشا ہوتا ہو۔

”بہت اچھا وہاں کون کپڑے پہن کے آتا ہوگا۔“

پارسی۔ جو آپ کاچی چاہے کپڑے سے مطلب ہو۔

”نہیں بھئی کما شفا سا باندھ کے آئیں یا منڈیل ہو۔“

پارسی۔ یہ آپ کی خوشی کا بات ہو جو مرضی ہو۔

”اچھا تو منڈا سا باندھ لینگے اور چھپیں لینگے۔“

صاحب لوگوں کو سلام بھی کرنا ہوگا۔ اور ڈالی والی بھی

کیے لیتے ہی آئیں۔ دو چار روپیہ میں سر کچھ بتا بلترنا

منہیں ہو اور صاحب دل خوش ہو جائیگے شاید بڑا بڑا

کا خطاب دے دیں یا کوئی علاقہ دے نکلیں تو قبلہ

بھری روٹیاں ہو جائیں اور دروسے سے زندگی بسر

یہ اولیٰ جہول تقریریں کر پارسی کو کمال حقین ہو گیا کہ

یہ کوئی سادہ لوح گول آدمی ہیں۔ کجا ٹیٹر ادا کجا

ڈالی یہ مخمور بکھتا کیا ہو۔

پارسی۔ ڈالی اچھی لائے گا۔ بڑے کی اچھا ملے ہوں۔

عسدہ عمدہ اچھا ہوں۔ لوزیاں ہوں۔ میوے

ہوں۔ اولے ہوں۔ اور تھوڑی چٹی ہو۔

آپ دیکھتے تو جانیے مجھے سکھا تہمین

آپ۔

پارسی۔ اور نذر دکھانے کو کبھی کچھ لیتے آئے گا صاحب

”نذر دکھانے کو کیا لائیں دو چار روپیہ کی

بات ہو تو کیا مضائقہ زیادہ تو نہیں دے سکتے۔“

پارسی۔ کم از کم پانچ روپیہ تو ہوں۔ پس

بہت ہیں۔

”چار روپیہ لائینگے اور ضرور نذر دکھائیگے۔“

پارسی۔ اچھا بتا یہ قدر دوکان میں کے آئے گا۔

”اچھا بڑا خرید لینگے۔ رازش کا عمدہ بوٹ۔“

پارسی۔ جتنا گراؤ ڈالو گے اتنا بیٹھا ہوگا۔ بات تو یہ ہو

اچھا کیا پس کے آؤ گے تو صاحب لوگ بھی قدر رکھیں

اور بیٹھا ہوگا تو بھی جائیگے کہ ایسا دلایا آدمی ہو سنا

کی نوکری دیتے ہو گئے تو دس کی دینگے۔

”اجی ہم خوب فوق الجھڑک کپڑے پہن کے

آئیگے۔“

پارسی۔ ثواب ذرا سویرے سے آئے گا۔ نو بجے

ہمارا ٹیٹر کھٹا ہو آپ آٹھ بجے آئیگا۔

یہ بزرگوار پارسی سے رخصت ہو کر گھر آئے اور

سہاں سے روپیہ لیکر بازار لے۔ اور یہ سودا خیرا

کشش ہستہ۔ ہادام۔ خرماسادے۔ مزہ ام

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

عمر عمر ۱۲ عمر عمر

بجھتی ہوئی تھی سخرے نے کہا روجو گھوسی کی خوب  
ہوئی ہم بھی بھوک گئے۔ یہ آج کیا سچ منشی  
مہراج بی صاحب۔ یہ غلطی ہفت دار علم کیا۔ یہ  
چند کمان سے نکالا ہے آج تو سو ششہ دار رہی کے  
کہتے ہو۔

منشی مہراج بی نے ناک بھی چڑھا کر دیا کہ آپ سب  
صاحب تو ہمارے پاگل سمجھتے ہیں اور ہم آپ کو پاگل  
سمجھتے ہیں اور تم لوگوں کے پاگل ہونے میں کامیاب  
کیا ہے۔

سخرے نے کہا۔ صحیح یہی ہے۔ جو حضور کی طرف سے ہر  
دمی گج ہو آپ کو جو پاگل سمجھے وہ خود پاگل۔ سچائی کو  
کون کتنا ہو آپ تو پاگلوں کے قتل گاہ ہیں آپ کو  
پاگل کتنا گویا سیدی کو منشی یا نصیہ گو کو کرتی کو کتنا  
میں۔ عیسائی دما فز سسین ما آپ آدمی ہیں  
یا یا بجا۔

مہراج۔ آپ لوگ کہہ سکتے ہیں غیر ملتے ہی گھڑتے  
ہیں مگر بندہ اب خطاب میں چھوڑتا۔ چاہے ادھر کی  
دینا اور دھر پہلے۔ لون اور پھر لون۔

تو اب سیکھا بھی کیا۔ یہ کوئی نیا لطیفہ ہر ذرا بچہ  
سین یہ خطاب کیا۔

عصن۔ کچھ آج کی لی ہو کہیں شکستیں۔ مگر یادو رائے  
بڑے بیوقوف ہو۔ بالکل حماقت میں گرفتار۔

اختر۔ کیا سوار سے خطاب ملنے والا ہو۔ کیوں جناب  
منشی مہراج بی صاحب بھی اٹھو نہ بھول جانا۔

مہراج۔ سوار سے نہ ملے گا تو کیا آپ دیکھتے تھے کئی کڑا  
ماخا ہوں۔

اختر۔ تو بگڑتے کیوں ہو۔

آپ ہیں کہ میٹھے جانے ہیں برس جانے میں اگر  
جانے میں زمین پر قدم ہی نہیں رکھتے ہر بات میں کتھے تھے  
کہ بس اب رے بادی لی۔ دو گھڑی دن رے  
کڑے ہنر کو اب جو گھوسی کے ہاں گٹا اور غلط  
کو حکم دیا کہ سینوں میں یہ سب سامان چکے ٹھیک ٹھیک  
کے وقت لال باغ میں لاؤ جہاں تماشا ہوتا ہو دین ہم  
لیٹے۔ نواب صاحب کے دربار میں آئے تو پہلے تو  
لوگوں نے بچا جانا نہیں۔ اسے افمنی مہراج بی صاحب  
ہیں بھی پہنچ گئے کیوں ہو۔ یہ چنار اور بگڑی اور چنار  
یکساں ماجر ہے۔ کسی نے کہا حضور کیا نوب بنے ہیں  
ہر وہ بھرتے تو ایسا۔ اللہ اس جال دہلے رہ رہے کو  
بھی مات کر دیا ہو۔ دوسرے نے کہا بھی روجو گھوسی کی کتنی  
بجھتی ہوئی ہو۔ سپرٹاقتہ ملا جو گھوسی ایک کٹ لانا آگ  
تھلا اور جس کی بدلت استدر امیر ہو گیا تھا گڑا  
گھڑے۔ چوڑی خند شکار نوکر جا کر مکان عمارت  
سب ہی کچ پاس تھا۔ مگر یہ گھوسی جب باہر نکلتا تھا  
چند ہیں کے اور شدا سا باندھ کے۔ گھر پر بھی اسی  
قطع سے رہتا تھا۔ یہ بھی اپنی چھائی۔ اتنے میں سزاوار  
تشریف لائے آداب عرض ہے حضور سے بجا جو  
کی خدمت میں بندگی۔

نواب صاحب نے پوچھا انکو پچانت ہو۔ این ارا  
ظلم نے میں بچاتا تھا۔ کہ حضور زبنا ہو۔ پوچھا۔  
کون ہیں۔ کہا حضور اب کیا ہیں اتنا بھی میں سمجھتا ہوں  
یہ بھائی جو خود حضور کی افضل بیٹا ہو۔ آج ملاحوم دھا  
بنے آ رہے اس لطیفے سے نواب صاحب مارے  
ہنسی کے کوٹنے لگے۔ اور کل حاضرین جلد بھڑک  
گئے کہا بھی یہ بھی اچھی ہوئی۔ پہلے روجو گھوسی کی

مہراج۔ آپ بات ہی ایسی کہتے ہیں۔

انھریا رڑے موقوف ہوئے تو دوتی کے خیال سے پوچھا اور آپ بگڑ گئے۔

نواب۔ تو کیا سرکار سے آپ کو خطاب ملے گا۔

مہراج۔ ہاں ہاں۔ بھئی۔ سرکار سے ملے گا۔

نواب۔ یہ بات کیوں نہیں کہتے۔ اور خطاب کیا تجویز ہو اچھ۔ نواب مہراج ملی خان بہادر۔

انھریا۔ جی نہیں۔ خان بہادر خان خانان بہادر

مسخرہ۔ خداوند اس کے لیے کوئی خطاب ضرور

تجویز ہونا چاہیے۔ منشی۔ دو منشی۔ منشی شاہین

یا آپ کوئی تجویز ہے جیسا مناسب ہو۔

انھریا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملی کے لام کو مشد درو بجھے

محسن۔ کیا بات کہی اچھ۔ والہ اللہ ملی سے بڑی اور

کوئی بڑی خطاب سے مطلب عظمت سے ہے نا

اور ملی اور بچی شمر ہوتی ہے بس اس سے

بڑھ کے اور خطاب کیا ہوگا۔

مسخرے لے کہا پھر اگر اونچے ہونے سے

عظمت ہو تو میرے نزدیک تمکیش کا لگا کیوں

نہ خطاب دیا جائے۔

اسپر بھی بڑی ہنسی ہوئی سب کا بھی ٹیکڑ کا لگا

اس سے بڑھ کر خطاب اور نہیں ہو سکتا۔

مسخرے لے کہا یا یوں کیے منشی مہراج ملی شیطان

کے جھیر کی تو فی بدلو۔

منشی مہراج ملی اسپر بہت بگڑے۔ کاہے واسطے

تم لوگ کالا سورہ لے کر آنا اس کا چھک کا پنے واسطے

تم لوگ سمجھتا ہو کہ سرکار دولت دار۔ راسے بہادر ملک تھا

ہنیں نیسے سکتا۔ یہ بڑی فول ہنیں کے کیا کیا ہوا ہے

راسے بہادر ہو جائے انگٹا ہو۔ یہ کوئی بڑا بھاری

کلام نہیں اچھ۔

نواب صاحب نے تو غم جو کہ کے انکو ذرا ٹھنڈا کیا

بھائی تم تو پہلے ہی کہے ہو کہ ہنستے ہی گھر بچہ بن

اب یہ چراغے کیوں ہوئے۔ خود ہی کہتے ہوا اور

خود ہی بگڑتے ہو یہ کیا بات اچھ۔ یا تو ان سب کو

ڈانٹ دو کہ تم سے ہرگز ہرگز نہ ہنیں اور اگر نہیں

تو برا نہ مانو۔ اور میرے نزدیک تو ہنسی میں بگڑنا

بڑے عیب کی بات اچھ۔

منشی مہراج ملی صاحب کو نواب صاحب نے ٹھنڈا کیا

نواب آہستہ آہستہ سمجھانے لگے کہ راسے جو چاہو سو کو

مگر یہ بدعاش لوگ جو کہتے ہیں تو میں بگڑنا ہوں۔

نواب صاحب نے کہا بھئی بیان اتنے آدمی کیے ہیں

مگر جو منشی مہراج ملی صاحب پر چورہ ایک پڑھیں

بہت ہی خوش ہوئے۔ کہا بھئی اب کیا کچھ کہتے پر

جو ہیں اچھ۔ جو منشی مہراج صاحب ہم پھر لڑی

ہنستے تھے۔ اور اب وہ من کہاں۔

اس فقرے پر سب کے سب ہنگ ہو گئے جو ٹپتے

وہ اٹھ بیٹھے اور جو باتیں کرتے تھے وہ بہت تن کوٹنا

ہوئے کیا بھی کیا کہتے تھے۔

مہراج۔ جب ہم پھر لڑی ہنستے تھے مہراج پری

نواب۔ آپ پھر لڑی ہنستے تھے۔ کیا اندر

کے کوڑے بھی رہ چکے ہیں آپ۔

محسن۔ حضور کیا سبزی کا ایک ٹوٹا زیادہ چڑھا دیا۔

بس چڑھائی کیے کھڑے کی۔

انھریا۔ ہاں رنگ میں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کیا ہنستے

تھے منشی مہراج ملی صاحب پھر لڑی ہنستے

مہراج۔ (کھانے ہو کر) اب تم تمہارے بیان  
کبھی دیکھنے کے لئے نہیں جاتے۔  
اختر۔ دیکھو یہ باتیں اچھی نہیں ہیں  
مہراج صاحب۔

مہراج۔ سب کان کیلے کہ تم ایسے پاجیوں کی  
محبت میں عمر بھر نہ ٹھیکے۔  
ممن۔ پاجی تم خود ہو گے۔

مہراج۔ (گہرے آواز سے) تو کا ہے واسطے یہ بڑی ذول  
کالا سور ہمارے کو برا کتنا مانگتا۔

نواب۔ (تقریباً لگا کر) اسے یا رخصت کیوں ہتے ہو  
ہم کو جو یہ چاہے کلو بس۔

مہراج۔ یہ آپ ہی کا سارا فساد ہے۔

نواب۔ لو اور سنو۔ اسے مان میری کون فلا ہو  
میں نے تو کچھ کہا بھی نہیں۔ بلا نکسائیں

مہراج۔ جی میں خوب سمجھتا ہوں آپ ٹیٹی چھری ہیں  
آنکھ سے اشارہ کر دیا۔ اور زن سے الگ۔

نئی مہراج ملی صاحب نے اندر بھاگی دھن  
میں گانا شروع کیا۔

محل راجین پھر مہراج پری آتی ہے  
سارے مشرق کی سترج پری آتی ہے

نواب۔ واہ مجھی تھوئی بہادر۔ واہ۔

اختر۔ کوئی بارہ ما ساجی یاد ہو۔

مہراج۔ جس زمانے میں ہم پھر مہراج پری جیتے تھے  
بارہ دوئی جو بیس بار مانسے یاد تھے۔

اتنے میں داروغہ صاحب نے آن کر کہا  
حضور غشی مہراج ملی صاحب کے ساتھ ایک باڑی  
کا نوٹا انکا خدمتگار بھی آیا ہے دیکھنے کے

داروغہ۔ پھر کیا کہیں غیب کیا ہو۔ اسے بھی فرشتے  
تو آسمان سے اترتے تھیں۔ آدمی ہی سبزی پکھڑی جیتے  
ہیں اور آدمی ہی کالے دیو بھی جیتے ہیں۔ انکو آپکے  
کیوں اس قدر احمق سمجھتے ہیں۔

مہراج۔ (شیر ہو گئے) انہوں میں ایک سمجھدار آدمی  
ہو۔ بس کشمیری ہو نا۔ یہ سمجھے بس۔

داروغہ۔ کیوں کیا تو کو سوچا ہوں۔  
مہراج۔ پوچھیے غیب کیا ہو انہیں۔ فرشتے تو آتے

نہیں بشر ہی راجہ اندر بھی جیتا ہو۔ اور بشر ہی لال پری  
بھی جیتا ہو تم خوب سمجھو۔

داروغہ۔ اب تو نہ کو گے (بہ ذات کشمیری)۔  
مہراج۔ نہیں اب نہ کہیں گے۔ یہ ہندی تم اہل خط کا

کیا مقابلہ کرینگے کہ گفتہ اند۔

بھامین دوستواند کی آمد آدھی  
پری جہانوں کے افسر کی آمد آدھی

اسپر بڑا مقصد پڑا اور بڑی دیر تک لوگ  
ہنسائے۔

ممن۔ اللہ کتنا جستہ شعر پڑھا ہے۔  
اختر۔ واہ کیوں نہ مہراج ملی۔

نواب۔ ماشاء اللہ۔ مجھی بڑی سمجھ کے  
آدمی ہو۔

مسخرہ۔ ابے جا مکو مکو کے منڈی میں تیری  
تلاش ہو رہی۔ جی بخش پوچھتا پھر تارو کہ جو دھڑکیا  
کہہ دے۔

اسپر فرادیشی مقصد پڑا۔ اور غشی کے پیش میں بل پڑ گئے  
نواب۔ مجھی داروغہ چینی خوب ہوئی۔

اختر۔ واہ جو دھڑکیا کٹی ہوئی ہے۔

قابل ہے حکم ہو بلاؤں ایک لکھ گوارا عبد اکبر خوش  
پندرہ برس کا بن۔

دار و دروغ صاحب نے دل لگی دیکھنے کے لیے حبیب سے  
ایک روپیہ نکال کر بھیجا اور کہا اسکو جھٹنا لاؤ۔ تو خوشی سے  
تو آپ کھڑے رہے۔ پھر داروغہ نے کہا اے کھڑا کیا ہو  
جہاں کیوٹھ بن۔ پھر جہاں روپا کا کاڈو کری۔ کہا جھٹنا  
لاؤ جواب دیا کہ سمجھتا ہوں کہ اے اہ کا توڑا لا۔  
پھر چاؤڑا کے پیسے لائی۔ کہا ہاں اس قتلِ قاتل  
کے بعد فشریعہ لگے۔ اور پھر دہشت میں بیرنگ  
دراپس روپیہ ہاتھ میں۔ کہا اے پیسے لایا۔ جواب دیا  
اے ہم تو بھول گئیں۔ اسپر پڑا قہقہہ پڑا اور  
مہراج ملی بہت ہی عجیب۔

نواب۔ اے اوٹھو۔ اور دھڑکنا روپیہ رو  
اور بازار میں جا کے اسکو جھٹاؤ۔ تو پڑا۔ اور کھواسکے  
پیسے نئے گھن کے دے دے۔

لوٹے نے روپیہ لیا اور بھاگ نکلی۔  
لوٹ آیا اور زور سے روپیہ نواب صاحب کی طرف  
ٹپک کر کہا ہکا ناہین بھگائی دیت ہے  
صاحب۔

اسپر پڑا ہی قہقہہ پڑا۔

مہراج سا بے تک تو ہمیں کو جھپٹتے تھے اب  
خدا نگار کو بھی جھپٹنے لگے۔

ممن۔ (دہشتے ہوئے) کس حسرت کے  
ساتھ کہا ہوا اللہ۔

اختر (بست زور سے قہقہہ لگا کر) مزہ آگیا ہفت  
مہراج۔ ایک نشہ ہوش۔

نواب یہ اندر بھاگا خلیفہ سے انگلیں مارتا

مہراج۔ خطبہ اور دانگیہ۔ بجا ارشاد ہوا۔

ممن۔ اب آپ لال دیونا بھیجے۔ چہرہ لگایا اور کھینچے  
بھرتے اور تھرتے لگے۔ اور آپ سوزوں بھی اس  
کام کے لیے ہیں۔ واللہ۔

آخر کار منشی مہراج بی صاحب کھلے۔ فرمایا ہمارے  
شہر کے رئیس ہندو مسلمان دونوں کاہل اور سست  
اور قابلِ فخر ہیں سوداگری کو زہلِ مہیشہ سمجھتے ہیں  
جبکی بدولت ملے ملے کے آدمی کو زہلِ مہیشہ سمجھتے ہیں۔

اور آگے زمینداری کی بھی دگ عیب سمجھتے تھے۔ آج  
ہے ایک پادری کو دیکھا سرخ و سفید آدمی قہقہہ پڑے  
ہینے ہوئے پوچھا آپ کون ہیں۔ کہا ہم ایک تمانے  
والی کمپنی کے منظم ہیں اور کچھ راج پری بننے ہیں۔

نواب۔ اخلا۔ یہ کسی نے آپ کی راہ کھولائی ہے۔  
اختر قہقہہ اب کھلا۔

منشی۔ تودہ آپ ہی کا بھائی بند نکلا۔  
اسنے میں بی ناز و ہر کام میں اور سہتے ہوئے

کہا آج مجذبہ نے مجھے افراد کر لیا ہے کہ چاروں کے  
عرصے میں قسرن کو نواب صاحب سے  
طاویفے۔

نواب صاحب اچھل پڑے تھارے منٹھ میں  
گلی شکر بڑی دیر تک خوش رہی۔

اسکے بوجھنے نے کہا آج اپنے میاں  
کی قطع شریف تو دیکھیے۔ ماشاء اللہ۔

نازوں نے ذرا غور کر کے کہا اے منشی مہراج بی  
ہیں اللہ جانتا ہے میں آئے ہوئے بھگتی تھی کہ یہ کل  
ہستو آج بھینا ہو۔

نواب نے اشارہ کیا تو ناز نے قریب جا کر ایک

چیت جمائی مندا سا لکھ گیا تو نواب صاحب نے کہا

لگانہ رہنے دے جھگڑے کو یا تو باقی۔

نازرو نے دوسری جمائی تو مندا سا دھوا کر اور ادھر  
تقمہ پڑا۔ تو رب تھا کہ منشی مہراج علی صاحب بگڑا لگا ہے  
واسطے کی تمہید سے شروع کریں مگر نازو کے ہاتھ کی  
چیت لکائی متھی فٹکی کسی چپ ہو رہے۔

نازرو۔ یہ آج مادہ جو مہراج بنے کمان جلتے ہو۔

نواب۔ اور آج گھٹوا بی بھی خوب ہو۔

ممن۔ بن ٹھن کے آئے ہیں۔

نازرو۔ لاؤ تو جانا حسین علی۔ نواب صاحب کا وہ  
لکڑ توڑ بٹ تو لاؤ۔ اچھا بتا جاتا کمان جو۔ یہ بن ٹھن  
کے کہیں ضرور جاتا ہو خضاب بھی کیا ہو اور گھٹوا بی  
بھی خوب ہو۔ دکھ مٹیاں ٹٹو کمر ایک پڑا ہستہ  
سے دیا تو آپ منکر آئے۔

منسخہ۔ اگر ہم ابھی کتاب رسید کرتے تو آپ کیا

بگڑتے مگر عشق کے ہاتھ کی کیا بات ہو۔

مہراج۔ (نازرو کی طرف اشارہ کر کے)

دل و جان سے مجھے بھائی ہوا۔ اتنی بھی

پس لاپہانہ سامنے لے لیں بلا تین تری

نازرو۔ لورے میں آگے لے لگا ہٹا پرے۔

مہراج۔ ہاے۔

دیکھ جیتا نیکی میرا جو جبر اول ہو گا

وصل ہم ایسے نکا پھر جھگڑے کا حاصل ہو گا

نواب۔ آج تو اندر سمجھا کی دھن میں ڈوبے

ہوے ہیں واہ مہراج بی واہ۔

اختصر۔ حضور یوں کیسے واہ بکھراج

پری واہ۔

نواب۔ بھئی واللہ خوب سوچے۔

نازرو۔ بدھج اس گور کے قمرے کو یہ ہو کیا گیا ہو

بکڑے پنے ہو یا کفن لٹے ہو۔

نواب۔ بھئی واللہ یہ کفن لٹنے کی لمبی خوب ہوئی۔

منسخہ۔ حضور یہ آدمی ہو یا تو گھر کرنے کا ملکا۔

مہراج۔ سنو۔ سنو۔

کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے

کہ اس کا خداعا عالم الغیب ہے

نواب۔ سا رکھان اللہ کیا جربستہ شعر پڑھا ہو

مہراج۔ ہاے۔

دل عاشقی اس بات سے ہل گیا

بچھے ہائے محنت کیا ل گیا

ہمارے اور نازو کے باقیں ہوتی تھیں تلوگ

بچ میں کیوں کود پڑے۔

نواب۔ (تقمہ لگا کر) تو یہ مطلب ہو حضور کا۔

اچھا لے اب ہسم نہ بولینگے۔ آپ

باتیں کیجیے۔

نازرو۔ لے سج بتاؤ آج کمان جلتے ہو۔

منشی مہراج علی صاحب اب کھل پڑے

اور کہا ہم آج تماشا دیکھنے جلتے ہیں۔ اگر

آپ لوگوں کو چلتا ہو تو آپ بھی چلیں

ہمارے ساتھ۔

نواب صاحب نے کہا بھئی آج نہیں کل چلوں آج

ہم نہ جانے نیگے۔ انہوں نے کہا واہ۔ کل کی ایک ہی

کمی ہم آج ضرور جائیں گے۔

نواب صاحب نے کہا ایک ہی کمی چاہیے وہی کمی

اس سے کچھ بحث نہیں بندہ آج آپ کو بھانے نہ دینگا۔

چاہے لپٹاؤ کی ہو جائے۔ آپ بندے سے کوار سے  
نہیں ہوں۔

منشی مہراج بلی صاحب لگے دول کی  
لینے کہ ہم جوئے ہیں اور کشتی جانتے ہیں۔

مخبر نے کہا منشی نہیں ایک وہ جانتے ہیں  
گھر کی جو رو سے توں چلتا منوگا۔ ہاتھ پکڑ لیتی ہوگی  
تو چھڑا نا شکل ہو جانا ہوگا حضور عورت کیا ہو  
دیو بی ہو۔

اتنا کہنا تھا کہ اوپر تھوڑا اور دھنشی مہراج بلی  
صاحب بگڑ کھڑے ہوئے۔ یو بلدی نول کہے  
واسطے ہلو گالی دینے مانگتا۔ کھڑے ہو کر اور پیسے  
دل کر سیکھوں منگنا گالیان انھوں نے دین اور اسے  
غصے کے تھر تھر کانپنے لگے۔

نواب صاحب نے کھڑے ہو کر انکا ہاتھ پکڑا اور  
کہا بھئی ہم اسکو اب نکال دینگے۔

مہراج۔ اب آپ سب لوگوں کو یقین آ جا بگا نہیں  
کہ ہماری بیوی فریہ اور محمد بھادو محل نقل ہوگی حالانکہ  
وہ دانتہ ایسی نازنین ہے جیسے وہ گوری گوری و دنی  
جو پر سون آئی تھی۔

نواب۔ ہم سن چکے ہیں جی بہت نازک ہیں۔

مہراج۔ (ہنس کر) مجھے خبر کہاں سے پائی۔

مسخوہ۔ پیغام آیا تھا۔

اتنا کہنا تھا کہ مہراج بلی مخبر کے پیچھے دوڑے

اور مسخوہ بھاگا تو ریشہ پر ہوا اور مارے دروازہ بند

کر کے چھت پران کر سلام کیا تو مہراج بلی نے جھٹکا کے

اٹھیلے مارنے شروع کیے۔

نواب صاحب نے مہراج بلی کو دھیرا کر کے لاسے

بٹھا یا اور آپ کسی ضرورت سے اندر نہ شریعت لگے تو کیم  
نے انکو چھڑنا شروع کیا۔

بلکہ مین منتی ہوں آج قرن کے لیے پھٹھنی ٹھنڈی  
ساتیس کی بھر رہے تھے۔

نواب۔ ذرا سچ کیے گا۔

ب۔ بچے کی کمی تو لگے چند راتے

نواب۔ بچے کی کمی۔ گویا آپ سچ کہہ رہی ہیں۔

ب۔ سچ مین کیا جھوٹ ہو۔

نواب۔ اے اب نہ بنے گی بلکہ۔ مجھے تو قسم کھالی ہو

کہ اب قرن کا نام تک نہ لینگے۔ اور تم ہی باتیں کرتی ہو

ب۔ او مین نہ تھی تھی تھوڑی جج مجھے۔

نواب۔ اس بارے مین مجھے بھر نہ ہنسی کرنا۔

ب۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ تم کچے دل سے

کہتے ہو۔

نواب۔ کہد یا تمسے قول مروان جان دارو

ب۔ سچ کون یقین نہیں آتا۔

نواب۔ ہاے افسوس۔

ب۔ نہیں نہیں مرانا نا تو بات کہتی ہوں۔

نواب۔ ایسی بات کیوں کہو جس سے رنج ہو۔

ب۔ خدا کرے اس بات پر تم قائم رہو۔

نواب۔ دیکھ ہی لیتا۔ ایک ٹھوڑے تک تو آناؤ۔

ب۔ مین تو عمر بھر کے لیے تمھاری ہوں۔

نواب۔ اسے کیا بات کہی ہے جی خوش

ہو گیا۔

ب۔ ہمارا جی تو جی خوش ہو گا جب تم جو کہتے ہو

وہی کروا دیتا ہو جیو یا کرو۔ یہو یقین نہیں آتا۔

نواب۔ اب ہم اسکو کیا کریں۔

نکال ڈاؤر نہ ہو کہ زندگی حرام ہو جائیگی۔

ب۔ خدا نکرے تمہارے دشمنوں کی زندگی حرام ہے  
میں ہر طرح سے راضی ہوں۔

نواب۔ بھئی آب خاصہ ننگو اوٹینٹھ خشک ہوا جاتا  
ہے اور ایک گلواری اپنے دست نازک سے  
بنائے دو۔

میری آب خاصہ لائی۔ تو نواب صاحب نے پیا  
اور گلواری نوش کر کے کہا دانتہ بیگم کیا مرض کی  
گلواری بنائی ہے اکثر فی سہم بیگم جب مٹیا برج میں  
تھیں تو کوئی ایسا دن نہ تھا جو تم یاد نہ آتی ہو۔  
اور خصوص جب میں پان کھاتا تھا تو تم ضرور یاد آتی  
تھیں۔ دانتہ تمہارے بعد پان کھانے کا روزہ جاتا تھا  
ب۔ سبحان اللہ تنے مجھ کو کیا گلواری والی مقرر  
کیا ہے وہ کیا قدر والی فرماتی ہے حضور نے۔

نواب۔ (گالوں پر ہاتھ پھیر کر) خفا نہ ہو جانی تم تو بات  
بات پر بگڑتی ہو۔

ب۔ بڑے وہ ہوا دنتہ قسم پھنس میں  
چنگی ڈال جاؤ لو الگ کھڑی۔ دل میں چنگی لے لی  
اور پھر الگ۔

نواب۔ صحت ہے ان باتوں کے کیا بھولی بھولی  
باتیں ہیں اللہ جاننا ہے بیگم ہم تم کو دل سے چاہتے ہیں  
مگر تم سے نافرمانی ہے۔

ب۔ اے میں کیا خشک ہے کہ تم ہو کہو دل سے چاہتے ہو  
میں سنتی ہوں کہ میرے بعد تمہارے دشمن دیوانے  
ہو گئے تھے اور تنے چننے تھے۔

نواب۔ اہل تو یوں ہی ہے۔ دانتہ یہ حال دیوانوں سے  
بدتر ہو گیا تھا۔ خدا غیب جانتا ہے۔

بیگم۔ بڑا کیوں مانتے ہو۔

نواب۔ اب بڑا سننے کی تو بات ہی کرتی ہو۔

ب۔ اچھا اچھا۔ اب نہ سنیں گے۔ ہماری ایک بات  
سُن لو سنو تو کہیں۔ نہیں تو نہ کہیں۔

نواب۔ جان کے کا فون سے نہیں یہ کیا بات ہے۔

ب۔ تم کو جو کرنا ہوا وہ کرو۔ یہ تو ہو کہو حشر تک یقین  
نہ ہو گا۔ کہ تم سے بے ان باتوں کے رہا جائے گا کہ اتنا گستا  
خانہ کہ رات کو گیارہ بجے سے گھر میں رہو۔ پس اور  
کچھ مانو یا نہ مانو اور جو چاہو سو کرو۔

نواب۔ تمہیں اتنی ہماری طرف سے بڑی گستا  
خانہ بیگم ہمارے کہنے کا تم کو یقین نہیں آتا۔ دانتہ  
بڑے افسوس کی بات ہے۔

ب۔ کیونکر یقین آئے تمہاری حرکتیں ہیں  
ایسی ہیں۔

نواب۔ (ہنس کر) کیا باتیں ہیں تمہاری۔  
ہزاروں یقین کھائیں کہ اب ایسا نہ ہو سکے۔ اور  
تم کو یقین نہیں آتا۔

ب۔ باتیں دانتہ میں نہیں جانتی۔

نواب۔ اچھا تو جانی ایک ہفتے میں کیا ہوا جاتا ہے  
ب۔ اچھا اسکا تو میں یقین نہ آئے گا۔

نواب۔ (ہنس کر) یا میرے اللہ۔

ب۔ اچھا میں تو ہر طرح تمہارے بس میں ہوں  
نواب۔ اسکی کیا بحث تھی۔

ب۔ بحث سب ہی کی ہے اور کسی کی نہیں۔

نواب۔ ہنسنے رات کو اپنے دل سے قسم کھالی ہے۔  
ب۔ تمہاری قسم کا یقین کسے ہے۔  
نواب۔ بیگم خدا کا واسطہ اب یہ باتیں دل سے



ایسے تو کبھی نہیں بنے تھے

منشی مہراج علی صاحب رسیان توڑا کے بھاگے تو سید  
لالی باغ پہنچے آدمی کی تلاش سب کے پہلے کی ادھر  
دیکھا ادھر دیکھا کہین پتا نہیں۔ ارے کلو۔ ادھر  
ارے کلو ارے مر گیا بھت۔ ارے کلو۔ اب لوگ انکی  
قطع شریعت کھیتے ہیں۔ بچا گھر دار چند۔ شملہ مقداد علم  
توڑا تو کونے کاٹکا۔ اور گنواروں کی طرح ایسے جمع میں  
غل جھارے ہیں ارے کلو۔ بڑی دیر کے بعد میان کلو لے  
تو آپ بہت بگڑے۔ کاہے دیسٹے یو بلڈی فول سنٹ نے  
مانگتا۔ ڈوٹی کے قریب تیان لینگے دیکھتے ہیں پتے نڈا  
آین! ارے یہ پتے کیا ہوئے۔ اے پتے کمان ہیں  
آئے کیا۔ اب لے صاحب ہکا کا معلوم ہون تو ہے  
تون لے آؤن۔ منشی مہراج بی نے جھلا کے ایک پڑویا  
ناحق قول ارے پتے کیا ہوئے۔ پوچھت بھت  
مان مار۔ ہو ہم کا ڈھائی پتہ۔ کھکا کست ہیں۔ ہم کا  
بیل گھن۔ پھر جو کر کے ہیں تو امانا ہاں ایک شملہ  
مرے کی اجاری کا بھی پتا نہیں۔ اور مرے کی اجاری  
کیا ہوئی بے کما ہم کا جانے خون دو تون دھرا کر  
منشی مہراج علی صاحب آگ بھجور کا ہو گئے اور جھلا کے  
تین چار ٹپڑے یاد بکرے رسید کیے۔

انھیں ٹوڑی دیر کے بعد اس پارسی سے ملے  
بڑے تباہ سے ملاقات کی اور کما جوقت طعیر شروع  
ہو گا ہم آگوا ایک بہت بڑے صاحب سے ملا دیے۔  
جب طعیر شروع ہوا تو ایک پارسی نے انگریز کی فصل کی اور  
ایک منشی مہراج علی صاحب کو بلایا۔ یہ گول آدمی تھی  
سید سے ایچ بر موجود۔ جانے ہی پہلے تندر کھائی باغ میں  
وہ تو پارسی نے پاکٹ میں کچے عید ازان شمشان میں کھائی تھی

ب۔ ہوش کی دوا کر دے تے اڑائی ہیں تو  
جئے بھون بھون کھائی ہیں۔ اور یہ قمرن پر کون ترنا تھا  
اور ناندے دنگیان کون کرنا تھا۔  
نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) بیگم خدا کا واسطہ قرن کا نام  
نہ وصفت کا صدمہ ہوتا ہے۔

ب۔ ارے میں خوب سمجھتی ہوں نواب اسکی یاد  
تھارے دل پر سے جائی سلی توڑی ہی۔ آخر کون نہ رہا گیا  
منہ سے نکل ہی گیا کہ مفت کا صدمہ ہوتا ہے۔  
نواب۔ نہیں بیگم میرا یہ طلب ہے کہ چوڑے کٹاؤں  
نا تکیا اسکا نام نہیں ہے کیا فائدہ۔

ب۔ آشاہ۔ یہ بانی جی نے شراب کب سے چھوڑی  
اب قرن سے بالکل سبزار ہو گئے۔  
نواب۔ بیگم تم کھائی ہو کہ اب بچر تھارے کسی کو  
آکھٹھا کھٹکھی نہ دیکھینگے۔

ب۔ خدا ایسا ہی کرے کہ تھارا دل ان سیدوہ اور پھر  
باتون کی طرف سے پھر جائے۔

نواب۔ بس اب دل بھر گیا۔ اسکو اب پتھر کی لکیر  
سمجھو۔ ہم جو بات کہہ گئے اسکو کر دکھائینگے۔ ہمارا بچی  
لاگ پھوڑا ہی ہو جو بات کہی وہ کہی۔

ب۔ بیگم۔ نواب ان باتون سے آدمی بد نام ہو جاتا  
ہو اور لوگ اسکو برا کہتے ہیں۔ اور ہم تو ہر طرح سے  
تھارے ہیں چاہے اچھی باتیں کر د جاہے بری  
باتیں کرو۔

نواب۔ خیر اب توجہ کچھ ہوا وہ ہوا مگر اب ایسی  
حکمتیں عمر بھر نہ ہونگی۔

ب۔ خدا احماسے اس قول کو پورا کرے  
آمین اللہ۔

آسنے لین اور ہاتھ باندھ کر آپ کھڑے ہوئے اور  
منتظر تھے کہ اب راسے ہمارا خطاب ملا ہی جا رہا ہے  
اُس دن تماشاے میں ٹھٹھا ٹھٹ لوگ بھرے ہوئے تھے  
نواب محمد عسکری اور داروغہ اور من اور نازو  
یہ بھی سب کے سب آئے تھے۔

جو لوگ انگوٹھیں جانتے تھے وہ سمجھے کہ یہ بھی  
تماشاے کا کوئی جزو ہو گا کہ ایک پارسی ہندوستانی  
کپڑے پہن کے آیا اور صاحب کو تندر دکھائی۔ اور  
جو لوگ منشی مہراج کی کو جاننے تھے انہیں سے  
بعض نے بعد کے سبب سے نہ پہچانا۔ اور چلے گئے  
نہ پہچاننا انکے پیٹل میں مارنے ہنسی کے بل  
پر پڑ پڑ گئے۔

اب لوگ دنگ ہیں کہ این ایف منشی مہراج ملی  
صاحب ہیں پارسیوں نے انکو سکھا دیا کہ صاحب  
جو تم سے کہیں وہی کرنا اور وہی کہنا۔ بات کو  
دکھنا نہیں۔

پارسی۔ (جو انگریز بنا تھا) تمہارا کیا نام۔

مہراج۔ خداوند غلام کا نام منشی مہراج ملی۔

پارسی۔ نہیں نہیں تمہارا نام تیل کی پلی۔

مہراج جو حکم ہو ہم تو حکم کے بھوکے ہیں۔

پارسی۔ اچھا ایک ٹانگ سے کھڑے ہونے کہتا

مہراج۔ (ایک ٹانگ سے کھڑے ہو کر) جو حکم ہو

صاحب۔ جو پارسی انگریز بنا تھا) جلدی پیٹ ٹوڑو۔

مہراج۔ (پیٹ ٹوڑ کر) میں تابعدار ہوں۔

صاحب۔ شخہ ٹوڑو۔

مہراج۔ (شخہ ٹوڑ کر) حضور تو قواعد کو داتے ہیں۔

صاحب۔ حکم مت ٹالو۔

مہراج۔ کیا مجال۔ جو ارشاد ہو۔

صاحب۔ تم نالائق آدمی پیٹ دکھاؤ۔

مہراج۔ حضور اب تو تھک گیا۔

صاحب۔ اچھا (سٹ ڈون) تمہارا (مہراج) کیا ہو

مہراج۔ بہت اچھا ہوں۔

صاحب۔ دل تم بہت اچھا رہا منشی مہراج ملی

مہراج۔ خداوند حضور کے بال بچوں کو دعا

دیتا ہوں۔ جو پیدا ہو سکے میں وہ اور جواب پیدا

ہو سکے۔ اللہم زود فرود کر گفتمہ اند۔

رعایت و رعیت دار

مرا دل شہر یاران برآر

صاحب۔ طہران میں ایک ایرانی ہر دو مہرے

آپ کی فارسی کی تعریف کرتا تھا کہ بالکل ایرانیوں

کی طرح آپ گفتگو کرتے ہیں بلکہ آپ سے

سیکھنا چاہتے ہیں۔

مہراج۔ (اکرا کر) ہندو فارسی دوست دوستوں کو۔

صاحب۔ دل ہم فارسی نہیں سمجھ سکتا۔ مگر

ہمارا دوست آپ کا بہت تعریف کرتا تھا۔

مہراج۔ حضور غلام کی زبان تو فارسی الاصل ہے۔

صاحب۔ ہاں۔ ہاں۔ دل سیران کا لوگ تعریف

مہراج۔ حضور بہت سے صاحب لوگوں سے

ملاقات کی آپ لوگ بڑے عالم ہوتے ہیں۔

صاحب۔ دل ہمارے ہاں تعلیم اچھا دیا جاتا ہے۔

مہراج۔ بھلا آپ کی شاخ کی کچی پن مہراج ہی بھی بنے

تھے ولایت میں۔

صاحب۔ (ہنسی کو ضبط کر کے) اور شیک۔

مہراج۔ ہمارے ملک کے بعض گدے کو میوے پر ہنسنے میں

اب اٹھ کھٹے ہوئے اور قریب تھا کہ نالج مشروع کریں کہ من نے شیخ برجز حکمرانکا ہاتھ پکڑ لیا۔  
”کابے واسطے یو بلڈی فول بولنے مانگتا کسی بیج من اور کسی کے درمیان من۔“

ممن۔ من ایک گدا اور لنگا آپ کو۔ فول دول سب رکھا رہیگا۔ تمکو بیکیا گیا ہے۔ لاول ولا قوہ۔ کچھ ہوش ہو یا نہیں سرکار بلاتے ہیں۔

اب ذرا فشی مہراج بی کو ہوش آیا۔ یہ نشے میں نہیں تھے شراب تو توڑی ہی بی بی تھی۔ مگر ان حماقت کا نشہ البتہ بہت ہو گیا تھا۔ یہ سمجھتے تھے کہ صاحب جہا بیٹے کو گڈر بیٹے ہو گئیں کا جج مقرر کر دیتے کسی ریاست کا۔ بیچر مقرر کر دیتے ہو گئی کابے کی صاحب مریاں ہوں تو وہ عمدہ بلجائے کہ آج تک کسی ہندوستانی کو نہیں ملا ہو۔

اب بیٹے کہ من سے اور انے اتنا پانی ہونے لگی تو نواب صاحب نے وار و فدا کا اشارہ کیا۔ داروغہ بی بی چڑھ گیا اور فشی مہراج بی کو گود میں اٹھا کر دوسرے بھگا تو ادھر تھپڑ میں بڑا تھمہ پڑا اور لوگوں نے تالیان بجا دیں فشی مہراج بی گود میں تر پٹے ہوئے اور کابے واسطے اور کابے واسطے برابر لہتے ہوئے گاڑی کے قریب پہنچے۔ داروغہ اور من نے انکو گاڑی میں لادا اور کہا ہم لوگوں کو حکم ہے کہ تمکو پکڑے رہیں بس ہلنا نہیں۔ خبردار کہدیا ہو شیخے رہو چپ چاپ۔

مہراج۔ دیکھو اب من بوٹ کا بیج کرتا ہوں۔ داروغہ۔ بس اندر آپ بوٹ کا بیج بیجئے۔ مہراج۔ میں دودھال میں میا باندھ چکا ہوں۔ ممن۔ آغاہ! بڑے بوسٹے ہیں آپ

صاحب۔ بڑا غلطی ہو جتنا اچھا لوگ ہے سب بکھراج پری بنتا ہے۔

مہراج۔ وہ مارا بس اب کوئی کیا ہیئے کچھ لاہل لاول ولا قوہ۔

صاحب۔ آپ کیوں نہیں کسی ٹھیکر میں شریک ہو جاتا۔ مہراج۔ حضور میں تو کبھی مہراج پری بنتا تھا۔

صاحب۔ اینڈا کدہ ہرکھو ادو۔ ابس مہراج۔ حضور میں یو بلڈی فول وگٹے واسطے ہمو کرے کئے مانگتا۔ سو ہم جانتے نہیں سکتا۔

صاحب۔ بڑے لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اچھون کو بڑا کہتے ہیں۔

مہراج۔ حضور میں گانا بوب تھا۔

سبحانین آدمی سلم پری ہے

سر پادہ نزاکت سے بھری ہے

سبحانین آدمی سلم پری ہے۔ سبحانین آدمی سلم پری ہے

صاحب۔ گوآن! مدو۔ مچو۔ چلو۔ چلو۔

مہراج۔ حضور میں یو بلڈی فول وگٹے ہمو بنے گا۔ اور بڑا کیگا۔

جن کھڑا دکھلا جا رہے

صاحب۔ ہم ٹھہری پٹا بچھ لاتی کچھ نہیں مانگتا ہوں۔ دہی اندر بھگا کا دمن بولے جاو صاحب۔

مہراج۔ حضور ہماری خواہش یہ ہے کہ سرکار بکھو اب کچھ دے اور ہم خواہ مرکا کہ من مجھے حضور ترغیف ہو کر

فشی مہراج بی صاحب کو اتونت دنیا و فضا کی خبر نہ تھی نہ یہ معلوم تھا کہ صاحب کون ہیں۔ نہ یہ معلوم تھا کہ بیٹے کمان ہیں صاحب نے کہا فول فشی مہراج بی صاحب

آپ ناخنے سکتا ہے۔ کہا حضور ہاں ناچوں کیلئے

مہراج۔ دیکھو اب شرگ پر پڑا ہوتا ہے۔

داروغہ۔ آپ شوق سے داؤن چ بیجے۔

مہراج۔ دل ہم مار ڈالیکا۔

داروغہ۔ پھر اگر قسمت میں آپ ہی کے ہاتھ سے

موت لکھی ہو تو کیا۔

مہراج۔ اچھا اب شکایت نہ کرنا۔

استے میں چھم چھم کی آواز آئی۔ من اور

داروغہ انکو نواب محمد عسکری کی فٹن پر کپڑے پہنے

بیٹھے تھے اور فٹن درخون کے ایک جھنڈ میں تھی

سب سے الگ تھک چھم چھم کی آواز آئی تو داروغہ

نے من سے کہا یاد رکھا دیکھو تو کون ہر کہ استے میں

ایک عورت فٹن پر آئی۔

عورت کیوں رہے یہ آج تو نے کیا حرکت کی

ممن۔ کون انارو خوب آئین اتھا جانتا ہے۔

داروغہ۔ اب تمہارے سپرد ہیں یہ

نازو۔ ہاں ہاں تم لوگ جاکے تماشا دیکھو۔

داروغہ۔ سستے چوٹے لطف تماشا جاتا تھا۔

نازو۔ مجھے نواب نے اشارہ کیا تو خواہ مخواہ

مجھ پر ہو کر آنا پڑا۔

منشی مہراج علی صاحب کی بیٹی بی بی بھولی مگر

انتہائے زیادہ انوس تھا کہ صاحب لوگوں سے

نہ مل سکے۔ مطلب ہی خبط ہو گیا۔

نازو۔ یہ آج تیری گت کیا ہے۔ چچے یاد ہے۔

مہراج۔ جان میں ہے (منشی سانس بھر کر)

کیا کمون جان جان ہے پڑا نقصان ہوا۔

نازو۔ کیا کچھ گرٹا۔ چھینک دیا ہو کٹے میں

مہراج۔ بیش اب ہلکا اور رنج ہوا۔ نشہ کیا۔

نازو۔ اب میں جوتے سے خبر لوگی۔ ہاں

مہراج۔ کاہے۔ دل ہو۔ دیکھو۔

راوی۔ کاہے واسطے کھلے غل جانے کو تھے۔

مگر یاد آ گیا کہ نازو جان میں بیٹگی بانی گئے۔

مہراج۔ اب ایک بات سنو۔ ہم جو کہیں۔

نازو۔ ایک دن تم جوتے ضرور کھاؤ گے ارے

یہ آج تو نے کیا کیا پھر آج پری بننے کا شوق ہو لاء

ذوق ہو تیرے اوپر کجخت۔

مہراج۔ ہم تو صاحب لوگ سے ملے کو مانگتا تھا۔

نازو۔ الگ ہٹا کھٹے سے منہ۔ رنجے دور ہو۔

مہراج۔ بہت سخت کلامی کرتی ہوں۔

نازو۔ اے میں تجھ بچارے سے سخت کلامی کر دیتی

انے اب نواب سے تول دیکھ تو کیا ٹھیک بٹا تاہر کھٹا

مہراج۔ ہم تو صاحب لوگ سے ملنے گیا تھا۔

نازو۔ (دھب لگا کر) منڈی کا نا صاحب لوگ

کی ملاقات کو گیا تھا کہ ناچنے گیا تھا۔ نیلم بری

بنا تھا۔

سمجھ میں آد نیلم بری ہے

سرا پا حسن و شوخی میں بھری ہے

مہراج مزہ آگیا ہاے۔

سمجھ میں آد نیلم بری ہے

سرا پا حسن و شوخی میں بھری ہے

سمجھ میں آد نیلم بری ہے۔ آ۔

نازو۔ (جب زناٹے سے ملا کر) آ۔

نازو نے کہا تھکے صاحب سے آج کا تماشا سیرے

ہاتھ سے گیا تم خود تماشا بن گئے تھے۔ توبہ توبہ سب میں

بدنامی ہوئی تینے آدمی بیٹھے تھے سب ہنستے تھے۔ نواب

<p>دین خوشی بدشاہی لایا۔ کاین زر قلب ہر کس ہی نازد</p>	<p>بڑا بڑا معلوم ہوا۔ تمھارے دوست ہیں نا۔ اور لوگ تو سب ہنستے تھے مگر نواب جھلا جھلا کے سہجائے تھے۔ آخر کار میں کو بھیجا۔ داروغہ صاحب کو بھیجا اور کہا گو دین اٹھا کر فوراً باہر بھاڑو اور ادھر ادھر بھگت بھگت کو ڈھونڈ لکالا۔ اور مجھے اشارہ کیا کہ جا کے سنھالو۔ بڑے ذلیل ہوئے آج۔ تماشے دے بھی ہنستے تھے۔ ٹھہر گیا ہو گیا ہو۔ ایسے ذلیل تو کبھی نہیں ہوئے ہو گے۔ پہلے تو میں کبھی نہیں کہ کوئی ہو۔ پھر کبھی ہوں تو آپ بھلے مانسوں کے بیٹوں سے نہیں ہیں کہ غنیوں میں مال کے شامل ہوں۔ صاحب لوگ میں نواب زادے دختر دالے۔ نفے دالے سب ہنستے تھے۔ اور ٹھہر کچھ نہیں سوچھتا تھا۔ کیا ہو گیا ہو بالکل اپنے آپ ہی سے گھڑ گئے۔ بڑے بیوقوف ہو۔</p>
<p>نازو۔ (حیث نگار) جوتی غورہ۔ مہراج۔ ایک اور گلاو چاہے گی۔ نازو۔ اگر مگر کر لیا تو اور ہے گا۔ مہراج۔ اسکا ڈاکسکو جو۔ گلیا فوس ہو کہ تھنے ہماری قدر نہ کی کراچ بنے کیا کام کیا ہو۔ نازو۔ ارے خدا انجھو غارت کرے۔ مونڈی کاٹے اسی انھو ارے میں قزو۔ تیرا جنازہ نکلتے۔ مہراج۔ اور کوسو۔ نازو۔ دور ہو بیان سے مونڈی کاٹے۔ مہراج بہت خوب۔ ۵</p>	<p>مہراج بی کو ناز کی تقریر پڑی بری معلوم ہوئی۔ مگر جب باب بیٹھتے رہے۔ کچھ جو اب نہیں دیا ناگز کوئی اور اس طرح کی تقریر کرنا تو کاہے واسطے کی تھید سے اسکی جان عذاب میں کر دیتے۔ انکو اب تک ہی سوچتی تھی کہ لے بہادر کا خطاب اب لیا اور اب لیا کیونکہ مہراج پری بننے لگے تھے اس سے بڑھ کر اور استحقاق کیا ہو سکتا ہو۔ مگر ساری محنت برباد ہو گئی۔ نازو۔ تر بڑے پاجی ہو مہراج بی۔ مہراج۔ اچھا کوئی اور ذکر چھڑو نازو جان۔</p>
<p>آپ کہتے ہیں کہ جاجا مانوں بھرا کیلے بھی تو گھبرا ہے گا دیکھ جاتی ہسا عاشق نہ پاؤ گی۔ نازو تیرے منہ کو جھلسا لیا ذلیل عاشق ہوا تو کیا۔ اور منو تو کیا۔ مہراج۔ کدیا ہر پشٹاؤ گی۔ واللہ نازو سر پر ہاتھ دھر کر دو گی۔ اتنا سمجھو۔ نازو۔ میرے دشمن سر پر ہاتھ دھر کر دین لو اور منو مجھے کو ستا ہو بخت۔ مہراج۔ اگر میں نے کو سا ہو تو میرا موم نکل جائے۔ انفرض گاڑی پر سوار ہوئے۔ اور راستے میں منشی مہراج بی کو ہوا جو ملی تو ادھر بھی دماغ پر چڑھ گئی۔ اب پھر اندر جھلا کے شہر گانے شروع کیے۔ ۵</p>	<p>نازو۔ ذکر اب کیا تیرا سر چھڑو دین مونڈی کاٹے مہراج۔ دیکھو جانی لفظ نہ کو کیوں زبان خراب کرتی ہو۔ ہلکو چاہے برا بھلا کھلو۔ کچھ پروا کابات نہیں۔ مگر جان من۔</p>

<p>مہراج۔ (باتھنگا کر)</p>	<p>گاتی ہون پر اندر نکلے گا کہ ہم</p>
<p>مین جی سرکار کی تم راہوں کے راج گانا مجھ معشوق کا سرفور سے آج</p>	<p>آفاق میں کھراج پری نام جو ارکھن ظلم میں بچھا دوام جو قادر کی خزانہ اجی انعام جو</p>
<p>نواب صاحب کا گڑی پر سے اتر پڑے اور کہا ہم چلے جائینگے تم پہلے ناز کو سو بخا دو پھر چارج بی کو خدا شکار اور مین کے ہجرہ چلے سادر گاڑی ہو اور گئی۔ اب راستے میں نانا اور مہراج بی تنہا چلے چلے ناز نے کہا روک لے گاڑی رکی تو ناز دوسری۔ اور خود ولت بھی اتر پڑے اور ناز کے ساتھ چلے ناز و ڈانٹ بتائی۔ اور کہا دہان موتع نہیں ہو۔ مہرا میان آیا ہوا ہو۔ میان کا نام سنا تو ہوش اڑ گئے اور سیدھے گھر پر آئے۔ بیوی نے پوچھا آج اُتی دیر کہاں لگائی تو آپ جواب میں فرماتے ہیں۔ ۵</p>	<p>نواب۔ ارے ظالم شرک پرگنا تاجا نا ہو۔ نازو۔ جیسے بازار کے آدمی جوتے ہیں۔ ممن مجھے رہ رہ کے ہنسی آتی ہو۔ ایک ٹانگ سے کھڑے ہیں آپ بھی راہ لالول دلاؤ۔ مہراج۔ اچھی ہان۔ رخصت لینا شاہزادے کا واسطے شرکار کے اپنے باپ سے۔ دو ہرہ شاہزادے کا کتنا باپ سے۔</p>
<p>مرے ساتھ چل جلداء بے شعور بگایا جو راج نے اپنے حضور</p>	<p>رکھتا ہوں میں کچھ غرض گرا ب غرضی پاؤں حال میں اپنے درد کا سارا کھڑا ہوں</p>
<p>جو بی۔ آج پھر توالے ہو۔ مہراج۔ (کانپ کر)۔ ۵</p>	<p>جواب دینا باپ کا شاہزادے سے۔ بیٹا میں اچھی بچہ سمجھنے ہو جاؤں پیار سے کچھ خوشی ہو کرے بے شکاں</p>
<p>ارے دیو تو ہے یہ کیا باب ربا مرے باغ میں کام انسان کا کیا ہو اس طرح یان بشر کا گذر پہنوں کے درشت سے چلتے ہیں</p>	<p>نواب۔ ارے سبحان اللہ شکستہ کی کسر ہے۔ مہراج۔ ذرا بلند آواز سے۔ ۵۔ آئی ہوں بھائی میں جھانڈے گھر کا ہو کی مین مو ہے آج بھسہ</p>
<p>بیوی۔ یہ آج کیا کر رہے ہو۔ یہ تعین ہوا کیا ہو مہراج۔ اولن سادوں۔</p>	<p>نواب۔ ارے ظالم باپ تو بازار آ گیا۔ ممن۔ حضور اب خالیش ہو نصیحت بیکار ہو۔ نازو۔ ڈھکیل دو موڑی کاٹے کو۔ مہراج۔ نواب صاحب کی قس میں مٹی ہونا جیسی غزازی ہو اچھا خیر فہیدہ خواہ شد۔ نازو۔ ہوش آئے تو پھر جھک کر ذلیل کروں۔ ابھی تو تو اپنے آپے میں نہیں ہو۔</p>
<p>فاک بدن ہنس ملو جوڑو بچو روئین اب اس حال پہلے پھر لکھو جواب دینا وزیر زادے کا بیوی۔ یہ کیا دل جلول بک رہے ہو سو ہو۔ پڑکے</p>	<p>نواب۔ ارے ظالم باپ تو بازار آ گیا۔ ممن۔ حضور اب خالیش ہو نصیحت بیکار ہو۔ نازو۔ ڈھکیل دو موڑی کاٹے کو۔ مہراج۔ نواب صاحب کی قس میں مٹی ہونا جیسی غزازی ہو اچھا خیر فہیدہ خواہ شد۔ نازو۔ ہوش آئے تو پھر جھک کر ذلیل کروں۔ ابھی تو تو اپنے آپے میں نہیں ہو۔</p>

مہراج - ہاے -

راجہ جی تو سور سے دبانہ کچا غلام  
مہری نے ہنسکر کہا آج کانے بجائے پراتا روٹھے  
ہمیں تو اسکے جواب میں مہری کے قریب جا کر آپ  
فرماتے ہیں -

معمور ہوں تنوخی سے شرارت سے بھرئی جان  
دعائی مہری پوشاک ہے جہنم سبز سری ہن  
آس روز تو خیر خدا کر کے سوسے مگر صبح کو جو تھے  
تو بالکل شل یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی تھمہ ہینے کے بیمار  
ہیں اٹھکے بیٹھے اور پھر کڑے پھر ذرا اٹھے اور کڑے  
لیٹے کڑے کو زمین پر مل رہے تھے انکی بیوی نے کہا یہ کل  
ٹھک کر گیا ہو گیا تھا اس سوال کا جواب مہراج ملی نے  
نہ دیا مگر انکو یہ معلوم ہوا کہ گویا سیکڑ دن گھڑے  
حق انفعال کے اپنے پڑ گئے جب آنکھیں بند کر لیں  
اور دل میں سوچتے گئے کہ یا خدا یہ کیا غضب ہو گیا  
اور باہر میں ہمہ راست کی سب باہن یا دہنیں نہیں ٹھک  
پانی پیا - مگر سیاسی نہیں تھی - خد متگا رو کا بازو بھیجا  
اور کہا وہ کڑے برت لاؤ یہ وہ تھوری دیر میں برت  
لایا تو ایک ٹوٹا بھر کے ٹھنڈا پانی آنکھوں نے  
پیا - اب ذرا جان میں جان آئی آنکھ کھلیٹے -

لالہ پکوڑی مل

ایک روز جیسے وقت لڑا بٹا دار کا دربار گرم تھا کہ  
جناب شی مہراج ملی صاحبہ تخلص یہ لالہ روغن زرد  
تشریف لائے اور فرمایا کہ ہر سون آپ سب صاحبہ عظیم  
کے کفش خانہ پر جو کچا حاضر ہوتا دل دلائیں -  
نواب صاحب اور آغا صاحب نے بڑی خوشی سے عورت

قبول کی مگر میان اختر نے دو اعتراض جملے ایک یہ کہ  
کفش خانہ کا تو غلام کے لفظ کی کیا ضرورت تھی دوسرے  
ماضی کے ساتھ جو کچھ کی لفظ غلط ہے ماضی کے معنی تو خود  
ہیں (جو کچھ حاضر ہو)

فشی مہراج ملی بہت جھڑپا کے کیا تمہاری دعوت کون  
مردود کرتا ہے - تم پس اسی کٹر ہونٹ میں رہو کہ کفش خانے  
کے بعد غلام نہیں آتا اور غلام کے کفش خانہ - پاگل  
نا معقول تم کیوں ہمارے بیچ میں بولتا ہو - چراغ شاد در  
آغٹا گوے دخل در مقولہ شاد درن توانی - کاہے واسطے  
ٹوکنے مانگتا ہو - اگر خواہے فارسی مدنی میدارید لکھی ہو  
ایمان یا با شمار دہرے علمایان در فرنگی محل شود  
کہ گفتہ اند بقول شخصے رسول علی الملک -

اسپہ جاغرین جلسہ بجا اختیار نہیں پڑے کہ مارون  
گھٹنا چوکے آنکھ دی شل صادق آتی ہے - یہ گتے جلی کا  
بیان کیا ذکر تھا - اور مہراج ملی کیوں نہو -

میان اختر نے انکے بنانے کے لیے کہا  
راست میگویی -

مہراج - خیلے راست میگویی کہ در زبان فرس جمل و  
نظر نداری کہ گفتہ اند الشاء تلخیصہ و اربع جہتہ سے کمر  
تعمدہ نکایا تو فشی مہراج ملی اور بھی شرارت لار جھلائے -

آغا صاحب نے سب کو روکا اور کہا مجھے ایک شخص  
تو دعوت کو کستا ہے - مدعو کرنا ہے اور تم اسکو ہتھتے ہو -

نواب صاحب نے مہراج ملی کے ٹھنڈا کرنے کو کہا تو  
بھی کوئی غیر آدمی تو نہیں ہیں دوست میں یا نہیں -

یان صاحب یہ تو فرمائیے کہ کھلائیے گا کیا -

فشی مہراج ملی نے انکسار کے ساتھ جواب دیا کھلائیے  
کیا جو تو فتن ہوگی روال دیا کھانسی بھونس -

اس پر نواب صاحب ہنسے تے حضرت وال دیا ملک  
تو خیریت تھی مگر گھانس بھوس تو حضور خود ہی نوش فرمائیں  
منشی۔ مہراج بی نے بڑی متانت سے جواب دیا کہ او  
سب چیزیں تو خراج ہی ہوں گی۔ مگر ایک شے ایسی کھلاؤنگا  
کہ عمر بھر نہ بھولے گا لوگوں نے پوچھا وہ کیا شے ہو۔ فرمایا۔  
لچھی آٹے کی لچھی۔ مین ڈال کے اور اس کے اندر مین  
اور بیٹی بھرتے ہیں۔

آغا۔ پلاؤ کی کیا حقیقت ہو اس کے سامنے بھلا۔  
نواب۔ پلاؤ بھی کوئی کھانے میں کھانا ہی بھلا۔  
ممن۔ لچھی کے مقابل میں مرغ پلاؤ بھی گروہ۔  
مہراج۔ ہر تو ایسا ہی۔ وہ سو نہھا ہٹ کمان سے  
آئیگی۔ وہ سو نہ سونجی سو نہ سونجی خوشبو کمان پائیے۔  
ممن۔ سرکار اپنے خاص پز کو سکھا دیکھئے۔  
نواب۔ ہمارا خاص پز وہ ہوتی کمان سے لائیگا۔  
ممن۔ شان حضور یہ صحیح ہے۔ وہ گنہ آرمی پلاؤ  
شیریل باقر خانی فورمہ دو بیارہ پکانا جانے۔ لچھی پکانا  
کیا جانے اگر مرے بھی جیسے کا تو بھی نہ کھا سکے گا۔

مہراج۔ ہم سکھا دینگے جی آپ دنگ کیا جانیں  
راوی۔ یہ سب تو منشی مہراج بی کو بناتے تھے اور  
وہ گول آدمی تو تھے ہی اگر رہے تھے کہ تو بیٹا جانے  
ہمارے کھانے کی ترغیب کی اور لچھی کو پسند کیا۔  
نواب صاحب نے دریافت کیا کہ لچھی نقصان نہیں  
ہوتی فرمایا کہ اب اس کا حال نہ پوچھیے۔ پرسوں کچھ دور  
منین پر کل چکلاؤن توجہ میں ہو۔ سنے درانت  
آجائیں تو سہی۔ سہم لوگوں میں یوں تو قہر سہم کا  
کھانا عمدہ پکاتا ہے مگر لچھی سے بہتر نہ تو آپ  
پلاؤ ہے۔ نہ کہ باب۔ تو کیسے ہکو کمان سے معلوم ہوا

ایک مسلمان دوست کی پہننے دعوت کی انگلیاں جالٹے  
تھے دائرہ انگلیاں جالٹے تھے اور لچھی کی تو اس قدر ترغیب  
کی کہ ہکو مجبور ہو کر مینے من دو جا رہا ہوئی دعوت کرنی  
پڑی تھی اب تک خطوں میں لچھی کی ترغیب لکھ لکھ کر لکھی  
آغا صاحب نے ممن کے کان میں کہا کسی نے اچھا  
آؤ بنا یا انکو مینے من دو جا رہا دعوت سے نہ تھا  
اور یہ اچھی ٹی پڑھائی کہ پلاؤ بھی اس کے سامنے گروہ۔  
لا حول ولاقوہ پوچھا کیون حضرت کوئی اور شے بھی عمدہ  
پکیتی ہو۔ کہا ہاں پیریاں۔ لچھی اور بیٹی میں فرق ہے  
لچھی میدے کی ہوتی ہے۔ اور بیٹی آٹے یا میدے کی  
لچھی بڑی ہوتی ہے۔ لچھی کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے اور سہم  
ملاؤم ہوتی ہے کہ بے دانت والا بھی آسانی سے جالٹے  
کھائے گا تو معلوم ہوگی کیفیت اور شرکار یوں میں  
ہم آپ کو پر دل کھلائیے۔ اور جھولدار رسا۔

یہ جھولدار رسا کی کچھ مین نہایا تاجر ہو کر دریافت  
کیا کہ جھولدار رسا کو کتے ہیں۔ تو آپ بہت ہی ہنسے  
کہا ہاں تو کتے گنہ آ رہے۔ جھولدار اس جھکاری کو  
کتے ہیں مین باقی رہتا ہے۔ آؤ ہو بارت آؤ۔ توری۔  
پوچھا توری کیا شے ہو۔ فرمایا توری ہی توری۔ اسی  
یہی توری توری۔ اور مین کے زمین قدم۔ مین کے قتلے  
بناتے ہیں اور انکو مین تلے ہیں اور پھر جھونک  
لگاتے ہیں آٹے کا جھونک لگاتے ہیں۔

اختر نے بات کافی حضور دیکھیے یہ نیا محاورہ  
سننے میں آیا (جھونک لگانا) اور توری آپ لوگ  
نہ سمجھے ہوئے تری سے مراد ہے۔

پوچھا اور کیا کیا ہوتا ہے کہ کھانے میں توری پڑتی ہے  
دہی کو ملا کر جھونکے اور دہی کے ساتھ کھانے میں توری چاڑھ



ساتھ بھی کھائی جاتی ہے۔ مگر سب کھانوں سے زیادہ چٹ پٹا بن پکڑی میں ہوتا ہے۔

اب تو آقا صاحب سے نہ رہا گیا کہ اوکھی لالہ پکڑی مل وہ لالہ پکڑی لی کیا کیا کھانے بنائے ہیں کہ ہم گنہار لوگوں کے فرشتے خاں نے بھی نہیں سنے تھے جو لدار اور توری اور میں کے زمین تہ۔ مگر بھائی صاحب خدا کے لیے جو لدار بخاری نہ کھلائے گا جس میں پانی ہوتا ہے اتنی نہ ملتی کیجیے گا۔ مگر کوئی ضرور کھا ٹینگے۔

منشی مہراج ملی صاحب نے اینڈ تے ہوئے کہا اور کچھ کھلا ٹینگے۔ دودھ میں جانول ڈال کے کچھ بنایا ہے۔ آختر۔ خوب ہوا کہ جتنی زمینیں کہا کچھ بنایا ہے۔ سچ ہی یہ بڑی تاثیر کی کچھ نہیں ملتا ہے۔ بلکہ بڑا ٹیڑھا ٹھہر ہے۔

مہراج۔ (کچھ نہیں سمجھے) اور ایک قسم کے میٹھے جانول کھلا ٹینگے۔ جس میں سب قسم کی میوہ ڈالی جاتی ہے۔ فواہ۔ (دوستوں نے) اسے بار بار دلا ظالم۔ آخر حضرت بہت بڑی ہوئی پر تحقیقت کچھ بنایا ہے۔ اور میوہ ڈالی جاتی ہے۔ اور توری اور جو لدار رسا۔

باشاؤ اللہ کیون نہ ہو۔ اللہ زور و زور۔ فواہ۔ بھئی اب بہت نہ ہنساؤ۔ ات ۱۱۱۱۔ مہراج۔ اور ساگو دلنے کا کچھ کھلا ٹینگے۔ گری اور چروخی ڈال کے اور شوقین لوگ زیرہ بھی گھر دیتے ہیں اور منگو بھی پکیتی ہے۔

آختر۔ سائیں اسے ظالم کچھ میں زیرہ بہت تھے خدا غارت کرے۔ اور ہری مرچیں کیون نہ چھوڑیں۔

عمن۔ اور کچھ اور بھی بنا۔ زیرہ لے لے آدھی بناتے

شوقین لوگ ڈالتے ہیں بلکہ گھر دیتے ہیں۔ اسے لعنت خدا۔

دار و غم۔ اور یکھا نام لیون کے لیے ہوتا ہے یا میچ و تندہ دست آدمیوں کے لیے ہوتا ہے۔ ساول تو رسا جو لدار بالکل پانی۔ دوسرے منگو بھی مر لیون کا کھانا تیسرے ساگو دانے کی کچھ جو تھے تر تھی۔ یا یخین کی زبان میں کہیں توری یہ سب تو مر لیون کے کھانے ہیں۔

مہراج۔ کیا پاگل پنے کی باتیں کرتے ہو۔ ہونجو۔ دار و غم۔ اور جناب عمدہ عمدہ کھانے کو ایسے تو غیر ہم بھی آئیں۔ یہ جو لدار رسا اور زیرہ کی کچھ تو خضریٰ کو مبارک رہے بریانی کو اور ٹھٹھا کو اور مہکواؤ۔ حضرت عفر کچھ پاؤ۔ کتاب کچھ پاؤ تو بات ہے۔ کہنے لگے جو لدار رسا اور زیرہ کی کچھ اور توری۔

مہراج۔ آپ لوگ کیا بائین کھانا کھانا۔ ملے دے ٹنگے۔ راوی سب کی باتوں میں افسانہ انسان تو کیا لکھتے تھے کہ ہنسی آئے۔ جو لدار رسا اور پکڑی پر زعم۔ امثالہ۔ آغا۔ تو اب کل ہم کھانے ٹینگے۔ کیون صاحب پر زعم۔ مہراج۔ یہ آپ کو اختیار ہے قبلہ میں تو دیرینے کا کچھ کچی کی دونوں قسم کی رسوائی ہوئی اور شیرینی اور فواہات اور اچار اور پٹنی اور کھار میوہ ہوگی۔ آخر اسے تو سب کچھ ہوگی یہ فرمائے کہ کھانا پانی بھی ہوگی بولے۔

منشی مہراج نے کچھ سرج کر کہا یا اچانہ لوگوں کو کس قسم کلانہ ہے۔ پکڑی بھائی صاحب تیل کا اچانہ بہت خوب مصالح لپٹا ہے یہ عرفی برقی اور سرکہ کے سبب ہے۔ مگر اپنی اپنی پسند ہے کسی کا اچانہ نہیں ہے۔ کسی کو کچھ پسند ہے کسی کو کچھ پسند ہے بعض آدمی کر لے کے نام سے پھر جاتے ہیں۔

عقل۔

نشی مہراج بلی بڑے جڑس آدمی تھے پھر  
جائے اور دھڑی نہ جائے۔ سوچے کو آدمی درجن شراب  
منگوانا ذرا طبعی نہیں ہے۔ اگر ہوسکی منگوانے میں  
تو نذرہ روپیہ سے کم کو نہ آسکی اور اگر اولاد نام  
ہو تو بھی ساڑھے دس روپیہ کے ماتھے جا سکی  
اور اگر کٹا منبروں ہو تو بھی کم سے کم اکس روپے  
خرچ ہوئے اور دم ملا نہیں سکتے۔ شاپن میں  
نوادھڑ جا سیکے۔ اسکا تو کوئی ذکر ہی نہیں ہو کھانا  
الک اور شراب کی قیمت الگ۔ یہ بت بڑے جا بگا  
اور بڑا روپیہ صرف ہوگا۔

اتنے میں نواب صاحب نے ایسا سخت سوال  
کیا کہ مہراج بلی کے ہوش اڑ گئے پوچھا۔ (اور  
طاقت کون کون ہو گا)۔

مہراج۔ (مہراج سر جھٹک کر) طاقت! دیکھتے۔  
آغا۔ مشہور۔ اے بڑا کہ خوش گلو اور کون  
اگر گانا سننے کا شوق ہو تو انجمن کو بلائے۔ نہ نہ نصرت  
نشی مہراج بلی سوچے کہ اگر انکو بلایا تو میں انیس کی  
تھک جا سکی گی دیکھو کہ کسائے خان کو بلوا سیکے  
نواب صاحب نے فقیر لگا یا اور کہا پھر یہی سلمان  
بلوایے وہ بھی بڑا خوش گلو اور نازک داند آدمی ہے۔  
سیان بروکے گائے میں تو ہکو مزہ نہیں آتا اس سے  
شاہ دنیا کی درگاہ کیوں نہ چلے جائیں۔

اب یہ چلنے انون نے جا ہٹا تھا کہ چار پانچ روپیہ میں  
گروہ لوگ کھاتے ہیں کہا صاحب سنے ہم تہا میں عزت  
کر نہ اسکی آپرت وقت ہو آپ لوگوں کی اس کی کاشت ہے۔  
نشی مہراج بلی صاحب نے کہا مان خوب یاد آ یا ایک

بھٹ آدمی کر لیے پر جان دیتے ہیں سادہ بھرے  
کر لیے کو نعمت سمجھتے ہیں۔

نواب صاحب نے کھانا بڑے خداتیل کی  
چیزوں سے تو ہکو محاف ہی رکھیے گا۔ ایک تو دھڑی  
آگ میں رہی ہو دوسرے ہم کو اولاد کیل کے  
عادی نہیں۔ اچار ہم اپنے ساتھ لیتے آئیں گے۔  
مہراج۔ نہیں اچار نہیں۔ جو ہم کین وہ ساتھ  
لیتے آئیو اچار و چار نہ لانا۔

نواب۔ تو یہ ہماری راے پر کچھ سمجھلی یا  
کباب یا قور سراسی قسم کی کوئی شے لیتے آئیں گے۔  
مہراج۔ کیا مجال ہے۔ یہ ہمارے بیان نہیں۔  
ہاں شراب لیتے آؤ تو کیا مضا آتھ ہے۔

نواب۔ ایسی مٹی آپ کی شراب کی آدمی درجن  
بوتلیں منگوا رکھنا۔ اور چٹن صاحب اور رونق بنگ  
بھی ضرور ضرور ہوں۔

مہراج۔ بھلا ایک بات تو سنتو۔ پانی میں اگر  
کیوڑا ہو تو حرج تو نہیں ہے۔

آغا۔ ارے کین ایسا غضب بھی نہ کرنا  
کیوڑا ہرگز نہ ہو۔

آخر حرام خلق ہر کیوڑے کے نام سے  
نفرت ہے اور بڑے نقصان کی شے ہے۔

مہراج۔ جی تو میں سوچا کہ دریافت تو کر لے  
مہراج بلی آخر کو وہی ہوا۔

ممن۔ سب کیا کرایا مٹی ہو جاتا۔ کیوڑا بھلا  
ہم لوگ جو تہ میں ہاتھ سے لے تو یہ۔

راوی۔ نشی مہراج بلی کو پورا پورے یقین ہو گیا کہ  
کیوڑا ابن لوگوں میں حرام ہے۔ واہ

محول ہی گیا تھا۔ مرناس کس قسم کا پسند ہو بھالی بھی  
سے بتا رکھو۔ ورنہ پھر شکایت نہ کرنا۔ دریافت کیا گیا  
کہ آپ کے گھر میں کس قسم کا مرناس تھا۔ فرمایا۔ عرفا ریوڑی  
کا اور آم کا عرفا ریوڑی کا مرناس صلیج بی کو بہت پسند تھا۔  
ممن نے کہا حضور کروندے کا مرناس تو کھایا ہو۔ مگر  
عرفا ریوڑی کا مرناس نہیں سنا تھا۔

اتنے میں حسین علی خدنگار نے آن کر عرض کیا۔  
حضور ایک صاحب آئے ہیں۔ ابھی گاڑی سے  
اترے نین بن۔ ممن کو حکم ہوا جا کے دیکھ میان  
ممن گاڑی کے پاس گئے جھک کر سلام کیا۔ آغا  
مشر محمد جان صاحب بن حضور تو متنا کہیں باہر گئے  
تھے۔ آئیے تشریف لائیے۔ مشر محمد جان اترے  
اور رب رب کرتے چلے کوٹ تپلون کالر۔ انگریزی  
ٹوپی۔ آنے ہی نواب صاحب سے بڑے تپاک  
سے مصافحہ ہوا۔

نواب۔ دل مشر کہان گئے تھے۔ اور کب  
واپس آئے۔

مشر۔ اسے یار کچھ نہ پوچھو۔ ایک ریاست ہو زور پور۔  
نور پور تو کیا اہل میں اندھیر ہو رہا۔ میں خواب خرگوش  
میں کا پرداز عموما بیٹھ۔ راشی۔ وہاں ایک شخص کے  
تھسا۔ قوم کا خدا جانے جاٹ ہو کہ ہندوستانی ہو نہ بنگالی۔

مگر اردو صاف نہیں ہو۔ بڑا چالاک آدمی سب کو دانا  
اور میں برصاوی ہو گیا۔ ذرا میں کا رخ بگڑا پایا اور کہہ دیا  
کہ آج کل بے فائدگی کی حالت ہے جڑو نکاحاں سے  
تو قدر و عافیت معلوم ہوگی۔ وہ بجا رہا حائر کے  
لبس میں گیا۔ اسنے گلو بھولا بالا دیا۔ آدھی شہر ہو گیا۔  
آج کل کی حالت کا نہیں نکلا دھرے گئے ریاست کی حالت ہے مجھ

کیے گئے۔ اب میں ایک ہفتے کی خصمت لیکر آیا ہوں اور  
ایک ہی ذات شریف ہو اور برسرے کا مکرہام۔  
نواب صاحب نے کہا آپ اسوقت غول گئے۔  
ہمارے ایک ہندو دوست ہیں فشی مہراج بی صاحب  
انکے ہاں ہم مدعو ہیں۔ بہت خوب آدمی ہیں اور آپ کی  
بھی دعوت کرنا چاہتے ہیں۔

ہاں یا رکھا کھلاؤ گے۔  
فشی مہراج بی صاحب کب چوکنے والے تھے  
کہا ایک دو چوکی کھلائیے۔ اور جو لدا ر ترکاری  
کھلائیے۔

مشر محمد جان بیڑا بیٹ لالچئی اور رسا کا نام  
سنکر سکر کے مگر آئے کبھی پہلے کی بے تکلفی  
نہ تھی۔ ہنسی کو ضبط کیا۔

نواب۔ ہاں بھی اور کیا کھلاؤ گے۔ تھکے جاؤ

یا رقم تو چھپ ہو رہے۔

مہراج۔ اور کب کھلائیے۔ اور۔ اور۔

نواب۔ یہ اور۔ اور کیا۔

بیرکسر بہت خوش غور معلوم ہوتے ہیں آپ  
اور شوقین آدمی ہیں۔

نواب۔ جی استاد میں خاص بڑی کیا تحقیقت ہو۔

### چھٹی کی دعوت

بیرکسر روز حسب اقرار مثنیٰ مہراج بی صاحب کے ہاں  
نواب محمد علی صاحب اور دارودغ اور آغا محمد علی صاحب  
اور نواب چچ صاحب اور ممن اور نواب رونق بیگ دو  
کاڑیوں پر ہوا ہو کہ وائل سے گاڑیاں ردانے پر مہرج  
باری بھاگناک پر مٹھا حقہ بی رہا تھا کوئی مہرج نہیں آیا  
بزرگ حسین علی خدنگار نے پوچھا کہ مثنیٰ مہراج بی صاحب

ہیں۔ کہا کا وجہ جانی حسین علی نے اس پر برا غصہ کیا۔  
 کا وہ کافی اے دریافت کر کے بتا دے توں اے تھے  
 کلبے کرت ہو۔ تمہارے ہیں کچھ "نواب صاحب بھی  
 قصہ لکھا۔ حکم دیا کہ دے پھر حسین علی جھپٹا تو غاص  
 نے عمل ہی کر کہا جانے دوجی جانے دو۔ کیوں دنگا  
 کرنے ہو۔ گنار کے منہ لگنا کیا معنی کوئی تیسرا  
 آدمی ہو تو اس سے گنجائش شکایت ہو۔ گنار آدمی  
 سے کیا شکایت۔ مرتج مردود دیکھتا ہوں کہ دوچار  
 رئیس زادے کھڑے ہیں اور خود ڈٹا بیٹھا ہوا ہوں  
 ایسے نوکر کی ایسی تہی مردود کی۔

یہ آواز سنکر منشی مہراج بلی صاحب نے بڑے  
 سے سر نکالا اور کہا آداب عرض ہو سہا آج آپ کو  
 نے کمان کا دھواں کر دیا نواب صاحب نے کہا آج  
 کمان کا دھواں کر دیا۔ کچھ واہی تو نہیں ہوا ہوں  
 کمان کے دھواں کی ایک ہی کمی لے بیچے آؤ  
 یا دروازہ کھلاؤ۔ کہا بھائی صاحب بندے کو تو  
 آج فرصت نہیں ہے اب کسی اور دن کمترین کو  
 سرفراز فرمائے گا۔

آغا کچھ آپ واہی تو نہیں ہو گئے ہیں۔  
 مہراج۔ واہی اس محلے میں رہتے نہیں۔  
 نواب۔ اب آپ کے شے کے چھن ہیں۔  
 مہراج۔ زیادہ ہوو گے تو میان سے دھیلے ساؤنگ  
 اسی لیے گلی لے مکان میں نہیں بیٹھا آج۔ تم بولے  
 اور میں نے کلیر انداز میں شروع کر دی۔

آغا۔ کاوٹ اندازی اٹھیلے مارو لگانہ کہیں لگا  
 روغن نہ رہیں نا کاوٹ اندازی کرو گے تو خدا کی قسم  
 ہم بھی کر گئے دل لگی نہیں ہر کلیر اندازی میں تھن پڑن

الغرض منشی مہراج بلی صاحب کے ہاں یہ سب داخل ہوئے  
 اور جاتے ہی ایک کمرے میں اڑنے لگی۔  
 مہراج بلی نے دو بتلین دیسی شرب کی مشکو اور کچھ تھن  
 اور دو بتلین اور لڈ نام کی۔  
 نواب۔ اے دیسی شرب کیوں مشکو اتنی کٹا نمبر دن  
 یا ہو سکی مشکو اتنی ہوتی۔

مہراج۔ بھئی اب تو یہی حاضر ہوں۔  
 مہمن۔ اے کیا کسی کو فقیر مقرر کیا ہوں۔ حاضر ہوں۔  
 الغرض مہمن نے خوب اڑائی اور چار دن بتلین  
 خالی کر دیں۔ اور سب کو اچھا سرور ہو گیا۔  
 مہمن بھئی اس میں تو کچھ بھلا بھی نہ ہوا۔ خاک جو نشہ  
 ہوا ہوا اور مشکو آؤ۔

داروغہ۔ بس یہی تو خرابی کی نشانی ہے۔  
 مہمن۔ آپ ہمارے بارے میں دہلی نہیں۔  
 داروغہ۔ اچھا مہمنی تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے۔ ہم اب  
 کبھی نہ سمجھا سکیں۔  
 مہمن۔ بسکتے ہوئے؟ اے جا۔ نہ سمجھائے گا تو یہاں  
 کیا بگڑے گا۔

روغن جنگ۔ اچھا بھئی تو اب جانے دو۔ اب یادہ  
 گھٹکوں میں بات بڑھے گی۔

نواب۔ آخر یہ کیوں نہ معلوم ہو کہ ہم بھی  
 پیے ہیں۔

روغن جنگ۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔  
 الغرض نواب صاحب نے جب یہ دھڑکی تو کچھ روغن جنگ  
 اور آپ ایک دوسرے کمرے میں جا کے بیٹھے۔

الغرض جب نشہ خوب جاتا تو آغا صاحب اور داروغہ نے  
 منشی مہراج بلی صاحب سے تقاضاے شدید کرنا شروع کیا

کہ حضرت کھانا منگوا دیئے۔ فرمایا۔ اور ذرا سی پی لو۔  
یارو جلد ہی کیا جو انھوں نے کہا پسین کیا برے کا  
سر۔ کہنے لگے ذرا سی اور پی لو۔ پھر دوا اللہ بڑے  
تھک ہو۔ ارے یارو عزیز دعوت کرنا فرض ہی  
کیا تھا کون تمھارے گلے پر چھری پھیرتا تھا  
کہ ضرور دعوت کرو۔

تھوڑی دیر میں مزاج ملی نے ایک بوتل اور  
پیش کی کہا بھائی صاحب یہ بھی اک نلاب تھی۔ جو  
جھٹل صاحب نے بوتل اٹھ لیکر گلاس میں شراب  
آئندہ ملی تو ناک بھون چڑھا کر دلوے۔ ارے یہ  
تو دیسی ہے۔

کل حاضرین جلسہ نے تھری تھری کی۔ خدا  
تجھے سمجھے ارے کجخت تجھے دھاتی روپیہ کی دلائی  
شراب نہیں منگوائی جاتی۔

مزاج ملی نے کہا یارو دیسی شراب سے دلائی  
شراب تیز ہوتی ہے اور دلائی ہم لوگوں کو مار ڈالتی  
ہر ذہر کی خامیست رکھتی ہے۔ اسکو ہاتھ سے  
نہ چھو نا چاہیے۔

نواب صاحب نے انکو لالہ۔ آکی ایسی ہی کوئی گنوا  
مقرر کیا ہے جو سے کی شراب بھلا کہیں سیب درا لگو کر کی  
شراب ناپ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ جان نکلی جاتی ہے جو روکی  
کوئی بھوکا تھا تیری دعوت کا۔ اگر احباب کی دعوت کی ہے  
تو جی کھول کے کھلاؤ پلاؤ۔ ورنہ بھائی صاحبنا جیک  
ہم سب کو اللہ کی عزابت سے میسر ہے۔

مزاج ملی نے خدا کا کو آواز دی اور کہا صاحب روزنہ  
کے پینے کی چیز کا ساز سے لے آؤ یکاٹ تل جلد ہی سارے  
خود نگار رو نہ ہوا۔ اس نیشی مزاج ملی نے نواب صاحب

کی طرف مخاطب ہو کر کہا لے حضرت اب آئیے سہے سہے  
شراب ہو جائے۔ اگر انگریزی شراب لیسی سے زیادہ  
مضر نکلے تو ہم جیتے۔ نہیں آپ جئے۔ پوچھا کیا کیا  
ہو۔ کہا جو بہہ۔ کہا ایک ایک اشرفی۔ کہا منظور  
میں بھر لگا لگا میں بھی مجھ لوں گا۔ لے مارو ہاتھ پراٹھا  
نواب صاحب نے کہا کسی حکیم سے دریافت کرو۔

کہا حکیم کیا جانے۔ کسی ڈاکٹر سے پوچھو۔  
الغرض ستر محمد جان بیڑے کے انگریزی میں ڈاکٹر  
پر نو تاجہ دوس کے نام خط لکھوا یا گیا۔ تھوڑی دیر میں  
جواب آیا۔ ستر محمد جان نے چڑھ کر کہا نواب صاحب  
آپ ایک اشرفی ہار لے۔ انکو بڑا عجب ہوا۔ آئین اکیا  
لکھا ہے ستر بیٹے تو سی کہا لکھتے ہیں کہ کثرت دونوں کی  
میری۔ دیسی ہو یا دلائی مگر دلائی شراب دیسی کی  
زیادہ مضر ہے دیسی شراب اسقدر ضرر رسان نہیں۔

جسقدر دلائی شراب ضرر رسان ہو اور اگر عمدہ عمدہ  
نخون کے مطابق تشہد کرائی جائے اور بھیجے اچھے  
ہوں اور خوب اڑن لگتی ہو تو دلائی شراب کی  
کوئی اہل اور حقیقت نہیں ہے۔ مگر مجھے عجب ہو کہ نواب صاحب  
اور یہ سوال۔ کچھ دلی میں کالا کالا معلوم ہو تا ہے خدا فیروز  
شراب کا نام بڑا دیسی ہو یا دلائی۔ اب تو مزاج ملی شیر  
ہو گئے کیوں کچھ کیا تھے ہم اسے اور بحث شہید  
ہو دون سے دل ملی۔ لے اب ایک جرہور کی اشرفی  
منگوائے کھری۔

آغا صاحب نے کہا یارو غائب ہستی سے تھوٹے  
داعیہ میں خود بدنے کو تھا۔ مگر خدا نے بڑا عجب کیا کہ تھی  
کی کوئی بات سچی۔ مگر جب سچی ہوتی ہے۔ مزاج ملی جیسے  
میں رہے دور پیسے سے زیادہ ایسے جزس آدھی نہیں

واللہ۔

نواب۔ جو جسے اول پھول کیونہ توہینے نا۔  
ممن۔ (تمقہ لگا کر) پہلے تو بہت شیر بنے  
ہوئے تھے۔

آغا۔ (ہنسکر) اور بلڈی فول جو رو کو بھی کہتے ہیں  
آپ مگر واللہ اسنے بھی کیا ڈانٹ بتائی ہے۔ جسے  
اول پھول کیونہ توہینے نا بھائی کر پیا۔

جھٹھن۔ (تمقہ لگا کر) آئے وہاں سے بڑے دلی شک  
آغا یہ لطیفہ سب سے بڑھ گیا کہ نہ کیونہ میدہ لپی  
لگاؤ تمہارے مونڑ پکے۔ مگر کھابدا۔ زن مرید ہو یا۔

نواب۔ شاید بیوی نہ ہون انکی کوئی اور ہون۔  
مسخرہ۔ کیا بات پیدا کی؟ حضور نے۔ بیوی نہیں  
والدہ شریفیت ہو گئی۔ مہراج بلکی کی بیٹی کیا سوچو جو  
ہے واللہ حضور خوب سمجھتے ہیں۔

اسپر سب کے سب نے کچھ تمقہ لگایا۔  
داروغہ نے کہا حضور ضرور انکی بیوی ہے۔ بیوی کے  
سوا اور اس قسم کی گفتگو کون کر سکتا ہے؟ اسپر مہر

تمقہ پڑا۔ اور ممن نے کہا دادہ جی کاشو بھائی  
دادہ جی کہتے ہو۔ بیوی کے سوا اور کون کر سکتا ہے؟  
بھلا کہ کیا تمہارے دیا کھات ہے۔

ممن۔ یہ بھی خوب ہوئی کھانیا تمہارا سپر کپٹیک  
بیوی کی ایسی ہی تقریر ہو کر گئی ہے۔

داروغہ۔ کسی تدرجیہ کما حضرت آپ لوگ لاکھ  
کچھ طرز گفتگو سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انکی بیوی ہیں  
اور آگے خدا جانے۔

نواب۔ آسین تو کوئی شک نہیں ہے۔ بیوی تو ضرور ہے  
مگر بیوی کا کچھ کوہ میاں ہے۔

خوجے دو کے عوض بائیس پائے کتنا بڑا منافع ہوا ہے۔  
نواب صاحب نے کہا۔ جی منافع کے بھروسے بھی  
نہ بھولے گا۔ یہ اشرفی کیا انکو دے ڈالی جائیگی فیروز  
سٹھم و حور کہیں اس اشرفی میں ایک دن خوش روزہ  
ہوگا اور آپ کیا سمجھتے تھے کہ انکے حوالے کر دی جائیگی۔  
بھابھائی مہی سی۔ ملے کی کچی اور۔ لا حول و لا قوۃ  
وہ دلہہ نری نام کس جھکے کو پا دیں۔ کیا کہا تھا۔  
ارے میان وہ کس قسم کی ترکاری کی تھی ذرا نام لینا۔  
ممن نے کہا حضور مجھو لدار اسپر تمقہ پڑا جیسی یہ  
بنا نام سنا۔ مگر وہ لپی اور جھو لدار رسا ہر کمان۔  
یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ منشی مہراج بلکی کی بارن آئی  
کہ گھر میں پوچھت ہیں کہ میدہ اور گھو اور ترکاری  
کب تک منگوئیو۔ آئیں اب تو سب چکر اپنے رارے  
ظاہر ہم تو سمجھتے تھے کہ کھانا پاک کیا ہوگا۔ ابھی ملی اور  
میدہ اور ترکاری ہی کی پکار ہے۔ واللہ مار ڈالا۔  
مہراج بلکی سخت جیسے۔ بارن کو ایک ڈانٹ  
بتائی اور زمان خانے میں گئے۔ تو ان لوگوں کے  
کان میں دور کی آواز آئی کہ کھاتے واسطے تم مارن  
کو بھیجا ہے۔ تم بیوکوت عورت۔ یہ بلڈی فول۔  
اسکے جواب میں ایک عورت نے کہا۔ جو ہم سے  
اول پھول کیونہ تو بھلا لگا کر پائیسے بنیے نا۔ کوہ تمہارا  
نوندی ہے کہ تمہارا دیا کھات ہے جو آئے وہاں سے  
بڑے دلی شک نہ تھی منگوئیو نہ میدہ لپی کا کھاتھا۔  
مونڑ پکے۔ اسکے جواب میں کوئی آواز نہ آئی مگر  
میان لوگوں کی یہ کیفیت کہ مارے ہنسی کے  
میرا حال تھا۔

آغا۔ بیوی نے تو خوب ڈانٹ بتائی

ممن - کیا کیا او کھان آئی ہو دائرہ گیر نہ ہو۔  
آغا - اچھی بیوی ملی ہو بھی سرکوب۔

تھوڑی دیر میں منشی مہراج علی صاحب شریف  
لئے سب نے ہنسی ضبط کی کہ اس وقت چھپا اور جھٹکایا  
ہوا ہوا زیادہ نہ چھڑانا چاہیے ورنہ بگڑ جائیگا۔

اتنے میں آدھی بوتل لیکر آیا۔ یہ بھی اولڈ ٹام کی  
بوتل تھی۔ مین نے بوتل لیکر کھولی اور ایک گلاس میں  
تین پگ کے قریب انڈیل کر بوتل ملائی۔ اور  
منشی مہراج علی کی خدمت میں پیش کی۔

مہراج - آپ سب صاحب نوش فرمائیں آغا صاحب  
کو دیکھئے میں ابھی نہ پیونگا۔

آغا - نہیں پہلے تم ہی پیو۔ ہمارے سر کی قسم  
جو نہ پیئے۔

مہراج - بہت اچھا۔ لافوق ادب است۔  
راوی - ماشاء اللہ ترکی بولنا کیا فرض ہو اگر دو

تو اچھی طرح بول نہیں سکتے عربی کی ٹانگ ضرور  
ٹوڑیں گے۔ صحبت میں تھکتے بیٹھے آدھ دو نصاحت کے

ساتھ بولنے لگتے تھے۔ مگر ٹ کمان جاتے  
الافوق بالا کے عوض لافوق ادب است اس نے

کیا لطف دیا ہو۔  
جب نواب صاحب نے اصرار کیا تو مہراج علی نے کما

یاد میں نے کیون چھو لیا۔ ہم دوسرے گلاس میں پی گئے۔  
نواب صاحب نے کہا داہی ہو۔ اڑا جا۔

مہراج علی نے دودھ کر کے پی اور گلاس نوڑ کر  
رکھ دیا اور بہت خوش ہوئے۔

مین نے کہا حضور میرے ایک دوست ہیں۔ حضور  
تخلص کرتے ہیں ان کے ایک دست منشی قربان ہیں صاحب

قربان نے انکی محبت کی اور املداری لے کر کہا کہ پرسوں آؤنگے  
خود قدم رنجہ فرمائے گا ورنہ ہمیں ملال ہوگا۔ یہ جابلے

اسنے آقا سے رخصت لیکر ٹھیک وقت پر اپنے مہربان  
کے گھر ملے تو مکان سے تھوڑے فاصلے پر لڑکے قربان

منشی قربان حسین صاحب ملے۔ دو صاحب ہمارے تھے  
دو ذوق شاعر ایک مولوی مجبور کا۔ دوسرے میان مکمل

انکو دیکھتے ہی منشی قربان حسین صاحب نے بڑی حیرت کے  
ساتھ پوچھا حضرت آپ اس وقت کمان۔ اور کمان

بھول پڑے آپ۔ اب تو یہ جکر اگے۔ کہا آپ کمان  
نشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا میں تو ایک مجلس میں

جاتا ہوں پوچھا آئیے گا تب تک۔ کہا یہ نہیں عرض  
کر سکتا۔ اور کچھ کئی کام ہیں۔ شام تک شاید

آنا ہو۔ تب تو یہ باگڑے کہا کچھ آپ باہل ہو گئے  
ہیں۔ ابھی کھانے کا بندوبست کرو۔ بھوکے

شریف سے زیادہ خطرناک کوئی نہیں ہوتا چاروں  
صاحب ملے تو بون مسکوٹ ہونے لگی۔

قربان - بھئی اب انکو کمان کھانا  
کھلو امین۔

مکمل - بس حلوائی کی دکان اور دادا جی کی فاقہ۔  
بھبھو کا۔ اس وقت پہنا تو حال ہو اور نماری کا

اب وقت نہیں رہا۔ پھر کمان کے واسطے کچھ اور بندوبست  
کرنا چاہیے بھائی صاحب۔

قربان - اب سر دست کیا بندوبست ہو سکتا ہو۔  
مکمل - اچھا گھر تک تو چلے۔ سامنے تو ہو۔

منشی قربان صاحب اپنے مکان پر داخل ہوئے  
اما کو ملا کر دریافت کیا۔ کو کچھ بجا بجا یا ہو۔

مانے کہا بیان ہمارے اب باسی چھپتا ہی نہیں لب

منشی محو صاحب گھر آئے اور بہت ہی جھلائے لگا دیے  
مارے بھوک کے آنتیں تل ہو اٹھ پڑا رہی میں بیٹ  
میں چوہے چھوٹے ہوئے ہیں۔ اور اسپرٹوہ یہ کہ  
پھبتیان ہوئی ہیں نہ ہاسی کچے نہ لگا کھائے۔  
منشی فرمان صاحب لے پو چھارے کوئی شمر  
بچی بچائی ہو۔

اما جو ان عورت اور نکین تھی اور منشی فرمان صاحب  
کی منظور نظر اور مطبوع طبع۔ کتنی کیا ہی کہ شہر کے کھانے  
کے چھوٹے بچے ہیں کیسے چھوٹا اور دن۔ ایک نشہ دہ  
اور ابلی تھکی کلی محمور دل میں اور حلے منشی فرمان صاحب  
نے فرمایا کہ جا کے گھر میں دریافت کرو۔

اما پھر واپس آئی کہا حضور تلی اردیاں تھوڑی سی  
ہیں کمالے آؤ۔ کرے کہا ادنیٰ یہ کون موائی کھا گیا  
خالی غولی اردیاں۔ ایک اور ہوئی۔ تھوڑی دیر میں  
اما اردیاں لائی جارہے مگر عمدہ پیسے ہوئے۔  
حکم ہوا کہ زری سامنے سے جہن گندیری دہلے کو  
تو بلا لاؤ۔ جہن آیا۔ پوچھا گندیری ان میں کہا کہ  
کسان۔ نہ پوچھا نہ گندیری۔ کہا بھئی گندیری میں ہی  
لاؤ۔ وہ جا کے کوئی میں بائیں گندیری لے آیا۔  
پھر اما کو حکم ہوا۔ مکیو پڑوس میں کوئی شہر کی ہو تو  
لاؤ۔ تھوڑی دیر میں وہ دی کا مٹھا ہسانی سے لائی۔  
مگر آٹھ دس منچے سے زیادہ تھیں۔ پھر حکم ہوا محمد دچی  
کے ہاں دیکھو کچھ ہو تو لاؤ۔ وہ اسے اپنے دل میں  
جل رہے ہیں کہ کیا اچھی دعوت ہو اور کس عراز کے  
ساتھ۔ میرزا ہانی پیش آئے غیر محمد دچی کے ہاں سے  
اور چائیاں آئیں۔ مگر باسی بلکہ تناسی اور سخت  
ایسی جیسے پلے جوتے کا چڑا سوار کا ٹل کے سگ کھیلا

تیل میں کی ہوئی وہ بھی مٹری ہوئی۔  
انغرض تلی اردیوں کے چار تیلے اور میں بائیں  
گندیری اور دی کا مٹھا اور چائیاں اور کاٹل کے  
ساک کی گھجیا یہ سب چرخ میں بیان محمور کے سامنے رکھی تھیں  
انغور نے تلی اردیاں تو چکھیں اور چائیاں میں لکڑی  
کے مٹھے پرارین اور گندیری بیان مکمل کے سر سر لگائیں  
اور کاٹل کا ساگ موی بھجوا کے سر سر پکھا۔ اور  
مٹھے سے اس اما دار کو سرے پاؤں تک نہلا دیا۔

نواب کیون بھی مہراج ملی یہ کس پر ہوئی۔  
مسخرہ۔ اب اسے کیا پوچھتے ہیں حضور گمراہ امالی  
بھیتی تو اس بارن پر ضرور ہوئی واللہ۔ اور خوب ہوئی  
کیون خداوند کیسی کمی۔

اما تھوڑا نواب کیون کیسی کمی  
بھیتی کرنا یا بکیون کیسی کمی  
منشی مہراج ملی کے حضور  
جمع ہن اجاب کیون کیسی کمی

ملی ہن لاول ولاقو ملی ملی یعنی لام بے نقطہ کسرا  
نقطین یعنی نقطہ وشدید لام۔

نواب۔ اچھے لوگوں کی دعوت کی تھے۔ کھانین  
اور عزائین یہ ناشکری کیا زمانہ بڑھتی۔

نواب صاحب نے منشی مہراج ملی سے کہا معافی صاف  
اگر آپ کے ہاں کھانے میں چھوہ ہو تو بندہ گھر سے شلوئے  
باہر تواج معمولی کھانا موی صاحب اور موزن اور  
پڑوس کی بڑھی سیانی اور علاقے کے منجور وغیرہ کے لیے  
پکا ہو گا۔ دو ایک طرح کا سالن۔ سادر پلاؤ۔ اور میٹھے پکوان  
چھائی دالی وغیرہ۔

برکیت کھانا تو وقت پر ملے گا۔ اور میان ہر وقت



آدمی گیا فوراً حاضر باب طبع میں جو ہر سردار سرخوش  
تردو لگ۔ ۶۔

شرابی مع میں بخانہ میں ٹوپی اٹھاتی ہے

مہراج بھی شراب کے شر ہوں۔ اس وقت یہ

کھنکھین میں اس پریش کے

پول ہے ساغ شراب میں

نواب۔ یاد ذرا سنئے تو دو۔ تم تو بک بک کرتے ہو  
آغا۔ یہ بڑی بڑی بیخ ہوا آند۔

نواب۔ لطف محبت ہی سے نہیں انقہ ہو تم۔

ممن۔ حضور لطف محبت تو یہ کہ احباب بذلہ سیخ  
جمع ہوں اور دل لگی ہو رہی ہو۔

مہراج۔ بات نہیں کرنے دیتا ظالم۔

نواب۔ بھئی یا تو گانا سنایا یا تین کرو۔

مہراج۔ ہم فرما ہم نواب۔

کمد تو بہ شکون سے کہ بار آئی ہے۔

نواب۔ بھئی کیا شعر ہوا اور اللہ مگر توبہ شکن اور  
کوئی ہونے ہوئے بیان توبہ سے کیا سوار ہے بیان  
ہر وقت بول ہاتھ میں ہو بقول قتادہ۔

نفل میں ہوں توبہ دبانے مجھے

کیجیے بول لگائے ہوئے

نواب صاحب نے ایک مرتبہ اس بیت خوش گلو  
کے گانے کی تعریف کر کے کہا اللہ گائی تو کیا ہوتی  
ہوتی ہو۔ وہ حاضر جواب فوراً بولی بھی موتی ہونے  
کی کیا حقیقت ہے میں انسان کے دلوں کو چھیدتی  
ہوں ایک ایک تان لہراتی ہوئی جاتی ہے۔

یہ بھی ہے ہوئے مٹی۔ خوب دعت شکار  
طیلسا کین جانا ہوسار گیا اور ہی دھڑے پر

کھرنی ہو رہی ہے کچھ تو کھلا ظالم۔ کما اٹھا کھلا تے  
میں زمانے میں گئے اور بیوی سے پوچھا۔ کہو کوئی شو  
کھانے کی ہے۔

بیوی۔ اچھے اترا سر پرست۔ ۷۔

مہراج۔ بھوت تہر سوار تھا کہ ہم پر۔

راوی۔ بجا ارشاد ہوا۔

بیوی۔ ذرا ذرا سی بات پر جاے سے باہر ہے  
جائے تھے۔

مہراج۔ تم تو بہت قوت ہو۔ ہکو اپنے ماتحتوں کے  
ڈانٹنے ڈپٹنے کی عادت ہے نا میں اسی سبب سے کھو  
بھی کبھی ڈپٹ دیتے ہیں۔ آئیں کون بڑی بات ہو  
بیوی۔ میں ایسے ڈپٹنے میں نہیں آتی۔

کہ آدمی۔ اصل زبان تو ان دونوں کی گوارا ہے۔  
مگر اہل اسلام کی محبت میں مہراج ملی کی زبان شنہ  
ہو گئی اور انکی محبت میں انکی بیوی کی زبان درہو گئی

دیگر گلزار دی ساسی ہو کھٹا چھائی ہے  
کمد تو بہ شکون سے کہ بار آئی ہے

منشی مہراج علی صاحب تہر سلاہ رخن زرد کے

دو تھانہ حراقت کا شانہ میں ایک رفا صیحا دو جمال  
رشتک لبتان میں شری فصل نور خوش گلہ نازک اواز  
چہرہ جافان تائیں نے رہی ہے اور عارفین جہنہ جہنم کا  
گزر دھما پرتان پر جد کرتے سر ملاتے اور فریقین کے قے  
اب سینے کے منشی مہراج علی صاحب نے بھوت تو کوری  
مگر وہ یہ صرف کرتے ہوئے جان لکھی تھی لیکن شراب  
جو پی تو یہ سوچھی کہ حاتم کی قبر پر لات مار میں فوراً حکم دیا  
کہ جعفر خوش گلہ تین بلین سب کو لاؤ حکم کی دہائی  
شہر ہو کہ معلوم تھا کہ منشی مہراج علی امیر آدمی ہیں جس کے ان

چلتا ہے۔ یہ اور ہی دھن میں ہیں۔ ایک ایک شعر کو  
دہن دہن میں کس میں مرتبہ گاتی ہیں اور محفل میں  
قہقہے پڑھتے پڑ رہا ہے۔ یہ ہوش کس کو کہ لوگ  
کیا سمجھتے ہیں اور یہ قہقہے کس پر پڑ رہے ہیں۔  
اب صنیعے کہ یا تو آغا صاحب وغیرہ کا مارے ہو کہ  
کد م نکلا جاتا تھا۔ یا اب جو بکون پر پکڑ کر لے تو بک  
پاس تو یہ ہی نہیں ٹھیکتی ہر کسکی بھوک اور کھان کی  
پاس خیر منشی مہراج علی صاحب زمانے میں گئے کہ دیکھو  
کھانا پک گیا یا نہیں پکا۔ بڑی دیر ہو گئی۔  
مہراج۔ (انہی بیوی سے پوچھا) اب کیا کس کر  
بیوی۔ بیوٹھ کا لکھا ہے۔  
مہراج۔ ارے آخر کتنی کس کر ہے۔  
بیوی۔ تم جاؤ یہاں سے جب تک جکی تو بک لیتے  
مہراج۔ دیکھو نہ ہوتی ہوئے پائے سنسی ہار سنوے پانی ہاتھ  
ہمارا سنسی ہوئے تو تمھارے سنسی ہوئے اور تو تمھاری ہوئے  
تو ہار سنسی ہوئے ہر کہ ناہین سنسی ہوئے سمجھو۔  
بیوی۔ اب تم کا تو تنگ سی پی کے چڑھ جات ہر  
تم جاؤ یہاں سے بہنہ لکاب۔  
مہراج۔ (ہاتھ جوڑ کر) نئی کرت ہوں (گا کر)  
نئی کرت ہوں میں چیری تھاری آن۔  
بیوی۔ (مسکرا کر) م کا ہے کاپی جات ہو۔  
مہراج۔ نہیں نہیں اس وقت بدلی ہو اور کھنڈی  
ہو ابل رہی ہر مسکھری کا جی چاہتا ہے۔  
بیوی۔ (مسکرا کر) ارے اب جاؤ یہاں سے۔  
منشی مہراج علی کو کچے کھڑے کی پڑھی تھی  
رہو میں نہیں سمجھ کر آپ نے گانا شروع کر دیا (دنتی  
کرت ہوں بار بار میں چیری تھار۔

بارن۔ اب دنوں کا پیہ لاگے ہیں۔  
بیوی۔ ہڑا کرت ہیں۔  
بارن۔ تم تو سمجھا تو ناہین ہو۔  
بیوی۔ کوؤ بچہ ہو تو سمجھائی۔  
مہراج۔ (نئے میں) اچھا ہم تمھارے بچے  
بیوی۔ (بگڑ کر) اے ہڈواہ۔ ایسا بچا کو نو کام  
پیہ آدمی تو اپنے ہوش میں رہے  
مہراج۔ چیری تمھارے میں چیری تھار۔  
آن۔  
بیوی۔ (مسکرا کر) میں کمت ہوں تمکا ہوے کا  
کوا ہے۔ بڑے وہ ہو۔  
مہراج۔ میں چیری تھار۔  
کہ گفتہ اند۔

سجھان را بہ ست اندر درم نیست  
خداوندان نعمت را کرم نیست  
سمجھان یعنی مردمانے کہ سخاوت پیشہ بہتندے  
آن مردم را در کف خویشین رو بہد یعنی پوچنی نہ باشد  
کہ درم عبارت از زر و نیم زر (یعنی اٹھی) دو دو  
نیم زر (یعنی چوٹی) باشند۔  
جوگی آئی ہر پری بنکے پرستان کے بیچ  
بجورین جھکے ستارے تو پرستان کے بیچ  
کھر میں جتنی عورتیں تھیں سب منگتے لگاتی  
تھیں۔ مگر انکو اس سے کیا بحث تھی۔ انکو گانے  
اور نغمے اور شکرے سر دکار تھا۔ دگر بیچ۔  
بارن۔ اب تم کھانا نہ کچے دیو۔  
بیوی۔ سب کھاب ہو جائیگا۔  
مہراج۔ اچھا بتاؤ اور ہر کون کون

چلتا ہے۔ یہ اور ہی دھن میں ہیں۔ ایک ایک شعر کو  
دہن دہن میں کس میں مرتبہ گاتی ہیں اور محفل میں  
قہقہے پڑھتے پڑ رہا ہے۔ یہ ہوش کس کو کہ لوگ  
کیا سمجھتے ہیں اور یہ قہقہے کس پر پڑ رہے ہیں۔  
اب صنیعے کہ یا تو آغا صاحب وغیرہ کا مارے ہو کہ  
کد م نکلا جاتا تھا۔ یا اب جو بکون پر پکڑ کر لے تو بک  
پاس تو یہ ہی نہیں ٹھیکتی ہر کسکی بھوک اور کھان کی  
پاس خیر منشی مہراج علی صاحب زمانے میں گئے کہ دیکھو  
کھانا پک گیا یا نہیں پکا۔ بڑی دیر ہو گئی۔  
مہراج۔ (انہی بیوی سے پوچھا) اب کیا کس کر  
بیوی۔ بیوٹھ کا لکھا ہے۔  
مہراج۔ ارے آخر کتنی کس کر ہے۔  
بیوی۔ تم جاؤ یہاں سے جب تک جکی تو بک لیتے  
مہراج۔ دیکھو نہ ہوتی ہوئے پائے سنسی ہار سنوے پانی ہاتھ  
ہمارا سنسی ہوئے تو تمھارے سنسی ہوئے اور تو تمھاری ہوئے  
تو ہار سنسی ہوئے ہر کہ ناہین سنسی ہوئے سمجھو۔  
بیوی۔ اب تم کا تو تنگ سی پی کے چڑھ جات ہر  
تم جاؤ یہاں سے بہنہ لکاب۔  
مہراج۔ (ہاتھ جوڑ کر) نئی کرت ہوں (گا کر)  
نئی کرت ہوں میں چیری تھاری آن۔  
بیوی۔ (مسکرا کر) م کا ہے کاپی جات ہو۔  
مہراج۔ نہیں نہیں اس وقت بدلی ہو اور کھنڈی  
ہو ابل رہی ہر مسکھری کا جی چاہتا ہے۔  
بیوی۔ (مسکرا کر) ارے اب جاؤ یہاں سے۔  
منشی مہراج علی کو کچے کھڑے کی پڑھی تھی  
رہو میں نہیں سمجھ کر آپ نے گانا شروع کر دیا (دنتی  
کرت ہوں بار بار میں چیری تھار۔

بیٹھا ہو۔ اس وقت کی بدلی نے تو ستم ڈھا دیا  
کیا اس کی بدلی ہے گھنگھروٹھا جھانکی ہے  
اور بادل کا گرجا کیا مڑھ دیتا ہے۔ ۴

کند و توبہ شکنوں سے کہ ہمارا آئی کر

منشی مہراج علی صاحب نے اپنی بیوی سے  
اصرار بلینے کیا کہ تم اچھے اچھے کپڑے پہن کر  
نکھر کے بیٹھو ہم اپنے دو ایک دوستوں کو دکھائیے  
کہ ہماری بیوی کیسی ہیں۔

انکی بیوی ایک بھینس کا گوشت کھا کچھ ٹری ہو گئے  
تھکو تو ہوش نہیں ہو کر کب کیا رہے ہو۔ جو راکو  
اور دن کو دکھاؤ گے۔

مہراج۔ (ہاتھ چڑک) ختی کرت ہوں میں چیری  
تسار۔

بیوی۔ انکو ہو کیا گیا ہے۔ آج یکا یکے جڑاؤ  
مہراج۔ ختی کرت ہوں میں چیری تسار۔

بیوی۔ دیا۔ بیگت کا ڈھین  
بارن۔ سار کو دکھائی مہراج کا دکھات پھرتا ہے۔

مہراج۔ میں چیری بنجاؤں تسار۔  
بارن۔ اب ہم سے بچھے پڑ گئے۔

مہراج۔ ایک نظر ہم لوگوں کو دکھا دیں یہ

سبحان زما مال برے خورند  
بیکلان غم سیم دز رے خورند

اس وقت اس بدلی نے ہمیں اپنے اوپر  
عاشق کر دیا کہ گفتہ اند۔

برق ست ذرا لے چکے لڑا بہن  
ساتی پیا یاد بدہ جام کہنی

بدلی جام کہنی کرا لہندے۔

بارن۔ اب پھارسی بولے لگے۔ ساب آپ۔  
مہراج۔ ہاتھ جڑتا ہوں ذرا نکھر کے بیٹھو۔  
بیوی۔ اب میں دو لی سنگوا کے بھاگ جاؤں  
تمہیں بہت دق کر کھا ہے۔

مہراج۔ بڑھو مہراج دران فراری نوشتہ روزنامہ  
باشد دور پولیس۔

اتنے میں انکے خٹکار نے آواز دی کہ لڑا  
بھاگ رہے ہیں جلدی آئیے۔

بیوی۔ اچھا ہو۔ کہیں بیان سے جاؤ۔

مہراج۔ دفان ہو جاؤ۔ ختی کرت ہوں۔

بیوی۔ (ہندسہ ہنسی نکل جاتی ہے۔)

بارن۔ اور شکست کھے ہیں۔

مہراج۔ ذرا خوب نکھر کے بیٹھو ختی کرت بار بار  
میں چیری تسار۔

بیوی۔ اب زیادہ بک بک کر گئے تو میں  
سب کھانا اٹھا کے پھینک دوں گی۔

انفرض مہراج ملی باہر تشریف لائے تو  
نواب صاحب نے اٹھے کہا اتنی دیر کس بات

میں لگائی ہسم لوگوں کا بھی خیال نہ رہا ہے  
خڑے میں آئے کہا یا رہم تو ایک خرابی میں پھنسے

ہوے تھے۔ پوچھا کیا خرابی تھی۔ کہا بیوی ہماری  
کھینے میں نہیں من لاکھ لاکھ کہہ کر دران سنور

کے بیٹھو۔ بھاری کپڑے پہننا تھے پرافشان جڑ۔  
وہ نکھار کر کہہ دلوں بھی دیکھتے تو شرم ہا جاتے۔

ہسم ذرا اپنے دو ایک دوستوں کو دکھائیے کہ تم  
کیسی ہو وہ ایک بہن سنی۔ اب میں نکھر میں ہوں

کہ اگر تم لوگوں کو نہ دکھاؤں تو تم اپنے دل میں لڑا  
کے

اور اگر دکھانا ہوں تو دیکھتی ہیں کہ میں ڈولی منگوا  
اپنے میکے بھاگ جاؤں لی۔ والدین کوئی نصیحت  
ساجت کا اٹھانیں رکھا۔ کم سے کم کوئی ہزار تیر  
کہا ہوگا (نئی کرت بار بار میں چری تیار) راضی  
ہو جاؤ۔ مگر نہیں مانتیں۔ بھیجی ہماری تو جان بچا  
میں کہ گفتہ اند۔ ۶۔

چراکار سے کنہ عاقل کیا بنا بدیشمانی

اس پر فاشی مقدمہ پڑا۔ اور حاضرین جلالت کی بیوقوفی  
مارے انہی کے لوٹ لوٹ گئے۔

نواب۔ افسارے یار مار ڈالا۔ یہ دل لگی بھی  
یاد رہی مگر تم سا بیوقوف زمانے بھر میں نہ ہوگا۔  
آغا۔ (مقدمہ نگار) نئی کرت بار بار میں چری تیار  
اور اس کہنے پر بھی راضی نہ ہوئیں۔

مہراج۔ والدہ یہ ناخبرے تیان باپ کے بھی  
نہیں اٹھائے چلنے بڑے جیت کی بات ہو۔  
مسخرہ۔ تو آپ کی بیوی آپ کی والدہ شریف  
سے بھی بڑا ہے کہ ہیں تو آپ کی نانی ہوئیں۔  
اس پر پھر بڑے زور سے مقدمہ پڑا۔

نواب۔ یہ اسپر طرہ ہوا ہو۔  
اختر۔ جیسی یہ اس سے بھی بڑا ہے کہ ہوئی۔  
مہراج۔ (گہرا کر) آپ نے کیا کھو مسخرہ یا  
بیوقوف مقرر کیا ہو۔ کیا نواب کا ہے واسطے تم کو  
بہر مقدمہ زنی و خندہ زنی کرنے مانگنا۔ یہ بلا ٹی فیل  
آغا۔ ارے یار تو تم بات ہی وہ کرتے ہو کلا لہ  
ضبط کرو مگر پھر بھی یہی آجاتی ہو۔

ممن۔ بیوقوف تو خود کرتے ہو۔ اور دوسرے  
کو بڑا بھلا کہتے ہو بڑے گدھے ہو۔

مہراج۔ تم خود گدھے ہو گئے۔ پاگل۔

ممن۔ بس اب آگے نہ بڑھنا۔ دراز زبان بھلا  
رہے ہیں تو بات بڑھ جائیگی۔

اختر۔ بار تم لوگ بڑے وہ ہو۔ اچھا خاصہ سامان  
بندھا ہوا تھا لیکے لگاڑ دیا۔

نواب۔ بس اب جی چاہتا ہوں کہ ایک دم سے ان  
دونوں کو میٹ جلون کرے میں فرق آگیا۔ کیا فرے  
سے گانا سن رہے تھے والدہ۔

آغا۔ یہ لوگ بڑے بدمذہب ہیں۔ خصوص بیوقوفوں  
کے قبلہ گاہ نشی مہراج کی صاحب۔ ایسا بیوقوف اور

بوکل آدمی کہ دیکھنے میں آیا ہوگا انوکھی دم خافتہ۔  
نواب صاحب نے کہا بھی اب چپ رہو ذرا گانا

سنو (رقاصہ کی طوط اشارہ کر کے) ہاں بیوی  
خدا کا واسطہ درازہ سادون بھرگا۔ کیا عمدہ سادون ہو

اس جاودہ جمال نے حب ذرا۔ شش  
نواب صاحب پھر وہ سادون گانا شروع کیا۔

جھولا کین ڈاؤ افریان۔ جھولا کین ڈاؤ۔  
بدراکار سے مولا جھنگارے۔ بوندیاں پڑیں یا

جھولا کین ڈاؤ افریان۔  
دوسکھی جھولین دوسکھی جھولین۔ دوسکھی جھولیں

ڈالے گلے بیتان جھولا کین ڈاؤ۔  
نواب۔ والدہ کتنی پیاری آواز ہو۔ خوب

گاتی ہو ہم تو عاشق ہو گئے۔  
رقاصہ۔ آداب عرض ہو۔ حضور دست روانی

فرماتے ہیں۔ ونڈی کس لافنی ہو۔  
مہراج۔ والدہ اس وقت بادل کا گر حنا

اور زبلی کا چکنا اور جھجا جسم میخ برسنا

کیا سزا دے رہا ہو۔

نواب۔ پھر وحشت کی لی آپ نے۔

مہراج۔ وحشت کی لی آپ نے۔ آپ جتنے ہیں کہ ہمارا رنگ ہے۔ دوسرے کا رنگ نہ ہے۔ آپ ڈورے ڈالتے ہیں اور دوسرے کو صبح کرتے ہیں بڑے استاد ہو یا۔

اب سنیے کہ ادھر تو نواب صاحب اور مہراج بلی اور آغا محمد اطہر وغیرہ ناچ دیکھنے میں مصروف ہیں اور اختر اور من اور داروغہ علیہ جاکے بیٹھے اور یوں گفتگو کرنے لگے۔

اختر۔ دیکھئے ہمارے نواب صاحب بھی عجیب چیز ہیں جسکو ذرا اچھا دیکھا عاشق ہو گئے۔

ممن۔ یہ تو بھی جگہ کہتے ہو۔

داروغہ۔ یہ طوائف بھی کوئی چیز ہے۔ ذرا ناک نقشہ درست ہو اور باقی سستا۔ لیکن ہمارے حضور اس پر بھی ترجیح گئے۔

اختر۔ اچھی اور تو اور مجدد پر پر رچ گئے۔ بس حد ہدائی واللہ مانتا ہوں۔

ممن۔ اور قرن کی الگ دولگی ہوئی ہو۔

اختر۔ تو اس پر تودل سے ذرا ہیں۔

داروغہ۔ کیا یہ عورتوں کا طویلہ باندھینگے۔ اختر۔ بھی تماشا مینوں کا یہ دستور ہوتا ہے تم کاشو بھال کیا جاتو۔

داروغہ۔ ارے ہاں یہ سب دولت کے چوٹیلے ہیں بے زر عشق میں ہیں۔

اختر۔ تم کیا کہتے ہو یہی ہے۔

ممن۔ اور بھگواروہ کے مہراج بلی پر ہنسی آئی ہو

کہ اسکو کیا ہو گیا ہو۔

اختر۔ ہو کیا گیا ہو پاگل ہو۔ ایک تو کڑوا کر لیا دوسرے چڑھائیم۔ ایک تو حضرت بیوقوف دوسرے ان لوگوں کی صحبت۔ بس اہل بھی خراب گئے۔

داروغہ۔ جسے اپنی جو روکی خدمت کی اور چار فریق میں ذلیل کیا۔ میرے نزدیک تو اس سے بڑھ کے دنیا کے پردے پر بیوقوف نہ ہوگا۔ اختر۔ واللہ جگہ کہتے ہو۔

ممن۔ اور پھر اسپر طرہ یہ کہا ہے تین طرا عقائد اور پرا ہو شیار تھتے ہیں۔

داروغہ۔ یہی سب جھگڑے تو ہیں اپنی ایسی ہی میں اب یہ بتاؤ کہ کھانا کب لیا گیا۔

ہاں مارے بھوک کے دم نکلا جاتا ہو۔

اختر۔ اب کے تو کون کے نواب صاحب تو لگانا سننے میں مصروف ہیں۔

ممن۔ اچھی ہم خود جل کے کہتے ہیں۔ ہمارا تو مارے بھوک کے بڑا حال ہو۔

ہاں تو ان لوگوں کی آئین مارے بھوک کے قتل ہوا اللہ پڑھ رہی تھیں اور ہنسی ہلج بلی کے

ہاں سدا گوندھا جاتا ہے جو لدار رسا بکارت کے لیے ترکاری چھلی جاتی ہے زمین تسمہ مصنوعی بنانے کے لیے مین بھگوا گیا ہے

مگر مٹی مہراج بلی انکو دلاسا دیتے جاتے ہیں کہ بھائی صاحب بھی نکل رہی ہے اور

جو لدار رسا تیار ہو رہا۔ اور لچار نکلا رہا ہو۔

پس رہی۔ آخر کا جب بڑی دیر ہو گئی تو وہ صاحب نے  
داروغہ کو حکم دیا کہ گھر سے کوئی چیز لاؤ۔ جو کچھ لکا ہو  
سب اٹھا لاؤ انتظار نہ کرنا اٹھا ہی لاؤ۔ داروغہ  
حسب الحکم دیوڑھی پر کے بکا دل سے پوچھا کوئی  
شربتیار ہو۔ اسنے کہا ابھی تو کوئی چیز تیار نہیں ہو  
موسوی صاحب کے لیے گوشت پکا ہو یہ بھی کھا سکے  
گوشت میں پکا ہو کوئی ڈیڑھ پاؤ کے قریب  
اکھا اٹھا لاؤ۔ اور تین چار نان پاؤ۔ دو بکا دل نے  
ایک پیالے میں گوشت رکھا اور چار نان پاؤ  
تو لیے میں باندھ کر نفاست کے ساتھ گاڑی۔ میں  
رکھ دیے۔

راستے میں ذاب چھین صاحب کا مکان ملائے  
پروردگار دوما پکا تھا اور ملاؤ تیار تھا کوئی ادھر  
پلاؤ اور ڈیڑھ پاؤ دوما ملائے مان گئے لیا اور  
سیدھے منی مہراج ہی صاحب کے یہاں پہنچے۔  
حسین علی۔ داروغہ صاحب آن پہنچے۔  
ممن۔ سجان میں جان آئی واللہ۔  
اختر۔ ارے بھئی کچھ لائے بھی ہو۔  
داروغہ۔ (زینہ پرست) بھائی کچھ نہیں ملا۔  
ممن۔ ارے مار ڈالا غلام۔  
نواب۔ لاول ولاقوہ۔

مسٹر محمد جان۔ بازار سے کباب منگا رہے۔  
اتنے میں داروغہ صاحب اوپر آئے تو سائیں  
کے ہاتھ میں یہ سب سامان لوگوں نے دیکھا۔  
سب کے سب خوش ہو گئے۔ مہراج ملی نے کہا بھی  
یہ کھانا الگ رکھو ابھی تک ایک ایک اٹھے۔  
کھانا علیحدہ رکھو ابھی تک مہراج ملی زمانے میں

لائے اور موسیٰ سے یوں ہم کلام ہوئے۔

مہراج۔ چنانہ آج ہمارا کھنا کرو۔

موسیٰ۔ اچھ کچھ سوکھا ہو گیا ہو۔

مہراج۔ میں منی کرت ہوں تمہارے۔

بارن۔ دیا یہ اٹھا ہوائی کا گواہو۔

مہراج۔ ارے ہوئے گواہے

جنوں کے اب نکھرت ہو کہ ناہین دوئی چار

اجا بن کا دکھائے۔

مارن۔ اچھا تم باہر جاؤ تو ہم انکا سمجھاے کے

سنگار کر کے کے بھائی۔ مد اکوٹھے سے دیکھیں۔

مہراج۔ اور سنے گا۔ اور زمین تو کیا اند کوئی

گھس آئے گا کہ گفتہ اند۔

ناؤک نے تیرے صید کچھوڑا زانے میں

بارن۔ اچھا جائے ہم انکا ٹھیک کر اٹھیں۔

مہراج۔ اچھا جاتا ہوں۔ مگر ٹھیک

کر رکھنا۔

یہ کہہ کر مہراج ملی صاحب باہر تشریف لائے

اور کمرے میں گئے وہاں ہوتی ریح رہی تھی اور آخر غفلت

کر رہے تھے کہ خداوند شیخ علی حزمین اور مرزا فیض سودا

ہمعصر تھے۔ ایک روز مرزا رینح السودا شیخ علی حزمین

کی ملاقات کو گئے علی حزمین کے درباری نے کہا آج

نہیں ہو تو انھوں نے یہ مصرع لکھ کر بھیجا۔

دہر و درویش را در بیان نباید

جواب آیا کہ۔

بباید تا سبک و ناسباید

آخر کو بلایا۔ انھوں نے عرض کیا حضور کے کلام

سننے کا کمال مشتاق ہوں۔ اگر حضور کچھ ارشاد فرمیں

آغا۔ ہم تو حضرت چکھی لگا کے جاتے ہیں اور گانا بھی  
سننے جاتے ہیں۔

ممن۔ یہاں بھی یہی حال ہے۔

داروغہ۔ اسے یا عور یا بچہ کھانا لایا گیا یا نہیں

ممن۔ بھئی آیتن قیل ہوا اللہ پڑھتی ہیں۔

مہراج۔ اسے مار گئے تھے تو اسی لیے گمستاد

باتوں میں محسوس کئے۔

ممن۔ تو یہ کھانا تو کھانے دو۔

نواب صاحب نے من کو حکم دیا کہ یہ تو ہو گئے

ہیں ہاگ تم کھانا لاؤ۔ سب کے سب ٹوٹ پڑے

پر دل کا دولا خوب پکا تھا۔ وہی تین منٹ میں

کھانے کا صفایا کر دیا۔

نواب۔ بھئی کیا اچھا دولا پکا ہو مہراج جلی یار

کچھ تو کھا تو۔

ممن۔ حضور کے کھلانے کی بس وہی تکویہ ہے۔

اختر۔ انگوٹھا اور زبردستی کھلاؤ۔

ممن۔ یہ تو بے ادبی ہم سے نہ ہو سکے گی رہاں

سرکار حکم دین تو لیا مضائقہ ہے۔

نواب نے من جی جانے بھی دو لیکن اگر گھر سے

نہ منگاتے تو جو کون مرے۔ معلوم ہوتا ہوا انھوں نے

کچھ کھوایا نہ تھا کہ مبادا لوگ نہائیں اور وادعہ خراب

جائیں۔ آدمی کو جس تو ہی ہی۔ اسے جب ہم لوگ لے گئے

تو میدا اور مٹی اور تکراری شگوائی۔ بڑا آستاد ہوا ہوا

مہراج۔ بھائی صاحب سلامت تو ہی ہو بندہ جھوٹ

کیون بولے یا ران چوری نہ پیران دھما ہازی بندہ سر جا

کے من تو بیان تیاری کون چائیں پیاس کے ساتھ جائے

اور آپ لگ جائیں تو چمکا کا چمکا ہوا اور سوخی کی سوختی

تو بڑی مہربانی ہو۔

شیخ علی حزمین نے پڑھا۔

ظالم بنایا۔ بین کو دریں انتظار ما

نرگس شگفتہ است بلوچ هزارا

مزار نفع اسودائے کیا یہ تو خاکسار من سے ہو

عوض کر چکا ہو کیا برخوان۔ سودا نے پڑھا۔

ظالم تو اس کے دیکھ کر مے منتظر ہو

نرگس نے چھ لیا ہو یا سہارا

علی حزمین چلا گئے۔ دوسرا شعر پڑھا۔

آلودہ قطرات غرق دیدہ حسین را

اختر زندگاہ نے نگر دروے زبانی

ربیع السدوائے کا حضور خا کا یہ منھون جی بہت

بست عرصہ ہوا عرض کر چکا ہو۔

آلودہ قطرات غرق دیکھ حسین کو

اختر شے جھانکے ہیں فلک سے زمین

اب علی حزمین اور بھئی چلا گئے تیسرا شعر پڑھا

تیر تو چوڑہ کر دے کمالے بیٹھے

یک صید نیا سودا زانے بر زمینے

انھوں نے کیا یہ بھی بندہ عرض کر چکا ہو چھلا کر

ڈرایا برخوان کیا۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زانے میں

تر پے ہے مرغ قہار نما آشیانے میں

بہت خوش ہوئے فرمایا کہ در پوچ گویا

ہند جواب نہاری۔

نواب۔ کیا خوب تعریف بھی کی تو

بھوکے ساتھ۔

ممن۔ حضور اس شعر شاعری میں بدلی کا لطف عطا ہوا

مسن۔ چالیس پچاس اکھانا تو اپنے گھر سے منگوا  
یہ چالیس پچاس کا پیسے میں خرچ ہوئے۔  
مہراج۔ کچھ نیز بھی ہر گھن چھ روپے کا تو نقد  
آیا جو اور ایک روپے کا دودھ اور دو روپے کا  
قند سفید بی۔

اختر۔ کیوں جھوٹ بولتے ہو۔  
مہراج۔ اب آپ کو یقین نہیں آتا۔ اے لیجئے  
یہ فرست بوجہ دار۔

قند سفید	شیر	برنج	گھی
۸	۸	۸	۸
روغن سیاہ	مصلح	کراکلی	مرب
۸	۸	۸	۸

دہی	اردی	آلو	رتاؤ
۸	۳	۳	۳
بھٹٹی	توری	شلم	پرول
۳	۳	۳	۳

کندر	کدو	دلی	میدہ
۳	۳	۳	۳
روا	آرد گندم	شک	آجورہ گلی
۳	۳	۳	۳

پیازہ گلی	برف	برگ بقول	کیوڑا
۳	۳	۳	۳
الاچی خورد	چکنی دلی	میزان کل	۳
۳	۳	۳	۳

بائیس روپیہ چودہ آنہ کا یہ ٹھیک حساب ہو۔  
نواب۔ اور کئی تو تین ہی روپیہ کا لکھا ہو تم تو

چھ روپیہ کا بتاتے تھے۔  
مہراج۔ اب بائیس روپیہ میں اگر تین روپیہ چھوٹ  
بولے تو کیا گناہ کیا۔  
نواب۔ ابا ابا ابا مصلح گر مارم۔  
مسن۔ دانشہ۔ لاجول ولاقوہ حضور یہ زمانے بھرا  
دروغ گو اور جھوٹا ہو۔

اختر۔ خداوند یہ جھوٹی فرست ہو۔  
چھٹن۔ اور میرے جو ایک ستر بھی منگوائی ہو۔  
راوی۔ دیکھئے تھوڑی دیر میں معلوم ہی ہو جائیگا  
ہاتھ لگان کو آرسی کیا ہے

اختر۔ اور کیوں جناب منشی مہراج ملی صاحب  
پکا کون رہا ہو زوجہ شریطہ۔  
مہراج۔ یمنین بابو پور چند کے اہتمام میں کھانا پک  
رہا ہو۔ سوئیلا پکاتا ہو اور وہ بتاتے جاتے ہیں۔  
بڑے خوش خور آدمی ہیں اور کھانے کا بڑا شوق ہو۔  
صبح کو دو دو طرح کی دال پختی ہو۔ ارہر  
کی بھی اور چنے کی بھی۔ اور شام کو چار چار صراحیان  
پانی کی بھری رہتی ہیں بس شوق کی استہا ہو۔  
نواب۔ آغاہ چار صراحیان پانی کی۔ بھی ٹھیک ہی  
خوش خور آدمی ہیں۔

مہراج۔ ایک ڈھولی پان کی منگواتے ہیں۔  
اور ایک مہینے بھر میں۔ اور گھر میں فقط ایک  
میان اور ایک بیوی۔

چھٹن۔ یہاں بیوی مہینے ہی بھر میں ایک  
ڈھولی چمک جاتے ہیں تو صرف خوش خور ہی نہیں  
بلکہ پان خور بھی ہیں۔  
مہراج۔ اگر بدلی ہوئی اور کپڑی کھانے کو جی چاہا تو



دو طرح کی کچڑیاں پکواتے ہیں۔

بابو پرنس صاحب جھولدار رسا اپنے ہاتھ سے خوب پکاتے ہیں۔

آغا محمد اصرار صاحب نے پوچھا یہ جھولدار رسا کیا بلا کر بھیجی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔

مہراج علی نے کہا بھیجی گھبراتے کیوں ہو جو کچھ لگا ہوا ہے اسے آئیگا۔ ایک بہت ہی بڑے شوقین آدمی کو چورس عظم میں اور خوش خور آکے لیے مقرر کیا ہوا بھراب بھی کھانا نہ پسند آئے تو ہم کیا کریں اور بھائی صاحب لچئی اور جھولدار رسا اور توری تو دالہ ایسی کٹی ہوئی کہ واہ۔

نواب۔ کٹی ہوئی۔ واہ بھی لالہ رفیع زرو۔  
ممن۔ او تو حضور کوئی شکر تو لائیے۔ یا صرف دلا سا دینے کے لیے یہ باتیں ہیں۔

مہراج علی زناتے سے جا کے آوا در تیل کا اجار آ کر لائے۔

نواب۔ خدا سمجھتے تھے ارے یہ کیا لایا ہے۔

مہراج۔ باگل ہونے کا کھاؤ تو۔  
چھٹن۔ کھائیں کیا تمہارا سر۔

آغا۔ آپ کی ایسی ہنسی کھائیں۔  
مہراج۔ آچھا ذرا چمچو تو۔

نواب۔ ابے تو نامعلوم کیا کھائیں تیل کی چیز۔ بڑے بیوقوف ہو۔

منشی مہراج علی نے چیل کے چاد کی تریخت کو شروع کی تو نواب صاحب نے جھلا کر اجار کا پیالہ پھینکا تو سچے جاکے گرا۔ کہا تم لوگوں کو عمر بھر کھانے کا سلیقہ نہ آئیگا تیل کا اجار بھی مجھے ماسوں کا کھانا ہے کوئی

اور یہ آلو کی تکاری۔ ارے گوشت نہیں کھاتے ہوا نہ کھاؤ کھاتے ہو وہ تو وعدہ کھاؤ۔ کھانا اور مسلمان یہ لطافت تم لوگ کہاں سے لاؤ گے۔

منشی مہراج علی نے کہا بھائی صاحب آپ لاکھ کیے جھولدار رسا اور لچئی سے بڑا کر کھانا کچلے گا بھی نہ پکے گا۔

آغا صاحب اور میں نے کہا حضور و ائید بہت بڑا ہی جی چاہتا ہے کہ جھولدار رسا اور لچئی کھائیں نہیں تو کیا پکاتا ہے جسے تو نام بھی نہیں سنا تھا۔ یا عوزہ دو ایک لچئی تو لاؤ اس وقت۔

مہراج علی نے بارن کو آواز دی اور کہا لچئی لا۔  
تھوڑی سی لانا اسے سنا۔

بارن دس پچان لیکر آئی۔  
آغا۔ ارے بارن لچئی تو لائی ذرا سا جھولدار رسا بھی تو لاؤ جا کے۔

بارن۔ بہت ہو۔ جھولدار رسا بھی ناہین بنا ہے اور سب بنی ہوگی۔

آغا۔ اور سنو تو تمہارا لکھن کا فراموش ہیں۔

مہراج۔ ارے یار کیوں مذاق کرت ہو۔  
لچئی جو ان لوگوں نے کھائی تو پسند کی اور کہا منشی

انصاف شرط اچھی بی بی ہیں اور واقعی خوش ذائقہ ہیں اور سو ذمہ۔ جتنی یہ کیونکر کہتی ہیں۔

مہراج علی نے کہا جیلے سدا گو نہ تھا اس کے بعد نمک اور زہرہ غلایا اور خوب گھبراتے

لیا۔ اور گھبراتے گھی اور خمیر ملا یا اور سوین ملا یا اور تیل میں مگر تلنے والا ذرا ہوشیار ہونا

چاہیے آپ کے خاص ہزار آپ لیس گواروں کا مین ہے

چچا

نشتی مہراج کی ان لوگوں کی ذرا ہی تعریف سے اس درجہ خوش ہوئے کہ اکڑنے لگے۔ نواب صاحب کے خاص پڑ کو کہ استاد آدمی تھا گنوار قرار دیا۔

آغا۔ یار ہمارے باورچی کو اپنی بارن کے سپرد کر دو کہ اسکو بھی پکانا آجائے۔

مہراج۔ اس کے کیا معنی دیکھو کہ میں سمجھا نہیں۔ مسخرہ۔ مطلب یہ کہ اپنی بارن کو اس کے باورچی کے سپرد کر دو۔

مہراج۔ (سرخ ہو کر) تشریح کیجئے۔ اسکی۔ مسخرہ۔ حضور شاگردی کر نیئے۔ اتنے باورچی کو حضور کی بارن پکانا بتادی۔

مہراج۔ بجا ارشاد ہوا۔ مگر وہ ہنوں کی کمان سے لائیگا وہ۔

مسخرہ۔ آپ کی بیوی تو خوب سیکھی ہو گئی۔

مہراج۔ یہ اسپر طرہ ہوا۔

مسخرہ۔ تو خباب امین میں نے کیا بھس ملا دیا آپ بھی بڑے عقلمند ہیں۔

مہراج۔ میں سب سمجھتا ہوں۔

مسخرہ۔ آپ تو ناحق ناحق خفا ہوئے ہیں۔

آخر کار خدا خدا کر کے لالہ روغن زرد دام حاققت سے بارن نے ان کے کما کما سینکھو اتوں ملاوت ہینکی گمن ہیں جلسے کے بلاے لاؤ کہو کہ خدا ہواجات ہر لوگوں نے خدا کا شکریہ ادا کیا کہ ہمیں آواز تو کال ہوئی۔

نشتی مہراج کی صاحب افتان و خیزان اندر تشریف لے گئے اور کل چیزوں کو گرما گرم اور تیار پا کر بہت ہی خوش ہوئے بیوی

سے کہا جانا یہ اس وقت جی چاہتا ہر کہ تمکو کچھ انعام دیں روپیہ پیا تو تم کیا کر دگی۔ اسکی تمکو نہ خواہش ہو نہ ضرورت اب رہا زور دہو تمھارے پاس کثرت سے ہر کسی کی قبیلہ اس طرح کا گستاخ بننے لگتی ہر بھلا۔ تو تو میری گوندنی ہو جان من۔ گوندنی کی طرح زیور سے لدی ہوئی۔ مگر سچ گستاخوں اس وقت اس کھانے میں وہ خوشبو آ رہی ہو کہ معلوم ہوتا ہو کہ حاصل کا بھول ہو رہا نہ کیا خوشبو ہو۔

راوی۔ اس تعریف کے صدمے۔ کھانے کی خوشبو کو گڑھل کے بھول سے کیا مناسبت ہو کثرت غفلت کہتے تو کیا مضائقہ تھا۔

خیر۔ فرمایا کہ رنگت ایسی ہی ہو کہ اگر زرد ہو تو بالکل جیسے پت چھڑا ٹکی تیان اور فیض ہو تو جیسے مہر من اور بھورا ہو تو بالکل جیسے پورانی دیوار کا لکڑ۔ اور لال ہو تو بالکل جیسے تمھارے گالوں کا رنگ اور سیاہ ہو تو جینے جیسے ہمارے سر کے بال۔

نشتی مہراج بلی صاحب کے آخری لطیفے پر انکی بیوی مسکرائیں کہ تمھارے سر کے بال تو بہت ہی گلے ہیں آسمین کیا جھوٹ ہو جو ایک دن کھجاب نہ لگاؤ تو دھوڑ کر گویا کر یا بال اکو تہ لے۔ کچھ بابے بھروسے کو جو جان میں سکت ہو۔ بھلا اچھا دودھا نہ تو لگاؤ تب عاتی۔

نشتی مہراج بلی بہ۔ بیوی سے ایسا ناراض ہوئے رکابے واسے۔

یو بلڈی فول لوگ تم وہ توڑی کا سب کھا نا کر دیا۔ انکی بیوی شک حراج عورت بگڑا گئیں بہت ہی خفا کیا تم تو ہو گئے بہتری پیر تو بھوت سوار ہوا ہے۔ ہم سے بہت بائیں کرلو تو ہم

منگھلے کے ڈولی اپنے میکے چلی جا ب کہے لاگے  
دو کوڑی کا کھانا کر دیا۔ دو کوڑی کا کھانا کر دیا سو گیا  
نوکر راکھو نا پھر سرہ جانا کا ہے کا کھنکی جات ہو  
بیشیر بن کی۔  
اتنے میں منشی مہراج ملی نے دیکھا کہ بڑا غضب  
ہوا بیوی بگڑی جاتی ہیں تو۔ ۶

بگڑی ہوئی بات یوں بنائی

جناہ تم ناحق ہمارے خلاف ہوئے وہ کھانا  
پکایا کہ خوشبو سے لڑھل کا پھول کھل گیا۔ اور جتنے  
دوست اس وقت ہمارے پاس آئے ہیں وہ خوشبو  
سوئنگ کے کہتے ہیں کہ یار مہراج جی جس شخص کے ہاتھ  
کے کھانے میں اتنی خوشبو آتی ہو اسکی زلفوں میں  
گمان تک خوشبو نہ آتی ہوگی۔ انکی بیوی کو یہ کلمہ سنکر  
کسی قدر غور ہوا اور یہ فائدہ کی بات ہو۔ اس  
عیب سے بہت ہی کم آدمی بری ہیں۔ انکو نصیحت ہو گیا  
کہ ہے جو کھانا پکایا کہ انکی خوشبو نہ دروز کھاتی  
اور جس میں نے سوئنگی وہ پیراک گیا بہت خوش  
ہو کر لو لیں کہ ایسا کبھی کھانا نہ ہوگا۔

مہراج ملی نے کہا جو لدا ر سامین ذرا پانی اور  
ڈال دو اور جو بھی چیز بن کی میں زمین مٹھا س  
زیادہ کر دو۔ انکی بیوی نے کہا اب تم بڑی ہوگا اگل  
نہ تباہیت اگل نہ سہوڑے میں وہاں سے جو لدا ر  
ر سامین پانی ڈالو اور گونا سکر گلو تم جا کے کھلاؤ  
تو سب خوش ہو جائیں اور سنئے دانت آجائیں تو سہی  
اگر سے ترے غور و انور منشی مہراج ملی اور بارن  
اور مری نوکریوں میں کھانا کہہ کے بیٹھے نوکریوں کو  
دیکھ کر حیرت میں ہونے لگیں۔

منش۔ این نوکریوں میں لائے۔ یعنی ہاتھوں  
آخر سے یار ہتے ہر نوکرا براے خدا کے لئے۔  
مسخرہ۔ از براے خدا کے لئے۔ از براے خدا کے  
لئے کے واسطے واہ واہ واہ۔  
آخر سے لائے حضور اس طرف لائے  
ہم تقسیم کر لینگے۔

نواب۔ اور یہ کھا پھیاں کھد رحان شفاف  
میں واقعہ یہ عمدہ بات ہو۔  
چھٹن۔ پھر ٹوکا۔ اب کی آپ بولے تو۔ مگر یار  
مہری تو ہم کی عورت کو والدہ بارن تو ادھر ہو۔  
بارن۔ ادھر اور جو ان کا دھکا ٹھکے ساتھ سیاہ  
کرے گا۔ جو ان میں تو ہرے سیاں کے کرم اور ادھر  
ہیں تو ان کے کرم۔

منش۔ جی دیکھیں ہر منشی مہراج ملی صاحب کی  
بارن ہو تیز کیوں ہو محبت کھی ہو۔  
مہراج۔ (اکھڑکے) اچھی یہ تو یہ وہ جو مہری ہیں بھگتی  
ہی ہوئی۔ ایسی طرار عورت تو ہے انسان آیا آج تک  
دیکھی ہی نہیں۔ اللہ آفت کی برکات ہو۔

و طرار ہاری قبیلہ ہی میں بگڑا سکی طرار ہی بہت  
طری ہوئی جو یہ شونہ ہر وہ ذریعہ تعلق میں رہی  
چال جیسے کڑی کمان کا تیر اور انکی چال جیسے آؤنی  
چلتی ہر نزاکت کے ساتھ آہستہ آہستہ۔  
طاسپر بڑا قہقہہ ہڑا۔

چھٹن۔ اچھی یہ بھی گئی اپنی ایسی ہی میں اور  
وہ بھی۔ اب میں کہہ کر دیکھو نگار مان اب کھانا کھانے  
دھکے یا بارن کے سہرا پا کال کو گے۔ یہ ایسی  
ہو۔ اور وہ دسی ہیں۔

مہراج۔ آپ پاگل مین دیکھو تو بھوک پیاس

بند ہو جائے۔

نواب۔ تو بھی دکھا دو پھر۔ دکھا دو تو جھینٹا

مہراج۔ (بارن ہے) بارن جاے کے کدے

کہ بن جھن کے صحن میں جھین۔ کوٹھے کا دروازہ

کھول کے در سے دکھا دینے۔

چھٹن۔ یہ کیا خطہ ہے۔ کچھ شری ہو گیا ہے۔

انٹے میں من اور داروغہ نے کہ بہت بھوکے

تھے ٹوکر دن میں سے لیجان نکالنا شروع کیوں

سب کے سب دیکھنے لگے کہ کیا کیا ہو آیا ہے۔

نواب۔ بھئی جھو لہار سا کمان ہوا استاد۔

مہراج۔ یہ۔ یہ جھو لہار سا ہے۔

نواب۔ (چل کر) بار پکا تو خوب ہے کچھ مہراج

مہراج۔ اسے بار انگلیاں چالو گے تم سب نے

سب پلاؤ اور شری ہوا رہی خود دیکھو۔ پلاؤ تو بھی

پکا لیتے ہیں مگر جھو لہار سا۔

بسیار سفر پایہ تا پختہ شدوغامی

پچھی دوسب کو پسند آئی۔ اور سب نے تعریف کی مگر

جھو لہار سا چلے کہ سب دم بخود ہو جاتے تھے کہ یہ

ہے کیا بلا لیکن منشی مہراج ملی کے بنانے کی غرض سے

سب تعریف کرتے تھے اگر انکو خدا نے ذرا بھی فضل

دی ہوتی تو سمجھ جاتے کہ یہ جو علیچ ہے مگر قفل سے

وہاں کیا سروکار کو سون دور۔

نواب۔ بار یہ جھو لہار سا کی ترکیب تو بھوکا بتا دو

اختر حضور کیا آب و نمک ہے کہ راہ دادا۔

منس۔ اور پانی کھڑے موزوں اور مناسب ہے۔

مہراج۔ توری کا زور کیا ہو گیا۔

اختر۔ توری سب سے بڑھ گیا ہوگا۔

داروغہ۔ جی ہاں توری بہت اچھا ہوگا۔

چھٹن۔ توری ملاؤ گا گرد کرنے والا ہوگا۔

مہراج۔ بڑی بات کہ پسند تو کیا صاحب جون نے

نواب۔ یعنی اک جھلک دکھا تو دوسرے یا زحیم

بدنیت تم ہو دیا ہی سب کو سمجھتے ہو۔

مہراج۔ پاگل ہو خاصہ ہم تو اسکو عیب ہی نہیں

سمجھتے مگر یہ چھٹنوں کا کمان آدہ ہے۔ اسے بار آخر

اسمین کیا حرج کیا ہے۔ انکی بھی خوشی ہو جائے دو۔

چھٹن۔ آپ تو مطلب کی بات چاہاتے ہیں ہم

جھو لہار سا کی ترکیب دریافت کرنے ہیں آپ کچھ

ادری فرماتے ہیں ترکیب بتاؤ گے یا بخل کر دیتے۔

سکھا دو بھائی تمھارا حسان ہوگا۔ یعنی پڑھنے کی کڑ

مہراج۔ تم تو بھی چھٹن صاحب بن چکے ہو ادھر چھٹن

کو درجن سنا ہے ہیں۔ سکھانے کو تو ہماری بارن یا

رسو کیا بلکہ خود ہماری گھر میں مستعد ہیں ایسی بات ہے۔

مگر وہ ہوتی ہرگز نہ تانے کی بار عزیز۔

چھٹن۔ اچھی آپ کی بلا سے۔

مہراج۔ بھائی صاحب اعلیت یہ ہے کہ ادھر توری

چیملا اور بال لیا اور پانی ملا دیا۔ پاد پھر توری

تو دوسرے پانی جو نمک دیا اور نمک اور مرچ کی بھیا

دی۔ اور جناب والا ہلدی اور سر سے چھڑک دی۔

مسخرہ۔ نمک اور مرچ کی بھیا دی۔ واہ بھئی

لالہ روغن زرد۔ واہ۔

نواب۔ بار ترکیب تو خوب ہے۔

چھٹن۔ اسمین کیا شک ہے۔ ہم تو بھائی صاحب

خود رکھو یا کر نیلے۔ اور یہ کیا شکر ہے۔

نواب۔ محی اڑمیں سے وہ بتا دیا کریں۔  
 مہراج۔ اچھا خبر اسکا مضائقہ نہیں۔ میں کچھ اور  
 سمجھتا تھا یعنی معاف کرنا۔  
 چھٹن۔ آپ کی شہنشاہی ہی سمجھتے ہیں۔ کیا مجھے تھابت  
 مہراج۔ ہم سمجھتے تھے کہ آپ زانو سے زانو بھڑکا کر  
 بیٹھنا چاہتے ہیں۔ پس بندہ بدو ملغ ہو گیا تھا۔  
 اس پر سب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور نواب صاحب  
 اور میان اختر ٹوٹنے لگے۔ سپیشل میں بی بی پڑ پڑ گئے۔  
 جو سہو جیتی ہو زرا۔ ساری خدائی سے انوٹھی کہنے  
 لگے میں سمجھتا تھا کہ آپ زانو سے زانو بھڑاکے بیٹھیں گے  
 ماشاء اللہ مگر بگڑے بھی بہت جلد ہیں اور قال  
 بھی بہت جلد ہو جاتے ہیں۔ واہ لاہ روغن زرد واہ  
 منشی مہراج بی صاحب پھر نہ لے میں طلب کیے  
 انکی بیوی نے کہا یہ مہری اور بارن کو کیوں لوگ چھڑے  
 ہیں واہ اچھے اچھے مھے فانس لکھا ہو ہے ہیں۔  
 مہری کا چھڑے کابات مہری اور ہم کہہ بارے کہ  
 مہری کا نہ چھڑے۔ انھوں نے کہا ارے آپس کے لوگ  
 ہیں۔ جو ان جوان اور سپوٹ اور مہری ہماری ہو زرا  
 ٹیکسی اور جو ان۔ لوگوں نے ذرا چھڑنا شروع  
 کیا۔ بارن نے بھی تو خوب خوب سنایا۔ اب  
 تم اسکا خیال نہ کرو آپس میں یاروں میں نہ بی ہو اکیلی  
 ہو یہ کوئی بری بات ہے۔ جو آدمی پر سب سے بڑی کی آنکھ بڑتی ہے  
 اب ہم ہی ہیں جو کہ میں نکلے اور سب کی آنکھیں  
 ہم پر پڑے گی کہ کیا خوبصورت جوانی دے جاتا ہے  
 بیوی نے ہنس کے کہا۔ بوڑھے سے منہ  
 مٹا سے لوگ دیکھیں تماشے جو آدمی  
 بنے ہیں۔ گھر کی پکی اور باسی ساگ

مہراج۔ اچی بس کھاتے بھی جاؤ۔ یہ کیا شو ہو اور وہ  
 کیا شو ہو۔ ایک شو عمدہ ہو تو بتاؤں دو چیزیں عمدہ ہو  
 تو بتاؤں۔ جو شو ہو اعلیٰ درجے کی ہو۔ جو چیز ہے  
 نایاب ہو لوگ کہتے ہیں صاحب

خداوندان نعمت را درم نیست

جھک بارے ہیں ۶

خدا خج اگشت یکسان نکرو

کیا سب ایک سے ہوئے ہیں ہم ان خداوندان  
 نعمت میں نہیں ہیں۔ جی جناب۔  
 نواب۔ تم تو فیاض آدمی ہو۔ مگر فضول خرچ۔  
 مہراج۔ (اکرا کر) اور تباہ میں کا ہے میں ہوں بارے۔  
 چھٹن۔ یہ کیا شو ہو بھائی تباہ۔ یہ ہو کیا۔  
 مہراج۔ یہ ہیں کے زمین فندین مٹی میں  
 چھونک لگا ہوا اور اکثر ترکاریاں تیل میں پکتی ہیں  
 وہ بھی نوب پکتی ہیں۔  
 نواب۔ ہنکو تو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ آپ بڑے  
 خوش خور ہیں۔ یہ آج معلوم ہوا۔  
 مہراج۔ اب کی کھلاٹینکے تو اور بھی  
 خوش ہو جاؤ گے۔ حضور اب کی روز نواب صاحب  
 کے بارہی کو بلو امین اور بارن سے کہیں کہ  
 اسکو سکھا دے۔  
 مہراج۔ جب خوشی ہو۔ عرض کیا ناگہر میں خود  
 سکھا دینگی اے کوئی پردہ ہے۔  
 نواب۔ تو وہ بیجاری بادی کی کو کیوں سکھائیں  
 وہ سکھائیں تو ہنکو سکھائیں۔ ہم حاضر ہیں۔  
 مہراج۔ (خج بنا کر) اسکے کیا سنی۔

شرم نہیں آدیت ہو تمکا۔

منشی مہراج ملی صاحب بات بات پر بیوی کے سامنے جوان بنتے تھے۔ مگر وہ صاف صاف جواب دہان شکن وے دیا کرتی تھیں اور انکو ناگوار کرتا تھا۔ کہا اچھا گلوری بنا رکھو۔ یہ کھکر پھر جلا جاوے۔

نواب۔ کہے حضرت کیوں یاد کیا تھا آپ کی مخدومہ مکر مہ نے۔

مہراج۔ بوجھتی تھیں کھانا پسند آیا یا ناپسند پہنے کہا پسند آیا اور لوگ چاہتے ہیں کہ تم ناگوار لگی لگا سکاؤ دکھاواہ ہم تو نہ سکھانے کے بس یہی دل لگی ہو رہی تھی ٹری ہنسو عورت ہو بیوی ہماری۔

جب کھانے سے فراغت پائی تو پانی مانگا اپنے باری اور خدمتگار کو حکم دیا کہ پانی لاؤ۔ وہ لوٹے لیکر آئے انھوں نے کہا بھئی ٹیپن دانی صابن (صابون) کچھ دیا یون ہی ہاتھ دھوئیں۔ تسلا و سلا کچھ ہی نہیں ارے یہ تو بالکل گنواہی معلوم ہوتا ہو وادہ۔

لا حول ولا قوۃ بڑا بیوقوف ہو۔

مہراج ملی بولے بھائی صاحب اب یہ خبر ہے تو چھپر پر رہیے اور ہاتھ دھوئیے۔ ہاتھ دھوئے کے بعد گلوریان آئیں۔

نواب۔ یا شاہ اللہ جی روح دینے فرماتے ارے یہ بنگلے پان مہراج۔ اچھا اب کھاؤ تو۔

آخر۔ بنگلے لا حول ولا وسواری منگواؤ صاحب بڑے کنوس ہو۔

مہراج۔ اچی حاضرین حجت نہیں غائب کی تلاش میں یہ جھٹکن حسین علی ہمارا خا صمان شکواؤ۔

نواب محمد عسکری اور جھٹکن صاحب کے خاصمان کے پان نہایت عمدہ بنے ہوئے۔ بسا ہوا کتھا۔ خوشبو۔ وسواری قیمتی پان۔ موٹی موٹی گلوریان۔ لیاقت اور نفاست کے ساتھ نبی ہوئیں۔ ایک ایک دو سو پان تقسیم ہوئیں۔

نواب۔ ذرا یہ گلوریان جا کے اپنی بیوی کو دکھاؤ تو کہہ دیجیو یہ گلوریان ہیں۔

مہراج۔ بھائی صاحب یہ گلوریان کیا مال ہیں وہ اگر اپنے ہاتھ سے بناتین تو دیکھتے آپ وہ نادر بناتی ہو کہ میں کیا کہوں۔

منشی مہراج ملی صاحب کے پان اور تو سب ہیں مگر نواب رونق جنگ بہادر کیون نہیں ہیں۔ وجہ یہ کہ نواب صاحب موصوف بھی آئے تھے لیکن ایک ضروری کام کے سبب سے انکو گھر واپس جانا پڑا۔

منشی مہراج ملی صاحب نے علی اجاب سے وعدہ کر لیا کہ نواب رونق جنگ بہادر کی علحدہ دعوت کرینگے کھانا دانا کھا کر بیٹھے تو پھر گانا شروع ہوا اب سنئے کہ منشی مہراج ملی صاحب نے ایک خاص فرمائش کی کہ زنائے میں چلکر گاؤ۔ اسنے فوراً منظور کر لیا اور کہا بس اللہ۔ کوئی آدھ گھنٹہ زنائے میں گانا مورا جب وہ باہر آئی تو نواب صاحب اور آغا صاحب نے کہا کہ منشی مہراج ملی کی بیوی کو دیکھا کسی میں آئے کہا جی ہم لوگوں کا یہ شیوہ نہیں ہو کہ کسی کی بیوی کا حال بیان کریں۔

انفرض تھوڑی دیر تک گانا سنکر نواب محمد عسکری صاحب نے منشی مہراج ملی کی باریں کو بلایا اور کہا دیکھو یہ گلوریان جا کے بھائی صاحب کو ہماری طرف سے بندگی کیونکر دے رہا ہے۔

نواب۔ کہے حضرت کیوں یاد کیا تھا آپ کی مخدومہ مکر مہ نے۔

مہراج۔ بوجھتی تھیں کھانا پسند آیا یا ناپسند پہنے کہا پسند آیا اور لوگ چاہتے ہیں کہ تم ناگوار لگی لگا سکاؤ دکھاواہ ہم تو نہ سکھانے کے بس یہی دل لگی ہو رہی تھی ٹری ہنسو عورت ہو بیوی ہماری۔

جب کھانے سے فراغت پائی تو پانی مانگا اپنے باری اور خدمتگار کو حکم دیا کہ پانی لاؤ۔ وہ لوٹے لیکر آئے انھوں نے کہا بھئی ٹیپن دانی صابن (صابون) کچھ دیا یون ہی ہاتھ دھوئیں۔ تسلا و سلا کچھ ہی نہیں ارے یہ تو بالکل گنواہی معلوم ہوتا ہو وادہ۔

آپ کے بڑے شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمارے لیے  
ایسا عمدہ کھانا کھوایا۔ آپ کی قوم میں گوشت کو کھانا  
نہیں اس سے آپ بھی مجبور ہیں۔ مگر جو کچھ آپ کی  
قوم میں کھاتے ہیں وہ آپ نے ہم کو بکشا وہ بیشیانی  
کھلا با۔ خدا کرے آپ کے لڑکا ہو اور فشی مہراج ملی  
عقل سیکھ جائیں۔

بارن بھی ہنسی اور حاضرین جلسہ بھی ہنستے۔  
بارن نے جا کے بیوی سے کہا کہ میں کب جو بی  
سے جاؤں گے کہ ہمارے بھائی اور ہم کا جو کھلاؤں تو ان  
ہم سکر گئے ہیں۔ کھانا تو آپ کی قوم مان کو کھلاؤ  
ناہیں جو لو کہ میں کہ۔ دیکھو — ڈبا — ہکا تو  
بھائی یا ناہیں ہو۔

فشی مہراج ملی کی بیوی نے کہا اری ہم سنت  
راہن میں جا کے کہ کہ — اتنے میں مہری بولی  
ہی ہم کیا جا کے کہیں۔ اچھا جا کے کہ کہ تم اور فشی  
بھائی بھائی ہو وہ تم کا کھلاؤں میں۔ تم انکا۔ آئیں کن  
بات ہو۔ اور اچھی دھانگی کو انکا کھلاؤ (خدا)  
اگلے سے۔

مہری نے جو باہر یہ آنکر پیغام کہا تو سب کے سب  
کھلکھلا کر ہنس پڑے مگر فشی مہراج ملی صاحب  
جھپٹنے کے عوض اور سرد ہوئے کما وہ تو آپ کی اس  
وحاشے خوش ہو گئی ہو گئی پوچھیے کیوں اس جہ سے کہ  
وہ خود بہین پاگل سمجھتی ہیں کہ وہ تو انکی اس کے  
مطابق ہوتی ناہیں پھر تک کہ میں بڑی بولی پھر گئی  
مخزہ نے کہا حضور یہ فیقہ سا بولی بولی پھر گئی  
نواب صاحب نے کہا مہری ہکو تو تم پسند ہو وہ ایک  
مخزہ جانی لاور آپ ہکو پسند ہیں۔

سب ہنس دے فشی مہراج ملی صاحب ہنسنے خوش  
ہوئے کہ مہری کو حکم دیا کہ پیچھا جاؤ۔ ذری پیچھا جاؤ۔ دو دو  
چوچین تو ذری ان لوگوں سے لڑو۔ اُسے کہا کا ہٹیر  
ہوں کہ دو دو چوچین لڑوں۔ اب جاؤ ہوں ناہیں  
دیر ہوئے جاؤ تو پھلپا ہو جا میں کی کہ تو کہاں تھی۔

نواب — جھین قسم ہر اچھین مہراج ملی کی۔  
چھٹھن۔ ہاتھ پکڑ لو جو بی۔ کیا زور کر سکتی ہو جسے  
مہری سزور تو کر دن دیو سے لگا ہا ہے کے اسطے  
ہاتھ تو بک پکڑ جب حکم نہ مانو نہ بیٹھی تو ہوں۔ اب  
اور کس کس بیٹھوں۔

نواب — تمہاری بیوی گوری ہیں کہ کالی۔  
مہری (ہنس کر) ہکانا میں معلوم گوری ہیں کہ کالی  
تم کا کاہر گوری ہیں کہ کالی۔

نواب — تیری اس ہنسی کے صدتے ہو جاؤں۔  
مہری جان والہ کیا پیاری ہنسی ہو۔  
مہری — دکھلا کھلا کر اوہو بڑے مرے میں ہیں  
اس وقت اکڑا وہ نواب۔

مخزہ — مہری اپنے ہاتھ سے ایک گاڑی  
تو بنا کے لاؤ۔

مہری — اپنے ہاتھ سے بناؤں کہ کوئی  
اور بناؤں۔

مخزہ — بنیں۔ یہ شرط نہیں ہے۔ اپنے ہی ان  
گورے گورے پیارے پیارے ہاتھوں بنا لاؤ  
اک ذرا ہاتھ تو جو ملوں۔

مہری — (ہاتھ بڑھا کر) لوجم لو۔ چوڑا۔  
مخزہ — ہم ایسے خوش قسمت کمان پاؤ گی۔

مہری — اور ساٹھ برس کی تو تمہاری عمر ہو گی

اور ہاتھ چومنے ہو۔

مسخرہ۔ مسلمانین ساٹھا اور پاٹھا۔ بوڑھا اور بالاد  
نواب محمد عسکری صاحب نے کیا یاد اب کیا  
قبالہ کے مکان کا لکھو اور گے۔ کھانا کھایا۔ گوریان  
جکھین۔ شراب پی۔ گانا سنا۔ ہنسے بولے اتنی تو  
یٹھے۔ پھر اب کیا قبالہ لکھو نا منظور ہو پس یہی  
ایک بات بانی مرگئی ہو۔ منشی مہراج علی صاحب نے  
احرار کیا کہ بیٹھے ابھی جلدی کیا ہو۔ اور لوگ تو انسی  
ہر گئے۔ مگر نواب صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہا  
آپ لوگ پاگل ہو گئے ہیں۔ بندہ پاگل نہیں ہو۔  
اتنی رات آئی اب ذرا چلے لیٹیں پوئین۔

نواب صاحب اور من اور مسخرہ الدہ فتن ہزار  
ہوے صدرین نواب صاحب بیٹھے اور سامنے من اور  
مخو فتن ہوا ہوئی من نے اس وقت کا ذکر چھڑا  
حضور دو چیزیں تو دائمی پیش تھیں۔ ایک لکھی اور دوسرے  
نیمو کا چلہ۔ چادر کا چار اور چورن کا چورن نہایت ہی  
عقدہ بدترتہ ہو۔ اور لکھی بھی خستہ اور خوش ذائقہ تھی  
مگر ہندو لاکھ تدبیریں کرے مسلمانوں کا سا کھانا کیا  
کھانا کھا بھلا۔ جانتے ہی نہیں۔ منشی مہراج علی تو فرشتہ  
نہیں کھاتے۔ مگر وہ جو گوشت کھاتے ہیں وہ کیا خاک  
کھاتے ہیں بدترین کمار دن یا گنوار برہمنوں کے  
ہاتھ کا پکا ہوا ہلدی اور لسن اور پیاز اور پانی قلیہ  
بالکل پانی اور نمک یہ مزہ۔ بد ذائقہ۔ آب و نمک ٹھیک  
نہیں ہم آپ کھا تین تو دائرہ نہ کھایا یا کھاتے پھینک دینے  
کو ہی چاہے۔ اور ہنسے وہ جو بڑے مشہور ہندو ہیں  
وہ کیا خاک کھانا کھاتے ہیں بیش کے برتن من بھلا  
گوشت کیا سکے گا۔ کھانا خدانے مسلمانوں کے لیے

مخصوص کر دیا ہو بعض بعض ہندوؤں کی قوم نے ہمارا  
چربا اتارا ہو مگر وہ بات کہاں اور نفاست اور لطیف  
یہ بھی ہندوؤں کو کھانے کا نہ آئیگا ہندو چہند  
لاکھ بڑے جاہلین۔ مگر وہی چوکا۔ سامنے چلے  
کی آج۔ رسوئی میں دھواں بھرا ہوا۔ کہیں پانی  
کہیں یہ نہیں ہ پٹری پر اگر دن مجھے کھا رہے ہیں  
ہم لوگوں کی سی نفاست اور سلیقہ کجا ہر  
مسخرہ۔ حضور میں نے ان لوگوں کے ہاں بھی کھی  
کھانا کھایا ہو۔ دو کوڑی کا پکٹا ہو مگر زعم اور دعو  
بڑا کہ ہم ایسے اور ہم ایسے۔ مہراج علی کو دیکھ لیا نا۔  
یہ تو ان لوگوں کا کھانا ہو اور بھر وہ بھی روزمرہ  
نہیں نصیب ہوتا چھٹے چھ ماہے اور گلہ گلوں پر  
جان دیتے ہیں پیسے کی پوری کا بڑا شوق ہو اور  
پکی لوگو تو اسقدر عزیز نہ تھے تین حدیث جی طرح  
ہم شامی کباب پر جان دیتے ہیں یہ لوگ کھا لو اور  
وہی بڑے کھاتے ہیں اور تل کا پکوان بھی اٹھے ہاں  
ہو تا ہے۔

نواب صاحب نے کیا پانے فش کے ہندوؤں کے بغیر  
اب یہ امینین ہو سکتی کہ وہ کھانے پینے میں ترقی کریں مگر  
ہاں نوجوان تربیت یافتہ ہندوؤں کو ضرور چاہیے کہ تین  
اصلاح کریں۔ چوکے میں پڑے پر بھی کھانے کا دواج  
لاہور کی طرف نہیں ہو۔ لاہور پر کیا فرض ہو گل پنجاب  
میں نہیں ہو دی میں اکثر ہندو ستون کے ہاتھ کا پانی پیتے ہیں  
منکے پانی کا برابر دواج جو اس وقت صعب کرتے ہیں راجہ  
کے اکثر مقاموں میں بڑے بڑے ہندو براہمنوں کے ہاتھ کا  
جو پانی پیتے ہیں نوجوانوں کو انہیں تو اسقدر تو ضرور اصلاح  
کرنی چاہیے کہ کھانا نفاست اور سلیقہ کے ساتھ کھا میں



ممن حضور ان لوگوں کے ہاں جب کوئی تقریب ہو تو بھر دل ملی دینیجے۔ وہ ہر لونگ چٹا ہو کہ لا لان۔ مسخرہ۔ جی ہاں سلیقہ اور زلفا ست کمان سے لاین۔ نواب۔ گلاب کچھ دن سے بعض بعض تربیت یافتہ ہندو بھی ہمارا قبیعہ کرنے لگے ہیں لیکن اعلیٰ کماریاں اور بارینین بھی کس درجہ بدتمیز ہوتی ہیں۔

ممن۔ سار ہو۔ حضور نے دیکھا نہیں کہ وہ باری بانکا یہ حا جواب نہیں دیتا جیسے خود باتمیز ہوتے ہیں لیے خیر سے آدمی بھی ہوتے ہیں مگر کچھ دن میں دیکھ لے گا یہ لوگ بھی ترقی کر نیکیں۔

مسخرہ نے منشی مہراج علی کے ہاں کی دعوت کا ذکر پھر چھڑا حضور جو وقت قفل جی تھی یہ خدا جانے کما حقہ ہو گئے تھے اس قدر بھی نہیں سمجھتا کہ ہر تو ساگ ابر بھجیا کی ہوجلیج کرتے ہیں اور آپ اگر سے جلے ہیں شے خوش کہ یہ سب کے سب اس عجیب پر لٹو ہیں اور بلاؤ کی تو بار بار جو کرتے تھے کہ اس کے مقابل میں بالکل گروہ۔ کیا اصل شخصیت ہواؤ کی اور ہم لوگوں نے جو بنانا شروع کرنا۔ جی خوش ہو گئے کہ یہ دوسرا خوجھی پلاؤ کو بھجیلے سانسے برا تھتے ہیں۔

نواب بھی وہ کیا جانے۔ اپنے ہاں کے کھانے کے سوا اور کوئی کھانا کبھی کھایا نہیں۔ وہ جگتھے ہیں کہ لچی اور کوری سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہر دنیا میں ممن۔ مگر حضور میوہ کا اچار مٹیاک اچھا تھا۔

مسخرہ۔ ہاں اور سب چیزوں سے تو اچھا ہی تھا ممن۔ بھی یہ ہٹا دھرمی ہر واسطہ کیوں حضور۔

نواب۔ میوہ کے اچار کی تو ہر قسم خوراک لطف کرتے ہیں۔

مسخرہ۔ ہاں اچھا ہو۔ خوش ذائقہ اور ہاضم سنگر اچار پن کم ہو۔ ہاں چرن البتہ ہو۔ مگر ہر انین اچھا ہو نواب۔ لچی سے بڑھ کر اور کوئی شے نہ تھی۔

ممن۔ بات یہ حضور نے ہزار بات کی کدی بس۔

مسخرہ۔ حضور اس پر دل کے دولے کے مقابل

میں یہ سب بقولات گزرا ہر چاہے جو کچھ ہو۔ وہ شرفی

لقمہ ہو۔

نواب۔ بھی بھرا اب ایک شہر انکے ہاں جائز نہیں کہ

اُسکو وہ کیا کرے۔ اب خاک ہمارے ہاں حرام ہو

ہم اپنے مہمان کو ہر گز نہیں کھلا سکتے چاہے اُسکے

مذہب میں جائز ہو۔

نیراب سینے کا اسکے تین دن بونشی مہراج علی صاحب

کے چمکے ہاں سے حصہ آیا۔ پوری کوری لچی بیڑی الو

کد اور ترقی اور لو کی اور بھجیا کی لچیا اور میوہ اور زیتون

اور آم کا اچار۔ اور لڈو اور برنی اور پیٹے اور پی اور

نمک بارے اور شکر بارے اور گلیے وغیرہ وغیرہ کی

بیوی نے انکو کھایا اور کما تھا بارے چمکے ہاں سے

بنا آیا ہر کل باسوڑا تھا اسخون نے جو حصہ دیکھا وہ

خوش ہوئے کہا اسین سے کچھ خرچ نہ کرنا ہم اچھے تھو

کو کھلا سینکے۔ اسخون نے کہا اچھا۔ مگر یہ رات یا کما

ہوا ہر حکوٹا نا جو وقت بلاؤ۔ ورنہ خراب ہو جائیگا

میں چار کھٹے نمک آپ پڑے سو یا کیے جب کپڑے پر

باہر جانے لگے تو انکی بیوی نے کہا اگر کسی کی دعوت

کرنا منظور تو نمازہ تازہ کھانا پکواؤ باسی کھانا نہیں

بھیجتے کیا مطلب اگر کوئی ہندو تو خیر کیونکہ لڈو

سبکے ہاں ہوتا ہے اور اگر مسلمانوں کی دعوت ہو تو کچھ کچھ

یہ کھانا انکو نہ کھلاؤ۔ وہ لبوڑا کیا جانیں وہ شکایت

اگر شیکے کہ ہو باسی کھانا کھلایا۔ اور باسی کھانا کھا ہو سکو کھلاؤ۔ تانہ کیوں نہ ہو کھا کے کھلاؤ۔

انکی بیوی نے معقول بات کی تھی مگر یہ سننے لکسی ہیں انکو تو جی رہی ہوئی تھی۔ اور آدمی جزر سے نکلے سوچے کہ یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے پائے کپڑے پہنکر لوہا رونق جنگ بھاڑ کے ہان گئے اور اسے کہا آج آپ کی دعوت ہو ضرور چلیے۔

رونق جنگ یہ تو فرمایئے کہ آپ کا مزاج کیسا ہے۔ مہراج۔ حضرت اب بایں پیچھے پیچھے گا۔ پہلے میرے ہمراہ چلیے۔

رونق۔ خبر تو ہو۔ کمان چلون۔ کیا کوئی معاملہ ہے۔ جلسہ ہو کہین کیا۔

منشی مہراج بلی نے کہا بھائی صاحب غریبانے میں دعوت ہو آئی۔ ذرا تکلیف دہائیے۔ اور سب کو گاڑیوں پر بٹھا کر لے گئے۔

اتنے میں منشی مہراج بلی صاحب مکان پر پہنچے انکی بیوی نے کہ مہمیدہ عورت تھیں آلو اور بھینڈی کی بکڑاڑی کر گارم پکار کھی تھی اور بالائی اور قند منگوا رکھا تھا۔ اور بازار سے عمدہ عمدہ سوے منگوا کے تھے مہراج بلی نے بیوی کی بڑی تعریف کی اور اس کا رگڑاڑی سے از بس محفوظ ہوئے۔

وال اور ہر کی بے نمک پھینکی  
جسمین خوشبو نہ تھی ذرا لگی کی

المرض منشی مہراج بلی صاحب وہ کل سامان بالہائے اور رونق جنگ کے آگے رکھا اور کھائے بھائی صاحب بسم اللہ کیجئے اور کوئی توہر نہیں۔

رونق جنگ۔ واللہ یہ آپکی خاطر ہو ورنہ میں ایکلا ہرگز آپ کی دعوت قبول نہ کرتا۔ بندہ تمنا تو نہیں ہے اگر سزا دلہ راستے میں نہ لجاتے تو بڑی خرابی ہوتی۔ وجہ یہ کہ مجھ کو اکیلے کھانا کھانے کی عادت نہیں ہے۔

مہراج۔ اچھا لے اب خفا نہ ہو جیسے کھانا خوش فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی۔

رونق جنگ۔ تو سلا سلا ہاتھ دھونے کے واسطے منگواؤ گے یا بائیں بناؤ گے۔

مہراج۔ اب آپ خرے تو کیجئے نہیں کھانا کھائیے آپ دلیلیں نکلتے ہیں اور میرا ذہن اس وقت گندہ ہو رہا ہے جواب دینے کو جی نہیں چاہتا۔

رونق جنگ۔ یہ اسپر طرہ ہے۔ بہت بہتر جو آپ فرمائیے وہ ہم کر لیتے۔ مگر آئندہ کے واسطے تو یہ کی۔ اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی۔ اب تو آ پھنسے۔

اب بیٹے کو رونق جنگ اور سزا دلوانے ہاتھ دھو کے کھانا شروع کیا۔ ایک تو باسی کھانا۔ دوسرے مہراج بلی نے دسر کی ٹپے سو بایکے۔ اور کچھ رونق جنگ نے آنے میں عصہ لگایا۔ خلاصہ یہ کہ علاوہ دتین چیزوں کے سب کھانا سڑ گیا اور بو کرنے لگا۔

منشی مہراج بلی صاحب کسی ضرورت سے اندر نہیں لے گئے تو انکی بیوی سے اور انسے یوں گفتگو ہوئی۔

بیوی۔ اے کیا تم سب چیزیں باہر لے گئے۔

مہراج۔ اور نہیں تو تمھارے حکمنے کے واسطے چھوڑ جاتا۔ ہم سب لینگے یا آدھا لینگے تمسے کیا۔ بیوی۔ تمھاری عقل پر تھوڑے ہیں۔ اسے باسی کھانا ہے۔

ذرا دیکھ تو لیا ہوتا کہ کون شراحتی ہو اور کون غراب ہو گئی  
جو جو چیزیں غراب ہوتیں ان کو چھوڑ جانے اور باقی لے جانے  
اب دیکھو کیسے بنائے جلتے ہو۔

**مہراج**۔ جنا بہ یہ سب کھا نا افس اور عمدہ کلا ہوا اگر  
اگر دیکھی کرنے لگا تو بھی عمدہ ہو۔ ہاتھ چاٹ چاٹ کے  
نہ کھا میں تو سی اب دیکھ ہی ہوگی۔

یہ سیکھتے حضور باہر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ  
نواب چھٹن صاحب تشریف رکھتے ہیں اور مسخر الدو لہ اور  
نواب رونق جنگ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں۔

**مہراج**۔ آئیں۔ آپ اس وقت کہاں  
بھول پڑے۔

**چھٹن**۔ میں بھائی محو عسکری کے ہاں جاتا تھا دل  
آیا کہ مسکو بھی لیتا چلوں۔ میان آ کے کیا دیکھتا ہوں کہ  
رونق جنگ بیٹھے ہیں اور میان مسخر الدو لہ۔

**مہراج**۔ (رونق جنگ سے) آپ کھانا کیوں نہیں  
کھاتے یہ کیا ماجرا کیا ہے۔

**رونق**۔ جب تک چھٹن صاحب نہ کھا ئینگے  
ہم بھی نہ کھا ئینگے۔

**مہراج** بی نے کہا بھائی چھٹن صاحب از بل سدا  
تم بھی کھاؤ۔ انھوں نے کہا میں کھا کے آیا ہوں میرا  
پیٹ بھرا ہے ہاں چکی بلواؤ تو تین اور رونق جنگ  
کی خاطر سے کچھ کھا بھی لینے کہ میں بھی تنگ آتا ہوں۔  
آئے رونق جنگ صاحب بھی ذرا وقت فرمائیں۔

**مہراج** بی نے آدمی کو بلایا اور کہا فوراً درجنی کچی مان  
سے ایک بوتل ہو مسکی کی لاؤ اگر جلدی آنا اور اُدھر سے  
چار سیر برتن بھی لیتے آنا۔

اور رونق جنگ اور نواب چھٹن صاحب میں یوں

باتیں ہونے لگیں۔

**رونق جنگ**۔ بھئی رمضان شریف میں بھی تم نہیں  
چھوڑتے بڑے افسوس کی بات ہے۔

**چھٹن**۔ آپ بڑے لاکھ دم بن گئے تھے ہیں۔  
اتنے میں خدا شکار ہو مسکی کی بوتل لایا اور چھٹن صاحب

مہراج بی کے اصرار پر بلوغ سے شریک ہوئے چار دن  
نے ملے خوب پی چکے تو کھانے کی سوچ بھی اٹھا  
ہیں تو سخت باسی تو تھی ہی۔ لالہ دلہا تو۔ ایک نے

کہا ارے یار یہ تو تھوڑا ہے تھوڑا۔ دوسرا بول بھائی حساب  
لو ہے کے چنے چنانا اسی کو کھتے ہیں تیسرے نے  
کہا اُس روز تو فرماتے تھے کہ جو کھانے پھوس ہے

موجود ہے وہ حاضر ہے۔ اس سے تو آپ نے کھانے ہی  
کھلائی ہوتی یہ تو تھوڑے ہی زیادہ سخت ہے یہ آپ نے  
دعوت کیا کی ہے۔

**رونق**۔ اور مکان پر دوڑے آئے تھے۔  
**مسخر**۔ لے دالہ تھوڑے میں اور آئیں

کیا ذوق ہے۔

**رونق**۔ بس کچھ یوں ہی سافق ہے۔

**چھٹن**۔ آئیں اب ذرا اس آلو کی ترکاری کو دیکھنا  
دالہ بالکل سڑی ہوئی۔ ارے یہ مجھے سوچھی کیا۔

**رونق**۔ سارے بڑا بے تے کیا میں۔

**چھٹن**۔ سارے کھانا کھلانے سے فائدہ جبکہ کھلاؤ  
وہ بھی بریشان۔ اور جو کھلانے اسکی بھی جو ہو۔ اگر دعوت  
نہ کرنے تو اس سے اچھا تھا۔

**مسخر**۔ ٹھانی تک سڑی ہوئی ہے۔

**چھٹن**۔ بھئی یہ ترکاری اچھی پکی ہوئی ہے اگر گارم  
ہے اور آب و نمک بھی درست ہے۔

روفتی۔ ہاں شکر ہو۔ وہ خراب ہی کی سی مگر گرم تو ہو۔ مگر یار بار تمھارے ہاں کھانا کھا رہے ہیں در نہ ہزار دن مسکنا۔ مردود تیرا کلا کون ریتا تھا کہ خواہ مخواہ دعوت کر کون فرس ہی کون تھا۔ چھٹن۔ سارے یار دال کی ہو۔ یاد ال بھی نہیں ہو۔ دال اور چائیاں ہی جا کے لادو۔

نشی مزاج ملی صاحب زمانے میں گئے۔ بیوی سے کہا دو بائین میں ایک یہ کہ میرا گرم بھیجا کھانے میں کمان ہے آگئی۔ دوسرے دال گھیر میں ہی نہیں بیوی بھیجا تو سنے جلدی جلدی پکائی مٹی۔ اور دوسری بات کیا پوچھی۔

مہراج۔ دال ہو تو ذرا سی دو۔ بیوی۔ ہاں دال ہو (دال ایک کٹوے میں لے کر) مہراج۔ روٹی ہو۔ تو ایک آدھ کٹوانے دو۔ بیوی۔ ہاں جو دو موٹی موٹی روٹیاں دے دیں یہ سامان لیکر آپ باہر شرفٹ لائے موٹی موٹی روٹیاں اور بالی دال سارے رکھ دی۔

چھٹن صاحب نے دونوں کھائے اور کہا بس حضرت درگزرے گی کا بگھاڑ تک نہیں ہو۔ بالکل ابالی اور روٹیاں تو دیکھیے۔ باقی کے کھانے کا روٹ کتنا چاہیئے۔ واہ لالہ روغن زرد۔ واہ مہراج۔ بھائی صاحب جلدی بھی کرتے ہوا رہ پھر ادھر سے خفا بھی ہوتے ہو۔

روفتی۔ بے بس اب بندہ بگڑ جائیگا۔ مہراج۔ یار ایک تو کھاؤ دوسرے غراؤ۔

روفتی۔ ایسے کھانے سے درگزرے

دال دلیا تو گھرتن بھی موجود ہو۔ مسخرہ۔ مگر کیا کر مگر مگھانا کھانا کھلا یا ہو کہ واہ حضور جھالے پڑ گئے تنھ میں۔ چھٹن۔ جی میرا تالو جل رہا ہو۔ مسخرہ۔ اور خداوند برکت کے پانی کے عوض قش جو لائے میں۔ بھی واہ۔

اس آتش جو کے لفظ پر سب ہنس پڑے۔ مسخرہ۔ دال کو تو دیکھیے وہ مٹی کو بھی جانے دیجئے پتھر کی پتھر۔ ہم لوگوں سے تو بہت ترانے ہو جو دال میں لگتی حضور کی۔

اتنے میں مہری چمکتی ہوئی آئی۔ کہا مگر گھبران کہتی ہیں کہ یہ کھانا کل رات کا پکا ہوا ہے۔ اے کما تھا کہ جو کسی کو ملاؤ اور نیو تو۔ تو اچھا کھانا کھلاؤ انکے پی کے ٹھہرین کل مسوڑا تھا وہاں بیٹا آ رہا ہے تو ان اسی کو دیکھ کے تمھارے سامان دوڑے گئے۔ چھٹن۔ ارے چوری کیڑی لگی گئی۔

مسخرہ۔ یہ کیسے حلوائی کی دکان۔ روفتی۔ مگر بارہا رہی سمجھ میں نہیں آتا کہ کہ یہ ابالی دال کیونکر کھاتا ہو جسے تو ایک نوالہ نہ کھا جاتے۔

مہراج۔ ابالی دال۔ ہونٹ۔ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہیں ابالی دال کے بھر دے بھی نہ رہیں گے۔ بندے کے ہاں بارہ آنے جو وہ آنے میں نہ لگتی صرف ہوتا ہے قبلہ آپ ابالی دال لیے پھرتے ہیں۔

مسخرہ۔ حضور گھسے تو بڑا مانجے گا۔ کسی مردود ہی کو قیقین آتا ہوا اللہ۔

مہراج۔ بھائی چٹن صاحب کے سر کی قسم۔

چٹن۔ بندے کا سر کیا کہہ مقرر کیا ہے آپ نے۔

مہراج۔ ملی کی ذرا سمجھ میں نہ آیا کہ یہ لوگ ہنسے کس بات پر تھے۔ کہا بھائی صاحب ایک بندہ زادی اور ایک بندہ اور ایک مہری اور ایک بارن اور ایک بوڑھا بہن بس اللہ اللہ فیہ صلاح۔

مسخرہ۔ اتنے ہی سے آدمیوں میں بارہ آنے میں نے کلمی۔ دس میں بھی نہیں۔

مہراج۔ اب آپ غور فرمائیے۔

مسخرہ۔ آپ تو خود بھی ہین لالہ روغن دار رونق۔ بھی کیا لطفہ کہا ہو وادہ ماننا ہوں استاد کیوں نہ تو تم بڑے دل ملی کے آدمی ہو۔ چٹن۔ واہ بھی لالہ روغن زرد واہ۔

مہراج۔ یہ اس ملی ہی کے کھانے سے تو چارا نام لالہ روغن زرد ہو گیا اور والدہ جناب بھی ملی کھاتے تھے اور بڑے خوش خور تھے۔

مسخرہ۔ آپ کے والدہ جناب بھی کھاتے تھے ہنسنے تو سننا انکو ہنسنے ہوتا تھا۔

راوی۔ اس بیٹھے کو مہراج ملی ذرا نہ سمجھے۔

مسخرے نے کہا حضور بڑا مائین چاہے بھلا بندہ تو کسی اخبار میں ضرور ہو جو کر لگا کہ دعوت کی اور اصل کیا کہ ضرور آئے گا اور گھر پر بی بی کر مہری ہوئی ترکاری اور پتھر کی سی تخت پودیان اور باسی

گالے اور آٹم غلم رکھ دیا۔ اور گھر سے مٹی روٹیاں اور مائی دال لاکے بھانسنے

رکھ دی۔

مہراج۔ اب آج سے کان بکڑے کہ تم ایسوں کو کون مرد و مکھانا کھلاو گے۔ یا دعوت کرے لیکن اٹیٹھے والدہ کان اٹیٹھے۔ اس کے کیا معنی صاحب کھا کا

کھاؤ اور سے غاؤ۔ خیر اب تو جو کچھ ہوا سو ہو اگر اب ایسی حرکت نہ ہوگی۔ اتنے میں منشی مہراج ملی کی بیوی نے مہری کے ہاتھ تلے ہوئے بیٹے بھیجے۔ تو رونق جنگ اور چٹن صاحب پھر طک ٹکے کہا بھئی

کس قدر شایستہ عورت ہو اس وقت ہستون نے مزہ دے دیا۔

مہراج۔ ارے یار وہ بڑی سلیقہ شعار ہیں۔

چٹن۔ کیا شک ہو۔

مہراج۔ مگر تیلہ گوی بیاضی رہی ہے تیلے تل کے بھیج دیے اور انار بھیج دیے تو کھانا گھر کا خدا حافظ ہو۔

مسخرہ۔ کیا سوچتی ہو والدہ۔

بچھڑوں کی ملاقات

نواب رونق جنگ بہادر مہراج ملی اور حاضرین علی

ہمسراہ یکسر نواب محمد عسکری کے ہاں گئے کیا یاروں پر تم

آج مہراج ملی صاحب کے ہاں مدعو تھے۔ بھائی صاحب

دو دو کھانا کھایا کہ غم بھرنے بھول گئے۔ واہی واہ لالہ

بھر واہی واہ۔ ترکاریاں سب مٹری ہوئی۔ پوریاں

سخت جیسے پتھر۔ ارے توہ اور مٹائی باسی۔ مگر ان کی

بیوی داتنی بڑی صاحبہ ہیں۔ انہوں نے بیٹے تلے

بھیجے نمک اور سیاہ مہرچ جھنک کر میں کیا کہوں۔

والدہ بڑی باتیں عورت ہیں۔ یہ تو گوشتے ہی ہیں۔ مگر

ان کے سلیقہ میں شک نہیں اور انہوں نے مہری کی زبانی

ردنی جنگ نے کہا بھائی کے سر کی قسم اللہ ابالی  
دال خدا کی قسم ابالی دال۔

نواب۔ کیون جی مہراج بلی ابالی دال تھی۔  
مہراج۔ ساجی یہ تو باگل ہیں انکو کہنے دو۔

مسخرہ۔ سرکار کے نمک کی قسم  
ابالی دال تھی۔

چھٹن۔ تمہارے سر کی قسم نواب ابالی دال تھی۔  
نواب۔ لاخل دلاؤ۔ عجیب خفیف الحركات

آدمی ہے۔  
مسخرہ۔ حضور گل عزیز شری ہوئی باسی تناسی

پوری اور ترکاری۔ اور گرمی کے دن سڑے  
کیون نہ۔

نواب۔ اس شخص کو بھی خدا نے عقل سے  
بالکل کور کر دیا ہے۔ خالی از عقل۔ تہی ز فرد۔

مہراج۔ آپ ایسے سکو راستہ بتاؤں۔ کہنے لگے نئی  
تہی ز فرد تم خود ہو۔ تم سب گدھے ہو۔ ہکو خدا نے عقل کل

مجھ میں بنایا ہے۔ جی آپ کیا جانیں ان باتوں کو لاکھا گھنٹا  
ذرا دل لگی نہیں ہے۔

نواب۔ بجا ارشاد ہوا۔  
چھٹن۔ سب تم کو عقل کبھی نہ آئیگی بس معلوم ہوا تو

کی دم فاختہ ہی رہو گے۔  
مہراج۔ بس چپ رہو اب کوئی لفظ مت زبان سے نکالتا

نواب۔ کیون باگل پنہ کی باتیں کرتے ہو۔  
انرض نواب محمد عسکری ان سب سے جھٹ ہو کر ملے

آخر کو ساتھ دیکر مجزوبہ کے بیان گئے جبر قسا کے ہاں  
سوچے وہ عقل مچا چا کر کہہ رہی تھی قرن قرن نافزار

قرن۔ نواب کو ہاں آئی۔ آئی۔ آئی۔ آئی۔ ہاں اتنے

کھلا بھیجی کہ ہمارا کچھ قصور نہیں ہی ہم لوگوں میں رسم ہو  
کہ چھٹے چھ اسے ایک روز باسٹورہ کرتے ہیں سمین

یہ ہوتا ہے کہ رات کو پوریان کمپن پکوان لکا ترکاریان  
پکائیں گالے پکے رات کو نہیں کھاتے صبح کو یہ سب

پکوان لیکر کسی مندر میں بھیجتے ہیں اور جب وہاں سے  
واپس آتا ہے تو کھاتے اور تقسیم کرتے ہیں۔ ایک

حصہ کمپن سے آتا تھا۔ شل مشورہ ہوئی ٹھیکہ باقص  
کے نام۔ اسی حصہ کو دیکھا کہ حضور نے ہماری فوت کردی

نواب صاحب نے کہا میں ہوتا تو باسی کھا نہیں کہ  
انکو مجبور کر تاکہ ابھی پکواؤ یا نقدی لاؤ تو ہم خود

پکوا لیں یہ دعوت کر کے باسی کھلا دیا کہ منی۔ اچھی  
دل لگی ہے۔ اور یہ آخر تمہاری حرکتیں کیا ہیں بھئی۔

مہراج۔ لاخل دلاؤ یہ سب  
جھوٹ ہے۔

نواب۔ ارے کبھت یا تو کھلا نہیں اور اگر  
دعوت کر کسی بھلے مانس کی تو کھانا تو اچھی طرح کھلا

باسی پوریون کی دعوت کے کیا منی۔ اور نکالنا  
نہوں تو تازہ کھانا تو ہوڑے نالائق ہو یا رہ۔

منشی مہراج بلی صاحب کب شرمانے والے تھے۔  
شرمانے کے عوض آپ بگڑ کر کھٹے ہوئے آپ لوگوں کو

کھانا کھانا اپنے تئیں ہنسوانا ہو۔ ایک نو دو دوسر  
نی اسم جگہ جائے اور اوپر سے غراہے۔ اب آج

سے تو یہ کی دالندہ نام معقول لوگ ہو۔ نواب  
ردنی جنگ نے بگڑ کر کہا ہے تو نام معقول ابالی دال

کھلا تا ہو کوئی دعوت میں۔  
نواب محمد عسکری نے کہا یہ تو آپ کا شاعرانہ مبالغہ

ہے ابالی دال تو غریب سے غریب ہی نہ کھلا بیگا۔

میں نواب صاحب نے جھک کے سلام کیا۔

مجدوبہ - ارے قرن کمان ہو تیری بول نواب -

نواب - حضور کے حکم کی دیر ہو۔ اب حکم ہو جائے

مجدوبہ - سنی شیعہ ہندو مسلمان سب ایک اللہ کے

بندے ہیں کوئی فرق نہ کرنا۔ ہاں! سمجھا پس۔ ہاں! آ

نواب - تو اب ایسی کوشش کیجئے کہ قرن لمجائے ہمیں -

مجدوبہ - اچھا قرن کے واسطے کچھ ٹھکانے لایا جاؤ گا

نواب - (من سے) کبھی وہ دے دو فوراً دے دو

راوی - ارے نواب صاحب چونکہ بہت پی گئے تھے اس

سبب سے نواب صاحب کے ہر لہر کا بے نہ آئے تھے

من کے پاس انہوں نے پانچ اشرفیان کھوا دی تھیں

من کراڑ بس چالاک آدمی تھا چار اشرفیان مجدوبہ

کو دین اور ایک اشرفی نوادہ راوی -

مجدوبہ - قرن لمجائیگی۔ اب قرن لمجائیگی۔

نواب - میں جتنے ذری جھلک دیکھ لوں -

مجدوبہ - دو پیسے بادشاہی ایہ کیا دیا ہو -

نواب - حضور جو فرمایا ہے گا حاضر کروں گا۔ مگر

من - اچھا اگر قرن اس وقت آجائیں تو دس ہزار

لیجئے ابھی ابھی۔ بس -

نواب - منظور دس نہیں بلکہ اور بارہ -

مجدوبہ - قول مردان جان دار د -

ہاں! آ -

نواب - اگر اس وقت قرن لمجائے تو وہ -

مجدوبہ - درختوں کے ہرے ہرے پتوں کا

سایہ رہے۔ صحری چاندی - اور میٹھا اور جھڑی ادن

بھادون کی جھڑی - ہاں! آ -

مجدوبہ نے نواب صاحب کو حکم دیا کہ ذرا اکٹھے بندہ کو -

یہ تو پابند حکم تھے ہی ذرا! انہیں بند کر لین۔ کہا کہ

انہوں نے گول دیں - کہا قرن کہ نازو کیا دیکھا -

نواب صاحب نے فرمایا دونوں کو دیکھا اور یہ

کہا کہ مجدوبہ کی بڑی خوشامد کی -

من - حضور جو حکم دیجئے وہ بجالایا جائے -

مجدوبہ - توڑے لا قرن کو لے -

نواب - ابھی حاضر کرنا ہوں -

مجدوبہ - (بہت خفا ہو کر) توڑے لا قرن سے توڑے

لا قرن - لا توڑے لے قرن -

نواب - (من کے کان میں) لالہ ہر دیو کی ہاتھ

من - بہت خوب خداوند ابھی ایک حاضر ہوتا ہوں

من تو نواب صاحب کی گاڑی پر سوار ہو کر لالہ

ہر دیو اس صاحب کو بلانے گئے - اور مجدوبہ نے

نواب صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آ - مجدوبہ

انکو کلان کوٹھ کے کوٹھے پر لیکٹی اور ہاتھ چوم لیا -

انکو کسی قدر سمیت کہ مجدوبہ ہو - خدا جانے اسکی زبان

سے کیا نکل جائے اور کب قدر خوشی کہ ایسی صدیہ

عورت اس لطف سے پیش آئے جو اُت کر کے

انہوں نے بھی ہاتھ کو ذرا دبایا - تو - مجدوبہ جھلکھا

پرس بڑی جوان عورت اور حسین - اور سرخ و سفید

اور لم بن اس شوخی کے ساتھ اسکا ہنسا تھا کہ

نواب صاحب ٹوٹ ہو گئے

مجدوبہ نے کہا قرن کو دیکھیے گا - کہا ہاں - ایک

جھوٹے سے کمرے کا دروازہ کھولا تو نور کا بکا نظر آیا -

بی قرن بنی تھی میٹھی من - مجدوبہ دوڑ کے بھاگ گئی -

نواب - بی قرن جان صاحب سلام عرض ہو -

قرن - ہم سے نہیں بولتے -

نواب - قرن جانی ذری ادم دیکھو۔

قرن - (آنسو بہا کر میں نواب دیکھ چکے۔

نواب - جان من ہمارا کیا قصور ہے۔

قرن - تم کو ہمارا ذری خیالی نہیں رہا۔ بڑے

بیمروت اور پوفا ہو نواب۔

نواب - جانی جان تڑپتی تھی۔ ہلے ہنر بھلا ہے

صد بہ ہجر میں خدا جانے کیا کیا گزری۔ ہمارا ہی لعل جلتا ہے

راوی - یہ کہہ کر نواب صاحب زار از روئے نکلے۔

قرن - ارے یہ سب ظاہر درایان ہیں۔

نواب - ہلے افسوس قرن جان؟

قرن - نواب مجھ پر ختم اس بشیر الدول نے دھایا

اسکا حال میں کیا کون۔ خدا اس کجخت سے سمجھے لگے

اسکو غارت کرے۔ اسکا جنازہ نکلے۔ سوئے

میرے ساتھ کیا جانے کب کا غبار نکالا۔

نواب - میں کھڑے کھڑے نکال دوں گا وہ یہ کیا۔

قرن - اب ایسا ہے کہ جو رو تک پر تھکاری نکل سکے

نواب - (پر دماغ ہو کر) اسکی ایسی تھی۔

قرن - ہمارے ساتھ اس کجخت

نے وہ بری کی کہ ہمارا دل ہی جانتا ہے۔ ہر دم

کس سے کہیں۔ اللہ اس سوئے سے سمجھے۔

خدا اسکو غارت کرے۔

نواب - افوہ کن وقون سے ملی ہو جانی۔

قرن - ایک دن ہنسنے خواب میں دیکھا کہ ایک

عورت ہمارے پاس آئی ہے۔ اور ہم سے کہتی ہے

کہ عسکری کے پاس چلے گی۔ یہ کہہ کر کوئی چار پانچ دھو

اسنے دامن! ہان! ہان! کہا اور میرے سر پر

ہاتھ رکھا۔ بس آنکھ کھل گئی اب جو دیکھتی ہیں

تو ہی منسوب (مجنوب) عورت تھی۔

نواب - یہ بہت خدا رسیدہ ہیں انکا کیا کتنا۔

قرن - ابکی تو کچھ ایسا بندوبست کرو نواب کہ اب

ساتھ نہ چھوٹے۔ ہلے ان لوگوں کو خدا غارت

کے میرے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔

نواب - (قریب جا کر) ایک بوسہ بعد

دیت دے دو۔

قرن - تو گھبراتے کیوں ہو۔ اب باغ چلو۔ مگر

کسی پر کچھ ظاہر نہ ہونے پائے۔

نواب - ہماری رائے تو یہ ہے کہ ہم تمہیں تال

چلے چلیں۔

قرن - میں خوش میرا خدا خوش چلوں۔

نواب - (زار زار دکر) میری جان قرن۔

قرن - (رو کر) کیا کون نواب - اسن شیر لدلہ

سے خدا سمجھے۔ اللہ اس منڈی کاٹے کو

غارت کرے۔

نواب - ابھی کھڑے کھڑے نکلا دوں گا ابھی بھا

قرن - اللہ کرے اسکا جنازہ نکلے۔ خدا اس سے

سمجھے جیسا میل دل دکھایا۔

نواب - اچھا نواب اک ذری ٹھہراؤ لاؤ ہر دود آکر بلا لیا

آنئے دیکھ کر مجنوبہ کوئے دین تو پھر ہم تم کہیں جاگ چلیں۔

قرن - ابکی میں تمہارا ساتھ ایک دم بہرے لیے بھی

نہیں چھوڑ دوں گی جہاں تم وہاں ہم۔

نواب - عقد ہو جائے تو بہتر ہے۔ کیا رات ہے۔

قرن - بیشک ضرور ہونا چاہیے۔

نواب - تمہاری ان کی کسی تر تپتی نہیں کہ کیا کون۔

قرن - سارا ہنا بنایا تھیں اس سے بشیر الدول نے



بگلا دیا۔ اللہ کیے اپنے سچے رکھے۔ خدا اس سے بچھے اور کیا کہوں۔

**نواب**۔ قرن کے مرنے کی قسم آج ہی نکلوا دو لگا۔  
**قرن**۔ میری قسم تو جب ہوگی جب اس مرنے کی گھنٹی بجھاتی ہوئی نکلے گی۔ بس۔ اللہ کرے کوئی اسکو بار ڈالے تو کیا اچھا ہو۔

**نواب**۔ تم صاف صاف حال تو بتاؤ۔  
**قرن**۔ بڑی کہانی ہے کوئی کہانیاں تک کے۔

**نواب**۔ اچھا سنیں گے جلدی کیا ہے۔ مگر بیٹا اللہ بڑا چچی نکلا۔ ناقص۔

**نواب** محمد عسکری صاحب نے جو بعد مدت معشورہ نستر بن گوش بی قرن کو دیکھا تو بھڑک گئے اور پڑانا عشق بھرا سر نو جڑا یا اور قرن کی بھلی بین بیٹھ کر یہ اشعار لکھن داؤدی طرے لکے۔ ۵۔

آمد ز جد انت بجان دل  
کہ نالہ کند گئے فنجان دل  
چون باہم صدق عشق بازی  
گاہے نشد از تو کامران دل

اللہ اقصیٰ ہم اور قرن ایک جگہ تھے مین شان خدا  
یتری کریمی کے صدقے۔ قرن اب ہم اور تم اس طرح  
رہیں جاتی جیسے ایک روح اور دو قالب۔

**قرن**۔ باجی جان کہانیاں ہیں۔

**نواب**۔ ہیں۔ رو یا کوئی ہے بیجاری۔

**قرن**۔ (رو کی) اس بیٹا اللہ سے خدا سمجھے۔

**نواب**۔ آئیں۔ دیکھو تو جانی مین اسکو کیسا بچ

دیکھنا ہوں جاتا کہانیاں ہیں۔

**قرن**۔ بچہ تو جو آفت آئے دھاتی اسکا ہلاک ہے لگا

اور کون لے سکتا ہے۔

اتنے مین مین نے زینے پر سے آواز دی حضور لالہ  
حاضر ہیں۔ کہل چلے آؤ دو کوٹھے پر آیا تو دیکھتا ہے کہ  
کرلی قرن صاحب نواب صاحب کی بھلی بین بھی مین مین  
حضور خدا مبارک کرے۔ آج تو اللہ جلد ہونا چاہیے  
بی قرن صاحب ہنگی قرن نے کہا بس جائے بھی آپ  
تو کسی صحن کے مین مین ایک شیر اللہ اور اتنے تم  
اور کچھ ذکر کے اور اسے جو چاہا وہ کر گذرا ہے وہ  
مواندہ مٹھکا ہلاک سامنا تھا۔ ڈولی سے اترتی ہوں  
تو اس منڈی کالے کر راکی شکل دیکھی جان نکل گئی  
دھک سے پہلی بس کیا اللہ یہ ہو کیا۔

**ممن**۔ اب ہم لوگوں کو یہ حال کیا معلوم تھا۔

**نواب**۔ مہراج بی نے تو مجھے کہا تھا کہ بڑوس

مین آنکے رہی مین کدرا کے ہاں سے بھاگ آئیں۔

**قرن**۔ اللہ جانتا ہے نواب مہراج بی نے وہ جی کا حق دار  
کر دیا۔ رات کو چار آؤ بیٹھے اور وہ ہکون نکال لیتے مگر  
انہوں نے کہا مجھے مکو تھا رے میان کے بچے سے تو  
نکالا ہے اب تم جانو تمہارا کام جانے ایسا نہ کہ ہم  
دھریے جائیں۔ تو اور لینے کے دینے پڑیں۔

**ممن**۔ پھر تم غائب کہانیاں ہو گئیں۔

**قرن**۔ میرے تو ہوش ابھی نہ

ٹھکنے نہیں مین رفتہ رفتہ کل قصہ بیان کر دی  
کہ مجھ پر کیا کیا گزاری جو مجھ گزاری اللہ کرے  
دشمن پر بھی نہ گذرے۔ دشمن سے دشمن کو  
بھی نصیب نہ ہو۔

الفرغ لالہ مردود اس سے نواب صاحب نے  
دوس ہزار روپے لئے اور کہا کہ اسٹاپ لے آؤ۔ ہم

تمسک کلمہ دینگے۔ پرسون بنک کھلے گا تمہارا روپیہ تم کو  
 بلیا لینگا۔ سنے کہا، جو کیسا تمسک ہو گا کام نہ اٹکے  
 بس بڑا تمسک تو یہ ہر کھاتا لیتا آیا ہوں سب بیٹھا  
 ہو بس اسپرٹاناک دیکھئے۔ نواب صاحب نے لالہ  
 ہر دیوہ اس کی بڑی تعریف کی اور جس طرح پر لالہ صوف  
 نے بتایا فوراً لکھدیا اور روپیہ لیکر مجذوبہ کی نزدیکی  
 قرن اپنے دل میں بہت خوش ہوئی کہ انکو ہمارا اسقدر  
 خیال ہو کر اس ہزار روپیہ بات کہتے دے دیا۔  
 جب مجذوبہ کے پاس سے نواب کوٹھے پر گئے تو قرن  
 نے انکے رخصت تان بان کا پوسہ لیا۔ نواب صاحب کی  
 مارے خوشی کے باچھین کھل گئیں۔  
 نواب۔ ہائے اسی کو تو ترستا تھا اور ردنا  
 کیا تھا۔

نواب صاحب اپنے دل میں سوچنے لگے کہ بااقری  
 قرن کو ابکی دفعہ کمان چھپاؤں کہ اس مردود بشر کو  
 نہ معلوم ہو۔ سوچتے سوچتے انکے ذہن میں یہ بات  
 آئی کہ کسی ہوٹل میں اتار دین اور پردہ بین عورت شہر  
 گرین میں سے مشورہ کیا۔ من نے کہا حضور ہوٹل میں  
 ٹھیک نہیں ہو غلام جو عرض کرے اسپر غور فرمائیے  
 چنٹ بھان سے کوئی تین کوس ہو وہاں غلام کا ایک  
 باغ ہو اور اسمیں مکان بھی ہیں جس سیدھے وہیں چلے  
 چلے بچھا سست کسی کو کانون کان تو جسہ ہوگی نہیں  
 نواب صاحب کو یہ صلاح بہت پسند آئی۔ فوراً  
 قرن کو گاڑی پر بٹھایا اور من کو ساتھ لیا۔ اور  
 چنٹ کی طرف چلے راستہ میں بائیں ہوتی  
 جاتی تھیں۔

قرن۔ کل کیا بتائیں کہ معیبت میں تھے آج اللہ نے

یہ دن دکھایا کہ تم ہم پاس بیٹھے ہوے گاڑی پر فرے  
 سے ہوا کھارہے ہیں۔

نواب۔ ہم کل اتنے وقت مہراج ملی کے ہاں بیٹھے  
 ہوئے تھے۔

عمن۔ سرکار صبح شام دوپہر اٹھتے بیٹھتے آپ ہی کو  
 یاد کرتے تھے بارے خدا نے آرزو پوری کر دی اور  
 سچ تو یہ ہر کہ ان مجذوبہ کی بدونت یہ دن دیکھا۔

قرن۔ میں نے خواب دیکھا تھا کہ جیسے یہ آن کر  
 مجھے کشتی میں کہ اب جلاب چلی جلاب چلی بھلا تیرے  
 نواب سے ملا دوں۔ ان!!!۔

نواب۔ اللہ اللہ یہ قدرت حاصل ہے  
 انکو۔ واہ۔

عمن۔ حضور غرض تو کر دیا کہ اس شہر کی  
 قطب ہیں۔

اختر۔ عقل رنگ ہو جاتی ہے بعض اوقات وہ وہ  
 باتیں سننے میں آتی ہیں اور عقل کو نہ رنگ ہو  
 سمجھ سکتا ہو کوئی رمز کو۔ ای لا حول۔ کیا مجال ہو۔

نواب۔ نے اب آپ لاحظہ تو فرمائیے خواب میں  
 جا کے اطلاع کی اب اس سے بڑھ کر اور کیا کمال ہوگا۔

عمن۔ حضور مجھے کہہ رہا تھا مگر میں اس اشارے کو  
 سمجھا نہیں تھا۔ مجھے کہہ رہا تھا کہ ہم خواب میں گئے ہاں  
 گوری گوری صورت دیکھی قرن میں اسکی بہن نہ تھی۔

نواب۔ اور آپ نے جسے نہ کہا۔ سبھی واہ مقول۔  
 من۔ ای تو حضور جب غلام مجھے کچھ میری تو سمجھ ہی ہیں

نہیں آیا تھا وہ نواب عقدہ کھلا۔  
 اختر۔ ہر دیکھی اسی طرح بڑیں کیا جانے کیا کیا باب

جاتی ہیں اسکا بھٹنا آسان نہیں ہر۔

نواب بعض بعض باتیں تو بالکل سمجھ میں آتی ہیں۔  
 قمرن۔ ایک کام کرو۔ باجی جان کو بھی ساتھ لیتے چلو اور  
 آجی جان کو اطلاع کرو۔ انھوں نے رورو کے کیا بدلے  
 کیا جان کیا ہوگا۔

نواب۔ تو ایک کام کرو۔ ذرا آخر سے کو حسین علی کو  
 بلا لیں اور گاڑی ڈار روک دو۔

نواب صاحب نے گاڑی روک لی اور آخر کو حکم  
 دیا کہ حسین علی کو بلا لاؤ حسین علی دوڑتا ہوا آیا مکان  
 میں کھانڈا روکوا ایک گاڑی پر سوار کر کے چہنٹ میں  
 لاؤ اور تہا میان من سے دریافت کرو آخر گاڑی پر  
 بیٹھے اور گاڑی چہنٹ کی جانب روانہ ہوئی۔

قمرن۔ میرے اچھے نواب۔ اب نیلی تال  
 چلے چلو۔

نواب۔ کل ہی روانہ ہو جاؤنگا۔

قمرن۔ بہن تو یقین نہیں آتا کہ

نواب۔ کل ریل پر بیٹھی ہوگی۔

ممن۔ حضور بان اب تو چلیے۔

آخر۔ اب یہاں فیضی اخذ داند۔

ممن۔ فیضی ملکہ فیضی کا باب۔

چراکارے کند عاقل کہ باز بد بزمشانی

قمرن۔ اور کون کل بات ہے۔ قدم بھر پرتو نیلی تال

نواب۔ وہ کالے کو سون سہی بہم

ضرور چلیں گے۔

ممن۔ تو خداوند پھر ایک کام کیجئے شب باش تو یہاں

ہو بیجے اور سر پرے کوئی آٹھ بیجے گھر چلیے بان سلمان

کیجئے اور بندہ قمرن جان کو لیکر اسٹیشن پر آجائے۔

نواب بہتر اب باغ تو چلو پہلے۔

قمرن۔ یہ جا میں دھینکے نہیں۔

نواب۔ نہ جائیں گی مسمی۔

آخر۔ حضور بڑا نہ مائین تو غلام عرض کرے حضور کے

درج میں اور بڑے لوگوں کی طرح متکون ضرور ہے۔

نواب۔ لا حول ولا قوۃ کیا کہتے ہو ممن۔

آخر۔ حضور کے خوف کے مارے

چاہے نہ کہیں۔

ممن۔ حضور کہتے تو ج میں یہ۔

نواب۔ صاحب یک نشہ دہندہ۔ میان ہم

تکون مزاج ہیں۔

ممن۔ چاہے توپ دم کر ڈالے۔

قمرن۔ کیا بات کہی ہو ممن سمجھتے۔

ممن۔ ہم لوگوں کی رائے یہ ہے کہ نواب صاحب

کے قصد اور نیتے کا کوئی یقین نہیں ابھی کچھ

رائے ہے اور ابھی کچھ جلد بدل جاتے ہیں۔

جس وقت گاڑی باغ میں داخل ہوئی قمرن

نے کہا۔ نواب وہ دن ہم کو کبھی نہ بھولے گا جب ہم تم

پہلے پہل اس باغ میں آئے تھے اندر کرے باجی

گھر پر ہوں اُسکے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہوں ابھی

نے باغ کی کوئی کھلائی اور کھانوسے سے بند تھی

ذرا کھسکے سب دروازے کھلا دو۔ کوئی

آدھ ٹھٹھٹھ تک باغ میں مگر گشت کیا کہے۔

اسکے بعد گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی

نواب۔ ناز و بھجی آگئیں۔

قمرن۔ اور جو حسین علی ہی ایک سلا

ممن حسین علی اول تو پیدل آتا۔ اور اگر پیدل نہ آتا تو اے کے پر آتا۔

اختر۔ نازو وہ کیا بھیجی میں۔

قرن۔ یا دشت! بند گاڑی اور نازو کو دیکھ لیا۔  
اختر۔ بند ہونے ہی کے سبب سے تو سمجھ گئے کہ نازو ہیں۔

نواب۔ وہ گاڑی آن پہنچی۔

ممن۔ حضور نازو ضرور آئی ہیں۔  
اسنے میں گاڑی باغ میں آئی اور رک گئی  
حسین علی کوچ کس سے آتا۔ گاڑی بان اور سائیں  
سے کہا تم کوٹ ہٹ جاؤ۔ بی نازو جھم جھم کرتی ہوئی  
آخرین۔ قرن اور نازو بغلیکے ہو میں۔

نواب۔ اور ہمسے (ہنسکر)۔

نازو۔ اللہ نے بڑا رحم کیا۔

قرن۔ یہ دوسرا مرتبہ ہر اس باغ میں آنے کا۔  
نازو یہ وہ باغ نہیں ہے۔

قرن۔ سارے باغ میں سچ کہا مجھے یہ اس وقت ہو گیا تھا  
یہ تو چھٹا ہے۔

نواب۔ تجھے پہلے بھی کہا تھا کہ جب ہمس  
پہلے پہل اس باغ میں آئے تھے۔ میں خاموش  
ہو رہا۔

نازو۔ میں اب ہمسے سارا حال تو کہہ چلوں تم تھیں  
کہان رو تے رو تے آنے خوشک ہو گئے (رو کر)  
اپنی جان کا دور از حال بڑا حال تھا۔

قرن۔ (رو کر) ہن یہ نہ پوچھو میں۔

نازو۔ اللہ کو جو منظور ہوتا ہو وہی ہوتا ہو۔  
قرن۔ ہمارے ساتھ تو اس موٹھی کاٹے بشیر الدولہ

نے بدی کی۔ اللہ اس سے کچھ نہ ہٹا دیا اس  
موٹھی کاٹنے۔

نازو جیسا کیا دیا یا بیگنا۔

نواب صاحب نے نازو سے مشورہ کیا کہ اگر تمہاری  
راے ہو تو ہم قرن کو لیکے چکے سے فیضی تال چل دیں اور  
تم بھی چلی جاؤ۔ نازو نے کہا تم کہتے بہت ہو اور کرتے  
کم ہو یہ کر چکے وہ کر نیکے۔ مگر سب زبانی داخلہ سب  
اس سے بڑھے کہ نصیحتی اور کیا ہوگا۔

نواب۔ میں بھی نے تیار ہی کر دو۔

ممن۔ بہت خوب حکم کی دیر تھی۔

نواب۔ اب ہمسے کچھ نہ پوچھو۔

ممن۔ بہت خوب کل ہی بیجے۔

نواب۔ تو ہمسے کچھ نہ پوچھیے۔

ممن۔ بس سمجھ گیا۔ کل سامان لیں لیجے۔

قرن۔ تو ہم اتنی جان کو کل دیکھ آئیں۔

نازو۔ اے ہر۔ کہیں ایسا غضب بھی نہ کرنا۔

نواب۔ کیا عقل ہے تمہاری بھی داہ۔

اختر۔ اور تو تم کہتے اور کدرا گیا۔

نواب۔ ہاں میں ہی تو خرابی ہے۔

نازو۔ امی جان کو کل نفس پر میں بلوا لیجئے۔

راوی۔ شان خدا۔ منارن اور نفس۔

نواب۔ بس میں ہزار باتوں کی ایک بات یہ تجھے  
کہی۔ جی خوش ہو گیا۔

اختر۔ کل کوئی دس بجے بلوا لیجئے گا۔

ممن۔ سس نہیں بارہ بجے۔ اور

سنو تڑکے گوردہ کیوں نہ بلوا لین سائی ہر  
کیوں ہو۔

<p>ممن۔ مہراج بلی کو کشتی میں۔  قمرن۔ نہیں نہیں کیا مہراج بلی کو میں جاتی نہیں۔  اختر۔ میں سمجھ گیا۔ میان جلد کو کشتی میں۔  قمرن۔ ہاں ہاں۔ وہ جو گائے خوب ہیں۔  نواب۔ کئی روز سے آیا نہیں۔ کیا جانے  کیا سبب ہے۔  قمرن۔ پہلے تم لوگ پیو پھر ہم سینگے۔  نواب۔ یہ نہ ہونے کا۔  قمرن۔ ہمارے سر کی قسم۔  نواب۔ تمکو ہمارے لہو کی قسم۔  رادھی۔ قرن نے پی۔ کیا یہ بڑی سخت ہے۔  نواب۔ ارے یار انکو شری پلاؤ۔  ممن۔ حضور شری ہی ہیں حضور چاہیں تو۔  نواب۔ (چکھ کر) ہاں ہے تو شری ہی۔  قمرن۔ سارے تو ظالم بروت تو ملا۔  نواب۔ کیا بروت نہیں ملائی۔  ممن۔ نہ بروت تھی۔ نہ پانی۔ یہ اٹھا کے  پی گئیں۔  نواب صاحب نے کہا اب تھوڑی پی کر سہو ہو۔  قمرن۔ اب آج تو ہکو نیند نہیں آتی۔  یانارو۔ او بوجھی سوئیں کہاں ہو تم۔  قمرن۔ سارے نواب ہکو آنا بھی نہیں آتا۔  اختر۔ خداوند آج تو دو پی چو گئی جیجے۔  نواب۔ کئی بوتلین ہیں ممن۔  ممن۔ خداوند تین بوتلین تو شری کی ہیں سارو چھ  بوتلین ہو سکی کی ہیں اور ایک بوتل اگر شاخیرن بڑی  کی اور دو اسے شاپسین کے۔</p>	<p>اختر۔ تڑکا تو یہاں ہوگا نوبجے۔ ذرا سمجھئے تو۔  قمرن۔ ہاں اچھا تو اڑ گئی۔ نواب لاؤ کچھ پلاؤ تو بعد  دیتے۔  نواب۔ یہاں کچھ ساتھ ہے ممن۔  ممن۔ حضور جان کے ساتھ ہے۔ بقول تشارے  بغل میں ہوں تو یہ دباتے ہوئے  کچھ سے بوتل لگائے ہوئے  نواب۔ تم لوگ اس شعر پر پڑے لٹو ہو۔  اختر۔ حضور خوب کہا ہے۔  نواب۔ آہیں کیا ذوق ہے بہت خوب کہا ہے۔  اختر۔ کچھ سے بوتل لگائے ہوئے۔ جان لائی  اسنے۔ سبحان اللہ۔ کیا ستانہ مضنون ہے۔  نواب صاحب نے ممن کو حکم دیا کہ لاؤ۔ ممن نے  پانچ گلاس سانسے رکھ دیے۔ اور حسین علی بروت  اور سوڈا کی بوتلین لایا۔  نواب۔ آئیں ہمارے بیان بروت اور سوڈا چاہیے۔  ممن۔ حضور پھر آخر تین روپیے کے پیادے میں  ہم میں کچھ ذوق ہوا نہو۔ یا ہم اور وہ برا بر ہی ہیں۔  اختر۔ جیسی کہاں کیا واللہ۔  ممن۔ حضور کا اقبال ہے یہ سبب۔  نواب۔ ممن تمکو انعام دیتے ہم۔  ممن۔ (آداب عرض کر کے) خداوند اس سے  زیادہ انعام اور کیا ہوگا۔  یانارو۔ خوب آدمی ہیں ممن۔  قمرن۔ اور وہ کہاں ہے جسکو آپ لپک  سبب بناتے ہیں۔  نواب۔ وہ تو نون مفرہ۔</p>
---	--

نواب۔ آئین اور دوزخی کی کوٹھی بھڑاٹھالائے۔  
 مومن حضور اتفاق پر کوئی دوست آجائے صاحب  
 لوگوں میں سے کوئی اچھائے۔  
 قمرن۔ سنے ہمارے گلاس میں اور انڈیل دو۔  
 نواب۔ دو جان تک حاضر ہو تمھارے لیے۔  
 قمرن۔ جان تمھاری تمکو مبارک رہے۔  
 نازو۔ اور ہیکو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔  
 قمرن۔ لو اپنے ہنوی سے کہو۔ جو لاکن ڈالو اذن  
 ہائے کیا بہار ہے۔ بجلی جب چمکتی تو نور آجاتا ہے  
 اچھا بناؤ برسیگا یا نہیں بر سے گا۔  
 نواب۔ برسیگا ضرور برے بارہ بجے تک۔  
 نازو۔ نہیں برسیگا۔ ہرگز نہیں برسیگا۔  
 نواب۔ آؤ بدتی ہو کچھ۔  
 قمرن۔ بد کے پاس ہم نہیں کھڑے ہوتے۔  
 نواب۔ نازو جان آؤ بدتی ہو۔  
 نازو۔ مارو ہاتھ پر ہاتھ۔  
 نواب۔ آؤ بارہ بارہ ہو سے بدتمین۔  
 نازو۔ بڑے استاد ہو۔ ہر سٹے اپنے ہی  
 مطلب کی سوچتی ہو کیوں نہ۔  
 نواب۔ ہاں ایسے گئے گذرے ہو سے ہم  
 کیا ہمارے گال مفت کے ہیں۔ ہم تو بارہ بارہ  
 ہو سے ہی بدینگے۔ تم چاہتے ہو کچھ کہو۔  
 نازو۔ ایک بن تو تمھارے سپرد کردی اسی کے  
 ہوسے و ایک سو چاہے ہزار۔  
 توڑی توڑی کی کر یہ سب ملجھ سوسے  
 تو قمرن اور نواب صاحب میں میٹھی میٹھی باتیں  
 ہونے لگیں۔

قمرن۔ نواب ایک ہوسے دو۔ اٹھ جانتا ہے  
 ترس گئی۔  
 نواب۔ ایک ہوسے ہزار ہو سے گن کے دو۔  
 قمرن۔ تو بھی سیری نہوگی۔  
 نواب۔ ہوسے ہی نوہ شی ہو جس سے سیری  
 نہیں ہوتی۔  
 قمرن۔ اللہ تم کمان اور ہم کمان سگر تھیں  
 قسم ہو بس کل ہی پرسون نی تال چلے چلو۔  
 نواب۔ ایک کیل بھی سستا ہے کل پرسون پر نی تال  
 نی تال ہونگے۔  
 قمرن۔ سنتے ہیں کہ وہاں بارہون میں سے سردی  
 رہتی ہے۔  
 نواب۔ اور سردی کے دنوں میں نوادی وہاں ٹھہر جاتا ہے۔  
 قمرن۔ اچھا میرے سر پر ہاتھ رکھو کہ ضرور چلے گے۔  
 نواب۔ (سر پر ہاتھ رکھ کر) اس سر کی قسم ضرور  
 چلیں گے اور تمکو اور نازو کو بھی لیتے چلیں گے غرے  
 اڑینگے وہاں۔ ۶۔

لو غم دزدی غم کالا	
بہشت بخا کہ آثارے بنائے	کے ما با کے کارے بنائے
نی تال کو درک دنیا کی بہشت بتائے ہیں اور جو کہ	ہو آئے ہیں وہاں کی تعداد کرتے ہیں۔
نی تال کا سفر	
نشانی ہو گناہ رسانی	دم خصت نہ کر گناہ رسانی
ترے بعد تے ترے قربان ساتی	خدا را پھر ہی احسان ساتی
وہی پھر صحبت دیوا لگی ہو	وہی پھر خصت فزائی ہو
بہاد و صل ہو پیدا تم سے	گل شادی گلشن ختم سے
راہوں درام سے تاند بلس	پھرون بت قیاس کشت گل

نواب محمد عسکری صاحب نے اس عجبت میں سفر کیا کہ  
الہان مجذوب سے وعدہ کر لیا کہ سفتے میں دو خط ضرور  
بھیج کر دنگا اور انھوں نے بھی وعدہ کر لیا کہ جواب فوراً  
بجھینگے۔ ایک خدنگا اس لیے تعینات کر دیا گیا کہ خود  
کو کسی قسم کی تکلیف نہ منے پائے۔ اور باز خان اور  
سے نام حکم بھیجا گیا کہ کلان کو مٹی کے متصل جو زمین واقع  
ہو سمین ایک اوسط درجے کا ہندوستانی مکان  
کو مٹی نما بنایا جائیگا۔ اسکا تختہ پیش کرو۔  
اب بشیر الدولہ کا حال سینے۔ محمد عسکری اسے لکھنے  
ہوئے تو تھے ہی۔ ایک رتہ بشیر الدولہ کے نام لکھوایا  
اور اسپر پہنچا کر دیے۔

نواب بشیر الدولہ بہادر میں نے سنا ہے کہ آپ میرے  
در پڑا آزاد ہیں۔ اور یہ سب کاشے آپ ہی کے ہوئے  
ہوئے ہیں۔ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ آج  
سے میرے گھر پر بن جائیے گا اور نہ ہجرتی اور کچھ خلقی  
کرنی پڑے گی میں نے اپنے آدمیوں اور بھانگ کے  
پہرے والوں اور دربانوں کے نام حکم بھیج دیا ہے  
وہ آپ کو اندر نہ جانے دیں گے۔ اور آپ نصرت میں  
ذلیل اور غور ہوں گے۔

جکے آپ دوست نہیں اسکو دشمن ڈھونڈنے کی  
کیا ضرورت ہے۔ دوست جکے آپ دشمن کا اہلکار  
کرتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔

راقم محمد عسکری

یہ رتہ بشیر الدولہ نے بڑھا تو دل میں بہت ہی ناراض  
ہوئے آدمی سے کہا جاؤ اسلئے جواب کی کچھ ضرورت نہیں کہ  
اتفاق سے وہی چار منٹ کے بعد انہی نام ایک تار

اس مضمون کا آیا  
در تار کے دیکھتے ہی روانہ ہو جیے منبر الدولہ سخت  
علیل ہوئے بہت جلد روانہ ہو جیے۔ مٹی طبیعت بہت  
بگڑی ہوئی ہو۔  
ایک انگریزی خوان نے اسکا ترجمہ سنایا تو بشیر الدولہ  
کا رنگ فق ہو گیا۔ آدمیوں کو بلایا کہا اچھی اسباب  
باز ہو بھائی کی طبیعت بہت علیل ہو گئی ہو۔  
خدمتگار حضور بشیر الدولہ بہادر کی طبیعت علیل ہو گئی  
بشیر۔ ہاں وہ بیمار تو ہے سے ہیں۔ یہ عیب ہوئی  
خدمتگار۔ تو حضور کس وقت کی گاڑی پر  
چلیے گا خداوند۔

بشیر۔ (گھڑی دیکھ کر) بس اب کوئی  
چار گھنٹے اور ہیں۔  
خدمتگار۔ تو حضور اب جلدی کرنی چاہیے ہے۔  
اب رہا کیا ہے۔

نواب بشیر الدولہ چھین صاحب کے ہاں چلے گئے اور  
آدمیوں کو ضروری ضروری آدمیوں کی نسبت حکم مناب  
دیئے اور کہہ گئے کہ کھانا بھی چھین صاحب ہی کے ہاں  
بھیج دینا چھین صاحب کو تار کا مضمون سنایا تو انکو بھی  
تشویش ہوئی نہ وقت سے ہون گھنٹہ قبل نواب بشیر الدولہ  
بہادر ریل کے ٹرین پر پہنچے اور نواب ناورد جان بیکم کو  
ایک عورت کی زبانی کہا بھیجا کہ نواب خدا حافظ ہے۔

مہتمم چندا پنچے ڈے دھر چلے  
کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

میں تمھارے ساتھ کوئی بری نہیں کی مگر تمھاری  
جان تک لینے میں کوئی دقیقہ نہیں باقی رکھا تھا خیر  
اب آئے دال کا بھادو محترم ہو جائیگا جب قرن گھر بار

لوٹ کر یکم تک پہنچے۔ پہلی سار تم نوٹ دی اسکی بنوگی ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں۔

نواب محمد عسکری صاحب کے ہمراہ رکاب کئی دوست اور صاحب سے نواب جیوٹ صاحب کا محمد اظہر صاحب۔

منشی میراج علی صاحب۔ من۔ آخرت۔ سحر۔ جلدیہ دو خدمتگار دو روٹے۔ ایک چراسی۔ دوپہر کالے

دو خاص بڑا ایک ابدار خانے والا۔ اور اردو غہ صاحب کن علی کے خیر اور بی قرن تو جان کے

ساتھ تھیں انکا ساتھ بھلا کیونکر چھوٹ سکتا۔ بی قرن اور ناز کے ہمراہ رکاب ایک مغلانی

دو مہریان۔ دو بار بڑا مہریان۔ ایک مہلدار۔ ۲۸۔ آدمیوں کا غول انکے ساتھ تھا۔ من کو

ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی دی گئی اور سفر خرچ کے لیے وٹل رو پیے آخر کو ایک مہینا پیشگی اور بات

کی ایک نئی پکین اور ایک نیا ٹھکانا۔ اور ایک نیا گرم چھہ۔ محضرے کو ایک پڑانا سرخ رنگ کا

بجھدے کام کا دو سالہ عطا ہوا۔ کوئی چھپیں بیس روپے سے زیادہ قیمت کا نہ ہوگا بارخ رو پیے

انکو بھی پیشگی ملے۔ جلد کو ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی۔ خدمتگار دن دغیر کو بھی پیشگی تنخواہ دی گئی

نواب صاحب کے ساتھ بہت بڑا سامان لیا تھا چوتیس سیر نماکو دو سیر اور تیسیر اور چوبیس۔ بارخ

رو پیے کے سچے کوٹے دھاک کے۔ سو غلام غلامی تھے۔ مختلف اقسام کے۔ خض کے پیچے۔ پھران

۲۷۔ پٹارے اور کبس اور صندوق۔ چار بند وین چار سروہیان۔ دو پیچے۔ ایک گمار۔ فرش فروش۔ درسی۔ جاجم۔ تاشچے۔ ہوائی تیکے۔

کل اسباب عشرت اور سامان ریاست ساتھ تھا ران سواری کے چار گھوڑے اور سب بیٹیں بہن۔

نواب صاحب کئی دن کے بعد مجلس امن شریف سے گئے تو نواب نادر جہان بیگم نے کہا آج یہ کمان

بھول پڑے تم جاؤ ہم نہیں بولتے اس روز کیا وعدہ ہوا تھا۔

نواب صاحب نے کہا تو ہم اس وعدے کے خلاف کب ہوئے۔ آج فریزر صاحب کا خط بنی تلی سے

آیا ہے کہ بیان آج کل موسم اچھا ہے ضرور آؤ۔ اگر آؤ گے تو صاحب کو کون سے بھی ملاقات ہو جائیگی۔ میں تو

رسیان توڑا کے جاتا ہوں مگر ٹھکانہ کیونکر لچلون سے بڑی وقت ہے۔ ہاں ایک بات البتہ ہو سکتی

ہے کہ میں وہاں جا کے ہندو بہت کروں اور جب کوئی عہدہ کوٹھی ملے تو تمکو بلا لوں۔

بیگم صاحب نے پوچھا کہ اچھا اس سے فائدہ کیا جو کہ وہاں نہیں جاتے وہ سندرست نہیں رہتے

جھوٹ موٹ کے چلے میں بس اور کچھ نہیں کیا وہاں کوئی اور خدا ہے۔

نواب۔ اچھا ابی چلکے دیکھی ہوگی۔ بیگم۔ تم ہکو کا پے کو لے چلے گے بھلا۔

نواب۔ خدا کی قسم اگر عہدہ مکان ملیا تو ضرور ملو ہوں فوراً بلوائینگے۔ ہمارا دل نہیں پہلے کا تھا بے بغیر۔

بیگم۔ ایسے ہی ہو۔ اس جھوٹ میں کیا ہے۔ نواب۔ سنتے ہیں عجیب مقام ہے۔ نئی تال۔

بیگم۔ شریف تو سنے بھی سٹی ہے۔ ساتھ کیون نہیں لے چلے ساتھ ساتھ چلنا اور اچھا ہے۔ ہمارا کا پہلے سے کبھی نام تک نہیں سنا تھا کہ نئی تال ہے کمان۔ ایک نیا نام



سننے میں آیا وہاں تو برت کرتی ہو۔ اور جکین راہ چلتے چلتے کوئی برت میں دھنس جائے تو کیا ہوسا رہی سستے ہو سکا رہی۔ جانا۔ ہماری صلح تو نہیں ہو۔ مفت میں بیٹھے بھٹائے آفت میں بڑا کیا معنی۔ کون ایسا ضروری کام ہو کہ اس کے بغیر کچھ ہو ہی نہیں سکتا جسے میں بیان رہتے اور اب کی تو لون بھی نہیں چلی۔ اب کی کیا ضرور ہو۔ جہاں ذری بھی خطہ اس کے پاس نہ بچھٹکنا چاہیے۔

نواب صاحب نے میگم صاحب سے وعدہ کر لیا کہ جو خطرے کے مقام میں وہاں ہم نہ جائیں گے تم اطمینان رکھو اور ایک اکھو اس کے اندر ہی اندر ہم ٹھکڑا لیں گے یہ کمکر اکھون نے کہا کہ ہم تھوڑی دیر میں آنے میں ذرا جا کے اسباب کو اپنی اکھون سے دیکھ لیں کہ سب معاملہ میں ہو یا نہیں۔ باہر آئے تو ایک نئے مکان میں قرن کی بان کو لیوا اور سارا چھٹا کہ سنایا۔ نواب۔ اب ہم قرن اور نازو کو پہاڑ پر لیجائے ہیں۔ ضعیفہ خطوط بھیجا کر ناگزیر تھا تو بتا جاؤ۔

نواب۔ ہمارا نشتی تمہارے پاس چوتھے یا پانچویں آیا کر گیا اور جو بیجا ہو گا وہ تم کو سنا دیا کر گیا خاطر جمع رکھو۔ نص۔ اچھا تو میں ایک دفعہ صورت تو دیکھ لوں اسکی۔ نواب۔ سکوئی سات بجے میں انگو میان بلرا لوں گا۔ نص۔ تو کیا نازو کو بھی لے جاؤ گے اسکا جانا ٹھیک نہیں ہے اگر اسکیاں آگیا تو کسی ٹھہرے گی۔

اتنے میں من نے آواز دی حضور غلام حاضر ہو گیا آؤ۔ من نے ایک سُر خ لفافہ پیش کیا۔ کہایہ تارا یا ہو نواب صاحب نے دھنچکا کر دیے اور کہا باؤ کو ذرا بلاؤ باؤ کو فرصت نہ تھی من نے اس سے ترجمہ لے لیا۔

مرسلہ فریزر صاحب از غنی تال بنام نواب محمد عسکری لکھو۔ آپ کا تارا آیا۔ کوٹھی سچی بجائی آ رہی ہے فی دم بچاں رو یہ کر ایہ پر لے لی۔ آدمی اسٹیشن تک روانہ کیا جائیگا۔ ٹھیک تارخ روانگی سے اطلاع دیجئے۔ نواب صاحب نے حکم دیا کہ ابھی جواب بھیج کر کہم کو آج شب کو ۹ بجے گاڑی پر روانہ ہوتے ہیں اسٹیشن پر یہ یہ سامان بھیجئے اور دو معتبر آدمی۔

ممن۔ بس حضور کافی ہر سفد رہے۔ نواب۔ ہم تو گھوڑے پر سوار ہونے۔ ممن۔ حضور غلام بھی انتشار الہ۔ نواب۔ تم تو ڈوبیوں کے ساتھ آؤ گے۔ ممن۔ حضور یہ خدمت دار و غم یا جملو یا سحرے کے سپرد دیجئے۔

نواب۔ میان تم ایک ہو اور میں سوار ہونا ممن۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے خداوند بیشک ہو سکتا ہے حضور یہ تو ممکن ہے۔ مگر ان غورتوں کے ساتھ جانا اور اپنے اپنے گھروں پر انکو پونچانا محض فضول ہے۔ دیسا ہی ان کے ساتھ چلنا میصوب ہے۔

اب سنئے کہ ضعیفہ آخرا اس تجویز پر راضی ہوئی کہ نازو اور قرن دونوں نواب صاحب کے ساتھ جائیں اور ضعیفہ اسی مکان میں رہے اور اگر کوئی نازو کا حال دریافت کرے تو کہدے کہ اسکیاں آگے یگیساں اور اگر میان آئے تو اسٹیشن خوب لڑے کہ تو ہی تو یگیسا تھا اور اب بڑھ بڑھ گئے یا تین بناتا ہو۔

خیر دوستوں سے یہ صلاح قرار پائی کہ نو بجے گاڑی جاتی ہو یا تو اپنے گھروں سے سیدھے بخار پست

سب کے سب پیش پر جانیں یا کسی دوست کے کان  
سب کے سب ٹھیک ہونے آٹھ بجے جمع ہو جائیں  
اس آخری رات سے سب نے اتفاق کر لیا کہ نواب  
چھٹن صاحب کے مکان پر سب کے سب ٹھیک ہونے  
آٹھ بجے جمع ہو جائیں۔

نواب محمد عکرمی بیگ صاحب سے رخصت ہونے لگے  
انہوں نے امام خاں کی اشرفی باندھی اور ہزار  
وقت رخصت کیا یہ سیدھے آغا صاحب کے مکان پر  
ہوئے انکو ساتھ لیا اور چھٹن صاحب کے ہاں آئے۔

من ان کے ہمراہ رکاب تھا اختر اور جہانگیر کے لودیا گئے  
جمع ہوئے۔ داروغہ کو اپنے ہی سے رخصت کر دیا تھا۔

صرف منشی مہراج بلی کے آنے کی کسر تھی یہ سب لوگ۔  
چھٹن صاحب بلی آنے کے پہنچے جب سوا آٹھ بجے

تک مہراج بلی نہ آئے تو نواب صاحب نے من کو  
گٹھڑی پر بھیجا وہ وہاں سے آگے گئے لگا کھداوند

وہاں کوئی بوتھائی نہیں۔ دریاں بہرے پر بیٹھا گئے  
اور جو کھداوند اور باری مگر گھر کے دروازے بند ہیں

لاکھ لاکھ پکارا کوئی نہ بولا دریاں نے غل مجاہدین نے خود  
پکارا پھرے والا چلا۔ باری پکارتے پکارتے تھک گیا کہا

ہم لوگ خود چلتے ہیں مگر تم چھٹن صاحب کی گاڑی پر آئیں  
چلو وہاں زنا سوار یوں کا بندوبست بھی کرنا ہے۔

جب یہ سب صاحب لہ پھرنے منشی مہراج بلی کے  
وہاں گئے تو دریاں درج کھداوند باری نے کہا جو راہی

وہ بیان بھی آئے تھے آپ کے ہاں کے من۔ پکارتے  
پکارتے گئے کوئی بوتھائی نہیں۔

نواب۔ دروازے کے پاس جا کر منشی مہراج بلی  
صاحب ابی منشی مہراج بلی صاحب ہوت۔

آغا۔ (گندی کھٹھا کر) منشی صاحب منشی مہراج بلی  
صاحب ارے مکان میں کوئی ہے؟

چھٹن۔ مے کو نوین دروازہ توڑا لا جائیگا۔  
نواب۔ ارے میان ریل کا وقت جاتا ہے۔

چھٹن۔ منشی مہراج بلی صاحب (دروازے کو زور  
سے لات لگا کر) ارے کچھ نہ کوئی ہے یا سب گئے۔

نواب۔ سانپ سو گھ گیا ہے سب کو۔ کوئی  
جواب نہیں دیتا سب گئے۔

منشی مہراج بلی کی بیوی کو یہ بدو عاری می معلوم  
ہوئی۔ دل میں کہا سانپ سو گھ تیرے کنبہ کو

تیرے ہوتوں سو توں کو۔ مگر منشی مہراج بلی مسط  
ماسے پڑے رہے چپ چاپ۔

اسنے میں ان لوگوں نے زنیہ لگا کر قصد مکان  
پھانڈنے کا کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان لوگوں

نے زنیہ لگایا۔ اور بڑا دے کی چھت پر سو بچے ہی  
گئے تو کہا کون ہے کون ہم آئے ہیں۔

منشی مہراج بلی کو مجبور ہو کر لوٹنا پڑا۔ اسے بھی  
لاپے واسطے دروازہ توڑے ڈالتا اور مکان پھانڈنے

مانگتا تم لوگ۔  
نواب صاحب نے غل چاکر کہا بولا لاپے واسطے

بولائے اب باہر آئے۔ باہر ان کو منشی مہراج بلی نے  
کہا بھائی جان ہم تو اب کل چھٹے ہمارے جو درہم کو

جانے نہیں تہی مجبوری ہے آج پنجک ہر گل ضرور  
چلتے بھائی صاحب۔

نواب۔ ہمارے ہاں مونچوں کا کوڑا تھا اور یہاں  
پنجک ہے کیا کیا نہیں لی ہوئی میں اسے ہندوستانی۔

چھٹن۔ احتجاج کیا صلاح ہے کچھ وقت نگہ ہو چکے

پاس۔ ہمارا باغ ہو رات بھر وہیں رہیں اور طبلے کے  
سب نے اس راسے سے اتفاق کیا۔ شب کو جلوس لکھا  
دن کو سونے۔ دوسرے روز شب کے وقت ریل پر  
سوار ہوئے۔ نیلی تال کی محبت نے آخر کار غنیمت ہی۔

کرنا ہو جلدی کرنا چاہیے۔  
آغا۔ بھی ملتوی کر دو۔ چلو تو سب کے سب ساتھ ہی  
چلو۔ نہ کوئی نہ چلو۔  
چٹن نے کہا بہتر ہو۔ مگر گھر نہ چلیں گے اسٹیشن کے

تمام شدہ جلد اول سیرکسار



خدائی فوجدار

آپ نے نام ہی سے تمام خوبیاں معلوم کر لی ہوئی۔ مگر اس پر بھی ہم دین کو ناچاہتے ہیں کہ یہ ایک انگریزی ناول کا ترجمہ ہو مگر دین کی طرف سے ناول دہرے دہرے محنت کی ضرورت ہے

نے اور بھی اس کو چاہا تھا کہ اسے ہن اور وجود ہو جائے

میں بیک نہایت دلچسپ اور کشنیکلا ہے۔ قیمت ۴۰

ملاحظہ فرمائیے

فسانہ آزاد

جلد ۴

کون فسانہ آزاد جو جادو رنگارنگ رتن ناتھ شکر کی بہترین تصنیف ہے اور جس میں مصنف نے قصہ کی ہر قسم کی دلچسپی کو قائم رکھتے ہوئے اپنی اعلیٰ زبان دانی اور تجربہ کاری کا ثبوت دیدیا ہے جس کی ہر داستان میں دنیا کے کسی فرقہ کی زبان و محاورات اصطلاحات اور معاشرت کا بعد دلچسپ تذکرہ ہے جس کی دلچسپی کا یہ حال ہے کہ کوئی کسی جگہ سے دیکھ کر بغیر ختم کے اس کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ مطبع ہذا میں موجود ہے جس کی قبولیت عام کا اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ ہمیشہ کثیر تعداد میں فروخت ہو کر شائع ہوتی رہتی ہے جلد طلب فرمائیے اور نطف اٹھائیے۔ قیمت کامل ۴ جلد ۴۰

جام شکر

جلد اول للبعہ + جلد دوم للبعہ

جلد سوم ص ۱ + جلد چارم ص ۱

دین و دنیا سے بچنے والوں کے یون تو بہت سے فسانے

ہیں جن سے ہونگے مگر اس کتاب کو

پڑھ کر ان کی رنگین مزا بیوں اور ہوس

راہوں کا پورا پورا اندازہ ہو جائے

عبارت کتاب اتنی دلچسپ ہے کہ ہر جہاں

طرح متوجہ کر لیتا ہے۔ قیمت ۴۰

حاجی بابا اصفہانی

یہ بھی نہایت ظریفانہ رنگ کا ناول ہے اور ظرافت کے ساتھ قربات کی

دست دینا اس میں پیش کی ہے حاجی بابا

جہاں ہونے ہیں دہان کے رسم و رواج

پر پوری روشنی ڈالی ہوئی

ہر داستان زعفران زار اور ہر قصہ محبت خیر داور

دخیر و چرخ

ملاحظہ فرمائیے

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰

قیمت ۴۰











